دشمن قارنجہ ایسہ فیل کبی ظن ایلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہیئے

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑائیاں جو سنہ ۱۸۷۷ء کے جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئی ہیں

اور

جنکے حالات لفٹننٹ ولیم ڈی ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)

انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب نمبردار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بایزاد

حواشی و فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ اول

سنہ ۱۳۱۸ھ

مطبع روز بازار (جنرل لائبرس ایجنسی) امرتسر

سنہ ۱۹۰۰ء

میں

باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے چھپا

ناظرین

اس کتاب کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے میں کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں پاتا۔ اس کے عالی ہمت مصنف مسٹر ہربرٹ کے کارنامے پڑھکر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون سے امور تھے جنھوں نے مجھکو اسکے ترجمہ کی تحریک کی۔ اور ساتھ ہی آپ پر یہ بھی منکشف ہو جائیگا۔ کہ اس میدان میں بھی جو کسی وقت صرف مسلمانوں کا ملک متصور ہوتا تھا۔ ہمکو اپنے عیسائی معاصرین کے ہم پلّہ بننے کے لئے کس قدر کام کرنا باقی رہتا ہے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ جہانتک عثمانیہ حکومت اور بالخصوص اعلیٰ حضرت امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہٗ کی ذات گرامی کا تعلق ہے اُن نقصوں میں سے جنکا ذکر مسٹر ہربرٹ نے کیا ہے اکثر کی صلاح کردیگئی ہے۔ اور باقیماندہ کی برابر تبدریج ہو رہی ہے لیکن افسوس قوم کی نسبت اسکی عام حالت کو دیکھکر مجھے بھی رائے ظاہر کرنے کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔

بھر حال میں امید کرتا ہوں کہ جو ہموطن اس کتاب کو مطالعہ کرینگے وہ کم از کم اُس شیر دل بلند ہمت نوجوان کے لئے جو محض راستی کی تائید اور مظلوم کی حمایت میں سینہ سپر ہو کر کئی مہینوں تک سترہ اٹھارہ سال کے سن میں اپنے ہم مذہبوں سے مشغول کارزار رہا۔ دعا خیر مانگنے سے دریغ نہیں کرینگے۔

مسٹر ہربرٹ نے اس کتاب میں ایسی شرح و بسط سے کام لیا کہ اسپر شکل کچھ اور ایزاد ہو سکتا ہے۔ تاہم میں نے جہاں کہیں مناسب سمجھا توضیح مطلب مزید آگاہی یا مصنف کی بعض اور شاذ و نادر غلط فہمیوں کی تصحیح کے لیئے جا بجا حواشی دیدیئے ہیں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الہدےٰ۔

۲۴ مارچ ۱۸۹۸ء

خاکسار بندہ محمد انشاء اللہ اڈیٹر وکیل امرتسر

غازی عثمان پاشا اعلیٰ مشیر دربار ہمایوں شیر پلیونا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاربات پلیونا

دیباچہ

ایک جرمن ضرب المثل ہے کہ "دیرآید درست آید"۔ اِس سے میری مراد یہہ نہیں کہ وہ تاریخی واقعات جنہوں نے پلیونا کے نام کو ہمیشہ کے لئے مشہور کردیا ہے اور اُسے ترکونکی نگاہ میں ویسا ہی عزیز بنا دیا ہے۔ جیساکہ واٹرلو# انگریزونکی نگاہ میں ہے۔ یا تھرموپائلی* پورانے یونانیونکی نظروں میں تھا۔ اور جنہوں نے اس مقام کو شجاعت۔ تحمل۔ جفاکشی اور ایثار کا عثمانی قومی نشان بنا دیا ہے۔ اُن میں جو تھوڑا سا حصہ میں نے لیا ہے اُسکے حالات تحریر کرنے میں یہہ سولہ برس (جو محاربہ پلیونا کے بعد گذرے ہیں) صرف ہوگئے ہیں۔ بات صرف یہہ ہی کہ میں نے اپنی اُس تجویز کو جو ۱۸۷۷ء کے پُراز واقعات غریبہ و سوانحہ عجیبہ سال کے عینی مشاہدات اور ذاتی تجربات کو قلمبند کرنیکے متعلق ابتدا ہی میں کی تہی۔ اور جسپر اکثر غور کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ ٹال دیا کرتا تھا۔ عمل میں لاتے لاتے تقریباً یہہ سولہ برس گذر جانے دیئے۔ اِن صفحات میں مَیں نے ذاتی مشاہدات و تجارب سے تجاوز نہیں کیا۔ گو ممکن ہے کہ کہیں کہیں میرے حافظہ نے ٹھیک کام نہ دیا ہو۔ اِس داستان پر حق الامر کے قریب ہونے کا فوراً بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک ایسے شخص کے ذاتی معائنوں پر مبنی ہی جس کو اپنی آنکھوں اور کانوں کی قوت پر بہت کچھہ بھروسہ ہی۔ میں نے دوران محاربہ میں ضخیم یادداشتیں تیار کی تھیں

واٹرلو بلجیم کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہی جو اُسکے دار الخلافہ برسلز سے بجانب جنوب مشرق آٹھ میل کی فاصلہ پر واقعہ ہی۔ ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کو یہاں انگریز سپاہ سالار ویلنگٹن نے جو پرشین اور انگریزی متفقہ افواج کا کمانڈر تھا۔ نپولین اعظم شہنشاہ فرانس کو شکست فاش دی اس معرکہ کی وجہ سے یہہ مقام تاریخ عالم میں ہمیشہ مشہور رہیگا +

* یہہ یونان کی شمال مشرق میں ایک مشہور درہ ہی اسکے لفظی معنی دروازہ آتشین کے ہیں جہاں سے ۴۸۰ ق م قبل مسیح میں لیونیڈا یونان کے مشہور محب وطن نے تین سو سپاہیوں سے کئی لاکھ ایرانی فوج جو عرصہ دراز تک یونان میں داخل ہونے دیا یہی واقعہ اُسکی شہرت مدامی کا باعث ہی۔ یہہ ایک تنگ راستہ ہی ایک طرف بلند چٹان ہیں اور دوسری طرف سمندر یا دشوار گذار دلدلیں ہیں قبضہ لا میا سے رجسکو یونانی فوج نے ۱۸۹۷ء کے محاربہ روم و یونان میں بمقام دومو کوس شکست فاش کہانیکے بعد اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ یہہ درہ ۹ میل بجانب جنوب ہے۔ اِسکے قریب آب گرم کی چشمے موجود ہیں اسلئے اِسکو آتشین دم کہتے ہیں +

جو سوائے ایک چھوٹی سی نوٹ بُک اور یادداشتوں کے چند تختہ کاغذوں کے جو آخری محاصرہ شکن ہلہ کے دن حسن اتفاق سے میری جیب میں پڑے رہ گئے۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کی آخری جانتوڑ کوشش کی افراتفری میں ضائع ہو گئیں نوٹ بُک میں عثمان پاشا کا ایک پنسلی خاکہ بھی جو جلدی میں کھینچا گیا تھا موجود ہے۔ شایع کنندگان کتاب نے باوجود نقصوں کے اِس خاکہ کی نقل کرنا منظور کر لیا ہے۔ بلحاظ مصوری یہہ تصویر بالکل بھدی ہے۔ مگر شباہت کے ظاہر کرنے میں پورا پورا کام دیتی ہے۔ ایک بڑا نقص اِس میں یہہ ہے کہ اِس چھوٹے سے خاکہ کے دیکھنے سے ناظرین کو یہہ خیال ہو جاتا ہے کہ اصل شخص دراز قامت اور دُبلا پتلا آدمی ہے۔ حالانکہ یہہ بات نہیں۔ عثمان کا جسم گتھا ہوا ہے اور قد میانہ ہے۔ جن دنوں میں روسیوں کی قید میں تھا میں نے اپنے ساتھی قیدیوں کی گفتگو اور مکالموں سے اپنے حافظہ کو تازہ کر کے گمشدہ یادداشتوں کا بہت سا حصہ پھر دوبارہ لکھہ لیا۔ ذاتی حافظہ کے بعد میری داستان زیادہ تر اِنہیں یادداشتوں پر مبنی ہے ٭

اگرچہ میں انگریزی النسل ہونے کا مُدعی ہوں۔ مگر انگریزی میری مادری زبان نہیں۔ مجھے اُس کا علم اکتسابی ہے۔ جب میں نے انگریزی پڑھنی شروع کی اُسوقت میری عمر سات برس کی تھی۔ میری کتاب میں بعض موقعوں پر غیر انگریزی محاوروں اور بندش فقرات کے ہونیکا یہی باعث ہے۔ لڑائی سے چند برس بعد تک میں ابھی بالکل بچہ تھا نہایت ہی بے پروا اور لطف صحت۔ جوانی۔ زر و دولت اور شباب کے جائز عیش و نشاط کا حظ اوٹھانے میں اسقدر مشغول رہا کہ تاریخی واقعات میں اپنی ذاتی شمولیت کے حالات قلمبند کرنے کے فوائد اور اہمیت پر خیال کرنے کی مجھے فرصت ہی نہ ہوئی۔ اس زمانہ کے بعد زندگی کا ایک اور دَور شروع ہوا۔ اِس میں حسن اتفاق سے مجھے کئی کامیابیاں جنکا میں مستحق نہیں تھا خود بخود نہایت آسانی سے نصیب ہو گئیں۔ یہہ زمانہ مطالعہ۔ سیر و سیاحت۔ گھر کے دھندوں۔ اور اپنے پیشہ کی اداے میں صرف ہوا۔ اِسکے بعد مصیبت۔ رنج و الم۔ بے حد کام اور زندگی کیلیئے بے اندازہ محنت و مشقت کرنیکا دَورہ آیا۔ الغرض اِس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ سولہ برس تک مجھے اپنی کتاب کے لکھنے کے لئے کوئی فرصت نہ مل سکی ٭

چونکہ میں صرف لفٹنٹ تھا اِسلئے میرے ذاتی مشاہدات کا اُفق اور دایرہ لازمی طور پر محدود تھا۔ میری حالت بعینہٖ اُس شخص ایسی تھی۔ جو کسی تصویر کو بالکل ناک کے قریب رکھکر دیکھہ رہا ہو۔ وہ کُل تصویر کو ایک نظر سے نہیں دیکھہ سکتا۔ مگر وہ اُسکے ہر ایک حصّہ کو علیحدہ علیحدہ کر کے بالتفصیل دیکھہ لیگا۔ اور اسطرح سے آخرکار یہہ شخص غالباً سرسری نگاہ سے کل تصویر کو دیکھنے والے کی نسبت زیادہ حالات سے واقف ہو جائیگا۔ معرکہ کارزار میں ادنے درجہ والے اِس گھاٹے میں تو ضرور ہوتے ہیں کہ وہ سارے

معرکہ کی حالات و کوائف کو نہیں دیکھہ سکتے۔ مگر اُسکے ساتھہ ہی اُنکو یہہ فایدہ بھی ہوتا ہے کہ واقعی کارزار سے قریب ہونے کی وجہ سے اُنکو اُسکی اصلی اور بھیانک کیفیت بخوبی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ فرمانروا۔ مدبّر۔ سپہ سالار اور ایک حد تک اخبارات کے فوجی نامہ نگار میدان جنگ کی تصویر کے صرف حاشیہ کے بیل بوٹے کو دیکھہ سکتے ہیں۔ میں نے شجاعوں کے کارنامے اور روح کو جوش دلانیوالی کیفیتیں بھی جو نہایت عالی شان اور پر جلال تھیں بکثرت معاینہ کیں۔ اور اُن سے زیادہ مقاتلہ و کارزار کی وہ کیفیتیں دیکھیں جو نہایت خوفناک اور مہیب تھیں۔ اور جنکے بیان کرنے سے زبردست سے زبردست محرر کا قلم بھی عاری ہے۔ میں نے ناگفتنی منظر اور ایسے خوفناک نظارے جو خیال میں بھی نہیں لائے جاسکتے ملاحظہ کئے ہیں میری بھہ دیرینہ اور دلی آرزو ہے اور مجھے اسکے پورے ہونے پر بہت یقین ہے کہ حضرت باریتعالی اپنی ربّانی عدالت و انصاف کے دستور العمل میں یہہ سزا بھی ضرور شامل کرے کہ۔ بادشاہوں اور مدبّروں کو جو حضرات ہی محاربات کے برپا کرنیوالے ہوتے ہیں غیر ارضی سزا کا وقت پہنچنے پر (یعنی موت کے قریب) ایسے خیالی منظروں اور خوابوں سے جو اصل منظروں کے کسی قدر مشابہ ہوں اور جنکو مجھہ لرزان و ترسان معصوم ناظر نے مشاہدہ کیا ہے عقوبت پہنچائے۔ میں نے کسی جگہہ یہہ پڑھا ہے کہ ”اگر تمکو اپنی اعتقاد پر جو بچپن سے تمہارے دل میں راسخ ہے بے حد یقین ہو۔ تو اُسکی مضبوطی کی آزمائش کے لئے ذرا ارض مقدس (عیسائیونکی زیارت گاہ) ہو آؤ“ (یعنی تمکو وہاں ایسی صعوبتیں پیش آئینگی کہ غالباً اپنے عقیدہ سے لڑکھڑا جاؤ گے) اس مقولہ کی درستی کی میں ذاتی معاینہ سے تصدیق کرسکتا ہوں اسکا انداز بحال نہی فقرہ مذکور کی ترکیب میرے حسب حال گویا یہہ ہوگی کہ ”اگر تمکو سپاہیت کی عزت و شان پر بیجا اعتماد ہو تو اپنے اعتماد کو ذرا لڑائی میں آزماؤ“ (پھر تمکو معلوم ہوجائیگا کہ سپاہیت کی عزت و شان کیسی ہوتی ہے)۔ سپہ سالار جو عمدہ عمدہ غذائیں کھاکر توندل ہوجاتے ہیں اور بالعموم گھروں میں ہی بیٹھہ ہدائیتیں جاری کرتے رہتے ہیں مفت کی عزت و نیکنامی ہینگ لگے نہ پھٹکری حاصل کرلیں تو کرلیں۔ سپاہی اور جنگ کنندہ افسر سے بوچھو دوران محاربہ میں غذا کا فکر۔ صحت کا خیال۔ اور سردی گرمی سے بچنے کیلئے رات کے بسیرے کی سرگردانی اور تلاش کیا اُسکے دماغ میں اس عارضی دنیاوی شہرت نیکنامی کے حصول یا اُسکی خواہش کیلئے کوئی جگہہ باقی رہنے دیتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر اس کتاب کے پڑھنے سے اس نمود بے بود کے توہمات کچھہ بھی زائل ہوجائیں اور اُسکی بدولت قیام امن کی خواہش و محبت کسیقدر بھی لوگونکے دلونمیں پیدا ہوجائے تو مصنف کا مدعا پورا ہوجائیگا۔

لنڈن۔ نومبر ۱۸۹۴ء۔ ولیم۔ ڈی۔ ہربرٹ

تمہید

مشرق کے واقعاتِ گذشتہ پر ایک سرسری نظر

سنہ ۱۸۷۵ع سے لیکر سنہ ۱۸۷۷ع تک

کتّے اور بلّی کے بیر کیطرح روس و روم میں بھی پرانی دشمنی چلی آتی ہے۔ جس وقت روم اپنے اصلی مالکوں (یعنی رومیوں) کے قبضہ میں تھا اسوقت بھی وہ بائیزنٹیئم (قسطنطنیہ کا پورا نام) پر دندان آز تیز کئے ہوئے تھا۔ ایک روسی روایت ہے کہ قسطنطنیہ کے روس کے قبضہ میں آجانے کی عرصہ مدید سے پیشنگوئی ہو چکی ہے۔ اس سے روسیوں کی قومی امنگ اور بلند پروازی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے۔ اور یہہ پیشنگوئی اپنے گھڑنے والوں کی ذہانت و حکمت پر جو غالباً بہت ہی قریب زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں بخوبی دلالت کرتی ہے۔ سنہ ۱۸۷۷ع کا محاربہ دونوں رقیب سلطنتوں میں دسواں جنگ شمار کیا جاتا ہے۔ یہہ جنگ اسی وقت سے اٹل ہو گیا تھا جبکہ جولائی سنہ ۱۸۷۵ع میں صوبہ ہرزیگوینیا میں بغاوت پھوٹ پڑی اور صوبہ بوسنیا بھی اسکے ساتھ شامل ہو گیا۔ روس نے در پردہ باغیوں کی امداد کی۔ اور غالباً اس بغاوت کا محرک بھی وہی تھا۔ ادھر سرویا اور مانٹینگرو بظاہر سرکاری طور پر بالکل الگ تھلگ رہنا بیان کرتے رہے۔ مگر فی الحقیقت خود ساختہ ثالث بننے کی سعی کرتے رہے۔ یورپین مداخلت کے خوف سے بابعالی نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے جو انتظام کیا وہ بہت نرم تھا۔ لیکن جب باغیوں نے مارچ و اپریل سنہ ۱۸۷۶ع میں مصالحت اور قیام امن کی بکرر تجاویز کو نہایت تمرد کیساتھ مسترد کر دیا۔ تو ٹرکی نے جو صلح آمیز طریقوں سے امن قائم کرنیکے متعلق اپنا فرض ادا کر چکی تھی مستعدی سے کارروائی شروع کر دی۔ مئی میں ٹرکی کو مانٹینگرو کی ساتھ بھی جسکا بادشاہ اور رعایا دونوں ترکوں کے جانی دشمن ہو رہے تھے مجبوراً لڑائی کرنی پڑی۔ یورپ بابعالی سے (قومی قرضہ کے سود کی عدم ادائیگی کی وجہ سے) پہلے ہی بگڑا ہوا تھا۔ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۷۶ع کو بمقام سالونیکا کثر مسلمانوں کے ہاتھ سے فرانسیسی اور جرمن قونصلوں کے قتل ہو جانے پر وہ اور بھی بھڑک اٹھا۔ ترکی نے اس قابل افسوس واقعہ کی تلافی کے لئے دول یورپ کے سخت جابرانہ مطالبات کو فوراً منظور کر کے بہت جلد پورا کر دیا۔ شومئے بخت سے اندرونی مصائب و مشکلات نے سلطنت کی بنیاد کو اور زیادہ ہلا دیا۔ سلطان عبد العزیز ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ع کو معزول اور ۴ جون کو قتل کر دیا گیا۔ مراد خامس سلطان شہید کا بھتیجا جانشین ہوا۔ ۱۵ جون کو ایک چرکس افسر (حسن بک جو عبد العزیز کا سالہ تھا) نے تین وزرائے سلطنت کو ایک اور

ایشیا کوچک
صوفیہ
سالونیکی
ہنگری

راستہ صاف ہوگیا۔ مگر زار نے ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۷۶ء کو مقام لیواڈیا سے تاکیدی تار التوائی جنگ کیلئے بھیجدیا۔ اور امن پسند ترکوں نے جو لڑائی کے خواہان نہیں تھے جنگی کارروائیوں کو بند کر دیا۔ ۳۱۔ اکتوبر کو پھر جنگ کا باقاعدہ التوا ہوگیا۔ (قطعی صلح یکم مارچ ۱۸۷۷ء میں جا ہوئی۔) سلطان المعظم نے مزید مشکلات کے حدوث کو ٹالنے کیلئے نرمی و ملاطفت سے کام لیا۔ اور باغی باجگذار صوبہ کو کسی تنبیہہ یا سزا کے بغیر جسکا وہ پورا مستوجب تھا سابقہ حالت پر رہنے دیا۔ مگر سلطان المعظم کی یہہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ روس نے اب پھر دسویں مرتبہ حصول استنبول کی کوشش کرنیکا مصمم ارادہ کر رکھا تھا اور قسطنطنیہ کی کانفرنس (جو دول یورپ نے بظاہر جنگ کو روکنے اور اصل ترکی کی آزادی کا خاتمہ کرنیکے لئے دسمبر ۱۸۷۶ء میں منعقد کی تھی) سلطنت عثمانیہ کی طرز حکومت کی نئے قوانین جو دول یورپ کو خوش کرنیکے لئے باب عالی نے ۲۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو نافذ کئے تھے اور ترکی پارلیمنٹ کا پہلا اور آخری اجلاس (جسکا افتتاح ۱۹ مارچ ۱۸۷۷ء کو ہوا۔) الغرض کوئی چیز اسے اس ارادہ سے نہ ہٹا سکی۔ اور آخر کار ۲۴۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو زار اسکندر ثانی نے جو اسوقت قصبہ کشنیف (واقعہ صوبہ بسریبا) میں مانورات (فوجی قواعد و مشق) دیکھنے کیلئے آیا ہوا تھا بالکل بلاوجہ دو برس کی جنگی تیاریوں کے بعد سلطان عبدالحمید خان ثانی کے برخلاف جنگ کا اعلان دیدیا۔

کل یورپ کو بالعموم روس کیساتھ ہمدردی تھی۔ صرف انگلستان میں عام لوگ فی الجملہ ترکوں کی ہوا خواہ تھے۔ دول یورپ نے ظاہر کر دیا کہ وہ بالکل الگ رہینگی۔ رومینیا کو بھی یورپ نے سر دست روس کی عملی امداد کرنے سے محترز رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چنانچہ اسنے روس سے معاہدہ کر لیا کہ میں تھوڑی مدت کیلئے فوجی امداد نہیں دونگا مگر ریاست کے باقی کل وسائل سے وہ استفادہ کر سکتا ہے۔ سرویا پچھلی ہزیمتوں سے خفیف و رنجیدہ موقعہ کی تاک میں بھی ویسا بیٹھا رہا کہ ترکی کو شکست ملتے ہی گدھ کی طرح شکار پر جھپٹ پڑے۔ بہادر (اسنہرا) ننھی ریاست مانٹی نیگرو (جبل اسود) پھر میدان میں اتر آئی۔ اور اسطرح دسویں جنگ روم و روس شروع ہو گئی۔ جسکی پہلی محاربوں سے بھی زیادہ خونخوارانہ اور وحشیانہ ہونیکی کل دنیا کو اس امر سے شروع ہی میں توقع ہو گئی کہ دونوں سلطنتوں کے فرمانرواؤں نے بڑے اصرار و تقید سے اسکو مذہبی جنگ کا رنگ دیدیا تھا۔

کل عثمانیہ مقبوضات میں ایک فی الواقع عظیم الشان تحریک حب الوطنی کی پیدا ہو گئی۔ ترکوں کیلئے یہہ حیات و موت کا مسئلہ تھا۔ کیونکہ روس نے یورپ سے سلطنت عثمانیہ کی بیخکنی کی ٹھان رکھی تھی۔ اور کل دنیا کو یہہ امر بخوبی معلوم تھا

لیواڈیا کریمیا کا ایک قصبہ ہے اور مقام یالٹا کے قریب واقع ہے۔ روس کے فرمانروا اور شاہی خاندان کے ارکین کاروبار سلطنت سے کچھہ عرصہ کے لئے سستانیکے واسطے عموماً وہاں چلے جاتے ہیں۔ ان کی رہائش کیلئے اس شہر میں اکثر عالیشان مکان اور باغات موجود ہیں۔ پچھلے محاربہ روم و روس میں زار اسکندر ثانی میدان جنگ میں آنے سے پہلے کئی مہینے اس قصبہ میں رہائش پذیر رہکر اپنی پر حیل چالیں چلتا رہا تھا۔

حصہ اوّل

پلیونا کی طرف کوچ

فصل اوّل

میں کیسے ترکوں کے ساتھہ شامل ہوا - از جولائی ۱۸۷۶ء لغایت ۲ جنوری ۱۸۷۷ء

جس کام کی یہہ فصل جس میں تقریبًا ہر ایک فقرہ "میں ہوں" یا "میں تھا" کے مدعیانہ الفاظ سے شروع ہوتا ہے مجھہ سے متقاضی ہے اس سے مجھے حیا بہت کچھہ مانع آتی ہے - لیکن میں (جرمنی کے مشہور عالم فلاسفر و مصنف) گوائٹی کی اس نصیحت سے کہ "صرف کمینہ لوگ شرمیلے ہوتے ہیں" جرأت پکڑتا ہوں - اگر فلاسفر مذکور کے سوانح لکھنے والوں نے درست لکھا ہے - تو اس نے عمر بھر اپنے اس مقولہ پر پورا پورا عمل کیا ہے اور میں بھی اسی کے قابل تعریف اور بارعب طریق عمل کی تقلید کرنیکی کوشش کرونگا ؎

باپ کیطرف سے میں برطانوی الاصل ہوں - میرا دادا واٹرلو کی لڑائی میں شریک تھا - اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں بچہ ہی تھا - میری دادی بعض اوقات مجھکو اس سپاہی دلاور قسم کیلئے جو اسے لندن سے بھیجی جاتی تھی انگریزی میں رسید لکھہ دینے کیلئے کہا کرتی تھی - میری والدہ فرانس کے مشہور پرٹسٹنٹ ہوئی ناٹ خاندان سے تھی ؎ میں ۱۸۵۹ء میں جرمنی میں پیدا ہوا - میرا باپ جو صاحب جاہت و ثروت تھا - برلن میں بطور سوداگری رہائش پذیر ہو گیا تھا - سرکاری مدرسہ میں تعلیم ختم کر لینے پر اسنے مجھے ایک تجارتی کوٹھی میں شاگردی یعنی ادنی محرری کی جگہہ دلادی - مجھے یہہ کام سخت ناگوار تھا - کیونکہ مجھے اس سے بلند تر مناصب کی امنگ تھی - میری نوجوانانہ امنگ ڈاکٹر سپاہی یا بوچڑ الغرض کوئی ایسا آدمی بننے کی تھی جسکا کام قتل کرنا ہو - کچھہ عرصہ بعد مجھے متفرق زبانیں سیکھنے کا شوق ہو گیا - اور جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں اسوقت میں انگریزی اور فرانسیسی روانی کیساتھہ اور لاطینی و ہسپانوی بخوبی بول سکتا تھا - رفتہ رفتہ میری طبیعت فلسفہ - علم الالسنہ اور دیگر قیاسی علوم کیطرف راغب ہو گئی - مگر میرا باپ دل و جان سے تجارت پر شیدا تھا اور مجھکو بھی تاجر بنانے پر مصمم راسخ العزم ہو چکا تھا اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے ہوئے جنوری ۱۸۷۶ء میں میں نے میسرز راسنگر اینڈ سنز

سٹیفل کے ہفایت ہی غلیظ دفتر میں ایک غلیظ میز کے سامنے اپنی جگہہ جالی۔ یہہ سوداگر کمیشن پر ایک کا مال دوسرے کے پاس بیچا کرتے تہے اور نو آبادیوں کی پیداوار کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے تقریباً چہہ ایک ادنے منشی رکھے ہوئے تھے۔ کلرک (منشی) کوئی نہ تھا۔ کیونکہ ان لوگوں میں بلا تنخواہ کام نکرنیکی بہت بری عادت ہوتی ہے۔ برخلاف اسکے جرمنی میں ادنی منشیوں یعنے شاگردونکو تین چار برس تک بلا تنخواہ کام کرنا پڑتا ہے +

یہہ سوداگر یہودی تہے۔ انکی ناک۔ اُنکا لب و لہجہ۔ انکی خسیس عادات۔ اُنکی موٹھہ سی لہسن کی سخت بو اور بالآخر انکی غلیظ شکل و صورت کو دیکھتے ہی ہر شخص انکی قومیت کو پہچان سکتا تہا۔ وہ اپنے تئیں عیسائی ظاہر کرتے تہے لیکن برلن میں پراٹسٹنٹ مذہب کی حالت بہت ہی ردی ہوگی کہ اُسنے ایسے رنگروٹونکو منظور کرلیا +

میری زندگی کے نہایت قابل تعریف کاموں میں سے ایک یہہ بہی ہے کہ میں میسرز راسکرانز کے دفتر میں بارہ مہینے سالم رہنے کے باوجود بہی دیانتدار اور بلحاظ اوضاع و اطوار و لباس شریف آدمی ہی ہوں +

شاید میری اس کتاب کو بعض انگریزی کلرکوں کی نظر سے گذرنیکا فخر حاصل ہو۔ اس خیال سے میں دونوں ملکوں کے کلرکونکی باہمی حالت کے موازنہ کیلیئے میسرز راسکرانز کے دفتر کے کلرکونکا ضبط اوقات جو جرمنی کے دیگر کوٹہیوں سے کچھہ ہی سخت ہے درج کردیتا ہوں۔ انگلستان کے کلرکونکو دس بجے سے لیکر پانچ بجے تک دفتر میں حاضر رہنا پڑتا ہے۔ انمیں سے ایک گھنٹہ کھانے کے لیئے ملتا ہے۔ ہر شنبہ کو نصف دن کی اور اتوار کو سالم تعطیل اور موسم گرما میں تین ہفتونکی مسلسل رخصت ملتی ہے۔ دفتر مذکور میں ۸ بجے صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا پڑتا ہے کھانے کیلیئے کوئی وقت نہیں۔ ایک ہاتہہ سے لکھو اور دوسرے سے بسکٹ چباتے جاؤ۔ شنبہ کو ۸ بجے صبح سے بارہ بجے رات تک اور اتوار کو ۹ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک۔ تعطیل نام کو بھی نہیں +

مجھہ سے کسی نے ذکر کیا تھا کہ مسٹر شنیشہ شیفل کے جد امجد کو عرصہ ہوا اُس زمانہ کے ایک لیرا اور خراب بیرن (امیر) نے عرصہ دراز کیلیئے قید خانہ کے تہ خانہ میں قید رکھا تہا۔ غالباً اُسکا پسر خلف صدیوں بعد اب اس طرح عیسائیوں سے اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے۔ یہہ دفتر بالکل قید خانہ کی مشابہ ہے اور غلیظ اُس سے بدرجہا زیادہ +

کالج کے آزادانہ اور باآسائیش طرز معاشرت کے بعد جہاں کبہی کشتیوں کی سیر ہے۔ کبھی گیتکی بازی ہو رہی ہے کبہی بندوق کی مشق۔ کبھی باہمی دہول دھپّہ۔ الغرض جہاں ہر ایک چیز جوانی کی امنگونکو بڑھانیوالی اور صحت کی موید تھی۔ یہہ تجارتی تجربہ میرے لیئے مدامی تکلیف و عذاب کا باعث تہا۔ بنابریں جب جولائی میں سرویا نے ترکی کے ساتہہ جنگ کرنیکا اعلان کردیا۔ تو میں نے اپنے باپ کو صاف لکھدیا کہ میں میدان جنگ کو بطور والنٹیر جاتا ہوں اور گو میرا دل ترکوں کیطرف سے ہوکر لڑنے کو چاہتا ہے۔ لیکن اگر وہ میری خلاف

کو منظور نکریں تو میں سر دیا والونکے ساتھہ ہو کر لڑائی پر آمادہ ہوں مجھے ترکوں سے ہمدردی ہو جانیکی یہہ وجہہ تھی کہ میری چند نوجوان انگریزونسے جو برلن میں تعلیم پاتے تھے ملاقات ہو گئی تھی۔ وہ ترکوں کے ہوا خواہ اور روسیوں سے اسقدر متنفر تھے کہ شاید اس سے زیادہ نفرت انکو صرف جرمن یہودی سے ہو۔ میرا باپ یہہ سنتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اُسکا ہنسنا بے محل نہ تہا۔ میں اُسوقت ایک طرح بالکل بچہ تھا۔ میری عمر صرف سولہ سترہ برس کی تھی۔ میں ترکی زبان میں سے کسی کی زبان نہ جانتا تھا۔ گھر کے عیش و آرام میں مجھے معلوم نہ تہا کہ جنگ میں شامل ہونیسے مجھے کوئی منفعت یا عزت حاصل نہیں ہوگی بلکہ ممکن ہی کہ مجھکو اُن کی عوض زخم یا قطع اعضاء نصیب ہوں اور اسطرح ساری عمر کے لئے جسم کو ناقابل بنا لوں۔ میرے باپ نے یہہ سب باتیں مجھکو سمجہائیں۔ اِن سب میں مجھے ایک بات سب سے زیادہ وزندار معلوم ہوئی اور وہ یہہ تھی کہ میں ترکی زبان نہیں جانتا تہا۔ میں نے اِس کمی کو فی الفور پورا کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ روس و روم میں لڑائی ہونیکے آثار ہویدا ہو گئے تھے۔ تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد میں نے ترکوں کے حامی بننے کا فیصلہ کرلیا۔ میں نے ترکی قواعد کی کتاب خرید کرلی اور کمال پرجوشی کیساتھہ عربی حروف تہجی کا مطالعہ شروع کردیا۔ اِن حروف کی تمیز یورپین لوگونکو اکثر حروف کی مماثلت کیوجہہ سے ابتدا میں بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہی۔ ہمارے شہر کے ایک چھوٹے سے قہوہ خانہ میں ایک خوبصورت چرکس لڑکی خادمہ تھی۔ میں اسی رات اپنے انگریز دوستوں کیساتھہ وہاں گیا۔ اور اُس عورت کے حسن و جمال سے فریفتہ ہو کر میں نے حزم و احتیاط سے کام لینے کے بجائے نوجوانانہ اُمنگ سے کام لیکر ترکی حمایت کے ارادہ کی پھر دوبارہ تصمیم کی۔

میں نے ہر روز دو گھنٹے اور اتوار کے دنکو چار گھنٹے محنت کرنیسے چھ مہینے میں ترکی زبان میں خاصی مہارت پیدا کرلی۔ میری اِس ترقی کو سنکر اکثر طلباء حیران ہونگے۔ اُنکی دلچسپی اور واقفیت کیلئے اپنا دستور العمل بتانا و بنا مناسب سمجہتا ہوں پہلے میں نے حروف تہجی سیکھی۔ اِسپر ایک مہینہ صرف ہوا۔ بعدازاں الفاظ کا ایک ذخیرہ حفظ کیا اسمیں تقریباً ایک ہزار اسم۔ پانچسو اسم صفت و فعل۔ اور بیشمار اسم مکان ظرف۔ اور چھوٹے چھوٹے جملے تھے۔ میں نے اپنے لئے ایک علیحدہ لغات خود تیار کرکے اسماء کی جماعت بندی کرکے اُنکو مختلف عنوانوں مثلاً "جسم انسانی" "محبت" "مکان" "قصبہ" "ملک" "جنگی معاملات" وغیرہ وغیرہ کے نیچے تقسیم کردیا۔ اور پہر اس لغات کو ایسا اچھی طرح سے حفظ کرلیا کہ گو اب کامل سترہ برس سے مجھے ترکی زبان بولنے کا مطلقاً موقعہ نہیں ملا۔ میں [illegible] سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ایک لفظ بھی فراموش نہیں ہوا۔ حفظ کرنیمیں تین مہینے صرف ہوئے۔ باقی ماندہ دو مہینے میں نے صرف و نحو کے ابتدائی قواعد یاد کرنے۔ ترکی کتب پڑہنے۔ اور ایک پنشن یافتہ فوجی افسر کیساتھہ جو برٹش کی ایک فوجی کمپنی کے ہمراہ قسطنطنیہ گیا تہا۔ اور پھر وہاں ایک جرمن جرنیل کا جو ترکی گورنمنٹ کا ملازم ہوگیا تھا ایجوٹینٹ ہو کر کئی سال رہا تھا۔ ترکی میں بات چیت کرنے میں لگائے۔ اس افسر سے مجھے ترکوں کے جنگی معاملات کے متعلق بھی معتدبہ واقفیت حاصل ہوئی۔

میرے خیال میں ترکی بان زیادہ تر اپنی مختصر بیانی۔ الفاظ کی خوش آوازی (جو کانوں کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے) اور اپنے افعال کی وجہ سے مشہور ہے۔ ترکی فعل نہایت پیارا اور خوش آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ علمی مطالعوں کے دوران میں مجھے کئی زبانوں کے فعلوں سے سابقہ پڑا ہے۔ لاطینی زبان کی فعل سے ہی نہیں۔ جو میرا طالب علمی کے زمانہ سے دوست ہے۔ بلکہ عربی افعال سے بھی۔ جنسے میری ملاقات کوئی ایسی ویسی نہیں۔ لیکن مشکل الفہم اور کامل ہونیمیں ترکی فعل سب سے گوئے سبقت لیگیا ہے۔ لاطینی فعل کی گردان "آمو۔ آماس۔ آمت" میں تصنع نہیں۔ سب گردان ایک طرح خود بخود زبان پر رواں ہو جاتی ہے۔ ایسے ایکدفعہ سات برس کی عمر میں سیکھہ لو پھر سو برس کی عمر تک نہ بھولے گی۔ مگر ترکی فعل کی گردان "سورم۔ سورسک۔ سیور۔ سیورز۔ سیورسنز۔ سیورلر"[1] سے وحشیانہ مطلق العنانی کی بو آتی ہے اور قابل گردان افعال کی ۲۴ مختلف شکلیں (صیغے) بہرحال اسی لئے وضع کی گئی ہونگی کہ فرنگی اور کفار مسلمانوں کی زبان کو نہ سیکھ سکیں۔ اسمیں کلام نہیں کہ ترکی صرف و نحو پوری مکمل اور اپنے کمال میں فی الواقع نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ مگر اسمیں اسقدر تصنع اور بناوٹ اور آورد ہے کہ انسان خواہ مخواہ یہہ یقین کرنے پر مائل ہو جاتا ہے کہ ترکی زبان بھی ووالاپوک زبان کی طرح ایجاد کردہ ہے +

مجھے ترکی زبان کے مطالعہ میں بوڑھے روزنکرانز کے اگست ۱۸۷۶ء میں عین مناسب موقعہ پر مر جانے سے جو کوٹھی کا بانی اور اعلے شریک تھا بہت مدد پہونچی۔ میں تو اُسکی وفات سے اسلئے بھی خوش ہوا۔ لیکن اُسکے دوستوں اور دیگر ملازموں کو بھی کچھہ کم خوشی نہ ہوئی۔ اگر شیطان نے بھی اُس سے کبھی کوئی معاملہ کیا ہوگا۔ تو مجھے یقین ہے کہ بالآخر وہ بھی اس چالاک یہودی سے چکما کھا گیا ہوگا۔ اُسکے مرنے پر اُسکا ساتھی شنیڈر بھی کاروبار سے علیحدہ ہو گیا اور ستمبر میں روزن کرانز کے دونوں بیٹوں نے کام اپنی تحویل میں لے لیا۔ اُنکے خیالات بلند اور وہ تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔ اور اُنکا انتظام شروع ہوتے ہی غریب ملازمونکی سُنی گئی۔ آیندہ کیلئے شام کے سات بجے دفتر بند کرنیکا وقت مقرر کر دیا گیا۔ مگر تجارتی حسن معاملہ میں بیٹے باپ سے بھی بڑہے ہوئے تھے اور بدمعاملگی و دغا و فریب میں اُسکے بھی اُستاد تھے +

سرویا میں ترکونکو فتوحات نصیب ہونے پر انکی طرف سے ہوکر لڑنیکی خواہش میرے دل میں اور مضبوط ہو گئی اور جب روس کے ساتھہ ترکونکی جنگ اٹل ہو گئی اور میں نے خیال کیا کہ اب جانے نہ جانے کے فیصلہ کرنیکا وقت پہنچ گیا ہے۔ تو میں نے ماہ دسمبر ایک اتوار کی شام کو جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی اپنے باپ پر ظاہر کر دیا کہ میں نے اس آنیوالے معرکہ میں شریک ہونیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ زبان نہ جاننے کا جو اعتراض آپنے پہلے کیا تھا وہ میرے ترکی بانکو درپردہ سیکھتے رہنے سے رفع کر دیا ہے اور اب تو کی محاورات کے امتحان میں بھی کامیاب ہو جانیکا دعوی رکھتا ہوں۔ اب میری عمر اٹھارہ کے قریب ہو گئی ہے۔ اور رائفل کو اوٹھانے یا تلوار کو استعمال کرنیکے لئے کافی توانا ہوں۔ جس تجارتی زندگی سے مجھے سابقہ پڑا ہے۔ میں اُس سے سخت بیزار ہو گیا ہوں اوس نے میری صحت اور روح کو مضمحل کر دیا۔ میں یہودیوں کے

[1] ک۔ یعنے کاف جسپر تین نقطے ہوں۔ کاف صامت۔ یا صاغر یا ترکی کہلاتا ہے اور اُن کی آواز دیتا ہے جیسے نون غنہ

دفتر میں جانے پر قبر میں جانیکو ترجیح دیتا ہوں۔ اور بالآخر گو میں اسے نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکی اجازت سے اور آپ ہی سے روپیہ لیکر جاؤں۔ لیکن اگر آپ مجھے اجازت یا روپیہ نہ دینگے تو میں اسکی پرواہ نکرونگا۔ اور بہر حال چلا جاؤنگا۔ اسیطرح باپ کیساتھ کئی دفعہ زبانی تکرار ہوئی۔ اسنے اس معاملہ کے ہر پہلو پر اچھی طرح سے غور و فکر کیا اور آخرکار جب اُسکو یقین ہوگیا کہ میں راسخ العزم ہوں۔ تو ہفتہ دو ہفتہ کی کشمکش اور سوچ بچار کے بعد مجھے چاروناچار اجازت دیدی۔ میرا باپ ہمیشہ سے ترکوں کا خیرخواہ تھا۔ برلن میں اس خیال کے تھوڑے ہی لوگ تھے اور از انجملہ ایک وہ تھا۔ مگر والدہ کو جب معلوم ہوا کہ میں مسلمانوں کی طرف سے ہوکر عیسائیوں کے ساتھ لڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ ششدر رہگئی۔ لیکن میں نے اور والد نے جب اُسکو اچھی طرح سمجھا دیا کہ یہہ مذہبی معاملہ نہیں ہے۔ اور ترک حق بجانب ہیں۔ تو گو میری جدائی کا اُسے بہت ہی سخت رنج تھا۔ مگر اُسے یہہ تسکین ہوگئی کہ بیٹے نے حق کا پہلو اختیار کیا ہے +

والدہ کے بعد چچوں۔ پھوپھیوں۔ خالاؤں اور عمزاد بھائی بہنوں کی باری آئی۔ اور اُنہوں نے کپڑوں سے باہر ہونا شروع کیا۔ اُنکی ساتھ کئی دفعہ لطیف و مزیدار جھگڑے ہوئے۔ جسقدر زیادہ وہ فہمائش کرتے اسیقدر زیادہ میں ہنس دیتا۔ اور چونکہ اس تماشا کی اصل کیفیت اُن سے پوشیدہ تھی اور اُسکا حظ وہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ وہ آخرکار غصہ میں آکر تیز کلام ہو جاتے مگر اس سے مجھے اور زیادہ مزہ ملتا تھا۔ آخر اُنہوں نے فیصلہ کر دیا کہ میں مرتد ہوگیا ہوں اور میری غریب پیرانہ سال پھوپھی نے جس نے شادی نہیں کی تھی ہر روز میرے لئے دعائیں مانگنی شروع کر دیں +

ساتھ لیجانیکو میں نے مندرجہ ذیل اسباب لیا۔ نیچے پہننے کے متعدد جوڑے۔ دو جوڑے زاید بوٹ۔ ایک موٹا کمبل۔ ایک نفیس دوربین جو میدان جنگ میں استعمال کیجاتی ہے۔ ایک ریوالور۔ (کئی گولیوں والا پستول) ایک ترکی لغات۔ ایک جیبی انجیل۔ اور چند نقشے۔ والد نے مجھے قسطنطنیہ کے یورپین باشندوں کے نام کئی اعلٰے لوگوں کی سفارشی چھٹیاں لادیں۔ پروانہ راہداری اور انگریزی و جرمن سفراء و قونصلیں متعینہ ترکی کے نام بھی ضابطہ کے سفارشی خطوط میرے پاس تھے۔ علاوہ بریں پچاس پونڈ (آٹھ سو روپیہ) نقد اور پانسو پونڈ کی ہنڈیاں بھی میرے پاس تھیں +

اسطرح سے تیار و لیس ہو کر میں والد۔ روتی ہوئی والدہ۔ اور دو چھوٹی بہنوں سے رخصت ہوا۔ بہنوں کو آہیں بھرتے اور والدہ کو روتا ہوا دیکھکر میری جرأت خاک میں ملگئی۔ میں نے بے اختیار اُنکی بوسے لئے اور بآواز بلند ایسا چلایا کہ گویا میرا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔ میرے باپ نے رخصت ہوتے وقت نصیحت کی کہ "اگر تم عزت عقل و ضمیر کے احکام پر چلوگے تو تمکو کبھی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اپنے خاندانی امتیاز "راستی موجب رضائے خداست" کو کبھی فراموش نہ کرنا +

باپ نے مجھے قسطنطنیہ تک جہاز و ریل کا اوّل درجہ کے ٹکٹ لے دئے۔ جب میں ٹرین میں سوار ہوکر اور گاڑی میں تنہا بیٹھا ہوا مارسیلیز (فرانس کے جنوبی ساحل پر مشہور بندرگاہ) کو چلا جارہا تھا۔ تو آزادی کی خوشی و ترنگ نے آنسوؤں کو خشک اور کل بدشگونیوں کو میرے دل سے خارج کر دیا۔ ٹرین پر بیٹھتے ہی دفتر کی کراہیت

انگیز کام کا جو نوجوانوں کی جوانیکو غارت کر کے آخر کار جیسا کہ کلرکوں کا انجام ہوتا ہے انکو ذلیل خوشامدی ہم قافیہ کیفِیَن اسپاپوس جیبوں بنا دیتا ہی۔ آخری الوداع ہو گیا۔ اب مکروہ یہودیوں اور انکے بے ایمانی سے کمائے ہوئے منافعوں اور چالاکیوں سے مجھکو کوئی تعلق نہ تھا۔ اب مردی۔ تہور۔ جسمانی مستعدی کی زندگی اور حصول عزت و امتیاز کے امکان میرے سامنے موجود تھے اور ان خیالات نے مجھے شراب کیطرح مست کر دیا ✦

مارسیلز سے میں ایک شاندار جہاز پر سوار ہوا۔ اور بخیر و عافیت ۲۔ فروری ۱۸۸۳ء کو قسطنطینیہ پہنچ گیا ✦

قسطنطینیہ کی اقامت۔ فروری مارچ ۱۸۸۳ء

قسطنطینیہ پہنچکر میں نے محلہ پیرا کے ہوٹل ڈی بائی زنیس کا ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا۔ ایک ہفتہ تک میں ادہر ادھر پھرتا رہا۔ اور جہاں مجھے ترکی بولنے کا موقعہ ملتا اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ ترکی زبان کا علم تو مجھے پہلے بھی کچھ ایسا کم نہ تھا۔ اسطرح سے مشق و محاورہ بھی ہو گیا ✦

عثمانیہ دار الخلافہ کے متعلق جو سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں کچھ لکھنا میرے فرض منصبی میں داخل نہیں ہے تاہم میں اُسکے متعلق چند باتیں جو مجھے عجیب معلوم ہوئیں بیان کئے دیتا ہوں۔ سب سے اول وہ حیرت افزا اختلاف ہے جو قسطنطنیہ کو سمندر سے دیکھنے اور خود اُسکے اندر سے دیکھنے میں پایا جاتا ہی۔ جہاز کے تختہ سے جو باسفورس کے کنارہ کنارہ آہستگی کیساتھ گولڈن ہارن دقسطنطنیہ کی خلیج جو یورپین آبادی کو قدیم اسٹنبول سے جدا کرتی ہے۔ اُسے شاخ زرین بھی کہتے ہیں۔ آمد و رفت کیلئے اسپر دو پل بنے ہوئے ہیں) کے پہلے رقدیم) پل کے قریب اپنی لنگر گاہ کو جا رہا تھا۔ شہر نہایت ہی خوبصورت دکھائی دیا۔ دن حسن اتفاق سے صاف تھا۔ کیونکہ فروری مارچ کے مہینوں میں جو بلحاظ صفائی فضا اس نواح کے بدترین مہینے شمار ہوتے ہیں مطلع اکثر ملکدر رہتا ہی۔ اور موسم شاذ و نادر نکھرا ہوا ہوتا ہی۔ اُسوقت کا منظر ایسا دلفریب تھا کہ میری آنکھوں نے ویسا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سامنے مکانات کے چونہ گچ اگواڑے اور جا بجا نہایت ہی سبز درختوں کے جھنڈ۔ زیر قدم سمندر کا نیلگوں پانی بیشمار چھوٹی بڑی کشتیوں اور جہازوں سے معمور۔ اوپر بے تعداد گنبد۔ برج اور مینار۔ ان سب نے مل ملا کر ایسا سماں باندھا ہوا تھا۔ کہ آنکھوں کو ویسا دلکش نظارہ قسمت سے دیکھنا نصیب ہوتا ہی۔ شہر کنارہ ساحل سی تھیٹر کی شکل میں بلندی کیطرف اُٹھتا ہوا نظر کے سامنے ایک عظیم الشان اور خوبصورت تصویر کیطرح بچھا ہوا پھیلا جاتا ہے۔ اس نظارہ کے بعد ترکی۔ یہودی۔ اور

یونانی محلوں کی تنگ و تار اور غلیظ کوچوں پیچیدہ اور غیر مصفا بازاروں اور بے حیثیت مکانوں کو دیکھکر جنمیں سے اکثر غیر آباد
اور بوسیدہ ہیں روح کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ جس دن میں قسطنطنیہ پہنچا۔ بارش اسی دن سہ پہر کے وقت سے شروع
ہو گئی۔ اور تین روز جہازرانوں کے محاورہ کے مطابق موسم نہایت گندہ رہا۔ بازاروں کی کیچڑ اور غلاظت ناقابل
بیان تھی۔ اور بجز ایک چند بازاروں کے سوا باقی تمام قرب و جوار کی عام گندگی نے مجھکو ویسا ہی پریشان دماغ
کر دیا جسطرح کہ لنڈن کی مشہور کراہیت انگیز بڑے بازار (کیلی ڈونین روڈ وغیرہ) تو قریب شام بارش ہوتی ہو سے انمیں سے گندگی
دیکھکر اور غلاظت کی وجہ سے) مجھے خودکشی پر مائل کر دیتے ہیں۔ دوسرا قابل بیان امر یہہ ہے کہ جو مصروفیت۔ وارفتگی
بعجلہ جلد جلدی برلن لنڈن یا مغربی یورپ کے دیگر شہروں کے بازاروں میں آنے جانیوالوں کے چہروں پر برستی دکھائی
دیتی ہے اسکا یہاں نام و نشان تک نہیں۔ باشندگان استنبول کے بشرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو کوئی کام نہیں۔ اور
بظاہر انکا کام صرف یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ وقت کو کسطرح کاٹیں۔ انکے بشرے نہ سہی کم از کم انکی سست رفتاری۔
بافراغت انداز۔ بیفکرانہ گفتگو اور سچ درسچ اسی امر پر دلالت کرتی دکھائی دیتی ہے۔ یہہ کیفیت ابھی اس زمانہ کی ہے
جبکہ روسیوں کی غاصبانہ فوج کشی کی وجہ سے) رعایا میں عام جوش پیدا ہو رہا تھا۔ اور قومی جذبات برانگیختہ
ہو رہے تھے۔ پولیٹیکل سکون اور امن و امان کے زمانوں میں تو قسطنطنیہ کے باشندے بالضرور سکتہ کی عالم میں ہونگے +

سوم میں ترکوں کی بے نظیر قناعت و تحمل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ نہ صرف ان تمام چیزوں کے بغیر ہی
جنہیں یورپ میں حفظ زندگانی کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں کسی نہ کسی طرح زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ بلکہ انہیں انکی خواہش
بھی نہیں ہوتی۔ تھیٹر۔ ہوٹل۔ علمی انسٹیٹیوٹ۔ شرابخانے۔ باقاعدہ قومی مجالس۔ ملکی و شہری جلسے۔ کلب
انشا گھر۔ ناچ گھر۔ لکچر ہال۔ کھیل کود کے میدان۔ قمار بازی۔ راتکو بازاروں کی گلگشت رندانہ۔ بشن ہال۔
قمار خانے جنمیں عورتیں ساقنیں ہوں۔ الغرض موجودہ تعلیم اور عیسوی تہذیب کے ان تمام لوازمات سے انکی طرز
رہائش و زندگی بالکل مستغنی ہے۔ یہہ چیزیں تمکو البتہ قسطنطنیہ کے عیسوی محلوں میں عیسوی طرز پر قائم ملینگی +

دوستوں (زن و مرد) کا کسی مشترک دوست کے مکان پر جمع ہونا کنبہ کا ایک جگہ جمع ہو کر غم غلط کرنا۔ باہمی
میل ملاپ اور رفاقت جتنے کہ کورٹ شپ (یعنی عورت و مرد کا شادی سے پہلے ایکدوسرے سے ملنا) یہہ سب ایسی
چیزیں ہیں جنکو ترک جانتے تک نہیں۔ یا اگر جانتے ہیں تو ایسا سرسری کہ ان تمام کیلئے جو لفظ انہوں نے اپنی بان میں
وضع کئے ہیں انسے انکا ایسا مفہوم نکلتا ہے کہ کوئی انگریز یا جرمن مشکل سے یہہ قیاس کر سکتا ہے کہ یہہ انہیں الفاظ
کے مرادف ہیں جنکو ہم کورٹ شپ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں۔ ترکوں میں عورت و مرد کا ملکر سیرگاہوں اور ریلوں پر سیر و گشت
کرنا کوئی نہیں جانتا۔ اسلئے یورپین محلہ (گرانڈ روڈ پیرا) پیرا کا بڑا بازار ہے کے سوا قسطنطنیہ میں کوئی تفریح گاہ
اس غرض کیلئے نہیں ہے۔ ترکوں کی تفریح چار طرح کی ہے۔ بازاروں میں سیر و گشت کرنا۔ قہوہ خانوں میں بیٹھکر ادھر ادھر

کی گپ شپ سُننا۔ جمعہ کے دِن شہر سے باہر۔ خاصکر مشہور دلکش مقام کاغذخانہ کی سیر کو جانا یہہ گولڈن ہارن کے شمالی سِرے پر واقع ہے اور بچے عورتیں وہاں سیر و تفریح کیلئے بڑی شوق سے جاتے ہیں چہارم صاف موسم میں کشتیوں پر بیٹھکر باسفرس کی سیر کرنا +

امر چہارم ترکونکی بیحد پابندیٔ مذہب اور خدا پرستی ہی۔ اس مضمون پر سالم باب لکھا جاسکتا ہی۔ مگر میں اسکا صرف سرسری ذکر کرتا ہوں۔ اسلام اپنے پیرووں کے ہر ایک فعل و عمل میں جتنے کہ اُنکی کُل زندگی میں ایسا سرایت کرجاتا ہی کہ غالباً بجز مذہب مسلمانان کے سوا اور کسی دین کو یہہ بات حاصل نہیں۔ دیگر مذاہب مثلاً عیسویت و یہودیت۔ انسان کیلئے بنائے گئے معلوم ہوتے ہیں اور اُنکی غرض یہہ ہی کہ دنیاوی زندگی کیلئے کوشش و محنت کرتی رہنے کے ساتھہ ہی انسان کا خدا کیساتھہ بھی تعلق رکھا جائے۔ برعکس اسکی مسلمانوں کی طرز عمل سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا وہ مذہب کے لئے بنائے گئے ہیں۔ تاکہ بحالت امن اسپر کاربند رہیں اور بحالت جنگ اوسکی اشاعت کریں۔ اس سے میری یہہ مراد نہیں کہ فی الواقع ہی اسیطرح ہی۔ بلکہ یہہ کہ دیکھنے والیکو ایسا یقین ہوجاتا ہی۔ اسلام و سلطنت اسلامیہ باہم صرف جزو ما لاینفک ہی نہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔ بنابریں ترکی کے ساتھہ جو جنگ ہوگی وہ بالضرور ہمیشہ مذہبی ہوگی۔ شاید بعض کو خیال گذری کہ میں نے یہہ جملہ طنزاً لکھا ہی۔ مگر میں نے اُسکو غایت متانت سے تحریر کیا ہی اور تاریخی واقعات سے اُسکی تصدیق ہورہی ہی۔ جارحانہ جہادونکا زمانہ گذر چکا ہے۔ مگر ہلال کی سلطنت کے مدافعانہ محاربے برابر ویسے ہی جانگداز ہوا کرینگے۔ جیسے کہ سخت سے سخت جہاد ہوچکے ہیں +

اس امر سے مجھے پانچواں اور آخری امر یاد آتا ہے۔ اسپر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مارچ اور فروری ۱۹۱۸ء کی اقامتِ قسطنطنیہ کے دوران میں اس نے مجھے بیطرح متحیر بنایا تھا۔ اس سے میری مراد ترکونکا وہ جوش حب الوطنی۔ اندھا دھند تیاریاں جنگی اوضاع اور بیحد سرگرمی ہی۔ جو سب باتیں اس محاربہ کی وجہہ سے جسکا عنقریب بغایت نفرت کئے گئے روسیوں سے ہونا اٹل ہوگیا تھا۔ پیدا ہوگئی تھیں۔ ہر ایک جگہ اس ہونیوالے جنگ "مقدس" کا ذکر تھا۔ یہہ صرف جہاد ہی نہیں تھا۔ بلکہ سلطنت کی موت و حیات اور قوم کی سلامتی و بربادی کا سوال تھا۔ اِس سے ہر فرد بشر میں ایک قدرتی جوش پیدا ہوگیا تھا۔ جا بجا و اُسیکا چرچا تھا۔ اِس ایک چیز نے سب کی رگوں میں تحریک پیدا کردی اور قوم میں نئی روح پھونکدی تھی۔ یہہ گویا اکسیر حیات تھی جو اچانک معلوم ہوگئی اور اُسنے نیم مردہ ملک میں حیرت افزا اور عظیم الشان طاقت و حیات پیدا کردی۔ روسی سفیر۔ اُسکے ماتحت اور بیشمار روسی جاسوس (جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے تھے) لاکلام اندھے ہوگئے ہونگے کہ اُنکو یہہ جدید کیفیت معلوم نہ ہوئی۔ کیونکہ اگر اُنہوں نے ترکونکا یہہ منظر جوش دیکھا ہوتا تو روسی مدبروں اور افسروں کے دماغوں میں قسطنطنیہ پر بآسانی قابض ہوجانیکا خبط کبھی نہ داخل ہوتا

مگر انہوں نے بحالت معائنہ نہ کی اور وہ خبط انہیں برابر ستا رہا ہے۔ سرویا کی ہزیمتوں نے زبان حال سے انکو چلا چلا کر ترکوں کی طاقت و جبروت سے متنبہ کرنیکی کوشش کی۔ مگر انکی طرف کوئی خیال نہ کیا گیا۔ ترکی قوم کے بیدار شدہ جوش حب الوطنی کو کالعدم تصور کیا گیا۔ اور ترکی مذہبی تحریک گرم جوشی کی کوئی پروا نکیگئی۔ چنانچہ روسیوں نے بالکل ناکافی فوج انکے مقابلہ کے لئے میدان جنگ کو روانہ کی۔ اور جب تک ۳۰ جولائی (۱۸۷۷ء) کو انہیں دوسری دفعہ پلیونا کے سامنے ہزیمت فاش نہ مل چکی روسیوں کی آنکھیں نہ کھلیں +

تقریباً ہر ایک ترک کو جس سے میری گفتگو ہوئی میں نے یہہ یقین رکھتے ہوئے پایا کہ انگلستان انکی امداد کریگا۔ اور چونکہ میں انگریز سمجھا گیا تھا۔ میری بہت کچھ خاطر و مدارت کیجاتی تھی۔ جرمنی و آسٹریا پر ترکونکو اعتبار نہ تہا مگر فرانس پر انکو یقین تھا کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ خاص دارالخلافہ میں میں نے ترکوں میں عیسائیونکے برخلاف چنداں مذہبی جوش نہ دیکھا۔ لیکن صوبجات میں بیحد مذہبی تعصب مستولی ہو رہا تھا۔ باب عالی کی سامی[سلہ] رعایا اُس ملک کی محبت میں جو انکا محافظ و پناہ دہندہ تھا نہایت پر جوش تھی۔ اکثر یہودی اہم سرکاری عہدوں پر مامور تہے۔ حتّی کہ جدید پایتخت قسطنطنیہ کا محلہ عظیم اسکے بڑے جنگی ہسپتال کا گورنر ایک اسرائیلی تھا۔ یونانی اور ارمنی در پردہ روسیونکے ہواخواہ تہے۔ یورپین باشندے جنکو ترک نیم ایشیائی فرنگی کہتے ہیں مختلف الخیال تہے۔ انمیں سے کچھہ روسیونکے اور کچھہ ترکوں کے خیر خواہ تھے +

قسطنطنیہ وارد ہونیسے ایک ہفتہ بعد میں نے اپنے سرکاری پروانے سفیروں اور قونصلوں کے سامنے پیش کئے جنہوں نے ایک سفارشی خط دیکر مجھے ایک ترک جوان کے ساتھ سر عسکرت (محکمۂ وزیر حرب) بھیجدیا۔ وہاں ایک سخت رکاوٹ پیش آئی۔ مجھے بتایا گیا کہ ٹھیٹھ مسلمانوں کے سوا اور کوئی ترکی فوج میں بھرتی نہیں کیا جاسکتا۔ اِس قاعدہ سے صرف مندرجہ ذیل مستثنیات ہیں۔ (۱) فقط ایک رجمنٹ سواران جسمیں صرف عیسائی بھرتی ہیں اور وہ شام میں مامور ہے (۲) قسطنطنیہ کی وہ رجمنٹ توپخانہ جس سے سکول کا کام لیا جاتا ہے۔ (۳) غیر مصافی افسر یعنے جو جنگ میں شریک

سلہ۔ عرب۔ کرد۔ عبرانی۔ شامی۔ مصری اور انکی ہمسایہ قومیں حضرت سام بن نوح کی اولاد سمجھی جاتی ہیں۔ مگر یہاں بالخصوص یہودیوں سے مراد ہے۔ اِس شکر گذار قوم نے ایسی موقعہ پر نمک حلالی ظاہر نہیں کی بلکہ ۱۸۹۷ء کے محاربہ روم و یونان میں بھی اُس نے مالی و جانی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ اعانت فوج ردیف کے فنڈ میں تمام ملک محروسہ اور مصر کے یہودیوں نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا اپنے محسن و مربی شہنشاہ کی امداد کے لئے والنٹیرونکی پلٹنیں تیار کیں۔ اور جہاں کہیں انکو موقعہ ملا مجروح ترکی سپاہیونکی تیمارداری و خدمتگذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ حتی کہ سالونیکا کی جمعیت یہودیوں نے ان تمام مجروح ترکی افسروں اور سپاہیوں کو جو انکے شہر کے راستہ میدان جنگ سے واپس آئے بطور یادگار اپنی قوم کیطرف سے سونے اور چاندی کی گھڑیاں معہ طلائی و نقرئی زنجیر کے نذر کیں۔ کیا ممالک عثمانیہ کے نمکحرام عیسائی اب یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوگئے ہیں؟ مترجم

نہیں ہوتے) جنکی خدمات ارکان حرب (جنرل سٹاف) اور محکمہ حرب کے متعلق ہیں (۴) مختلف جنگی (ٹریننگ (تعلیمی) کالجوں کے پروفیسر اور اتالیقوں کی عہدے جنمیں سے اکثر جرمنوں کی ہاتھ میں ہیں۔ اور سب سے آخر (۵) میدان جنگ کے سپتالوں کا محکمہ۔ انمیں سے کوئی ایک کام بھی مجھے پسند نہ تھا۔ ترکی کیولری (فوج سواران) کی نسبت عام معلوم ہے کہ ترکی فوج کا وہ سب سے نکمہ حصہ ہے[1]۔ علاوہ بریں مجھے سواری کا کوئی شوق نہیں تھا۔ موڈل آرٹلری رجمنٹ (رجمنٹ توپخانہ جو نمونہ یا مدرسہ کا کام دے) صفائی ہے اور میدان جنگ کو نہیں جاتی۔ دفتر میں بیٹھکر منشی گری کا کام مجھے کبھی پسند نہیں آسکتا تھا۔ اگر قسطنطنیہ آکر بھی کام کرنا تھا تو رازن کرانز اور شنیڈر شٹیفل کے دفتر سے مجھے کسنے نکالدیا تھا۔ وہیں قلم گھستا رہتا۔ تنخواہ کے بارہ میں باب عالی اُنسے کم نہیں ایسے ہی اپنے ملازموں کو تنخواہیں نہ دینے کی بُری عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہہ درست ہے کہ قاعدہ متذکرہ بالا گو نہایت سخت اور قطعی ہے۔ مگر شاذ و نادر اسکے برخلاف بھی عمل ہوتا رہا ہے اور واقعی جنگ و جدال کے زمانہ میں تو بعض اوقات اُسے بالکل ہی معطل کر دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن ابھی کوئی محاربہ شروع نہیں ہوا تھا۔ میں اِس قاعدہ کو بُرا نہیں کھتا۔ یا شمہ یہی برابر ابھی تک عثمانیہ فوج کی طاقت و مضبوطی کا باعث عظیم ہے ✦

میرے داخلہ کے متعلق جو لمبی چوڑی خط و کتابت ہوئی۔ جو اِدھر اُدھر سفر کرنے پڑے۔ جن مشکلوں کو دُور کرنا پڑا۔ مصلحت وقت کے جو نکات پیش کئے گئے۔ عیسائیوں سے ترکی تنفر جو جو دور کرنے پڑے۔ میں اُنکی تفصیل سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف یہی بتا دینا کافی ہوگا کہ سرکاری ضابطہ[2] کی طول طویل

---

[1] جسوقت مسٹر ہربرٹ گئے تھے اُسوقت کی یہہ کیفیت ہو تو عجب نہیں۔ مگر موجودہ ترکی کیولری کی نسبت کل دنیا کو اعتراف ہے کہ اسوقت کیا بلحاظ سوار اور کیا بلحاظ مرکب اس سے زیادہ کارآمد یا شاندار کیولری کسی سلطنت کے پاس نہیں ہے زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو واقعات روم و دیگر تصنیفات مترجم سلہ مسٹر ہربرٹ کے ورود قسطنطنیہ کیوقت اور کچھہ عرصہ بعد تک سلطان عبدالعزیز مرحوم کی فضول خرچیوں اور بدانتظامی اور پھر بعد ازاں جنگ کے اخراجات کثیر کی بدولت بالیحالی کی بیشک یہی کیفیت تھی۔ لیکن اگر صاحب ممدوح کا اس تحریر سے یہہ مطلب ہے کہ اُنکی کتاب کی اشاعت کے وقت یعنی ۱۸۹۷ء میں بھی یہی حالت تھی تو میں نہایت ادب سے اُنکے کلام کی تصحیح کرنیکی جرأت کرتا ہوں۔ اُنکو ترکی کی موجودہ حالت کا علم نہ ہوگا ورنہ وہ کبھی خلیفۂ اعظم سلطان عبدالحمید خان کی موجودہ گورنمنٹ پر ایسا الزام نہ لگاتے۔ مترجم ✦

[2] سرکاری خط و کتابت کے پیکٹ چونکہ سُرخ فیتہ سے بندھے ہوتے ہیں۔ انگریزی میں اُسکو طنزاً ریڈ ٹیپ (سرخ فیتہ) کھتے ہیں۔ سرکاری دفاتر کے کاروبار کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ذرہ ذرہ سے معاملہ پر متعلق وارندہ افسروں اور محکموں میں اسقدر خط و کتابت ہوتی ہے کہ نہ صرف کاغذوں کے انبار لگ جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُسمیں اصل مطلب بھی خبط ہو جاتا ہے یہہ بدعت موجودہ مہذبانہ طریق انتظام سلطنت کا کچھہ ایسا لازمہ ہوگئی ہے کہ گو کل ادنے اعلیٰ اس سے بیزار ہیں۔ مگر اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اور طریق انتظام بہی کچھہ ایسی بنیاد پر قایم کئے گئے ہیں کہ اُسکے بغیر کافی نگرانی اور پورا اطمینان نہیں ہو سکتا۔ لارڈ کرزن موجودہ ویسرائے ہند اسکی اصلاح میں سرگرمی سے آجکل ساعی ہوگئے ہیں۔ مترجم ✦

بے معنی تحریرات کا طومار جو موجودہ تہذیب کی انتظامی بلا دیگر ممالک یورپ کیطرح ٹرکی کے انتظام میں بھی داخل ہوگئی ہے ختم ہوگیا اور میرے سفارشی خطوط سرکاری پروانے اور سفارشیں جو بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے تھیں اپنا کام کر گئیں۔ حکام پر بیحد دباؤ ڈالا گیا۔ سفارت کے ایک عہدہ دار کے ہمراہ جاکر میں نے خود سرعسکر (وزیر حرب) سے ملاقات کی۔ اور آخرکار اپنے (مسیحی) مذہب کی تعمیل۔ اور جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد میرے طریق عمل کے متعلق چند شرائط پر مجھے سلطانی خدمت میں وفاداری کی حلف اٹھا کر داخل ہونیکی اجازت ملگئی +

دو روز سے پندرہ دن بعد میں نے فوج پیدل و توپخانہ کی سلیمیہ[1] بارکوں (سربازخانہ) کے صحن میں جو استنبول کی مقابل اسکودرہ (جو اسکے بجانب شمال ہے) اور قاضی کوئی کے درمیان (جو بجانب جنوب ہے) باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نہایت شاندار موقعہ پر تعمیر ہیں۔ مسیحی طریق سے ہلالی جھنڈے پر ہاتھ رکھکر سلطان کی وفاداری کی حلف اٹھالی۔ مجھے میری وردی اور اسلحہ دیدیئے گئے اور عارضی طور پر ایک رجمنٹ فوج پیدل میں جو تھوڑی مدت کیلئے اسکودرہ میں متعین کیگئی تھی بھرتی کر دیا گیا۔ میں اپنے ذاتی کپڑے اور اسباب اپنے ساتھ بارکوں کو لے گیا۔ نقد روپیہ ایک سوداگر کے پاس جسکے نام مجھے والد نے خط لکھدیا تھا جمع کر دیا اور حسب ضرورت اس سے تھوڑا تھوڑا کرکے لیتا رہا +

اللہ اکبر! ایک ہی دن میں میری حالت میں کیسا انقلاب واقعہ ہوگیا۔ صبح کے وقت تو ایک عالیشان ہوٹل میں وہاں کے نوکر چاکر مجھے "مائی لارڈ" (صاحب) کہکر پکار رہے تھے اور شام کے وقت فوجی بارکوں میں میں ایک معمولی حیثیت کا سپاہی تھا۔ سلیمیہ بارکوں کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد۔ ایک مکمل کارخانہ۔ بارود کا میگزین۔ استنبول کیطرف سے آنیوالی سٹیمروں (دخانی جہازوں) سے مسافروں اور اسباب وغیرہ کے اُترنے کیلئے ساحل پر ایک پیل پایہ اور ایک فراخ میدان قواعد ہے۔ اِس عمارت کے متصل ایک چھوٹی سی بلندی (پہاڑی) کی چوٹی پر حیدر پاشا کا شاندار فوجی ہسپتال ہے۔ پائین میں انگریزی قبرستان ہے۔ جسمیں جنگ کریمیا کے آٹھ ہزار مقتولین دفن ہیں۔ ہر ایک قبر کے پاس کتبہ یا یادگار بدنما ستون نصب ہیں۔ قبرستان کے قریب درویشوں کی ایک خانقاہ۔ سمندر کے کنارہ پر اترنے چڑھنے کیلئے پختہ گھاٹ اور ایشیائی کوچک ریلوے کا انتہائی سٹیشن ہے۔ استنبول سے حیدر پاشا کو آتے وقت جہاز پر ان تمام عمارات کا مجموعہ نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہے۔ سلیمیہ بارکیں قیصری محل معلوم ہوتی ہیں۔ اور ہسپتال کو دیکھکر مجھے جرمنی کے زمانہ متوسط کے قلعے بالخصوص وہ قلعہ جو ضلع تھورنگیا میں قصبہ والٹرزہازن کے قریب ہے یاد آگیا۔ فلورینس نائٹنگیل[2] نے

---

[1] یہ بارکیں سلطان سلیم ثالث نے تعمیر کرائی تھیں اسی لئے اُس کے نام پر سلیمیہ کہلاتی ہیں +

[2] یہ بے نظیر عورت انگلستان کے ایک معزز زمیندار کی لڑکی تھی ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئی۔ قدرت نے اسکی فطرت میں ہمدردی اور خدمت بنی نوع انسان کا مادہ اسطرح سے کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہوا تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی اُسنے اپنے باپ کی جائیداد کے متصلہ شفاخانوں میں بیماروں کی تیمارداری کا کام شروع کر دیا۔ اور [illegible]ء میں لندن اور انگلستان کے بڑے بڑے

(انگریزی مجروحین جنگ کریمیا) کی وہ تیمارداری جبکے لئے وہ ہمیشہ کیلئے مشہور رہینگی حیدر پاشا ہی میں کی تھی +

میں گو سپاہی کی حیثیت میں بھرتی ہوا تھا۔ مگر میرا ارادہ افسری کی حیثیت میں جنگ میں شامل ہونیکا تھا اور حکام کو اسکا علم تھا۔ عثمانیہ فوج میں افسروں کی دو مختلف و ممیز جماعتیں ہیں۔ ایک مکتب لی کھلاتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیشمار جنگی کالجوں میں سے کسی ایک میں تعلیم پائی ہو۔ یہ امتحان پاس کر نیکے بعد فوج میں کسی طرح کی پہلی عملی تربیت پانیکے بغیر یکبارگی انفنٹری (فوج پیدل) اور کیولری (فوج سواران) میں بعہدہ لفٹنٹ دوم اور انجینیرونکی رجمنٹ میں بعہدہ لفٹنٹان درجہ سوم بھرتی ہوجاتے ہیں۔ دوسری آلائی لی کھلاتی ہیں۔ یہ سپاہی سے ترقی پاکر افسر ہوتے ہیں۔ انکو کتابی علم فنون جنگ کا بالکل نہیں ہوتا۔ اور بعض تو معمولی نوشت و خواند بھی نہیں جانتے۔ عام فوج اور بالخصوص فوجی پولیس میں ایسے افسر بکثرت موجود تھے ۱۸۷۷ء میں کل افسروں میں پانچواں حصہ

بقیہ حاشیہ ۔ شہر ویانا اور پیرس کے شفاخانوں میں بکر تیمارداری کے شریف فن میں کمال حاصل کیا۔ پھر جرمنی کے کئی ہسپتالوں میں شوقیہ تیمارداری (نرس) کا کام کر کے وطن کو واپس آ گئی۔ اور ہم وطن بیمار عورتوں کیلئے ایک لکشا اور صحت بخش موقعہ پر مکان تیار کرایا۔ جنگ کریمیا میں جب انگریزی فوج کا بیماری اور زخموں سے برا حال ہونا شروع ہو گیا۔ تو مسٹر سڈنی ہربرٹ وزیر جنگ نے اس سے درخواست کی کہ وہ اُن نرسوں (تیماردار عورتوں) کی جو شوقیہ بلا تنخواہ جانیوالی ہیں سپرنٹنڈنٹی کا عہدہ قبول کرے۔ مس فلورینس نے درخواست کو بخوشی منظور کر لیا۔ اسکی دیکھا دیکھی ۴۲ والنٹیر نرسیں اور تیار ہو گئیں جنمیں سے کئی عالی مرتبت اور دولتمند خاتونیں تھیں۔ نومبر ۱۸۵۴ء سے لیکر ۱۸۵۶ء میں انگریزی فوج کے واپس آنے تک اس نے مجروحین بیماروں کی تیمارداری اسکوٹری اور کریمیا میں بیحد دلسوزی اور دلی شوق سے کی۔ جب یہ انگلستان واپس آئی تو ملکہ لیکر دہقان تک نے اسکی خدمات کا اعتراف کر کے دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اوسکی زیر نگرانی مدرسہ فن تیمارداری قائم کرنیکے لئے قومی چندہ سے بیشمار روپیہ جمع کیا گیا۔ اس خاتون نے ساری عمر شادی نہ کی۔ اسنے کئی کتابیں بھی تالیف و تصنیف کیں۔ اسکو فوت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے + مترجم

سلہ۔ مسٹر ہربرٹ کی تحریر سے یہ قیاس نہیں کر لینا چاہئے کہ اب بھی یہی حالت ہے۔ صاحب موصوف نے جو نقص یا اختلاف بتائے ہیں وہ بتمامہا سب دور کر دیئے گئے ہیں۔ اور اسوقت ترکی فوج اور اسکے افسر نہ فقط نظام و ترتیب اور علم و مہارت میں کل دنیا سے منتخب جرمن فوج کے ہم پلہ ہیں بلکہ فوجی قوانین و قواعد بھی تقریباً جرمن جنگی قوانین کے مشابہ ہو گئے ہیں۔ ناظرین کو بست سالہ عہد حکومت۔ واقعات روم یا ترکی کی موجودہ حالت کے مطالعہ سے اسکے متعلق پوری آگاہی ہو سکتی ہے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں چنانچہ بندر توپخانہ کے اسوقت کے طلبا کے متعلق تو مصنف بھی یہ اعتراف کرتا ہے کہ انکو عام طور پر نہایت ہی مکمل اور فی الواقع نہایت ہی عمدہ جرمن فوج توپخانہ جیسی تعلیم و تربیت دیجاتی ہے۔ یہ طلبا امتحان پاس کرنیکے بعد بطور اول لفٹنٹ اور بعض اوقات (اگر مزید کورس) یعنی نصاب کو قابل اطمینان طور پر عبور کیا ہو تو کپتانی پر مامور ہوتے ہیں۔ توپخانہ کو سرعسکر سے کوئی تعلق نہیں۔ اسکا افسر اعلیٰ بالکل علیحدہ ہے وہ خود سلطان کے ماتحت ہے اور اسکا محکمہ اور مدارس الگ ہیں ۱۲ مترجم

مکتب لی تھے۔ اوس سال سے تعداد انکی نسبتی تعداد بہت بڑھگئی ہے۔ مگر ماہران فنون جنگ کی رائے میں لائق افسر پیدا کرنے کیلئے یہہ ضروری ہی کہ ایک ہی شخص میں کتابی اور عملی دونوں قسم کی واقفیت اور تربیت موجود ہو جب تک ایسا نہ ہو کوئی فوجی افسر معمولی لیاقت کا بھی نہیں ہو سکتا +

مکتب لی افسر کسی امتحان دینے کے بغیر اپنے اعلے افسروں کی سفارش پر ترقی کرتے ہیں۔ بنابریں انکی ترقی بڑے افسرونکی عنایت و دستگیری پر منحصر ہے۔ الائی لی (افسر) شاذونادر کپتانی کے عہدہ سے اوپر ترقی پاتے ہیں + ترکی افسرونکو بوڑھا ہو جانے پر جبکہ (جسمانی صحت کے لحاظ سے) وہ مزید ترقی کرنیکے قابل نہ رہگئے ہوں پنشن یا انعام دیکر خدمت سے علیحدہ نہیں کر دیا جاتا۔ بنابرین اسمیں کئی پیران ہشتاد و صد سالہ اور پچاس پچاس برس لفٹنٹ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جرمن تاریخ نگار لکھتا ہے کہ اُسنے ایک ۹۳ سالہ لفٹنٹ کرنیل[1] اور ایک سو برس عمر کے بریگیڈیر[2] کو فوج نظام میں داخل دیکھا۔ اور برعکس اسکے کئی مارشل (مشیر جو سب سے اعلے جنگی عہدہ ہے) چالیس برس سے بھی کم عمر کے تھے چنانچہ اس زمرہ میں عثمان پاشا بھی تھے۔ علاوہ بریں میں نے کئی کپتانوں کو دیکھا جنکی عمر ابھی بیس برس کی بھی نہیں ہوئی تھی +

اس موقعہ پر یہہ بتا دینا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی کالجوں میں جو تعداد میں چالیس ہیں طلبا کو بالکل مفت (یعنی بلا اخذ فیس اور سرکاری خرچ پر) تعلیم ملتی ہے +

عثمانیہ فوج کو یہہ گھاٹا ہمیشہ رہا ہے کہ ادنے درجہ کے افسر اسمیں ضرورت سے کم رہے ہیں۔ اور غالباً اسی وجہ سے میری خدمات کو قبول کیا گیا۔ اعلے تعلیم یافتہ اور عمدہ اخلاقی جرأت و حوصلہ کے نوجوانونکو جنگی موجودگی سپاہیوں کے جوش و ہمت پر اچھا اثر ڈالنیکا باعث ہو سکتی تھی بڑی خوشی کیساتھ قبول کیا گیا۔ جنگی محکمہ نے مجھے اطمینان دلا دیا کہ جنگی قواعد و مشق کے ابتدائی اصول سیکھ لینے اور کچھ عرصہ قابل تعریف طریق سے بطور معمولی سپاہی کے امیدواری کرنیکے بعد مجھکو مکتب حربی میں دوم لفٹنٹی کے امتحان میں شریک ہونیکی اجازت دیدیجائیگی۔ اور کامیاب ہو جانیکی صورتمیں مجھے فوج نظام میں داخل کرکے میدان جنگ کو جسکا وقوعمیں آنا اغلب معلوم ہو رہا تھا بھیجدیا جائیگا۔ اس امتحان کی نسبت جو کچھہ میں نے معلوم کیا اُس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کسی مزید تیاری کے بغیر ہی اُس میں اپنی موجودہ تعلیم ہی کے طفیل جو والدین کے زیر سایہ میں نے حاصل کی تھی کامیاب ہو سکونگا +

---

[1] لفٹنٹ کرنیل کے پاس بالعموم ایک رجمنٹ کی اور بریگیڈیر کے پاس ایک بریگیڈ کی جس میں دو یا زیادہ رجمنیں ہوتی ہیں کمان ہوتی ہے +

[2] ایسی فوج جو ہر وقت حاضر باش رہے۔ جیسا کہ ہمارے ہندوستان کی تقریباً کل فوج ہے۔ برخلاف اسکے ریزرو فوج کے سپاہی صرف بوقت ضرورت یا بالغرض قواعد و مشق اوقات معینہ پر گھروں سے بلائے جاتے ہیں + مترجم

میں بارکو نہیں پہنچا دیا۔ اور اس اثناء میں افسر اور ہم رتبہ اشخاص مجھ سے نہایت ہی مہربانی اور بدرجۂ غایت خاطر و مدارات سے پیش آتے رہے۔ بعض ناظرین کو گو یہ عجیب امر معلوم ہوگا۔ مگر اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس زمانہ اقامت کو میں جب یاد کرتا ہوں خوشی کیساتھ یاد کرتا ہوں۔ سلیمیہ بارکیں زمانہ حال کی تعمیر شدہ ہیں۔ انکی عمارت نہایت خوبصورت۔ وسیع اور باوقار ہے۔ اور انکا اندرونی (یعنی سپاہیوں کی رہائش و خورد و نوش وغیرہ کا) انتظام کفایت ہی پسندیدہ ہے۔ بلحاظ حفظ صحت۔ ہوا۔ روشنی۔ وسعت۔ حسن ترتیب اور آمد و رفتِ ہوا اور روشنی کا انتظام۔ اور خوابگاہیں جیسی کہ چاہئیں ویسی ہی تھیں۔ مگر باوجودیکہ سخت نگرانی ہوتی ہے۔ تقریباً تمام بارکوں میں غسل خانے موجود ہیں اور قرآن شریف دن میں کئی دفعہ جسم کا اکثر حصہ دھونے (یعنے وضو) کا حکم دیتا ہے۔ تاہم ترکی سپاہی بالطبع کچھ ایسے بہت صفائی پسند نہیں اور اسلیے جو یورپین بحیثیت سپاہی عثمانیہ فوج میں داخل ہو وہ عثمانیہ سپاہیوں کی صحبت و مجلس میں چنداں خوش نہیں رہسکتا۔ ناصفائی کی علاوہ انمیں ایک اور رنگین تر قباحت[1] بھی پائی جاتی ہے۔ جسکی توضیح کرنیسے پاس حیا و شرم مانع ہے۔ جن (یورپین)

[1] ناظرین سیاق عبارت سے مسٹر ہربرٹ کا عندیہ سمجھ گئے ہوں گے۔ اسلامی ممالک میں اسکے وجود سے نہایت شرم کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے کہ کسیطرح انکار نہیں ہوسکتا۔ یہ ایسی قابل افسوس و نفرت انگیز حرکت ہے کہ مجھے کئی دفعہ اس عبارت کو ترجمہ میں بالکل چھوڑ دینے کا خیال ہوا۔ مگر مترجمانہ دیانت نے اسے گوارا نہ کیا۔ اور اگر مسٹر ممدوح اسکے ضمن میں اسلامی احکام پر چوٹ نہ کرجاتے تو میں اسپر سے سرسری عبور کرجاتا۔ مگر کل عبارت کا ترجمہ دیدینے کی صورت میں مجھپر انکے الزام کی تردید کرنا لازمی ہوگیا ہے۔ یہی بعض خالص اسلامی ممالک (ایران و افغانستان) میں اس قباحت کے وجود کو تسلیم کرچکا ہوں مگر ترکی میں اور پھر خالص ترکی قوم میں اسکو ویسا ہی عالمگیر تسلیم کرنے میں جیسی کہ وہ ایران کے امصار یا کابل میں ہے مجھے بہت کچھ تردد ہے۔ ترکوں کی نسبت مسلم ہے کہ انکو اپنی اولاد اور قبائل سے بے اندازہ محبت ہوتی ہے۔ اور جس شخص کو اپنی بیوی سے سچی تعلق و الفت ہو وہ کبھی ایسی نالایق حرکت کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ صاحب ممدوح اسکو مرد و عورت کے ناجایز تعلق یعنے زنا کے متعلق اسلام کے سخت احکام و حد و اور پاکدامنی کی سخت تاکید کرنیکا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گذشتہ و موجودہ تاریخ عالم پر نظر دوڑاتے تو انکو شریعت اسلامی کو اسکا موجب قرار دینے کی جراٴت نہ ہوتی۔ قوم لوط میں کونسی اسلامی شریعت رائج تھی اور افلاطون کے زمانہ میں کیا پیغمبر اسلام کے احکام نافذ تھے؟ کہ اکثر مورخ خود اس فلاسفر کو اس علت بد کا عادی لکھ گئے ہیں۔ جرمنی کا نامور قیصر فریڈرک اعظم کب احکام اسلامی کا تابع ہوا تھا۔ اور اگر صرف شریعت محمدیہ ہی اسکی موجب ہے تو عرب و مصر۔ ممالک افریقہ۔ جزائر ملایا اور ہندوستان کے اکثر مسلم اسکے نام تک سے کیوں ناآشنا ہیں؟ عورتوں کی پردہ داری اور مرد و عورت کے عام میل ملاپ کے عدم رواج کو اسکا باعث قرار دینا سخت غلطی ہے۔ مسٹر ہربرٹ مہذب انگلستان و فرانس اور دیگر ممالک یورپ کو جہاں کی ننانوے[2] فیصدی عورتیں عصمت و عفت کی پروا

[2] فرانس میں تو اس قباحت کا ایسا زور رہا ہے کہ الامان۔ کئی بڑی بڑی حسین و نازنین رونق محفل لیڈیوں کی نسبت آخر معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ دراصل مہوش لڑکے ہیں۔

اشخاص کو بلاد مشرق میں سفر کرنیکا موقع ملا ہے وہ بآسانی سمجھ لینگے کہ میں کس امر کیطرف اشارہ کر رہا ہوں۔ یہہ قباحت بد قسمتی سے اُس اسلامی اصول کا نتیجہ ہے جو عفت و عصمت کے متعلق قایم تو نیک نیتی سے کیا گیا تھا مگر اُسکا نفاذ و اطلاق درست نہیں ہُوا۔ خرابی مذکورہ اس امر کی بیّن مثال ہے کہ اگر ایک طرف سے (یعنے جنس اناث کیطرف سے) مردوں کو

بقیہ حاشیہ ۱۵۔ نہیں کرتیں یہہ لکھتے وقت شاید بھول گئے تھے۔ باوجود اسقدر آزادی ہونیکے وہاں بھی اسکا رواج ہے! اور دن بدن روبہ ترقی ہے؟ حتّٰی کہ جن اسلامی علاقوں میں اسکا رواج ہے۔ وہاں کی مستورات بھی کچھہ ایسی عفیفہ مشہور نہیں۔ ایران و افغانستان کے شہروں میں یہہ ابلیسانہ بدعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کابل کی مستورات کی ایک خاص صنف عام مشہور ہے۔ یہی کیفیت ایران کے شہروں کی ہے۔ جن میں ابھی مُتعہ کے سبب عورت کا حصول (بروئے عقاید شیعہ) جایز طریق سے بھی بیحد آسان ہے اسکا رواج ہندوستان میں بھی ہے مگر زیادہ تر غیر مسلم اقوام میں جنکے ہاں کوئی پردہ نہیں اور عورتوں کو عام آزادی ہے۔ ایران و افغان سے صاف ظاہر ہے کہ اس علت کا موجب اسلامی احکام ہیں ماسوا کسی اور جگہہ تلاش کرنا چاہیے۔ اور وہ مقام زیادہ تر فوجی بارکیں اطفال کے جیلخانے یا بورڈنگ ہوس ملینگے۔ یہہ بدعت کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں۔ سب سے اوّل انسانی فطرت کا قصور ہے اسکے بعد کثرت تمول و عیاشی جو انسان کو طرح طرح کی بد ذاتیاں سوجھاتی ہے۔ اور سب سے آخر مگر وجہہ مقدم زیر نگرانی اور پابند امرد و نوجوانوں کا اجتماع اور آسانی مواقع خواہ کہیں اور کسی قوم میں ہو۔ یہی وجہہ ہے کہ باوجودیکہ یورپین عیسائی فوجوں اور ہندوستان کی گورہ فوج کیساتہہ لازمی طور پر کسبیاں رہتی ہیں۔ مگر یہہ قباحت انہیں بھی بکثرت ہے۔ اور دُنیا میں مہذب سے مہذب ملک کے بورڈنگ (زنانہ ہوں یا مردانہ) اِس علت سے خالی نہیں۔ اسلئے کہ فوجی یا بورڈنگ کی نگرانی (نہ کہ شریعت اسلامی) اُنکی آزادی میں حایل ہوتی ہے۔ اور تقاضائے فطرت کے پورا کرنے کے لیئے ہر وقت کی صحبت و ہمبستری بے اندازہ آسانیاں پیدا کر دیتی ہے۔ مسٹر ہربرٹ اگر کسی اور ملک کی فوج میں رہتے جہاں جبریہ خدمت کا رواج ہوتا تو اُنکو وہاں بھی یہی تجربہ حاصل ہوتا کیونکہ اس قاعدہ کی وجہہ سے عموماً سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ برس کے لونڈے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی دیسی فوج میں اسکا نام بھی نہیں پایا جائیگا۔ کیونکہ اسمیں عموماً پختہ عمر کے نوجوان داخل ہوتے ہیں۔ اور اسلئے اُنکو اپنی سوسائٹی میں کوئی ذریعہ اس شیطانی خواہش کے پورا کرنے کے لیئے نہیں ملسکتا۔ میں اس بحث کو اور زیادہ طول دینا پسند نہ کرکے یہیں ختم کر دیتا ہوں۔ مسٹر ہربرٹ اسی کے متعلق حاشیہ میں حسب ذیل لکھتے ہیں! "یہہ علت خوفناک حد تک ایشیائی ترکی۔ بالخصوص بغداد میں جہاں یہودی بھی اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایران میں پھیلی ہوئی ہے۔" اس حاشیہ پر میں اسقدر اور ایزاد کر دیتا ہوں کہ بغداد میں بھی مستورات کی عفت و عصمت کی جو کیفیت ہے وہ سیاحوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جسکے اکثر نمونے (بلالحاظ مذہب یعنے بغداد کی۔ مسلمان۔ یہودی اور عیسائی عورتیں) لاہور۔ بمبئی۔ کراچی۔ اور کلکتہ وغیرہ کے چکلوں میں دکھائی دے رہی ہیں۔ مترجم۔

بالجبر مجرد اور پاکدامن رکھا جائے تو اس سے ایک دوسرا عیب پیدا ہو جائیگا جو اس عیب سے بھی جسکے دفعیہ کے لئے جبریہ پاکدامنی کا حکم دیا گیا تھا بلحاظ نتائج بدتر ہے۔ جو تجربہ مجھے ان فقرات کے لکھنے کا محرک ہوا ہے وہ مجھکو کل دوران جنگ میں ہوتا رہا۔ میں نے اس ناگوار معاملہ کیطرف اس جگہ تو اشارہ کر دیا ہے۔ مگر آئندہ پھر نہیں کرونگا۔ سلیمیہ بارکوں میں افواج حفاظت وار دل شاہی (گارڈز کور) کی پلٹنوں کے ماسوا جو ان میں دوامی طور پر رہتی ہیں فوج پیدل کی کئی پلٹنیں اور چند باتریاں (یعنی باتریوں کے سپاہی و افسر) بھی مقیم تھیں۔ میجر کے رتبہ تک کے کل افسر بارکوں میں سوتے تھے۔ ان میں سے چند ایک متاہل بھی تھے۔ وہ میں نہیں جانتا اپنے خانگی معاملات کا انصرام کسطرح کرتے تھے۔ میرا قیاس ہے کہ ان کے قبایل کے لئے (بارکوں میں یا ان کے متصل) علیحدہ مکانات ہونگے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً رواروی گھروں میں ہو آتے ہونگے۔ کمپنی کی تمام افسر ایک کمرہ میں سوتے تھے۔ فوجی خدمت گو امن کے آرام دہ زمانوں کی نسبت زیادہ مشقت طلب تھی۔ مگر فی الجملہ سہل و نرم تھی۔ نظام و انتظام نہایت سخت تھا۔ مگر جہانتک سپاہیوں اور نن کمیشنڈ[1] افسروں کا تعلق تھا اسے تکلیف دہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ البتہ افسر بعض بیہودہ پابندیوں سے سخت آزردہ تھے۔ مثلاً انکو عام تفرجگاہوں (کاغذ خانہ وغیرہ ہیچ قسم) میں جانیکی اجازت نہ تھی[2]

میں نے نہایت سرگرمی کیساتھ قواعد سیکھنی شروع کی۔ دو دن میں ترکی فوجی احکام (جسے بولی بھی کہتے ہیں) سیکھ لئے۔ اور پندرہ دنوں کے ختم ہونے پر جسقدر کہ ترکی میں ایک سپاہی سے توقع کیجاسکتی ہے اُسقدر قواعد میں بخوبی مشاق ہو گیا۔ کیونکہ وہاں مانورات (فوجی نقل و حرکت) مصنوعی لڑائیوں۔ فوج کثیر کا ایک ساتھ میدانی مشق و قواعد کرنا۔ کھلے میدان میں خیموں میں رہنا (ماسوا مستقل چھاونیوں کے جو تعداد میں بیشمار ہیں اور جہاں خیموں میں بھی بیحد آرام ملتا ہے) چھاونیوں سے باہر مفصلات میں فوج کو دو۔ یا زیادہ حصوں میں تقسیم کرکے انکو ایک دوسرے کے بالمقابل مارچ کرانا اور اسی طرح کی تمام دوسری مشقوں کا جو سپاہی کو لڑائی کے لئے عملی طور پر تیار کرتی ہیں۔ کوئی وجود نہیں۔ یا کم از کم ۱۸۷۷ء میں نہ تھا۔ حتی کہ چاندماری کی مشق بھی بڑے بڑے لمبے وقفوں کے بعد گاہ گاہ کرائی جاتی جتنے دنوں میں سلیمیہ میں رہا۔ کوئی چاندماری نہ ہوئی۔ البتہ چند کمپنیوں کو سرا[3] سے

[1] فوجی افسر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بروئے پروانہ و سند شاہی وزیر جنگ کے حکم سے متعین ہوں یہ کمیشنڈ افسر کہلاتے ہیں اور وہ انساین (لفٹننٹ سے چھوٹا عہدہ دار) سے لیکر مارشل تک ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جنکو رجمنٹ کا افسر اعلے یا کمانڈر انچیف سپاہی سے ترقی دیکر یا بھرتی کرکے افسری کا عہدہ دے۔ یہ نن کمیشنڈ کہلاتے ہیں۔ یورپین و گورہ افواج میں کارپورل و سارجنٹ اسی زمرہ میں ہوتے ہیں۔ اور دیسی فوج میں نائک سے لیکر رسالدار میجر تک۔ مترجم

[2] ان پابندیوں کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ یہ کہا جاتا تھا کہ کوئی مذہبی وجہ ہے۔ مگر وہ نہایت بے اصولی کیساتھ کبھی منسوخ اور کبھی قائم کر دیجاتی تھیں۔ مصنف

[3] یہ قسطنطنیہ کا مضافاتی محلہ ہے جو خلیج شاخ زرین کے شمالی حصہ کے ساحل پر محلہ خاصکوئی کے قریب ہے۔ مترجم

پرے کے میدان نشانہ بازی کو جو حال میں تیار کیا گیا تھا۔ دور سے نشانہ بازی کرنے کی مشق کے لیئے بھیجا گیا تھا مجھے سپاہیونکی زبانی معلوم ہوا کہ فی ترک سپاہی بالاوسط بمشکل بارہ کارتوس سال بھر میں چاندماریکی مشق پر خرچ کرتا ہے!! اسکی بڑی وجہہ کفایت شعاری تھی +

ہمکو تین مختلف جماعتوں میں الگ الگ قواعد سکہائی جاتی تھی۔ ایک تو چھہ چھہ آدمیونکی ٹولیاں ہوتی تھیں جو کارپورلوں یا سارجنٹوں کے زیرکمان ہوتی تہیں۔ دوم۔ پچاس پچاس سپاہیونکی جماعتیں جو لفٹنٹوں کی کمان میں ہوتیں۔ سوم۔ ساری کمپنی (ایکسو آدمی) کی قواعد۔ مگر کسی ساری پلٹن نے کبھی ایک ساتھہ قواعد و مشق نکی۔ اور صرف دو دفعہ ہم نے اپنی معمولی قواعدگاہ سے باہر جاکر مشق کی +

میری آسودہ حالی اور مفروضہ انگریزی قومیت کیوجہہ سے ہمجولیوں میں سے فی الفور میرے بیشمار دوست اور تعریف کنندہ پیدا ہوگئے۔ میں اپنا کھانا باہر سے خریدتا تھا اور روزانہ سرکاری راشن کا بہت سا حصہ ساتھیوں میں تقسیم کردیا کرتا تھا۔ راشن کی مقدار و تفصیل حسب ذیل ہوتی تہی۔ دو چھوٹی ڈبل روٹیاں۔ گوشت سبزی چاول مکھن۔ نمک۔ تیل اور پیاز کی کافی مقدار۔ یہہ چیزیں مکھن کے سوا سب عمدہ قسم کی ہوتی تھیں ایک موم بتی۔ صابن کی ایک ٹکیا۔ اور کھانا پکانے کے لئے کچھہ ایندھن اور کوئلہ۔ سلیمیہ بارکوں میں پانی عمدہ تھا۔ مگر استنبول کی بارکونکی پانی کی نسبت مجھے معلوم ہوا کہ بہت ہی برا ہے۔ جو کارپورل اور سارجنٹ میرے نگران اور قواعد سکہانیوالے تہے۔ انکو میں تمبا کو یا دیگر تحائف سے خوش رکھتا تھا۔ مگر نقد روپیہ کی رشوت کبھی نہ دی +

ترکی فوج کے انتظام میں عجیب بات کمیٹیونکا طریق ہے۔ تم کسی خفیف سے معاملہ مثلاً مکھن کے ناقص و خراب ہونکی شکایت کرو۔ جھٹ اسکی تحقیق و تنقیح کے لئے لمبی چوڑی کمیشن مقرر ہوجاویگی۔ جو اس معاملہ کی کئی مہینوں کے بعد رپورٹ دیگی۔ ہر روز تقریباً آدھی درجن کمیٹیاں اسیقدر مختلف معاملات پر نشست کرتی رہتی تھیں۔ ان میں سے بعض فی الحقیقت ایسے خفیف معاملے ہوتے تہے کہ کارپورل آیباؤ نے انسے انہیں چند لفظوں میں درست کرسکتا۔ اسلام [1] یعنے ترکی گورنمنٹ۔ کیونکہ یہہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ بسنت الوجود دعائی داناؤں کی چھوٹے چھوٹے اجتماعوں و مجالس کو بہت ہی پسند کرتا ہے۔ یہ وہ مرقد ہی جسمیں ترک خفیف ترین اور اہم ترین دونوں طرح کی معاملات کو قابل تعریف انصاف اور ناطرفداری کے ساتھہ معہ یکسان نتیجہ کے جو ہمیشہ صفر ہوتا ہی دفن کردیتے ہیں۔

---

[1] مسٹر ہربرٹ شاید حکم ربانی "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" پر طنز کررہے ہیں۔ مگر کیا انہیں یہہ فراموش ہوگیا ہی کہ اس ارشاد الہی کے پہنچانیوالے رحمۃ للعالمین (فداہ روحی) کے زمانہ مبارک سے کئی صدیوں بعد اسی اصول پر کاربند ہوکر دنیا کے اکثر عیسائی ممالک میں پارلیمنٹ۔ مجالس شوری۔ اور ہر ایک معاملہ کے متعلق کمیٹیاں قایم ہوئی ہیں اور اسکے ازلی و دامی صداقت و درستی کی کل دنیا قایل ہوتی چلی جارہی ہے۔ مترجم +

دینے ان کمیٹیوں کی تحقیق و تنقیح میں اسقدر وقت صرف ہوتا ہے کہ حسب ضرورت یا مداوا کیلئے وہ مقرر کیگئی تھیں فیصلہ صادر ہونے تک اُسکا وجود یا احتیاج باقی نہیں رہجاتی +

میرا یقین ہے کہ مجھے وردی بہت ہی سجتی تھی۔ بہر حال ہیں اَپنے دل میں تو بہت نازاں تھا اور مزے لے لیکر یہہ خیال کیا کرتا تھا کہ حامی دین کی اپنی نئی شاندار حیثیت میں شوارع عام یا سیر گاہوں میں متکبرانہ گل گشت کرتے وقت اکثر راہ گذر معشوقوں کی نرگسین آنکھیں محبت بھری نگاہوں سے میری طرف تکتی رہتی ہیں +

جو ہدایات (صیغہ حرب کیطرف سے) مجھکو دیگئی تھیں اُنکی تعمیل میں مَیں ہر روز صبح شام کی نمازوں میں حاضر ہوتا تھا۔ اور کل دوران جنگ میں میرا یہی قاعدہ رہا۔ میں مسجد میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ جمعہ کے دن ہزاروں تماشائیوں کے روبرو ہفتہ وار پریڈ ہوتی تھی +

بارکوں میں ہر شخص جنگ کا ذکر اور اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اُسکے لئے تیاریاں کرتا رہتا اور اَپنے فہم و ادراک کے مطابق اُسکے نتیجہ کے متعلق پیشنگوئیاں کرتا تھا۔ کل سپاہی جوش سے بھرے ہوئے اور لڑائی کے لئے بیقرار تھے۔ یعنے جہانتک کہ ترکوں ایسے بالطبع بے پرواہ لوگ جوشیلے اور بیقرار ہوسکتے ہیں فوج کی عام حالت بلحاظ حوصلہ و جرأت اور ثابت قدمی عمدہ تھی +

میری کمپنی کے افسر میرے ساتھ لحاظ و مروت سے پیش آتے۔ وہ مجھے اکثر اَپنے کمرہ میں مدعو کرتے جہاں وہ میرے خرچ پر سگرٹ اور قہوہ اُڑاتے۔ قہوہ جسکے کل ترک شائق ہیں ہمیشہ سرکاری راشن کے ساتھ نہیں دیا جاتا فقط گاہ گاہ بطور زائد چیز ملتا تھا۔ یہہ افسر آفندی انگلز (مصنف اپنی ذات سے مراد لے رہا ہے۔ اسکے لفظی معنے انگریز صاحب کے ہیں۔ جس خطاب سے ترک اسکو پکارتے تھے۔ مترجم) کی بالخصوص اور عظیم الشان انگریزی قوم کی بالعموم تعریف و توصیف کرنے میں ایکدوسرے پر سبقت لیجانیکی کوشش کرتے رہتے۔ کپتان نے[۵] مجھسے (ایک ترکی) لیرہ (جو ۱۸ شلنگ کے برابر ہوتا ہے) قرض لیا۔ اور میرے اس سلوک سے خوش ہو کر حلف اوٹھائی کہ میں ہمیشہ تمہارا دوست و بھی خواہ رہونگا +

ترکی سپاہی جبکہ فرض منصبی ادا نہ کر رہا ہو تو بازار یا شوارع میں افسروںکو سلام نہیں کرتا۔ جن افسر ترکی آپس میں ذاتی طور پر جان پہچان نہ ہو وہ بھی ایکدوسرے کو سلام نہیں کرتے۔ ترک افسر کی تمدنی و معاشی حیثیت فرانسیسی۔ جرمن یا آسٹرین افسر کی حیثیت سے کم ہے۔ دیسے جسطرح آخر الذکر سوسائٹی میں معزز سمجھی جاتی ہیں

سلہ۵۔ مسٹر ہربرٹ صاحب کا اِس واقعہ کا ذکر کرنیسے یہہ مطلب نہیں کہ ترکوں کی خست ظاہر کرے۔ بلکہ وہ ایک طرح سے یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اُسوقت خزانہ کی فی الواقع تباہ حالت اور تنخواہوں کی عدم وصولی کی وجہ سے ترکی سپاہی اور افسر نقدی کی شکل کو ترسنے لگ گئے تھے +

اور دوسرے لوگ اُنکی صحبت کے شائق رہتے ہیں ویسی حالت ترکی افسرونکی نہیں ہے۔ رفیقانہ اور ہمجلیسانہ گرم جوشی و خلوص واتحاد اور یکدلی ترکی افسروں میں کم ہے +

سلیمیہ بارکوں میں مجھے سب سے عجیب بات یہہ دکھائی دی کہ نماز کے سوا، وہانکی کسی چیز میں مشرقیت (ایشائی پن) کی بوتک نہ پائی۔ کُل عملہ فعلہ۔ اندر باہر۔ عمارت۔ انتظام اور روزمرہ کا دستور العمل ٹھیٹھہ یورپین طریقہ پر ہے۔ اگر انمیں ترکی زبان نہ بولی جاتی ہو اور گندم گون ترکونکی بود و باش نہ ہو تو اجنبی کو دا[illegible] بھی یہہ خیال گذر جائے کہ میں لندن میں ہوں۔ البتہ یہہ فرق ضرور ہے کہ وہ انگلستان کی تمام بارکوں سے بدرجہا نفیس اور عمدہ ہیں اور انکا موقعہ نہایت ہی دلفریب اور خوبصورت ہے۔ سلیمیہ والونکی روزانہ طرز معاشرت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ جنگ کے لئے مسلسل سر توڑ تیاری ہو رہی ہے۔ مگر سرعت و گرمی کے باوجود وہ فی الجملہ باقاعدہ اور باضابطہ تھی۔ کُل مُلک میں یہی کیفیت میرے مشاہدہ میں آئی۔ پلٹنیں آرہی اور چلی جا رہی ہیں۔ رنگروٹ جوق در جوق ہر روز بھرتی ہو رہے ہیں۔ اسلحہ اور گودام رمیگزین سے نکالکر منتقلین کے سپرد ہو رہی اور جہاں جہاں ضرورت ہے اُن مقامات کو بھیجے جا رہے ہیں اور افسران اعلیٰ سب کاموں کی ہر وقت نگرانی کر رہے ہیں +

ترکی فوج پیدل کی وردی حسب ذیل ہے :۔ بالکل سادہ نیلگوں چھوٹا کوٹ۔ نیلی پتلون جسکے پائنچے فُل بوٹ کے اندر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ نہایت ہی کارآمد اور واقعی عمدہ بڑا کوٹ۔ سیاہی مائل نیلی رنگت کا معہ سرپوش۔ جبارش و برفباری میں سر پر ڈال لیا جاتا ہے۔ اور مشہور عالم خوبصورت سیاہ ریشم کے پھندنے والی سرخ فیس[1] (ترکی ٹوپی) پیدل فوج میں کوٹوں کے سامنے اور کف[illegible] بلے سرخ رنگ کے اور چپاسیوں (طلیعون) کے سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ طلیعہ جو جرمن فوج کے جاینگیر کے مشابہ ہیں جلد نشانہ چلانے اور فوج سے آگے آگے رہکر متفرق طور پر غنیم پر گولیاں چلانے والے فرض کئے گئے ہیں۔ مگر انکی تربیت اور معمولی پیدل سپاہی کی تربیت میں اس امر کے سوا اور بہت ہی کم فرق ہے۔ کہ چپاسیرونکی ہر ایک پلٹن کی نسبت فرض کر لیا گیا تھا کہ اسکے ساتھ دو ہٹ در نخفہ قسم کی) دو ہلکی توپیں بھی ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک کو دو بارکش گھوڑے اٹھاتے

---

[1] یہہ ٹوپی ابتدا میں مراکو کے مشہور شہر فیض میں تیار ہوتی تھی۔ اور اسی مناسبت سے اسکا نام بھی فیض (یا ترکی لہجہ میں فس) پڑ گیا۔ اور چونکہ ترکوں نے اسکو اپنے لئے مختص کر لیا۔ دنیا میں وہ ترکی ٹوپیوں کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ اسکی ساخت ٹیونس اور فرانس و آسٹریا و جرمنی میں بھی شروع ہو گئی۔ ترکی میں اب تھوڑے عرصہ سے انکی ساخت کیلئے سرکاری کارخانہ قایم ہوا ہے۔ مگر وہاں ابھی اسقدر تھوڑی تیار ہوتی ہیں کہ سرکاری ملازمونکو اور سپاہیوں کیلئے کفایت نہیں کر سکتیں اور خود عام ترک بوجہ دستور سابق ممالک غیر سے انکو خریدنا پڑتا ہے ہندوستان میں خاص ترکی کی بنی ہوئی ٹوپیاں ابتک مطلقاً نہیں آئیں۔ اب خاکسار مترجم انکو منگوانیکا انتظام

ہیں۔ مگر ان پلٹنوں میں فی الواقع یہ توپیں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھیں۔

بوٹوں کے سوا جو بالکل نکمے تھے باقی وردی کی ساخت اور کپڑا عمدہ تھا۔ میں اپنے بوٹ پہنتا رہا۔ پیدل سپاہی کا اسلحہ۔ پی باڈی مارٹینی رائفل اور تلوار نما سنگین تھے +

میدان کارزار کو جاتے وقت سپاہی کے پاس سفری سامان بہ تفصیل ذیل ہوتا تھا۔ کیسہ جسمیں آسی کارتوس آتے تھے۔ پانی رکھنے کی بوتل۔ اور ٹاٹ کی ایک بڑی خورجی یا تھیلہ۔ جسمیں ہر ایک چیز جو سپاہی ساتھ لیجانا چاہے ڈال دیجاتی تھی۔ ترکی سپاہی کا مقولہ ہے کہ "اپنی اشیا کا میں خود ہی بہترین حمال ہوں" چنانچہ وہ جسقدر چیزیں تھیلہ اور اپنی جیبوں وغیرہ میں بھر سکتا ہے اپنے ساتھ اوٹھا لیجاتا ہے +

فوج سواران کی وردی سوائے سر کی پوشاک کے فوج پیدل کے مشابہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بعض رجمنٹوں میں وردی کا رنگ نیلے کے بجائے خاکی ہے۔ سوار سر پر بھیڑی کی کھال کی ٹوپی جسے قلپاق کہتے ہیں پہنتے ہیں۔ انکے اسلحہ وزنی تلوار۔ ونچسٹر ری پی ٹنگ (کئی کارتوس والی) رائفل اور ریوالور ہیں۔ نیزے صرف اُنہیں رجمنٹوں کے پاس ہیں جو افواج حفاظت شاہی (گارڈز) سے متعلق ہیں۔ بعض رجمنٹوں کے پاس اُسوقت یعنے ۱۸۷۸ء تک چرکسی تلواریں تھیں۔ ان تلواروں کی تعریف و توضیح ذیل میں درج ہے۔ گھوڑے ناقص اور تھوڑی تھے +

چرکس بیقاعدہ سوار اپنی دہی فوق البشر کی قومی پوشاک پہنتے ہیں جس سے باتصویر اخبارات کے دیکھنے والے ناواقف نہیں۔ وہ کارتوس چرمی پٹلوں میں جو کمر سے پر دار پار ڈالے جاتے ہیں چھاتی پر قرینہ دار رکھتے ہیں۔ اُنکی تلواریں سبک اور سیدھی سادھی قبضہ کی۔ جنپر ہاتھ کے بچاؤ کے لئے کوئی روک نہیں ہوتی کاسکوں کی تلواروں کے مشابہ تھیں جسکو آخر الذکر چرکھا پکارتے ہیں۔ سب کے پاس کار بینیں (چھوٹی بندوقیں) اور اکثر کے پاس نیزے۔ ریوالور اور خنجر بھی تھے۔ انکے گھوڑے باقاعدہ فوج کے سواروں سے عمدہ تھے +

فوج توپخانہ کی وردی پیدلوں سے خوبصورت اور زیادہ وضعدار ہے۔ توپچیوں کی نیلے چھوٹے کوٹوں پر انگریزی رسالہ ہوزار کے کوٹوں کی طرح فیتہ وڈوریکا کام ہے۔ وہ پیٹی کوٹ سے نیچے پہنتے ہیں۔ اُنکے سر کی پوشش وہی ترکی ٹوپی ہے۔ سواروں کی تلوار ریوالور اُنکے اسلحہ ہیں۔ توپیں کرپ کارخانہ کی نئی بنی ہوئی تھیں۔ توپخانہ میں گھوڑے کم اور ناقص اور اکثر باتریوں میں تعداد مطلوبہ سے بھی تھوڑے تھے۔ ایک باتری میں چھ توپیں ہوتی ہیں۔ گولہ بارود کی ہر باتری میں چھ گاڑیاں ہونی لازمی ہیں۔ لیکن عموماً اس سے

لہ۔ کرپ جرمنی کے ایک مشہور کارخانہ توپ سازی کے مالک کا نام ہے۔ جس کی توپیں فی زمانہ کل دیگر اقسام کی توپوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔ اسکا کارخانہ کئی مربع میلوں میں ہے۔ اور اُسکی آمدنی اکثر چھوٹے چھوٹے ملکوں سے زیادہ ہے۔ مترجم +

کم ہوتی تہیں۔ روسی توپخانہ کی بائٹری میں آٹھہ توپیں ہوتی ہیں البتہ کاسک توپخانے کے اسپی توپخانہ میں فی بائٹری چھہ توپیں ہی ہوتی ہیں ◆

کمسریٹ و بار برداری کیلئے دو پہیہ یا چوپہیہ ملکی گاڑیاں تھیں جو ٹرکی کی خراب سڑکوں اور سلسلہ کوہ بلقان پر سے گذرنے کے لئے نہایت مناسب تھیں۔ ان میں عموماً بیل اور بعض میں گھوڑے جوتے جاتے۔ انکے علاوہ بارکش گھوڑے بھی تہے جنکے عوض بعض وقت خچریں استعمال میں لائی جاتی تھیں۔ ہر پلٹن کے ساتہہ ۸ بارکش گھوڑے اور دو گاڑیاں یعنی فی کمپنی (فی پلٹن ۸ کمپنیاں ہوتی ہیں) زاید گولی بارود کیلئے دو گھوڑے اور افسران پلٹن کے اسباب کیلئے باقیماندہ دو گھوڑے اور خیموں۔ اوزاروں اور اسباب باورچیخانہ کیلئے گاڑیاں ہوتی تھیں۔ جو سپاہی گاڑیوں اور ٹٹو وغیرہ پر مامور ہوں وہ اربجی (ارابہ ترکی میں گاڑی کو اور ارب جی گاڑیبان کو کہتے ہیں) کہلاتے ہیں۔ باقاعدہ کمسریٹ کا کوئی انتظام نہ تھا۔

ترکی فوج میں مہتمم انجنیر بہت کم بلکہ نہونیکے برابر دکھائی دیتے۔ پلونا میں ہمارے ساتہہ انکی ایک کمپنی تھی۔ مگر جنگی انجنیری میں فوج پیادل کی اکثر پلٹنیں ان انجنیروں سے زیادہ ماہر تھیں ◆

بوٹوں کے سوا ترکی سپاہی کی پوشاک اور وردی پر کوئی حروف نہیں رکھا جا سکتا۔ یہہ وردی عمدہ سادی۔ خوبصورت۔ پایدار۔ کم خرچ اور موزون ہے۔ مگر اسمیں ایک نقص بہت بھاری ہے جسکو اعلےٰ احکام بری طرح سے نظر انداز کر رہے ہیں۔ یہہ قومی طرز لباس اور رواج کے متقبض ہے۔ اور سلوے ٹوپی کی اور سب طرح سے ترکی لباس سے مخالف اور فرنگیانہ وکرستانی وضع کی ہے۔ اور سپاہی بھی دل میں اُسے ناپسند کرتا ہے۔ ترکوں کا پیارا اور قومی لباس یہہ تھا۔ چھوٹی کشادہ نیلی جاکٹ کھلا چوغہ۔ سرخ پٹکا۔ کھلا پائجامہ۔ اور جوتی جسپر چمڑے کے بنے ہوئے گیٹس ہوں۔ یہہ لباس اب صرف گارڈز فوجکی ذو العوف[1] رجمنٹیں پہنتی ہیں۔ البتہ ۱۸۷۷ء میں اکثر پیدل پلٹنوں کی ابھی تک یہی وردی تھی۔ فیس کی جگہ فضول وبیہودہ لمبی ٹوپی یعنے کیپی[2] رواج دینے کی کوشش کرنا سفیہانہ حرکت ہوگی۔ اِس سے بغاوت نہ سہی۔ عام ناراضگی پہیلنے میں تو کوئی کلام نہیں ◆

ترکی فوج تین جماعتوں سے مرکب ہے۔ اوّل نظامیہ (جسمیں مصافی فوج یعنے واقعی فوج نظام اور ریزرو فوج صنف اوّل یعنی احتیاطیہ شامل ہیں)۔ دوم رُدیف (جو جرمنی کی فوج لینڈوہر کے مشابہ ہے) سوم۔ مستحفظ (یعنی مقامی فوج جو جرمن لینڈسٹرم اور فرانس کی "لیوی ان ماس"۔) ہر دو قسم مندرجہ بالا کی علاوہ

---

[1] ذو العوف کی تعریف کے لئے دیکھو واقعات دوم باب بری و بحری افواج - مترجم ◆

[2] شاید ترکی گورنمنٹ نے اِس قسم کے تغیر کا کبھی ارادہ کیا ہو۔ مگر سوا اس کتاب کے اور کہیں اسکی متعلق پڑہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مترجم

باقی کُل قواعددان و قابل جنگ رعایا کے مشابہ ہے کم۔ ان ہر سہ منتظمہ جماعتوں میں چرکسوں۔ کردوں اور دیگر بیقاعدہ افواج کے بیشمار غیر منتظم دل بادل شامل نہیں ہیں۔ محاربہ میں میں نے مستحفظ فوج کا تقریباً کوئی نام نشان نہیں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ ۱۸۷۸ء کے شروع میں اس فوج کا وجود کاغذ سے باہر کوئی نہ تھا اور اگر تھا تو کم از کم اُسکے اجتماع و جماعت بندی کا یقیناً کوئی انتظام نہ تھا جو بریگیڈ اور رجمنٹیں میدان جنگ کو بھیجی گئیں اُن میں نظامی اور ریفی پلٹنیں اندھا دُھند مخلوط تھیں۔ ردیف کی تین قسمیں (مقدم۔ تالی۔ اور ثالثہ) ہیں۔ اور ضرورت پر انکو حسب ترتیب مذکرہ بالا یعنی پہلے مقدم پھر تالی اور سب سے آخر ثالثہ کو گھر سے بلایا جاتا ہے۔ ان تینوں صنفوں کے سپاہی وہ لوگ ہیں جو مصافی یعنی نظام فوج میں اپنی میعاد پوری کرچکے ہیں۔ ہر ایک جماعت اور صنف کی خدمت کی شرائط اور میعاد و انکا ذکر فضول ہے۔ کیونکہ اس پرآشوب زمانہ میں عملی طور پر کُل کارروائی کاغذی دستورالعمل سے سراسر بالکل مختلف ہوتی رہی تھی۔ اس بارہ میں لڑائی کے بعد بہت کچھ درستی و اصلاح عمل میں آگئی ہے +

ترکی میں عام جبریہ خدمت کا رواج ہے اور کُل مسلمان اس قانون کے تابع ہیں۔ ۲۰ برس کی عمر میں ہر شخص پر فوجی خدمت واجب ہو جاتی ہے۔ اور عمر کا چالیسواں برس پورا کرنے پر یہ ذمہ داری ختم ہوتی ہے۔ عیسائی اور یہودیوں کو بطور رنگروٹ فوج میں نہیں لیا جاتا۔ اُنکو اس آزادی و رعایت کے عوض خفیف سا ٹیکس (محصول) دینا پڑتا ہے۔ اُس زمانہ میں اس محصول سے چھ لاکھ پونڈ سالانہ آمدنی تھی۔ استنبول[۱] اور اُسکے مضافات غلطہ و اسکودرہ کے باشندے (بلالحاظ مذہب و قوم) فوجی خدمت اور ادائگی ٹیکس دونوں سے بری ہیں۔ مسلمان آبادی کے رجسٹر احتیاط کے ساتھ نہایت درست رکھے جاتے ہیں +

اس محاربہ میں ٹرکی نے سات لاکھ پچاس ہزار فوج میدان جنگ کو بھیجی تھی۔ صلح ہو جانیکے بعد ترکی فوج میں کلہم اڑھائی لاکھ آدمی رہگئے تھے۔ صحت یاب مجروح و مریض۔ واپس آئے ہوئے اسیران جنگ اور وہ سپاہی جو جنگ کے وقت فوج سے بچھڑ گئے اور پھر واپس آگئے اسی تعداد میں شامل ہیں۔ جو بچھڑے ہوئے واپس نہ آئے اُنکی اور مفرورین کی تعداد اگر تخمیناً پچاس ہزار قیاس کرلیجائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کی مہیب تعداد جنگ میں ضایع یا ہمیشہ کیلئے ناقابل یا بیماری اور موسمی حوادث کا شکار ہوئی تھی +

---

[۱] استنبول جسے ترک استنبولی کہتے ہیں۔ قسطنطنیہ کی یورپی آبادی کا وہ حصہ ہے۔ جو خلیج شاخ زرین سے بجانب جنوب فصیل شہر کے اندر واقع ہے۔ مگر اکثر یورپین نویسندگان خلیج مذکور کے شمالی محلوں اور مضافات (ایُوب۔ خاصکوئی وغیرہ) بلکہ ایشیائی مضافات (اسکودرہ۔ حیدرپاشا وغیرہ) کو بھی استنبول ہی میں شامل کردیتے ہیں۔ مصنف راہ ورسم غلطہ۔ تھراپیا۔ ویرا وغیرہ دیگر یورپین مضافات و حصص قسطنطنیہ کو استنبول سے علیحدہ متصور کرتے ہیں + مترجم۔

ترکی فوج میں فوجی مدارج و مراتب حسب ذیل ہیں +

سرداراکرم۔ (کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار۔ مشیر (مارشل) جو اردو (فوج کے حصہ اعظم) یا قول اُردو (اردو سے چھوٹا حصہ) کا کمانیر ہوتا ہے۔

فریق[1] (دویژن کا جرنیل) جو فرقہ (ڈویژن) کا کمانیر ہوتا ہے +

میرلواء۔ (برگیڈیر) جو بریگیڈ[2] (یعنے لواء) کا کمانیر ہو +

میرآلائی۔ کرنیل) آلائی (یعنی رجمنٹ) کا کمان افسر +

قایم مقام۔ (لفٹنٹ کرنیل) کرنیل کا ایجوٹنٹ (مددگار)

بن باشی ۔ میجر۔ طابور۔ (پلٹن) کا کمان افسر +

قول آغاسی (میجر کا ایجوٹنٹ یعنی نایب مددگار)

یوزباشی۔ (کپتان) بلاک (یعنی کمپنی یا رسالہ) یا تابیہ (یعنی بانزی) کا کمان افسر۔

ملازم اوّل۔ (اول لفٹنٹ)

ملازم ثانی ۔ (دوم لفٹنٹ)

ملازم ثالثہ ۔ سوم لفٹنٹ)

باش چاؤش۔ (ہیڈ سارجنٹ) جو فی پلٹن ایک ہوتا ہے +

چاؤش ۔ (سارجنٹ)

اُون باشی ۔ (کارپورل)

نفر ۔ (پیدل)

مشیر۔ فریق اور میرلواء کے منصب رکھنے والے ملحاظ منصب پاشا کا خطاب بھی رکھتے ہیں۔ اور علی الترتیب پُرانے زمانہ کے تین دُموں۔ دو دُموں یا ایک دُم کے جھنڈا رکھنے والے پاشاؤں کے مشابہ ہیں۔ میرآلائی اور قائمقام (بک) کا خطاب رکھتے ہیں۔ قائمقام کرنیل کا نایب اور مددگار فرض کیا گیا ہے۔ مگر اکثر رجمنٹوں میں دونوں افسر ہونے کے بجائے۔ انھیں سے صرف ایک یعنی کرنیل یا نایب کرنیل ہی تھا۔ قول آغاسی یوزباشی و چاؤش کی فرایض منصبی میری سمجھ سے باہر ہے اور میرے نزدیک وہ معمہ سے کم نہ تھے۔ سوم لفٹنٹ کا درجہ فقط انجنیری پلٹنوں میں ہے۔ ناہی عثمانیہ فوج کے متعلق قابل تذکرہ اور عجب امر یہ ہے کہ افسروں کو صلح و جنگ دونوں حالتوں میں مسلسل تنخواہ نہیں ملتی۔ اور وہ اس سختی کو نہ فقط نہایت تحمل اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ مسلم امر ہے کہ

[1] دو یا زیادہ ڈویژنوں (فرقوں) کا ایک اردو ہوتا ہے۔ مترجم + [2] ایک بریگیڈ میں دو یا زیادہ رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ مترجم +

کر اُس سے اُنکے اخلاق۔ جان نثاری۔ ثابت قدمی اور جوانمردی پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا۔ ترکی افسر اسکو ناقابل اصلاح اور دیرینہ نقص خیال کرکے صبر و قناعت اور بشاشت کیساتھ برداشت کرتے ہیں۔ البتہ اعلیٰ مدارج رکھنیوالے افسر تنخواہیں نہ وصول ہوسکنے کی وجہہ سے عموماً سرکاری روپیہ غور د برد اور رشوتیں قبول کرلیتے ہیں۔ اس بارہ میں وہ پاشا جو خاتونانِ حرم[1] کی سعی و سفارش سے اعلیٰ مراتب کو پہنچے ہوں۔ سب سے بڑھکر خاطی ہیں۔ مشہور محمود داماد پاشا[2] اس قسم کی پاشاؤں کا سب سے بڑھیا نمونہ ہے *

کاغذی عملدرآمد کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ چھ فوجی۔ لائینوں (ممالک) پر منقسم کیگئی ہے۔ اور ہر ایک ولایت ایک اُردو (فوج) جسمیں چار قول اُردو (کور) ہوں بہم پہنچاتی ہے۔ مگر ۱۸۹۷ء میں کسی لائیت نے فی الحقیقت تین کوروں سے زیادہ بہم نہ پہنچائے۔ بلکہ بعض نے فقط دو دو یا ایک ایک۔ بغداد کی ولائیت نے صرف ایک ڈویژن (دو یا زیادہ ڈویژن کا ایک کور ہوتا ہے) میدان جنگ کو بھیجا اور وہ بھی جنگ کے خاتمہ کے قریب *

[1] سلطانی حرم میں چونکہ اکثر سرکیشیا وغیرہ کی خوبصورت کنیزکیں داخل ہوتی ہیں۔ وہ کسیقدر رسوخ حاصل ہوجانے پر اپنے اُجڈ اور ناتعلیم یافتہ لواحقوں اور بھائیوں وغیرہ کو وطن سے بلاکر فوجی و ملکی عہدوں پر مامور کرادیتی تھیں۔ اور یہہ کندہ ناتراش انتظام یا افسری تو خاک کر سکتے تھے۔ البتہ جس محکمہ میں ہوتے اُسکا اور سلطنت کا ستیاناس کر دیتے۔ یہی خرابیاں تھیں جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کو اس درجہ پر پہنچا دیا۔ اور اب ہمارے سلطان محبوب غازی عبدالحمید خان ثانی کی شب و روز کی سرگرمی سے تقریباً بالکل غائب ہوگئی ہیں۔ مترجم *

[2] محمود نام۔ وہ ۱۸۵۸ء میں سلطان عبدالمجید کی ایک پندرہ سالہ دختر (یعنی سلطان حال کی ہمشیرہ) سے عقد ہونے پر داماد پاشا کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ یہہ شخص غبن خیانت اور بے ایمانیوں سے نہایت متمول ہوگیا اور اس نے اپنی عورت کے بھائی سلطان عبدالحمید ثانی پر جو بذاتہ نہایت قابل۔ اور نیک نیت شخص ہے مگر مشیروں اور تجاویز کے انتخاب میں عموماً غلطی کرجاتا ہے بے اندازہ بلکہ خطرناک اقتدار حاصل کرلیا۔ وہ اگرچہ توپخانہ اور جنگی نقل و حرکت اور نشیب و فراز کے متعلق ذرہ واقفیت نہ رکھتا تھا مگر بندیا سٹر آف آرٹلری (افسر اعلیٰ توپخانہ) اور مجلس حرب کا رکن بنا دیا گیا۔ اُسنے ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء میں بزدلی۔ حرص و طمع اور رشک و حسد سے سلطنت کی قسمت پر ایسا بُرا اثر ڈالا اور اُسکو ایسا نقصان پہنچایا کہ جسکی درست مقدار و وسعت کبھی معلوم نہیں ہوسکے گی۔ ۱۸۷۸ء میں وہ سرعسکر ہوگیا۔ مگر ۱۸۷۹ء میں بدوران جنگ (سلطانی احکام کے برخلاف) خفیہ احکام شریک کارزار افسروں کو بھیجنے کے جرم میں برطرف ہوکر جلاوطن کردیا گیا۔ ۱۸۸۰ء میں اُسے معافی ملگئی۔ لیکن سلطان عبدالعزیز شہید کے قتل میں شریک ہونیکے جرم میں وقوع جرم سے پانچسال بعد ۱۸۸۱ء میں باضابطہ عدالت سے اُسے موت کی سزا دیگئی۔ سلطان کی ہمشیرہ سے اُسکا عقد اس حکم سے پہلے ہی فسخ کردیا گیا تہا۔ سلطان المعظم نے موت کی سزا معاف کرکے اُسکو عرب کیطرف جلاوطن کردیا۔ جہاں وہ ۱۸۸۴ء میں فوت ہوگیا۔ مصنف۔ محمود داماد پاشا کی نسبت مسٹر ہربرٹ نے ایک حرف مغالطہ آمیز نہیں لکھا۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت جو رائے اُسنے ظاہر کی ہے وہ غالباً ۱۸۹۷ء سے تقریباً تین برس کی تجربہ ہے۔ انہوں نے خود بخود بدل دی ہے۔ گی۔ میرے نظر میں اسکی تردید کرنیکی کوئی احتیاج

[illegible]

قول اُردو کی نسبت فرض کیا گیا ہے کہ اس میں دو ڈویژن، چار بریگیڈ، آٹھ رجمنٹیں، ۲۴ پلٹنیں ہوتی ہیں۔ فوج سواران کے دوسری فوج سے الگ اپنی مستقل ڈویژن کوئی نہیں تھے اور اکثر قول اور ڈویژن میں انکا اپنا اپنا مستقل و علیحدہ توپخانہ بھی نہیں تھا۔ فوج کی واقعی تقسیم در تقسیم کاغذی عملدرآمد سے تقریباً ہمیشہ مختلف ہوتی تھی +

انتظامی مطالب اور جنگی ترتیب کیلئے بٹالین (پلٹن) کو (کل فوجی مجموعہ کا) ایک فرد سمجھا جاتا ہے نہ کہ رجمنٹ کو۔ انتظامی مقاصد کے لئے تین پلٹنوں کی ایک رجمنٹ بنائی جاتی ہے۔ مگر رجمنٹ کی جنگی ترکیب کمان افسر کی رائے پر منحصر ہوتی تھی۔ اور وہ نہ فقط انتظامی ترکیب سے مختلف ہوتی۔ بلکہ لڑائی کے موقع پر ایک ترتیب جنگی دوسری ترتیب سے جدا ہوتی تھی۔ اسی ردوبدل کیوجہ سے کرنیل (رجمنٹ کا کمان افسر) جنگی صف بندی اور نقل و حرکت کے لحاظ سے فی الواقع کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔ اور میجر (پلٹن کا افسر) ہی اقتدار کا سرچشمہ اور منبع ہوتا تھا۔ انگریزی جرمن اور فرانسیسی سپاہی دوران گفتگو میں جب "مالک"، "مربی"، "افسر" کے الفاظ لاتے ہیں۔ تو اُن سے انکی مراد کرنیل کی ہوتی ہے۔ (کیونکہ ان ممالک میں فوجی فرد رجمنٹ ہوتی ہے اور بنابریں خود مختارانہ فوجی کمان اور اقتدار کا سلسلہ کرنیل سے شروع ہوتا ہے) لیکن ترکی سپاہی ان الفاظ سے مراد میجر کی لیتا ہے جس کے ہاتھ میں انکا کل نیک و بد ہوتا ہے +

۱۸۷۸ء میں رجمنٹوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر نہیں تھے۔ جس سے سخت دقت ہوتی رہی۔ اگر کسی پلٹن کا ذکر کرنا ہوتا تو اُسے اس طرح سے پکارا جاتا "پہلی اُردو کی دوسری رجمنٹ کی ردیف پلٹن نمبر ۲" +

عثمان پاشا کے ماتحت پلیونا میں جو پلٹنیں تھیں۔ وہ انتظامی ترکیب کے لحاظ سے چھ یا زیادہ کوروں میں سے تھیں دوسری عثمانیہ فوجوں میں بھی جو دیگر مارشلوں کے ماتحت تھیں یہی کیفیت تھی۔ بعض اوقات میدان جنگ کی (یعنی جنگ کنندہ) رجمنٹ کی تینوں پلٹنیں انتظامی لحاظ سے تین مختلف کوروں کی ہوتیں +

الفاظ بن باشی (میجر) یوزباشی (کپتان) اور اون باشی (کارپورل) کے لفظی معنی علی الترتیب ایکہزار سر ایکسو سر اور دس سر ہیں۔ اصل میں ایک پلٹن میں ایکہزار آدمی ہوتے تھے جنکی دس کمپنیاں ہوتی تھیں اور ہر ایک کمپنی دس سکوئیڈون (جماعتوں) پر منقسم ہوتی ہے۔ پلٹن کی مصافی طاقت و تعداد بعد میں آٹھ سو کر دی گئی اور صرف آٹھ کمپنیاں رکھی گئیں۔ یہ تغیر و تبدل میرے خیال میں جرمنی کی تقلید میں منجملہ دیگر اصلاحات موجودہ صدی کے چھٹے عشرہ میں کیا گیا تھا +

جہاں تک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے کسی پلٹن کو پوری طاقت میں نہ پایا یعنی اُس میں آٹھ سو آدمی نہ دیکھے کئی پلٹنوں میں جنگ کے شروع ہو جانے پر بھی چار پانچسو سے زیادہ آدمی نہ تھے۔ الغرض بالاوسط فی پلٹن ۶۰۰ آدمی تھے۔ اس حساب سے فی کمپنی صرف پچاس سے لیکر ساٹھ تک آدمی ہوتے ہیں۔ یہ تعداد بالکل حقیر ہے اور فوج کے سب سے چھوٹے جنگ کنندہ فرد میں صرف اتنے آدمیوں کا ہونا موجودہ زمانہ کے آداب حرب اور فوجی چالوں کے مطابق

بالکل بے حقیقت اور روسی کمپنیوں کے مقابلہ میں جنمیں سے ہر ایک میں دو سو سے لیکر اڑھائی سو تک آدمی تھے محض فضول اور بیکار تھا۔ فوجی حکام نے اس نقص کو تسلیم کر لیا اور بطور آزمائش چند پلٹنوں کو دوبارہ تقسیم کر کے بجائے آٹھ کی اُنکی چار چار کمپنیاں بنائی گئیں۔ اور ہر ایک کمپنی دو دو سو آدمیوں کی کر دیگئی۔ مگر فی الواقع اُنمیں ڈیڑھ ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ محاربہ روم و روس کے بعد اس کار آمد قاعدہ کو عام طور پر رائج کر دیا گیا ہے +

سو سو آدمیوں کی (نام تھا) جمعیت رکھنیوالی پرانی کمپنیوں میں سے ہر ایک میں دو لفٹنٹ۔ دو کارپورل اور دو سارجنٹ ہوتے تھے۔ دو دو سو کی نام نہاد جمعیت والی نئی کمپنیوں میں اِن افسروں کی تعداد تین تین یا چار چار تھی۔ اِس سے ظاہر ہے کہ نن کمیشنڈ افسروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی +

بہیئت مجموعی۔ عثمانیہ فوج کی نسبت ترکی سپاہ کے اُن کارناموں اور کارگذاریوں کو دیکھکر جو ۱۸۷۷ء میں اُس سے ظہور میں آئیں۔ میں اپنی عام رائے حسب ذیل ظاہر کرتا ہوں وہ گو گھوڑے کم تھے تاہم توپخانہ نہایت شاندار تھا۔ فوج پیدل بہت عمدہ تھی۔ باقاعدہ فوج سواران اوسط درجہ کی تھی۔ اور اسکی تعداد بھی تھوڑی تھی اور بیقاعدہ سواران کی فوج فی الجملہ نکمی اور بیفایدہ تھی۔ باربرداری۔ کمسریٹ۔ حفظان صحت اور انجنیروں کی پلٹنیں بالکل ندارد یا ناقص تھی۔ اعلے ترین کمان کیلئے کوئی قابل آدمی نہیں تھا اور اُسکی حالت بے اندازہ ردی تھی۔" روسیوں کی نسبت میرا تجربہ یہہ ہے کہ اُنکی پیدل فوج بہت عمدہ۔ توپخانہ اوسط درجہ کا۔ فوج سواران (باستثنائے کاسکوں کے۔ جنکو اگر تاخت و تاراج اور سیہ کاریوں کی رخصت نہ ہو تو وہ بہت عمدہ سوار ہیں) ناقص اور بیکار تھی +

کل دُنیا میں غالباً ترکی فوج ہی ایک ایسی سپاہ ہے کہ اُسکے اور ترکی قوم کے حالات زمانہ امن سے جیسی کچھ مبصروں کو توقع تھی۔ اُسنے زیر بحث محاربہ کے دوران میں میدان جنگ میں نمایاں طور پر اور مسلسل و اُس سے بدرجہا بڑھکر دادِ مردانگی دی اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ برخلاف اسکے جہانتک محاربہ مذکورہ (۱۸۷۷ء) کا تعلق ہے۔ روسی فوج عام توقع سے بہت گھٹکر رہی۔ اوسط حیثیت کا ترکی سپاہی بلحاظ اخلاق و ذہانت و صحت جسمانی اُسی حیثیت کے روسی سپاہی پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسکے تین باعث ہیں۔ اول یہہ کہ ترکی سپاہی مطلقاً تارک الخمر ہوتا ہے۔ دوم وہ پابند مذہب اور مذہب کی خوبیوں اور اسکے احکام اور اوصاف کو سمجھتا ہے۔ کورانہ تقلید یا نفسانی اندیشوں اور خوف سے اپنے مذہب کا پابند نہیں۔ روسی سپاہی بھی پابند مذہب ہے مگر جاہلانہ طرز سے اور جیسا کہ جہالت کا لازمہ ہے وہ اوہام باطلہ کا معتقد ہوتا ہے۔ تیسری وجہہ یہہ ہے کہ روس کی نسبت ترکی میں ابتدائی تعلیم کی حالت بہتر ہے۔ اب جب کبھی دوسری جنگ اٹل ہو جائے تو اُسکے نتیجہ کی نسبت قیاس کرنے کے لئے ان سیدھی سادھی وجوہات کو مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ جرمن جرنیل وان ڈی گولز پاشا جو ترکی فوج میں جرنیل ہے ترکی

سله۔ صاحب موصوف نے ۱۸۹۶ء کے شروع میں ترکی فوج کی نسبت جو رائے ظاہر کی تھی وہ بسبب سارے عہد حکومت سلطان المعظم

قوم کی نسبت یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ "وہ دیانتدار۔ اپنی بزرگی پر نازاں۔ بہادر اور بیحد پابند مذہب ہیں۔ مگر طبقہ امرا
کی عدم موجودگی سے جو عام لوگوں کو خود نظیر بنکر ترقی کے میدان میں داخل کرا سکتا ہے اُسے بہت نقصان پہنچ

بقیہ حاشیہ سے اقتباس کر کے ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

ترکی فوج۔ جنرل وان ڈر گولٹز نے جو ترکی افواج کی درستی و ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہو کر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ترکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"مجھے پولیٹکس (امور مملکت) سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ سلطانی وزرا نے مجھے بارہا ملکی معاملات کیطرف کھینچنا چاہا۔ مگر میں یہی جواب دیکر ٹالدیتا رہا۔ کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا کہ اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی پر ہے۔ بیشک اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھہ ترقی ہوئی ہے اُس سے زیادہ ہو سکتی تھی لیکن جرمنی اخبارات میں جو یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمن افسروں نے اصلاح کے متعلق جو کچھہ کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے۔ اور در اصل اُسکا کوئی وجود نہیں محض غلط ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھہ کام کیا گیا ہے۔ اُسکے بہت سے حصے کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے شیخی نہیں بگھاری گئی۔ اور نہ ہی کوئی شور و غوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اُسے ڈھول بجا بجا کر مشتہر کیا جاتا۔ تو ضرور تہا کہ ممالک اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھہ نہیں سکتے رشک و حسد کے مارے مداخلت کرتے۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بقدر مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں بحیثیت افسر داخل ہونا چاہے۔ اُسکو پہلے جنگی مدرسے کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں۔ اور انجنیرنگ کے اصول سے واقف ہونا سخت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجنیروں کی ایسی ضرورت نہیں۔ جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر ترکی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے ۱۸۹۴ء میں واپس آئے وہی وہ پہلا افسر تھے۔ جنہوں نے خالص علمی تعلیم و تربیت پورے طور پر حاصل کی۔ اور علمی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ اور وہ فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے ہیں۔ ہم جرمن افسر جس تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ "مخبرات قلاع" ہے۔ جسکا مصنف و مؤلف [illegible] سفیر متعینہ برلن کا جنگی اتاچی ہے۔ میں خود ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ انکے مباحثوں اور جرح و قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھہ سنتے ہیں اُسے نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں۔

"یورپ جو کچھہ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہہ تحقیق ہے کہ ترکوں کا قدیمی جنگی شوق اُنمیں سے ابھی ضائع نہیں ہوا۔ چنانچہ دو تین اعداد اس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ جنگی مدرسہ میں ۱۸۸۳ء میں چار سو تریسٹھ طالب العلم تھے اور اب اُنکی تعداد سترہ سو پچاس ہے۔ البتہ اس بات کا افسوس ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی ۲۱ برس سے ۴۰ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور انہیں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانیکے باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے

رہا ہے"۔ میں پاشائے موصوف کے پچھلے ادعا سے متفق نہیں اور اسکو تسلیم نہیں کرتا کہ کسی قوم کی ترقی کیلئے طبقہ امرا کا اُسمیں موجود ہونا ضروری ہے۔ شاید صاحب ممدوح کبھی انگلستان نہیں گئے اور وہاں کے امرا کی تمدنی و معاشی حالت کو معائنہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ یہہ اصول قایم نہ کرتے +

پہلی یا دوسری مارچ کو مجھے مکتب حربی میں حاضر ہونیکا حکم دیا گیا۔ اور میں ہمرتبہ اور اپنے سے اعلیٰ افسروں کو قہوہ تمباکو اور سگرٹوں کے تحفہ تحائف دیکر اور اپنے ساتھی سپاہیوں کے ذمہ مختلف غیر سودی قرضے باقی چھوڑ کر انسی اور سلیمیہ بارکوں سے رخصت ہو گیا۔ مکتب حربیہ قسطنطنیہ کے خوبصورت ترین مضافات میں ہے جو پیرا کے شمال میں ہے خوشنما ملحقات و جوار کے درمیان واقع ہے۔ روسی کنیسہ و ہسپتال مدرسہ کے متصل ہیں۔ میں نے سپاہیانہ وردی اتار دی اور طالبعلموں کی وردی پہن لی۔ مجھے مدرسہ کے بورڈنگ ہوس میں عمدہ مکان رہنے کیلئے دیا گیا۔ خوابگاہ میں میرے ہم عمر دس اور لڑکے جو سب کے سب یورپین ٹرکی کے باشندے اور نیک چلن تھے سوتے تھے۔ مدرسہ میں ۰۰ہ شاگرد اور تیس معلم تھے۔ جنمیں سے کئی جرمن۔ ایک آسٹرین۔ اور ایک فرانسیسی تھا۔ ترک پروفیسروں میں سے اکثر

بقیہ حاشیہ [؟] کہ فوج ریزرو صرف کاغذ پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما میں فوجی قواعد کیلئے طلب کیجاتی ہے اور فوج نظام کی میعاد ملازمت پانچ سال کے بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کیلئے عمدہ میٹریل (مصالح) بہم پہنچ جاتا ہے (یعنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنیکے بعد ردیف میں بھیجدیئے جاتے ہیں) اور اس طرح سے مؤخر الذکر فوج میں کار آزمودہ سپاہیوں کے شامل کر دئیے جانے سے اُسکی مضبوطی اور کار آمدگی میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے عثمانیہ فوج اب سٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہے)۔ ریزرو اول (ردیف فوج نظام) لینڈسٹرم (محافظ ملک) سکینڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپرنیومیریری بٹالین (زاید از ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے میں جنرل نے بہت سا کام کیا ہے۔ اور اگر ترکی اب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہہ اسی ترتیب کی وجہ سے ہے۔ میرے خیال میں ترکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی نہ کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے۔ عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فایدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ضابطہ و قواعد) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائیگا۔ بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہے بٹ جائیگا۔ اور نیز ٹرکی کی ہر ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیتے ہیں ان کو ایسا الزام لگانے کا موقع بھی نہ رہجائے گا +

"اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی۔ محنت و مستعدی اور ملکہ و لیاقت خداداد کی جسقدر تعریف کیجاوے تھوڑی ہے۔ اور جرمن افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہتے ہیں اُن کے شکریہ سے جرمن لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے"+

فوجی آدمی تھے۔ مدرسہ میں تین جماعتیں ہیں۔ ہر جماعت کی پڑھائی ایک سال ہے۔ یعنے طالب علم کو وہاں تین برس رہنا پڑتا ہے +

چند ماسٹروں سے مختصر سی گفتگو کے بعد مجھ سب سے اونچی جماعت میں داخل کیا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ اگر میں چاہوں تو اُس امتحان میں جو پندرہ دن کے اندر ہوگا شریک ہو سکتا ہوں۔ ہر ایک جماعت پھر آگے دو فریقوں پر منقسم ہے۔ ایک فوج پیدل کے اور دوسرا فوج سواران کے امیدواران کیلئے۔ مدرسہ کے ساتھہ فوج سواران کے طالب العلموں کے لئے وسیع مدرسہ شہہ سواری بھی ہے۔ توپخانہ اور جنگی انجینری کی تعلیم اس کالج میں نہیں دیجاتی اِن فنون کیلئے علیحدہ خاص کالج ہے جو مہندس خانہ[1] کہلاتا ہے +

میری جماعت میں اَسّی لڑکے تہے۔ ساٹھہ فوج پیدل کیلئے اور بیس کیولری (فوج سواران) کیواسطے ہر ایک جماعت کے طلبا ملکر کھانا کھاتے تہے۔ غذا عمدہ اور وافر ہوتی تھی۔ چاول اور بھیڑ کے گوشت کا زیادہ خرچ تہا۔ مدرسہ کا اندرونی انتظام بہت عمدہ تہا۔ طالبعلموں کو کچھہ ادا نہیں کرنا پڑتا انکو مکان۔ خوراک۔ پوشاک اور تعلیم سرکار کے خرچ سے دیجاتی ہے۔ بلکہ انکو جیب خرچ کیلئے کچھہ نقدی بھی ملتی ہے۔ گو مجھے کچھہ نہیں ملا تھا۔ ہر ایک شخص جس میں کالج کی تعلیم پانیکی قابلیت ہو بلا لحاظ درجہ۔ حیثیت یا ولدیت کے داخل ہو سکتا ہے۔ اور یہ اہلیت مذکورہ رشدیہ اور اعدادیہ مدارس میں کچھہ خرچ کرنیکے بغیر مفت پیدا کیجا سکتی ہے۔ اسلام کی اخوتِ صادقہ اور مساوات کاملہ کی بیشمار شہادتوں میں سے یہہ ایک ادنے شہادت ہے۔ امتحانات کی فیس اور داخلہ کی خاطر لمانہ اور نقصان رسان دستور کا ترکی میں نشان تک نہیں ملتا +

میری جماعت کا نصاب یہہ تھا۔ ترکی زبان اور علم ادب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ فرانسیسی اور فنون حربیہ۔ پہلے اور آخری مضامین کے سوا۔ کل مضامین میں مجھے کل موجودہ طلبا بلکہ اکثر اُستادوں سے زیادہ عبور تہا چنانچہ پہلے اُس مضمون میں جس کا استادوں کو خیال بھی تہا یعنی ترکی املا اور بالخصوص حیرانی میں ڈالنیوالے عربی رسم الخط کی ترمیمی میں بہت جلد واقفیت اور مہارت پیدا کرلی۔ اس رسم الخط کے پڑہنے میں پہلے کم مہارت ہونیسے میں ترکی محاورات سے پورا واقف نہیں ہو سکتا تہا۔ تاریخ جغرافیہ اور فرانسیسی میں جتنا کچھہ میں پہلے جانتا تھا۔ یہہ درست ہے کہ اُستاد مجھے اُس سے زیادہ نہیں سکہا سکتے تہے۔ تاہم ہر سبق سے مجھے اُس ملک کی زبان کی اور زیادہ مشق ہوجاتی تہی جسکو عارضی طور پر میں نے اپنا

---

[1] جنگی مدارس میں سب سے اعلے مکتب ارکان حرب یعنی سکول برائے افسران جنرل سٹاف ہے۔ وہاں کی تعلیم و تربیت اعلے درجہ کی ہے۔ بحیرہ مارمورا کے جزیرہ خلکی۔ (یا ہلکی) میں بحری کالج ہے۔ جسکے پروفیسر اور اُستاد انگریز ہیں۔ قسطنطنیہ میں تو ابتدائی جنگی مدرسے (رشدیہ) اور دو اعدادیہ سکول ہیں۔ اعدادیہ مکتب حربی (جنگی کالج) اور رشدیہ (ابتدائی مدرسوں) کے درمیانی مدارس کو کہتے ہیں + مصنف۔

بنالیا تھا۔ خود سلطنت عثمانیہ کی تاریخ و جغرافیہ کو میں اپنے ہم جماعتوں سے بہتر جانتا تھا۔ مکتب حربی کی تعلیم کا معیار اور نصاب جرمنی کے اُن جنگی مدارس کے نصاب سے جو اعلےٰ درمیانی طبقہ کے لڑکوں کیلئے ہیں کسیقدر کم اور اس درجہ کے انگریزی مدارس سے بہت بڑھکر تھا۔ ترکی علم ادب سے مجھے بہت کم دلچسپی تھی۔ البتہ اُس سے یہہ فایدہ ہُوا کہ مجھے ترکی کے زیادہ الفاظ یاد ہو گئے۔ ترکی ادب کی کتابیں تعداد میں تو بیشمار ہیں۔ مگر لحاظ کتابوں کے ذاتی وصف کے وہ اوسط درجہ سے بھی گرا ہُوا ہے۔ ۷۵ فیصدی کتابیں فارسی۔ عربی اور یورپین تصانیف کا بحرفہ یا تھوڑے بہت رد و بدل کیساتھہ ترجمہ ہیں۔ مدرسہ میں ترکی صرف و نحو بھی سکھائی جاتی تھی۔ جس سے مجھے بہت فایدہ پہنچا۔

فوجی نقل و حرکت اور مہارت حربیہ کا مضمون ۱۸۷۰ء کی جنگ جرمنی و فرانس کے تجربات پر مبنی تھا اور اس مضمون کی کتاب ایک جرمن کی تصنیف کا ترجمہ تھی۔ اِس مضمون پر طالبعلموں کو کامل تعلیم دیجاتی تھی۔ مگر میرے دل میں اکثر یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اِس فن کے متعلق طالبعلموں کو تعلیم دینے کیلئے کسی سابقہ محاربہ روم و روس کو بطور نمونہ کیوں نہیں لیا گیا؟ مگر اسکی وجہہ مجھے معلوم نہ ہو سکی۔

عربی لاطینی اور جرمنی زبانوں کے بھی جو میرے خیال میں اختیاری تھیں سبق دیئے جاتے تھے مجھے انسے معاف کر دیا گیا تھا۔ عربی سے اسلیئے کہ میں نے اُس موقعہ پر نئی زبان کا شروع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ دوسری زبانوں سے اسلیئے کہ مجھے اُن میں تعلیم کی احتیاج نہ تھی۔ یا کم از کم یہہ کہ جسقدر تعلیم مجھے مکتب حربی کے اُستاد دے سکتے تھے اسکی مجھے احتیاج نہ تھی۔ زمانہ مابعد میں میں نے عربی کی مشکل زبان بھی سیکھہ لی۔

گتکے بازی۔ نشانہ اندازی اور شہہ سواری نصاب میں داخل تھی۔ مگر میری پندرہ روزہ اقامت میں ان فنوں کی مشق نکالی دی گئی۔ جسکی وجہہ غالباً یہہ ہوگی کہ امتحان کا وقت نزدیک تھا۔ میں نے طالبعلموں کی زبانی سُنا کہ دیگر اوقات میں بھی فوج پیدل کے طلبا ان کی مشق فقط گاہ گاہ کرتے تھے۔ میں ہم جماعتوں کے ساتھہ اپنے طور پر گتکے بازی اور اپنے ذاتی ہتھیاروں اور کارتوسوں سے ریوالور کی مشق کرتا رہا۔ مساحت وغیرہ فنون کی تعلیم کو نظر انداز کر دیا گیا ہوا تھا۔

دن میں پانچ گھنٹے سبق دیئے جاتے تھے مجھے دو گھنٹے اور لگانے پڑتے تھے۔ سکول سے خارج وقت میں ہم کشتیوں پر سیر کیا کرتے۔ پیدل چلتے یا کرایہ کے گھوڑوں پر سواری کرتے۔ رات کے وقت تمباکو پیتے شطرنج اور چوسر کھیلتے یا کہاوتوں۔ بحث مباحثہ اور داستانوں سے ایک دوسرے کا دل بہلایا کرتے تھے۔ مدرسے کے طلبا کے اخلاق عمدہ اور جرمنی یا انگلستان کے سرکاری مدارس کے طلبا اور بورڈروں سے بدرجہا بہتر تھے۔ اسکی وجہہ میرے قیاس میں یہہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے احکام کی لفظی اور معنوی پیروی

اور تعمیل اُس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں۔ جتنی کہ عیسائی بائبل کے احکام کی + سلیمیہ کیطرح یہاں بھی کوئی شخص مخمرات اور شراب نہیں پیتا تھا۔ کیونکہ اسلام اسکی ممانعت کرتا ہے۔ اس جگہ بھی فی الفور میرے بیشمار دوست ہو گئے میں اُنکے ساتھ چھوٹی چھوٹی قہوہ خانوں میں اپنے خرچ سے قہوہ اور چاء کی دعوتیں کرتا اور تقریبًا کل جماعت کو سگریٹ میں بھی بہم پہنچاتا تھا +

طلباء پرجوش۔ محب وطن اور مکروہ و مبغوض مسکوبی (یعنے روسیوں) کے ساتھ جو عنقریب لڑائی ہونیوالی تھی اُسکے خطرات اور نیکنامیوں میں حصہ لینے کے لئے بیقرار ہو رہے تھے۔ مذہبی معاملات میں وہ صلح کل در بزم تھے۔ یہاں وصاف اُن میں سلیمیہ بارکوں کے سپاہیوں سے بدرجہا زیادہ تھے۔ وہ سپاہی میرا ذکر آجانے پر اکثر مجھے آپس میں گبیریا کافر کہا کرتے تھے۔ گو ممکن ہے کہ وہ مجھے ازراہ تنفر ایسا نہیں کہتے تھے اور نہ اُنکا منشا مجھے رنج پہنچا سکتا ہوتا تھا + ہم طالبعلموں میں عمومًا مذہبی گفتگو اور بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ اسلام حضرت عیسٰی مسیح کو پیغمبر تسلیم کرتا ہے مگر انکی الوہیت سے منکر ہے۔ اور تثلیث کے مسئلہ کو جو بقول مسلمانان دس احکام[1] ربانی میں سے ایک حکم "میرے سوا تیرے کوئی اور خدا نہیں ہوں گے" کے صریح برخلاف ہے۔ باطل اور مشرکانہ قرار دیتا ہے۔ میں نے ایکدفعہ جواب میں کہا۔ کہ یہ مسئلہ مشرکانہ نہیں۔ بلکہ اب۔ ابن اور روح القدس ایک ہی ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ یہہ محض ابلہ فریبی ہے + اسلام (یعنے مسلمانوں) کی نہایت ہی قابل تعریف۔ خوبصورت۔ پاکیزہ اور شریفانہ خوبیوں یعنے اجتناب خمر و ملاہی و میسرہ۔ پاکدامنی و عفت۔ مہمان نوازی۔ باہمی لین دین اور تجارت میں بیحد دیانتداری۔ غیبت کی عدم موجودگی۔ ادب و تادیب۔ فرمانبرداری۔ اور سادہ و باقاعدہ طرز معاشرت کے مقابلہ پر کثیر الازدواجی[2]

---

[1] اُن دس احکام سے مُراد ہے جو بروایت توریت کوہ سینا پر جناب باری تعالٰے نے حضرت موسٰی کلیم اللہ کو دیئے تھے۔ اور جنپر عیسائیوں کو بھی ویسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ یہودیوں کو + مترجم +

[2] مسٹر ہربرٹ نے اسبارہ میں وہی اعتراض کئے ہیں۔ جو کم و بیش یورپین اسلام پر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور جنکی تردید میں مسلمان علماء و فضلاء نے سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالی ہیں۔ کثیر الازدواجی کی اباحت (کیونکہ یہہ لازمی نہیں۔ اور کئی شرائط سے اسکی جانت ہے) کی ضرورت اور خوبی کے اب خود عیسائی بھی معترف ہو رہے ہیں۔ کنیز کداری اور غلامی پر سر سید احمد اور آنریبل سید امیر علی مدلل بحث کر چکے ہیں۔ یہاں طویل یا مختصر تردید اعتراض کی گنجائش نہیں۔ جو توکل اسلام میں تھی وہ تو یہہ ہے کہ سب پر توکل زانوئے اشتر بہ بند۔ مگر افسوس موجودہ مسلمانوں کے طریق عمل نے مخالفین کو توکل کے معنے ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھے رہنے کے سمجھنے دیئے۔ ان کل السعی من الانسان والاتمام من اللہ سے کوئی فرد بشر منکر نہیں ہو سکتا۔ اور جو وہ مُنہ کی کھاتا ہے۔ باقی رہی مذہبی وحشت۔ یہ کسی خاص مذہب کا خاصہ نہیں۔ بلکہ معتقدان بُت پرست۔ آتش پرست۔ بودھ۔ بالغرض دنیا میں کوئی ایسا مت یا فرقہ نہیں۔ جسکے طبقہ جہال اور خود غرض و دنیا فریب قسیسین۔ راہبین اور مقتدایان مذہبی اس نامراد مرض میں گرفتار نہ ہوں۔ مسٹر ہربرٹ اعتراض سے پہلے کم از کم اپنے عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں کے باہمی سلوک اور برتاؤ پر ہی نظر ڈالتے کہ کئی صدیوں سے اُن میں کیسی کچھ مار دھاڑ ہوتی رہی ہے + مترجم۔

کنیزکوں کا رکھنا ۔ غلامی ۔ تقدیر پر شاکر رہنا دیعنے توکل) اور مذہبی پر تعصبی اور وحشت نہایت معیوب باتیں ہیں ۔ مگر اسکی داسلام یعنے مسلمانونکی) اہم ترین اور سب سے بڑی غلطی جو ایکدن میری رائے میں ضرور مہلک ثابت ہوگی ۔ یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں (یعنے مسلمان اپنے مذہب کو) ایسا کامل و مکمل[1] سمجھتے ہیں جس میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہ رہ گئی ہو ۔ اس غلط فہمی کی وجہہ سے وہ زمانہ کی روز افزوں شائستگی اور ترقی کی قدم بقدم نہیں چل سکتا اور یہہ غلطی توحید کاملہ اور مذہب کے اعلےٰ ترین منازل کے حصول سے بھی مانع ہے ۔

نظام و انتظام اعتدال کے ساتھہ سخت تھا ۔ مگر بارکوں کے انتظام سے کم سخت ۔ ہمکو اوقات مقررہ پر جاگنا اور سونا پڑتا تھا ۔ اور عین وقت پر دستر خوان پر جانے اور جماعتوں میں حاضر ہونیکی سخت پابندی تھی ۔ اس کے سوا اور سب طرح سے ہمیں آزادی تھی ۔ اور جو چاہتے کرتے تھے ۔

ترکی استادوں میں مَیں نے یہہ خوبی دیکھی ۔ کہ گو وہ جرمن استادونکی نسبت کم علمیت رکھتے تھے ۔ مگر اسکی ساتھہ ہی وہ جرمنونکی نسبت شیخی باز کم اور کارگذار زیادہ تھے ۔ جرمن پروفیسرونے مجھہ سے کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہ کی جسکی وجہہ شاید یہہ ہو کہ مَیں نے اپنے تئیں انگریز بتایا تھا ۔ اور وہ میرے جرمنی النسل ہونے سے واقف نہ تھے ۔ میرے خیال میں جرمنی سے ترکی فوج کی تعلیم و تربیت کیلئے بڑے طمطراق کے ساتھہ جو جرمن افسر ترکی جماعتیں متواتر ٹرکی کو آتی رہیں تھیں وہ بالعموم حسب مراد کام نہ دیسکیں ۔ اور انکی تعلیم و تربیت سے کوئی عمدہ نتیجہ مترتب نہ ہوا ۔ خود مشہور معروف جرمن جرنیل وان مولکی نے جسنے سنہ ۱۸۷۰ء میں فرانس کو شکست دیکر قیامت تک اپنی شہرت قائم کر دی ہے تسلیم کیا تھا ۔ کہ میرا ٹرکی آنا کچھہ مفید نہ ہوا ۔ جب نسیب (نزیب) کی لڑائی میں (جو ۲۵ جون سنہ ۱۸۳۹ء کو ہوئی) ترکی فوج جو اسکی تربیت یافتہ اور تیار کردہ تھی مصریوں سے شکست کھا کر بھاگ گئی ۔ تو جرنیل مذکور نے اپنے گورنمنٹ کو

---

[1] ۔ جہانتک مذہبی و روحانی تعلیم اور دنیاوی معاشرت کے اُس حصہ کا جسکی متعلق قرآن کریم میں صاف احکام وارد ہو چکے ہیں تعلق ہے ۔ اسلام بیشک ایسا کامل و مکمل ہے جسمیں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہیں ۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کی آزمائش میں اسکا یہہ دعوی ہر ایک قسم کی تہذیب اور ہر ایک طرح کی آب و ہوا میں صادق آ چکا ہے ۔ باقی رہے علوم و فنون و صنعت و حرفت اور ایسے دنیاوی معاملات ۔ جنکی نسبت کوئی قطعی حکم قرآن شریف و احادیث میں موجود نہیں ۔ اُنکے واسطے صریح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ اَنتُم اَعلَمُ بِاُمُورِ دُنیَاکُم ۔ جسنے اس میدان کو ہر ایک شخص کیلئے پوری طرح سے واگذار کر دیا ہے ۔ اور مسلمانوں کی گذشتہ علمی و فنونی ترقی بتا رہی ہے کہ مسلمانوں نے اس آزادی سے کامل فایدہ اوٹھایا تھا ۔ اور اگر سستی و کاہلی سے اُنکو فرصت ہو جائے تو وہ اب بھی اوٹھا سکتے ہیں ۔ اسلام میں صوفیائے کرام اور مشایخ و آئمہ عظام ایسے ایسے اعلےٰ مراتب و منازل روحانی حاصل و طے کر چکے ہیں کہ کوئی عیسائی انکی کیفیت و قدر و منزلت کے پہچاننے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا اور انکا یہہ حصول اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اسلام میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو حصول مذکور کی مانع ہو ۔ مترجم ۔

اسکا باعث یہہ لکھا۔ کہ ترکی فوج خام رنگروٹوں سے مرکب تھی۔ مگر میں ادب کے ساتہہ جرنیل موصوف کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ اصلی وجہہ یہ تہی کہ جرمن اصول و قواعد عثمانلی لوگوں کی طبایع کے موافق نہ تھے اسوقت نہ تھے اور نہ اب ہیں۔

کالج کا گورنر ایک پیرانہ سال لاپرواہ طبیعت کا فریق (جرنیل) تھا۔ اُسنے خاص مجھے سفیر کو کبھی مخاطب نہ کیا معدودے چند کے سوا ابتک میں اُن لوگوں کو جنکے نام میں معرفی کے خطوط لایا تھا۔ اور جو سب کے سب یورپین تھے ملنے سے محترز رہا تھا۔ اب میں سبکی خدمتمیں حاضر ہُوا۔ اور گو سفارشی خطوط کے طفیل سب نے مجھ سے بخندہ پیشانی ملاقات کی۔ مگر اُنکے خیال میں مَیں ایک بے ضرر دیوانہ سے کم نہ تھا۔ اُن کی نگاہ میں میرا ترکوں کی حمایت کیلیئے آنا جو اُن کے خیال میں صرف چند دن کے مہمان تہے۔ پاگلانہ فعل کے برابر تھا۔ ترکوں میں ایک نیا جوش حب الوطنی کا پیدا ہوگیا ہوا تھا۔ اور ہر جگہ اُسکا مشاہدہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بایں ہمہ اکثر فرنگی سکنائے قسطنطنیہ جنکی آنکھیں خدا جانے اس جوش کو کسطرح نہ دیکھہ سکیں سلطنت عثمانیہ کو معدوم سمجھہ بیٹھے تھے۔

میرے اکثر ہم جماعت جو قسطنطنیہ کے رہنے والے تھے مجھے اپنے گھروں میں لے گئے۔ ہر ایک جگہ میری اچھی خاطر مدارات ہوئی اور سگرٹ۔ شیرینی۔ قہوہ سے تواضع کیگئی۔ مرد نوکر ہماری خدمت کرتے تھے۔ مگر کسی کسی جگہ مجھے خادمہ لڑکیوں کی جھلک بھی نظر آگئی۔ یہ لڑکیاں بالعموم چرکس[1] اور نہائیت خوبصورت تھیں۔ مگر گھر کی خاتونیں سوائے ایک کے مجھے مطلقاً دکھائی نہ دیں۔ مستثنے صورت میں میری ملاقات ایک فربہ اندام بھدی فینار کی معمر خاتون سے ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ ترکی خاتونیں نہائیت نازک بدن اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر اُسے دیکھنے سے میرا یہ خیال جاتا رہا۔ ظاہری شباہت سے قطع نظر یہ خاتون با محبت اور ملنسار تھی۔ اُسکے معلومات وسیع معلوم ہوتے تہے۔ فرانسیسی زبان بولتی تہی۔ فرانسیسی ناول نویس یوجین سو کی کتاب اُسے حفظ تھی۔ اور غالباً اُن خیالات کی عورت تھی۔ جو کہ یورپ کی نئی مذاق کی لیڈیوں کے ہیں۔ یعنے آزاد خیال تھی انگریزوں کی اُسکی نگاہ میں ایسی قدر و قعت تھی کہ وہ اُنکو نیم فرشتہ سمجھتی تھی۔ اُسنے پیار کرکے مجھے کہا کہ "تم خوبصورت لڑکے ہو!" مگر آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے سے مجھے مجبوراً یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ وہ ضرور پاگل ہوگی ورنہ میری ایسی بدشکل کو کون خوبصورت کہہ سکتا ہے) بالعموم جب کبھی کوئی ترک مجھے پیار کے نام سے بُلاتا یا میری تعریف کرتا۔ تو اُسکے بعد ہی فوراً اُسکی طرف سے قرضہ یا کسی چیز کے عطیہ کی درخواست ہوتی۔ مگر اس خاتون نے مجھ سے کوئی چیز نہ مانگی نہ

---

[1] اسوقت (یعنے ۱۸۹۳ء میں) علانیہ اور چوری آب بھی ہر کشیں چرکس، اور جارجی (گرجی) لڑکیاں خرید کیجاتی تھیں اور وہ بنا ہیں باندیاں اور بالعموم کنیزکیں ہوتی تہیں۔ کنیزک یورپ کی بے نکاحی آشناؤں کی طرح بالکل بے حیثیت نہیں ہوتی۔ وہ شرعاً اور اخلاقاً نسلاً جاہت رکھتی ہیں اور بچہ کی ماں ہوتے ہی بیوی کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہیں اُنکے ساتھ نہائیت عمدہ سلوک کیا جاتا تھا۔ اور انکے دل میں بالکل خوش معلوم ہوتی تہیں۔ یہ وہ غلامی نہیں جسکی اس لفظ سے مراد لیجاتی ہے جو کہ افریقہ کے متعلق بولا جاتا ہے بلکہ ترکی میں تو اسے فخر ادب کہ غریب الدیار اپنی لڑکیوں کو اُنکی رضامندی سے یا بالغ لڑکیاں جنکا کوئی ولی نہ ہو اپنی مرضی سے اپنی ذات کو فروخت کردیتی۔

نہ قرضہ کی درخواست کی۔ البتہ ایک چیز اوس نے مجھ سے جبراً لے لی۔ وہ کیا تھی ؟ بوسہ! (مترجم کی رائے میں مسٹر ہربرٹ کو اُس نیکدل معمر خاتون کی اِس مادرانہ شفقت کا عوض ایسی بُری طرح دینا ہرگز واجب نہیں تھا)

ماہ مئی کے وسط میں میری جماعت کے اُن ساٹھ طلبا میں سے جو فوج پیدل کیلئے تیاری کر رہے تھے نصف لڑکوں کا امتحان ہوا۔ دو یا تین طالب علم مدرسہ کے انتظامی قواعد میں سے بعض کی خلاف ورزی کرنیکے مجرم ہونیکی وجہ سے امتحان میں نہ بٹھائے گئے۔ امتحان ایک ہفتہ تک ہوتا رہا۔ مگر میرا امتحان پہلے ہی دن ہو گیا اور مجھے تعریف کے ساتھ پاس کر دیا گیا۔ یہہ کارروائی میرے خیال میں میری قابلیتوں کی واقعی تحقیق و تفتیش نہ تھی بلکہ میرے متعلق محض ضابطہ پورا کیا گیا تھا۔ چھ مضمونوں میں میرا امتحان لیا گیا جو چالیس منٹ میں ختم ہو گیا۔ ترکی سے فرانسیسی میں چھوٹا سا ترجمہ کرنیکے سوا باقی کل امتحان تقریری تھا۔ مدرسہ کے تقریباً تمام مدرس اور سٹاف وارکان حرب، اور وار آفس (دفتر عسکریت۔ محکمہ جنگ) کے کئی افسر امتحان میں موجود تھے۔ مگر عملی طور پر صرف تین یا چار نے دخل دیا۔ اعلےٰ ممتحن کُل جنگی کالجوں کا ڈایرکٹر تھا۔ اور نائب ممتحن مکتب حربی کا گورنر تھا۔ امتحانات میں نمبر دینے کا بیہودہ طریقہ ترکی میں مروج نہیں۔ جرمنی کی طرح [سلہ] وہاں بھی ہر ایک مضمون میں اُمیدوار کی نسبت یہہ لکھدیا جاتا ہے کہ اس میں وہ کافی دسترس رکھتا ہے یا ناکافی۔ اگر کافی ہو تو وہ پاس ہو گیا۔ اگر ناکافی ہو تو ناکامیاب۔ یہ طریقہ نہایت ہی مناسب، سیدھا سادا۔ اور درست ہے۔ اور فضول کھٹیر دل سے پاک وصاف ہے۔

جبتک امتحان ہوتا رہا اور اُسکے ختم ہونیکے بعد بھی دو تین دن آفریں سکول ہی میں رہا۔ چھ سات طلبا جو بالکل ہی نکمے تھے کامیاب نہ ہوئے۔ اور دوسرے امتحان کیلئے مدرسہ میں رہے۔ امتحان ختم ہونے سے دوسرے دن مجھکو اعلیحضرت سلطان روم کے جنگی صیغہ ملازمت میں ملازم ثانی کے مرتبہ پر مامور کیا گیا۔ اور میں نے اُسی رات اِس تقرری کی خوشی میں تمام کامیاب طلباء کو محلہ غلطہ کے ایک تاریک و غلیظ انگریزی ہوٹل میں دعوت دی۔ میں نے اِس ضیافت میں اُس پلٹن کے میجر کو جو سلیمیہ بارکوں میں تھی۔ اور پلٹن مذکور کی اُس کمپنی کے افسروں کو بھی جس میں میں داخل ہوا تھا۔ مدعو کیا۔ سوائے ایک لفٹنٹ کے جو نوکری پر تھا سب آئے۔ میجر نے اتنا کھایا کہ اُسکا پیٹ پھٹنے والا ہو گیا۔ اور اُس نے اِسقدر سگرٹ پھونکے کہ میں دل میں گھبرا گیا۔ اُسکے منہ میں چرٹ ایسے جلدی غایب ہو جاتے تھے کہ وہ ضرور اُنکو چبا جاتا یا نگل جاتا رہا ہوگا۔ بہرحال مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی کہ خواہ اُس نے میرے کئی روپیہ پر پانی پھیر دیا ہے۔ مگر وہ تو محظوظ ہو گیا۔ دوسرے دن ہم چھ طالب علموں کو جو لفٹنٹی پر

سلہ۔ جرمنی کے پروفیسر اور علماء کہتے ہیں۔ کہ جب دماغی قابلیت کے اندازہ و پیمائش کیلئے کوئی خاص واحد ماپ مقرر ہی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نمبروں کے پیمانہ سے کسی شخص کی دماغی قابلیت کا کسطرح اندازہ ہو سکتا ہے یعنے جب یہی مقرر نہیں ہو سکتا کہ ایک نمبر سے اسقدر قابلیت مفہوم ہوتی ہے تو یہہ پیمانہ ہی کس کام آسکتا ہے (مصنف)

مامور ہوئے تھے۔ داؤد پاشا کیولری بارکونکو جانیکا حکم ملا۔ یہ بارکیں آستنبول کے مغربی مضافات میں فصیل شہر سے باہر ہیں۔ اور انکے قریب پانچ ہزار فوج پیدل کی دائمی چھاونی ہے۔ یہ بارکیں بھی قسطنطنیہ کی دوسری بارکونکی طرح نہایت ہی عالیشان اور وسیع و فراخ ہیں۔ مینے اپنے باقی ماندہ ساتھیونکو جن میں سے اور دس بارہ کو بھی اُسی دن دوسری جگہ جانیکا حکم ملا ہوا تھا۔ اور جن میں سے دو جنرل سٹاف کیلیے تیار ہونے کے واسطے منتخب کئے گئے تھے الوداع کہا۔ اُستادوں اور ہم جماعتوں کو تمباکو[1] و چرٹ وغیرہ کے تحائف دیئے۔ نوکروں کو بخششیں و انعام دیا۔ اور اپنے اسباب کو کندھے پر اٹھا کر اپنے رفیقوں کے ساتھ منزل مقصود کی طرف چل پڑا۔

بارکوں میں پہنچکر ہمنے اپنی حاضری کی اطلاع وہاں کے گورنر کو جو بریگیڈ کا درجہ رکھتا تھا کی۔ ہمکو وردیاں اسلحہ اور دیگر سامان دیکر متصل چھاونی کے مختلف حصوں میں اپنی اپنی جگہ بھیجدیا گیا۔ کیونکہ بارکوں میں پہلے ہی بہت آدمی تھے۔ اور انہیں زائد کی گنجائش نہ تھی۔ یہ سب کام چند گھنٹوں میں طے ہو گئے۔ اس سے یہ قیاس نہ کیا جائے کہ ٹرکی میں ہمیشہ ہی ایسی پھرتی برتی جاتی تھی۔ یہ تعجب خیز مستعدی اور واقعی قابل تعریف چستی پولٹیکل آثار کی بدولت خاص اُن دنوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ معمولی حالتوں میں امتحان ختم ہونے کے بعد کامیاب طلبا کو کئی ہفتوں کے بعد تقرری کے پروانے ملتے تھے۔ اور سندات ملنے کے بعد پھر کئی ہفتوں تک لفٹنٹوں کو جگہ ملنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ۱۹۱۲ء کے محاربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ضرورت کے موقعہ پر نکمی۔ اپاہج۔ کاہل اور سست الوجود ٹرکی افسروں کا زمرہ بھی مستعد اور چست و چالاک ہو سکتا ہے۔

افسوس مجھے اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ فقط میں اکیلا ویڈن کو بھیجا گیا۔ اُنمیں سے دو کو ارض روم واقعہ ایشیا اور تین کو مقامات رسیحک[2] اور راسگراد کو جانے کا حکم ملا۔ ویڈن جانے کا حکم مجھے پہلے ہی دنکی شام کو مل گیا اور یہ حکم سنتے ہی میری باچھیں کھل گئیں۔ کیونکہ وہ نامور جوانمرد جسکا نام سنکر اعدا کا زہرہ گداز ہو جاتا تھا جسپر کل عثمانیہ قوم کی امیدیں منحصر تھیں۔ اور جسنے سن گذشتہ یعنے ۱۸۷۶ء کے محاربہ (سرویا) میں اپنی شجاعت و لیاقت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ یعنی عثمان پاشا فوج مقیمہ ویڈن کا کمانڈر تھا۔

میں اُس رات ایک آرام دہ خیمہ میں اور آٹھ دس ملازموں (لفٹنٹوں) کے ہمراہ شب باش ہوا۔ جن میں سے

---

[1] تمباکو کو انگریزی و فرانسیسی میں ٹوباکو کے علاوہ نیکوٹین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے پہل ۱۵۶۰ء میں نیکوٹ نام ایک شخص نے اسے فرانس میں رواج دیا تھا۔ اسلئے اُسکیطرف منسوب کرکے اسے نیکوٹین بھی پکارا جاتا ہے۔ مترجم۔

[2] ویڈن۔ رسیحک۔ اور راسگراد یہ تینوں بلگیریا کے مشہور قصبے ہیں۔ ویڈن سرویا کی سرحد کے قریب اور رسیحک بلگیریا کی شمالی سرحد کی وسط میں دریائے ڈینوب پر اور راسگراد بلگیریا کے مشرقی نصف حصہ میں۔ بندر وارنا اور رسیحک کی ریلوے لائین کے وسط میں مشہور سٹیشن ہے۔ اور رسیحک سے بجانب جنوب واقع ہے۔ مترجم۔

اکثر دوسرے دن مختلف مقاموں کو روانہ ہوگئے ۔

مجھے گورنمنٹ کیطرف سے ایک اعلیٰ قسم کی تلوار جو خاص ترکی کی ساخت تھی ۔ اور ایک جرمنی ساخت کا چھ خانہ ریوالور معہ کارتوسوں کے دیا گیا ۔ میرے پاس اپنی ذاتی ریوالور کے سوا ایک میدانی دوربین بھی تھی ۔ جس نے محاربہ میں مجھے بہت کام دیا ۔ میری وردی سپاہیوں سے کچھ ہی مختلف تھی ۔ میرے پاس خوردنیات کے لیئے ایک جھولا اور ذاتی اسباب کے لیئے ایک چھوٹا سا چرمی صندوق تھا ۔ جو بار کش یا گھوڑے پر لاد دیا جاتا تھا ۔ خالی پورٹمنٹو (چمڑے کا بڑا سفری بکس) مجھے پیچھے چھوڑ جانا پڑا ۔ میں کیمپ یعنی چھاونی میں صرف ۲۴ گھنٹے ٹھہرا ۔ اسلیئے وہاں کی کیفیت اچھی طرح دیکھنے بھالنے کا مجھے موقعہ نہ ملا ۔ مگر وہاں کی کیفیت بیان کرنیکی چنداں احتیاج بھی نہیں ۔ کیونکہ وہ دوسرے کیمپوں سے جو مینے بعد میں دیکھے ۔ اور جنکا اپنی اپنی جگہ ذکر آجائیگا ۔ کسی امر میں مختلف نہیں تھا ۔

بموجب حکم میں دوسرے دن (۲۷ ۔ مارچ ۱۸۷۷ء) علی الصبح اٹھکر بارکوں میں گیا ۔ اور وہاں ایک کرنیل نے مجھے مفصل ہدایات دیں ۔ ہدایات سنکر میں کیمپ کو واپس آگیا ۔ اور ایک میجر سے عثمان پاشا کی پلٹنوں کی کمک کیلیئے جنہیں سرویا کی لڑائی میں بہت کمی ہوگئی تھی ۔ اور ابتک وہ پوری نہیں کیگئی تھی ۔ ایکسو اسّی (۱۸۰) آدمیوں کا دستہ لیا ۔ جن میں ۱۵۰ تازہ رنگروٹ یعنی نظام فوج کے اور تیس (۳۰) ردیف صنف دوم کے سپاہی تھے ۔ دو ملازم (جو مجھ سے کم عمر تھے ۔ اور جنمیں سے ایک ابھی بالکل ہی لڑکا ۔ مگر نہایت جفاکش اور افسر کو خوش کرنیکا شائق تھا ۔ اور دوسرا چہرے کی رنگت سے فرنگی معلوم ہوتا تھا) ایک متوسط العمر اور ایک خورسال سارجنٹ اور دو کارپورل میرے ماتحت کیئے گئے ۔ اور اسطرح سے فی الفور ہی ایک خاص کام بالکل آزادانہ طور پر میرے سپرد کر دیا گیا ۔ اللہ اکبر! میری حالت میں یہ اتنی جلدی کیسا اختلاف عظیم واقع ہوگیا ۔ تین مہینے قبل ازیں میں ایک تجارتی کوٹھی میں ادنیٰ ملازموں کے ادنیٰ ماتحت کی حیثیت میں ڈسکو نکو جھاڑتا اور اپنے سے بالا تر کلرکوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا ۔ اور انکی خدمت کیا کرتا تھا ۔ اور اب ۱۸۰ آدمیوں کے دستہ پر پورا حاکم ۔ اور کٹھن فرائض کی سرانجام دہی اور حکام بالا کی حیرت میں ڈالنے والی ہدایات کی تعمیل میں مصروف تھا ۔ مجھے امید نہ تھی کہ مجھکو یک لخت ایسی اہم ذمہ داری کے کام پر لگا دیا جائیگا چنانچہ خلاف توقع اس ذمہ داری کے سر آپڑنے سے مجھے کچھ عرصہ کیلیئے کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا ۔ مگر مینے فوراً اپنی خود پسند کردہ ملک اور بادشاہ کی پوری نمک حلالی اور جاں فشانی سے خدمت کرنیکا عزم بالجزم کر لیا ۔ اور ٹھان لیا کہ اور چیزیں تو درکنار ۔ جان سے بھی دریغ نہیں کرونگا ۔ الغرض مینے اپنے آبا و اجداد کے موٹو (اصول) کے الفاظ "در راستی موجب رضائے خداست" اور "ہمت مرداں مدد خدا" کو دوہرا کر اپنے دل کو مضبوط کر لیا ۔ اور کل تردد اور وسوسوں کو دور کر دیا ۔

مجھے کرنیل نے حسب ذیل ہدایتیں دی تھیں :- اول میں کل دستہ کا معائینہ کر کے دیکھوں کہ کیا ہر ایک آدمی کی وردی

اور سامان اور تیاری مکمل ہے۔ دوم سب کے ناموں کی فہرست مرتب کروں۔ جو ہر روز حاضری کے وقت سپاہیوں کو نام بنام
پکارنے کیلئے کام آوے۔ سوم۔ دستہ کو لیکر میں بیدی قلہ (ہفت مینار) کو جو قسطنطنیہ بیلو وا[1] ریلوے لاین پر اشبول کے
جنوب مغربی گوشہ پر مضافاتی سٹیشن ہے جاؤں۔ وہاں سے باقاعدہ ٹرین پر جو شام کے ۶ بجے روانہ ہوتی ہے سوار ہو کر راستہ
میں کسی سٹیشن پر ٹھہرنے کے بغیر سیدھا بیلو وا کو (جو اسوقت اس لاین کا انتہائی آخری سٹیشن تھا) جاؤں۔ البتہ
جہاں ٹرین بدلنے کی ضرورت پڑے وہاں دوسری ٹرین کے تیار ہونے تک توقف کروں۔ چہارم۔ بیلو وا پہنچکر میں اپنے آپکو اور اپنے
دستہ کو ایک بریگیڈیر کے ماتحت کروں۔ اور وہاں سے ویڈن تک جانیکے لیئے (یہ مسافت پیدل طے کیجانی تھی) افسر مذکور
کی ہدایات کی پیروی کروں۔ پنجم۔ بیلو وا پہنچکر میں اپنی کمان کو ختم سمجھوں۔ اور اگر بریگیڈیر مذکور مجھے پھر از سر نو کمان پر بحال
کر دے تو وہ ویڈن پہنچنے پر ختم ہو جائیگی۔ ششم۔ ویڈن پہنچکر میں اپنے آپکو مشیر عثمان پاشا یا اُسکی قایممقام کی ماتحت فوج افسران میں سمجھوں
مجھکو ملک کا ایک نقشہ بھی دیا گیا۔ جو جرمنی کا بنا ہوا تھا۔ اسکے علاوہ بریڈ شا کے تالیف کردہ گائیڈ کا جسمیں کل
یورپ کی ریلوے لاینوں کے ٹایم ٹیبل (انضباط اوقات) درج ہوتے ہیں وہ ورق جسپر ترکی لاین کے وقت تھے اکھاڑ
کر دیئے گئے۔ جو احکام مجھے دیئے گئے تھے اُنکا تحریری خلاصہ۔ سلطان المعظم کے زیر نگین علاقہ کے تمام فوجی و ملکی
افسروں کے نام ایک عام حکم۔ کہ مجھے ہر طرح کی مدد دیں اور رسد پہنچائیں اور تین ترکی پونڈ (۴۵۔ انگریزی شلنگ) نقد دیئے گئے
مجھے خیال پڑتا ہے کہ بریگیڈیر کا نام پردو (اصل پر تو معلوم ہوتا ہے) پاشا تھا۔ اُس کا ذکر مجھو آگے بھی کرنا پڑیگا۔
اور اُسکا نام در حقیقت خواہ کچھ ہو۔ میں یہی نام تحریر کرونگا۔ میں نے دستہ فوج کا معائنہ جلد ختم کر لیا۔ صرف چند ایک
معمولی سی چیزیں موجود نہ تھیں۔ جنکو میں نے کمپ سے بہم پہنچا لیا۔ ہر ایک سپاہی کے پاس اسّی کارتوس تھے۔ مگر ان
کارتوسوں کے علاوہ دستہ کے پاس اور کوئی زاید گولی بارود نہ تھا۔ اور جب زاید گولی بارود ہی نہ ہوا تو سامان
حرب کی باربرداری کے سامان کی کیا احتیاج تھی۔ فہرست بنانا بڑا ناخوشگوار کام تھا۔ اسمیں مجھے ملازموں اور سارجنٹ نے
مدد دی۔ اسوقت مجھے یہ معلوم کر کے نہایت مسرت ہوئی کہ بڑا ملازم انگریز ہے۔ اور اُسکا نام سیمور ہے۔ اُسکا ذکر
ان صفحات میں اکثر دفعہ آئیگا۔ اور میں اگلے باب میں اُسکے حالات بالوضاحت تحریر کرونگا۔ دوسرے ملازم کا نام
جو سیمور سے کم عمر تھا تراب تھا۔ یہ دونوں میرے مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے مکتب حربی کا امتحان پاس کر چکے تھے۔
سارجنٹ کا نام حبیبی تھا۔ اور وہ شام کا رہنے والا تھا۔ اسماء کی فہرست لکھنے میں ایک دقت تو یہ تھی۔ کہ اکثر اعراب
لکھے نہیں جاتے۔ جسکی وجہ سے لازمی طور پر ایسے شخص کو جو اجنبی ہونے کے باعث ان ناموں سے مانوس نہ ہو وہ
اعراب یا زبانی حفظ کرنے پڑتے ہیں۔ یا بعد از اں اُسے نام پکارتے وقت اٹکل سے نام لینا پڑتا ہے۔ اسکے ماسوا دوسرا

---

[1] بیلو وا۔ سلسلہ کوہ بلقان کے دامن میں بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کی سرحد پر واقعہ ہے۔ اس لاین کا طول ۳۰۸ میل
ہے حسب ذیل تھا۔ قسطنطنیہ تا ایڈریانوپل ۱۹۰ میل۔ از ایڈریانوپل تا فلپ پولی ۱۱۲ میل۔ از فلپ پولی تا بیلو وا ۴۲ میل۔ میزان ۳۵۲ میل
(مصنف)

تکلیف دہ امر یہ تھا۔ کہ کئی سپاہیوں کے نام ایک ہی تھے۔ جنمیں سے اکثر کی تمیز اسلئے نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اُن کے معمولی ناموں کے علاوہ۔ کوئی امتیازی خاندانی نام نہ تھے۔ اسلئے رفع اشتباہ کے لئے ایسی صورت میں ہمنام سپاہیوں کے اسمار کے ساتھہ اُن کے مساکن کے نام بھی درج کرنے پڑتے تھے۔ اُن صوبوں کے سپاہی جہاں عربی زبان بولی جاتی ہے اپنے نام کے ساتھہ باپ کا نام ضرور لیتے ہیں۔ اور بعض وقت پیشہ کا نام بھی ایزاد کر دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض سپاہی یہ سب چیزیں بتاتے۔ جس سے اُن کا نام آدہی رجن مختلف القابوں کا طومار بن جاتا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ فوج ردیف کے ایک سپاہی نے جو میسوپوٹمیا (جزیرہ یا دوآبہ دجلہ و فرات) سے آیا تھا اپنا نام قریب قریب حسب ذیل بتایا تھا "حاجی آغا احمد علی وید شستی[1] بن حاجی آغا محمد مصطفٰے عبد اللہ دلال بغدادی ملک التجار" میں نے اُس سپاہی کا نام بنظر اختصار "ملک" رکھا۔ جس سے تمام سپاہی بہت محظوظ ہوئے۔ کیونکہ ترکی میں ملک فرشتہ کو کہتے ہیں اور عربی میں بادشاہ کو۔ اُن کے محظوظ ہونے کی خاص وجہ تھی۔ یہ سپاہی نہایت بدصورت اور اچھا خاصہ بن مانس تھا۔ اُسے فرشتہ کا خطاب ملنے سے اُنکو قدرتی طور پر تمسخر کی سوجھتی تھی چنانچہ اُنھوں نے اسیوقت اپنی طرف سے اُسکو شیطان کا لقب بخشدیا۔ اور یہ ہمیشہ کیلئے اُسکا نام پڑ گیا۔ مجھے اور سیمور کو بعد میں معلوم ہوا کہ سپاہی ہم دونوں کو آپس میں "جیم" پکارتے ہیں۔ اسکی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ اُن میں سے کسی نے انگریزی نام جیمز اور اُسکا اختصار "جم" سنا ہوا ہو گا۔ اور چونکہ وہ اِس ہیجائی لفظ کو اپنے حرف جیم (ج) کے مشابہ ہونے کے باعث بآسانی پکار سکتے اور یاد رکھہ سکتے تھے۔ ہمارا نام ہی یہی رکھدیا۔ مجھے وہ جیم اوّل اور سیمور کو جیم ثانی پکارتے تھے۔ ترکی سپاہیوں کے نام فہرست پر خواہ کتنے ہی طول طویل کیوں نہ ہوں۔ زبانی گفتگو اور مکالمہ میں وہ مختصر سے واحد ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ مثلاً۔ سلیم۔ علی۔ حسن۔ سعید۔ مراد۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ دستور باہمی تکلّم میں بہت سہولیت کا باعث تھا +

فہرست دوپہر کے وقت ختم ہوئی۔ اِسکے بعد ہمنے کھانا کھایا۔ جس میں وہی نہ جدا ہونیوالے رفیق گوشت اور چاول تھے۔ اِس سے فارغ ہونے پر ہمکو ایکدن کی خوراک کیلئے بسکٹیں دیگئیں۔ ہم نے سفری تو تلیں پانی سے بھر لیں۔ اور دوسری فوج کے نعرہ ہائے خدا حافظ کے شور و غل میں (سٹیشن) یدی قلہ (ہفت مینار) کو ٹھیک وقت پر روانہ ہو گئے۔ جس عُجب و نخوت اور گھمنڈ کے ساتھہ ہمنے اپنے دستہ کو اپنا "ڈلسٹرین حکم دیا ہو گا وسکو

[1] - وید شستی کے معنے مسٹر ہربرٹ (بروکر) دلال یعنی مشتری یا بایع میں سودا کرانے والے کے اور دلال کے معنے آہن فروش یا سوداگر آہن کے بتاتے ہیں مگر اس میں بوجہ اجنبیت خود اُن سے یا پرنٹر سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ کہ وید شستی کی جگہ دلال کا اور دلال کی جگہ وید شستی کے معنے بتا دیئے ہیں۔ آہن فروش وید شستی کے معنے ہیں۔ اسطرح ملک بفتح لام کو ترکی اور ملِک بکسرہ لام کو عربی بتانے میں انسے غلطی ہو گئی ہے۔ یہ دونوں لفظ عربی ہیں۔ مگر اجنبی سے ایسی غلطیاں ہو جانا معمولی بات ہے۔ مترجم +

ناظرین خود ہی اچھی طرح قیاس کرسکتے ہیں۔ میں دُنیا کے اُس حصہ میں پہلے کبھی نہ گذرا تھا۔ اگر سارجنٹ سیفی اِس نواح سے واقف نہ ہوتا۔ تو مجھے (یدی قلہ کا) راستہ دریافت کرنے میں کمال حیرانی ہوتی۔ سفر دو گھنٹہ میں طے ہُوا۔ مطلع گو مکدر تھا۔ مگر راستہ میں بارش نہ ہوئی۔ ہوا البتہ مرطوب اور خنک تھی۔ دوسرے سپاہیوں کی طرح میں نے بھی اپنا بقچہ پشت پر[1] اُٹھایا ہوا تھا۔

یدی قلہ پہنچکر سپاہی تو پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ اور میں سٹیشن ماسٹر سے باتیں کرتا رہا۔ جب میں نے یہہ سُنا کہ پچھلے دنوں سپاہی کھُلے چھکڑوں پر جنمیں مویشی سوار کئے جاتے ہیں۔ بھیجے گئے تھے۔ تو میں نے اُس سے درخواست کی کہ ہمکو تین مسافر گاڑیوں پر سوار کرائے۔ اِسپر اُس بدمعاش نے گویا مجھپر کمال مروت کرکے انتہائی سٹیشن (قسطنطنیہ) کو ٹرین میں زائد گاڑیوں کے لگا دینے کے لیئے تار دینے کا وعدہ کیا۔ مگر مجھے بعد میں سیفی سے معلوم ہوا کہ سٹیشن ماسٹر[2] کو ایسا کرنیکا پیشتر سے حکم موصول ہوچکا تھا۔ زائد گاڑیاں منگوانے میں اُسنے احکام کی تعمیل کی تھی ہمپر کوئی ذاتی مروت نہیں کی تھی۔ لیکن مجھکو نوعمر اور ناتجربہ کار دیکھکر بخشش حاصل کرنے کے لیئے اُسنے یہہ چال چلی تھی۔ تاہم میری بخشش بیکار نہ گئی مجھے چالاک سٹیشن ماسٹر سے سفر اور لائن کی متعلق بہت سی کارآمد باتیں معلوم ہوگئیں۔ مثلاً مجھے ترکی وقت اور ترکی سِنِین کے سمجھنے میں بہت دِقت ہوتی تھی۔ آخر معلوم ہوگیا کہ ترکی سال قمری ہوتا ہے جسکے مہینے عموماً ۲۹ دنوں کے ہوتے ہیں۔ اسلامی قلندرہ ۶۲۲ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۷۶ء میں اُسکا سن ۱۲۹۳ ہجری تھا۔ ترکی وقت بھی کچھہ کم مخمصہ میں ڈالنے والا نہیں۔ اُسکے مطابق ہمیشہ غروب آفتاب پر بارہ بجے کا وقت مقرر ہے۔ خواہ سورج کسی وقت غروب ہو۔ اور اسطرح یہ وقت ہر روز بدلتا رہتا ہے۔

اگر کوئی ترک اہلکار مجھہ سے ایسی حرکت کرتا۔ تو مجھے چنداں تعجب نہ ہوتا۔ اُن بیچاروں کو شاذ و نادر تنخواہ کی شکل دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اور ضرورت سے مجبور ہوکر۔ اگر وہ جھک ماریں تو معذور ہیں بے زری سے وہ ایسے تنگ حال ہیں۔ کہ چند پیاسٹروں[3] پر بھی وہ اپنی روح تک کو بیچدینے سے دریغ نہ کریں۔ مگر میں یدی قلہ کے سٹیشن ماسٹر کی کارروائی سے اپنے دل میں بھی بہت ہی محجوب ہوں۔ کیونکہ وہ ترک نہ تھا۔ بلکہ فرنگی تھا۔ اُسکی قومیت کی میں تخصیص نہیں کرسکتا۔ کہ انگریز تھا یا فرانسیسی یا جرمن۔ کیونکہ وہ مجھہ سے ترکی ہی میں ہمکلام رہا۔

[1] انگریزی میں ایسے بقچہ کو جسے مسافر یا سپاہی پشت پر اُٹھاتے ہیں "نیپ سیک" کہتے ہیں۔ یہ تسموں کے سہارے سے پیٹھ پر رہتا ہے۔ ہاتھوں سے پکڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان تسموں کو سینہ کیطرف تکمہ لگا دیا جاتا ہے۔ مترجم

[2] یہ لائن اُسوقت اور اب بھی اورینٹل کمپنی کے پاس ہے۔ اور اُسی کے ملازم جن میں سے زیادہ تر یونانی وارمنی ہوتے ہیں لائن پر مامور ہیں۔ یہہ سٹیشن ماسٹر بھی کمپنی کا ملازم تھا۔

[3] پیاسٹر کو ترک قرش یا غرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک پونڈ ترکی ہوتا ہے۔ اور ترکی پونڈ سوا اٹھارہ شلنگ کے برابر۔ مترجم

اور جب میں نے انگریزی۔ فرنچ اور جرمنی میں نعوبت بہ نوبت گفتگو کرنی چاہی تو اُس نے (غالبًا اپنی قومیت کو پنہاں رکھنے کیلئے) اُن میں سے کسی میں مجھے جواب نہ دیا۔ اُس نالائق کیلئے مزید شرم کا مقام یہہ ہے کہ وہ گورنمنٹ (عثمانیہ) کا ملازم نہیں تہا کہ عدم وصولئے تنخواہ کا عذر کر سکے) بلکہ میرے خیال میں کمپنی[1] کا تھا۔ جو بالغلب جو اُسے باقاعدہ تنخواہ دیتی ہوگی +

ہمکو تقریبًا دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہمارے گرد۔ اکثر لوگ ہمیں دیکھنے کیلئے جمع ہوگئے مجمع میں برقعہ پوش مستورات اور شریر لڑکے بہی بہت تہے۔ ترکونکو بہی اپنے سپاہیونکی صفیں ایسی پیاری ہیں جیسے کہ اہالی برلن کو اپنے سپاہیونکی۔ اور اُن کی نو عمر لڑکیاں بھی اپنے شجاع سپاہیونکو ویسی ہی مُحبت اور خوشی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں جیسے کہ دلندن کے امیرانہ محلہ) کا کنے کی نوجوان مامائیں اور بچوں کو کھلانے والیاں (لندن کی مشہور تفرجگاہ) ہائیڈپارک میں بانکے ٹیڑھے انگریزی سپاہیونکو یا (انگلستان کے ساحلی قصبہ) کنسنگٹن کی نوخیز بادرچنیں انگریزی بحری سپاہیونکو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلمان لڑکیونکی مُحبت دبی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ عملی پہلو اختیار نہیں کر لیتی۔ یعنی جسطرح عیسائی لڑکیاں بیباکانہ اپنے ملک کے چھیل چھبیلے سپاہیوں کے گلے چمٹتی پھرتی ہیں۔ ویسا ترکی میں نہیں ہوتا۔ مسلمان لڑکیاں اپنے بہادر سپاہیونکو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو لیتی ہیں۔ کسی بیحیائی کے فعل کا اُنکو خیال تک نہیں گذرتا +

بعض مخیر طبع باشندوں نے آپسمیں چندہ کرکے ہمارے لئے قہوہ تیار کیا۔ جسکے پینے سے ہماری تکان بہت کچھہ دور ہوگئی۔ چندنے سپاہیوں میں چرٹ تقسیم کئے۔ اور ایک عجیب و غریب شکل کے یہودی نے جو دراصل آسٹریا کے صوبہ گلیشیا کا رہنے والا تہا۔ مگر کچھہ عرصہ سے یدی قلہ کے قرب میں رہائش پذیر تھا۔ اور جسکی قطع وضع زمانہ وسطی کے لوگوں سے ملتی جُلتی تہی۔ مجھکو اور سیمور کو تاڑ لیا کہ ہم ترک نہیں ہیں۔ اور وہ ہمارے لیے نہایت ہی تیز شراب کی ایک صراحی اور بہنی سنبوسونکی ایک بڑی ٹوکری لے آیا۔ اسکی اس مسافر نوازی اور دلی شوق سے مدارات کرنے سے مجھے راز ن کرانسر کے قبیلہ (یعنے یہودیوں) سے جو سخت نفرت ہوگئی تہی اُس میں کسیقدر تخفیف ہوگئی +

جب ٹرین کے قریب پہنچ جانیکی علامت میں سگنل کا ہاتہہ گرا۔ تو میں نے اپنے آدمیونکو دو قطاروں میں صف بستہ کرکے اُنکو تین دستوں میں منقسم کر دیا۔ اور ہر ایک دستہ ایک لفٹننٹ کے سپرد کرکے ایک ایک نن کمیشنڈ افسر لفٹننٹوں کے ساتہہ کیا۔ میں نے اپنے ساتہہ سارجنٹ سیفی کو رکھا۔ سپاہی خوشدل اور مطیع فرمان تہے۔ اور چونکہ معدودے

[1] یعنی اورنٹیل کمپنی جسکا ذکر حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ یہ وہی کمپنی ہے۔ جسکے چند مطالبات کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نومبر ۱۸۹۰ء میں آسٹریا نے حالانکہ حصص کمپنی اور اُسکے سرمایہ کا عشر عشیر بھی آسٹرین لوگونکے پاس نہیں ترکی کو بہت کچھہ آنکھیں دکھائی تہیں اور بابعالی نے اُن مطالبات کو جنکی میزان ۶ اور سات لاکھہ پونڈ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ ادا کرنیکا وعدہ کرکے آسٹریا کا غصہ فرو کیا۔ منہ

شمالی ٹرکی کا نقشہ محاربہ ۱۸۷۷ء کے مقامات دکھانے کیلئے

رومانیا

سرویا

بلگاریا

مشرقی رومیلیا
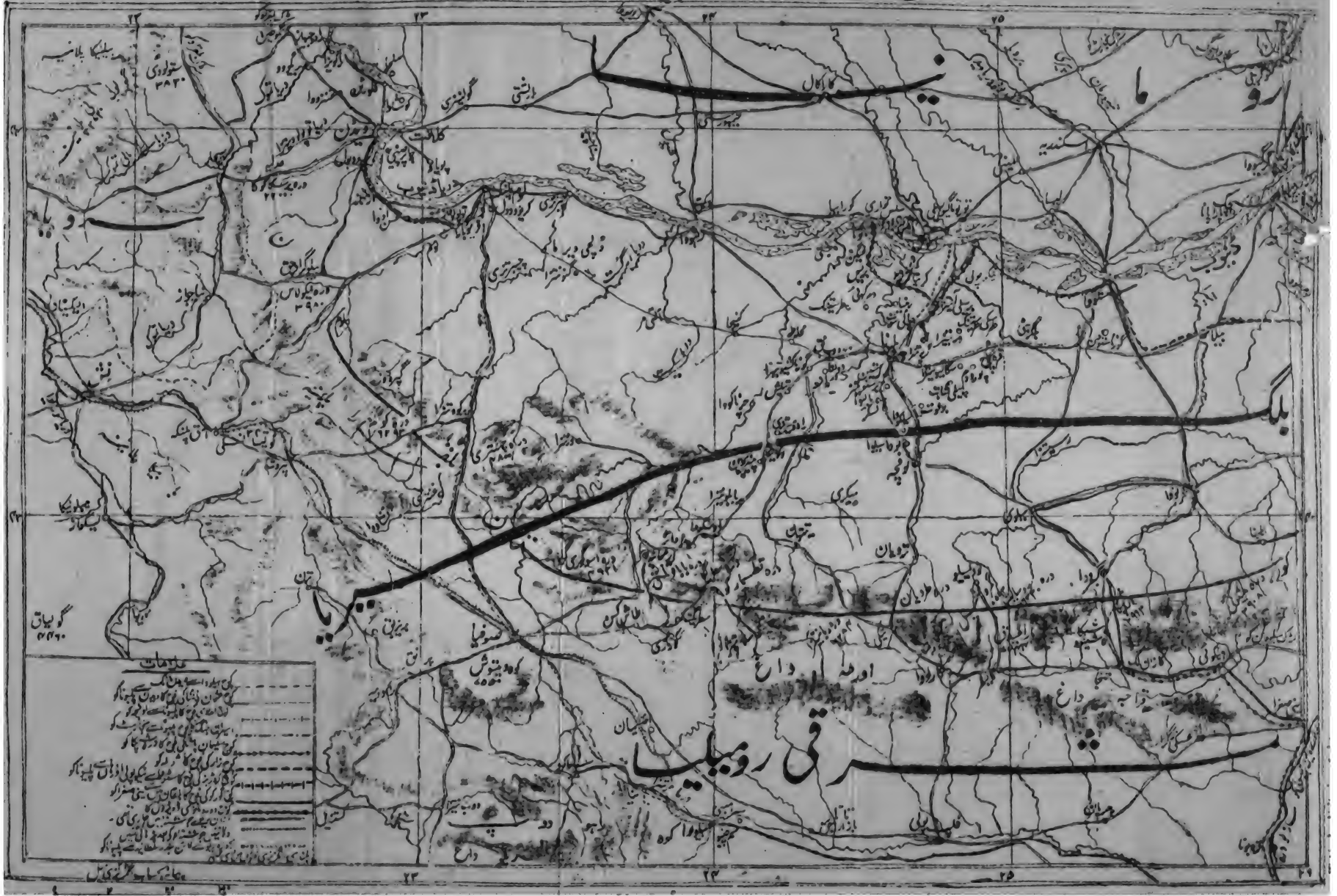
چند کے سوا وہ قسطنطنیہ کے رہنے والے تھے۔ اِسلئے روانگی کے وقت الوداعی ملاقات کیلئے اعزہ و اقربا کا مجمع بہت کم تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا مجمع جتنا کم ہو اُسی قدر اچھا ہوتا ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی مضبوط دل کیوں نہو الوداعی ملاقات جانیوالے اور پیچھے رہنے والے دونوں پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہسکتی +

ہمارے لئے تین گاڑیاں ریزرو کی گئی تھیں۔ فی گاڑی ایک دستہ سوار ہوگیا۔ اور تینوں گاڑیاں کھچا کھچ بھر گئیں۔ مگر جگہ کی قلت سے کسیقدر بے آرامی ہونیکے باوجود سپاہی سرور و فرحان اور بیفکر تھے۔ جب ٹرین سٹیشن سے روانہ ہوئی تو جمع شدہ خلقت نے بڑے زور سے "اللہ" کا حوصلہ بڑھانے والا نام پکار کر ہمکو اللہ سیلی کہا۔ ادھر میں نے دِل ہی دل میں استنبول کو الوداع کہا۔ جو خُدا کی مرضی سے واقعی میری آخری الوداع تھی۔ اور میں تب سے بعد پھر وہاں نہیں گیا۔ قصہ مختصر بابعالی کے فوجی افسر کی حیثیت میں میرا کارنامہ اِسطرح شروع ہوگیا۔

باب ۳ سوم

قسطنطنیہ سے ویڈن تک تین ہفتوں کا کوچ از ۲ مارچ لغایت ۲۳ اپریل ۱۸۷۸ء

ٹرین موضع سین سٹیفانو[1] کے پاس سے گذر کر جو ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو وہاں ابتدائی صلح نامہ پر دستخط ہونیکی وجہ سے اب تاریخی مقام بن گیا ہے۔ ساڑھے سات بجے کوچک چکمجی میں پہنچی۔ یہہ جگہ قسطنطنیہ سے بجانب غرب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ہماری گاڑیاں ٹرین سے کاٹ کر دوسری لائین پر کھڑی کردی گئیں۔ تاکہ علی الصباح اُس ٹرین میں لگائی جائیں جو وہاں سے برابر ایڈریانوپل[2] تک جاتی تھی +

چکمجی کی ایک سراے کے مالک کی مستعدی اور معززین شہر کی حب الوطنی کے طفیل سپاہیوں کو رات کے کھانے کے لئے گرما گرم روٹیاں۔ قہوہ اور مٹھائیاں وافر مل گئیں۔ اوّل الذکر کو میں نے اُن تمام چیزوں کی جو اُس سے لی گئیں رسید لکھدی۔ نقد قیمت ادا نہ کی۔ سٹیشن ماسٹر نے جو آسٹرین تھا۔ اپنا کمرہ ہم تین افسروں کے سپرد کر دیا اور خان (سراے) سے ہمارے لئے گرم کھانا وہیں آگیا۔ میں نے سپاہیوں کو رات کی چھٹی دینے سے اِنکار کر دیا اور وہ

---

[1] سانتو یا سان سٹی فانو قسطنطنیہ سے سات میل بجانب غرب بحیرہ مارمرا کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ ابتدا میں طالین ماہی گیروں کی بستی تھی۔ اور اب یہاں تقریباً کل ہم فرنگی لوگ رہتے ہیں۔ ارمنی و یونانی سوداگروں کے خوبصورت بنگلے۔ اور بعض ترکی امرا کے تابستانی محل بھی وہاں ہیں۔ اُسکی آبادی ۲۰ ہزار ہے +

[2] اُسوقت قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے درمیان صرف ایک ٹرین یومیہ چلتی تھی۔ مگر کوچک چکمجی اور قسطنطنیہ کے درمیان اُسکے علاوہ اور پانچ لوکل ٹرینیں بھی چلتی تھیں اور اُنہی میں سے ایک پر ہم آئے تھے۔ حکام نے ہمکو بیدی قلہ سے چکمجی رات کو غالباً اسلئے بھیجدیا تھا کہ دوسرے دن بیدی قلہ سے اور فوج نے بھی روانہ ہونا تھا۔ اور اسطرح زیادہ بھیڑ ہو جانیکا اندیشہ تھا۔ بلوویا اور ایڈریانوپل کے درمیان بھی اُسوقت ایک ہی ٹرین چوبیس گھنٹوں میں چلتی تھی۔ مصنف +

سب لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ انکے سونے کے لیئے ایک خالی شیڈ[1] میں انتظام کیا گیا +

ریلوے ملازموں نے اُن کے بستر کے لیئے ٹاٹ بچھا دیئے اور سپاہیوں نے سرہانوں کی جگہ اپنے تھیلے رکھ لیئے۔ رات سرد اور مرطوب تھی۔ اسلیئے آگ بھی جلادی گئی۔ حاضری لیکر میں نے سپاہیوں پر سیفی کو مامور کر دیا۔ اور خود تیمور دتراب کو ہمراہ لیکر تقاطر سی میں کچھہ عرصہ چہل قدمی کرنے چلا گیا۔ صبح کو حاضری ہمنے خان میں کھائی + کوچک چکمجی کوئی ایسی مشہور جگہ نہیں۔ وہانکی آبادی چار ہزار ہے۔ جس میں سے زیادہ حصہ ترک ہیں۔ وہ ایک چھوٹی سی راس پر جسکے جنوبی ساحل سے بحرہ مارمورا ٹکرا رہا ہے۔ اور شمال کیطرف ایک جھیل ہے خوبصورت موقعہ پر بسا ہوا ہے۔ اُسکی شہرت کا مدار صرف اُسکے سٹیشن ہونے پر ہے۔ مگر چونکہ میں وہاں سے رات کے وقت گذرا۔ اسلیئے اُسکے حسن و قبح پر کوئی قطعی رائے نہیں لگا سکتا +

ہم چہل قدمی سے دس بجے واپس آگئے اور سٹیشن کے دفتر میں آتشدان کے گرد بیٹھ کر ایک گھنٹہ تک چرٹ پیتے اور باتیں کرتے رہے۔ یہ دونوں شخص میرے رفیق ہی نہ تھے۔ بلکہ دوست ہو گئے تھے۔ اور جب تک موت نے ہمکو جُدا نہ کیا وہ کُل محاربہ میں میرے ساتھہ نیک و بد کے شریک رہے۔ میں یہاں اُنکا مختصر ذکر کرکے ناظرین سے اُنکی ملاقات کراتا ہوں۔ وہ اِسوقت اُن تیس ہزار فدایان قوم کے ساتھہ جو روسیوں کے جانگداز ہلوں اور شیر میدان دغا عثمان کی بہادرانہ مدافعت میں اپنے ملک و قوم پر نثار ہوئے۔ پلیونا کی انسانی خون سے ترشدہ زمین میں میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جب آخری عظیم الشان اجتماع کیلیئے صُور پھونکا جائیگا اور کل مخلوق کی احکم الحاکمین کے روبرو حاضری لیجائیگی۔ تو وہ اور میں اس طلبی کا ایک ساتھہ جواب دینگے۔ اور جسطرح ہم بیشمار خونی معرکوں میں اکٹھے رہے تھے۔ وہاں بھی ایک دفعہ پھر دوش بدوش کھڑے ہونگے +

جیک سیمور کے ابتدائی حالات قابل افسوس اور ناخوشگوار تھے۔ اُسکی پیدائش کا یہ رنجدہ راز مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی ماں کا ولدالحرام لڑکا تھا یعنے شادی سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اُسکی پیدائش کے بعد جس متمول سوداگر نے اُسکی والدہ سے ازدواج کر لیا تھا۔ وہ اُسکا باپ نہ تھا۔ شادی سے زن و شوہر کو کوئی خوشی نہ ہوئی اُنمیں باہمی رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے اکٹھے رہتے رہے۔ اور سیمور بھی ان کے ساتھہ رہا۔ تاکہ دُنیا کو طعن و تشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ سیمور اپنے سوتیلے باپ کا مشکور تھا کہ اُسنے اُسے تعلیم دی۔ لیکن سیمور کو باپ سے کوئی محبت نہ تھی۔ برعکس اسکے اُسے ماں سے بیحد الفت تھی۔ ۱۸۶۱ء میں جبکہ اُسکی عمر گیارہ برس کی تھی۔ یہ خاندان لندن سے گیلی پولی کو چلا گیا۔ وہاں اُسکے باپ کی دوکان کی ایک شاخ تھی۔ اس جگہ وہ ستمبر ۱۸۶۶ء تک رہے۔ پھر خاندان لندن کو چلا گیا۔ مگر سیمور جو اُسوقت مکتب حربی میں داخل تھا پیچھے رہا

[1] ایسا احاطہ جو پر بلوں یا ستونوں کے سہارے صرف ٹین یا چھپر کی چھت یا سایہ ہو۔ دیوار کوئی نہ ہو۔ مترجم +

وہ ترکی اہل زبان کی طرح بولتا تھا - اپنے باپ کے مقامی اور ذاتی رسوخ کیوجہ سے وہ دقتیں جو غیر مذہب رکھنے والے کو عثمانیہ فوج میں داخل ہونے میں پیش آتی ہیں - میری نسبت اُسکی دفعہ زیادہ آسانی سے دُور ہوگئیں تھیں - اُسنے سپاہیانہ پیشہ اپنے دلی شوق سے اختیار کیا تھا - مکتب حربی کا امتحان اُسنے اکتوبر ۱۸۹۶ء میں پاس کیا تھا - جسکے بعد وہ قسطنطنیہ کے سربازخانہ طاش قشلہ میں پہلے ایک میجر کا کاتب اور پھر ایک فریق کا یاور ہوگیا اسکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی کہ گو اُسکی ملازمت مجھسے چھ ماہ پہلے شروع ہوئی تھی - ابتدا میں اور پھر ویدن جاکر بھی مجھے اُس سے بالا کیوں رکھا گیا - مگر ترکی فوج میں ملازمت کی قدامت کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا - میں عمر میں اُس سے ایک مہینہ بڑا تھا - بہرحال اس معاملہ میں میرا کوئی دخل نہ تھا - اور اُسنے اُس انتظام کو کسی طرح کے شکوہ شکایت کے بغیر بخوشی منظور کرلیا - اُسکا قد لمبا - جسم پتلا - آنکھیں روشن اور رنگت میں بھوری - اور چہرہ خوبصورت نہ تھا - جسپر لڑکپن کی سادگی برستی تھی - وردی اور اسلحہ سمیت اُسکا وزن ایک من پچیس سیر تھا - وہ نہایت پھرتیلا - شیر ایسا بہادر - فولاد جیسا سخت - سچا جاں نثار دوست تھا -

ابراہیم تراب دیدی آغاج سے آیا تھا - یہ قصبہ بحیرہ مجمع الجزائر کے ساحل پر بندرگاہ ہے - اور ایک ریلوے لاین ایڈریانوپل سے وہاں تک جاتی ہے - اُسکا باپ وہاں کا ایک معزز اور مقتدر سرکاری عہدہ دار تھا - اُسنے بھی اُسی دن مکتب حربی کا امتحان پاس کیا تھا - جسدن کہ سیمونے - بعدازاں وہ جنرل سٹاف کی خدمات سیکھنے کے لیے منتخب کیا گیا - اور مکتب ارکان حرب میں بھیجدیا گیا - اور جب ہماری ملاقات ہوئی اُسسے ایک ہفتہ پیشتر تک وہیں رہا - اُسوقت اُسے شریفانہ طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ تم جنرل سٹاف کا افسر بننے کے قابل نہیں ہو - اور پھر واؤد پاشا کے کیمپ میں بھیجدیا گیا تھا - میرا خیال ہے کہ اُسے کافی ذہین اور تیز طبع نہیں تصور کیا گیا تھا - بالادست افسروں کا یہ ریمارک اُسکی چڑ تھی - جب کبھی اُس سے اسکا ذکر کیا جاتا - وہ فوراً سخت برافروختہ ہوجاتا - جسسے ہمرتبہ افسر انکو اُسے ہر وقت ستاتے رہنے کا خوب مشغلہ ہاتھ آگیا تھا - وہ مجھسے اور سیمو سے ایک انچ چھوٹا تھا - سیمو اور میں قد اور وزن میں تقریباً مساوی تھے - اُسکے خط و خال نہایت خوبصورت اور خالص ترکی انداز کے تھے - اُسکی سیاہ آنکھیں بہت خوشنما اور روشن تھیں - خوبصورت مونچھوں کے سبزہ کی روئیدگی شروع ہوگئی تھی - جسسے میں اور سیمو ہمیشہ رشک کھاتے رہتے تھے - کیونکہ ہمارے چہرے لڑکیوں ایسے صاف تھے - اُسے اپنی مونچھیں - جلد جلد بڑھانے کا شوق تھا - جب کبھی اُسے بال بڑھانے کا مصالحہ نہ ملتا تو رات کے وقت بالائی ہونٹھ پر چربی ملدیتا - اور اگر چربی بھی نہ ملتی تو موم بتی کو گھسدیتا - وہ تلوار کا بڑا دھنی تھا - اُسکی شجاعت - طاقت - پرجوشی اور جفاکشی میں کوئی کسر باقی نہ تھی - وہ اپنے دُھن کا پکا ایک جوشیلا اور شاعرانہ خیال کا نوجوان تھا - مذہب - اخلاق -

دوستی ۔ محبت ۔ شادی وغیرہ امور کے متعلق اُسکے بعض خیالات نہایت ہی بلند تہے ۔ کمتب حربی میں داخل ہونیسے چند برس پہلی جبکہ وہ فوج میں وہ ایک سپاہ ر رکھوا انجنیری کی لڑکیکو دیکھکر اُسپر سچے دل سے عاشق ہو گیا تہا ۔ لڑکی کو اُسکے عشق کی کیفیت معلوم نہ تہی ۔ مگر اُسکا پاک اور نوجوانانہ اُمنگوں سے بہرا ہوا دل اُس بُتِ سیمتن کی محبت میں بالکل سرشار تہا ۔ لڑکی کا نام میری (مریم) تہا جو ہر وقت اُسکا وردِ زبان رہتا تہا ۔ میرا خیال ہی کہ مجہسے اور سیمور سے اُسکی بی اندازہ محبت اور بیحد اُنس کی بڑی وجہ یہی تہی کہ ہم اُسکی معشوقہ کے ہم قوم تہے ۔ وہ تہوڑی سی انگریزی بول لیتا تہا ۔ اور انگریزی زبان میں یہہ فقرہ اکثر کہتا رہتا تہا " میری ۔ مجہے بتا "

اسموقعہ پر لگے ہاتہہ سارجنٹ سیفی کے بھی مجمل حالات بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی ۔ اُس کی کھانی نہایت عجیب و غریب تھی جو مجھے دوسرے دن معلوم ہوئی ۔ مَیں اُسے سیفی کے بیان کے مطابق درج کیے دیتا ہوں ۔ ذاتی طور پر میں اُسکی صداقت کا ذمہ وار نہیں ہوں ۔ اُس نے بیان کیا کہ " میں پیدائشًا انگریز[1] ہوں میں شام کے ایک قصبہ میں ایک معزز عہدہ پر مامور تھا ۔ جہاں میں آخر برٹش قونصل ہو گیا ۔ دس بارہ برس پیچھے میں اُسی عہدہ پر تھا ۔ کہ ایک تغلب زر کے معاملہ میں ملوث ہو گیا ۔ اور گرفتاری سے بچنے کے لیئے بیوی اور اولاد کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گیا ۔ اُنکو دیکھنا پھر مجھے نصیب نہوا ۔ وہ سب کے سب ایک برس بعد ہیضہ کی وبا میں فوت ہو گئے ۔ میں عربی اور ترکی بخوبی جانتا تھا ۔ اور گرم ملک میں رہنے سے دُھوپ کی گرمی سے میری رنگت بھی سانولی ہو گئی تہی ۔ اِن تینوں باتوں کے طفیل میرے لیئے پیدائشی مسلمان بن جانا مشکل نہ تھا ۔ میں فوج میں بھرتی ہو گیا ۔ اور ترقی کر کے سارجنٹی تک پہنچ گیا " ۔ جب میں نے اُس کی زبان سے یہ سنا کہ وہ انگریز ہے تو میں ششدر رہ گیا ۔ وہ جنگ سرویا میں بھی شریک ہوا تھا ۔ ویڈن میں وہ ہمسے علیحدہ ہو گیا جہاں سے وہ مقام راہووا کو بھیجدیا گیا ۔ اور پھر میں نے اُسے نہ دیکھا ۔ البتہ جب میں خارکوف میں روسی قید میں تھا تو اُسنے مجھے اُڈیسہ سے ایک خط لکھا ۔ جس میں اُن تمام معرکوں کے حالات جن میں وہ شریک ہوا تھا تحریر کر کے مجھے اطلاع دی کہ وہ باش چاوش کے مرتبہ پر ترقی یاب ہو گیا تھا ۔ مگر شنیو وا در واقع درہ شپکا کی لڑائی مورخہ ۹ ۔ جنوری ۱۸۷۸ء میں روسی فوج کے ہاتہہ اسیر ہو گیا ۔ میرا خارکوف کا پتہ اُسے ایک جرمن ریلوے ملازم سے جو روسی ملازمت میں تہا معلوم ہوا تھا ۔ بعد ازاں پھر مجھے اُسکی کوئی خبر نہ ملی ۔

دوسرے دن (۲۸ مارچ) ہم علے الصبح پانچ بجے اوٹھ بیٹھے ۔ میں نے سپاہیوں کی حاضری لی اور پھر اُنکو حاضری کھانے کے لیئے خان کو بھیجدیا ۔ حاضری میں اُنکو تازہ پکی ہوئی روٹی اور قہوہ ملا ۔ مطلع مکدر اور ابر چھایا ہوا تھے چنانچہ تہوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہو گئی ۔ جو کبھی تھم جاتی اور کبھی پھر شروع ہو جاتی ۔ یعقوب آفندی نے سپاہیوں میں تمباکو اور گھر کی پکی ہوئی روٹیاں تقسیم کیں ۔ اِس تقسیم کے وقت میں ۔ سیمور اور ابراہیم

---

[1] اِس بات کا مجھے بھی یقین ہے ۔ کیونکہ اُسکا لہجہ اور تلفظ ہی اُسکے بیان کی تصدیق کر رہا تھا ۔ مصنف ۔

علیحدہ کھڑے رہے۔ کیونکہ ہمارا رتبہ ہمکو اُس میں شریک ہونے سے مانع تھا۔ مگر اتنے ہی میں ایک خوش پوش
لڑکی نے اپنے باپ کے ساتھہ ہمارے پاس آکر ہم میں سے ہر ایک کو نفیس سگرٹوں کا ایک ایک پیکٹ اور چند کیک[1]
دیئے۔ ہمنے سلام کرکے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ جیک نے اُسکا ہاتھہ پکڑکر ایسی پرجوشی سے جو زیادہ از ضرورت اور حد مناسب سے
متجاوز تھی اُسے چوم لیا۔ مگر پیرانہ سال ترک اُسکے اس لڑکپن سے خفا ہونے کے بجائے اُلٹا ہنس پڑا جسکا
گویا مطلب تھا کہ "آخر لڑکے لڑکے ہی ہیں"۔ جیک کی اس کامیاب دلیری سے مجھے بھی جرأت ہوگئی۔ اور میں نے
بھی لڑکی کا ہاتھہ پکڑکر چوم لیا۔ لیکن جب ہماری تقلید میں ابراہیم بھی آگے بڑھا تو بوڑھا ترک لڑکی کو لیکر
چلدیا اور ابراہیم اپنا سا مُنھہ لیکر رہگیا۔ اور ہم نے اُسکی ناکامی پر خوب زور سے قہقہہ لگایا +

آٹھ بجے ٹرین سٹیشن پر پہنچ گئی۔ اُسدن اُس میں معمول سے بارہ گاڑیاں زیادہ تھیں۔ جنمیں سپاہی سوار تھے
اور دو انجن لگے ہوئے تھے۔ ٹرین کے کھڑے ہوتے ہی پلیٹ فارم پر ریل پیل شروع ہوگئی۔ کئی سپاہی گاڑیوں
میں سے باہر نکل آئے۔ میں ایک میجر کو پہچان کر اُسکے پاس گیا۔ اور اُسے خان کا پتہ دیا۔ اُسنے چند سپاہیوں کو
وہاں بھیجدیا۔ جو مالک سرا کی باقیماندہ روٹیاں لے آئے۔ اتنے میں ہماری بھی تین گاڑیاں ٹرین میں لگا دی گئیں
میں نے آدمیوں کو گنکر سوار کرادیا۔ اور پلیٹ فارم پر جو لوگ ہماری الوداع کے لئے کھڑے تھے۔ اُن سے صاحب
سلامت کرکے ہم روانہ ہوگئے۔ طوالت کے خوف سے میں مُلک کی دلچسپ سبزی اور خوبصورت فضا کا کوئی ذکر
نہیں کرتا۔ ہم بارہ گھنٹوں کے سفر کے بعد رات کے آٹھ بجے ایڈریانوپل پہنچے۔ سفر میں گو حادثہ کوئی نہ پیش آیا
مگر اُسکا عوض قلتِ جگہ کی تکلیف نے بخوبی لے لیا۔ میں سب سے پچھلی گاڑی میں تھا۔ جسکے ہچکولوں نے
میرے بند بند کو ہلا دیا۔ اور سواریوں کی کثرت سے ایک طرح بیٹھنے کو کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ سب اسطرح پھنسکر بیٹھے
ہوئے تھے کہ دم نکلا جاتا تھا۔ سارا دن ہمنے کسی جگہ باقاعدہ طور پر کھانا نہ کھایا۔ جو بسکٹ۔ کیک اور پانی ہمارے
پاس تھا۔ یا مختلف سٹیشنوں پر مخیر طبع لوگ ہمارے لئے جو کھانا لاتے رہے۔ اُنپر گذارہ کیا گیا۔ ایک سٹیشن پر جسکا
نام غالباً لولی برغاس تھا۔ ٹرین ایک گھنٹہ ٹھہری۔ مگر وہاں قہوہ اور دُودھ کے سوا اور کچھہ دستیاب نہ ہوسکا
وہاں سے ہمنے ایڈریانوپل کے فوجی گورنر کو نو سو سپاہیوں کے رات کے کھانے۔ ناشتہ اور رات کی شب باشی کا
انتظام کرنے کیلئے تار دیدی تھی + تار دیدیا تھا

بیلووا ٹرین کی روانگی کے لئے ہمکو ایڈریانوپل میں بارہ گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ سٹیشن پر ہمیں ایک کارپورل
آملا۔ جو کیچڑ دار اور نیم تاریک گلیوں میں سے جنکی روشنی کا انتظام عمدہ نہ تھا۔ ہمکو بارکوں میں لے گیا۔ وہاں

[1] میٹھی روٹی یا بسکٹ۔ انگریزی میں کیک ایک قسم کی مٹھائی کو بھی کہتے ہیں۔ جسمیں انڈے بھی پڑتے ہیں۔ شادی کے موقعہ کے لئے جو کیک بنایا جاتا ہے وہ بعض وقت کئی سیروں کا ہوتا ہے۔ اور مینارہ دری کی طرح نہایت استادی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مترجم

ہمارے لیئے سب انتظام درست کردیا گیا ہوا تھا۔ آتشدانوں میں آگ جل رہی تھی۔ کیونکہ شام کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی تھی۔ اور گرم کھانا تیار تھا۔ ہر ایک آدمی کو دو دو روٹیاں اور پلاؤ کی ایک ایک کابی دی گئی۔ اور دوسرے دن کے سفر کے لیئے سب کو بسکٹیں دیدیگئیں +

بارکیں پہلے ہی سے بھری ہوئی تھیں۔ وہاں ہمارے لیئے جا پانیوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کمانڈر کا ارادہ کھانا کھلا کر ہمکو شہر سے باہر کیمپ میں بھیجدینے کا تھا۔ مگر بارش کے شروع ہو جانے پر ہمکو بارکوں ہی میں رہنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور ہمارے نو سو آدمیوں نے برآمدوں۔ خوابگاہوں۔ اصطبلوں اور مکانات شاگرد پیشہ کے فرشوں پر جہاں کسی کے سینگ سمائے اپنے بڑے کوٹ لیکر بستر ے جمادیئے نیچے بچھانے کیلیئے ہر ایک کو اسٹور سے نہائت مضبوط نئے کمبل دیدیئے گئے۔ اور سپاہیوں کو کہدیا گیا کہ انکو اپنے پاس ہی رکھیں۔ ان کمبلوں نے ہمکو وِیڈن جاتے وقت راستہ میں بڑا کام دیا۔ مگر ساتھ ہی سپاہیوں کو انکے اٹھانے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ لپٹنے پڑتے تھے۔ کہ سپاہیوں کے بقچوں میں نہیں سما سکتے تھے۔ اکثر سپاہی کمبل کو تہ کرکے بڑے کوٹ کیطرح اوڑھ لیتے اور کمر پر اسی رسی سے باندھ دیتے۔

میرے ایکسو اسی آدمی ایک بڑے ہال میں جو بارکوں سے علیحدہ تھا اور خراب موسم میں وہاں قواعد کرائی جاتی تھی شب باش ہوئے۔ اُس میں ریت بچھی ہوئی تھی۔ جسپر سپاہیوں نے بستر ے لگا لیئے۔ میں نے حاضری لیکر انکو سونیکی اجازت دی۔ اور جب وہ بستروں پر لیٹ گئے۔ تو اُن کو سارجنٹ سیفی کی نگرانی میں چھوڑ کر چلا آیا +

کوچک چکمچی میں جو سات سو سپاہی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ وہ ایک میجر کے زیر کمان تھے۔ اور چونکہ میں اُسکے ماتحت نہیں تھا۔ (مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میری کمان بالکل علیحدہ اور خود مختارانہ ہوگی) اِس لیئے مجھے فی الحقیقت اُس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر اُسنے مجھے صلاح دی کہ اگر میں ہیلو والے باقیماندہ راستہ میں اُسکے زیر حکم ہو جاؤں تو ریل کے سفر اور کھانیکے انتظام میں بہت سہولت ہو جائیگی۔ میں نے اِس بارہ میں ہمسوار وزراء سے مشورہ کرکے میجر کی تجویز کو مان لیا +

آدمیوں کو سُلا کر میں۔ جیکب۔ میجر۔ اُسکے دو لفٹنٹ اور ایڈریانوپل کی فوج کا ایک افسر سٹیشن کو گئے۔ اور وہاں صبح کے سفر کے لیئے سترہ گاڑیوں کا انتظام کر آئے۔ سٹیشن سے آکر ہم گورنر کے پرائیویٹ مکان پر گئے۔ کیونکہ میجر کا ارادہ فرض تھا کہ اپنے پہنچنے کی گورنر کو خود حاضر ہو کر باضابطہ رپورٹ کریں۔ وہ اسوقت خوابگاہ میں چلا گیا ہوا تھا۔ اِسلیئے ہم اپنے نام ایک نوکر کو بتا کر واپس چلے آئے۔ مینہہ بڑے زور سے برس رہا تھا۔ اِس رات کی تاریکی نے مزہ اور کرکرا کر رکھا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ میں نے ایڈریانوپل کو بہت بے موقعہ دیکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے نہائت غلیظ۔ گندہ اور بے رونق شہر معلوم ہوا +

بارکوں میں واپس آنے پر ہمیں مِس روم (مسکوٹ کا کمرہ) میں جسے وہاں کے تمام افسر بالاشتراک استعمال

میں لانے تھے مدعو کیا گیا۔ وہاں ہم نے قہوہ اور چرٹ پیئے۔ اور ایک گھنٹہ دوستانہ بات چیت کرتے رہتے۔ ایڈریانوپل کے مہمان نواز افسر مجھ سے اور سیمور سے بالخصوص نہایت نوازش سے پیش آئے۔ تراب اور میجر بھی معہ اپنے ماتحت افسروں کے جو دو کپتان اور دس لفٹنٹ تھے ان مہربان میزبانوں کی خاطر و مدارات سے برابر مستفید ہوئے۔ کمرہ خوب گرم تھا۔ اور ماکولات اور مشروبات کی کوئی کمی نہ تھی۔ ایڈریانوپل کے سب فوجی ہم پر رشک کھاتے تھے کہ ہماری طرح انکو بھی کیوں نہیں میدان جنگ کے لیئے ویڈن جانیکا حکم ملا +

جبکہ ابراہیم میں اور میجر کے دستہ کے تین لفٹنٹ افسروں کی خوابگاہوں میں سے ایک میں سوئے۔ ہمارے لیئے وہاں میزبانوں نے دو چارپائیاں اور ایک پلنگ خالی کر دیا۔ ایڈریانوپل کی بارکیں سلیمیہ۔ داؤد پاشا اور یفوجیک طاش قشلہ کی بارکوں سے بھی عمارت۔ جسامت۔ انتظام۔ صفائی اور درستی میں کم درجہ کی نہیں واقفکاروں کا بیان ہے کہ گو قسطنطنیہ کی بارکیں نہایت ہی عمدہ ہیں اور انکا انتظام بہت خوب ہے۔ مگر صوبجات کی بارکیں اچھی نہیں۔

ہم آدھی رات کے بعد بستروں پر گئے اور ۲۹۔ مارچ کو علی الصبح ۶ بجے اٹھ بیٹھے۔ تمام عمارت میں اتنی سویرے ہی آدمیوں کی عجب چہل پہل تھی۔ کیونکہ اسوقت اس میں مقررہ تعداد سے تگنے لوگ موجود تھے۔ ناشتہ میں قہوہ اور روٹی دیگئی۔ اسکے بعد حاضری لی گئی۔ صراحیاں بھر لی گئیں۔ اور ہم اپنے عنایت فرما میزبانوں سے دلی تپاک سے رخصت ہو کر سٹیشن کیطرف چلدیئے۔ ابر کھل گیا ہوا تھا۔ اور آفتاب چمک رہا تھا۔ جس سے جلدی ہی موسم کی خنکی دور ہو گئی۔ بازاروں میں کیچڑ کی بھرمار تھی۔ لیکن دن ہونے کی وجہ سے رات والا انقباض نہیں پایا جاتا تھا۔ اور ہر ایک چیز سہاونی نظر آتی تھی۔ ایڈریانوپل کے بازار گو یورپین کو تنگ اور انکی عمارات اسے ناقص نظر آئینگی۔ تاہم انکی خوبصورتی اور گوناگونی میں کوئی کلام نہیں +

شہر میں یہ خبر عام مشہور ہو جانے سے کہ ہم سرحد پر جہاں غالباً عنقریب لڑائی شروع ہو جائیگی جا رہے ہیں۔ سٹیشن پر باشندوں کا ہجوم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ اور یہاں بھی ہمکو روٹی۔ کیک۔ مٹھائی۔ سنگترے۔ کھجور۔ تمباکو اور چرٹ کے تحائف دیئے گئے۔ اسی ٹرین پر چند بلغاری بھی جانیوالے تھے۔ انکو دیکھ کر ترک باشندوں کی آنکھوں میں خون اترا آتا تھا۔ انسے اسقدر حقارت و نفرت ظاہر کیگئی جیسے کہ کسی نہایت ہی موذی اور ناپاک جانور سے کیجاتی ہے۔ اسپرہ بلغاری باشندوں کی گزند سے بچنے کے لیئے سپاہیوں کی صفوں کے پیچھے پناہ گزین ہو گئے (اس نمکحرام و محسن کش قوم کے) افراد کو دیکھکر غیور و محب وطن سپاہیوں کے تیور بھی بدل رہے تھے۔ مگر انہوں نے میجر کے حکم کی تعمیل میں ان موذیوں کو پناہ دیدی۔ اور کسیکو ان کے قریب نہ جانے دیا۔ ٹرین پر پہلے دن اتنی بھیڑ نہ تھی کیونکہ سپاہیوں کیلیئے ہم نے ایک علاحدہ گاڑی لے لی تھی۔ اور سب افسر ایک اول درجہ کی گاڑی میں سوار ہو گئے تھے۔

میں نے اپنے دستہ میں سے بیس آدمی علیحدہ کر کے عارضی طور پر میجر کے ایک کارپورل کے ماتحت کر دیئے۔ ٹرین میں تیس گاڑیاں تھیں۔ وہ دو حصوں میں منقسم تھیں۔ اور ہر ایک حصہ کے آگے دو دو انجن تھے۔ ٹرین تقریباً دس بجے روانہ ہوئی۔ رعایا نے ہمکو بڑے جوش و خروش سے الوداع کہا۔

جس ملک[1] سے ہم گذرے اُسکی سبزی اور منظر نہایت ہی دلفریب تھا۔ ایڈریانوپل سے جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے۔ ملک زیادہ کوہستانی ہوتا گیا۔ مگر فلپ پولی سے دو تین سٹیشن ورے صاف میدانی علاقہ آیا جسکے افق میں پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں دکھائی دیتی تھیں۔ فلپ پولی میں ہم سات بجے پہنچے۔ راستہ میں ٹرین سٹیشنوں پر تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہری میجر نے یہاں تار بھیجدی تھی کہ فوج کے راتکے کھانیکا انتظام کر رکھا جائے اور دوسری تار شب باشی کے انتظام کے لیے بیلوو اکو بھیجدی تھی۔ چنانچہ ٹرین کے پہنچنے سے پہلے ہی فلپ پولی کے فوجی کمانڈر نے ہر ایک سپاہی کیلئے دو دو روٹیاں اور گرما گرم پلاؤ کی ایک ایک بڑی رکابی اینمل[2] ٹین کی اپنے سپاہیوں کی نگرانی میں گاڑیوں نمبر وار رکوں سے سٹیشن کو بھیجدی تھیں۔ سپاہیوں نے پلیٹ فارم۔ ویٹنگ روموں (مسافر خانوں) دفاتر اور متصلہ شیڈوں میں بیٹھکر کھانا کھایا۔ کھانے میں کسی طرح کی بے انتظامی یا بدمزگی۔ اور نہ کوئی دھکم دھکا یا ریلا پیلی ہوئی۔ کسی جگہ آدمی بے اندازہ نہ بھر گئے۔ نہ سپاہی کھانے پر بھوکوں کی طرح بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور نہ کسی نے حافظوں آبسی طمع اور بدحصیلی ظاہر کی۔ سٹیشن پر روشنی کا انتظام خوب نہ تھا۔ اسلیئے مزید روشنی کے لیئے مختلف مقامات پر الاؤ روشنی کر دیئے گئے تھے۔ الغرض یہ نظارہ نہایت ہی فرحت انگیز اور دلچسپ تھا۔ گو ابھی تک جنگ کا اعلان نہوا تھا۔ اور بظاہر کامل صلح تھی۔ تاہم مجھے لوگوں کا رنگ دیکھکر یقین نہ آتا تھا کہ صلح برابر قائم ہے۔ ہر ایک ترک اور تاتاری کے چہرہ پر "جنگ" کا خوفناک لفظ مجھے بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور جدھر نگاہ اوٹھا کر دیکھتا تھا۔ مجھے اُس ڈراونی بلا کے کل آثار اور علامتیں دکھائی دیتی تھیں۔ میں نے سٹیشن کے سوا فلپ پولی کا اور کچھ نہ دیکھا۔ اور وہ بھی ایسے وقت جبکہ تاریکی ساعت بساعت بڑھ رہی تھی۔ اسلیئے میں اس مشہور شہر کی کوئی کیفیت بیان کرنے سے معذور ہوں۔

اس جگہ بھی محب وطن اور پر جوش اہالی شہر ہمارے استقبال کیلئے جمع تھے جنہوں نے حسب معمول ہمکو خوراک اور تمباکو وغیرہ کے تحائف دیئے۔ مگر ایڈریانوپل کی طرح عیسائی مسافروں میں سے چند ٹرین سے نیچے اُتر آئے تھے اور

---

[1] قلیلی برغاس سے جو ایڈریانوپل سے دو سٹیشن ورے ہے بیلووا تک ریلوے لائن دریائے مریزا کے کنارے کنارے چلی گئی ہے اور تمام ملک فلپ پولی کے قرب جوار کے سوا جہاں وادی مریزا اسقدر عریض ہو گئی ہے کہ اسپر میدان کا گمان ہو جاتا ہے کوہستانی ہے۔ مصنف

[2] ان برتنوں کا اب ہندوستان میں بھی عام رواج ہو گیا ہے۔ یہ ٹین یا لوہے کے برتن ہوتے ہیں۔ جنکی دونوں طرف یا ایک طرف چینی کا مصالحہ لگا

ان بلغاریوں کے مجمع میں موجود تھے۔ یہاں بھی مسلمانوں نے لہو لہان آنکھوں سے دیکھا۔ لنتنے میں فلپ پولی کا افسر
ہماری ملاقات کو آگئے۔ وہ ہمارے لیئے سگرٹ ساتھ لائے۔ اور ایک لاؤ پر قہوہ تیار کرایا۔ سب اُسکے گرد چوکڑی مار کر
بیٹھ گئے اور نہایت خوشدلی اور کامل بیفکری سے ہنستے بولتے رہتے۔ اور اسطرح گویا ابھی کُل دُنیا میں امن تھا
اور کبھی ہماری لڑائی شروع نہ ہوئی تھی۔ میں نے کیمپ کی طرز معاشرت کا پہلا نمونہ دیکھا۔ رات پڑتے ہی ابر پھر
جمع ہو گئے۔ اور بارش کی پوری توقع ہو گئی +

ایک گھنٹے کے قیام کے بعد سفر پھر شروع ہو گیا۔ رات کی تاریکی سے ملک کا نظارہ دیکھنا محال تھا۔ مگر مجھے
اتنا معلوم ہو گیا کہ منزلِ مقصود کے قریب کا علاقہ نہایت ڈراونا اور غیر آباد ہے۔ راستہ میں قریبن دو جگہ تھوڑی
تھوڑی دیر ٹھہری۔ ایک قیام تاتار بازار جک میں ہوا۔ جو سن گذشتہ کی مہیب بغاوت کے جھگڑوں میں سے ایک تھا۔
ساڑھے دس بجے ہم بیلووا میں پہنچے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو دریا مریزا کے کنارے پر نہایت خوشنما جگہ میں واقع
ہے۔ اُسکی آبادی ایکہزار ہے۔ جنمیں تیسرا حصہ عیسائی ہیں۔ اسوقت یہ گریٹ بلقان لائین پر ایک گمنام سا دیہاتی
سٹیشن ہے۔ تب یہ انتہائی سٹیشن تہا۔ جس سے اُسکی قدر و منزلت بے انتہا بڑھ رہی تھی +

بیلووا کے تاریک اور ناقص العمارت سٹیشن پر پہنچکر میں نے اختلاف رائے کی وجہ سے میجر سے تعلق علیحدہ کر لیا۔
مگر ہم میں کسیطرح کی بے لطفی مطلقاً نہ ہوئی۔ میجر کیمپ کو جانا چاہتا تھا۔ جو سٹیشن سے نصف گھنٹہ کا راستہ تہا
مجھے اطلاع ملگئی تھی کہ سڑکیں نہایت ہی ناقص ہیں۔ آسمان پر نہایت ہی غلیظ ابر چھا رہا تھا۔ اور علاوہ بریں
مجھے یقین نہ تھا کہ کیمپ میں جہاں پہلے ہی اندازہ سے زیادہ فوج جمع ہو رہی ہے ہمیں ضرور رات کے لیئے با آسائش
جگہ مل سکے گی۔ چنانچہ میں نے ایک تازہ ترین دوست کی نصیحت پر کاربند ہو کر جو جرمن اور ریلوے انجنیر تھا۔ دن
چڑھے تک سٹیشن پر رہنے کا فیصلہ کیا۔ سٹیشن پر اور کچھ نہیں تو یہی آسایش تو مل سکتی تھی کہ چھت کے سایہ میں رات
بسر کریں۔ کیونکہ گاڑیوں۔ اوزاروں۔ گوداموں کے لیئے متعدد شیڈ موجود تھے۔ انکے علاوہ گاڑیوں میں بھی
رات کی سردی سے حفاظت مل سکتی تہی۔ اگر میں میجر کے ماتحت رہتا تو مجھے بہر حال اُسکے منشا کے مطابق چلنا
پڑتا۔ مگر چونکہ مجھے صریح طور پر کہا گیا تہا کہ بیلووا تک راستہ میں خواہ مجھے کتنے دستے ملیں میری کمان علیحدہ رہیگی۔
مجھے انقطاع تعلق کا پورا اختیار تھا۔ میں میجر اور اوسکے افسروں سے نہایت دوستانہ طور پر جدا ہوا۔ اور کچھ عرصہ
تک فوج کے کالموں کو طوفانی رات کی تاریکی میں مارچ کرتا ہوا دیکھتا رہا۔ چند ریلوے ملازم لال ٹین لیکر راستہ

لہ۔ آجکل اس لائین پر مسافر قسطنطنیہ سے بخط مستقیم صوفیا۔ نش اور بلگریڈ کے راستے وائینا جا سکتا ہے۔ اس راستہ میں
کسی جگہ ٹرین نہیں بدلنی پڑتی۔ اور ڈاک گاڑی درمیانی سٹیشنوں پر ٹھہرتی بھی بہت تھوڑا تھوڑا عرصہ ہے۔ مصنف +
سلہ۔ لائین کو صوفیا تک بڑھانے کا کام اُسوقت جاری تہا۔ مگر بیلووا میں میں نے واقعی کوئی کام ہوتا نہ دیکھا۔ مصنف۔

بتانے کے لیئے آگے آگے ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ جو آدھی رات کو موسلا دھار ہو گئی۔ مگر مجھے دوسرے دن معلوم ہو گیا۔ کہ گونیوں میں سپاہی اس کثرت سے بھرے ہوئے تھے کہ تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ تاہم میجر کا دستہ اس موسلا دھار بارش میں باہر رہنے سے بچ گیا تھا۔ جب طوفان شروع ہوا ہم سایہ کے نیچے تھے۔ حاضری لیکر میں نے سپاہیوں کو بستر در بستر جانیکا حکم دیا۔ جب وہ لیٹ گئے تو جیک۔ ابراہیم اور میں نے اکٹھے بیٹھکر کچھ بسکٹیں کھائیں۔ اور میں نے اور سیمور نے یہودی کی عطا کردہ شراب میں پانی ملا کر اُس کے چند جام پیئے۔ ابراھیم نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ہوا سخت زور کی چل رہی تھی۔ اور بارش کا یہ زور تھا کہ شیڈ کی چھت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ مگر ہم اکل و شرب سے فارغ ہو کر کمبل اور کوٹ اوڑھکر فرش پر لیٹ گئے اور فوراً گہری نیند سو گئے۔ سونے سے پہلے ابراہیم نے تجویز پیش کی کہ ہم اس اوّل درجہ کی گاڑی میں جس پر آئے تھے چل سوئیں۔ مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ٹرین سے کاٹکر کسیقدر فاصلہ کھڑی کر دی گئی ہے۔ اسپر میں نے اپنے آدمیوں کے قریب ہی رہکر سختی و نرمی میں اُنکے ساتھ شریک رہنے کو زیادہ مناسب خیال کیا۔ اور اسے پسند نہ کیا کہ وہ تو سخت تختوں پر سوئیں اور ہم نرم اور گدگدے گدیلوں پر لیٹیں۔ ہم نے اُٹھنے کیلیے سات بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ جب ہم (۳۰ مارچ) کی صبحکو بیدار ہوئے۔ تو سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور اُسکی روشنی میں قرب و جوار کا منظر کمال دلفریب دکھائی دے رہا تھا۔ ہوا ابھی تک تیز تھی آندھی برابر کئی دن تک ویسی ہی رہی۔ جس سے سڑکیں جلد خشک ہو گئیں۔ اسوقت سے لیکر ستمبر تک موسم تقریباً مسلسل خوشگوار اور عمدہ رہا۔

بیلووا کے اردگرد کی سبزی نہایت شاندار ہے۔ یہ گاؤں رہوڈوپ کے بھیانک کوہستانی سلسلہ کے شمالی دامن پر آباد ہے۔ ان پہاڑیوں میں سب سے بلند سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ بلند ہے۔ اور بیلووا سے جنوب مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیلووا کے شمال میں بلقان کے جنوبی دامن دریاے مرتزا کے کناروں سے بلند ہونے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی وہ میدان مرتزا کے اُس مغربی گوشہ پر آباد ہے۔ جہاں شمالی اور جنوبی کوہستانی سلسلے (بلقان و رہوڈوپ) زاویہ حادہ بناتے ہوئے ایکدوسرے سے ملتے ہیں۔

سلسلہ کوہ رہوڈوپ جسے ترک دوسپاد داغ پکارتے ہیں۔ اپنی سبزی اور منظر کی عظمت اور ہولناکی کے علاوہ اِن باتوں کے لیئے بھی مشہور ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ ڈاکوؤں اور راہزنوں کا ملجا و ماوا ہے یا ۱۸۷۸ء اور چند سالہائے مابعد میں تھا۔ دوم وہاں چند راہب خانے ایسے مشکل اور دشوار گذار مقامات پر بنے ہوئے ہیں کہ سڑکوں سے اُنکو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ عقابوں کے سوا اور کوئی مخلوق اُن تک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر اُن عمودی چٹانوں اور خطرناک چوٹیوں پر عقابوں کے دوش بدوش عیسائی راہب بھی برابر رہایش پذیر ہیں۔

ہم نے بسکٹوں اور پانی پر ناشتہ کیا۔ اور کوئی چیز دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اسکے بعد سمووا اور ترابگی یہ ہدایت دیکر کہ وہ سپاہیوں کو ایسا صاف وستھرا بنا رکھیں کہ برگیڈیر جنرل ملاحظہ سے خوش ہو جائے۔ انکو سپاہیوں کے پاس چھوڑ گیا۔ اور خود سڑک کیمپ کیطرف جو سٹیشن سے دو میل بجانب غرب گاؤں کے پاس تھا پیدل گیا۔ وہاں پہنچکر میں نے اپنی حاضری کی اطلاع برتو پاشا کو کرائی۔ کیمپ میں میرے آدمیوں کے ماسوا ایک ہزار سپاہی تھے۔ جنکا اکثر حصہ خیموں میں تھا۔ گوداموں کے لئے چند سیدھے سادے شیڈ گاڑیاں۔ اور گرانوزن توپونکی چار بیٹریاں بھی کیمپ میں تھیں۔ چرکسوں[۱] کے ایک دستہ کے سوا۔ جو مجھے نہایت ہی مکروہ اور بدشکل معلوم ہوئے سواروں کا کوئی دستہ نہ تھا۔ کئی نئے شیڈ بھی زیر تعمیر تھے۔ کیونکہ قرب جوار میں لکڑی بافراط ہے۔ اور اسوقت بیلووا میں مزدور بھی جنمیں سے اکثر ممالک غیر کے رہنے والے تھے بکثرت موجود تھے ؎

برگیڈیر نے مجھکو اپنا دستہ لیکر سٹیشن پر ہی ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی۔ تاکہ میں گودام وغیرہ کے ٹرینوں سے اتارنے اور مکانات میں انکو ذخیرہ کرنے میں مدد دوں۔ اور ان کاموں کی نگرانی بھی کروں۔ اُسی قسطنطنیہ سے ایکہزار مزید پیدل فوج اور فلپ پولی سے سامان کثیر کے پہنچنے کا انتظار تھا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ جب وہ پہنچ جائیں تو ہم صوفیا کو روانہ کر دیئے جائینگے۔ جہاں اور دستے ہم سے آملینگے ؎

یہ حکم سنکر میں اپنے آدمیوں کے پاس واپس گیا۔ اور انکو لیکر پھر کیمپ میں آیا۔ جہاں برگیڈیر نے انکا معائنہ کیا ہمکو حسب معمول پلاؤ اور روٹی کا راشن دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم سٹیشن کو چلے گئے۔ اور ہاتھ سے کھینچنے والی گاڑیاں۔ ایکہزار بسکٹ۔ صابن۔ بتیاں۔ دیا سلائیاں۔ تیل و نمک ساتھ لیتے گئے۔ میں نے دستہ کے لئے کھانا پکانیکا کام اُن آدمیوں کے سپرد کیا۔ جنہوں نے باورچی کے اہم کام سے واقف ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ بہرحال اُنہوں نے یہ کام قابل تعریف طریق سے انجام دیا ؎

برگیڈیر نے مجھے اطلاع دی کہ اوس نے مجھے اپنے دستہ کی کمان پر جو بیلووا پہنچنے پر ختم ہو گئی تھی بحال رکھا ہے۔

۱؎ ماوراء ترکی کے تمام سرکشین (چرکس) ورنہ کم از کم وہ لوگ جنکو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے پرانے آباد کار تھے۔ میں نے کوئی ایسا چرکس نہ دیکھا جو کاکس دکوہ قاف سے تازہ آیا ہوا ہو۔ جنگ کریمیا کے دوران میں اور اسکے بعد روسی علاقہ سے بیشمار چرکس ایشیائی اور یورپین ترکی میں چلے آئے تھے۔ سنہ ۱۸۵۰ء میں روس کے ماتحت ۵ لاکھ چرکس رعایا تھی جو سب کے سب عیسائی مذہب تھے سنہ ۱۸۸۰ء میں اسکے پاس صرف ایک لاکھ ۲ ہزار رہ گئے۔ تمام قبیلہ ترکی کو مہاجرت کر آیا تھا۔ اور مسلمان ہو گیا تھا یہ ہیں حمد لِ عیسائی مذہب و روسی حکومت کے نتائج۔ غالباً یہ چرکس ہی یورپین اخبارات کی اُس فرضی اور من گھڑت لفظ "باشی بزوق" کے اصل تھے جسکو میں نے ترکی میں کسی فرد بشر کی زبان سے نہیں سنا۔ مگر ان راستباز اخباروں نے انکو شیطان کا نمونہ ظاہر کر رکھا تھا۔ مصنف۔ اور اب تک باشی بزوقوں کے فرضی مکالمہ سے کالموں کے کالم سیاہ کر رہے ہیں۔ مترجم ؎

آب وہ ویڈن جاکر ختم ہوگی۔ ہمنے اوسکی اس نوازش کا شکریہ ادا کیا۔ ردیف فوج کے بیس سپاہی اور اُنکا کارپورل جو ہمسے چند روز پہلے سالونیکی سے پیدل آئے تھے۔ میرے دستہ میں ایزاد کردیئے گئے۔ جنسے میرے ماتحت دو سو سپاہی چار بِن کمیشنڈ افسر اور دو لفٹنٹ ہوگئے۔ اس جمعیت سے میرے پاس ایک "مارچ کمپنی" یعنی "عارضی کمپنی" ہوگئی +

بیلووا میں ہر ایک ضروری چیز کا کافی گودام موجود تھا۔ مگر اُن کے رکھنے کے لئے مکان ناقص اور ناکافی تھے۔ اس ضلع کے باشندوں کی بڑی خوراک بھیڑ کے دودھ کا پنیر ہے۔ جسے وہ قاش قوال کہتے ہیں۔ اُسکی بُو عرصہ سے مری ہوئی بلّی کی لاش کی بُو کے مشابہ ہوتی ہے۔ اور اُسکا ذائقہ موم بتی ایسا۔ بیلووا کے متصلہ جنگلات کے باشندوں کا بڑا کام اور پیشہ تو قزاقی ہے۔ اور اُس سے اُتر کر قاش قوال بنانا۔ یہ پنیر کوہستان کے دامنوں کے بعض مہمان نواز گڈریئے سپاہیوں میں اکثر تقسیم کیا کرتے تھے +

سٹیشن ماسٹر کی اجازت سے میں نے اتنے بڑے شیڈ پر جس میں میرے کل سپاہی بآرام رہ سکیں اور ایک نسبتاً چھوٹی عمارت پر جو گارڈیوں اور گودام کے لیئے تھے۔ تصرف کر لیا۔ نئے سامان کیلئے جسکا انتظار تھا ریلوے کارگزروں نے کئی نئے شیڈ بنانے شروع کردیئے ہوئے تھے ہم تینوں لفٹنٹوں نے موضع سم چینا کے ایک خالی مکان میں جو سٹیشن سے جنوب مغرب کی طرف نصف میل کے فاصلہ پر تھا بسیرا کیا۔ یہ مکان ایک بلغاری کا تھا۔ جس نے پچھلے سال (۱۸۷۶ء) موضع کے مسلمان باشندوں پر مسیحیانہ (یعنے وحشیانہ) حملہ کرکے تقرب جوار کے عیسائیوں میں خاص امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ اور پھر تھوڑے عرصہ بعد تنگ آئے ہوئے مسلمانوں نے اُسے اور اُسکی بیوی اور کنبہ کو ذبح کر ڈالا تھا +

سم چینا کے متواضع باشندوں نے ہمکو چارپائیاں۔ بسترے اور ضروری سامان عاریتاً دیدیا۔ اور ہم نے مکان مذکور کے کمرونکو خاصہ آرام دہ اور مکلف بنا لیا۔ سارا دن انہی انتظاموں میں خرچ ہوا۔ رات کے کھانے میں سپاہیونکو بسکٹیں اور فی کس پاؤ بھر دودھ دیا گیا جو سم چینا سے خرید کیا گیا تھا۔ سٹیشن کے قریب قدرتی چشمے بکثرت موجود تھے۔ جنکا پانی بہت اچھا تھا۔ میں نے رات کے نو بجے سارجنٹ سیفی اور بارہ ردیف سپاہیوں کو ٹرین کے پہنچنے پر اسباب اُتارنے میں مدد دینے کیلئے علیحدہ کرکے باقی سپاہیونکو سونے کا حکم دیدیا۔ ٹرین پر صرف ایک دستہ آیا۔ اُسمیں ایک لفٹنٹ کے ماتحت پچاس سپاہی تھے۔ مگر سامان اور گودام بہت تھا۔ جو سٹیشن میں اُسکے قریب کے مکان میں رکھوا دیا گیا۔ نو وارد سپاہی ایک شیڈ میں اور لفٹنٹ ہمارے مکان میں سویا۔ گاؤں کے ایک رئیس نے ہم چاروں افسروں کیلئے قہوہ۔ تمباکو پینے کے پائپ اور تمباکو بھیجدیا۔ ادہر جیک نے ایک خوبصورت

۵۷۔ سکیپ یا مارچ کمپنی یا بٹالین ایسی کمپنی یا پلٹن کو کہتے ہیں۔ جو تھوڑی میعاد یعنے رفع الوقتی کے واسطے مختلف قسم کے سپاہیوں کو

بلغاری (عیسائی) لڑکی کو روپیہ پیسہ کی نسبت زیادہ تر بوسوں کی رشوت دیکر بناؤ سنگار پر تیار کر لیا۔ مگر یہہ اُسکی زبان سے اور وہ اِسکی زبان سے ناواقف تھی۔ اُنہوں نے فوراً بات چیت کیلئے حسب مطلب رمز و کنایہ اور ہاتھوں کے اشارے وضع کر لئے۔ جنکو دیکھکر مردہ بھی مسکرا پڑتا۔

دوسرے دن (۳۱ مارچ) کمپ میں محمد حسین بک نام ایک کرنیل نے مجھکو سفر کی تیاریوں کے متعلق مفصل ہدایات دیں۔ جس سفر نے کئی ہفتوں میں طے ہونا ہو۔ وہ بچوں کا کھیل نہیں ہوتا اور اُسکے لیئے باقاعدہ اور مکمل تیاریاں کرنا نہایت ضروری ہے۔ سب سے اوّل پرتو پاشا کے سٹاف کے ایک سرجن نے چند سول ڈاکٹروں کے ساتھ ملکر جو فلپ پولی سے آئے ہوئے تھے سپاہیوں کا طبی معاینہ کیا۔ سالونیکا کے ردیفی سپاہیوں میں سے چار کے پاؤں میں آبلے اور ورم پایا گیا۔ اِسپر اِنکو پیچھے رہنے کا حکم دیا گیا۔ یہ امر اُن کو سخت ناگوار گذرا۔ میں نے اُنکے لیئے ہلکے کام تجویز کر دیئے۔ چربی کی مرہم تیار کی اور اُن کے لئے باشندگان قصبہ سے سلیپر (نرم چمڑے کی جوتیاں) مستعار لیں۔ کہ بوٹ کی جگہ اُنکو پہنیں۔ اِن تدابیر سے دو سپاہی صحت یاب ہوگئے اور وہ آخر کوچ میں ہمارے ساتھ شریک ہوگئے۔ باقی دو اُن پچاس سپاہیوں اور دو کارپورلوں کے ساتھ رہے جو کل کمپ میں کسی نہ کسی بیماری سے کسی قدر مریض تھے۔ یہ کل ایک لفٹنٹ کے ماتحت ہو گئے اور اُنکا نام "کمزوروں کی کمپنی" رکھا گیا۔ اُن کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ فوج کی روانگی کے بعد خالی کمپ میں رہیں اور ریل والوں کو اُس سامان کے اُتارنے میں جسکا انتظار تھا مدد دیں۔

دوم۔ میں نے سیمور۔ ابراہیم اور سارجنٹ سیفی کی امداد سے سپاہیوں کے بوٹوں اور جرابوں کا معاینہ کیا۔ مجھے بوٹوں کے حسن و قبح کا کوئی علم نہ تھا۔ صرف یہی جانتا تھا کہ وہ کس طرح پہنے جاتے ہیں۔ مگر دنیا میں کتابی تعلیم و تربیت کی نسبت ضرورت بہتر اتالیق ہے۔ اکثر سپاہیوں کو حال ہی میں وردی اور پوشاک ملی تھی۔ اسلیئے مجھے صرف ۱۲ بارہ بوٹ ردی کرنے پڑے۔ اُنکی جگہ سپاہیوں کو گودام سے نئے بوٹ مل گئے جنکی کثیر مقدار فلپ پولی سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر کمپ میں موصول ہو چکی تھی۔ بوٹ بالعموم عمدہ قسم کے نہ تھے۔

سوم۔ سب سے آخر کوٹوں کا ملاحظہ کیا گیا۔ اِس معاملہ میں مجھے سالونیکی کے ردیفی سپاہیوں سے سختی کرنی پڑی۔ اُنہوں نے کوچ میں اُنکو بُری طرح استعمال کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں نکما کر دیا تھا۔ میں نے اُنکو نئے کوٹ دلا دیئے۔ اُنہوں نے دراصل صوفیا [1] جانا تھا۔ مگر ہدایات کا مدعا غلط سمجھکر بیلوواآ گئے تھے۔

[1] ترکی سپاہیوں کی نیک چلنی اور خوش اطواری کا اِس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ بیلوواکی کل فوج میں ایک سپاہی بھی سوزاک یا ایسی قسم مرض سے بیمار نہ تھا۔ یہ امر مجھے فلپ پولی کے ڈاکٹروں میں سے ایک کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ مصنف

چہارم۔ ہر ایک سپاہی کو دو جوڑے اونی جرابوں کے۔ ایک بڑا سوتی رومال۔ ایک تولیہ لیا۔ اور ایک دبیز گردن پوش دیا گیا۔ کیونکہ راتیں ابھی خنک تھیں۔ اور بلقان در ہوڈوپ کی چوٹیوں پر برف موجود تھی۔ ہتیاربان کئی دن میں ختم ہوئیں۔ ان کے علاوہ معمولی کام حسب معمول ہوتے رہتے۔ ہم گوداموں کی محافظت پر سنتریوں کو چھوڑ کر ہر صبح گاڑیاں لیکر کیمپ میں جاتے۔ وہاں سے ایک دن کا راشن لیکر واپس آتے اور خود کھانا پکوا کر کھاتے۔ دن میں دو دفعہ مریزا کی ایک شاخ میں منہ ہاتھ دھوتے کبھی کبھی خود مریزا میں جا کر جو ایک میل کے فاصلہ پر تھا غسل کرتے۔ کپڑوں کو باری باری دھوتے اور رات کے وقت ہم میں سے ایک جماعت ٹرین سے اسباب اتارنے میں مدد دیتی۔ گودام اور فوجیں ہر روز چلی آ رہی تھیں۔ فوج کی تفصیل یہ تھی۔ فوج پیدل۔ سبک توپوں کی ایک اسپی باتری۔ ایک معمولی باتری۔ باقاعدہ سواروں کا ایک سکوئیڈرن۔ اور کاریگروں (صناع و انجنیروں) کا ایک دستہ۔ سپیشل ٹرینوں پر کئی سو بارکش گھوڑے آئے۔ جنکو بندھوانا اور بحفاظت رکھوانا تکلیف دہ کام تھا۔ لوکل سپیشل ٹرینوں پر تاتار بازارجک سے گوشت۔ غلہ۔ ترکاریاں اور چارہ آتا رہا۔ چھکڑوں اور گاڑیوں پر بھی ملحقہ دیہات سے ہر ساعت چارہ پہنچتا رہا۔ سب سے بڑی تکلیف بھیڑوں کے ریوڑ اور بیلوں کے گلوں سے ہوتی تھی۔ جو ہماری خوراک کیلئے آتے تھے۔ ان کا سنبھالنا بہت مشکل تھا۔ اور ان سے بڑی کھلبلی پڑتی تھی۔ ملکی گاڑیاں کھیتوں اور دیہات سے لیجاتی تھیں۔ اور جتنا ان سے کام لیا جاتا تھا مالک کو اسکی تحریری سند دیجاتی۔ گھوڑوں کی نعلوں کے صندوق ایڈریانوپل سے اور قسطنطنیہ سے چھوٹے اسلحہ (رائفل پستول وغیرہ) کے بکس اور نیز دو آہنی صندوق خزانہ کے ایک افسر اور دو سپاہیوں کی حفاظت میں آئے۔ خزانہ کے پہنچنے پر پرتو پاشا کے یاور نے پہلے تیس پونڈوں کے خرچ کا حساب لیکر مجھے پانچ پونڈ اور دیئے۔ گولی بارود کے سامان بڑے تکلیف دہ تھے۔ انکو خاص احتیاط سے ذخیرہ میں رکھنا پڑتا تھا۔ اور مزید سنتری انکی حفاظت پر لگانے پڑتے تھے۔ ادویات اور مرکبات فلپ پولی سے آئے۔ میر لوا کے حکم سے ایک سول ڈاکٹر نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک مرکب دوائی کھانے کو دی۔ جس سے تندرست بیمار اور بیمار قریب المرگ ہو گئے۔ اسپر میں نے اپنی تجویز سے دوائیں بنانی شروع کیں اور بتدریج سپاہیوں کو میرے علاج پر اعتبار ہو گیا۔ ادویات میں جرمن ریلوے انجنیر کے ذاتی گودام سے لے لیتا اور نسخے ایک چھوٹی سی کتاب سے دیکھکر جو اسنے مجھے دی تھی بناتا تھا۔

مصروفیت اسقدر تھی کہ مجھے گھر خط لکھنے کی بھی فرصت نہ ملتی۔ میں نے آخری خط امتحان سے بعد مکتب حربی سے لکھا تھا۔ بریگیڈیر مجھے دیرات ہر وقت احکام۔ یادداشتیں۔ اور طلبی کے پروانے بھیجتا رہتا۔ چنانچہ ایکدن مجھے ۶ دفعہ کیمپ آنا جانا پڑا۔ مگر مجھے یہ بڑی خوشی تھی کہ وہ اور دیگر افسر میرے کام سے جو میں سٹیشن پر کرتا تھا نہایت خوش تھے۔ اور گو مجھے بریگیڈیر کیطرف سے کوئی خاص عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ تاہم میں سٹیشن

کے کیمپ کا ایک طرح سے نیم سرکاری طور پر کمانڈر سمجھا جاتا تھا ٭

تھوڑے ہی دنوں میں ہمارا یہ کیمپ از سرتاپا بھر گیا اور آدمیوں کی کثرت سے آسائش نہ رہی۔ سپاہی ویٹنگ روم دفتر۔ گاڑیوں اور سگنل کی چوبی جھونپڑی میں اور پلیٹ فارم پر سوتے۔ الغرض سٹیشن کی کوئی جگہ نہ تھی جو استعمال میں نہ لائی گئی۔ اور خود ہمارے مکان میں ہم سے علاوہ بارہ اور افسر مقیم تھے۔ بلغاری لڑکی کو بھی بہت کام دینا پڑتا تھا اور اگر بوسے اور تعریفی کلمات روپیہ کا کام دے سکتے ہوں۔ تو بیشک اُسے اپنی خدمات کا پورا معاوضہ مل رہا تھا۔ بہر حال روانگی کے وقت میں نے چندہ کر کے اُسکے لئے ایک پونڈ جمع کر لیا اور اُسکو دیدیا ٭

جہانتک میری یادداشت کام کر سکتی ہے۔ اور متفرق یادداشتیں مدد دے سکتی ہیں۔ میرے خیال میں ۳۔ اپریل کی دوپہر کو ہمیں حکم ملا کہ دوسرے دن کوچ شروع ہوگا۔ اور وہ سارا دن ہم رات تک چھکڑوں میں گودام اور اسباب بھرتے رہے۔

فوج کی تعداد حسب ذیل تھی:۔ تین ہزار فوج پیدل۔ وزنی توپوں کی دو باتریاں (جنہوں نے صرف صوفیا تک جانا تھا) ایک معمولی اور ایک ہلکی ایسی باتری جنکے ساتھ توپوں کے گولہ بارود کی بارہ گاڑیاں تھیں۔ ایک رسالہ باقاعدہ سواروں کا اور پچاس چرکس بیقاعدہ سوار۔ فوج کے ساتھ پانسو ہلکی گاڑیاں جن کے آگے زیادہ تر بیل جُتے ہوئے تھے۔ ایکسو مویشی اور چار سو بارکش گھوڑے تھے۔ اُنمیں سے دوسو پر گولہ بارود اور باقیماندہ پر اشیاء خوردنی بار تھیں۔ میری کمپنی کے ساتھ بسکٹوں وغیرہ کیلئے چار بارکش گھوڑے۔ اور کھانا پکانے کے برتنوں۔ افسروں کے اسباب۔ زائد کمبلوں اور زمین کھودنے کے اوزاروں کے لئے ایک گاڑی تھی۔ ہمارے پاس کوئی خیمے نہ تھے ٭

انفنٹری (پیدل فوج) دو مارچ (عارضی) رجمنٹوں میں منقسم تھی۔ ہر ایک رجمنٹ میں تین مارچ پلٹنیں اور ہر پلٹن میں تین سے پانچ تک مارچ کمپنیاں تھیں۔ کمپنیوں کی جمعیت مختلف تھی۔ کسی میں پچاس کسی میں دوسو اور کسی میں ان تعداد کے درمیان سپاہی تھے۔ اکثر کمپنیاں لفٹنٹوں کے زیر کمان تھیں۔ یہ ترکیب عارضی تھی اور ویڈن میں جا کر توڑ دی گئی تھی۔ پرتو پاشا[1] اس کالم کے کمانڈر تھے ٭

۴۔ اپریل کو علی الصبح کوچ شروع ہوگیا۔ موسم خوشگوار اور مطلع نہایت صاف تھا۔ باوجودیکہ کوچ ایسی سویرے شروع ہوا۔ ہمچینا اور بیلووا کی تمام ترکی آبادی اور صغیر و کبیر ہمکو خدا حافظ و ناصر کہنے کیلئے کیمپ میں جمع ہوگئے تھے۔ سب سے آگے کیولری (سوار) تھے۔ اُنسے بعد انفنٹری کی ایک رجمنٹ۔ پھر آرٹلری

---

[1] اس افسر کا نام مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ اتنا خیال پڑتا ہے کہ وہ فرانسیسی لفظ "پاردن" کے ہم آواز تھا۔ سیمور نے اُسکا نام پیرٹ (طوطا) پاشا رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بہت جلد جلد باتیں کرتا تھا۔ مصنف۔

(توپخانہ) اور اُسکے گولہ بارود کی گاڑیاں۔ اور سب سے آخر انفنٹری کی دوسری رجمنٹ تھی۔ گھوڑے اور مویشی ہانکنے والے (دوراہی) ترکی دہقان تہے۔ وہ عیسائی ہانکنے والوں کے برخلاف بے زبان جانوروں سے نہایت مہربانی سے پیش آتے تہے۔ دراہیوں میں سے دو کی نسبت مشہور تھا۔ کہ وہ رہوڈوپ کے مشہور ڈاکو ہیں۔ اُنکے چہروں سے بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا۔ مگر بظاہر اُنہوں نے بڑے مسکینوں اور شریفوں کی ایسی وضع بنائی ہوئی تھی۔ چرکس کالم کا مقدمۃ الجیش یا ہراول تھے رہبری راستہ کو صاف کرنا۔ اور کھانا پکانے و قیام کرنے کے مقام تجویز کرنا اُنکے سپرد تھا +

اِس سفر کی منزلوں کے تفصیلی حالات نہ تو مجھے یاد ہیں اور نہ اُن کے متعلق کوئی یادداشت بچی۔ بیلو واسے صوفیا سڑک کے راستہ ۶۵ میل اور بخط مستقیم پچاس میل ہے۔ ہمنے یہ مسافت چھہ دنوں میں طے کی۔ یعنے بالاوسط ۱۱ میل روز سفر کیا۔ جو چنداں محنت طلب کام نہیں۔ مگر اِسکے ساتہہ ہی ان امور کا خیال کرلینا بھی ضروری ہے کہ ہمکو کوہستانی علاقہ میں[۱] سے گذرنا پڑا تھا۔ ٹرکی کی سڑکیں دُنیا کو معلوم ہے کہ نہایت خراب ہیں۔ ہمارے بیلووا پہنچنے کے دن تک برابر بارش ہوتی رہی تھی۔ اور کہ ہمارے ساتہہ توپخانہ۔ چھکڑے اور مویشی بھی تھے۔ بعض اوقات راستہ کے نشیب و فراز اور ناہمواری کی وجہ سے ہم فی گھنٹہ ایک میل سے زیادہ طے نہیں کرسکتے تھے۔ اِس سڑک پر بنیا اور سماکو دو مشہور مقام ہیں۔ دونوں کی آبادی پانچ پانچ ہزار سے کم ہے۔ کیونکہ اِس ضلع کی آبادی بہت تھوڑی ہے۔ پیدل فوج سماکو میں سے نہ گذری۔ وہ اُس سے ورے سڑک کو چھوڑکر ایک پگڈنڈی کے راستہ پھر سڑک پر جا چڑہی۔ کُل علاقہ اور بالخصوص پہلی منزل کی سبزی نہایت دلکش ہے۔ اس منزل میں سڑک سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے شاندار جنگلات کے کنارہ کنارہ اور کہیں کہیں اُنکے بیچ میں سے گذرتی ہے۔ موسم صاف تھا۔ مگر رات کو سردی ہوتی تھی۔ کُل سفر میں بارش کوئی نہ ہوئی۔ ہم رات کو الاؤ روشن کرکے جنکو گاڑیوں کے محافظ سنتری ساری رات جلتا رکھتے تہے کھُلے میدان میں کمبلوں اور گران کوٹوں میں لپٹ کر ایکدوسرے کے ساتہہ گھسڑے ہوئے سوتے تھے بقچے ہمارے سرہانے ہوتے۔ تاروں بھرا آسمان ہماری چھت ہوتا۔ اور اس حیثیت میں ہم تھکے ماندوں جوانوں اور صاف دل اور عادلوں کی سی نیند سوتے یعنے ہم سب اور ہم میں سے ہر ایک نہایت میٹھی نیند سوتا۔

میرے سپاہیوں میں تین یا چار کے پاؤں زخمی ہوگئے۔ جنکو گاڑیوں پر سوار کرادیا گیا۔ مگر ایک ایسا کمزور ہوگیا کہ اُسے مقام بنیا میں پیچھے چھوڑنا پڑا۔ تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ جہاں سڑک نرم اور مرطوب ہو وہاں پر برہنہ

---

[۱] مسٹر ہربرٹ نے جو دقتیں بالخصوص اوّل و آخر بیان کی ہیں۔ اُنکو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے۔ اُن کی اہمیت ناظرین کو اِس سے معلوم ہوجائیگی۔ کہ پہاڑی راستہ کی دشواری اور بارکش مویشی کی سست رفتاری کی وجہ سے دسمبر ۱۸۹۷ء کے محاربہ تیراہ میں جنرل لوکھارٹ صاحب کی فوج تیراہ کے مقام باغ سے دتوئی کے راستہ وادی بازار اور جمرود کو واپس آتے وقت پہلی منزل کو جو صرف ۱½ ۶ میل ہی تھی بمشکل تمام ۷ ، ۵ گھنٹوں میں طے کرسکی تھی۔ مترجم + اسیطرح محاربہ ٹرانسوال میں جنرل بُلر کے قلب نے شویلی سے تولگیلا تک بیس میل کا فاصلہ جنوری ۱۹۰۰ء کے تیسرے ہفتہ میں چھہ دنوں میں طے کیا۔

پاؤں چلنے اور رات کو۔ اور نیز کوچ سے پہلے پاؤں پر بھیڑ کی کچی چربی ملنے سے وہ زخمی ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔
ایسی ایسی ترکیبیں ہمکو سارجنٹ سیفی بتاتا رہتا تھا۔ میں اس امر کا بہت خیال رکھتا تھا کہ اول تو جتنی دفعہ
نالے ہمارے راستہ میں آئیں ورنہ کم از کم دو دفعہ تو ضرور ہر سپاہی اپنے پاؤنکو دھو لیا کریں۔ ہر کمپنی کے افسر کو
اپنی ماتحت فوج کے متعلق تقریباً پوری آزادی تھی کہ انکی آسائش کے لئے جو انتظام مناسب سمجھے کرے۔ ویڈن
پہنچنے پر کالم کی کل کمپنیوں میں میری کمپنی میں کم بیمار پائے گئے میرے دستہ میں بیماروں اور زخمی پاؤں والونکی
اوسط چار فیصدی تھی۔ حالانکہ بعض میں وہ ۱۰ فیصدی تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس سے میں یہ تجربہ کرنے کا مستحق
ہوں کہ میں نے اپنے ماتحتوں کی آسائش کا ...... اچھا خیال رکھا کالم کوچ کے وقت اسقدر لمبا رکھا
جاتا تھا کہ اس موقعہ پر بالا دست افسروں سے ہدایت حاصل کرنا ناممکن ہوتا تھا اسلئے جو وقت پیش آئے
اسکا اکثر مجھے خود ہی فیصلہ کر کے اپنی رائے کے مطابق عملدرآمد کرنا پڑتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطنیہ سے
تو میں محض ایک لڑکا روانہ ہوا تھا۔ مگر ویڈن میں پورا تجربہ کار مرد بنکر داخل ہوا۔ جسکو اپنی رائے اور قوت
فیصلہ پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اس موقعہ پر یہ نہ جتانا کہ سارجنٹ سیفی سے مجھے نہایت قیمتی مدد ملتی رہی
اور وہ مجھے مفید صلاح و مشورہ دیتا رہا سخت ناشکری ہوگی۔ لفٹنٹ سیمور، ابراہیم اور سالونیکی کے ردیف دستہ
کے کارپورل سے بھی میں اکثر مشورہ کرتا۔ جس سے مجھے بہت مدد ملتی رہی۔ کالم شروع سے لیکر آخر تک پانچ میل
لمبا ہوتا تھا +

فلپ پولی کے ڈاکٹر بیلو واسے واپس چلے گئے تھے اور فوج میں صرف فوجی سرجن اکیلا رہ گیا تھا۔ کالم
جب کوچ پر ہوتا۔ تو وہ زین سوار اسکے آگے پیچھے سپاہیونکو دیکھنے کے لئے گشت کرتا رہتا۔ قابلیت اس بیچارہ کی
محدود سی تھی۔ جس کمی کو وہ مستعدی اور سچی ہمدردی سے بہت کچھ پورا کر دیتا تھا۔ چونکہ ضرورت کیوقت وہ
فوراً موجود نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے مجھے بالعموم اپنی کمپنی کے طبی مشیر کا کام بھی دینا پڑتا تھا۔ میں یہ ہرگز
نہیں ہونے دیتا تھا کہ جو سپاہی تھک جائے اسے پیچھے چھوڑ دوں کہ ذرا ستا کر یا آہستہ آہستہ چلکر مقام
پر آملے۔ جونہی کسی سپاہی میں تکان کی علامت نمودار ہوتی۔ تو اس سے اسکی رائفل اور گٹھری لے لیجاتی۔
اور اسکی پیٹی کھلوا دیجاتی۔ اگر اس سے بھی اسکی طبیعت بحال نہ ہوتی تو اسے ایک دو گھنٹوں کے لئے
گاڑی پر بٹھلا دیا جاتا۔ جسکے ہچکولوں سے اسکی تمام کسل و ماندگی دور ہو جاتی۔ بسا اوقات میں درماندہ
سپاہی کو برانڈی کے ایک دو قطرے پانی میں پلا دیتا۔ جسکی کچھ مقدار سیفی۔ سیمور۔ اور میں نے بنیا کے ایک یہودی
سے نہایت ہی مہنگے داموں خرید کی تھی۔ میں سپاہی کو یہ نہیں بتاتا تھا۔ کہ یہ برانڈی ہے۔ بلکہ یہ کہدیا کرتا
تھا کہ میں اپنے وطن میں حکیم تھا۔ اور زیادہ تر اسی دوائی سے کام لیتا تھا +

ہمکو دنمیں تین دفعہ کھانا ملتا تھا ناشتہ میں قہوہ اور بسکٹ۔ ڈنر دوپہر کے کھانے) میں گرم گوشت سپر (رات کے کھانے) میں سرد گوشت و بسکٹ۔ جب کبھی ہم کسی قصبہ یا گاؤں سے گذرتے تو دودھ روٹی یا ایسی دیگر اشیاء خوردنی جو وہاں کے باشندوں کے پاس فروخت کیلئے موجود ہوتیں خرید لیتے۔ اب مجھے ہر چیز کیلئے نقد قیمت دینی پڑتی تھی۔ کیونکہ میری رسیدوں پر (جو بمنزلہ ہنڈی یا رقعہ کے ہوتی ہیں) انکی عثمانیہ گورنمنٹ پر ہونے کی وجہ سے اعتبار[1] نہیں کیا جاتا تھا۔ صوفیا پہنچنے تک پانچ پونڈ خرچ ہو گئے اور وہاں میں نے پرتو پاشا کے ایجوٹنٹ سے اور پانچ پونڈ لے لئے۔ یہودی ہر جگہ اپنی اجناس بڑی خوشی سے ہمارے پاس فروخت کرتے تھے۔ مگر بلامبالغہ جس یہودی سے ہم نے کوئی چیز خریدی اُسنے ہمارے لوٹنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ترک باشندے روٹی اور تمباکو ہمکو مفت دیتے رہے۔ مگر جوں جوں ہم شمال میں بڑھتے گئے عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہوتی گئی۔ جن سے غضب آلود نگاہوں اور لعنتوں کے سوا (جو ضرور وہ ہمکو دل میں دیتے ہونگے) اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اُسوقت اپنے اصلی رنگ میں بھی نہ تھے۔ یا اُن کے مُنہہ پھولے ہوئے پائے جاتے۔ یا پچھلے سال کی کرتوتوں کے کیفر کردار سے ڈر کر نہائیت خوشامدانہ اور ذلیل کمینہ پن کے انداز میں تعصب اور قومی کدورت و نفرت زور و پر تھی۔ اب یہ کیفیت نہیں رہی۔ پرنس الگزنڈر نے ملک بلگیریا میں صلح کُل۔ ہمدردِ رعایا اور مستقل مزاج و ثابت قدم حکومت قائم کر دی تھی۔ اور اُسکا جانشین پرنس فرڈنینڈ بھی اُسکے قدم بقدم چل رہا ہے۔ متفقہ بلگیریا کے اشد ترین اور جانی دشمن ترک نہیں بلکہ روسی تھے (جو ۱۸۸۵ء میں صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جانے اور دونوں متفقہ صوبوں کے فرمانروا پرنس الگزنڈر کے روسی اقتدار اور غلامی سے باہر نکل جانے پر کپڑوں سے باہر اور بلگیریا کے جانی دشمن ہو گئے تھے) اور خوشی کا مقام ہے کہ اُن کی حکومت (جو جنگ روم و روس کے بعد بلگیریا پر چند برس تک قائم رہی تھی) ختم ہو گئی ہے +

سڑکیں بالعموم ناقص۔ بسا اوقات نہائیت ہی خراب اور اکثر جگہ ایسی تنگ تھیں کہ دو گاڑیاں ایکدوسرے کے پاس سے نہیں گذر سکتی تھیں۔ بعض بعض جگہ تھوڑے تھوڑے ٹکڑے نہائیت ہی عمدہ اور فراخ آجاتے۔ جنکو مدحت پاشا[2] نے تیار کرایا تھا۔ جب ایسے مقام آجاتے تو فوج ایک آدھ میل ایسے آرام سے راستہ طے کرتی کہ گویا وہ انگلستان کے کسی زرخیز صوبہ کی سڑک پر گذر رہی ہے۔ مگر وہ ٹکڑے جلد ختم ہو جاتے اور فوج کو سلطنت عثمانیہ کی کاہلی اور افلاس کے نتائج کے نمونوں سے پھر سابقہ پڑ جاتا۔ بھاری توپوں سے راستہ میں بہت تکلیف

---

[1] مسٹر ہربرٹ نے بے اعتباری کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ میرا خیال ہے چونکہ اب فوج ایسے علاقہ میں سے گذر رہی تھی جہاں کی آبادی زیادہ تر مسیحی المذہب۔ اور بلغاری قوم سے تھی جو محسن کش نمکحرام جماعت کُل سابقہ عنایات کو فراموش کر کے ترکوں کی جانی دشمن ہو رہی تھی۔ اسلئے وہ کب ترکی فوجکو ادھار کوئی چیز دینی گوارا کر سکتی تھی + مترجم۔

[2] مدحت پاشا ۱۹ دسمبر ۱۸۷۶ء کو وزیر اعظم ہو گیا تھا۔ میں ابھی قسطنطنیہ ہی تھا کہ ۵ فروری ۱۸۷۷ء کو معزول و متہم بنمکحرامی و غداری ہو کے جرم میں اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا۔ بعد میں اُسکا قصور معاف کر کے اُسے جلاوطن کر دیا گیا۔ اور وہ انگلستان کو

پہنچی اور اکثر جگہ جہانکہ اکیلے گھوڑے اُنکو نہ کھینچ سکتے تھے۔ ہمکو بھی توپوں اور اُنکی بارودی گاڑیوں کے دھکیلنے میں ہاتھ بٹانا پڑتا۔ بعد ازاں میں نے بلقان میں کئی دفعہ سو سو آدمیونکو ایک ایک توپ کھینچتے ہوئے دیکھا +

ہم افسرونکو۔ اوسوقت اور نہ بعد میں ہی کُل محاربہ کے دوران میں کوئی نقشے دیئے گئے۔ میری طرح بعض کے پاس اپنے نقشے موجود تھے۔ جو بالعموم آسٹریا یا جرمنی کے بنے ہوئے تھے۔ مَیں نے ترکی میں کوئی نقشہ نہ دیکھا غالباً اس زبان میں کوئی نقشہ موجود ہی نہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمام کمانڈروں اور افسران سٹاف کو ممالک غیر کے بنے ہوئے نقشے بہم پہنچا دئے گئے تھے +

سپاہیوں کے حوصلے بڑھے ہوئے اور اُنکی طبیعتیں ہشاش بشاش تھیں۔ فوجی نظام و ضابطہ عمدہ تھا بیلو وا سے لیکر ویڈن تک کُل سفر میں مجھے دس یا بارہ دفعہ سے زیادہ زبانی فہمائش نہ کرنی پڑی اعلےٰ افسروں کے پاس باضابطہ شکایت کرنے کی ایک دفعہ بھی ضرورت نہ پڑی۔ کوئی سپاہی جھوٹ موٹ کا بیمار یا تھکا ماندہ نہ بنا۔ اور کُل فوج میں ایک شخص بھی لوٹ مار کا مرتکب ہوا۔ نہ کسی رعیت کو ذرا بھر اذیت پہنچائی گئی +

ترکی سپاہی جب کوچ پر ہوں تو جرمنیونکی طرح گیت گاتے نہیں چلتے۔ ہمارے ساتھ کوئی بینڈ (موسیقی نواز دستہ) بھی نہ تھا۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ باجے کی خوش الحان سُروں سے تھکے ماندے سپاہیوں کی کوفت بالکل دُور ہو جاتی ہے۔ بینڈ تو بجائے خود رہا کوئی طبل بھی ہمارے ساتھ نہ تھا۔ صرف ایک بگلچی تھا۔ جسے بگل بجانا مطلقاً نہیں آتا تھا۔ ایک دفعہ راہ چلتے جیک نے گانا شروع کر دیا۔ مگر مَیں نے فوراً اس خوف سے کہ عثمانیہ صفوں میں کھلبلی نہ پڑ جائے گا نیسے باز آ جانیکی اُس سے التماس کی۔ اُسکے راگ کا کل دستہ پر عجب اثر پڑا۔ قوی دِل سپاہی متاثر ہو کر ایک دوسرے کی طرف وارفتگی کی نگاہ سے تکنے لگ گئے۔ اور اُنکا تنفس بھاری ہو گیا۔ ذکی الحس سپاہی کانپنے لگ گئے۔ اور کل کالم پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ سارجنٹ سیفی نے جیک سے راگ جاری رکھنے کی بمنت درخواست کی۔ اُسپر راگ کا بیحد اثر ہوا تھا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ جیک نے راگ جاری رکھا۔ اس کھلے میدان کے ترانہ کا اثر اب تک میرے دل پر نقش ہے۔ میں نے اُسے حیرت واقف کے ملے ہوئے جذبات سے سننا شروع کیا۔ پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ جیک وہ گیت گا رہا ہے جسکا پہلا مصرعہ

بقیہ حاشیہ — چلا گیا۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اُسکی سلطان کے پاس بہت سفارش کی۔ جسپر وہ واپس بلا لیا گیا۔ اور کئی اعلےٰ عہدوں پر مامور رہا۔ مگر ۱۸۸۱ء میں سلطان عبد العزیز کی قتل میں شریک ہونیکے فرضی جرم میں اُسکے قتل کا حکم دیا گیا۔ مگر سزائے موت کا حکم عرب کو جلاوطن کرئے جانیکے حکم سے بدل دیا گیا۔ جہاں وہ فاقہ و افلاس سے لاچار ہو کر ۱۸۸۴ء میں فوت ہو گیا۔ امتداد زمانہ نے اسکی بے لوثی اور حب الوطنی کو ثابت کر دیا ہے اور اب اُسے باب عالی کے نہایت ہی قابل و مستعد ملازمونکے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ مدحت توسیع ریلوے کا بڑا شائق اور خواہاں تھا۔ مگر قدم قدم پر اُسکے راستہ میں مشکلات ڈالی جاتی رہیں۔ مدحت اور محمود داماد پاشا کا انجام یکساں ہوا۔ مگر ایک سچا محب الوطن اور دوسرا کاذب و غدار تھا۔ مصنف +

"چمک چمک۔ اے چھوٹے ستارے" ہے۔ پھر خیال کیا کہ یہ وہ گیت ہے کہ جس میں عاشق دریا رہائین[1] کے کنارہ اپنے معشوق کے انتظار میں کھڑا ہوا ہے۔ مگر جب میں نے الفاظ کو اچھی طرح سُنا تو مجھے فوراً حقیقت معلوم ہو گئی کہ کل فوج پر اسکا ایسا عجیب فوری اثر کیوں پڑا ہے۔ وہ گیت "وطن پیارے وطن"[1] کی یاد میں تھا۔ جیک (خدا اُسپر رحمت کرے) کئی کام بہت اچھی طرح کر سکتا تھا۔ مگر گانا نہیں جانتا تھا۔ اسکے راگ کا اثر اسکی قابلیت اور مہارت سے نہیں بلکہ راگ کے مضمون سے ہوا تھا۔

۹۔ اپریل کی شام کے قریب صوفیا ہمیں نظر آنے لگ گیا۔ وہ نہایت ہی زرخیز میدان کے وسط میں خوبصورت موقعہ پر آباد ہے۔ اس میدان میں بے شمار دیہات آباد ہیں۔ وہ چاروں طرف سے مہیب سلسلہ ہائے کوہ سے گھرا ہوا ہے۔ اسوقت صوفیا خودمختار باج گذار مشفقہ ریاست بلگیریا کا دارالخلافہ ہے۔ تب وہ ترکی صوبہ بلگیریا کا صدر مقام تھا۔ اور اُسکی آبادی ۲۰ ہزار تھی۔ انمیں سے تیسرا حصہ ترک تیسرا حصہ عیسائی اور تیسرا حصہ یہودی تھے جو ہسپانوی یا پرتگیزی نسل سے ہونیکے باعث سپانیول کہلاتے ہیں۔ اب (۱۸۹۳ء) وہاں کی آبادی ۲۵ ہزار[2] ہے۔ صوفیا میں پانچ سڑکیں[3] ملتی ہیں۔ جنمیں سے بعض کا وجود ہی اور بعض کی جزوی ترمیم مستعد مدحت پاشا کی طفیل ہوئی تھی۔ مدحت کے اسسٹنٹ اسد پاشا نے شہر میں بھی کئی نہایت وسیع اور عمدہ بازار بنائے اور مدحت نے کل مذہب کے لئے ایک یتیم خانہ اور پارچہ سازی کا کارخانہ بھی صوفیا میں قائم کیا جس میں کل ترکی جندارمہ (فوجی پولیس) کی وردیوں کیلئے کپڑا بُنا جاتا تھا۔ صوفیا کا میدان رومن فاتحین کے زمانہ کے یادگاروں سے بھرا ہوا ہے۔ شہر کے متصل کئی کیمپ لگے ہوئے تھے۔ انمیں سے ایک میں ہمنے سستانے کے لئے ایکدن مقام کیا۔ مقامی افسروں نے فراخ دلی سے ہماری مہمانداری کی اسجگہ دو ویلنٹنو کی ایک اور مارچ رجمنٹ اور نیز دو باتریاں اور سامان و گودام کی کئی گاڑیاں اور جانور ہمارے کالم میں ایزاد کئے گئے۔ جس سے اُس میں کل پانچہزار آدمی ۱۰ تنیس توپیں۔ اٹھارہ توپی گولہ بارود کی

[1] اس انگریزی گیت کے خیالات سعدی شیرازی کی قطعہ حب وطن از ملک سلیمان خوشتر کے مضمون سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ مگر یہ قابل تعریف زیادتی ساتھ ہی رکھتا ہے کہ اسمیں وطن کی یاد دلا کر ابنا وطن کو اولوالعزمی اور وطن کی ناموری قائم رکھنے اور بڑھانیکی بھی ترغیب دیگئی ہے۔ مترجم۔

[2] ۱۸۹۶ء میں صوفیا کی آبادی ۴۷ ہزار تھی۔ اور چونکہ یہ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ دو برس میں ۲۲ ہزار کا اضافہ ہو گیا ہو اسلئے غالباً مسٹر ہربرٹ کے اعداد میں سہواً غلطی ہو گئی ہو گی۔ مترجم +

[3] یہ پانچ سڑکیں حسب ذیل ہیں:- (۱) براہ نش بلگراد کو۔ (۲) براہ درہ غنزی دبر کو وزا۔ لوم پلنگہ کو۔ (۳) براہ درہ بابا قوناق وارخانیہ پلیونا کو۔ (۴) براہ اختمان تاتار بازار جک کو یا براہ سماکو نبیا بیلووا و تاتار بازارجک کو۔ (۵) براہ قسطنبول وا سنب سالونیکی کو۔ مصنف۔

گاڑیاں آٹھ سو چھکڑے - آٹھ سو بارکش گھوڑے اور پانچ سو مویشی ہوگئے - ہم نے ۱۱ - اپریل کی صبح کو صوفیا سے کوچ کیا - ویڈن وہاں سے بخط مستقیم ایکسو میل ہے مگر سڑک کے راستہ جسمیں خم پڑا ہوا ہے ایکسو چالیس میل ہے پہلی سید مصالوم پلنکہ جایا جاتا ہے - جو صوفیا سے بجانب شمال ویڈن سے ۳۵ میل نیچے دریا ڈینوب پر ایک مضبوط قلعہ ہے - لوم پلنکہ سے ویڈن تک ایسی سڑک اختیار کیگئی جس سے سفر دوگنا لمبا ہوگیا - میرے خیال میں اگر ہم پلنگہ سے براہ پیروٹ جاتے تو سفر چھوٹا ہو جاتا - مگر چونکہ یہہ سڑک بیس میل تک اُسوقت کی سرحد سرویا کے بالکل قریب قریب چلی جاتی تھی اسلئے غالباً اُسے نہ اختیار کیا - اُسوقت اضلاع پیروٹ و نش سرویا کے پاس ہیں - (جو معاہدہ برلن کے رو سے اُسے ٹرکی سے دلوا دئے گئے تھے)

کوہ بلقان کو ہم نے درہ غنزی کے راستہ عبور کیا - اس درہ کے شمالی دہانہ پر قصبہ برکووزا آباد ہے - بلقان کا منظر شاندار اور بعض بعض جگہ نہایت ہی مہیب ہے - مگر چونکہ یہہ کتاب سفرنامہ اور سیاحت کے حالات قلمبند کرنے کے لئے نہیں لکھی گئی ہے - میں ناظرین کو جو ان سرسری و بے مطلب لغات سے پہلے ہی آزردہ ہو رہے ہونگے ان پہاڑوں کے حالات چکنے چپڑے الفاظ میں بتانا پسند نہیں کرتا - بلقان کا راستہ سوائے ایک سخت حادثہ کے بخیریت طے ہوگیا حادثہ مذکور یہہ تھا کہ ایک گاڑی - اسکے دونوں بیل اور گاڑیبان سڑک سے ایک عمیق غار میں گر پڑے - جسکی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی انکے جسم چور چور ہو گئے ہونگے - غار ایسی عمیق تھی کہ نظر اُسکی تہ تک نہیں پہنچ سکتی تھی - توپوں کو پہاڑ کے عمودی اور تنگ راستوں پر سے سلامت لیجانا مشکل اور خطرناک کام تھا - ایک توپ بُری طرح پھنس گئی اور وہ صرف اس طرح بچائی جاسکی کہ جوتوں کو کاٹ دیا گیا اور گاڑی کو کلہاڑیوں کی ضربوں سے توپ سے علیحدہ کرکے غار میں گر جانے دیا گیا - جہاں اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - چھوٹے چھوٹے حادثات سینکڑوں ہوئے - بعض کے ٹخنے اُتر گئے - کسی کے ہاتھہ پاؤں ٹوٹ گئے - چند گاڑیاں پاش پاش ہوگئیں - اور اسی طرح کے بیسیوں حادثے ہوئے - بہت سے گھوڑے اور بیل چلتے چلتے گر پڑے - جنکو مصیبت اور تکلیف سے بچانیکے لئے فوراً ہلاک کر دیا گیا - بہرحال ہمارا سفر اس خوفناک درہ سے فی الجملہ بخیریت طے ہوگیا - کیونکہ ایسے راستوں میں نقصان اور حادثوں کا ہونا یقینی تسلیم کرلیا گیا ہوا ہے - درہ غنزی کا بلندترین موقعہ سطح سمندر سے ۴۸۰۰ فیٹ بلند ہے - اُسکی دو طرفہ چوٹیاں ۶۵۰۰ فیٹ اونچی ہیں - راستہ کے متعلق ہمارے مشیر اور معاون وہ لوگ تھے جنکا پرائیویٹ پیشہ قزاقی تہا - مگر بلقان میں جہاں اب قزاقوں کا نام و نشان نہیں رہگیا - اُسوقت بھی یورپ کی نسبت کم قزاق تھے - رہنمائی کے کام پر چند جندارمی (ضابطیہ) مامور تھے جو نہایت خوش قامت بانکے ٹیڑھے نوجوان تھے اور قزاقوں کے ساتھہ خوب ملے جلے ہوئے معلوم ہوتے تھے - جندارمہ فوج جسکی کل تعداد ۴۱ ہزار ہے - اور اُنمیں سے ۵ ہزار سوار ہیں -

لڑائی کے موقعہ پر پلٹنوں اور بریگیڈوں میں تقسیم کردیجاتی ہے۔ ترک اُسے اپنی فوج کا بہترین حصہ خیال کرتے ہیں۔ اور اُسکو بڑی پیار کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ پلیونا میں چونکہ اس فوج کا کوئی دستہ ہمارے ساتھہ نہ تھا۔ اسلیئے میں اُنکے کارموں ...... کے متعلق کچھہ نہیں لکھہ سکتا۔

کوہ بلقان کے دروں کے متعلق ایک عجیب امر مجھے معلوم ہوا۔ تمام تجربہ کار۔ بہادر۔ واقفکار پختہ مغز ترکی افسران درون میں سے اکثر اور بالخصوص ٹروبان وا طروپل یعنی بابا قوناق دروں کی نسبت یہہ کہا کرتے تہے کہ نہایت ہی مفید اور حسب مراد حالات یعنی موسم گرما اور صاف موسم میں بہی بہاری آرٹلری اور اُسکے سامان کی گاڑیاں اونمیں سے قطعاً نہیں گذر سکتیں۔ مگر تہوڑا ہی عرصہ بعد ٹہیک اُنہی دروں میں سے نہایت ہی مضر و مخالف حالات یعنی دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں جبکہ برف باران کے طوفان مسلسل بڑی زور سے چل رہے تہے۔ نہایت سخت کوہر پڑ رہی تہی اور دروں میں ایک ایک فٹ نرم برف موجود تہی روسی نہایت کامیابی کے ساتھہ اسباب۔ آرٹلری اور گاڑیاں لیکر گذر گئی۔ بات در اصل یہہ ہے کہ ترک میدان جنگ میں تو بڑے بہادر۔ ثابت قدم اور بینظیر جفاکش و متحمل ہوتے ہیں۔ مگر پہاڑی راستوں سے انکو سخت نفرت ہے اور اُنسے بڑا ڈرتے ہیں۔ اس تذکرہ سے مجھے عثمانلی سپاہیوں کا ایک اور مضحکہ خیز خاصہ یاد آگیا ہے۔ جبکہ وہ دشمن کے مقابلہ پر نہ ہوں یعنی لڑائی نہ کر رہے ہوں تو بارش سے سخت گھبراتے ہیں۔ چنانچہ قواعد و پریڈ کے وقت دو تین بوندوں کے پڑتے ہی قواعد موقوف ہو جاتی اور کل سپاہی اُفتاں و خیزاں خیموں کو بہاگ جاتے لیکن اُنہی سپاہیوں نے ڈبل کوچوں میں جون جولائی کی بدن جہلسا دینے والی دہوپ۔ بہوک پیاس اور کوفت کو کمال مردانگی سے برداشت کیا کبہی شکایت کا ایک لفظ اُنکی زبان سے نہ نکلا۔ اُس موسلادہار بارش کی جو ستمبر کے معرکہ عظیم میں برابر ہوتی رہی خس برابر پرواہ نہ کی اور دسمبر کی خونی برفوں کو (شمال امریکہ کی باشندگان اسکیمو کیطرح (جو برف کے کیڑے مشہور ہیں) برداشت کیا۔ اس سے یہ نتیجہ بدیہی برآمد ہو رہا ہے کہ ترکی سپاہی کی نسبت اُسکے زمانہ صلح کے حالات سے کوئی رائے قایم نہیں کرنی چاہئے۔

برکووتسزا۔ اور لوم پلنکہ کے درمیان کوئی مشہور قصبہ نہیں ہے۔ مغربی بلگیریا میں فقط چہوٹے چہوٹے بیشمار دیہات اور مواضع ہیں اس منزل کا پہلا نصف کوہستانی مگر خوشنما علاقے سے گذرتا ہے باقی آدہا راستہ غیر دلچسپ ہے یہہ علاقہ کچھہ ہموار اور کچھہ ناہموار ہے۔ لوم پلنکہ[2] میں جو مضبوط و مشہور قلعہ ہے اور اسوقت سپاہیوں سے بہرا ہوا تہا ہم کیمپ میں ایک رات رہے اور پہر اسی خمدار سڑک پر جسکا اوپر ذکر ہوا ہے سفر کو شروع کر دیا مگر دوسرے ہی دن موضعات ٹوپولوان۔ اور کری دو بارہ کے قریب انفنٹری۔ کیولری اور بارکش گہوڑے بلغاری راہبروں کی نگرانی

[1] بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اس الزام کو جو گذشتہ ایک دو صدیوں سے ترکوں پر وارد ہو رہا تہا انہوں نے تازہ ترین محاربہ یونان میں جسکے دوران میں پہاڑی دروں اور علاقوں میں ہی کل لڑائیاں ہوئی تہیں اپنے سر سے پوری طرح ہٹا دیا ہے۔ مترجم۔

[2] پلنکہ ترکی میں قلعہ کو کہتے ہیں اور لوم ایک دریا کا نام ہے۔ جو قرہ لوم۔ و آق لوم کا نام رکہنے والے اُن دو دریاؤں سے بالکل جدا ہے جو شرقی بلگیریا میں ہیں۔ اور اُن کے کنارے وہیں محمد علی پاشا نے ۱؍ روسی فوج کو کئی چہوٹے چہوٹے معرکوں میں شکست دی تہی ۱۲۔ مترجم۔

میں سڑک سے اُتر کر کھیتوں کی پگ ڈنڈیوں پر ہو گئے اور توپخانہ و گاڑیاں سڑک پر ہی رہیں۔ رہبر ہمکو کھیتوں میں مقام ارت زار یا آرت چار کے قریب دریا ڈینوب پر لے گئے۔ رات ہم نے مقام کوز میں قیام کیا۔ اور دوسری صبح اس شاندار اور خوبصورت دریا کے کنارہ کنارہ جس کو ترک طونا۔ بلغاری۔ دوناو اور رومانوی دنارِیا پکارتے ہیں منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام کے وقت ہم مقام دوبول پہنچے جہاں ہمنے بارہ گھنٹے قیام کر کے اپنی قطع وضع درست کی اور دوسرے دن ۲۲۔ اپریل) دوپہر کے قریب ویڈن کے کمپ میں پہونچ گئے +

اس موقعہ پر یہہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوم پلنکہ اور آرت زار کی درمیان ہم ایک گاؤں میں سے گذرے جسکا نام مجھے قضا نووا یاد ہے۔ مگر اسکی درستی کا ذمہ وار نہیں۔ کیونکہ یہ گاؤں مجھے کسی نقشہ پر نہیں ملا۔ سٹیلر کی اٹلس میں ایک جگہ کا نام حسانوا درج ہے۔ ممکن ہے یہ اسی گاؤں کا نام ہو۔ وہاں ہمنے تیس یا زیادہ مکانات منہدم اور جزوی طور پر جلے ہوئے پائے۔ یہ بلغاریوں کے مکان تھے۔ ہمکو بتایا گیا کہ پچھلے موسم گرما میں یہاں کے کُل باشندوں کو مسلمانوں نے ترکوں کے اُس قتل عام کے عوض میں جو بلغاریوں اور روما نیوں نے کیا تھا قتل کر دیا۔ تراب تھوڑی سی بلغاری جانتا تھا۔ اُسنے ایک بڑھیا عورت سے کچھہ گفتگو کی۔ جسنے جواب دیا کہ ۱۵۔ آدمیوں کی کنبہ میں سے میں اکیلی بچی ہوں۔ بلغاریوں کی بغاوت سے ملک میں جو تباہی پھیل گئی تھی اسکے اُس جیسے یا اُس سے کچھہ کم نمونے ہمکو تقریباً تمام بلغاری دیہات میں اور صوبہ رومیلیا کی اکثر مواضعات میں دکھائی دیئے۔ عیسائی معابد اور گرجے بالعموم منہدم پائے گئے۔ راستہ میں ہم نے انسانی ڈھانچوں کا ایک ڈھیر بھی دیکھا۔ جنکو دفن نہیں کیا گیا تھا۔ ایک شخص نے مجھہ سے ذکر کیا کہ تاتار بازارجک کے قریب بیس دیہات منہدم اور خالی پڑے ہیں۔ ان مصائب و تباہیوں کا ذمہ وار بہت کچھہ بیشک مذہبی تعصب ہے !!

صوفیا سے ہم ویڈن بارہ دنوں میں پہنچے۔ سڑک چھوڑ دینے سے ہمیں بیس میل کی بچت ہو گئی تھی۔ اس حساب سے ہم نے بالاوسط دس میل روزانہ سفر کیا۔ آرٹلری اور گاڑیاں بیلو گراوچک (بلغرادجک) کے راستہ سڑک سڑک آئیں اور وہ دوسرے دن (۲۳۔ اپریل) شام کو کمپ میں پہونچیں۔ بیلو والیکر سے ویڈن تک جنکا درمیانی فاصلہ بخط مستقیم ۱۶۵ میل ہے بیس دن میں سفر ختم ہوا۔ صوفیا کے قیام کا ایک دن اور آرٹلری جو ایک دن بعد میں آئی وہ بھی ان بیس دنوں میں شامل ہیں۔ موسم برابر صاف رہا تھا۔ البتہ شام کے بعد سردی ہوتی تھی اور شمال کیطرف سے سرد ہوا چلنی شروع ہو جاتی تھی۔ میری کمپنی میں دو سپاہیوں کے پاؤں زخمی ہوئے تھے جنکو گاڑی پر بٹھا دیا گیا۔ دو کو میں برکوورا میں بھی چھوڑ آیا تھا۔ ان میں سے ایک کی ٹانگ بلقانی راستہ میں ٹوٹ گئی تھی۔ اور دو بکرے کے جھٹکا سے کی غدودیں پھول گئی تھیں۔ میری ایڑیاں

بھی کسی قدر درد کرتی تھیں مگر اُسکی مجھے چنداں شکایت نہ تھی ✦

ویڈن کے دونوں مقامی کیمپ شہر سے اڑھائی میل دُور شمال مغرب کیطرف تھے۔ اُنمیں دس ہزار سپاہی ہمسے پہلے مقیم تھے۔ وہ نہایت آسائش سے رہتے تھے اور صفائی کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ روزمرہ کے معمولی کام باقاعدگی اور درستی سے سرانجام پاتے تھے۔ ویڈن کی فوج کا نظام و ترتیب۔ باضابطہ و آداب شناسی اور حوصلہ و اُمنگ نہائیت قابل تعریف تھے۔ ہمارے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے۔

ویڈن کی فوج کے کمانڈر مشیر عثمان پاشا تھے۔ جنکا ہیڈکوارٹر شہر میں تھا۔ ۲۲۔ اپریل کی شام کو یہ سُنکر کہ مشیر ممدوح کیمپ میں رونق افروز ہیں میں اُنکے خیمہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اُنکی ایک اے ڈی کانگ نے مجھسے کہا کہ وہ اسوقت صلاح و مشورہ میں مصروف ہیں۔ میں تمہارا پیغام اندر پہونچا دیتا ہوں۔ میں نے اُسکی معرفت کہلا بھیجا کہ جو دستہ میری تحویل میں دیا گیا تھا اُسے لیکر میں بخیریت پہنچ گیا ہوں۔ تین آدمی بیمار ہو گئے تھے۔ اُنکو راستہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ یاور جواب لایا کہ مشیر نے حکم دیا ہے کہ آرٹلری اور ٹرین (گاڑیوں) کے پہونچنے تک دستہ کو تم اپنی ہی کمان میں رکھو۔ جب وہ پہنچ جائینگی تو کرنل محمد حسین بک تمھیں مزید ہدایات دینگے۔ پرتو پاشا دوسرے دن لوم پلنکہ[۱] کو واپس چلے گئے اور پھر میری اُنسے ملاقات نہ ہوئی۔ اس باضابطہ جواب کے بعد یاور نے دوستانہ طور پر مجھے چپکے سے کہا کہ مطلع نہائیت تاریک ہو رہا ہے۔ زار مقام کشنیف[۲] میں جہاں چھ آرمی کو بظاہر قواعد کے بہانہ سے جمع ہی پہنچا چاہتا ہے اور ہم کو امید ہے کہ جنگ کا اعلان اب گھڑیوں کی بات ہے۔''

دوسرے دن (۲۳۔ اپریل) کیمپ میں عام مشہور ہو گیا کہ لڑائی چھڑا ہی چاہتی ہے۔ اس سے سپاہیوں کے پرجوشی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ کم عمر سے کم عمر لونڈے بھی (جنمیں میں بھی شامل تھا) ثابت قدمی اور مشتعل و چمکدار

[۱] ممکن ہے کہ کمانڈر کا پہلے یہ منشا ہو کر ہمکو لوم پلنکہ میں چھوڑا جائے کیونکہ وہاں بھی عثمان پاشا کی فوج کا ہی ایک حصہ مقیم تھا۔ مگر میں اسبارہ میں تیقن کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لوم پلنکہ سی ارت زر کو دریائے ڈینوب کے کنارہ کنارہ ایک تنگ سا راستہ جاتا ہے جسپر عمدہ موسم میں سوار اور پیدل گذر سکتے ہیں۔ ارت زرا اور ویڈن کے درمیان عمدہ سڑک ہے۔ اسموقعہ پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ انفنٹری کو اس راستے کیوں نہ بھیجا گیا۔ جس سے اسی اور دس میل کی بچت ہو جاتی۔ اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ راستہ اول سے لیکر آخر تک رومانوی ساحل کی زد میں تھا۔ بعدازاں جولائی میں ہم نے آرٹلری اور سامانی گاڑیوں کے ساتھ ارت زرا و ٹوپودہ زکی پگ ڈنڈی پر سفر کیا تھا۔ مگر اسوقت یہ راستہ بہت ہی عمدہ حالت میں تھا۔ کیونکہ متواتر دو مہینوں سے کوئی بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور کیچڑ وغیرہ کا نام و نشان۔ نہ تھا ✦ مصنف۔

[۲] یہ قصبہ صوبہ بسربیا میں سابق ترکی صوبہ مالڈیویا اور روس کے سرحد کے قریب واقعہ ہے۔ مترجم ✦
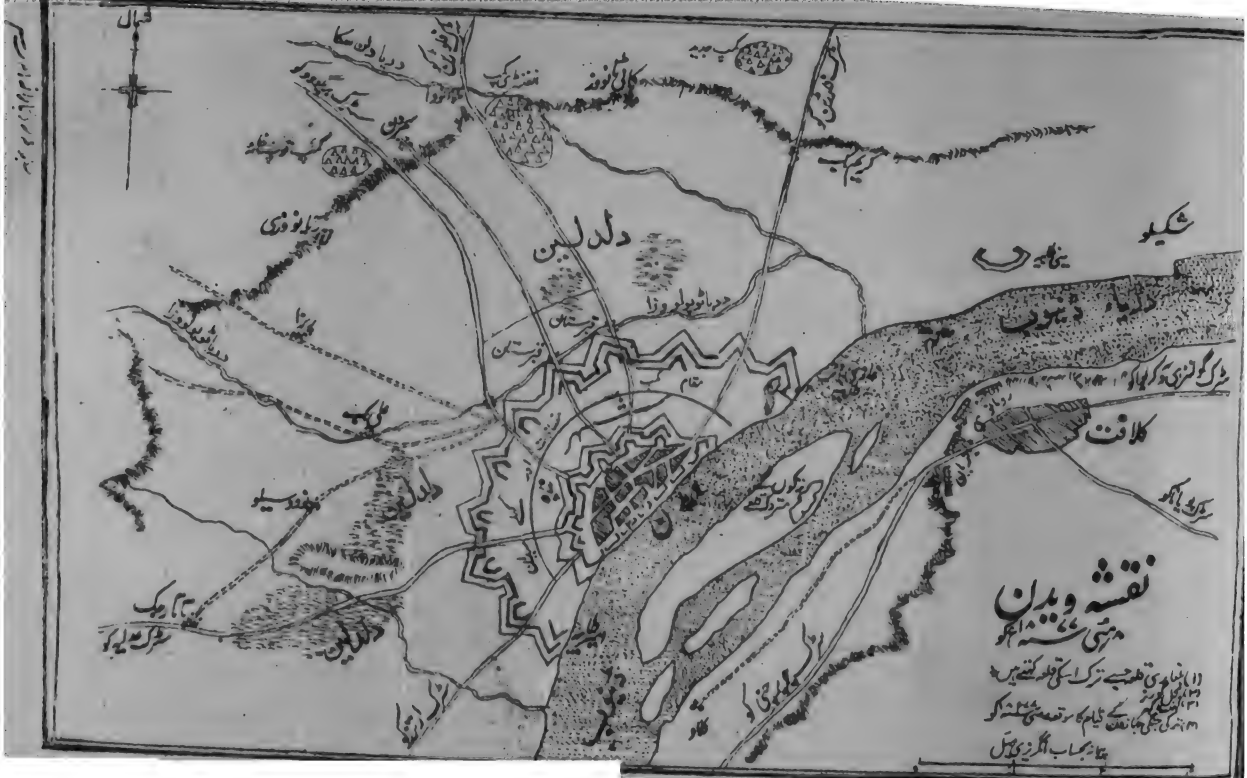
نقشہ ویدن
بحساب انگریزی میل
دریائے ڈینوب
دلدلیں
کلافت
شکیو
قبرستان

ویڈن کی قلعہ بندیاں جدید طرز عمارت کی تھیں۔ اِنپر پانچسو گران وزن (قلاعی) توپیں نصب تھیں۔
اور وہ لڑائی کے لئے نہایت کامل اور درست حالت میں تھیں۔ کیونکہ انکی مرمت اور درستی برابر ہوتی رہتی تھی۔
دریا کی طرف کی باتریاں منزل بمنزل اوپر تلے سلیقہ سے بنی ہوئی تھیں۔ جو نہایت مہیب اور شاندار معلوم
ہوتی تھیں۔ خشکی کیطرف دوہری ہم مرکز قلعہ بندیاں اور ہم مرکز فصیلیں نیم دایرہ کی شکل میں تھیں۔

اِن حفاظتی عمارتوں اور دمدموں کی بیرونی لاین کل شہر کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ یہ لاین بیس فیٹ
بلند کچی فصیل تھی۔ جسکے قریب کئی متوازی خندقیں دس دس فیٹ گہری کھدی ہوئی تھیں اور نیز اِس
فصیل میں گیارہ دمدمے بنے ہوئے تھے۔ جنمیں سے ہر ایک پر ایک ایک باتری نصب تھی۔ فصیل کی دونوں
سرے ڈینوب پر ختم ہوتے تھے۔ شہر درمیان میں تھا۔ ہر ایک سرے پر بھی ایک ایک مدمہ یا مورچہ تھا۔
یہ دونوں دوہرے تھے یعنی خشکی اور تری دونوں طرف سے محافظت کرنیکا کام دیتے تھے۔ خندقوں سے باہر
نشیب دار چراگاہیں تھیں۔ انکو ضرورت کے وقت دریا کے پانی سے بھر دیا جاتا تھا کہ حملہ آور کیلئے مزید دقت
پیدا ہو جائے۔ اس محاربہ میں بھی کچھ عرصہ بعد میدان میں پانی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اندرونی قلعہ بندی
زیادہ مضبوط اور مستحکم تھی۔ یہ سات نہایت ہی مضبوط اور پختہ گڑھیوں پر مشتمل تھی۔ جو ایکدوسرے کے
دوش بدوش بنی ہوئی تھیں اور ہر ایک پر سخت ہلاکت بخش اور کوہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ دونوں
حفاظتی لائنوں کے درمیان شہر کے مضافات اور خالی میدان تھے۔ آخر الذکر میں متعدد چھاؤنیاں تھیں۔
اندرونی لاین شہر خاص کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ شہر میں دو بارکیں ہسپتال۔ فوجی بسکٹوں کے بنانے کا ایک
دخانی کارخانہ۔ اور پُرانا بلغاری قلعہ تھا۔ جس سے اب میگزین کا کام لیا جاتا تھا۔ یہ زندان نما۔ بدشکل عجیب الہیئت
قلعہ زمانہ وسطی کے یادگار تھا۔ بیرونی فصیل سے باہر سوائے ایک مورچہ بنی طابیہ (بنی باتری) کے جو شہر سے
ایک میل کی فاصلہ پر تھا۔ اور کوئی بیرونی گڑھی یا مورچہ نہ تھا۔ بعد میں متفرق مقامات پر دیگر چند باتریاں بھی تیار کر دی گئی تھیں

ڈینوب کے علاوہ ویڈن کی حفاظت کا قدرتی انتظام یہ ہے کہ شہر کو خشکی کیطرف ہموار و کھلی یعنی بے پناہ
و بے درخت اور دلدلی زمیں نیم دایرہ کی شکل میں گھیرے ہوئے ہے۔ اور پھر یہ زمیں بھی ہم مرکز پہاڑیوں کے
سلسلہ کی گھیری ہوئی ہے۔ اِن پہاڑیوں میں سے ایک کے ڈھلاؤ پر موضع النووا کے قریب شہر ویڈن سے اڑھائی
میل بجانب شمال غرب فلوریٹن (فلوریمنٹن) سڑک پر ہمارا کیمپ نصب تھا۔ اور فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ)
کا کیمپ ہم سے ایک میل بجانب غرب مقام سمردن کے قریب برگوود۔ نیکوپلین و بلغراد کی شاہراہ پر تھا۔ تھوڑا
عرصہ بعد ایک تیسرا کیمپ بھی جو دونوں سے چھوٹا تھا ہمارے کیمپ سے بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ
پر قایم کیا گیا۔ ویڈن کی آب وہوا اچھی نہیں مضر صحت ہے ٭

کلافت ویڈن سے اونچی سطح پر ہے۔ اسلئے وہ ویڈن کی توپوں کی اسقدر زد میں نہیں جسقدر کہ وہانکی توپیں ویڈن کو پہنچا سکتی ہیں۔ ۲۴۔ اپریل کو کلافت فوج سے تقریباً خالی تہا۔ اور اسکے برجوں اور مورچوں پر توپیں بھی شد بود ہی تھیں۔ عثمان پاشا کے اسپر قبضہ نہ کرلینے کی میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ البتہ کیمپ میں یہہ مشہور تہا کہ انہوں نے سرعسکرت کے حکم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا تھا۔ کلافت تاریخ میں ۱۸۵۳-۵۴ء کے محاربہ روم مقدوس کیوجہ سے قیامت تک مشہور رہیگا۔ جبکہ عمر پاشا اسکی محافظت کررہے تہے اور روسیوں نے اسکا محاصرہ کرلیا تہا۔ مگر آخر بیس ہزار فوج کٹوا کر ناکام پیچھے ہٹا دئیے گئے تہے[سلہ]۔ تجارتی لحاظ سے یہ قصبہ آب روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور اگر روسی دراندازی نے کام نہ بگاڑ دیا تو موجودہ رعیت پرور حکمران رومانیا[سٹہ] کی ظل عاطفت میں مجھے یقین ہے کہ وہ بہت شہرت حاصل کرلیگا۔ اسوقت وہانکی آبادی تین ہزار ہے۔ اور وہانکی بڑی تجارت برآمد غلہ ہے۔ اگر موسم خراب نہ ہو تو اسموقعہ پر دریائے ڈینوب میں چھوٹے چھوٹے جہاز آسانی سے آمد و رفت کرسکتے ہیں۔ ۱۸۶۸ء کے بعد ویڈن نے بھی بہت ترقی کرلی ہے۔ وہاں کے بلغاری اور یہودی باشندے عالی ہمت سوداگر ہیں۔ مگر دیگر مقامات کیطرح یہاں کے ترک بھی وسیع تجارت کی طرف راغب نہیں۔ وہ صناعی اور تجارت خوردہ فروشی سے تجاوز نہیں کرتے۔ ویڈن کی طلائی اور نقرئی منقش قدیم سے مشہور ہے۔ اسکے علاوہ وہاں تجارت غلہ شکار ماہی۔ اور جہاز و نیز سے اسباب اتارنے چڑہانے کا زیادہ کاروبار ہوتا ہے ۱۸۶۸ء میں وہاں اسلحہ کا ایک بےنظیر عجائب خانہ تہا۔ اسکو سامی[سلہ] پاشا نے تیار کیا تھا۔ اسمیں ترکی و آسٹریا کے محاربوں کی بیشمار عجیب و غریب یادگاریں تھیں۔ اور منجملہ دیگر اشیا۔ لوئیس کوسوتھ[سٹہ] کے ہنگرین والینٹرونکی وردیاں اور اسلحہ بھی تہے جو ۱۸۴۹ء میں ویڈن کے قریب ٹرکی قلمرو میں داخل ہوئے۔ اور یہاں ان سے ہتھیار لے لئے گئے تہے +

سلہ۔ والیشیا اور رومانیا کے مفصل حالات ناظرین کو تاریخ خاندان عثمانیہ سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ یہاں اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ برلن کے رو سے رومانیا ترکی سے کامل آزاد اور اسکا پرنس چارلس خود مختار بادشاہ ہوگیا جو جرمن خاندان ہوہنزولرن سے ہیں۔ مترجم + سٹہ روسی کمانڈر انچیف کا نام پرنس گورچکوف تہا۔ تاریخ عثمانیہ میں ہمنے عمر پاشا مرحوم کے کارناموں اور جنگ کریمیا کی مجمل حالات تحریر کردیئے ہیں۔ انگلستان کے مشہور فسانہ نویس رینالڈز نے ناول کے پیرایہ میں اپنی کتاب "عمر پاشا" میں اس نامور غازی کے حالات بالوضاحت اور عموماً درست درج کر دیئے ہیں + مترجم۔

سلہ۔ سامی پاشا زیادہ تر اسلئے مشہور ہے کہ وہ جرمنونکی ٹرکی میں اتالیق وغیرہ مقرر کئے جانیکا سخت مخالف تہا۔ خود کوسوتہہ بھی بھیس بدل کر ویڈن میں آیا تہا۔ مگر پہچانے جانے پر پکڑا گیا اور پہلے شوملا اور پھر ایشیا کوچک کے قصبہ کوٹاہیہ کو بھیجدیا گیا تہا یہہ نامور محب وطن ہنگرین جسنے اپنے ملک کو آسٹریا سے آزاد کرانیکی کوشش کی ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا تہا۔ اس کے مفصل حالات تاریخ عثمانیہ میں درج ہیں۔ اسکو فوت ہوئے چند برس ہوئے ہیں + مترجم

ویڈن میں ۳۲ جامع مساجد ہیں۔ جنمیں سے اکثر کے مینار جنوری ۱۸۷۸ء میں رومانوی گولہ باری سے منہدم ہو گئے۔ متصلہ پہاڑیوں پر چڑھکر دیکھنے سے ویڈن ان میناروں اور سر بفلک بلغاری قلعہ سے خوشنما بانکا اور ٹھیٹھ مشرقی شہر اور کلائنٹ اُسکے عین برعکس سیدھا سادہ بامتانت اور ٹھیٹھ یورپین قصبہ معلوم ہوتا تھا۔ پلونا کے فتح ہو جانے کے بعد رومانوی فوج کے تین ڈویژنوں نے ویڈن کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر محمد عزت پاشا کمانڈر اور اُسکے آٹھ ہزار جان نثار ترکوں نے ایسا جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور شہر کی اس قابل تعریف ثابت قدمی سے محافظت کی کہ تقریباً چوگنی حملہ آور فوجکو مجبوراً محاصرہ اُٹھا لینا پڑا تھا۔ ۱۸۷۹ء میں (نئی ریاست) بلگیریا کی گورنمنٹ نے وہاں کی تمام قلعبندیونکو معاہدہ برلن کی شرائط کی تعمیل میں گرا دیا۔ مگر جب ۱۸۸۵ء میں سرویا اور بلگیریا میں جنگ چھڑ گئی تو شہر کو بسرعت محفوظ اور قلعہ بند کر دیا گیا اور وہاں کی قلیل التعداد بلغاری گیریسن[1] نے اُسکو سرویوں کے اُس ڈویژن سے جسنے ٹیموک کے کنارہ کنارہ بڑھکر ۱۸-۲۵ اور ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو ویڈن پر پے در پے ناکام حملے کئے محفوظ رکھا۔ اسوقت ویڈن بلگیریا کے پاس ہے۔ اور اگر بلگیریا روسی دراندازی اور مداخلت سے محفوظ رہا تو وہ غالباً اس نئی حکومت میں بہت ہی ترقی کر لیگا ٭

۲۴- اپریل کو علے الصبح ہدایات لینے کے لیئے میں کرنیل محمد حسین بک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسنے اسکے سوا کوئی حکم نہ دیا کہ مزید احکام تک میں اپنی کمان پر برابر قایم رہوں۔ اس ضابطہ کی گفتگو کے بعد اُسنے کہا کہ مشیر کے ہیڈکوارٹر اور کیمپ کے کمانڈر کے فرودگاہ کے درمیان قاصدوں کا تانتا لگا ہوا ہے۔ ساری رات ویڈن اور قسطنطنیہ کے درمیان برقی قاصد دوڑتا رہا ہے۔ عثمان پاشا آج رات بستر پر نہیں لیٹے اور بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار برقی گفتگو کرنیکے لیئے کئی دفعہ تار گھر میں گئے۔ کیمپ کمانڈر اُسوقت عادل پاشا تھے۔ مشیر کا ہیڈکوارٹر جیسا پہلے بتا چکا ہوں کہ شہر میں تھا ٭

اس گفتگو کے دوران میں عجب مضحکہ خیز واقعہ گذرا۔ ایک شہد کی مکھی نے آستین سے داخل ہو کر میرا آلائی محمد حسین کے بازو کو کاٹا۔ جسپر وہ یکبارگی جرمن زبان کا ایک تمسخرانہ جملہ بول اُٹھا۔ اسپر میں نے بھی اُسی انداز کے ایک جرمن فقرہ میں جواب دیا۔ اور ہم دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ جس سے وہ تمام افسر جو ہمارے قریب کھڑے ہوئے نہایت متانت اور غور و تفکر سے موجودہ حالت پر بحث کر رہے تھے حیران ہو گئے۔ کرنیل مجھے اپنے خیمہ میں اندر لے گیا۔ جہاں ہمنے حملہ آور (مکھی) کو کچل کر ڈنک پرا دیا۔ روح الخمر اور غازوں کے سفری بکس میں سے مرہم نکالکر لگا دی۔ بوڑھا کرنیل نہایت بدصورت مگر

[1] شہر یا قلعہ کی محافظ فوج کو جو دائمی طور پر وہاں رہتی ہو۔ انگریزی میں گریسن کہتے ہیں۔

ساتھ ہی نہایت خودنما تھا۔ اُسنے آنکھوں پر چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اسکو اس ہیئت کذائی میں دیکھکر مجھے برلن کے چڑیا گھر کا ایک کہن سال اُلو یاد آگیا جسکی مضحکہ خیز اضطراری شکل پر مجھے بچپن میں بہت ہنسی آیا کرتی تھی البتہ کرنیل میں اور اُس میں یہہ فرق ضرور تھا کہ کرنیل کا ناک وَلائتی شلغم کے مشابہ تھا۔ اُسنے مجھے سگار اور کونیاک شراب کا ایک گلاس دیا۔ یہ شراب علاقہ رہائن کی اول درجہ کی انگوری تھی۔ اِس تواضع کے بعد اُسنے مجھے کہا کہ میرا اصلی نام موریز میبر تھا۔ اور میں جرمنی کے مشہور شہر ہمبرگ کا متوطن ہوں لیکن بعد میں گھر سے قسطنطنیہ کو بھاگ آیا۔ اور وہاں ایک پاشا کے مہربان ہو جانے سے فوجی افسر ہو گیا!! اُسکے نام خط و خال اور بعض عادات و خصائل سے مجھے ثابت ہو گیا کہ وہ سامی نسل سے ہے۔ وہ شراب کے استعمال کے سوا اور سب طرح سے پکا مسلمان ہو گیا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اُسے ترک ہی تصور کرتے تھے۔ اُسوقت قسطنطنیہ میں اُسکی سات بیویاں اور کنیزکیں اور بیس بچّے موجود تھے۔ اُسنے مجھے نصیحت کی کہ خودداری۔ حمیت۔ غیرت اور وقار کو چھوڑکر افسروں کی خوشامد درآمد کیا کروں۔ اور جب کبھی موقع ملے اور روپیہ بھی میرے پاس موجود ہو تو رشوت دینے سے بھی دریغ نہ کروں۔ اسطرح ترقی بہت جلد ملجائیگی۔ یہ باتیں اُسنے مجھے صاف صاف الفاظ میں نہ کہیں۔ بلکہ ذومعنی عبارت استعمال کی۔ لیکن اُنکا مدعا یہی تہا۔ مجھے یہ بتانیکی تو شاید ضرورت نہیں کہ میں ہر ایک معاملہ میں اُسکی نصیحت کے عین برعکس کرتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت اس بوڑہے خاطی نے مجھے پچاس سگرت اور دعا دیکر کہا کہ خیمہ میں جو کچھہ گذرا ہے اُسکی نسبت لب بمُہر سکوت رکھوں۔ چنانچہ تادم تحریر میں نے ایسا ہی کیا مگر بمصداق ع عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ برائیوں کے ساتھہ ہی اُسکی خوبیوں کو بھی بتا دینا ضروری ہے وہ معرکہ آرائی اور لڑائی کے گھمسان میں نہایت ثابت قدم اور دلیر تھا۔ ایسے موقع پر اُسکی دلجمعی میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور حسب ضرورت موقع اُسے فوراً تدبیر سوجھہ جاتی۔ محاربہ سرویا میں اُسکے یہ اوصاف بخوبی ثابت ہو گئے تہے۔ انکے علاوہ وہ ماتحتوں پر بے اندازہ مہربانی کرتا تھا۔ اِس ملاقات سے تھوڑے دنوں بعد وہ بیلوغراد جنگ کو بھیجدیا گیا تہا۔ اور جب سرویا نے ٹرکی سے پھر اعلان جنگ کر دیا ـــــ تو ۲۸۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو معرکہ پیروٹ میں جسکو بتاریخ مذکورہ سرویوں نے فتح کرلیا وہ زخمی ہو گیا تھا۔ اِسکی خبر مجھے روسی قید کے دوران میں بمقام خارکوف ملی تھی۔ یہہ نہیں معلوم ہوا کہ وہ صحت یاب ہوا تھا کہ نہیں +

کیمپ میں ہر جگہ جیسا کہ اہم واقعات کے حدوث سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ پرجوشی پھیلی ہوئی تہی مگر دبی ہوئی صورت میں۔ اُسکا علانیہ اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ سپاہی دبی آواز سے اور افسر سرگوشیوں میں دو دو یا تین تین کی ٹولیوں میں یا متعدد اشخاص کے مدوّر اجتماعوں میں آنے والے واقعات پر بحث مباحثہ کرتے رہتے تہے قاصد اِدھر اُدھر دوڑ رہے تہے۔ ایڈ بیکانگ نے کیمپ اور شہر کو ایک کر رکھا تھا۔ اور جو افسر شہر سے آتا تہا۔

دوسرے افسر اوسے راستہ میں ہی تازہ ترین خبر دریافت کرنیکے لئے گھیر لیتے

دوپہر کے بعد میں جینک اور سیفی کے ساتھ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا جسمیں سیورا اور ابراہیم کے سوا ہماری پرانی مارچ پلٹن کے بھی پانچ لفٹنٹ رہتے تھے اپنے سپاہیوں کے رجسٹر کی صاف نقل اتار رہا تھا۔ اور باہر تراب کمپنی سے ستعار ٹبتوں میں جرابیں دھلوا رہا تھا۔ کہ اتنے میں یکبارگی باہر شور وغل برپا ہوگیا۔ جینک دوڑ کر باہر گیا۔ اور فوراً واپس آکر اس عام جوش وخروش کا باعث ایک مہیب لفظ "جنگ" میں بتایا۔ اسپر ہم تینوں فرنگیوں نے بعالم سکوت ایکدوسرے سے مصافحہ کیا۔ اور عین اسی وقت ابراہیم دوڑتا ہوا خیمہ میں داخل ہوا۔ جوش سے اسکا دم پھول رہا تھا۔ اُسنے ہمکو بتایا کہ یہ کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ "اعلان جنگ" کی خبر کسطرح سارے کیمپ میں پھیل گئی ہو اور کس نے سب سے پہلے شہرت دی ہے۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی سپاہیوں پر کچھ ایسا جوش مستولی ہوگیا ہے کہ اسوقت جرابوں کا دھویا جانا محال ہے۔ میں یہ سنکر باہر نکل آیا اور چند نرم ملامتی فقروں سے بے انتظامی کو دور کر دیا۔ اور سپاہیوں کو نپولین کا یہ فقرہ سنا کر کہ "میدان جنگ ٹانگوں کی طفیل ہی جیتا جاتا ہے"؛ اپنی طرف سے اس پر یہ حاشیہ چڑہایا کہ "ٹانگیں جرابوں کے بغیر کچھ چیز نہیں ہیں"

اعلان جنگ کی خبر کے عام مشہور ہو جانے پر پچاس ساٹھ افسر جنکے خیمے قریب قریب تھے۔ ایک جگہ جمع ہوگئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے ظاہر کرنی شروع کی۔ ہم سب فرش زمین پر چار زانو بیٹھے ہوئے تھے۔ شام سے پہلے ہم کل افسروں کو کرنیل محمد حسین کے پاس جمع ہونے کا حکم دیا گیا اور اس نے ہمکو شہر کی طرف سے باضابطہ اطلاع دی کہ زار نے سلطان المعظم کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ عام پریڈ کے لئے حکم دیا گیا کہ وہ علے الصباح ہوگا۔ مکھی کے ڈنک اور زار کے اعلان جنگ کی سوزش مٹانے کیلئے بوڑہا خاطی ادویات کے بکس سے کھلے دل سے کام لیتا رہا (یعنی شراب پیتا رہا تھا) اسلئے اُسنے نہایت عقلمندی کی کہ جیسا کہ دستور ہے اس موقعہ پر اپنی طرف سے افسروں کا حوصلہ بڑہانے کے لئے اس نے کوئی تقریر نہ کی۔ صرف اطلاع دینے پر کفایت کی۔ اسی رات سے کیمپ کے گرد سنتری مقرر کر دئے گئے اور بغیر فوجیوں کو پروانوں کے بغیر کیمپ میں آنے کی ممانعت ہوگئی۔ میری کمپنی سے سنتریوں کا کام نہ لیا گیا۔

دوسرے دن (۲۵۔ اپریل) کل فوج کیمپ کے سامنے کھلے میدان میں جمع ہوئے اور ایک جرنیل نے جو غالباً عادل پاشا تھے تقریر کی۔ میں اتنی دور تھا کہ اُسکا مطلب نہیں سمجھ سکتا تھا۔ تاہم دوسروں کے ساتھ اللہ اکبر کے نعروں میں پوری طاقت سے شریک ہوتا رہا۔ سپاہیوں کے بشرہ اور گفتگو سے مجھے یقین ہوگیا کہ ردیف کی فوج میں احسن و اکمل حب الوطنی اور گرم جوشی موجود ہے۔ ہفتہ ہائے مابعد میں اکثر تقریریں اور وعظ ہوتے رہے۔ ادھر پادشاہ نے گبروں کے برخلاف جنگ مقدس (جہاد) کا اعلان

کر دیا۔ اُدھر جرنیلوں اور علمانے مذہبی جوش کو مشتعل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جسقدر
کہ عوام کو خیال ہے ترک سپاہی اسقدر از روئے مذہب جوشیلا نہیں ہے۔ اسیطرح جتنا کچھ دنیا اُسے محبّ
وطن تصوّر کرتی ہے وہ اِس سے بدرجہا زیادہ فدائے قوم و مُلک ہے۔ جہاد کی نسبت تو خود اکثر افسرونکی یہ
رائے تھی کہ دُنیا میں وہ اپنی عمر کا دور ختم کر چکا ہے۔ اب جہاد کا کسی کو خیال نہیں۔ حتیٰ کہ بےعلم سپاہی
بھی منادان جہاد کے جدوجہد پر جو سیاہ جھنڈے لئے ہوئے مسلمانوں کو جہاد میں شامل ہونیکی ترغیب
دیتے پھرتے تھے مُسکرایا کرتے تھے۔ سیاہ جھنڈے کا مدعا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس غرض کیلئے اُسے
لئے پھرتے تھے۔ دوپہر کے قریب کرنیل محمدؐ بے نے مجھ سے میرے سپاہیونکا رجسٹر طلب کیا۔ اور ایک گھنٹہ
بعد مجھے حکم ملا کہ پچاس ردیفی سپاہیونکو کمپ کے ایک دوسرے حصہ میں بھیجدوں تاکہ وہ اپنی اپنی پلٹنوں میں
وہاں جاملیں میں نے مناسب الفاظ میں انکو رخصت کیا اور اُنہوں نے بھی میری مہربانی کا شکریہ
ادا کیا۔ میں نے لفٹننٹ تراب کو ساتھ کر دیا کہ ان سپاہیونکو اُنکے میجروں کے سپرد کر آئے۔ تھوڑی دیر بعد سارجنٹ
سیفی اور دو کارپورلوں کو جو ہمارے ساتھ قسطنطنیہ سے آئے تھے بلا کر اس دستہ میں شامل کیا گیا جو
راہیو واپس بھیجے جانیکے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ جیکب اور میں سیفی کو خیمہ میں جو اُسوقت خالی تھا لیگئے۔ وہاں
اُسنے ہمارے ساتھ بہت زور سے مصافحہ کیا اور لرزتی ہوئی آواز میں ہمکو دعا دی۔ میری سارجنٹ سیفی سے جو
کسی وقت شام میں ملکہ معظمہ انگلستان کا قونصل تھا یہ آخری ملاقات تھی۔ باقیماندہ ۱۵۰ رنگروٹوں پر کرنیل نے
۲۶۔ اپریل تک یعنی دوسرے دن تک میری کمان کو بحال رکھکر مجھے حکم دیا کہ تاریخ مذکورہ کے بعد میں میجر نقی کو جو ایک
نظامیہ پلٹن کا کمانیر تھا جاملوں وہ میرا افسر ہوگا اور اُسوقت سے میری کمان ختم ہو جائیگی۔ یہ پلٹن کمپ کے
ایک اور حصہ میں مقیم تھی۔ میں نے اپنے سپاہیونکی سج دھج بڑھانے میں بڑی کوشش کی اور خود بھی خوب آراستہ پیراستہ
بنا۔ صفائی اور قطع وضع کی درستی سے فارغ ہو کر ہم نے اپنا اسباب اُٹھا لیا اور دوہری قطار میں پلٹن
کیطرف چلدیئے۔ لفٹننٹ تراب و سیمور شمشیر برہنہ آگے آگے تھے مقام مقصود پر پہنچکر میں نے میجر کو اطلاع کرائی۔
اُسنے ہمارا ملاحظہ کر کے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اِس سے ایک گھنٹہ بعد میرے ایک سو پچاس سپاہی تقریباً مساوی
تعداد میں پلٹن مذکور کی ہر چہار کمپنیوں میں بانٹ دیئے گئے۔ خوش نصیبی سے میں جیکب اور تراب ایک ہی
کمپنی میں رہے۔ اسکے پہلے لفٹننٹ ایک کے سوا جنگ سرویا میں ضائع ہو گئے تھے۔ الغرض میری پہلی کمپنی
کمان (کمپنی کی افسری) ۳۱ دن کے بعد بخیریت ختم ہو گئی ✦

میری نئی کمپنی میں ۱۶۰ سپاہی تھے۔ رنگروٹ بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ یہ کمپنی تین سکویڈرن
(حصوں) پر منقسم تھی۔ پہلا سکویڈ لفٹننٹ ہردر کے ماتحت تھا۔ دوسرا لفٹننٹ ہربرٹ (یعنے مصنف کتاب)

اور نمبر ا لفٹنٹ سیمور کے ماتحت تہا۔ ہر ایک سکوبڈ میں ایک ایک سارجنٹ اور ایک ایک کارپورل بہی تہا۔ پلٹن کے جھنڈے اسی کمپنی کے پاس تھے۔ وہ لفٹنٹ تراب کی تحویل میں دیئے گئے۔ اور ایک کارپورل اور بارہ سپاہی اُسکے ماتحت کردیئے گئے۔ میں اس چوتہی سکوبڈ کو کلر سکوبڈ (علم بردار سکوبڈ) اور اختصار کیلئے ابراہیم کو النسائین[1] لکھونگا۔ مگر اِسے کبہی فراموش نہ کیا جائے کہ ترکی فوج میں یہہ درجہ بالکل موجود نہیں ہے۔ ترکی سپاہی اِس شخص کو جو عَلَم بردار ہو۔ النسائین کی جگہ بیرق دار یا سنجق دار کہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہو۔ مگر عموماً کارپورل اس خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ عَلَم سرخ کپڑے کا ہوتا ہے اور اسپر سفید ہلال اور ستارہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارا جھنڈا ۱۸۲۸ء سے ملک اور قوم کی خدمت کررہا تھا۔ ہر ایک پلٹن کے پاس ایک سبز جھنڈا بہی ہوتا ہے جو حضرت سرور کائنات کے عَلَم کا بدل سمجھا جاتا ہے۔ یہہ جھنڈا میدان جنگ میں نہیں لایا جاتا۔ بلکہ جہاں پلٹن کی اصلی قیامگاہ ہو وہیں رکھا رہتا ہے اور مذہبی جلسوں کے موقع پر باہر نکالا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کمپنی کے سبز جھنڈے کو کبھی نہ دیکھا۔ میری کمپنی کی جمعیت حسب ذیل تہی:

کپتان ۱- کل کمپنی کیلئے		تیسرا سکوبڈ لفٹنٹ سیمور	۱	غیر مصافی[2]۔ بگلچی	۱
اوّل سکوبڈ۔ لفٹنٹ ہرور۔	۱	نن کمیشنڈ افسر	۲	طبلچی	۲
نن کمیشنڈ افسر	۲	سپاہی تخمیناً	۵۰	کپتان[3] کا اردلی	۱
سپاہی تخمیناً	۵۰	کلر سکوبڈ۔ لفٹنٹ تراب	۱	سامان کی محافظ سپاہی	
دوسرا سکوبڈ لفٹنٹ ہربرٹ۔	۱	کارپورل	۱	چار بارکش گھوڑوں کے	۲
نن کمیشنڈ افسر	۲	سپاہی	۱۲	ساتھہ تھے	
سپاہی تخمیناً۔	۵۰			میزان	۱۸۰

دوسری تفصیل:۔ افسر ۵- نن کمیشنڈ افسر ۸- سپاہی (تخمیناً) ۱۶۲- غیر مصافی ۶- جملہ (تخمیناً) ۱۸۰- ایلیونا کی پہلی لڑائی تک جو ۲۰ جولائی کو ہوئی کمپنی کی یہی جمعیت رہی۔ فی سکوبڈ پچاس سپاہیونکا اندازہ تخمیناً ہے (یعنی کسی کمپنی میں کچھہ کم اور کسی میں اِس سے کچھہ زیادہ تھے)۔

[1] النسائین انگریزی فوج میں لفٹنٹ سے چھوٹے درجہ کا افسر ہوتا ہے۔ اور مدارج افسری اسی سے شروع ہوتی ہیں یہہ عَلَم بردار ہوتا ہے۔

[2] غیر مصافی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو صف جنگ میں مقابلہ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ مترجم۔

[3] ضابطہ کی رو سے ہر ایک کپتان کی پاس ایک بلوق امینی (منشی) ہونا چاہیے۔ مگر ہمارے کپتان کے پاس کوئی منشی نہ تھا اسکی جگہ اردلی جو کافی تعلیم یافتہ نوعمر سپاہی تہا کام کرتا تہا۔ گو کتابیں اور رجسٹر اول لفٹنٹ کی پاس رہتے تہے۔ مصنف۔ ترکی میں کمپنی کو بلوق یا بلوک کہتے ہیں۔ مترجم۔

۱۵۰ سپاہیوں میں سے ۱۱۰ محاربہ سرویا میں شریک رہ چکے تھے۔ باقی چالیس رنگروٹ تھے۔ جبر سکوپڈ کی پچاس سپاہیوں میں سے ۳۵ نبرد آزما اور پندرہ نو بھرتی شدہ تھے +

ہماری پلٹن کی دوسری تینوں کمپنیوں میں سے ہر ایک کی جمعیت بالاوسط ایکسو ساٹھہ تھی۔ کل پلٹن کی جمعیت بہ تفصیل ذیل تھی۔ میجر ۱۔ قول آغاسی ۱۔ باش چاؤش ۱۔ ایک کمپنی (تخمیناً) ۱۸۰۔ تین کمپنیاں بحساب فی کمپنی ۱۶۰ - ۴۸۰ آدمی (غیر مصافی) کاتب جو افسری کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱ سرجن[51] جونیر افسری کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱۔ ٹرین سولجرز[52] جنکی تحویل میں دو بیل گاڑیاں اور دو بارکش گھوڑے تھے۔ ۳ کارپورل جو کل پلٹن کے ٹرین سولجرز کا افسر تھا۔ ۱۔ میزان (تخمیناً) ۶۶۹ آدمی۔ اُنکی دوسری تفصیل یہ تھی افسر ۱۹۔ نن کمیشنڈ افسر ۲۶۔ سپاہی (تخمیناً) ۵۹۴۔ غیر مصافی ۳۰۔ میزان ۶۶۹۔ میری کمپنی کے پانچ افسروں میں چار مکتب لی تھے۔ یہہ صرف حسن اتفاق تھا۔ ہماری پلٹن کی دوسری تین کمپنیوں کے تینوں کپتان اور ۹ لفٹننٹ الائی لی تھے۔ پلٹن کے کل انیس[19] افسروں میں سے پانچ مکتب لی اور چودہ[14] الائی لی تھے۔

اب میں اپنے ساتھی افسروں کی ملاقات ناظرین سے کراتا ہوں +

میجر یوسف تقی ایرانی الاصل تھا اور قسطنطنیہ میں پیدا ہوا تھا۔ میں جتنے ترکی افسروں سے ملا۔ اُسکو میں نے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ پایا۔ اُسنے جرمنی کے مدارس میں تعلیم پائی تھی اور ایک ایک برس لندن اور پیرس میں بھی رہا تھا۔ وہ عربی اور فارسی کی طرح جرمن۔ انگریزی اور فرنچ کو بھی روانی کے ساتھہ بولتا تھا۔ بحیثیت افسری جہانتک انتظام اور نظم ونسق کا تعلق تھا وہ اچھا افسر تھا۔ اور اسی لیے ہماری پلٹن اکثر دوسری پلٹنوں سے بالعموم اچھی حالت میں رہتی تھی۔ مگر لڑائی میں اُسے فوراً جوش آجاتا تھا اور اُسکے دماغ میں تیزی آجاتی تھی۔ لیکن ساتھہ ہی اُسکی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ وہ قواعد سیاست کے نفاذ میں بڑا سخت تھا اور سپاہیونکی ذاتی صفائی اور پاکیزگی کا جسکی ترکی سپاہی عموماً پرواہ نہیں رکھتے سخت خیال رکھتا تھا۔ وہ تنخواہ کے علاوہ گھر سے بھی بہت مالدار تھا۔ زندہ دلی کا بہت شیدا تھا اور چھپ چھپ کر کسی قدر شراب بھی پیا کرتا تھا۔ یہ بُری بدعت اُسے انگلستان سے چمٹی تھی۔

[51]۔ بروئے ضابطہ ہر ایک پلٹن میں ایک سرجن۔ ایک طبیب اور ایک نائب طبیب ہونا چاہئے۔ مگر ہماری پلٹن میں صرف پہلا تھا۔ اور کئی پلٹنوں میں ان طبی افسروں میں سے ایک بھی نہ تھا۔ مصنف۔

[52]۔ ٹرین ان جانوروں اور گاڑیوں کو بھی کہتے ہیں جو سامان رسد وخیام یا گولہ بارود کیلئے فوج کے ہمراہ ہوں کمپنیوں کے گاڑیوں یا جانوروں کے محافظ سپاہی ہر ایک کمپنی کی جمعیت میں شمار ہو چکے ہیں۔ یہ تین سپاہی صرف کمپنی کے اعلے افسروں اور نیز کل کمپنی کے مشترکہ اسباب کے محافظ تھے۔ مترجم +

اُسکی عمر ۴۵ برس کی تہی۔ شکل شباہت میں خوبصورت اور موٹاپے کی طرف مائل معلوم ہوتا تہا۔ اُسکی صرف ایک بیوی تہی۔ جو اصفہان کی ارمن عیسائی عورت تھی وہ قسطنطنیہ میں رہتی تھی اور کئی بچوں کی ماں تہی۔ میجر اپنی اولاد کی عکسی تصویریں ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا تہا۔ اور انکی خوبصورتی کی تعریف سننے سے بڑھکر اُسے کسی اور چیز سے خوشی نہ ہوتی تہی۔ اُسے انگریز مورخ کنگ لیک سے جسکی تاریخ "جنگ کریمیا" کی پانچویں جلد حال میں شایع ہوئی تھی بڑی محبت تہی۔ اِس مصنف کی کتابوں سے وہ مجہکو اور جیک کو ہمیشہ فقرے پر فقرے سناتا رہتا تھا۔ بدوران محاربہ وہ ہمسے نہایت عمدگی سے پیش آتا۔ کول اغاسی نسلاً و پیدائیشاً قسطنطنیہ کا رہنے والہ تھا وہ عادات وخصائل میں میجر کے عین برعکس تہا۔ لڑائی میں اُسکا دماغ مجتمع اور طبیعت قابو میں رہتی۔ مگر انتظامی معاملات میں بالکل بے پرواہ تہا۔ کیونکہ وہ تعلیم یافتہ نہ تہا۔ اور ساتہہ ہی بڑا چلبلا اور سیماب وش تہا۔ ہم افسروں کے ساتہہ تو وہ نہایت خوش اخلاقی اور خندہ روئی سے پیش آتا۔ مگر سپاہیونکو کاٹنے کو دوڑتا اور اُن سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتا۔ جسکی وجہہ سے وہ اس سے سخت نفرت کرتے تہے۔ میں بہی اُسے پسند نہ کرتا تہا اور خوش قسمتی سے مجہے اس سے بہت کم بلکہ نہ ہونیکے برابر تعلق پڑتا تہا۔

کاتب محنتی و قابل افسر اور خوش خلق و شریف نوجوان تہا۔ وہ وایناہ ریلوں کا نہا اور جرمن بول لیتا تہا۔ وہ ٹین کی سیٹی کو عجیب مہارت اور استادی سے بجایا کرتا تہا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر پڑتا اور جو سر میں مجہہ سے روپیہ جیت لیا کرتا تہا۔

سرجن بدخو۔ بدخلق اور نہایت دلعزیز تہا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے اُسے سرکاری خرچ پر پیرس اور برلن میں تعلیم دلوائی تہی۔ اسکی قابلیت متوسط درجہ کی تہی۔ مگر اسکی مستعدی اور سرگرمی میں کوئی کسر باقی نہ تہی۔ پلٹن کا سمر باش چاوش صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی فوج کے جن معدودے چند بُرے افسروں سے مجہے سابقہ پڑا یہ انکا بدترین نمونہ تہا۔ وہ کاہل۔ حریص۔ پیٹو۔ خود غرض۔ بددیانت اور بزدل تھا۔ ہماری کمپنی کے کپتان کا نام احمد مصطفےٰ دربندی تھا۔ وہ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور وہیں اُسنے تربیت پائی۔ وہ پست قامت اور بدشکل تہا مگر مضبوط و چابک اور برے ایسا پہرتیلا۔ وہ شکل وشباہت چال ڈہال میں نہایت ہی شریر بکرے کے مشابہ معلوم ہوتا تہا۔ خاصہ تعلیم یافتہ تھا۔ لڑائی کے گھمسان اور آتشباری میں بہادر اور دلیر تہا۔ مگر کمپنی کے تقریباً کل انتظامی معاملات کو اوّل لفٹنٹ پر چہوڑ دینے کا نقص رکھتا تھا۔ اول لفٹنٹ اسکے کل کام کرتا تہا۔ اور گو وہ بیچارہ نہایت مستعدی اور گرمجوشی سے کام کرتا تہا مگر کپتان کی سستی سے جو کمی واقع ہو جاتی تہی اسی بعض وقت

کامل طور پر پورا نہیں کر سکتا تھا۔ کپتان کا ایک خاصہ یہہ بھی تہا کہ اُسے فی الفور اور بعض وقت نہایت ہی نامناسب موقعو نپر بھی نیند آجاتی تہی اور وہ سو جاتا تہا۔ لیکن کبہی کبہی وہ جان بوجہہ کر بہی سو یا ہوا بن جاتا تہا۔ اور نیم باز پردہ ہائے چشم سے سپاہیوں کو دیکھتا رہتا تہا۔ میجر کیطرح تنخواہ کے علاوہ یہ بہی ذاتی آمدنی رکہتا تہا۔ اسکی دو بیویاں اور کئی بچے تہے جو قسطنطنیہ میں رہتے تہے۔ اُسے اولاد سے بڑی محبت معلوم ہوتی تہی۔ وہ خوش طبع تہا اور کئی باتوں میں اُسکی طبیعت میں لڑکپن سا پایا جاتا تہا۔ مثلاً وہ چند پیسوں۔ سگرٹوں اور گاہ گاہ بسکٹوں کی بہی بازی بندہا کرتا تہا۔ ٹھیکریوں سے کعبتین کا کام لیتا تہا اور کھیل کا طریق یہ بنایا ہوا تھا کہ زمین پر خط کہینچکر ٹھیکریاں اُسپر پھینکی جاتیں۔ اِس کہیل کے موجد وہ آپ ہی تہے۔ وہ مجہہ سے دوستانہ برتاؤ کرتا اور عموماً مجہہ سے صلاح و مشورہ بہی لیتا رہتا +

اوّل لفٹنٹ کا نام محمد ہرور تہا۔ اُسکا خاندان اصل میں میسوپوٹیمیا (جزیرہ یعنی دوابہ دجلہ و فرات) کا رہنیوالا تہا۔ جہاں سے آکر وہ قسطنطنیہ میں آباد ہوگیا تہا۔ اسکی عمر ۲۸ برس کی تہی۔ قد ۶ فیٹ سے بہی کچہہ اوپر اور خوب چوڑا چکلا۔ قوی ہیکل اور تنومند نوجوان تہا۔ وہ محاربہ سرویا میں ملازم اوّل کے درجہ پر ترقی یاب ہوا تھا۔ وہ آلائی تہا اور صرف قوت بازو اور حسن خدمات سے ترقی لیتا رہا تھا۔ کپتان کیلئے تو اُسکا وجود لازمی ہو رہا تہا۔ مگر میجر بھی اُسکی خاص عزت کرتا تہا۔ میں اُسکی محنت و مستعدی اور گرمجوشی کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ اسکی سمجہہ کسیقدر کند تہی۔ وہ حکم کا منشا باآسانی نہیں سمجہہ سکتا تہا۔ اور خرام و رفتار میں بہی بھدا تہا۔ ان باتوں کے سوائے وہ اور سب طرح سے عمدہ اور قابل اعتبار افسر تہا۔ ذاتی طور پر مجہے اوس سے بہت محبت تھی۔ میں نے اُسکو ہمیشہ سچا دوست پایا۔ اُسکی تعلیم ابتدائی درجہ کی تھی۔ وہ صرف لکھہ پڑھہ سکتا تھا اور بس شطرنج[۱] کا بڑا شوقین تھا۔ اور اسکا کھلاڑی بھی تھا۔ جب ہم پلیونا میں گئے تو وہاں ہمکو بساط اور مہرے ملگئے۔ وہ ان کو نہایت ہی نامناسب موقعو نپر بھی نکال لیتا اور سخت بضد ہوتا کہ زیادہ نہ سہی ایک بازی ہی کہیل لیجائے۔ ویڈن کے کیمپ میں ہرور نے پاس بیٹھکر سپاہیوں سے عجیب غریب قطع کے چوبی مہرے بنوائے ہوئے تہے۔ اور بساط کے خط بلگیریا کے نقشہ کی پشت پر جو میرے پاس تھا کھینچ لئے گئے تہے۔ ہرور کا ایک اور قابل تعریف اور بینظیر وصف یہہ تہا کہ اُسے اپنے والدین اور ہموطنوں سے بے اندازہ محبت تھی۔ اُسکی باپ کی جیسا کہ عموماً کم استطاعت اشخاص کی کیفیت ہے فقط ایک ہی بیوی تہی۔ یہہ بہادر ۳۰ جولائی کی لڑائی میں جام شہادت نوش کر گیا۔ اُسکی وفات سے خاندان پر یقیناً سخت مصیبت پڑ گئی ہوگی۔ خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پلیونا کی سنہری ہاکو نکو اسپر سبک رکہے آمین

[۱] شطرنج کا ذکر آجانے پر میں ایک عجیب واقعہ کا ذکر کر دینا ضروری سمجہتا ہوں۔ ویڈن کیمپ میں ہمارے پاس سپاہی پہنچے

دوسرے سکوبڈ کے لفٹنٹ ولیم ہربرٹ سے تو ناظرین کی پہلے ہی سے گہری ملاقات ہی۔ اسیطرح تیسرے سکوبڈ کے لفٹنٹ جان سیمور اور انسائبن نزاب کو بھی وہ بخوبی جانتے ہیں۔ یہاں اُن تینوں کا ذکر فضول ہے۔ اب صرف ایک شخص باقی رہگیا ہی جسکا میں یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ جدت طرازی اور ہر فن مولا ہونے میں اپنی آپ ہی نظیر اور جن کئی سو ترکوں سے مجھے ذاتی طور پر واقفیت حاصل ہوئی ان سب سے کئی باتوں میں افضل و اعلےٰ تہا۔ اس بےنظیر شخص سے میری مراد اپنی سکوبڈ کے سارجنٹ سے ہے اسکا نام بقال تہا اور وہ بحرہ مارمورا کے ساحلی قصبہ سلیوری کا باشندہ تہا۔ اسکی عمر پچاس برس کی تہی قد چھوٹا۔ جسم نپلا۔ ڈاڑھی سیاہ و سپید۔ بدن چھریرا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ۔ بارہ چودہ زخموں کے اور دو تین کھجوری نشان[1] تہے۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوج میں بھرتی ہوگیا تہا۔ اور ۱۸۵۳ء ۱۸۵۴ء میں (نامور غازی عمر پاشا کے ماتحت) سلسٹریا میں اور اُسکے قریب ۱۸۵۵ء میں سباسٹوپل (واقعہ کریمیا) کے سامنے ۱۸۶۲ء میں مانٹی نیگرو (جبل اسود یا قرہ داغ) میں۔ کریٹ میں ۱۸[illegible]ء سے ۱۸۶۸ء تک اور بوسنیا و سرویا میں ۱۸۷۶ء میں شریک کارزار رہ چکا تھا۔ علاقہ کاکس (کوہ قاف) میسوپوٹیمیا۔ شام اور عرب میں اُسنے بجالت صلح فوجی خدمت سرانجام دی تہی۔ وہ عربی اور ترکی لکھہ پڑھہ سکتا تھا۔ اور بلغاری زبان اور علاقہ کوہ قاف کی چھہ سات مختلف بولیاں بول سکتا تہا۔ وہ بہت ہی باخبر آدمی تھا۔ اور جو کچھہ اُسے آتا تہا وہ سب اُسنے اپنی ہمت سے سیکھا تہا۔ لڑکپن میں اُسے کوئی تعلیم نہ ملی تہی اُسکے کمالات اور معلومات کا دایرہ ایسا وسیع تہا کہ انسان متحیر رہجاتا تھا۔ وہ قابل ترین فرانسیسی خانساماں سے اچھا کھانا پکا سکتا تہا۔ لایق درزی سے بہتر کپڑے سی سکتا تہا۔ ماہر کفش دوز سے بہتر بوتوں کی مرمت کر سکتا تہا۔ زخم کی مرہم پٹی اور شکستہ عضو کے باندہنے میں متوسط لیاقت کے ترکی فوج کے ڈاکٹروں سے بہت زیادہ لایق تھا۔ طبل اور بگل ایسی خوبی سے بجا سکتا تہا کہ جن لوگوں کا یہہ پیشہ ہے وہ دنگ رہجاتے تھے۔ کل پلٹن بہر میں وہ سب سے زیادہ قادر انداز تھا۔ اور مورچوں و دمدموں کے بنانے میں تعلیم یافتہ انجنیر اسکے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ۔ بنائے ہوئے دو بساطوں کے مہرے تہے۔ ایک بساط کے سپید و سرخ اور دوسرے کے سبز و سرخ تہے۔ میں ایک اور لفٹنٹ سمی اکبر سے بہی اکثر بازی کھیلتا تہا۔ جب ہم سرخ و سپید مہروں سے کھیلتے تو ہمیشہ اکبر بازی لیجاتا اور جب دوسرے مہروں سے تو وہ ہمیشہ ہار جاتا۔ اسکی وجہ بعد میں معلوم ہوگئی۔ وہ رنگوں میں تمیز نہیں کر سکتا تہا۔ اُسکی بینائی اس بارہ میں معدوم تہی۔ مصنف

[1] یہ نشان کھجور کے مشابہ جلد پر ہوتے ہیں اور زیادہ تر اُن علاقوں کے باشندوں کے جسم پر ہوتے ہیں جہاں کھجور زیادہ کاشت کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ خلیج فارس کے ساحلی اضلاع میں اُنکی بہت کثرت ہے۔ بصرہ میں یورپین یا دیسی ایک بہی ایسا شخص نہیں جو اس نشان سے بچا رہے۔ مصنف۔

وہ سکویڈ۔ کمپنی۔ اور بٹالین کی کمان لائق لفٹنٹ۔ کپتان یا میجر کے برابر بلکہ ان سے بھی عمدہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ ضرورت کے موقعوں پر اُس نے کئی دفعہ ایسا کیا بھی۔ وہ اپنے شہنشاہ کی قلمرو کے ہر ایک گاؤں پہاڑ راستہ، سڑک، کھیت اور سرائے کو جانتا تھا۔ الغرض اُسنے ہر ایک چیز کو دیکھا ہوا تھا۔ اور ہر جگہ پہچانتا تھا وہ جرمن کمپنی لیڈر (افسر کمپنی) کی طرح سنتریوں کو حسب موقع مامور کرنا۔ کیمپ کو کھڑا کرنا۔ سکرمشروں[۱] کو مختلف جگہ بٹھانا۔ فوج کو درستی کے ساتھ واپس ہٹا لینا اور مربع بنانا بخوبی جانتا تھا۔ باوجود ان سب خوبیوں کے فخر و شیخی کا اس میں نام نہ تھا۔ پورا مودب۔ متواضع۔ اور متین تھا۔ وہ اصولاً کبھی نہیں ہنستا تھا۔ اُسکا عام مقولہ تھا کہ "مرد کبھی نہیں ہنستا"۔ بعض وقت سپاہی اُسکو ہنسانے کے لئے طرح طرح کی نقلیں اور مسخرہ پن کرتے۔ جنکو دیکھکر پتھر کے بُت بھی مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ جاتے۔ مگر سارجنٹ بقال کے چہرہ کا ایک پٹھہ بھی متحرک نہ ہوتا۔ وہ اُنکی طرف صرف پدرانہ شفقت اور عفو و در گذر کی نظر سے دیکھتا رہتا۔ لڑائی میں وہ بڑا بھادر تھا اور اسکے خیالات مجتمع رہتے۔ دماغ میں کبھی تیزی اور اشتعال نہ آتا۔ نہ کبھی اُسکی طبیعت بے قابو ہوتی۔ اُسکی براقی طبع اور سوجھہ بلا کی تھی۔ ہر مشکل کیلئے اُسکے پاس کوئی نہ کوئی سبیل موجود ہوتی۔ ہر مصیبت کا علاج اور ہر خطرہ و مزاحمت کا تریاق اُسکے پاس تھا۔ اور غیر مترقبہ حادثہ پر اُسکے ذاتی تجربہ کا کوئی نہ کوئی حصہ کام دیجاتا۔ اُسکا حافظہ غضب کا تھا۔ اور کوئی گذشتہ تجربہ یا معاملہ اُسے فراموش نہ ہوتا تھا۔ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ جنگ کے دوران میں بعض وقت فوج کے لئے رسد کا بہم پہنچانا نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی مشکل کے وقت وہ جسطرح رسد کا انتظام کر دیتا تھا وہ واقعی کمال حیرت افزا ہوتا تھا۔ چنانچہ بسا اوقات جبکہ دوسرے سکویڈ بھوکے مر رہے ہوتے تھے۔ میرا سکویڈ بڑے مزے سے کھانا کھانے میں مصروف ہوتا تھا۔ سپاہی پر وہ بہت مہربانی کرتا تھا۔ لیکن خطا یا انتظامی فرو گذاشت سے کبھی در گذر نہ کرتا۔ سپاہی ایسے نادان نہ تھے کہ اُسکی سودمندی اور کار آمدگی کی قدر نہ کرتے۔ مگر وہ صرف اسلیئے نہیں بلکہ اُسکی انصاف پسندی، سلیم الطبعی اور دیانتداری کیلئے بھی اُسے دل و جان سے پسند کرتے تھے۔ بیمار سپاہیوں کے ساتھ وہ مادر مہربان کی طرح بہ شفقت پیش آتا۔ با ایں ہمہ اوصاف اپنے سپاہیانہ پیشہ سے علاوہ دُنیاوی معاملات میں بچوں سے زیادہ سیدھا سادہ تھا۔ اُسکا کوئی عزیز و رشتہ دار نہ تھا۔ اُسکا بیان تھا کہ مجھے عشق و محبت کی کبھی چاٹ نہیں لگی۔ مگر میں نے اُسے ایکدفعہ اپنی

۱؎ سکرمشر منفرد طور پر لڑائی کرنیوالے کو کہتے ہیں۔ عام قاعدہ ہے کہ غنیم کو پیشقدمی اور حملہ کے وقت نقصان پہونچانے کیلئے تاک و انداز [illegible] یا محفوظ مقاما میں یا کسی آڑ کے پیچھے متفرق جگہوں پر دو دو تین تین یا کم و بیش تعداد کی ٹولیوں میں مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو دشمن کے سامنے ہر جگہ اُسکو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ آفریدیوں نے ۱۸۹۷ء کی مہم تیراہ میں یہی روش اختیار کی تھی جس سے انگریزی فوج کو بہت نقصان پہونچا۔ اور آفریدی بھی [illegible] مشہور ہیں

پُرانی پاکٹ بک سے ایک عکسی تصویر نکالکر اُسکو پیاری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تاڑ لیا تھا۔ ترک بطور قاعدہ کلیہ اپنی تصویریں نہیں اُتروانے۔ کیونکہ میرا خیال ہو کہ اسلام انسان کی تصویر اُتارنے جانیکی ممانعت کرتا ہے۔ اس لئے بقال والی تصویر کا اصل ضرور عیسوی یا یہودی المذہب ہوگا۔ افواہاً اُسکی نسبت طرح طرح کی عجیب و غریب باتیں مشہور نہیں۔ تاہم اگر اسبات کو تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ وہ کبھی کسی کے تیز نگاہ سے گھائل نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی یہ میرا ذاتی تجربہ ہو کہ وہ مُحبّت و عشق کی قابلیت ضرور رکھتا تھا۔ کیونکہ اُسے مجھ سے بھی بحد الفت و محبّت ہو گئی تھی۔ اُسکے دل میں مُحبّت و عشق کا احساس نہ ہوتا تو ایسا ہرگز وقوع میں نہ آتا۔ ابتدا سے لیکر انتہا تک بقال میرا رہبر۔ ناصح شفیق اور دوست صادق رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں کیا کرتا۔ میں نے جب کبھی اس سے نصیحت امداد یا دوستانہ اعانت کی استدعا کی۔ اُسکی طرف سے ایک دفعہ بھی فروگذاشت نہ ہوئی۔ میں بخارسٹ میں اس سے علیحدہ ہوا۔ اور اُسکے بعد اُسکو دیکھنا یا اُسکی نسبت کوئی خبر سننا نصیب نہیں ہوا۔

میرے سکویڈ کا کارپورل صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی نن کمیشنڈ افسروں کا خاصہ نمونہ تھا۔ وہ جاہل جنگ ورت ہو کاہل اور لاپرواہ شخص تھا۔ مگر ساتھ ہی قابل اعتبار مطیع اور دلی شوق سے فرمانبرداری کرنیوالا تھا۔ وہ اپنی ذمہ واری پر اور اپنے دماغ سے کام لیکر باختیار خود کبھی کچھ نہیں کرتا تھا بلکہ ہمیشہ احکام کی تعمیل پر کفایت کرتا تھا۔ لیکن تعمیل نہایت تندہی اور جانکاہی سے کرتا۔ وہ اپنا فرض بخوبی ادا کرتا تھا۔ مگر فرض سے بڑھکر کچھہ نہ کرتا تھا۔ بہادری کی نسبت وہ ثابت قدم زیادہ تھا۔ موت کی مطلقاً پرواہ نہ کرتا تھا اور کل گبروں سے بالعموم اور روسیوں۔ سرویوں اور بلغاریوں سے بالخصوص نہایت ہی نفرت رکھتا تھا۔ وہ قانع۔ صابر۔ بے انتہا جفاکش۔ کج اخلاق۔ درشت خو۔ کبھی کبھی وحشی مزاج مگر ساتھ ہی خوش چلن۔ پاکیزہ خیال اور اپنے ہم مذہبوں سے کمال خلیق اور خوش خو تھا۔

اپنی کمپنی کے سپاہیوں کی نسبت میں اپنی رائے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور یہی رائے کل ترک سپاہیوں کی نسبت بالعموم صادق آتی ہے۔ حملہ کیوقت انمیں رومانوی انفنٹری ایسی تیزی اور جھپٹ نہیں پائی جاتی۔ (اسبارہ میں رومانوی انفنٹری روسی فوج پیدل پر بھی فوقیت رکھتی ہے) مگر جب وہ بچاؤ کے پہلو پر ہوں تو ان سے بڑھکر ثابت قدم۔ دلیر۔ اور جانباز کوئی نہیں ہو سکتا۔ جرمن جرنیل مولٹکی کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ غنیم کے حملہ کے اس موقعہ پر جبکہ اور سپاہی بھاگ کھڑے ہوں ترکونکی مدافعت کا اُسوقت ابھی آغاز شروع ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں بھی جو اور اقوام کے سپاہیوں کو لازمی طور پر پراگندہ خاطر اور متزلزل کر دیتے وہ برابر مطیع اور زندہ دل رہتے تھے اور ایسے فقر و فاقہ اور مصائب میں جو اُن دونکو

بالضرور ہلاک کر دیتیں۔ وہ نہ فقط زندہ ہی تھے بلکہ مضبوط و توانا اور باہوش و حواس بھی رہتے ۔

اسمیں کلام نہیں کہ فتح پلیونا کے بعد بلقان کے شمال کیطرف کے قلعوں کی فوجوں کے سوا باقی کل عثمانیہ افواج کی ہمت و جوش میں یکبارگی کامل انقلاب اسطرح وقوع میں آیا کہ پہلے سپاہیوں کا رویہ اوسط درجہ کا ہوا۔ پھر ناقص اور آخرکار بزدلانہ ہوگیا۔ مگر اس تغیر کے اسباب اندرونی (یعنی سپاہیوں کی ذاتی خرابی سے) نہ تھے۔ بلکہ بیرونی تھے۔ انتظام بالکل خراب ہوگیا تھا۔ پے در پے شکستوں نے انکے حوصلے پست کردیئے تھے۔ اور سلطنت کی عاملانہ کل بالکل چلنا چھوڑ گئی تھی۔ ایسے نادر الوقوع اتفاقیہ اسباب و حالات سے جو اثر پڑا اس سے موکلی کی رائے کی درستی میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا ۔

اپنے سے بالا تر افسران فوج میں سے قائم مقام اور میرلوا کے درجوں کے افسروں کا تذکرہ میں نظرانداز کرجاتا ہوں کیونکہ محاربہ کے دوران میں مجھے تقریباً آدھی درجن کرنیلوں کے ماتحت رہنا پڑا۔ اور تین میرلوا نوبت بہ نوبت ہم پر متقرر ہوئے۔ اُن میں سے کس کس کا ذکر کیا جائے۔ البتہ ایک میرلوا کی نسبت یہ بتا دینا شاید بے محل نہوگا کہ وہ اپنے زعم میں خود کو شکل و شباہت اور لیاقت و قابلیت میں موکلی کے مشابہ سمجھتا تھا۔ اور کل کمپ اُسکی اس سفاہت پر ہنسی اُڑایا کرتا تھا۔

ہمارا فریق عادل پاشا تھا وہ بہادر۔ چالاک۔ محنتی۔ جان نثار اور ترکی فوج کے بہترین افسروں میں سے تھا۔ مشیر اُسپر بڑا اعتبار کرتا تھا اور کل کمپ میں وہ نہایت کامل اور قابل افسر گنا جاتا تھا۔ عادل پاشا کے بعد میں ناظرین سے اُنکو ایک شخص سے روشناس کرانیکی اجازت چاہتا ہوں جو قیامت تک آیندہ نسلوں میں محافظ پلیونا اور ترکوں میں عثمان غازی[۵۲] کے نام سے مشہور رہیگا۔

شیر غازی عثمان نوری پاشا ۱۸۳۲ء میں ایشیا کوچک کے قصبہ توکٹ (توقاد) میں متولد ہوئے تھے۔ مکتب حربی کا امتحان پاس کرکے فوج سواران (کیولری) میں داخل ہوئے۔ بحیثیت ملازم ثانی ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۶ء تک محاربہ کریمیا میں شریک کارزار رہے ۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو بمقام یوپاٹوریا (واقع کریمیا) شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ ۱۸۵۶ء میں ملازم اول بنے۔ شام کی بغاوت (دروزان و ماروینان) کی انطفا میں شریک رہے۔ ۱۸۶۱ء میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی یاب ہوئے۔ بغاوت کریٹ کی فرو کرنیمیں شامل ہوئے اور ۱۸۶۶ء میں پہلے کول آغاسی اور پھر بن باشی بنائے گئے۔ ۱۸۶۸ء میں قائم مقام۔ اور ۱۸۷۰ء میں میرالائی ہوئے ۱۸۷۱ء　　اور ۱۸۷۲ء کے محاربہ یمن میں (جو باغی عربوں کے ساتھہ ہوا) شریک رہے ۱۸۷۳ء

---

[۵۲] غازی کا خطاب بارگاہ سلطانی سے بہت کم خوش نصیبوں کو عطا ہوتا ہے۔ شیر پلیونا کو یہہ خطاب سلطان المعظم نے ۱۸۷۷ء میں عطا کیا تھا۔ صنف ایشیائی افواج کے سپہ سالار مختار پاشا کو بھی اسیوقت غازی بنایا گیا تھا۔ مترجم۔

میں میر لوا رہا اور ۱۸۷۴ء میں فریق کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ محاربہ سرویا میں اُنہوں نے بمقام الیسور ۱۰ جولائی ۱۸۷۶ء کو اور بمقام سیچار ۔۔ اگست ۱۸۷۶ء کو سرویوں کو کامل زک دیکر محاربہ کا خاتمہ کیا اور ان فتوحات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اُنکو مشیر کا اعلےٰ رتبہ مرحمت فرمایا +

اگر اعزاز و احترام۔ شہرت و ناموری۔ اور حشمت و دولت انسان کو خوش بنا سکتی ہے تو عثمان پاشا بے شک دُنیا بھر میں سب سے خوش نصیب شخص ہیں اور اُنکو اپنے تئیں ایسا سمجھنا چاہئے۔ اپنے ملک اور کل دنیا میں وہ زمانہ حال کے قابل ترین بہادروں اور مشاہیر زمانہ میں سے تصور کئے گئے ہیں اور اس شہرت کے وہ بیشک حقدار ہیں۔ اُنھوں نے دُنیا میں اپنے کارناموں کی دھوم برپا کردی ہے۔ اور دُنیا نے اُنکو بیشک درست طور پر موجودہ زمانہ کے لیونیڈاس[۱] کا نام عطا کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ اپنی بد دماغ اور

[۱] لیونی ڈاس یونان کے علاقہ سپارٹا کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سوتیلے بھائی کلیومنیس کے بعد ۴۹۱ء قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ جب کیخسرو شاہ ایران نے کئی لاکھ فوج سے یونان پر چڑھائی کی تو اُس نامور محبِ وطن نے جسکا نام قیامت تک صفحہ عالم پر ثبت رہیگا۔ تین سو جان بازوں سے درہ تھرموپائیلی پر کئی ہفتوں تک ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور اُن کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ آخر افیل ٹاس باشندہ طراشینی کی غداری سے ایرانیوں کا ایک دستہ ایک اور پوشیدہ درہ سے عبور کرکے لیونی ڈاس کے عقب پر آپڑا۔ وہ اپنے بہادروں سمیت جان پر کھیل گیا اور ایرانیوں کو کامل فتح ہوگئی۔ تین سو میں سے صرف ایک شخص زندہ بچکر بھاگ گیا۔ مگر ابنائے وطن نے اسکو نہایت ذلیل کیا کہ ایسے میدان میں جان دینا ہزار زندگیوں سے افضل تھا۔ تیرے جیسے نالایق اور بدقسمت سے بولنا درست نہیں۔ ملک کے جان نثاروں کی یادگار کچھ عرصہ بعد میدان جنگ پر تعمیر کی۔ جسپر یہ عبارت کندہ ہے "اے مسافر لکدیمونیون (سپارٹون) سے کہدے کہ ہم اُنکے قوانین و احکام کی تعمیل میں یہاں آغوش لحد میں پڑے ہیں" لیونی ڈاس ۴۸۰ء قبل مسیح میں اس میدان جنگ میں ملک پر قربان ہوا۔ مترجم۔

[۲] عثمان پاشا جب روسیوں کی قید سے آزاد ہوکر قسطنطنیہ واپس آئے تو سلطان المعظم نے انکی بہت قدر افزائی کی اور انکو امور سلطنت میں اپنا مشیر اور دست راست بنالیا۔ وہ اب دربار ہمایوں کے گرینڈ مارشل ہیں۔ ان کے ایک فرزند سے سلطان المعظم کی بڑی شہزادی زکیہ سلطانہ بیاہی ہوئی ہیں جنکا مفصل ذکر[الف] بست سالہ عہد حکومت میں مندرج ہے۔ تدبر اور سپاہ گری متضاد چیزیں نہیں۔ ڈیوک آف ویلنگٹن فاتح نپولین جنگ واٹرلو کے بعد کئی برس اپنے ملک بادشاہ کا وزیر اعظم رہا۔ پس اگر غازی عثمان کو بھی امیر المومنین نے امور سلطنت کے انصرام میں اپنے ساتھ شریک کرلیا تو کوئی قباحت کی بات نہیں۔ غازی ممدوح سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا کہ انکو اس سے نادم ہونا پڑے۔ مسٹر ہربرٹ نے غالباً یورپ کے بعض بدخصلت دفتری اخبار نویسوں کی تحریروں اور بے بنیاد اتہاموں پر اعتبار کرلیا ہے۔ غازی عثمان کے رفیق غازی مختار بھی پالیٹکس میں داخل اور مصر میں عثمانیہ کمشنر ہیں۔ اور خود انگریز تسلیم کرتے ہیں کہ تدبر اور سپاہ گری دونوں اُنکو نسخہ حرز ہے۔ مترجم +

[الف] سلطان المعظم کی دوسری شہزادی بھی جو زکیہ سے چھوٹی ہیں غازی عثمان کے دوسرے لڑکے سے ۱۸۸۹ء میں بیاہی گئی۔ مترجم۔

بے نظیر سپاہیانہ شہرت و ناموری پر قناعت کرتے اور پالیٹکس (امور سلطنت) کے گندہ تالاب میں قدم نہ دھرتے۔ انکو ایسا کرنے سے پہلے یہہ سوچ لینا واجب تھا کہ دیوتا بچیں تو بچیں ورنہ کسی انسان کیلئے تو یہہ ممکن نہیں کہ وہ گندگی کو ہاتھہ لگائے اور اُسکی اُنگلیاں اس سے آلودہ نہ ہوں۔ مگر ہم ۱۸۷۸ء سے بعد کے واقعات کو اُن کے پہلے بینظیر اور شاندار کارناموں کے لحاظ سے نظر انداز کرتے اور اُنکی نظیر کو وہ رعد نما گرج اور گونج یاد دلاتے ہیں جس نے اُسوقت جبکہ بلگیریا کے ایک گمنام قصبہ کی سبز پہاڑیوں سے عثمان نے باآواز بلند روسیوں کی خوف زدہ افواج کے دل بادل کو یہ حکم سُنایا تھا کہ "بس بہت آگئے اب آگے ایک قدم نہ اوٹھاؤ" اور زمین سے لیکر آسمان تک پلیونا کی محافظت کی دھاک بندھ گئی تھی تمام عالم کو متحیر و حیرت زدہ بنا دیا تہا۔ اور اُسکی لہر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی تھی +

عثمان پاشا[1] گو طویل القامت نہ تھے مگر بارعب اور پُر جلال تھے۔ وہ خاموشی پسند و ثقہ۔ گفتار و کردار میں اکھڑ۔ اور موجودہ زمانہ کی خوش اخلاقی کی بیہودہ پابندیوں سے بالکل آزاد تھے۔ انکے کلام اور بشرہ میں کسیقدر متکبرانہ انداز پایا جاتا تھا۔ اُنکی آنکھیں غضب کی تیز تھیں۔ وہ باہستگی نگاہ اونچی کرکے کسی چیز یا انسان کو ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھہ لینے سے اُسکے کل حالات سے اعجاز نما طریقہ سے واقف ہوجاتے تھے۔ وہ آنکھیں گویا انسان کے دل اور بیجان اشیا کے اندرونی حالات کو ساحرانہ تاثیر سے تاڑ لیتی تھیں۔ مشیر ممدوح کا ایک عجیب خاصہ یہ تھا کہ وہ اجنبیوں کو خواہ انگریز ہوں یا فرینچ۔ روسی ہوں یا جرمن۔ سب کو یکساں بہت بُرا سمجھتے تھے۔ ۱۸۷۸ء تک جنگ کی ضرورتوں کے ماسوائے (جنکی وجہ سے انکو یمن۔ کریٹ و کریمیا جانا پڑا) وہ اپنے ملک سے کبھی باہر نہ گئے تھے۔ اور ترکی اور ٹوٹی پھوٹی عربی کے سوائے صرف فرینچ بول سکتے تھے۔ مگر وہ بھی اچھی طرح سے نہیں۔ وہ سپاہی آدمی تھے۔ اُنکو نمائشی تہذیب اور آداب مجلس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اگر وہ لندن یا پیرس کے کسی امیر کے کمرہ ملاقات میں کبھی داخل ہوتے تو شریک محفل بیحد مہذب نازک طبع اور فارغ البال لیڈیوں کے ہوش و حواس پران ہوجاتے۔

چند برس ہوئے بعض اخبارات میں اُنکی وفات کی خبر شایع ہوکر بعد میں اُسکی تردید ہوگئی تھی۔ جہانتک مجھے علم ہے وہ ابتک زندہ ہیں اور ترکی کے زہے نصیب۔ اگر وہ روس کے پھر فتح قسطنطنیہ کے لئے دوبارہ کوشش کرنیکے وقت تک (جو کوشش میرے یقین میں آخری ہوگی اور اسمیں یا ترکی ہمیشہ کیلئے معدوم ہوجائیگی یا روس کے ایسے دانت توڑ دیئے جائینگے کہ وہ پھر کبھی قسطنطنیہ کا نام نہیں لیگا

[1] چونکہ مصنف پاشا ممدوح کا حلیہ اُسوقت کا لکھہ رہا ہے جبکہ وہ پلیونا میں تھا اسلئے وہ ماضی کا صیغہ استعمال کر رہا ہے۔ مترجم

زندہ رہیں اور اپنے ملک کے جھنڈے کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں پکڑ کر دشمن روسیاہ کو اسکی جسارت و طمع کا مزہ بخوبی چکھا دیں ✦

اعلان جنگ کے ساتھ ہی فوج میں بے انتہا مستعدی شروع ہوگئی۔ کمپنیوں۔ پلٹنوں اور بریگیڈ و نکی علیحدہ علیحدہ قواعد ہر روز پہاڑ یونپر جہاں مشق کے لئے عمدہ جگہ تھی کئی گھنٹوں تک ہوتی۔ یہ قواعد بچوں کا کھیل نہ تہی بلکہ نہایت سخت اور واقعی جنگ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی۔ نشانہ بازی کی مشق شروع کردیگئی اور کھلے دل سے کارتوس خرچ کئے جانے لگے حتی کہ مفلس ترکی کا یہہ اسراف دیکھکر تعجب سا ہوتا تھا۔ میرلوا اور فریق تقریباً بلاناغہ پریڈ کراتے اور فوج کا جائزہ لیتے۔ جرابوں۔ بوٹوں۔ بنیانوں وردیوں اور کوٹوں وغیرہ کی پڑتال کیگئی۔ تلواریں اور سنگینیں تیز کی گئیں۔ رائفلوں کے پرزے جدا جدا کرکے انکو صاف کیا گیا اور ہر ایک پرزہ کے درست اور مضبوط ہونے کا باضابطہ امتحان لیا گیا۔ ملحقہ دیہات اور قصبوں سے ہر ساعت گودام دچارہ۔ غلہ اور مویشی چلے آتے تھے۔ کمپ میں صرف اسیقدر گودام رکھا جاتا تھا جو گذارہ کیلئے ضروری ہوتا۔ باقی شہر میں ذخیرہ کیا جاتا۔ فی سپاہی پانچسو کارتوس کے حساب سے کل پلٹنوں میں کارتوس تقسیم کئے گئے۔ جنمیں سے اسی اسی کارتوس سپاہی اپنی پیٹیوں میں رکھتے تھے۔ کمپ کے گرداگرد سنتریوں کے پہرے لگا دیئے گئے۔ جنکی جمعیت رات کے وقت بڑہا دی جاتی تھی۔ پہاڑونکی ہر ایک ضروری مقام پر چوکیاں بٹھا دیگئیں۔ اور سرحد سرویا اور ڈینوب کے ساحل کی دیہات و قصبات کی حفاظت کے لئے چھوٹے بڑے دستے بھیجدیئے گئے ✦

سرحد سرویا کا قریب ترین مقام الوواسی شمال مغرب کیطرف ویڈن سے ۱۴ میل ہے۔ مگر ایک پہاڑی کے حائل ہونیکی وجہ سے وہ نظر سے چھپا ہوا ہے۔ رومانیا کو کل فوج گو ۸ رمئی تک رومانوی اور ترکی فوج نے ایک دوسرے پر گولہ باری نہ کی یقینی دشمن تصور کرتی تھی۔ ۸ رمئی کو ہی میں بہی کمپ سے روانہ ہوا جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ سرویا پچھلے محاربہ میں ایسا بگڑ گیا تہا کہ وہ ابہی میدان جنگ میں پہر داخل نہیں ہوسکتا تہا۔ مگر یہہ سب کو علم تہا کہ پرنس میلان (والی سرویا) مال غنیما میں شریک ہونیکے لئے میدان میں اترنے کے واسطے صرف ترکی کے ایک دفعہ منہہ کے بل گرنے کا انتظار کر رہا ہے ✦

چارلس (جواب بادشاہی) پرنس والی رومانیا بہی گو باغی اور سرکش باجگذار تھا۔ مگر پہر بہی ترک۔ اسکا ذکر کسی قدر عزت و ادب کے ساتھ کرتے تہے۔ پرنس میلان (جو بعد میں بادشاہ ہوکر پہر معزول کیا گیا اور اب اسکا بیٹا شاہ سرویا ہے) [1] والی سرویا کو ترک بہت نفرت اور حقارت سے یاد کرتے تھے۔

---

[1] اسکو اسکے بیٹے الیکزینڈر نے جنوری ۱۸۹۸ء میں افواج سرویا کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے معزولی کے بعد جو ۶ مارچ ۱۸۸۹ء کو عمل میں آئی تہی وہ ملک سے باہر چلا گیا تہا جہاں سے اب واپس آیا ہے۔ مترجم۔

اور واقعات مابعد نے اُسکی کمینگی اور بے ایمانی کو واضح کرکے ثابت کردیا کہ ترک اُسے بُرا کہنے میں بالکل حق بجانب تھے۔

ایکدفعہ تمیس اور جیک نے ایک سرب سے جو نرکی ملازم اور غالباً جاسوسی پر مامور تھا اور اکثر کیمپ میں آتا رہتا تھا۔ سرویا کی نسبت ذکر چھیڑ دیا۔ سلسلہ سخن اسطرح سے شروع ہوا کہ ہم نے اُس سے سربون کی قومی شراب سلیوو وزکی ایک بوتل جو بیر دن سے بنائی جاتی ہے اور نہایت مزیدار۔ مگر ساتھہ ہی تیز بھی بیحد ہوتی ہے خرید کی۔ اُسنے کہا کہ "میرے ہموطنوں کا حصہ کثیر ترکوں سے لڑائی کرنے پر رضامند نہیں ہے۔ ان کو ترکی قوم یا عثمانیہ گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہیں ۱۸۷۶ء کی جنگ صرف میلان نے برپا کی تھی۔ وہ روس کے ہاتھہ میں محض کٹ پتلی بنا ہوا ہے۔ محاربہ مذکور میں روس نے جو افسر ہماری مدد کیلئے روانہ کئے تھے۔ اُن کا رویہ سخت نفرت انگیز تھا۔ وہ غالباً روسی فوج کے بدترین لوگ تھے۔ اُنکی حرص و طمع۔ بددیانتی۔ بیخواری۔ بدچلنی۔ علت قماربازی۔ نالیاقتی۔ بیرحمی و سفاکی و بزدلی حد بیان سے باہر تھی"۔

کلافت کو ہم دوربینوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اپریل کے آخری حصہ میں وہاں فوجونکی نقل و حرکت دکھائی دینے لگی اور مزید توپیں بھی پہونچ گئیں۔ کل فوج کلافت کو دیکھکر دانت پیستی تھی اور دارالخلافہ کے حکام کے برخلاف اسکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہگئی تھی۔ شاہی منظور نظر۔ ناکارے مصاحب نمائشی سپاہی (یعنی اعلے فوجی افسر) اور خاتونان حرم کی سفارشوں سے تقرر شدہ پاشا مجلس حرب کے ارکان تھے۔ اور انہوں نے مشیر کو کلافت اور ڈینوب کے محول بالا جزیروں پر قبضہ کرلینے سے روک دیا تھا۔ سپاہیوں کو یہہ امر معلوم ہوگیا تھا کہ عثمان پاشا نے مفصل تجاویز ارسال کرکے رومانیا پر حملہ کرنیکی دربار سے اجازت مانگی تھی جسے مسترد کردیا گیا۔ فوجکو اپنے سپہ سالار فاتح سیچار پر کامل بھروسہ تھا کہ وہ جس کام کو ہاتھہ ڈالیگا اُسے پورا کر لیگا۔ برعکس اسکے وزراء سلطنت اور فوج کے افسر اعلے یعنی عبدالکریم[۱] پاشا پر جو ۲۳ر جولائی تک سردار اکرم رہا۔ علانیہ بے اعتباری ظاہر کیجا رہی تھی۔ اور انکو مطعون کیا جاتا تھا۔

[۱] عبدالکریم پاشا ۱۸۰۶ء اور بقول بعض ۱۸۱۱ء میں شرقی رومیلیا میں پیدا ہوا تھا۔ اسنے وائینا میں فوجی تعلیم و تربیت پائی۔ اور کئی محاربوں میں بڑی نیکنامی حاصل کی۔ مگر اسکا بڑا کام فوج کی ازسرنو ترتیب و اصلاح تھی جس سے اُسنے ملک پر بڑا احسان کیا ۱۸۷۶ء اور ۱۸۷۷ء میں پیرانہ سالی اور کمزوری کی وجہ سے وہ ناقابل ہوگیا تھا۔ اور اسلئے ملک کی خدمت نہ کرسکا (یعنی رشوت لیکر غداری کرنیکا الزام سٹر ہربرٹ کی رائے میں بالکل بے بنیاد ہے۔ مترجم) وہ ۲۳ جولائی کو واپس بلا لیا گیا اور اُسکی جگہ محمد علی پاشا سردار اکرم بنایا گیا۔ قسطنطنیہ میں بذریعہ کورٹ مارشل دفوجی عدالت) عبدالکریم کی تحقیقات اس جرم میں کیگئی کہ اُسنے روسیوںکو دریائے ڈینوب کے عبور کرنے سے نہیں روکا۔ اثبات جرم میں پہلی جزیرہ لمنوس کو اور پھر رہوڈس کو جلاوطن کردیا گیا۔ اسکے بعد اُسکا کچھہ حال دنیا کو معلوم نہیں ہوا۔ مصنف

میں چند دنوں میں پچاس آدمیوں کے سکوئیڈ کے افسر کے روزمرہ کی کاموں اور فرائض منصبی سے واقف ہو گیا۔ کیونکہ ممتاز اقبال ایسا قابل اور ہمہ دان شیر ہر وقت میرے پاس موجود تھا۔ ان کاموں کا بڑا حصہ یہہ تھا۔ سپاہیوں کی دن میں دو دفعہ حاضری لینا۔ ہر روز علے الصباح ایک دستہ پانی لانے کے لئے ندی دلتسکا کو جو انو ولکے پاس سے گذر کر ڈینوب میں گرتی ہے بھیجنا۔ یہہ معائنہ کرنا کہ آیا سپاہیوں نے اپنے کپڑوں قمیضوں اور جسموں کو صاف اور بوٹ جرابوں۔ وردی اور اسلحہ کو درست حالت میں رکھا ہوا ہے۔ اور کیا وہ بدچلنی اور شوخی تو نہیں کرتے۔ نہانے اور کپڑا دہونے کے لئے دن اور وقت مقرر کرنے یہہ ان کاموں کی نگرانی کرنا۔ راشن اپنے سامنے تقسیم کرا کر کھانا اپنی نگرانی میں پکوانا۔ اسی طرح کے چند اور انتظامی متفرق کام ہوتے۔ مجھے دوسرے لفٹنٹوں کی نسبت حفظ صحت کا بہت خیال تہا۔ اس بارہ میں البتہ سیمور بہی میرا ساتہی تہا۔ میں نے پہلے ہر ایک سپاہی کی قابلیت اور خوبی کو جانچ کر اُسکے حسب حال کام اُسے سپرد کر دیا۔ الف کھانا اچھا پکا سکتا تہا اُسے باورچی بنا دیا۔ ب کفش دوزی جانتا تہا۔ بوٹوں کی مرمت اُسکے سپرد کر دی گئی۔ ج کپڑے اچھے سی سکتا تہا۔ وہ اسی کام پر لگا دیا گیا د حجامت عمدہ کرتا ہے۔ س کاریگر آہنگر اور رائیفلوں کی مرمت بخوبی کر سکتا۔ الغرض اسی طرح ہر سپاہی کو ایک ایک کام بانٹ دیا گیا۔ خوبیوں کے بعد میں نے ہر ایک کے نقص کو معلوم کر کے اُسکی اصلاح کرنی شروع کی۔ ف غلیظ رہتا ہے۔ نہانے دہونے کے دن اُسکی خاص نگرانی کیجائے۔ گ پیٹو ہے۔ کھانے کے وقت اس پر نظر رکھی جائے۔ وجہہ سے لیکر آٹھ آدمی تک اسمیں ملکر ایک تانبے کے قاب میں کھانا کھاتے تہے) ن کے پاؤں کچے ہیں۔ اُسکا علاج کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ سارجنٹ بقال جنگ ایکسینار سے لیکر جو ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو سرنون کے ساتہہ ہوئی تہی میرے آنے تک سکویڈ کا افسر رہا تہا۔ اور ہر ایک سپاہی سے اچھی طرح واقف تہا۔ پس سب کے حسن و قبح اس سے مجھے معلوم ہو گئے۔ میرا کام صرف یہہ تہا کہ اُسکی نصیحت کے مطابق عمل کرتا رہوں۔

فرصت کے وقت ہم افسر تلوار اور ریوالور کی مشق کرتے اور کبھی کبھی گھوڑے مستعار لیکر پہاڑیوں پر دور تک سیر کرتے۔ ہم عموماً شطرنج اور چوسر کھیلتے۔ ترک اور بہی کئی کھیلیں کھیلتے تہے۔ میں نے روزنامچہ بنا کر ہر روز کے قابل ذکر واقعات اس میں لکھنے شروع کر دیئے۔ اور گھر بہی اکثر خط لکھتا رہتا۔ جنکے جواب میں مجھے جبتک میں ویلڈن کیمپ میں رہا کئی خط موصول ہوئے۔ جسدن ڈاک آتی تہی اُس دن عجب رونق رہتی تہی۔ سپاہی چٹھی رسانوں پر ٹوٹ پڑتے تہے اور ترکی کاہل الوجودی اور لاپرواہی کا نام و نشان نہ رہجاتا تہا۔ ڈاک کے آنیکا کوئی خاص دن مقرر نہیں تہا۔ نہ وہ باقاعدہ پہنچتی تہی۔ وہ بالاوسط ہفتہ میں ایک دفعہ تقسیم ہوتی تہی مگر رفتہ رفتہ انتظام اور ابتر ہو گیا۔ ہم میں سے بعض افسر ویلڈن کے ایک یونانی سوداگر سے باقاعدہ یورپین اخبار منگوایا کرتے تہے جو عموماً تین ہفتوں کے پرانے ہوا کرتے تہے۔ ترکی اخبار بہی کبھی کبھی تقسیم کئے جاتے تہے۔ فرانسیسی ناول۔

آشیرین اعتبار۔ پہل مٹھائیاں اور ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی چیزیں پھیری والوں سے جو زیادہ تر یہودی یا حبشی ہوتے تھے خریدی جاسکتی تہیں۔ یہہ لوگ ہر وقت کیمپ کا محاصرہ کئے رہتے تھے۔ کیونکہ یہہ بہی بلا اجازت و پروانہ کیمپ کے اندر نہیں آسکتے تھے۔

سپاہی کُشتی دوڑ اور گدہوں پر سوار ہوکر انکو دوڑانے سے اپنا دل بہلایا کرتے تھے۔ ان دوڑوں کیوقت افسر بہی پاس چلے جاتے اور جیتنے والے کو بالعموم قہوہ یا سگرٹ انعام میں دیتے۔ شام کے بعد سپاہیوں کے جُہنڈ کے جُہنڈ الاؤں کے گرد بیٹھہ جاتے اور قصّہ کہانیوں سے دل بہلایا کرتے۔ بعض سپاہیونکو قصہ خوانی میں عجیب مہارت تہی۔ ترکی زبان بذاتہا ایسی شیریں اور سریلی ہے کہ اُسکو زیادہ دل پسند بنانے کیلئے کسی ساز یا راگ کی احتیاج نہیں۔ ترکی سپاہیوں میں جرمن اور مغربی سپاہیوں ایسی بدمستانہ اور وحشیانہ تفریح اور کھلی یاری کا نام و نشان نہیں۔ وہ قانع اور متین ہوتے ہیں اور معمولی باتوں سے ہی دل بہلا لینا خوب جانتے ہیں۔

موسم خوشگوار رہتا۔ مئی میں ہم گویا گرما کے وسط میں پہونچ گئے تہے۔ بارش گاہ بگاہ ہلکی سی ہوجاتی جس سے کوئی بے آرامی نہ ہوتی۔ جون میں گرمی پڑنی شروع ہوگئی۔ مگر شمالی سرد ہوا و شبنم دار راتوں نے اُسے زیادہ محسوس نہ ہونے دیا۔ جولائی میں حرارت کی حدت انتہا کو پہونچ گئی۔ اور سارا مہینہ سخت گرمی رہی۔ کیمپ میں بینڈ کوئی نہ تہا۔ مگر بگلوں طبلوں اور مختلف سپاہیونکی سیٹیوں اور بانسریوں وغیرہ کو ملا کر کئی بینڈ بنالئے گئے تہے۔ کیمپ میں کئی بڑے نقارے طبل اور جہانجیں بہی موجود تہیں۔ سپاہی کبہی کبہی انکو بہی نکال لیتے اور بجانا شروع کر دیتے۔ جس سے عجیب کھلبلی پڑجاتی۔ ایک کے پاس ہوادار بانسری بہی تہی۔ جسکی آواز بعینہ ایسے گدھے کی آواز کے مشابہ تہی۔ جسکو کتوں نے کاٹ کہایا ہو اور وہ مارے درد کے رینگ رہا ہو۔ ترکی میں فوجی کیمپوں کے گرد بہی اکثر آوارہ گرد کتّے جمع ہوجاتے ہیں۔ جنگ سربیا میں ایک سپاہی کو سربوں سے ایک قرنا ہاتہہ آگئی تہی۔ جسکی آواز اُن آوارہ گرد کتوں کی آواز سے کچہہ کم نہ تہی۔ اُسکو سُنکر کیمپ کی بیل خودسری پر آمادہ ہوجاتے۔ بعض وقت حبشی لوگ سپاہیوں کو ناچ رنگ سے خوش کیا کرتے۔ انکی مرد بانسریاں اور سارنگیاں بجاتے اور سیاہ چرم شوخ چشم کنواری لڑکیاں عجیب و غریب لہنگے پہنے ہوئے بطرز دلپسند مجرا کرتیں۔

ایک خیمے میں دس سپاہی رہتے تہے۔ کمپنی کے ہم پانچوں افسروں کے پاس ایک خیمہ تہا۔ خیمے عمدہ مضبوط اور آرام دہ تہے۔ ہمنے اپنے خیمہ کو خوب مکلف اور با آسایش بنالیا تہا۔ ہمنے ایک میز بہم پہونچالی تہی۔ جو خیمہ کی درمیانی چوب کے گرد بچہادی گئی تہی۔ میز کے گرد کئی سٹول تہے۔ خالی چوبی صندوقوں سے کمپنی کے بڑہیوں نے ہم کو دو الماریاں بنادی تہیں۔ جنپر سبز و سرخ روغن بہی کردیا گیا تہا۔ اور پرانے برتنوں سے موٹہہ ہاتہہ دہونیکی تپائی بنوالی گئی تہی۔ فرش پر بوریے اور پوستینیں بچہی ہوئی تہیں۔ ہمارے بستر زمین پر تہے۔ ہر ایک کے

پاس چٹائی تکیہ اور دو دو کمبل تہے۔ علاوہ بریں ہم نے کئی چہوٹی چہوٹی چیزیں آرایش۔ استعمال اور آرام کیلئے ویڈن۔ دیہات اور پھیری والوں سے خرید کرلی تہیں۔

میرا دل تو چاہتا تہا کہ اپنے ناظرین کو اس سارے شہر خیام کی سیر کراؤں اور اسکے فریق کے سبز کپڑے کے پر تکلف شامیانہ جنپر سرخ فیتے لگے ہوئے تہے۔ ڈاکخانہ۔ تار گھر۔ افسران سٹاف کے دفتر باورچی خانوں۔ در کشتایوں (کارخانوں) اصطبلوں۔ اور ہزاروں دوسری عجیب و غریب چیزوں کا جنکے صرف نام بتلانے کیلئے کئی صفحے چاہئیں بخوبی معائنہ کراؤں۔ مگر عدم گنجائش سے معذور ہوں۔

ویڈن کی فوج کا انتظام اسکے قابل اور مستعد کمانڈر کی طفیل دیگر ترکی افواج سے بہتر تہا۔ مگر باوجود اس بہتری کے وہ جرمن یا آسٹرین حتی کہ روسی فوج کے انتظام سے بہی کوئی لگا نہیں کہا تا تہا۔ میں نے روس میں ترک اسیروں کی زبانی سنا کہ مشرقی رومیلیا کی (ترکی) افواج کی حالت جنگ سے پیشتر بہی بیحد ناقص تہی۔ البتہ جب محمد علی پاشا بعد میں سردار اکرم ہوئے اور انہوں نے خائن ترکی افسروں کو جرمن قواعد سباہ اور دیانتدارانہ روش سے قابو کیا تو کسی قدر معاملات کی صورت سدہر گئی۔ اگر ہماری فوج کا کمانڈر عثمان اور انکا اعلے سٹاف افسر لائق طاہر پاشا نہ ہوتا تو ہم کس حالت میں ہوتے؟ یہہ ایسا سوال ہے جسکے جواب دینے کی میں جرات نہیں کرسکتا۔ بایں ہمہ اشیاء خوردنی میں سے بسکٹوں کے سوا جو ویڈن میں بنتی تہیں اور عمدہ قسم کی ہوتی تہیں اور کسی چیز کے بہم پہنچتے رہنے کا یقین نہیں تہا۔ چنانچہ ایسا کئی دفعہ ہوا بہی۔ جب گوشت۔ روٹی۔ نمک وغیرہ کا ذخیرہ کم ہوجاتا تو سپاہیونکو یہہ چیزیں کہیتوں اور خالی وسکونہ مکانات سے مستعار یا للہ مانگنی یا چورانی پڑتیں۔ لوٹ مار کی سخت ممانعت تہی۔ مگر سپاہی کو آخر پیٹ کیلئے کچہہ نہ کچہہ ضرور چاہئے لہذا بعض اوقات اسکا انسداد نہیں ہوسکتا تہا۔ لیکن ایسے وقوعے شاذ و نادر ہوتے تہے۔ ویڈن کی فوج کے نظام کی عمدگی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ان وقوعوں کا اثر عام سپاہ پر مطلقا نہیں پڑتا تہا۔ اور وہ انکی مثال بد سے دلیر ہوکر کبھی بہی غارتگری کے ارتکاب کا خیال نہ کرتے تہے +

یہہ کل خرابیاں بدمعاش ردیف پاشا وزیر حرب کی پیدا کی ہوئی تہیں۔ اسنے اپنے فرائض کی تعمیل سے غفلت کی۔ اپنے پادشاہ کو دہوکہ دیا اور ان بیشمار نقصوں کی درستی کے لئے جنکی اکثر کمانڈر با آواز بلند اور علی التواتر شکایت کر رہے تہے کوئی کوشش نہ کی۔ رسد کی بدانتظامی اور کمی کو علیحدہ رکھ کر میں ردیف کے انتظام بد کی چند اور مثالیں تحریر کرتا ہوں۔ فوج پیدل کی جمعیت کے مقابلہ میں آرٹلری اور کیولری میدان جنگ میں ناکافی تہیں توپخانہ۔ گولہ بارود کی گاڑیوں اور سامانی چہکڑوں کیلئے مویشی اور بارکش گہوڑے ضرورت سے بہت کم تہے۔ کپڑوں اور وردیوں کے ذخیرہ با ضرور محفوظ

گودام۔ ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے) بالکل ندارد تھی۔ سڑکیں اور پل نہایت ردی حالت میں تھے۔ کمانڈروں کے نام ہر وقت ایسے احکام صادر ہوتے تھے جو پہلوں سے مطلقاً متضاد ہوتے جس سے کمانڈر عجیب مخمصہ میں پھنس جاتے۔ اُنکو کوئی قطعی اور مناسب ہدایات نہیں دیجاتی تھیں۔ انکو پہلے ایک طرف جانیکا حکم ملتا اور پھر چند دنوں کے بعد حکم پہنچ جاتا کہ واپس لوٹ آؤ۔ جس سے فوج مناسب وقت پر کہیں نہ پہونچ سکتی۔ اور بیفائیدہ ادھر ادھر ٹانگیں توڑتی پھرتی۔ بعض وقت کمانڈروں کے نہایت ہی ضروری اور تاکیدی استفسارات و پیغامات تاربرقی کا کئی دنوں بلکہ ہفتوں تک کوئی جواب نہ دیا جاتا۔ آرٹلری کی یہہ حالت تھی کہ گو بروئے ضابطہ ہر ایک باتری کے ساتھہ گولہ بارود کی چھہ گاڑیاں ہونی لازمی تھیں مگر کسی باتری میں دو یا تین گاڑیوں سے زیادہ نہ تھیں۔ پل بنانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ اسغرض کے لئے کوئی کمپنیاں نہ تھیں۔ صفائی اور حفظ صحت کا عملہ ندارد۔ اور انجنیر بالکل یا تقریباً مفقود تھے۔ ویڈن میں عثمان پاشا کے پاس انفنٹری کی ۴۴ پلٹنوں کے ساتھہ کیولری کے کلہم سات سکویڈرن (رسالے) تھے!! اس غدار و خائن وزیر پر آخر میں کورٹ مارشل کیا گیا اور اُسے جزیرہ رہوڈس کو جلا وطن کر دیا گیا +

کھلے میدان کی رہائش اور مشق و کثرت میرے اور رہبک کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ ہماری صحت بہت عمدہ اور طبیعت اُمنگوں پر رہتی۔ کیمپی (یعنی کیمپ میں رہنے کی) طرز زندگی سے ہماری طبیعت کبھی بھی نہ اُکتائی۔ خدا کی خاص نعمت تازہ ہوا اور کھلے میدان کی بود و باش اور مشق و قواعد نے بلحاظ اخلاق و آب و ہوا شہر کی ناپاک اور آلودہ گلیوں میں کلرکی (منشی گری) کا نامردانہ کام کرتے رہنے کے بعد مجہپر ایسا اچھا اثر کیا جو ابتک زائل نہیں ہوسکا (یعنی میری صحت اور قوای بہت عمدہ ہوگئے) کیمپ کی زندگی میں سب سے بڑھکر مجھے وہاں کی تمدنی اور معاشرتی آزادی پسند آئی۔ ہم سب ٹھیک بارہ ہزار مرد تھے۔ اور عورت ایک بھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی ہم اُن مردوں سے جنکی آرام و آسائش کی بارہ بارہ عورتیں (بیویاں۔ لڑکیاں۔ باندیاں اور خوشنما کنیزیں) متکفل ہوں بدرجہا زیادہ راحت و آرام میں اُنسے کئی حصہ زیادہ خوش تھے +

اسکے بعد اب میں فوجی زندگی کا دوسرا رُخ دکہاتا ہوں۔ چھوٹے جرائم کے لئے یہ سزائیں دیجاتی تھیں۔ راشن کے کچھہ حصہ کی ضبطی۔ اُن شیڈوں میں جو اسغرض کے لئے بنائے گئے تھے نظر بند رکھنا۔ یا تکلیف دہ مگر بے ضرر سزا۔ بید و پینا۔ یہہ اسطرح دیجاتی تھی۔ خطاکار کے ہاتھہ اور بازو پشت کو کرکے اوپر تلے باندھی جاتیں۔ اور سر کو کاٹھہ میں دیدیا جاتا۔ اسطرح ٹانگوں اور پیٹھہ سے زاویہ حادہ بنجاتا۔ اس زاویہ کی نوک (یعنی چوتڑوں) کو ننگا کر دیا جاتا۔ اور پھر بانسی بید کی دس بارہ سخت ضربات سے وہاں کا طبعی کپڑا

(یعنی جلد) بھی تھوڑی دیر میں غائب ہو جاتا۔ میں نے ایک مرتبہ ایک سپاہی کے گچلاپن اور بیحیائی کی شکایت کی۔ کپتان نے اسکا ذکر میجر سے کیا۔ جس نے متذکرہ بالا دوائی کی پچاس گولیاں دیئیجانیکا حکم دیا۔ جو اُسکو میرے سامنے کھلائی گئیں۔ مجھ یہ امید نہ تھی کہ میری شکایت پر ایسی سخت سزا دیجائیگی مگر اب اسکا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا تھا۔ تاہم بعد میں مجھ اس سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ سپاہی کی حالت نہ کبعد بہت سدھر گئی۔ دو تین دن تک بیٹھنے وقت جو عجیب و غریب حرکات اس سے سرزد ہوتی تھیں اُنسے دوسرونکو ہنسی بھی تو خیر آتی تھی۔ مگر ساتھ ہی اُن کے لئے عبرت بخش بھی تھیں۔ اوّل سکو یڈ ایک سپاہی کو اپنے ساتھیوں کے راشن چرا لینے پر اتنی مرتبہ بید پڑے تھے کہ اُسکا چمڑا کمال سخت ہو گیا تہا اور اسے ذرہ بہر تکلیف محسوس نہ ہوتی تہی چنانچہ اب جب کبھی اُسے سزا ملتی تو وہ بڑے مزے سے چرٹ پیتا رہتا اور بید کہاتا جاتا۔

افسروں کو رخصت سے زیادہ عرصہ غیر حاضر رہنے یا پریڈ پر دیر کر کے آنے اور ہمچوں قسم خفیف خطاؤں پر عارضی نظر بندی کی اور جب یہہ خطائیں متواتر سرزد ہوں یا اُن سے بڑھ کر سنگین نالائقی کا ارتکاب ہو تو ویڈن میں قید کر دیئے جانے یا تنزل کی سزا دیجاتی۔ مشیر میر لوا کے درجہ تک ترقی دینے کا اختیار رکھتے تھے بعد ازاں یہ اختیار خود فریق کے درجہ تک ترقی دینے کے بھی اختیارات اُنکو ملگئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو اِن پر کس درجہ کا اعتبار تہا۔ وہ تنزل بھی کر سکتے تھے۔ اور کرتے رہے۔ مگر میرے واقف افسروں میں سے کوئی تنزل نہ ہوا۔

فراری عدول حکمی۔ غداری۔ سترپانہ فرائض سے غفلت ایسے سنگین جرائم کی سزا موت تھی۔ بعد میں بزدلی بھی اُنہی جرائم کی شق میں داخل کر دیگئی تھی۔ ویڈن کا ایک فراری برگوواکے قریب سرحد سرویا کو عبور کرتا ہوا پکڑا گیا تہا جسے دوسرے ہی دن علے الصباح گولی ماری گئی۔ میں تعمیل سزا کے وقت موجود تھا اور مجرم کی دلجمعی اور بشاشت کو دیکھہ ششدر رہگیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے رتوبہ و استغفار کر کے) خدا سے اپنا معاملہ صاف کر لیا تہا۔ اُسکا مردہ جسم پہلی لاش تہی جسکو میں نے اپنی عمر میں دیکہا۔ مگر چند ہی مہینوں کے بعد مجھے ہزاروں بیجان جسم دیکھنے پڑے۔

ویڈن سے کوئی زیادہ لوگ نہ بھاگے۔ اور جب یہہ فوج پلیونا چلی گئی تو وہاں بھی نومبر تک بہت تہوڑے اور لمبے لمبے وقفوں کے بعد معدودے چند سپاہی فرار ہوئے۔ مگر سلیمان کی فوج کیسوائے باقی ترکی افواج کی کیفیت نہ تھی۔ دشمن کے خوف سے نہیں بلکہ محض قلت و کمیابی رسد سے سالم کمپنیوں کی کمپنیاں فوج سے بہاگ جاتی رہیں۔ یہہ کیا قابل افسوس امر نہ تہا کہ ٹرکی قدرتی طور پر تو یورپ کے زرخیز ترین اور بہاتات بار ور ممالک میں سے ہو اور اُسکی فوجیں رسد نہ ملنے سے بھاگ جائیں ۔

جاسوسوں کی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ سے کیجاتی تھی اور اثبات جرم پر اُن کو کبھی گولی سے مروادیا جاتا اور کبھی پھانسی لٹکا دیا جاتا۔ جبتک میں ویڈن کیمپ میں رہا۔ پانچ یا چھ شخص جو کہ سب بلغاری تھے اس جرم میں قتل کیئے گئے تھے۔ بہت سے مشتبہان کو بوجہ عدم ثبوت چھوڑ دیا گیا۔

عیسائیونکی بیحرمتی کرنا اور اُنکی مال و اسباب کو لوٹنا سنگین جرائم سمجھے جاتے تھے۔ اسکی پاداش میں عموماً ابد کی سخت سزا دیجاتی تھی۔ عیسائی کے قتل کی سزائے موت تھی۔ (گلیڈسٹون اور اُسکے چیلے چانٹوں کی نظر سے یہہ کتاب گذری ہوگی تو یقین کامل ہے کہ وہ اس فقرہ سے آنکھیں موند کر گذر گئے ہونگے! مترجم)

کیمپ کے گرد لوٹیرے گداگر ہر وقت لگے رہتے تھے جب ہم پلیونا گئے تو وہاں بھی وہ ہمارے پیچھے پہنچ گئے۔ جب یہہ لوگ عین ارتکاب جرم کے موقعہ پر پکڑے جاتے تھے۔ تو ان پر مطلقاً رحم نہیں کیا جاتا تھا۔ مئی میں چھہ لوٹیرے ایک بلغاری مکان کو لوٹتے ہوئے پکڑے گئے اور اُنکو وہیں اسی وقت پھانسی دیدیا گیا۔ جب لڑائی شروع ہوگئی تو کفن چوروں کے ساتھہ بھی یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ ایکدفعہ ایسے بارہ بدمعاش پکڑے گئے اور اُنکو ایک قطار میں پھانسی دینیکے کام میں خود مَیں بھی بڑی خوشی سے شریک ہوا۔ مجرموں کے تلووں کو ضربیں لگانے کی سزا ملتی میں نے ایک دفعہ دیکھی۔ فوج میں اسکا رواج ایک طرح سے منسوخ ہوچکا تھا۔ برس دو ایک کے بعد قانوناً کل سلطنت میں اسکا رواج دُور کردیا گیا۔

مجھے کبھی سزا نہ ملی۔ البتہ ایکدفعہ معتوب ہوا۔ اسمیں میرا ذاتی قصور کچھہ نہ تھا۔ مگر اسکا مفصل ذکر موقعہ پر کیا جائیگا۔ ابراہیم اور سیمور کی ملازمت بالکل بیداغ رہی۔

کیمپ کی طرز معاشرت کے بیان کو ختم کرنیسے پہلے اُسکے مذہبی پہلو کا مختصر سا بیان بھی ضروری ہے چونکہ کیمپ میں کوئی مینار نہ تھا اسکی جگہ دو لمبے بالس کھڑے کر دیئے گئے اور اُن کے درمیان ایک سیڑھی باندھہ دیگئی۔ صبح شام ایک فربہ اندام ملّا سیڑھی پر سے اوپر چڑھہ کر اذان دیتا۔ اُسکو سنتے ہی کل سپاہی جمع ہوجاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ قرات بہت مختصر پڑہی جاتی تھی۔ ہر جمعہ کو بڑا پریڈ (جائزہ) ہوتا اور دوپہر کیوقت سپاہیونکو علیحدہ علیحدہ جماعتوںمیں باری باری ویڈن کی مساجد کو بھیجدیا جاتا۔ مگر مئی میں یہہ دستور بند کردیا گیا۔

۸ مئی کو علی الصباح میں نے ایکدن کی رخصت لی اور خوب بن ٹھن کر شہر کو چلدیا۔ ویڈن دوسرے ترکی شہروں جیسا پایا گیا۔ جو باہر سے بڑے خوبصورت دکھائی دیتے ہیں مگر اندر سے بہت تنگ و تاریک اور غلیظ ہوتے ہیں۔ بازار تنگ خمدار۔ غلیظ اندگداگروں اور کتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور مکانات خستہ حال تھے۔ فرش برائے نام اور اکثر کوچہ بازاروں میں مطلقاً ندارد تھا۔ اور ہر جگہ گندے پانی اور

اور خون کے گند بھرے ہوئے اور غلاظت کے انبار لگے تھے۔

میں بازار میں جاکر سگرٹوں کی دوکان معلوم کرنیکے لئے ادھر اُدھر دیکھ رہا تہا کہ اتنے میں افسروں کا ایک گروہ جو آپسمیں نہایت اہم طور پر صلاح و مشورہ کر رہے تے اور برابر قدم اُٹھائی چلے آتے تھے موڑ پر سے آپہونچے۔ سب سے آگے ایک خوش شکل اور روشن نظر افسر تہا۔ اُسکی ڈاڑہی نہایت خوبصورت تھی اور اُسکو دیکھتے ہی معلوم ہوجاتا تھا کہ قدرت نے اُسے حکم کرنے کے لئے پیدا کیا ہی۔ بازار میں جتنے سپاہی موجود تہے سب نے اُسے فوجی قاعدہ سے سلام کیا اور ترک و یہودی اہالیان شہر مشرقی وقار و احترام سے آداب بجالائے۔ وہ بالکل سیدھی سادھی وردی پہنے ہوئے تہا۔ جسپر کوئی تمغہ یا ربیں نہ لگی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی یقین ہوگیا کہ ہو نہ ہو مشیر (عثمان پاشا) جنکو میں نے ابتک پہلے نہ دیکھا تہا یہی ہیں۔ اُنکی ساتھہ ساتھہ ہمارا فریق عادل پاشا اور دو آور افسر جنکو میں اسوقت نہ جانتا تہا چلے آرہے تہی مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ اُنمیں سے ایک طلعت بک تھا جو کہ ازیاوران مشیر تھا۔ دوسرا انجنیروں کا افسر تھا اُسکا نام مجھے بھول گیا ہے۔ اور محاربہ کی جو تاریخیں میں نے دیکھی ہیں اُنمیں بہی اسکا نام نہیں ملا۔ جب کبہی اُسکا پھر ذکر آیا تو میں اُسے علی بک کے نام سے تحریر کرونگا۔ اِن چاروں افسروں کی بشرہ سے صاف ٹپک رہا تہا کہ وہ بڑی گہری سوچ میں ہیں۔ وہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے چل رہے تہے اور مشیر کے چہرہ پر رنج و فکر تردد اور ثبات و عزم بالجزم کے آثار ملے ہوئے نمایاں تھے۔ اُنکے پیچھے سات یا آٹھہ افسر اور تھے جنمیں میرا میجر۔ طاہر پاشا (سٹاف کا اعلےٰ افسر) اور حاسب بک (میڈیکل فوج کا اعلیٰ ڈاکٹر) بھی تہے۔ آخرالذکر افسر نے پلیونا میں ثابت کردیا تہا کہ وہ نہایت ہی لائق و قابل شخص ہی۔ اور عام ترکی فوجی سرجنوں سے بہت ہی مختلف ہے۔

میں نے اپنے خوشبودار سگرٹ کو جو محمد حسین پاشا کے عطیہ میں سے تہا زمین پر پھینک دیا اور ٹوپی کو درست کرکے ٹھیک فوجی انداز سے کھڑا ہوگیا۔ جب یہہ مجمع میرے پاس سے گذرا تو عادل پاشا نے جو مجھے جانتا تہا اتفاقاً نظر اوپر اوٹھائی۔ اور مجھے دیکھکر مشیر کو کچھہ کہا۔ جسنے اُسی عجیب و غریب انداز سے جسکا ذکر میں ناظرین کو نامور غازی سے روشناس کرتے وقت کر آیا ہوں میریطرف دیکھکر مجھے تیغی کو پاس بُلایا۔ اور کل مجمع بُت کیطرح میرے سامنے کھڑا ہوگیا۔ مشیر نے جنکی آواز بلند اور بہاری تھی عادل پاشا کو کہا "اِس سے دریافت کرو کیا وہ فرانسیسی جانتا ہے"؟ میرا خیال ہی کہ یہ سوال مشیر موصوف نے محض اپنے رتبہ کے لحاظ سے براہ راست مجھسے نہیں کیا تہا۔ عادل نے مجھ سے ترکی میں دریافت کیا اور میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اسپر مشیر نے دوسرے مجمع کے ایک کرنیل کو مخاطب

کر کے کہا "اُس سے فرنچ میں پوچھو کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے" کرنیل نے اپنا گلا صاف کر کے عجیب غریب تلفظ سے[1] فرانسیسی میں دریافت کیا "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے جواب دیا کہ "میں کرنیل سے ایکدن کی چھٹی لیکر شہر کی سیر کرنے آیا ہوں" یہ جواب سُنکر شیر نے ایک لحظہ کے لئے کچھہ سوچا۔ پھر لاپروائی سے سر کا اشارہ کر کے چلدیئے۔ عادل پاشا اور میجر تقی نے جو مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے میرے سلام کا جواب دیا۔ دوسروں نے کچھہ خیال نہ کیا۔ اور اُس شخص سے جس نے دینا کی تاریخ میں اپنا نام قیامت تک ثبت کر دیا ہے میری پہلی ملاقات اسطرح پر ختم ہوئی +

سگرٹ کا جو حصہ میں نے پھینکدیا تہا اُسے جھٹ پٹ ایک گداگر نے اُٹھا لیا۔ اُسکی قطع عجیب تھی اور اُسکے جسم سے ایسی بو آتی تہی کہ معدن گداگران یعنی ٹرکی میں یا اس سے باہر مجھے کسی فقیر کے جسم سے ایسی بو نہیں آئی۔ نہ میں نے ویسی عجیب قطع کسی اور کی دیکھی ہے۔ مشیر اور اُنکے ہمراہیوں کے بعد توپخانہ کا ایک لفٹنٹ میرے پاس سے گذرا۔ میں نے اُس سے سوال کیا۔ کیا تم مجھے ایسی دوکان کا پتہ دیسکتے ہو۔ جہاں سے عمدہ سگرٹ ملسکتے ہوں؟ اُس نے جواب دیا "موڑ سے پھر جاؤ۔ دائیں طرف ایک چھوٹی سی دوکان ہے جسکا دروازہ سبز ہے۔ اُسکا مالک ایک آسٹرین یہودی شمیکل ہے۔ جو وہ مانگے اُس سے آدھا دینا۔ گو پھر بھی وہ ہی نفع میں رہیگا" میں یہہ عمدہ سفارش سُنکر دوکان پر گیا۔ اور سبز دروازہ کو مٹھی سے کھٹکھٹایا۔ جسے ایک خوبصورت یہودن لڑکی نے آکر کھول دیا۔ اُسکی عمر بمشکل اُنیس برس کی تہی۔ اُسکی پوشاک یورپین قطع کی تہی مگر کپڑوں کے رنگ ایشیائی مذاق کے موافق نہایت شوخ اور چمکیلے تھے۔ میں نے ترکی میں اپنے آنیکی غرض بتائی۔ جسپر اُس بت طناز نے کچھہ عرصہ تک اپنی خوبصورت آنکھیں مجھپر جمائے رہنے کے بعد عجیب مسکراہٹ سے جرمن زبان میں سوال کیا "اے افسر کیا تم جرمن نہیں ہو؟" گو مجھے معلوم تہا کہ میں ایسے یہودی کی دوکان پر کھڑا ہوں جسکی مادری زبان[2] جرمن ہے۔ تاہم میں لڑکی کی زبان سے یہ فقرہ سُنکر حیران رہگیا۔ اُسکا لب و لہجہ بالکل صاف اور آواز دلپسند تھی۔ میں نے جواب دیا "ہاں جان من۔ اور چونکہ یہہ استحقاق ہر جرمن کو حاصل ہے کہ پردیس میں وہ جس جرمن لڑکی کو دیکھے اُسے چوم لے۔ میں تیرے لب لعلین کا ٹھیٹھہ جرمن طریق سے بوسہ لیتا ہوں" یہہ کہکر میں نے اُسے بغل میں لے لیا۔ اِسپر اُس نے یونہی ذرا سا گریز کیا۔ مگر پھر بخوشی بوسہ دیدیا۔ اس صاحب سلامت کے بعد میں نے اُسے اپنا کام بتایا۔ جسپر اُس نے چپکے سے میرے کان

---

[1] فرانسیسی زبان کا تلفظ ایسا مشکل ہے کہ اجنبی فرانس میں رہنے یا خود کسی فرانسیسی سے سبق لینے کے بغیر کبھی درست لہجہ اور تلفظ ادا نہیں کر سکتا۔ مترجم۔

[2] خاص آسٹریہ کے باشندوں کی زبان جرمن ہے۔ مترجم۔

میں کھایا" میرے داداکو یہہ نہ کہنا کہ تمنے سیر الوسہ لیا ہے۔ ورنہ وہ اُسکے بہی دام لگالیگا اور خوب کڑی لگائیگا یہہ کہکر اُسنے جرمن زبان میں اپنے داداکو آواز دی "گراس پاپا" (دادا کی جرمن) کا لفظ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ وطن سے اس دور دراز ملک میں مجھے کیسا پیارا معلوم ہوا ہوگا۔ شیکل جو پیرانہ سال شائی لاک معلوم ہوتا تہا مجھے آکر اندرونی کمرہ میں لیگیا وہ بہت ہی تنگ اور مختصر سا تہا۔ میں نے دو ہزار عمدہ سگرٹ اور آدھ سیر تمباکو جو عموماً سرویا[2] سے محصول پرمٹ دینے کے بغیر قلمرو عثمانیہ میں لے آیا جاتا تہا خرید کیا۔ ویسا اچھا تمباکو پہر مجھے نصیب نہیں ہوا۔ مجھے اُسکی زیادہ قیمت نہ دینی پڑی تاہم اسمیں کلام نہیں کہ یہودی نے معقول نفع کمایا ہوگا۔ کیونکہ کون ایسا یہودی ہے جو ایسا نہیں کرتا۔ خرید کے بعد میں نے اُسے کہا کہ پیکٹ کو کیمپ میں پہونچا دینا۔ شائیلاک نے "ڈورس" کہکر جو غالباً ڈوروتھیا کا اختصار تھا آواز دی اور لڑکی نے اندر آکر مجھ سے میرا پتہ لکھ لیا۔ معاملہ کی گفتگو ہو چکنے پر یہودی نے رقت دلسوزی اور پیار کے لہجہ میں جرمن زبان میں ترکوں کی فتح اور روسیوں کی شکست کیلئے جنہوں نے ۱۸۴۹ء میں (غالباً اسوقت جبکہ انہوں نے کوسوتھ کی بغاوت پر آسٹریا کی مدد کی تہی) اُسکے بڑے بیٹے کو قتل کیا تہا اور اُنہی کی تاخت و تاراج کی بدولت ڈوروتھیا کے والدین فقر و فاقہ اور شکستہ دلی سے فوت ہو گئے تہے۔ مجھ سے اُسکے ساتھ ملکر شراب کا جام نوش کرنیکی درخواست کی۔ ادھر ڈورس نے شراب کی صراحی لاکر تین گلاس بھر دیئے۔ جنکو ہم تینوں ایک ساتھ پی گئے۔ اور پیر مرد نے لرزتی ہوئی آواز میں بزبان جرمن یہہ دعا دی۔ بنی اسرائیل کا خداوند خدا جو کل لڑائیوں کا فیصلہ کرنے والا ہے ہمکو روسیوں سے محفوظ اور اس عزیز نوجوان شریف کو اپنے حفظ و امان میں رکھے!"

ڈورس زبان سے کچھ نہ بولی مگر میری طرف ایسی نگاہ سے تکتی رہی۔ جس سے کہ اس سے پہلے مجھے کسی عورت نے نہ دیکھا تہا۔ وہ دروازہ تک میرے ساتھ آئی۔ وہاں پہنچکر اُسنے مجھ سے تلوار میان سے نکالنے کی درخواست کی۔ اور جب میں نے اُسے نکالا تو پہل کو چوم کر خشوع و خضوع کے ساتھ یہہ الفاظ کہے "خدا کرے کہ تم اسے کبھی بلا وجہ میان سے نکالو اور کبھی سرخروئی اور نیکنامی کے بغیر اُسے میان میں داخل نہ کرو"۔ اور اس طرح تلوار کو جس نے میدان جنگ میں ابھی کوئی جوہر نہیں دکھائے تھے۔ اوّل اوّل ویڈن کی حسین ڈورس سے خیر و برکت کی دعا ملی۔ وہ دروازہ پر کھڑی ہوئی مجھے دیکھتی رہی اور جب موڑ پر پہنچ کر میں نے پیچھے پھر کر دیکھا

---

[1] زمانہ قدیم کا ایک سنگدل سود خوار یہودی جسکا قصہ شکسپیر نے اپنی ناٹک تاجر وینس میں بیان کیا ہے۔ مترجم۔

[2] تمباکو کی فروخت کا اجارہ دینے کا دستور ترکی میں ۱۸۶۲ء سے اور سرویا میں ۱۸۸۵ء سے جاری ہوا ہے اب دونوں ملکوں میں اسکا اجارہ دیدیا جاتا ہے۔ جس شخص نے سرویا کے ضلع بتیاپستا کا تمباکو نہیں پیا۔ اُس نے گویا ابھی تک عمدہ تمباکو پیا ہی نہیں۔ مصنف۔

تو اُسنے اپنے ہاتھ کو الوداع کہنے کی علامت میں ہلایا اور اُسکی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہو گئی۔ اِسکے بعد میری طبیعت فوراً اُداس اور دِل پژمردہ ہو گیا۔

مَیں اُسی اُداسی میں پھر رہا تہا کہ اِتنے میں مجھے اس درشنی ہنڈی کا جو میرے قسطنطنیہ کے ساہوکار کی طرف سے تھی روپیہ لینے کا خیال آگیا۔ قلعہ کے انجنیری پلٹن کا ایک ملازم ثالثہ میرے پاس سے گذرا۔ اور مینے اُس سے دریافت کیا کہ ہنڈی کا روپیہ کہاں سے ملیگا۔ اُسنے کہا ”یہودی شمیکل کی دوکان سے۔ وہ گھنٹہ گھر کے قریب اِس گلی میں جسکی نکر پر مسجد ہے سبز دروازہ والے مکان میں رہتا ہے“ یہہ سنکر مینے اپنے ارادہ کو کسی اور دِن پر ملتوی کر دیا تاکہ مجھے اُسکے ہاں پھر جانے کا عمدہ بہانہ مل سکے میری گھڑی کچھہ عرصہ سے ٹھیک وقت نہیں دیتی تہی۔ مینے ایک بحری افسر کو جو غالباً ڈینوب کے ترکی مونی ٹرون[1] میں سے ایک پر مامور تھا سلام کرکے اسبارہ میں اِس سے مشورہ پوچھا۔ اُس نے جواب دیا ”سیدھے گھنٹہ گھر چلے جاؤ۔ اور وہاں شمیکل یہودی کا پتہ پوچھہ لو۔ وہ سبز کواڑ کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے“ مَیں شمیکل کے ہر مصالح میں پہلا اول ہونے پر متحیر ہو رہا تہا کہ اِتنے میں ایک مہیب شور و غل نے مجھے تحیر و تفکر سے چونکا دیا اور موڑ پر ایک عجیب جلوس بایں ہیئت میرے سامنے آگیا۔ آگے آگے ایک شخص جبہ عالمانہ کپڑے پہنے ہوئے بجا چلنے کے بجائے ایک طرح سے اُچہلتا۔ کودتا ہوا باواز بلند مسلمانوں کو کفار کے برخلاف غزا کرنے کے لئے بطور مجاہدین سلطانی لشکر میں داخل ہونیکی نصیحت کر رہا ہے۔ ساتھہ ساتھہ ڈھولکے و دفوں سے باجا بھی بجتا جاتا ہے! اور اُسکے پیچھے قلعہ کے توپخانہ کا ایک موٹا تازہ چوڑا چکلا باش چاؤش پوری طرح سے بن سنور کر اور بارہ ایک تمغے اور ایک بڑا گلدستہ کوٹ پر لگائے ہوئے چلا آرہا ہے۔ وہ مُنہہ سے ایک فیٹ لمبا چرٹ لگائے اور کندھے سے روپیہ کا بھرا ہوا چرمی تھیلا لٹکائے ہوئے تہا۔ اُسکے ساتھہ ایک ایسا شخص تہا جسکو نسل اِنسانی کا نہایت ہی حقیر اور کمینہ نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اُسکے سر پر نہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی۔ کپڑے پھٹے ہوئے۔ رخسار خشک۔ ڈاڑہی غلیظ اور بالوں میں گتھیاں پڑی ہوئیں۔ دُبلا پتلا۔ سارے جسم پر جوئیں رینگ رہی تہیں اور چہرہ پر بہوک و فاقہ کے آثار بالبداہت نمایاں تھے۔ اِن دونوں کو مُلّائی نمونہ کے طور پر ساتھہ لیا ہوا تہا کہ دیکہو اس حصے تازے چاؤش کی بھی عثمانیہ فوج میں داخل ہونے سے پہلے یہی حالت تہی۔ اِن دونوں کا جوڑ واقعی نہایت ہی مضحکہ خیز اور بہت اثر ڈالنیوالا تہا۔ ہیٹ ٹو سونگ[2] کے جلسوں سے باہر مینے پہلے یا بعد ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ کبھی کبھی تماشیان شہر ایسے جلسوں میں بھی استعمال خمر کی مذمت

---

[1] مونی ٹر شمیکل کے چھوٹے آہن پوش جنگی جہاز کو کہتے ہیں۔ انمیں سے دو ڈینڈن کے پاس مامور تھے۔ مترجم۔

[2] ہر چند کہ فوجی خدمت سب پر لازمی تہی بعض وقت لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ایسا کیا جاتا تہا جیسے کہ ابھی انگلستان میں لوگوں کو طرح طرح کی پھسلاؤں سے فوج میں داخل ہونیکی ترغیب دیجاتی ہے۔ مگر فوجی خدمت کو لازمی کر دینے سے ترکی کو اب ایسی تدابیر کی احتیاج نہیں رہیگی۔ مترجم۔

اور ترک کی خوبیاں دکھانے کے لئے ایسے ہی نمونے دکھائے جاتے ہیں۔ اِن دونوں کے پیچھے سپاہیوں اور غیر فوجیوں کا بینڈ باجا تھا۔ بینڈ میں دو بیگ پائپ (صراحی دار بانسریاں) ایک معمولی بانسری جسکی آواز بعینہ ایک حلق پھٹے ہوئے انجن کی چیخ کے مشابہ تھی۔ دو چھوٹے اور ایک بڑا نقارہ۔ ایک معمولی فوجی نقارہ۔ ایک تین فیٹ لمبا نقارہ جسکو دو آدمی بجاتے تھے۔ جھانجوں کا ایک جوڑا۔ ایک ترم اور گھنٹی دار لاٹھی تھی۔ اس طرفہ اجتماع کے مہیب شور و غل کا کسیقدر اندازہ خود ناظرین بھی کر سکتے ہیں تان۔ سر۔ یا ہم آہنگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ موسیقی نوازوں نے اپنے جسموں اور آلات کو پھولوں کے ہاروں اور خوب صورت رومالوں سے آراستہ کیا ہوا تھا اور خوب ٹھسے سے جلوس میں شامل تھے۔ بینڈ کے پیچھے انفنٹری فوج کا ایک فربہ اندام کارپورل تھا جو اپنی روغن دار اور سجائی ہوئی لاٹھی سے ایک کہن سال جسیم لحیم بازیگر کی طرح عجیب و غریب کرتب کرتا جاتا تھا۔ اُسکے پیچھے بارہ سپاہی تھے۔ جو جب کبھی بینڈ اور واعظ ذرا خاموش ہوتے تو زور سے "اللہ اکبر" کے نعرے بلند کرتے۔ ایک سپاہی کے ہاتھ میں سیاہی مائل سبز علم تھا جسپر سنہری ہلال بنا ہوا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سیاہ ریشمی عَلم تھا جسپر طلائی حروف کاڑھے ہوئے تھے۔ دونوں عَلم برداروں کے درمیان ایک خوبصورت لفٹنٹ ننگی تلوار لئے ہوئے تھا۔ مگر اُسکے بشرہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اِس تمسخر سے سخت متنفر ہو رہا ہے +

سپاہیوں کے بعد سات یا آٹھ فلاکش رونی صورت دُبلے پتلے فاقہ مست تھے۔ یہ لوگ مجاہدین تھے۔ اُن کے ہاتھ پیچھے کو بندھے ہوئے تھے۔ تاکہ کہیں غزا کا عزم فسخ ہونے پر وہ رفوچکر نہ ہو جائیں اور سلطان المعظم ایسے بہادروں کی خدمات سے محروم رہ جائیں۔ جلوس جب ایک نان بائی کی دوکان کے پاس سے گذرا (افسوس قلت گنجائش کی وجہ سے میں ترکی دوکان دار کی دوکان کی کیفیت بتانے سے معذور ہوں) تو مجاہدین نے اُن خوانچوں پر جو ملا آہنیہ مگر آہنی سبجدار دریچوں کے پیچھے رکھے ہوئے تھے ایسی نظر سے دیکھا جو صریح اُن کے بھوکا ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ چند آوارہ گرد کتے بھی ٹانگوں میں دموں کو دبائے ہوئے مجاہدین کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے تھے۔ یہ کتے کبھی آپس میں لڑنے جھگڑنے کو رک بھی جاتے تھے۔ اِن خانہ بدوش کتوں اور آوارہ گرد غلیظ والنٹیروں میں عجیب مشابہت پائی جاتی تھی۔

والنٹیروں کے پیچھے بارہ ایک توپخانہ کے نوجوان تھے جو اپنی دلکش وردیوں میں نہایت خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ وہ بھی اِس کاروائی کو علانیہ حقارت کے ساتھ دیکھ

رہے تھے ...... یہہ گولنداز لوگوں کو بالواسطہ طور پر فوجی ملازمت میں پھسلانے کیلئے سانپہ تھے۔ یعنی وہ لوگوں کو یہہ کہانے کیلئے سانپہ تھے کہ دیکھو سلطانی ملازمت میں ہم کیسے آرام میں رہتے ہیں۔ آؤ تم بھی اس نعمت سے حصہ لو۔ انپر جلوس کا سرکاری حصہ ختم اور غیر سرکاری شروع ہوگیا۔ آخرالذکر میں شریر لڑکوں کا ہجوم (جو والنیٹر وں پر کیچڑ غلاظت اور مردہ چوہے پھینکتے جاتے تھے) اور جوان بوڑھی ترک۔ یہودی۔ سپاہی۔ ماہی گیر۔ برقعہ پوش عورتیں جنمیں اکثر کی گود میں بچے تھے۔ بوڑھی عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے شامل تھے۔ ان سب کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ قومی تحریک کا کم و بیش کل کے دلوں پر اثر ہو رہا ہے۔ آخری حصہ میں چند ایک قواص (پولیس کے سپاہی) بھی تھے جو برلن۔ لندن اور دیگر مقامات کے اپنے ہم پیشہ بھائیوں کی طرح لوگوں پر اپنی حکومت جتانے اور اکڑے پھرتے تھے۔ میں نے قلعہ کے چند افسروں سے گفتگو شروع کی تو انہوں نے جرکس و مجاہدین الغرض سب طرح کی بیقاعدہ سپاہیوں سے نفرت اور بے اعتباری ظاہر کی۔ ہم جلوس کی پیچھے پیچھے چلے گئے۔ ہمارے ساتھی باش چاوش نے دو وا دو کمینہ شکل گداگروں اور ایک شریف النفس نوجوان کو پھانس لیا۔ اسکو میرے ساتھیوں نے فوراً پکڑ کر اُسکے ہاتھہ باندھ دیئے اور اُسے اپنے بیچ میں لیکر مجھ سے کہا کہ میں بھی اُن کے ساتھہ قلعہ میں چلوں۔

ہم ایک سبز خیمہ کے پاس سے گذرے۔ یہاں والنیٹروں کے نام باقاعدہ درج رجسٹر کئے جاتے تھے خیمہ سے باہر چند غلیظ جپسی اپنے معمولی ساز و آلات سے تماشا کر رہے تھے۔ انمیں سے ایک ستار پر وہ جرمن گیت گا رہا تھا جسے میں نے برلن کے چھوٹے تھیٹروں میں خوبصورت رقاص و گویا عورتوں کی زبانی اکثر سنا ہوا تھا۔ اس گیت کا ہر بند جس شعر پر ختم ہوتا ہے اُسکا ترجمہ یہہ ہے "یہ ریشمی ٹوپی بڑی عجیب و غریب چیز ہے اگر تم کو میسّر ہو تو خوب ہے اگر ملکہ بلقیس کا مفت آتی ہے!" میں حیران ہوں کہ یہہ فضول اور بے مطلب گیت برلن سے ویڈن تک کسطرح پہنچ گیا۔ ہم قلعہ میں دریا کی طرف سے داخل ہوئے۔ گرفتار (یعنی نوجوان جنٹلمین والنیٹر) قلعہ کی انفنٹری کے ایک باش چاوش کے حوالے کر دیا گیا اور مجھے افسر فصیل یا مورچہ پر لے گئے۔ اُسپر توپوں کی لمبی قطار نصب تھی اور جنگ کے لئے وہاں سب سامان مکمل موجود تھا۔ گولنداز اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو کہانیاں سُنا کر اپنا وقت بہلا رہے تھے۔ بیشمار سنتری اپنے اپنے موقعوں پر کھڑے تھے۔ افسروں کے مختلف جھنڈ کلافت کو دوربینوں سے دیکھہ رہے تھے۔ انفنٹری کے دستے جنگی رائفلیں مخروطی مینار و نکی شکل میں کھڑی کی ہوئی تھیں فصیلوں کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ ایک لمحہ میں

ﷺ۔ حیرانی کی یہ وجہ ہے کہ بلگیریا کے جپسی خانہ بدوش لوگ نہیں ہیں بلکہ دیہات میں آباد ہیں۔ اگر خانہ بدوش ہوتے تو قیاس کر لیا جاتا کہ وہ جرمنی سے پھرتے پھراتے ویڈن پہونچ گئے ہیں۔ ۱۸۷۶ء کی بغاوت میں زیادہ تر جپسی ہی جلاددن کا کام دیتے رہے تھے۔ یہ لنگ مائیل یہ وزدی۔ شریر اور غلیظ ہیں۔ مصنف۔

حملہ کو روکنے کے لئے تیار ہو سکتے تہے۔ ہمارے سامنے شاندار نیلگوں ڈینوب کا پاٹ دُور تک چلا گیا تھا۔ اور ہمارے "دو مونی ٹر" حرکت کیلئے ہمہ وجوہ تیار (یعنی انجنوں میں ہر وقت سٹیم اسقدر تیار رکہی جاتی تھی کہ حکم ملنے ہی فوراً جہاز چل سکے) بچنۃ گھاٹ کے قریب لنگر زن تہے۔ میں نے اُنکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اسپر بیکر ایک رفیق نے ایک بحری لفٹنٹ کو بُلا کر کہا اور وہ مجھے اپنے جہاز میں لیگیا۔ یہہ طول میں دریا ٹیمس کے اِن سٹیمروں کے برابر تہا جو سمندر سے پل تک اُس میں آمد و رفت کرتے ہیں۔ مگر درمیانی عرض میں اُن سے بڑا تہا۔ اور اُسکا درمیانی حصہ پانی میں زیادہ ڈوبا ہوا تہا۔ جسکی وجہ غالباً یہ تہی کہ اُسکا ڈیک (تو تک یا چھت) وسط میں تہا جو جہاز کے تین چوتہائی طول اور کل عرض پر پھیلا ہوا تہا۔ وہ چرخ کے زور سے چلایا جاتا تہا۔ اسکا انجن (جو چرخ کو چلاتا تہا) بڑا طاقت ور اور انگلستان کی ساخت تہا۔ خود جہاز قسطنطینیہ کے سرکاری کارخانہ (ترسانہ یا ترسخانہ) کے بنے ہوئے تہے۔ ہر ایک پر دو لمبی توپیں جہاز کی قوس (اگلی نوک یا حصہ میں) اور اِن سے نسبتاً دو چھوٹی چھوٹی دونوں پہلوؤں پر تھیں۔ یہہ سب توپیں کُرپ قسم کی تھیں۔ اور چھت پر نہ تہیں۔ بلکہ "ڈیک کیبن" (وہ کوٹھری جو چھت کے نیچے ہو) میں تھیں۔ انجن بھی وہیں تہا۔ جہاز کے پچھلے حصہ میں جو فراخ اور مربع تہا دو پتلے فنل" (دود کش) دو وینٹی لیٹر (ہوا کی آمد و رفت کے لئے آہنی نلکے) جو تقریباً فنلوں کے برابر اونچے تہے اور دو چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں تھیں جنمیں سے ایک میں جہاز کا کپتان رہتا تہا اور دوسرے میں باورچی خانہ تہا۔ باقی اہل جہاز درمیانی ڈیک کیبن میں جسطرح ہوتا تہا گذارہ کرتے تھے۔ دونوں چھوٹی کوٹہریوں کے نیچے انجن کے بائلر (انجن کا وہ حصہ جہاں پانی کو جوش دیکر بھاپ پیدا کیجاتی ہے) تھے۔ درمیانی ڈیک کے نیچے اگلی اور پچھلی طرف ایندھن اور سامان کیلئے کھلی جگہیں تھیں۔ ہر ایک توپ کیلئے گولہ بارود کا ایک ایک صندوق تھا۔ جو میرے خیال میں انجن اور آتشدانوں کے اسقدر قریب تھے کہ خطرہ کا احتمال تہا۔ چرخ ڈیک کیبن کی چھت پر تھا۔ چھت کے گرد آہنی کٹہرا لگا ہوا تھا۔ دو کشتیاں اور چھوٹے عَلَم کی چوب بھی وہیں تہی۔ بڑا جھنڈا پچھلے حصہ میں درمیانی ڈیک کے قریب تہیں سب سے آخری نکڑ میں دو کشتیوں اور یا دکشتوں کی ساتھہ نصب تھا۔ جہاز پر سیاہ روغن کیا ہوا تھا۔ اور قوس والی توپیں عقرب کی ڈنگ کیطرح آگے کو نکلی ہوئی تہیں۔ اِن سب باتوں کی اجتماع سے جہاز کی شکل بعینہ اِس سیاہ مدوّر بھڑ ایسی بنی ہوئی تہی جسے میں نے اوّل اوّل بلاد مشرق میں دیکہا اور جسکا ڈنگ نہائیت سخت ہوتا ہے +

جہاز بالکل لیس اور خوب آراستہ پیراستہ تھا۔ ڈیکوں (چھتوں یا فرشوں) کی صفائی ایسی عمدہ تھی کہ میرا دل بوٹ لیے ہوئے اسپر جانیکو نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے لفٹنٹ سے بوٹ سمیت جانیکی

معافی مانگی۔ "کل شیزی"، (کلینیٔ) ایسی چمک رہی تھیں کہ کسی انگریزی جنگی جہاز[1] پر بھی اس سی عمدہ ہونی ممکن نہیں۔ ملاح جنہیں میں نے بارہ کو جہاز پر دیکھا۔ انگریزی ملاحین کے مشابہ سیاہ وردی اور انجن میں آگ ڈالنیوالے صرف حمالی پاجامے پہنے ہوئے تھے۔ گو لنداز جنگی تعداد جہاز پر تیس تھی قلعجاتی فوج توپخانہ کی وردی رکھتے تھے۔ میں جہاز پر ہی تھا کہ "شاسبروں[2]" کی ایک کمپنی۔ اپنی دونوں وحشت ورنقہ قسم کی ہلکی توپیں لئے ہوئے جہاز پر آئی۔ یہہ سپاہی اپنی سبز و نیلگوں بجیلی وردی میں خوب چست وچالاک دکھائی دیتے تھے۔ ایک اسکاچ[3] انجنیر کے ماتحت کاریگر کو جسکے بال سرخ اور منہہ سے وسکی شراب کی قسم کی بوآرہی تھی۔ میں نے تنباکو کی ایک چٹکی دی۔ اُسکے عوض میں اُسنے مجھے یہہ دلچسپ فقرہ سنایا۔ "صاحب آج ضرور کچھہ ہوگا۔ آندی (یعنی لڑائی) کی توقع رکھئے"۔ لفٹنٹ اور اعلےٰ انجنیر (جو دونوں ترک تھے)، ملکی کے بحری مدرسکے تعلیم یافتہ تھے اور انگریزی بول سکتے تھے۔ دوسرا جہاز بھی شکل و شباہت اور قطع وضع میں اسی کے مشابہ تھا۔ دونوں میں صرف خفیف سے جزدی اختلاف تہی۔ میں جہاز سے خشکی پر آیا تو دونوں موٹی موٹی لنگرا ٹھاکر دو دیو جسامت زنبوروں کیطرح جو شکار کی تلاش میں ہوں دریا میں اوپر کی طرف چل دیئے +

دوربین لیکر میں نے مقابل کی ساحل کو دیکھا۔ مگر کوئی زیادہ چیزیں نظر نہ آئیں۔ دربار کے وسط میں مذکرہ بالا غیر آباد و پست سطح جزیرہ تہے۔ جن پر گھاس۔ جنگلی پھول۔ سرکنڈے اور جھاڑیاں اس کثرت سے اُگی ہوئی تھیں کہ ہزاروں برس کے جنگل بھی اُسی دیکھہ کر خجل ہو جاتے۔ اِن سے پرے طویل دلدلی ہموار ساحل پھیلا ہوا تھا۔ بائیں جانب سطح دریا سے تین سو فیٹ بلند پھاڑیاں میدان کو احاطہ کئے ہوئے تھیں دائیں طرف سے دہوئیں کا ایک ستون سیدھا آسمان کو اُٹھتا ہوا نظر آرہا تھا جو کسی موضع یا قصبے سے بلند ہورہا ہوگا۔ اسی طرف دو چھوٹی جھیلیں بھی ہموار میدان میں اسطرح واقع تھیں جیسے انسانی چہرہ کی دونوں آنکھیں۔ لڑائی کے سامان اور جنگی مستعدی تو درکنار انسانی بود و باش اور چہل پہل کی علامتیں بھی مجھے بہت کم دکھائی دیں۔ کسی قدر دائیں طرف دریا کے کنارہ پر کلاؤ نام موضع تھا۔ جہاں کشتیوں کو پانی سے کھینچکر ریتہ پر چڑھا یا ہوا تھا۔ بائیں طرف ایک سو فیٹ بلند پھاڑی کے ڈھلاؤ اور چوٹی پر کلاآفت تھا۔ جہاں سے گرجا کے بلند آواز جرس کی صدا آرہی تھی۔ قصبہ کا محل وقوع ایسا ہے کہ میں اُسکے کوچہ و بازار کو نہ دیکھہ سکا۔ مگر

[1] انگریزوں کو اپنی صفائی اور ستھراپن اور ہر ایک چیز کو صاف و شفاف رکھنے پر بڑا ناز ہے۔ مصنف نے اسلئے انگریزی جہاز کا بالتخصیص ذکر کیا ہے۔ مترجم۔

[2] یہہ فرانسیسی لفظ ہے اور اسکا درست تلفظ شاسر ہے۔ مترجم۔

[3] یہہ شخص غالبًا انجن پر مامور ہوگا۔ مترجم۔

میں نے چند مسقف اور پوشیدہ باتریوں کو تاڑ لیا۔ سامنے سے نظر ہٹا کر جب میں نے اپنی دیعنی ترکی) ساحل کی طرف نگاہ کی تو بائیں طرف میں نے بیرونی فصیل یا حفاظتی مورچوں کا انتہائی مورچہ موسومہ غازی بایر طابیہ[1] اور اپنے ایک سب سے بعیدی دمدمہ "مینی طابیہ" کو دیکھا جو مٹی کے چھوٹے چھوٹے تودوں سے بڑے نہ دکھائی دیتے تھے۔ ان دونوں مورچوں کے درمیان غیر آباد ہموار زمین تھی اور پرے دریا کا ہموار سبزہ غیر آباد اور پیچ دار ساحل تھا۔ باغی باجگذار ریاست (رومانیا) کے مسلح فرزندوں (سپاہیوں) میں سے مجھے صرف ایک نمونہ دکھائی دیا۔ پہلے وہ مجھے مقابل کے ساحل پر بعینہ ایک ایسا سیاہ داغ معلوم ہوا جیسے کہ سبز کاغذ پر مکھی دکھائی دیتی ہے۔ پھر میں نے اُسے (بھوکا چڑیوں کو ڈرانے کا پُتلا) سمجھا۔ مگر جب اُسنے چلنا شروع کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ رومانوی سنتری ہے جو کہ (تنہا اپنی ریاست کی جو سلطنت بننے کے لئے ابھی حالت جنین میں تھی) "ناگفتنی" ترک سے حفاظت کر رہا ہے۔

گو ستمبر سے پہلے مجھے پرنس چارلس کے بہادروں کو ایسے قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملا کہ میں انکی وردیوں کے رنگوں اور قطع وضع میں تمیز کر سکتا۔ تاہم اس موقع پر رومانوی سپاہیوں کی شکل شباہت کا مختصر ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ رومانوی فوج کی وردیاں مخلوط قسم کی ہیں۔ جس سے رومانوی فوج کا ڈویژن اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا پانچ چھ مختلف قوموں کی افواج ایک جگہ خیمہ زن ہیں۔ مصافی انفنٹری اور آرٹلری فرنچ فوج کے مشابہ ہیں۔ راسی آری (رومانوی لفظ یعنی۔ باقاعدہ کیولری۔ یا فوج سواران) جرمنی کی ریڈ ہوزارز کے مانند ہے جو برلن کے مضافاتی شہر اور قیاصرہ جرمنی کی رہائش گاہ پوٹسڈم میں رہتی ہیں اور جن سے برلن کی سیاح بخوبی واقف ہیں۔ "دیوار ننتزی" (ملیشیا انفنٹری یعنی مستحفظ فوج پیدل) اور کلاروشی (مونٹڈ ملیشیا یعنی مستحفظ فوج سواران) قومی پوشاک پہنتے ہیں اور اُن کے پاؤں کی پوشش بھی عجیب ہے۔ یعنی ان رنگے چمڑے کی جوتی اور گھٹنوں تک چمڑی کی ڈوریوں کے بُنے ہوئے گیٹرز (گیٹس) ترکی فوج پیدل بھی یہی پہنتی ہے۔ یا پہنا کرتی تھی۔ جندارمہ پرشوی ہلمٹ (خود نما ٹوپی) آرٹلری آسٹری کیپس (فوجی کلاہ) پہنتی ہے۔ فوج کے باقی اقسام کے حصہ کثیر کی سر کی پوشش ایسی مکروہ اور ناموزون ہے کہ اس صفت میں انعام پانے کی مستحق ہے۔ جرمن "پکل ہاپ" (فوجی ٹوپی)، روسی ٹوپی۔ اور انگریزی سمور جڑس کی کلاہ تو بھدی اور بدشکل ہیں ہی۔ مگر رومانوی بانٹ (ٹوپی) سب کو ماند کر رہی ہے۔

ویڈن میں اسوقت بڑی جسامت کے جہاز بالکل نہ تھے۔ تمام ایسے جہاز یا تو گورنمنٹ نے بیگار پکڑ کر ڈینوب کے جنوبی حصہ میں کام دینے کے لئے بھیج دیئے تھے۔ یا خود مالکوں نے اُن کو ایسی جگہ رکھنا مناسب سمجھکر

[1] بایر ترکی میں پہاڑی کو اور طابیہ باتری کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

جہاں سخت معرکہ آرائی کا قوی احتمال تھا دیگر مقامات کو جہاں کا امن غیر مخدوش اور بکار و بار قایم سمجھا بھیجدیا تھا۔ اعلان جنگ سے تھوڑا عرصہ پہلے کئی سمندری سفر کرنیوالے سٹیمر (دو خالی جہاز) اور متعدد قرلا (ایک مستول کا بادبانی جہاز جسکا پچھلا حصہ پانی سے اُٹھا ہوا اور کمر زیادہ ڈوبی ہوئی ہوتی ہے) سامان رسد یعنی ۱۵ ہزار ٹن (ٹن = ۲۸ من) آٹا اور کلافت تک کشتیوں کا پل بنانے کا سامان لیکر آئے تھے۔ مگر آخر الذکر سے محمود داما دپاشا اور اُسکے ہمصغیروں کی نوازش سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ سٹیمر نکلہم چلے گئے معمولی اور نیز ماہیگیروں کی کشتیاں جو اہالی شہر کی ملکیت تھیں۔ متذکرہ بالا قرلاش اور دو یا تین ناکارہ شونر (ایک قسم کا بادبانی جہاز) ایک محفوظ مقام میں جمع کرکے اُنپر سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا ہوا تھا۔ تاکہ جاسوس۔ غدار اور فراری اُن سے کام نہ لے سکیں۔

میں دریا کا نظارہ کر رہا تھا کہ ایک بادبانی کشتی ڈینوب کے فراخ پاٹ میں دونوں سواحل کی توپوں کی مہیب قطار سے جو تعداد میں غالباً ۲۵۰ تھیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے دریا پار ہمسایہ پر اپنا ہلاکت بخش مواد (گولہ) پھینکنے کیلئے بالکل تیار تھی بالکل لاپرواہ بیفکر تیرتی چلی آتی۔ مجھے دریا کی بالائی خم پر سفید داغ کی مانند دکھائی دی۔ اسوقت دوپہر سے بعد ایک بج چکا تھا۔ اور میری اشتہا تیز ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے رفقا سے ذکر کیا۔ انھوں نے قریب قریب حسب ذیل جواب دیا کہ اگر تمہارے پاس ابیض علیہ الرحمۃ ہے تو ہم ابھی قلعہ کی باورچیوں سے کھانا منگا سکتے ہیں اور اگر تم کو تمہوہ۔ مٹھائی وغیرہ لذیذ اشیا کی بھی خواہش ہو تو تمہاری حکم دینے اور روپیہ نکالنے کی دیر ہی جو چیز کہو ابھی شہر سے منگوا دیجائیگی۔ ہم تمہاری صحبت و ہم جلیسی کو غنیمت سمجھیں گے۔ اور اگر کبھی خوش نصیبی ہمکو تنخواہ میں نقدی ملگئی تو بڑی خوشی سے تمہاری عوت کا عوض اُتار دینگے۔ سر دست تمہیں زبانی وعدہ اور شکریہ پر کفایت کرنی پڑیگی۔ یہہ سنکر میں نے فی الفور نکالکر کھانا لانے کا حکم دیا۔ اور عام دعوت کردی کہ جو چاہے ضیافت میں شریک ہو جائے۔ میرے کہنے کی دیر تھی قلعہ بھر میں یہہ خبر مشہور ہو گئی کہ ایک انگریز بک (امیر) نے صلائے عام دیدیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں میرے گرد میں مہمان جمع ہو گئے۔ جو سپاہی ہماری خدمت کر رہے تھے اُنکی خوشی و سرگرمی کا بھی کوئی حد حساب نہ تھا۔

کھانیکی میز اندرونی مورچوں کی لین کے ایک مکان کی دو باہر کو نکلے ہوئے گوشوں کے درمیان متذکرہ بالا مورچہ سے کسیقدر بلند سطح پر بچھا دیگئی۔ وہاں سے دریا اور توپوں کا نظارہ بخوبی ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر کوئی سرگرم و پرجوش پاشا اتفاقاً اُدھر آنکلتا تو اُسکی نظر میز پر نہ پڑتی۔ ہماری دائیں طرف مضبوط مٹی کی دمدموں پر سبز گھاس اور سرخ و زرد خودرو پھول اُگے ہوئے تھے۔ وزنی توپوں کی ہانڈی اور اُسکی ساتھ ہی ایک پختہ مکان اور ایک چھوٹی سی دوسری عمارت (جو عیدگاہ کا کام دیتی تھی اسے عید بانی کرلے اُسمیں ایک

بلند بانس نصب تھا، بھی تھی۔ ہمارے سامنے اولاً ہم سے چھہ فیٹ نشیب میں ایک صحن تھا جسمیں خلیجہ کی محافظ سپاہ کو دھوپ اور خاص کر عمارات کی سفید پتھر کے مضر چمکار سے محفوظ رکھنے کیلئے سبز رنگ کے ملکی کپڑے کی بیس خیمے نصب تھے۔ یہہ سپاہی اس صحن میں ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور اب گولہ بارود کو دستی گاڑیوں میں بھر کر باتری کے نیچے کے تہ خانوں میں لیجا رہے تھے۔ ثانیاً مورچہ تھا۔ یہہ ۱۵ فیٹ چوڑا تھا اور ایک طرف سے اندرونی فصیل کی چوٹی پر بنا ہوا تھا اور اسکی دوسری طرف چار فیٹ بلند چوڑی فصیل بنی ہوئی تھی۔ اس فصیل کی پتھروں کی درزوں میں گھنٹی کی شکل کی خوبصورت سفید پھول بکثرت اُگے ہوئے تھے۔ فصیل پر پہنچ کر ہم اردگرد کا منظر دیکھہ سکتے تھے۔ ثالثاً دونوں (اندرونی بیرونی) فصیلوں کا درمیانی دس فیٹ عریض مسقف راستہ تھا جس میں کئی کمپنیاں ہتھیاروں کو ایک جگہ کھڑا کر کے ٹھیک صفوف جنگ کی ترتیب سے زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں چہارم بیرونی فصیل تھی جس میں درزین بنی ہوئی تھیں کہ انمیں سے انفنٹری دشمن پر بندوقیں سر کر سکے اسپر سنتری جنگی متانت کے ساتھہ اِدھر اُدھر پہرہ دے رہے تھے۔ یہہ دیوار اندرونی فصیل سے بارہ فیٹ نیچی اور مسقف راستہ سے آٹھہ فیٹ بلند تھی۔ اور دریا اسکی پابوسی کرتا ہوا بہتا تھا۔ ہماری بائیں طرف بھی ہم سے بہت قریب ایک اور باتری بھاری توپونکی تھی۔ جہ دو سنگین دیوار و نسے جنکی درمیانی خالی جگہ کو مٹی سے پُر کر کے توپوں اور اُن کی گولندازوں کی لئے دس فیٹ عریض مضبوط و مستحکم پناہ بنا دیگئی تھی نصب تھی۔ اس باتری سے پرے خالی جگہ تھی جہاں جہاز لنگر کئے ہوئے تھے۔ اور اس سے پرے اور باتریاں تھیں۔ ہمارے پیچھے جو عمارت تھی وہ بارکوں کے ساتھہ شامل تھی۔

میں نے میز کیلئے میز پوش ہونے پر اصرار کیا جس سے میرے رفقا میں عجیب کھلبلی پڑ گئی۔ ایک سراسیمہ پکار اُٹھا "لارڈ صاحب میز پوش مانگتے ہیں۔" ایک دوسرے نوخیز افلاطون نے کہا "کیا میں اپنا کمبل لے آؤں۔" تیسرے کو بہت دور کی سوجھی۔ وہ بولے "جاؤ شمیکل سے دوڑ کر مستعار لے آؤ۔ اگر ویڈن میں کسیکے پاس میز پوش ہوا تو بوڑھے یہودی کے ہی پاس ہوگا۔" اِسے سب نے پسند کیا۔ چنانچہ میز پوش کے آنے تک میں اپنے مہمانوں کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے ہر ایک سے ذاتی طور پر روشناس کئے جانے کی درخواست کی۔ اس پر معلوم ہوا کہ اُن میں سے ایک یوزباشی۔ سترہ۔ اٹھارہ ملازمان اوّل و ثانی اور دو ملازمان ثالثہ ہیں جو سب کے سب انفنٹری مقیمہ شہر یا قلعہ کی آرٹلری یا ملیشن انجیر ان سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا "اگر کوئی اعلیٰ افسر بھی ہمارے ساتھہ شریک ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ اسطرح ہم پر کوئی حرف نہ آئیگا۔" یہہ سنکر چند اس شئی ضروری کی تلاش میں گئے۔ اور تھوڑی دیر میں خوش خوش ایک گرسنہ قائم مقام کو لے آئے۔ اِتنے میں قاصد بھی ایک غلیظ پارچہ کو ہلاتا ہوا آپہنچا۔ میز پر پہلے ہر مہمان[1] کو نہایت لذیذ حلوا تقسیم کیا گیا جو شہر کے ایک

---

[1] یورپین لوگوں کے دسترخوان پر ہماری طرح کھانے کی سب چیزیں اکٹھی نہیں رکھہ دیجاتیں۔ بلکہ خادم جو عموماً مہمانونکی

ترک حلوائی سے خرید لگیا تھا۔ ابھی تقسیم کا دور ختم نہ ہوا تھا کہ تین شخصوں کی ایک جماعت جو آپس میں بالکل مختلف اور ایکدوسرے سے کوئی مناسبت نہ رکھتے تھے آپہونچی ٭

پہلا شخص جو انگریز اور دراز قد۔ دُبلا پتلا بدشکل آدمی تھا ایسی پوشاک پہنے ہوئے تھا جسکو صرف ایک سیاح انگریز ہی ایجاد کرسکتا یا پہن سکتا ہے۔ وہ چمکدار اور واٹر پروف دجسپر پانی اثر نہ کرے) کنواس دانسی کا ٹاٹ یا کپڑا) کی بنی ہوئی تھی۔ جسکا رنگ ایسا تھا جسے میں ٹھیک بیان نہیں کرسکتا۔ وہ کسی قدر ایسے غلیظ ہلکے خاکی رنگ کے مشابہ تھا جسمیں صفرادی سبزی مائل زرد رنگ کی لہر ہو ناظرین کو اِس کپڑے کے ساتھ ہی خیال رہے کہ اُن دِنوں سایہ میں تھرما میٹر انتی درجہ پر تھا اور مطلع بالکل صاف تھا۔ اُسکی کل وردی یکساں تھی حتیٰ کہ ٹوپی اور بوٹ بھی اُسے کپڑے کے تھے اور جب اُسنے ناک صاف کرنیکے لئے رومال نکالا تو اُسکا رنگ بھی ویسا ہی تھا۔ اُسکے سر پر چھتری بھی اُسی رنگ کی تھی۔ اُسکے کندھوں سے ایک میدانی دوربین۔ ایک پانی رکھنے کی بوتل۔ ایک برانڈی رکھنے کی صراحی نما بوتل۔ ایک سپاہیانہ تھیلا۔ ایک چرمی تھیلی اور ایک خانے دار جھولا جسمیں ناس تمباکو۔ پائپ اور سگرٹوں کے لئے مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ فیتوں اور ڈوریوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ اخبار نویس تھا اور کپتان چوق کے نام سے مشہور تھا۔ اُسکا اصلی نام میک[ل] تھا۔ مگر کس قسم کا میک ؟ یہہ مجھے معلوم نہیں۔ وہ انگریزی کے سوائے اَور کسی زبان کا ایک لفظ نہیں بول سکتا تھا۔ اسلئے سلیٹ ہر وقت ساتھہ رکھتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی اُسکی شکل بنا دیتا۔ اسکی نسبت ایک قصہ عام مشہور تھا کہ پچھلے برس جبکہ وہ محمد علی کی فوج کے ہمراہ سرویا میں تھا تو اُسنے ایک دیہاتی سرا میں اسی طریق سے "کوکرمو" تھا جیسے پنجابی میں کُھنب کھنی میں طلب کی۔ مالک سرا ایک گھنٹہ کی تگ و دو کے بعد چھتری لے آیا (کیونکہ کُھنب بھی بعینہ چھتری کے مشابہ ہوتی ہے۔ مترجم) اُسے قلعہ میں آنیکی اجازت نہ تھی۔ رہنا و یڈن سے باہر ایک شیڈ میں دو جرمنی فوجی نامہ نگاروں کے ساتھہ تھا۔ اور نہ صرف اپنی عجیب عادات بلکہ فیاضی اور نرم دلی کی وجہ سے سارے شہر میں مشہور تھا۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ بعد جب مشیر نے کل نامہ نگاروں کو چلے جانے کا حکم دیدیا تو کپتان بیکر خیال مین نیکوپولی کو چلا گیا ٭

دوسرا شخص ایک پست قامت۔ منحنی۔ کمینہ لباس جرمن ڈاکٹر تھا۔ اُسکا نام ڈاکٹر شمٹ تھا۔

بقیہ حاشیہ۔ تعداد کے مطابق ہوتے ہیں۔ ایک قسم کا کھانا ہر ایک کے سامنے رکابی یا پیالہ میں ڈالتے ہیں۔ اسکے بعد پھر دوسری قسم۔ پھر تیسری۔ الغرض اسیطرح جتنی اقسام کے کھانے ہوں اتنے ہی مختلف دور ہوتے ہیں۔ مترجم۔

[ل] اکثر آیرش و اسکاچ لوگوں کے نام کے پہلے میک کا لفظ آتا ہے۔ جیسے میک ماہن۔ میک فرسن۔ میک کی وغیرہ۔ مترجم۔

وہ عینک لگائے ہوئے تہا اور پژمردہ خاطر۔ شکستہ دِل اور کسیقدر دل سوز معلوم ہوتا تھا پچھلے برس (۱۸۷۶ء) وہ عثمانیہ فوج میں ملازم تھا۔ مگر محاربہ (سرویا) کے ختم ہونے پر مستعفی ہوگیا تھا۔ چونکہ طبّی آدمیوں کی قلّت تھی۔ اب وہ پھر عارضی طور پر قلعہ ویڈن میں مامور تھا۔ لیکن تاحال برابر اپنی کُہنہ ملکی پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ کیونکہ سارے کمپ میں کوئی وردی نہ تھی جو اُسکے چھوٹے قد کو پوری آسکتی وہ انگریزی فرنچ۔ اور جرمن۔ اور لاطینی۔ یونانی اور عبرانی کی قدیم زبانوں کے سوا ترکی۔ عربی۔ صربی۔ بلغاری۔ رومانوی اور روسی زبانیں جانتا اور بولتا تھا۔ اور سنسکرت میں بھی مستند عالم تھا کپتان چوق ۶۔ فٹ ۲ انچ لمبا تھا۔ اور ڈاکٹر صرف ۴ فٹ ۱۰.۶ انچہ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی بغل میں ہاتہہ دیئے ویڈن کے کوچہ و بازار میں پھرتے رہتے تھے۔ ترکی میں "چوق" کے معنے "بڑے اور زیادہ" کے ہیں۔ اور غالبًا اسکی قدو قامت کے لحاظ سے ترکوں نے اُسکا یہہ نام ڈالدیا ھوگا +

اِس ضیافت کے دِن جیسا کہ ابتدائے آفرینش سے عورتیں مردوں کو جُدا کرتی آئی ہیں۔ ایک لیڈی اُنکو جدا کئے ہوئے تھی۔ یعنی اوسدن وہ ایکدوسرے کے ہاتہہ میں ہاتہہ دیئے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ایک عورت اُنکے درمیان تھی۔ جسکی عمر بیس ایک برس کی تھی۔ وہ جوانی۔ نزاکت۔ حُسن اور شرارت کی مجسم دیبی تہی اور اُسے دیکھ کر طبیعت خواہ مخواہ شگفتہ ہو جاتی۔ وہ سرخ فلالین کا تنگ گھیر کا سایہ۔ وایناکی ساخت کی خوبصورت گرگابی۔ سیاہ ریشمی موزے۔ اور بلغاری ساخت اور کارچوبی کام کی نیلگون جاکٹ جسپر سنہری گلٹ کے پھول لگے ہوئے تھے پہنے ہوئی تھی۔ اُسکے شاندار سیاہ بال کھلے ہوئے کندہوں پر پڑے تھے اور سرخ "فس" سے اُسکے چہرہ کی شرارت آمیز خوبصورتی دوبالا ہورہی تھی۔ اُسکی پوشاک صرف خوبصورت اور موزون ھی نہ تھی بلکہ صاف اور سنہری بھی تھی۔ جس صفت کا وجود بلگیریا میں شاذو نادر ہی پایا جاتا ہے۔ قصہ مختصر وہ تصویروں کی کتاب میں سے ایک خوبصورت تصویر معلوم ہوتی تھی۔ اُسکا رنگ سُبک اور بیداغ تہا۔ ہاتہہ جن پر دستانے نہ تھے سفید اور خوش وضع تہے۔ چلتے وقت اُسے مردونکی طرح ہاتہہ ہلانے کی عادت تھی۔ سگرٹ ہر وقت پیتی رہتی تھی۔ بل جائیں تو سگار (چرٹ) کو بھی پسند کرتی تھی اور کبھی کبھی پائپ (نے) کا بھی شوق کرتی تھی۔ سرویا کی قومی شراب "سلوونز" کے پینے میں وہ ماں کے بڑے سے بڑے شراب نوش کی برابری کرسکتی تھی۔ وہ صرف نوجوانوں کی اور اُنمیں سے بھی اُنکی صحبت کو جنکے پاس نقد و حرمنہ ہو پسند کرتی تھی۔ اور بیچارے بنیوا کو کمال سنگدلی سے فورًا ڈانٹ بتادیتی تھی۔ وہ شہسوار غضب کی تہی اور سہ اسپہ گاڑی کو اسطرح ہانک سکتی تھی کہ انجمن انسداد بیرحمی حیوانات کے کارندہ کو اُسے دیکھ کر فی الفور اپنی پاکٹ بک نوٹ کرنیکیلئے جیب سے نکالنی پڑتی۔ وہ پیشہ ور ماہیگیرونکی طرح ہلکی کشتی کو ڈبنوب پر چلا سکتی تہی۔ جرمنی کے فوجی طالبعلم

کی طرح پٹا کھیل سکتی تھی اور امریکہ کے کف دست گھنے جنگلوں کے ماہر شکاری کی طرح رائفل اور ریوالور سے کام لیسکتی تھی۔ خودستائی۔ نخوت اور بے انتہا بے باکی کا وہ مرکب ثبت تھی۔ اور اسبارہ میں مجھے اب تک کوئی اُسکا ثانی نظر نہیں آیا۔ بایں ہمہ اِس عورت کا پشیبہ کیا تھا؟ ناظرین میرے جواب پر ہنس نہ دینا میں بالکل راست راست اور متانت سے بتا رہا ہوں کہ وہ "نرس" (بیمار و مجروح سپاہیوں کی تیماردار) تھی اور وہ پیشہ ور "رحم کی بیٹی کی ہمشیرہ"[1] تھی۔ اُسکی پیدائش سرویا میں ہوئی تھی۔ اُسکا باپ آسٹروی تھا۔ بلغاری اُسکو میری اور ترک مریم پکارتے ہیں۔ ۱۸۷۶ء کے محاربہ سرویا میں وہ اپنے اہل وطن (سربی فوج) کی خدمت کرتی رہی تھی۔ لیکن تاریخ یہہ نہیں بتاتی کہ اُسنے یہہ کام کیسی قابلیت اور لیاقت سے سرانجام دیا تھا۔ مجھے صرف اِسقدر معلوم ہوا کہ وہ اپنے آدمیوں سے لڑپڑی تھی جس پر وہ اُسے ساتھ آکر سرحد پار چھوڑ گئے۔ یہاں آکر اُس نے ترکوں کی خدمت کرنیکا منشا ظاہر کیا۔ مگر عثمان کی فوج کے مردہ دل اور سخت مزاج اعلیٰ ڈاکٹر نے اسے اپنی ماتحتی میں لینے سے صاف انکار کردیا۔ وہ ویڈن شہر میں رہتی تھی۔ اور کبھی کبھی قلعہ میں آکر اعلیٰ افسروں سے ملاقات کرتی تھی۔ اِن باتوں سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اُس سے جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔ اس عورت کو پندرہ دِن بعد اُسے فوجی پہرہ کی حراست میں فلپ پولی بھیجدیا گیا تھا۔ اُسکے بھیج دیئے جانیکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ یہہ سُنا تھا کہ منزل مقصود پر پہنچنے تک محافظ پہرہ داروں اور گرفتار کی حیثیت بدل گئی تھی۔ یعنی قیدی مالک اور محافظ اُسکے نازو ادا کا شکار ہوکر اُسکے غلام یا قیدی ہوگئے تھے۔ میں نے اخباروں میں پڑھا کہ جب ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا نے بابعالی کے برخلاف بغاوت کی تھی تو ایک سربی عورت جو سگار و مئے نوش تھی کل اسلحہ سے مسلح اور گھوڑے پر سوار فلپ پولی کے بازاروں میں باغیوں کی لیڈری کرتی رہی تھی۔ میرا قیاس ہے کہ ہو نہ ہو یہہ وہی ویڈن والی میری تھی۔

طبقہ سینٹ جان (ولی یوحنا) کی یہ قابلہ ممبر کپتان چوق اور ڈاکٹر شمٹ کے درمیان آخرالذکر سے بے پروائی اور سرسری طور پر باتیں کرتی ہوئی اور اوّل الذکر سے خندہ پیشانی اور ناز و نخرہ سے مسکراتی

[1] چونکہ اکثر زنین شوقیہ اور محض انسانی ہمدردی سے میدان جنگ یا چھاونیوں کے فوجی ہسپتالوں میں تیمارداری کرنے جاتی ہیں اور ان میں سے بعض نہایت متمول اور شریف گھرانوں کی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اِن کو یورپ میں "رحم یا خیر و برکت کی دیبیوں کی بہنیں" بھی پکارتے ہیں۔ اور کبھی طبقہ یوحنا کی خواہریں بھی بولتے ہیں۔ کیونکہ اس رسم کی ابتدا عام طور پر اوّل اوّل صلیبی جنگوں سے شروع ہوئی تھی۔ جن میں اکثر عورتیں بھی مذہبی جوش میں آکر بیمار و مجروح عیسائی مجاہدین کی تیمارداری کے لئے اپنے اپنے ملک سے کرسٹان غازیوں کے ساتھ ارض مقدس کو گئی تھیں۔ مترجم:

ہوئی چلی آرہی تھی۔ اُس سے باتیں نہ کرنے کی وجہ یہہ تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے۔ پس ان دونوں یعنے بدشکل مگر متمول کپتان اور عشوہ فروش دسربن) میں اسکے سوا کوئی اور ذریعہ تکلم کا نہ ہوسکتا تھا کہ وہ اپنے رفیق کا حوصلہ بڑھانے کے لئے مسکراتی اور یہہ اپنی پسندیدگی کے اظہار میں باواز بلند وہ ہوں ہاں کرتا ہے۔

میز پر جو افسر میرے قریب بیٹھا ہوا تھا اُس نے ان تینوں کو دیکھ کر کہا۔ "اس دیوانہ انگریز کو ضیافت میں شریک ہونیکی دعوت کرو۔ وہ زردار ہے اور تمہارا تمام خرچ وہ اپنے پاس سے ادا کردیگا" یہہ سنکر میں نے تینوں کو مدعو کیا۔ اور دونوں جنٹلمینوں نے اُسے قبول کرلیا۔ لیڈی ابھی کھانا کھا چکی تھی اُس نے یہہ عذر کردیا تاہم اُس نے ازراہ نوازش ہمارے پاس بیٹھا رہنا منظور کیا۔ وہ ایک دوسری میز کے کنارہ پر جسے سپاہی کھانا رکھنے کیلئے لائے تھے بیٹھ کر اپنے خوبصورت حاشیہ دار سایہ اور سڈول ٹانگوں کو کلاک ڈیری گھڑی (پینڈولم دلشکن) کی طرح عجیب باقاعدگی سے ہلانے لگ گئی اور اسبات پر افسوس ظاہر کیا کہ قلعہ کے تکلیف دہ قواعد کے خاص اس موقع پر جہاں ضیافت اڑ رہی تھی تمباکو کا پینا ممنوع ہے۔ ہم نے حلوا کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک فربہ اندام پاشا کے سر پر خبط سوار ہوا اور وہ دوربین لیکر فصیل پر کھڑا ہوگیا۔ اور ہماری بدبختی سے وہ کھڑا بھی عین اُس موقعہ پر ہوا کہ کل فصیل میں سے صرف اُسی مقام سے ہماری میز پر نظر پڑ سکتی تھی۔ اُسکی فراخ پشت۔ اُبھرے ہوئے چوتڑ اور بیضوی شکل کی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے اُسکی تصویر عجیب مضحکہ خیز بنی ہوئی تھی۔ اُسکو دیکھتے ہی کل محفل پر سناٹا سا چھا گیا۔ یوزباشی نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ "کل روبیلی میں وہ حریص ترین خنزیر ہے۔ اُسے مدعو کرو۔ تو وہ فوراً آجائیگا۔ کیونکہ جب کبھی مفت میں لقمہ تر ملے تو وہ ہرگز انکار نہیں کرتا۔ اُسکے شامل ہوجانے سے ہم سب محفوظ ہوجائینگے اور اور کل ذمہ داری اُسکے سر پر جا پڑے گی۔" قایم مقام نے اس اشارے کی تائید کی۔ اسپر میں نے پاشا کے قریب جاکر عرض کیا "حضور والا کی عمر دراز ہو! میں پادشاہ (سلطان المعظم کو ترک پادشاہ کہتے ہیں جسکے معنی اُنکی زبان میں سلطان المعظم کے ہیں۔ مترجم) کی فوج میں ملازم ہوں اور قوم سے انگریز ہوں آج میری اصلی فرمانروا ملکہ انگلستان کا یوم ولادت ہے (یہہ میں نے صریح جھوٹ بولا تھا) اِس خوشی میں آپکے ناچیز غلام نے چند احباب کو دعوت دی ہے۔ کیا حضور بھی ازراہ ذرہ نوازی اُس سلامتی کی بھری دال روٹی میں شریک ہونے سے خاکسار کو افتخار بخشیں گے؟"

پاشا نے میز کیطرف ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھا۔ اتنے میں خوشبودار حلوے کی لطیف و خوشگوار بو بھی اسکے نتھنوں تک پہونچ گئی تھی۔ پھر کیا دیر تھی لحیم و شحیم پاشا نے متانت و خوش خلقی سے جواب دیا "

بڑی خوشی سے"۔ اُسکے آنے پر تمام مہمان سرو قد کھڑے ہو گئے۔ سپاہیوں نے باقاعدہ سلام کیا۔ انگریز کپتان نے تعظیماً اپنی ٹوپی کو چھوا اور جرمن اپنی بابا آدم کی وقت کی کلاہ کو سر سے اُتار کر آداب بجالایا۔ پاشا کو صدر میں جگہ دیگئی اور اُسنے حلوے کو اسطرح سے چٹ کرنا شروع کیا کہ مجھے اندیشہ ہو گیا کہ حلوے کا بل دحساب کا کاغذ بہت ہی بڑھ جائیگا۔ میری اُسکو دور سے آتا دیکھتے ہی رفو چکر ہو گئی تھی۔ اُسے پاشاؤں سے سخت خوف آتا تھا اور صرف زردار نوخیز لفٹنٹوں کی صحبت میں خوش ہوتی تھی۔ جاتی دفعہ اسنے حاضرین کو عجیب دلغریب ادا سے "دوسویدانیا" (یہہ لفظ سربی زبان میں الوداع کا مترادف ہے) کہا۔

اسوقت کا سماں نہایت دلکش تھا۔ سب طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صحن والے سپاہی اپنے کام سے فارغ ہو کر خیموں میں آرام کر رہے تھے اور گولنداز اور انفنٹری کے دستے مسقف راستہ میں اونگھہ رہے تھے۔ صرف سنتریوں کی باقاعدہ رفتار کی صدا، جو بیرونی فصیل پر ٹہل رہے تھے، موسم گرما کی دوپہر کی خواب آور خاموشی میں مخل ہو رہی تھی۔ مطلع بالکل صاف اور آفتاب نصف النہار پر تھا جس کی طلائی کرنوں سے دریا اور تمام منظر کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ اور دریا کی لہروں کی چوٹیوں پر ہزاروں ذرے الماس کیطرح چمک رہے تھے۔ نہایت لطیف خنک باد شمالی ہمکو پنکھا کر رہی تھی اور دریا کی موجیں عاشقانہ بیصبری کے ساتھہ سنگین پشتہ کی پابوسی کو دوڑی آتیں اور وصال محبوب سے خوشدل ہو کر بناز مستانہ یکے بعد دیگری پیچھے ہٹ رہی تھیں۔ اور ایسی مست کُن آواز میں اپنی خوشی کے ترانے گاتی جاتی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ عالم و عالمیان کے راحت و آرام میں کوئی چیز مخل و حارج نہیں ہے۔ ہمارے سروں کے اوپر بلند آسمانوں پر چڑھ کر ایک لاوا اس دلفریب کیفیت کیلئے خالق کائنات کی حمد و ثنا کے گیت گا رہا تھا اور اُسکے خوش الحان ترانے لطیف ہوا کے جھونکوں سے ہم تک پہنچکر سب کو محظوظ و مسرور بنا رہے تھے۔ اپنے چاروں طرف یہہ مسرت افزا اور راحت بخش سماں دیکھکر میں دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یا الہ العالمین کیا ہم میدان جنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں! جنگ کا اعلان ہوئے پندرہ دن ہو چکے تھے لیکن ابھی تک چوطرفہ امن و صلح موجود تھی۔ معاندانہ نیت سے ابتک ایک گولہ سر نہ ہوا تھا۔ میری تلوار خون سے ابھی برابر نا آشنا تھی۔ اور میری ریوالور کی گولیاں اُس مکروہ چوبی روسی کے سوائے جسکو ہم نے مشق کے لئے نشانہ بنایا ہوا تھا ابھی تک کسی جاندار کے جسم سے شناسا نہ ہوئی تھیں۔ اور ابھی دو گیارہ ہفتوں تک یہاں دونوں کو جنگی اصطباغ نصیب نہ ہونا مقدر میں لکھا تھا۔

ابھی دوسرا دور ختم نہ ہوا تھا کہ مذکرہ بالا دبابی کشتی کلافت کے مقابل آ کر رومانوی ساحل کیطرف ہو گئی اور اُس پر دفعۃً سیاہ عقاب کے نشان کا آسٹروی جھنڈا لگا کر دیا گیا۔ رومانوی کنارے سے

چند سپاہی ایک کشتی پر سوار ہو کر اُسکے قریب پہونچے۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد کنارہ کو واپس چلے گئے اور آہستہ آہستہ وہ کشتی سفید کبوتر کیطرح پانی پر تیرتی ہوئی دریا کے راستہ جنوب کو چلی گئی۔ دوسرے دور میں دریا کی تازہ مچھلی تھی جسے قلعہ کے باورچی خانہ میں پکایا گیا تھا۔ تیسرے میں پلاؤ۔ چوتھے میں مکئی[⁴⁶] کے آٹے کا دلیا اور شہد اور پانچویں میں پوری کچوری اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ پلاؤ و دلیا قلعہ کا پکا ہوا تھا اور پوری کچوری اور مٹھائی حلوائی سے منگوائی گئی تھی۔ کل خرچ کا نصف کپتان نے اور باقی میں نے دیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کل افسر اپنی اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونیکے لئے ہم سے رخصت ہوگئے۔ اور میز پر صرف ہم چار یعنی کپتان۔ ڈاکٹر پاشا اور میں پیچھے رہکر قہوہ اور کپتان کی صراحی سے شراب پی رہے تھے جس میں پاشا بھی یہہ کہکر کہ حکیم نے اسے شراب پینے کا حکم دیا ہوا ہے شریک تھا کہ اتنے میں ہماری بائیں طرف سے ایک توپ سر کیگئی۔ اور اسکے بعد فوراً ہی دریا کی دونوں طرفوں یعنی کلافت اور ویڈن کے انتہائی شمال مشرقی گوشہ سے جہاں اسوقت ہمارے موانی ٹر بھی موجود تھے اور توپوں کے چلنے کی آواز آئی۔ اور پھر یک لخت آتشباری بند ہوگئی۔ میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ جب پہلی توپ چلی تھی اُسوقت یقیناً یہہ وقت تھا۔ تاہم میرا خیال ہے کہ اسوقت چار بج ہوگئے۔ مگر اِس سے میرا اِردگرد جو یکبارگی انقلاب عظیم پیدا ہوگیا اُسکو بعینہ بیان کرنیکی مجھہ میں دسترس نہیں۔ مختصر یہہ کہ طرفۃ العین میں قلعہ چیونٹیوں کے ایسے گھونسلے کی طرح ہوگیا جسکو کسی طرح سے چھیڑا گیا ہو۔ سپاہی گویا زمین میں سے پیدا ہوگئے۔ چاروں طرف سے حکم کی بولیوں اور بگل کی آوازوں کی بھرمار ہوگئی۔ اور کل عمارت میں عجیب کھلبلی پڑگئی۔ مگر نا قابل بیان افرا تفری صرف چند لحظے رہی جنکے بعد قلعہ ویڈن جنگ و مقابلہ کے لئے بالکل تیار ہوگیا۔ صلح و امن کی تمام علامتیں یک لخت مفقود ہوگئیں اور جہانتک میری نظر کام کر سکتی تھی لڑائی کے مہیب دیو کی صورت ہر جگہ نمایاں ہوگئی۔

گولندازجنکو عرصہ سے کلافت پر گولہ باری کی مشق کرائی جاتی رہی تھی۔ توپوں کے پاس کھڑے ہوئے بتی لگانے اور آتشباری شروع کرنے کے لئے صرف حکم کے منتظر تھے۔ انفنٹری رائفلیں لئے فصیل کے پیچھے کھڑی تھی کہ اگر غنیم کشتیوں پر سوار ہو کر حملہ کرے تو اُسے نابود کردے۔ اردلی اور ایڈیکانگ اِدھر اُدھر دوڑ رہے۔ اور

[⁴⁶] بلغاری اس مکئے کو جو انکی قومی خوراک ہے۔ مالیگا کہتے ہیں یہہ املی کے گوشت کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس صوبہ میں مکئی بہت کاشت کیجاتی ہے۔ وہاں کی زمین اسے بہت اچھی طرح قبول کرتی ہے۔ بلگیریا میں شہد بھی بکثرت ہوتا ہے دہقان سال بھر کے خرچ کیلئے اسکا ذخیرہ رکھہ چھوڑتے ہیں۔ مٹھائیوں میں ہمسایہ قصبہ قزن لک کی بنی ہوئی گلقند بہی تھی جہاں عطر بنانے کے لئے گلاب کو کھیتوں میں آلوؤں کی طرح کاشت کیا جاتا ہے۔ بلغاری دہقان۔ مکئی۔ انگور۔ گلاب اور پھلوں کی کاشت زیادہ کرتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کو بھی پالتے ہیں۔ مصنف۔

پاشا اور اسٹاف دوربینیں لگائے یا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نمک حرام ہمسایہ کے ساحل کو دیکھ رہے تھے۔ تمام مورچہ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جنکی تعداد انہے حصہ میں جہاں تک میری نظر پہونچتی تھی کئی سو سے کم نہ تھی۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مقام پر موجود تھا جو اُسے عرصہ کا بتایا گیا ہوا تھا۔ کیونکہ ہمارے ستعد و تجربہ کار منیجر نے اعلان جنگ سے بھی پہلے مفصل ہدایات جاری کر دی تھیں۔ لازمی گھبراہٹ و کھلبلی کے پہلے چند لمحوں کے بعد سب طرف انتظام و نظام۔ دلجمعی۔ خاموشی اور مستعدانہ آمادگی و تیاری کا عالم مستولی ہوگیا۔

پہلا گولہ ہماری ہی طرف سے ہمارا انتہائی شمال مشرقی مورچہ غازی بایرطابیہ سے جو کلافت سے قریب ترین تھا دشمن کی ستعدی کو معلوم کرنے یا اُسے چھیڑنے کیلئے سر کیا گیا تھا۔ جسکا کلافت کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا اور کل رومانوی باتریوں نے آتشباری شروع کردی۔ ہماری طرف سے پہلے تو صرف بنی طابیہ۔ غازی بایرطابیہ اور موتی ٹرٹپی گولہ باری کرتے رہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد کل ساحلی باتریاں شریک ہوگئیں۔ پہلی گولی کی آواز سُنتے ہی پاشا رفوچکر ہوگیا۔ ڈاکٹر ٹوپی سے سلام کرکے خوف زدہ ٹڈی کیطرح اُٹھ دوڑا اور سنسان میز کے آر پار صرف میں اور کپتان جوفی ہی ایک دوسرے کی طرف حیرت و تحیر سے تکتے رہ گئے۔ وہ ارب جی جو ہمکو کھانا کھلانے رہے تھے اور میں نے اور کپتان نے اُنکو معقول انعام دیا ہوا تھا فوراً آ پہونچے اور اُنہوں نے ایک آن واحد میں میز۔ جام و صراحی اور کل لوازمات کو نظر سے غائب کردیا اتنے میں کپتان کو بھی ہوش آگیا اور اُس نے مضطربانہ لہجہ میں کہا:۔ صاحب میں نے اپنے اخبار کیلئے خاکہ لینا ہے۔ اسلئے آپکے پاس نہیں ٹھیر سکتا۔ امید ہے کہ آپ معاف رکھیں گے لو میں جاتا ہوں اور تم کو بھی یہی نصیحت دیتا ہوں کہ فوراً اپنی پلٹن میں واپس چلے جاؤ۔ یہہ درست ہے کہ تم چٹھی پر ہو اور ایسا کرنا تم پر لازمی نہیں۔ مگر اس سے تمہارے افسر خوش ہو جائینگے اور تم بڑے مستعد اور سمجھدار گنے جاؤ گے۔ میرے خواہ مخواہ کے ناصح بننے سے ناراض نہ ہونا۔ میں پرانا سپاہی ہوں اور جو مجھے انسب معلوم ہوا تمکو کہدیا ہے۔ میں تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلام"۔ یہہ کہکر اُس نے اپنی لمبی چوڑی پنسل کو کان کے پیچھے رکھ لیا۔ نوٹ بک کو سر پر ہلا کر بآواز بلند "ہپ۔ ہپ۔ ہپ۔ ہرّاہ"۔ کا نعرہ بلند کیا۔ اور چھتری کھول ٹوپی کو ایک کان پر زیادہ نیچا کرکے چلتا ہوا۔ اُسی وقت غازی بایرطابیہ سے ایک توپ سر ہوئی تھی اور فوراً ہی دریائی ساحل کی تمام باتریوں نے یکبارگی آتشباری کرکے زمین کو ہلا دیا تھا اور چاروں طرف دھوان چھا گیا ہوا تھا۔ اسمیں سے جسقدر جلد ہو سکا میں دروازہ کی طرف دوڑا گیا۔ وہاں سنتریوں نے مجھکو روک کر اپنے افسر کو آواز دی۔ جسکا اطمینان کر دینے پر مجھے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔

بازاروں میں ترک یہودی اور بلغاری تمام باشندے کل قومی عناد اور مذہبی تعصب کو فراموش کرکے اپنی جان و مال کی حفاظت و سلامتی کے لئے لرزاں و ترساں پھر رہے تھے۔ کئی دریچوں کے آئینے دھمک سے

ٹوٹ گئے تھے۔ ایک سُنار کا مکان بالکل ہی بیٹھ گیا تھا۔ اور آوارہ گرد کُتّے ہم صدا ہوکر پوری طاقت سے چلا رہے تھے۔ جسوقت میں بازار ... پہونچا۔ اسوقت تھوڑی دیر کے لئے توپیں خاموش ہوگئی تھیں۔ مگر جلدی ہی کلافت کی باتریوں نے زمین وآسمان کو سر پر اُٹھالیا اور ویڈن سے ویسا ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا۔ اسکے بعد ایک دو گھنٹوں تک گولہ باری ہوتی رہی مگر وقفوں کے ساتھ اور نسبتاً کم تیزی سے غنیم نے خلاف توقع کشتیوں پر سوار ہوکر کوئی حملہ نہ کیا۔ اور اُسی دن ہی نہیں بلکہ فتح بلیونا تک رومانیوں نے کبھی کبھی گولہ باری کرتے رہنے کے سوا، ویڈن پر بذریعہ فوج کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ اُس دن دو یٹی ہمارے ایک مورچہ اور دریائی ساحل کو خفیف سا نقصان پہونچا۔ اور جان و مال کا چنداں نقصان نہ ہوا۔ ویڈن میں دو جگہ آگ لگ اُٹھی جو فوراً فرو کردیگئی۔ اور ایک مسجد کے ایک مینار کی چوٹی پچھواڑے کی طرف گر پڑی جس نے ایک مردہ کُتّے کا کچومر نکالدیا۔ مینار زمین کے لرزنے سے گرا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہماری کوئی زیادہ گولے دشمن تک نہ پہونچے۔ مگر اُنکا اخلاقی اثر حسب مراد ہوا۔ اِن سے دشمن پر واضح ہوگیا کہ ہم مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہیں۔ جس سے اُسے ویڈن پر حملہ کرنیکی جرأت نہ ہوئی اور اُسکا ایک سالم ڈویژن سات مہینوں تک بیکار پڑا رہا۔ بازار سے گذرتے وقت مجھے لحظہ بھر کیلئے خیال آگیا کہ ڈورس کو ملکر اُسے تسلی دیتا جاؤں۔ مگر نفس لوامہ نے فوراً ڈانٹ بتائی "فرض عشق سے مقدم ہے" میں بچہ ارکوچہ و بازار سے خوف زدہ باشندوں کے ہجوم غفیر کو چیرتا ہوا آخر شہر کے پھاٹک تک پہنچگیا۔ اور وہاں پھر مجھے گارڈ و محافظ پہرہ دار کو اپنا کام بتانا پڑا۔ شہر سے نکلتے ہی میں شاہراہ پر چڑھ گیا۔ اُس پر بھی فراری بکثرت موجود تھے جو دیگر محفوظ و بعید مقامات کو بھاگے جا رہے تھے۔ کیمپ شہر سے ڈھائی میل دُور تھا۔ یہہ مسافت آدھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ میں طے کرکے میں ساڑھے پانچ یا چھہ بجے یعنی چھٹی کے ختم ہونے سے تین گھنٹہ پہلے کیمپ میں پہونچگیا۔ کلافت سے جو پہلا گولہ چلا وہ پولیٹیکل اور تاریخی لحاظ سے نہایت ہی اہم واقعہ تھا جس نے واقعات مستقبل کی رفتار اور رُخ کو کئی دہلوں بلکہ صدیوں کیلئے بدلدیا۔ ایسے رومانیا کی وضع و انداز کی نسبت جو شک تھی کہ آیا وہ خاموش رہتی ہے یا روسیوں کی طرفدار بنجاتی ہے بالکل دُور ہوگئی۔ اِس ایک گولہ نے وہ تمام رشتے جن سے یہہ باجگذار صوبہ اپنے آقائے نعمت سے وابستہ تھا توڑ دیئے۔ اور ویڈن فوج کو اعلان کردیا کہ لڑائی شروع ہوگئی ہے اور اُسکے اور غنیم کے درمیان جو لڑائی کیلئے تیار اور بیقرار ہے صرف ایک دریا کا پاٹ حایل ہے۔ یہہ گولہ رومانیا کی بدحالی سے جو ساڑھے تین سو برس تک اُسکا مالک رہا کامل آزادیکا اور روس[1] کی مرضی کا غلام ہونیکا خواہ یہہ غلامی عارضی ہی تھی، پیش خیمہ تھا۔ اِس ایک گولہ نے ترکی کو

[1] اس میں کوئی کلام نہیں کہ روس ترکی کا کسی صورت میں سچا دوست اور معاون نہیں ہو سکتا۔ لیکن آٹھہ دس برسوں سے روس کو انکی ایشیائی پالیسی نے سلطان کے ساتھہ نہ فقط صلح کرلینے بلکہ اُسکا دوست بننے پر مجبور کردیا۔ اور اس طرح

بتا دیا کہ اُسکا ایک اور دشمن ہے اور روس کا ایک درحقیقت ہی دوست پیدا ہو گیا ہے ؀

کیمپ میں دو بریگیڈ حکم ملتے ہی کنارہ دریا کی طرف بڑھنے کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے پلٹنیں مارچ (کوچ) کی ترتیب میں صف آرا تھیں جنکے سپاہی ہتھیاروں کو کھڑا کرکے اُسی ترتیب سے زمین پر بیٹھے ہوئے اور افسر کوچ کی حکم کے انتظار میں بیقرار کھڑے تھے۔ مجھے چھٹی سے پہلے واپس آتا ہوا دیکھکر میجر نے میریطرف بنظر استحسان دیکھا اور کپتان نے بھی جو ایک پتھر پر سویا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں کھول کر میریطرف دیکھا۔ اور پھر انکو بند کرلیا۔ میں نے اپنی سکوڈ کی کمان لیلی اور اپنی موقع پر کھڑا ہو گیا۔ اتنے ہی میں میری طلبی بریگیڈیر کے پاس ہوئی جسکو میں نے وڈین میں جو کچھ دیکھا تھا بتلایا۔ ہم چشم براہ کھڑے رہے لیکن کوئی حکم موصول نہوا۔ کلافت اور وڈن بالکل خاموش ہو گئی تھی گویا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ہمسائے جو برسوں سے دوست چلے آتے تھے دو چار گرم باتیں کرکے پھر راضی برضی ہو گئی تھی اور مصافحہ کرکے اُنہوں نے آپس میں صلح کرلی تھی۔ طویل انتظار سے نہایت ہی پرجوش افسر بھی آخر اکتا گئے اور وہ زمین پر بیٹھ گئے یا لیٹ گئے اور رات کے نو بجے ہمکو خیموں میں واپس جانے اور کمریں کھول دینے کا حکم دیا گیا۔ ہم سب شکستہ دل بستر پر لیٹ تو گئے مگر نیند کس جانور کا نام تھا۔ رفتہ رفتہ ہم توپونکی گرج کے ایسے عادی ہو گئے کہ اس سے ہمکو کوئی تشویش پیدا نہ ہوتی اور ہم اُسکی طرف خیال تک بھی نہ کرتے۔ تاہم کبھی کبھی جھوٹ موٹ یہ خبر

بقیہ حاشیہ روس اپنی دلی عناد کو جو اُسے ٹرکی کے ساتھ اسوقت تک ہیگا جبتک کہ دونوں میں سے ایک کامل طور پر مغلوب اور محکوم نہ ہو جائے عرصہ دراز تک ظاہر نہ کرسکیگا۔ لیکن اگر روس کو مندرجہ بالا مجبوری نہ بھی پیش آئی تو بھی مستقبلہ محاربہ روس روم میں رومانیا کا ضرور ہی روس کا معاون ہونا کبھی یقینی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ برخلاف اسکے اگر رومانیا ٹرکی کا معاون ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ ہمارے موجودہ امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی ایدہ اللہ الیوم الدین نے اپنے تدبر و لیاقت خداداد سے نہ فقط یورپ کی عیسائی طاقتوں کو ایکدوسرے سے بدظن اور مخالف بنا دیا ہے۔ بلکہ اپنی دشمنوں اور سابقہ موجودہ باجگذار صوبونکو بھی اپنا دوست اور وفادار بنا رکھا ہے۔ چنانچہ وہی جرمنی۔ رومانیا۔ سرویا۔ اور بلگیریا جو ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم میں ٹرکی کے جانی دشمن و معاند اور روسیوں کے رفیق اور شریک حال تھے۔ اب سلطان کے جان نثار دوست اور وفادار رفیق ہیں۔ سلطان المعظم کی بینظیر پالیسی کی کامیابی اُنکے دیگر یورپین طاقتوں سے موجودہ تعلقات اور روس کی سابقہ پالیسی کی تغیر کے اسباب ہیں نے **لبست سالہ عہد حکومت امیر المومنین** خلد اللہ ملکہ کی متن کے حواشی اور اخبار **وکیل** کے متعدد مضامین میں جو بطور ضمیمہ کتاب مذکور کے ساتھ شامل کردیئے گئے ہیں بالوضاحت بیان کردیئے ہیں۔ شائقین اس کتاب سے ملاحظہ کرسکتے ہیں اور اخبار **وکیل** کے باقاعدہ مطالعہ سے اُنکو **خلافت سنیہ** اور **خلیفہ اعظم** کے متعلقہ واقعات و حالات متداولہ سے بخوبی آگاہی ہو سکتی ہے۔ تاریخ خاندان عثمانیہ سے بھی اُنکو کافی معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔

؎ ہر ایک کمپنی یا سکوڈ اپنی رائفلیں ایک جگہ مخروطی مینار کی شکل میں ایکدوسرے سے جوڑ کر کھڑی کر دیتی ہے۔ مترجم۔

آ جاتی کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ ہم فوراً کوچ کیلئے تیار ہو جاتے اور بعد میں کچھہ بھی نہ نکلتا۔
اس واقعہ سے چند دن بعد مجھے پہلی دفعہ بعیدی بیرونی چوکیوں کی حفاظت کے کام پر لگایا گیا۔ ہماری کمپنی
ایک پہاڑی پر جو کیمپ سے بجانب شمال مغرب پانچ میل۔ ڈینوب سے بجانب جنوب مغرب پانچ میل۔ اور سرحد سرویا
سے بجانب جنوب مشرق سات میل کے فاصلہ پر متعین کی گئی۔ اسکی چوٹی سے ہم دریا کے ساحل کو ۲۰ میل
اور سرحد سرویا کو ۱۵ میل تک دیکھہ سکتے تھے۔ وہ دریائے ڈینوب کی سطح سے چار سو فیٹ بلند ہے اور اسکے چاروں طرف نظر
نہایت خوبصورت منظر ہیں۔ میرا سکواڈ پہاڑی کے دامن مختلف مقامات پر کئی موضعوں کے قریب جنمیں سے
ایک کا نام غنتروا تھا۔ چند دن خیمہ کھلے میدان میں شب باش ہوتا رہا۔ ان دیہات کی ملغاری دہقانوں سے
میں اپنے آدمیوں کے لئے خوب گرما گرم کھانے حاصل کرتا رہا۔ یہہ کام پہلے تو میں نرمی اور پیار سے لینے کی کوشش کرتا
مثلاً انکے بچوں کو پیار دلاسا دیا کرتا اور بملاطفت درخواست کرتا۔ اگر اس سے کام نکل جاتا جیسا کہ اکثر ہوتا رہا
تو فبہا ورنہ پھر سختی سے کام لیتا۔ ایسے موقعہ پر سختی کرنا ہرگز بیجا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا کرنے میں بالکل درستی پر تھا۔
لیکن سختی کے ساتھہ ہی میں سفاکی کو برابر روکتا رہا۔ رومانوی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہوئے تھے۔ ہم نے
کئی دروازوں کو کھٹکھٹایا۔ اور جب کوئی جواب نہ ملا تو کواڑ توڑ کر اندر چلے گئے۔ اور وہاں سے ہمکو کمبل۔
تکئے۔ برتن اور اسی طرح کی کئی کارآمد چیزیں دستیاب ہوئیں۔ میں نے لوٹ مار کی سخت ممانعت کر رکھی تھی۔ اور قانوناً
بھی یہہ سنگین جرم تھا۔ ایک مکان میں ہمکو ایک قیمتی کلاک اور ویسی ہی کئی قیمتی چیزیں ایک جگہ چھپا کر رکھی ہوئی
ملیں۔ ہمنے مشکوں کے سوائے جنکی تلاش میں ہم آئے تھے اور کسی چیز کو ہاتھہ نہ لگایا۔ رات کے وقت کمپنی کو پہرہ
پر تین دستے مقرر کرنے پڑتے۔ ہر ایک دستہ نصف سکواڈ کا ہوتا تھا اور اسکے بارہ سپاہی علیحدہ علیحدہ مختلف
مقامات پر پہرہ دینے کے لئے لگائے جاتے تھے۔ ہم لفٹنٹوں کا یہہ کام تھا کہ ان سنتریوں کا معائنہ اور نگرانی
کرتے رہیں۔ رات کی تاریکی میں چٹانی زمین پر چلنا بہت ٹیڑھا کام تھا۔ میں کئی دفعہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اور
ناک منہہ کو چوٹ آگئی۔ اس بعیدی چوکیداری کے دوران میں کوئی واقعہ قابل ذکر نہ گذرا۔ جب دوسری کمپنی
ہماری جگہ پہونچ گئی تو ہم نے اپنے آرام دہ خیموں میں پہنچکر خدا کا شکر کیا۔ کیمپ میں ہم کو ایک ہفتہ کیلئے کیمپ کے
سنتریوں کا کام دینا پڑا۔ چنانچہ کئی دفعہ کیمپ کے پھاٹکوں میں سے کسی نہ کسی پر میری تعیناتی ہوتی رہی۔ جہاں
مجھے غیر مجاز اشخاص کو اندر آنے سے روکنے میں بہت دقت پیش آتی رہی۔ ہر وقت سینکڑوں آدمی دیہاتی۔ پھیری والے۔
قاصد۔ کسی نہ کسی طرح کے سائل۔ مستغیث۔ گداگر۔ جپسی۔ بازی گر۔ اور آوارہ گرد۔ اندر جانیکی اجازت ملنے
کے خواستگار ہوتے تھے۔ آوارہ گردوں کی کوئی بات نہ سنی جاتی تھی۔ انکو آتے ہی چوتڑوں پر بندوق کے
کندوں سے دو چار ضربیں لگا دی جاتیں اور اس سلوک سے وہ بالعموم کتوں کیطرح دم دبا کر بھاگ جاتے لیکن

پہرہ بھی انہیں سے اگر کوئی زیادہ اصرار کرتا تو اسے فوراً بید لگوا دیئے جاتے ورنہ تدبیر کبھی بے اثر نہ رہتی۔ کئی اشخاص کو جو بلا اجازت روا روی اندر گھس آئے ہیں نے گرفتار بھی کیا۔ جو ایک بلغاری کے سوائے جسپر جاسوس ہونیکا شبہ تھا۔ مگر چند دنوں کی حراست کے بعد چھوڑ دیا گیا سب کے سب آئندہ کیلئے محتاط رہنے کی نصیحت کی بعد رہا کر دیئے گئے۔ البتہ عورتوں سے پیچھا چھوڑانا بہت مشکل ہوتا تھا۔ کئی کوئی چیز بیچنے کے لئے آتیں۔ کوئی کہتی کہ ہمنے فلاں رشتہ دار کو ملنا ہے۔ اکثر خوبصورت لڑکیوں نے فتنہ آمیز باتوں اور ناز و ادا یا پیار و دلاسہ کے اقدام سے مجھے رشوت دینی چاہی۔ مگر مجھے فوراً ڈورس کا خیال آجاتا۔ اور کسی کا ناز و نخرہ مجھپر موثر نہ ہوتا۔ جب یہ ڈیوٹی بھی ختم ہوگئی تو میری کمپنی کو کئی ہفتوں تک کوئی اور کام نہ کرنا پڑا۔ جون کے وسط میں ہمکو پندرہ دن کے لئے ویڈن اور فلورٹن کے درمیانی کنارہ دریا کی نگرانی و محافظت پر جو کوستا واسے دور نہ تھا بھیجا گیا۔ وہاں بھی اسکے سوا کوئی اہم واقعہ نہ گذرا کہ ہمنے ایک رومانوی شکاری کشتی کو پکڑا۔ لیکن اُسپر ایک تازہ گرفتار مچھلی اور جال کے سوائے اور کوئی غنیم نہ ملا۔ غالباً یہہ کشتی دوسرے ساحل سے اپنے لنگر سے کھل گئی ہوگی۔ ہم نے مچھلی کو چٹ کیا اور کشتی کو اُسپر پہلے ایکدفعہ دریا کی اور ایک غیر آباد جزیرہ کی سیر کرکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایندھن بنا لیا یہہ جزیرہ غنیم کے ساحل سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تھا اُسکے گھنے جنگل میں ہم نے وہیں کھانا تیار کرکے خوب جشن اڑائے۔ ہم جزیرہ پر ہی تھے کہ مقابل کے ساحل پر رومانوی فوج کا ایک دستہ گذرا۔ ہم نے اُن کو دیکھکر اپنی ٹوپیاں اور رومال ہلائے۔ اور انہوں نے بھی اُسی طرح خوش اخلاقی کا اظہار کیا۔ ان کو رومال اور ٹوپیاں ہلاتے ہمنے دوربینوں سے دیکھا۔ ہم ہر روز دریا میں نہاتے اور نفیس و لذیذ مچھلیاں پکڑتے تھے۔ اوّل اوّل مچھروں نے بہت ستایا۔ مگر ایک دو ہفتوں کے بعد انہوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا اور میرا چہرہ معمولی جسامت اور شباہت پر آگیا۔ شاید وہ اسلئے مجھہ سے باز آگئے کہ دہوپ کی گرمی اور اُنکے ڈنکوں سے میرا رنگ تاریک سیاہ اور جلد سخت ہوگئی تھی۔ ایکدفعہ ہمکو ایک دہقانی کے باغ میں جو اُسے چھوڑکر بھاگ گیا ہوا تھا ایک مگس خانہ ملگیا۔ ایک واقفکار سپاہی نے کارتوس چلاکر مکھیوں کو اڑا دیا اور بمقدار کثیر شہد نکال لایا۔ کیڑوں مکوڑوں کا ذکر آجانے پر بلغاری پسو کا ذکر یہاں بے محل نہوگا۔ چینی و چالاکی اور خونخواری میں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اُسکا تعاقب و شکار۔ بھیڑیئے کے شکار سے جسکا اتفاق ہمکو نومبر میں پلیونا کے سامنے ہوا کچھہ کم جوش افزا و حرارت انگیز نہیں ہے۔ ساحل سے کیمپ واپس آنے پر پھر ہم سے ویڈن میں بعیدی چوکیداری کا کام نہ لیا گیا۔

سنتریانہ فرائض کے ساتھہ سنتری کتوں کا ذکر ضروری ہے۔ الٹو والکمپ میں تقریباً سو ایسے کتے تھے جنمیں سے بعض اس کام کے لئے خود سکھائے گئے ہوئے تھے اور باقی معمولی کتے تھے جو خود بخود دیہہ

کام سیکھکر قواعدداں یا آموختہ کتوں کے ساتھہ شامل ہوگئے تھے۔ یہہ مختلف قسموں کے تھے۔ اور تقریباً بارہ ایک مختلف اقسام کے مخلوط الجنس تھے۔ مگر سنتری کا کام بہت عمدہ دیتے تھے۔ ان عثمانی آوارہ گرد کتوں کی ذہانت پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ نظیر کیلیئے یہی ایک امر کافی ہے کہ انکا اپنا خاص طریق حکومت و انتظام اور جماعت بندی موجود ہے۔ جو عجیب و غریب ہی نہیں بلکہ انگریزی کانسٹی ٹیوشن (انگریزی آئین حکومت) سے بھی جو کل دنیا میں افضل سمجھی جاتی ہے) زیادہ عاقلانہ اور مناسب ہے۔ میں اپنے سنتری کتوں کی حیرت افزا، عقلمندی اور دانائی کی سینکڑوں کھانیاں بنا سکتا ہوں۔

ابراہیم اور اسکا کلر سکوبڈ سنتری کے کام اور بعیدی چوکیداری سے مستثنے رہا۔ دن رات کی رفاقت سے مجھے جیک سیمور سے بیحد محبت ہوگئی۔ اور جیسا کہ نوجوانوں کی پرجوش اور بلند خیالی کا خاصہ ہے ہم نے تا زیست ایکدوسرے کا دوست رہنے کی حلف اوٹھالی +

گولہ باری ہر دوسرے تیسرے دن کبھی چند منٹوں کے لئے اور کبھی گھنٹوں تک ہوتی رہتی۔ ڈیڈن میں انجنیر، معمار اور مزدور با افراط تھے۔ چنانچہ مورچوں کو جو نقصان پہنچتا اسکی فوراً مرمت کرلیجاتی۔ مگر شہر کی یہہ حالت نہ تھی۔ آتشزدگی کی حادثے عموماً ہوتے رہتے۔ اور گاہ گاہ کئی جگہ ایکساتھہ آگ لگ جاتی۔ اور چونکہ انطفائے آتش کیلیئے کوئی باضابطہ برگیڈ نہ تھا۔ سپاہیوں کو آگ بجھانے پر بھیجا جاتا تھا۔ ایکدفعہ شہر جو کو آگ اسقدر تیز ہوگئی کہ کمپ سے بھی فوج بھیجی گئی۔ میری پلٹن بھی اسمیں شامل تھی۔ ہم شہر میں شام کے قریب پہنچے۔ اسوقت تک آگ بجہالیگئی تھی۔ مگر گولہ باری ۹ بجے رات تک جاری رہی۔ ایک گولہ مجہہ سے سو فیٹ کے فاصلہ پر پھٹا۔ جس سے ایک ترک عورت اور اسکا شیرخوار بچہ جو ہم سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے باہر آئی تھی ہلاک ہوئے۔ میں ایک گھنٹہ کی چھٹی لیکر ڈورس کے مکان پر گیا اسے کوئی گولہ نہ لگا تھا۔ بوڑہے کے ہوش و حواس پران تھے۔ مگر لڑکی کا حوصلہ قائم تھا۔ اسکو اپنے دادا سے کمال الفت تھی۔ اور اسکی ایسی نگہداشت اور خدمت کرتی تھی کہ بے اعتبار اسکے حق میں دعا نکل جاتی تھی۔ میں نے انکو تشفی دی کہ تم گولہ باری سے بہت کچہہ محفوظ ہو نہایت مضبوط اور بلند مسجد تمہارے مکان اور غنیم کے گولوں کے درمیان حایل ہے۔ اگر تمکو خطرہ ہے تو صرف یہی کہ کہیں مسجد کا مینار تمہارے مکان پر نہ گر پڑے۔ ڈیڈن سے میرے روانہ ہونیکے دن تک انکو کوئی نقصان نہ پہنچا تہا۔ ان باتوں سے فارغ ہوکر جب میں نے معاملہ کا ذکر کیا تو بوڑہا یہودی فی الفور پر پرزے جہاڑ کر ہوشیار اور چوکس ہوگیا۔ میں نے اس سے ایک پچاس پونڈ کی ہنڈی کا جو قسطنطنیہ پر تھی روپیہ لیا اور اسی سے ایک انگشتری خرید کر ڈورس کو بطور یادگار نذر کی۔ یہہ بتانیکی تو کوئی ضرورت ہی نہیں کہ جیسا کہ تا قیامت نوجوان کرتے رہیں گے ہمنے ایکدوسرے کے بوسے لئے اور دائمی محبت کی قسمیں اٹھائیں +

ویڈن ویران سا نظر آنے لگ گیا تھا۔ گولہ باری سے پہلے ہی باشندے بھاگنے شروع ہو گئے تھے۔ اسکی شروع ہونے پر عام بھاگڑ پڑ گئی۔ ہر روز چھکڑوں اور گاڑیوں کی قطاریں جن پر اسباب خانہ داری لدا ہوا ہوتا تھا کیمپ میں سے گذرتی رہتی تھیں۔ جن کنبوں کو گاڑیاں بہم نہ پہونچتیں۔ وہ پیٹھوں پر اسباب لئے جاتے۔ میں نے اکثر دفعہ دیکھا کہ نوجوان ہٹے کٹے بلغاری تو پائپ منہہ سے لگائے ہوئے صرف ایک کلاک یا صلیب یا کوئی اور ویسی ہی ہلکی پھلکی چیز اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اسکی بیوی چھکڑا بھر صندوقوں۔ بقچوں۔ بچوں اور بستر کے بوجھ سے لدی جا رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور عیسائی ہونگے (کیونکہ نالائق سے نالائق مسلمان بھی کبھی ایسا نہ کرے۔ تارکان شہر نے ایسے دیہات میں جو گولہ باری کی زد سے باہر تھے پناہ جالی یا کھلے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔ اتوڈا کے قریب جھونپڑیوں کی ایک خاص بستی آباد ہو گئی تھی۔ یہہ جھونپڑیاں شکستہ اسباب۔ بوریوں اور مٹی سے الغرض جو چیز ہاتھ لگی اس سے بنالیگئی تھیں۔ بھاگنے والے زیادہ تر بلغاری تھے۔ ترکوں اور یہودیوں کو شہر پر بھروسہ تھا کہ وہ اُن کی حفاظت کر سکیگا۔ اور عموماً وہ شہر ہی میں رہے۔ ویڈن کے ملحقہ دیہات میں بے شمار رومانوی آباد تھے وہ سب کے سب اپنوں کو لکڑیوں کے بیڑے بناکر دریا کے راستہ یا سروی علاقہ میں سے اپنے ہموطنوں کو جا ملے۔

تقریباً ہر گلی میں ایک آدھ مکان ضرور ایسا تھا جسکو جزوی نقصان پہنچگیا تھا۔ اور کُل ویڈن میں آئینے تو کسی کواڑ کے سلامت نہ رہے تھے۔ مگر سب نقصانات کو بالمجموع دیکھنے سے معلوم ہو جاتا تھا کہ گولہ باری جیسی بظاہر مہیب معلوم ہوتی ہے ویسی دراصل نہیں۔ چنانچہ جون کے آخر میں وہ دونوں طرف سے مدہم پڑ گئی۔ کمانیروں پر اسکی بے سودی واضح ہو گئی اور فقط کبھی کبھی اُسے شروع کیا جاتا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے چلے آنیکے بعد وہ بالکل ہی بند ہو گئی۔ میرے خیال میں ہماری گولہ باری سے کلافت کو بہت نقصان نہ پہنچا۔ وہاں بھی آتشزدگی کے کئی حادثات ہوئے۔ لیکن ویڈن سے کم اور اُنمیں اہم کوئی بھی نہ تھا۔ میں یہہ پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کلافت ویڈن سے بلند سطح پر آباد ہے۔

ہماری طرف جان کا زیادہ نقصان نہ ہوا۔ کل گولہ باری میں امن پسند باشندوں کے سمیت ہمارے غالباً ایکسو اسی آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ کیمپ کے سب زد سے باہر تھے۔ الغرض دونوں طرف کی دو ماہہ گولہ باری کا نتیجہ بالکل صفر رہا۔

دریں حالا سپاہی بیکاری اور عدم مصروفیت سے شکستہ دل ہونے شروع ہو گئے اور جو اس بیکاری کا باعث تھے اُن سے یعنے دار الخلافہ کی مجلس حرب اور سردار اکرم سے جو شوملا میں تھا ہماری فوج کی ناراضگی غایت درجہ تک پہنچگئی۔ جو کچھہ ہوتا تھا اُسکی ہمکو اطلاع ہوتی رہتی تھی۔ خبریں اعلےٰ افسروں سے ماتحتوں کو ملتی تھیں اور اسطرح کل کیمپ میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اخباروں کے ذریعہ سے بھی ہمکو خبریں ملتی تھیں۔ مگر وہ بہت پرانی

ہوتیں۔ اور یک رخی یعنی طرفدارانہ ہونیکی وجہ سے بالعموم بیکار ہوتی تھیں۔ اس اثنا میں جو کچھہ دراصل واقعہ ہوا اور جسکی درستی کی بعد میں تصدیق ہوگئی۔ اُسے میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جب ہم ویڈن میں تھے اُسوقت ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی متضاد خبریں پہنچتی تھیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہوسکتی تھی۔

پہلے میں یورپین ٹرکی کے معاملات تحریر کرتا ہوں +

رومانیا نے ۲۶۔ اپریل کو روس سے معاہدہ کرکے اُسکی افواج کو اپنے ملک سے گذرنے کی باضابطہ اجازت دیدی۔ گو فوجوں نے اعلان جنگ کے دن سے ہی گذرنا شروع کر دیا تھا۔ روسیوں نے مقامات بریلہ اور گالاز پر متصرف ہوکر انکو قلعبند کر لیا۔ ۲۔ مئی کو باب عالی نے اپنے باجگذار صوبوں کو اطلاع دی کہ اُسکا غنیم کی فوج کو اجازت دینا بغاوت کے اعلان کی مترادف ہے۔ اسپر رومانیا نے اپنی مطلق العنانی کا اشتہار دیکر اُسکا عملی اعلان ۸۔ مئی کو اور اُسکے بعد کلافت کی باتریوں سے ویڈن پر گولہ باری کرنے سے کر دیا۔ ۱۱ مئی کو روسیوں نے ترکی آہن پوش "لطف جلیل" ڈینوب کے حصہ زیریں میں غرق کر دیا۔ ۱۴ مئی کو گرینڈ ڈیوک نکلس (زار نکلس ثانی زار حال کے دادا کا بھائی) کمانڈر انچیف (سپہ سالار) روسی افواج یورپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر کشنیف (دواقعہ بصیربیا) سے پلائی جی واقع رومانیا کو منتقل کیا۔ ۲۰۔ مئی تک روسیوں نے جنکی فوج ان کمکوں کے سمیت جو جون میں پہنچیں۔ نو آرمی کوردن (اردو) اور کئی کیولری ڈویژنوں پر مشتمل تھی۔ مقام قلعیا (واقع بروہانہ ڈینوب) سے لیکر مقام آلوتا تک تصرف کر لیا اور آلوتا سے لیکر کلافت تک چار ڈویژن رومانوی فوج کے پھیلے ہوئے تھے۔ ترک دریا کے جنوبی ساحل پر دہانہ سولینا سے لیکر فلارٹن تک قابض تھے۔ مگر اُنکی فوجیں تعداد میں اعدائی افواج سے کم نہیں۔ محافظت کی اس پہلی لائن کے پیچھے ہی اُن کے پاس وارنا۔ رسگرا۔ شوملا۔ سلوی اور صوفیا کے مضبوط مقامات موجود تھے۔ یورپین ترکی میں سپہ سالار عبدالکریم پاشا تھا۔ جسکے پاس مشرقی بلگیریا کی افواج کی بھی خاص کمان تھی۔ وہ دار الخلافہ کی مجلس حرب کے تابع تھا۔ سلطان المعظم بذات خاص اس مجلس کے پریسیڈنٹ (میر مجلس) تھے۔ ۲۲۔ مئی کو پرنس چارلس نے اپنے تئیں اوّل آزاد شہزادہ رومانیا مشتہر کرکے شاہی کا لقب اختیار کیا۔ مگر زار نے اُسکی فوجی امداد قبول کرنیسے بدینوجہ انکار کر دیا کہ شہزادہ نے اُسکے ساتھہ جو یہہ دو شرطیں لگائی ہیں کہ ایک تو پرنس کو بادشاہی لقب دیدیا جائے۔ اور دوم روسی حملہ آور افواج کی اعلیٰ کمان اُسکے سپرد کر دیجائے۔ اُنکو زار پورا کرنیکی استطاعت نہیں رکھتا۔ ۲۲۔ جون کو روسی فوج کا ایک دستہ جنرل زمرمن کے زیر کمان کشتیوں پر سوار ہوکر گالاز سے اور دوسرے دن ایک اور دستہ بریلا سے دریا کو عبور کر گیا۔ اور ان فوجوں نے ۲۶۔ جون تک مقامات اسکچہ

سلہ یہ دونوں شہر دریا ڈینوب کے شمالی ساحل پر دہانہ سے علی الترتیب تخمیناً سو سوا سو میل کی فاصلہ پر رومانیا میں واقع ہیں۔ مترجم۔

تلچہ - بابا داغ - اور ہرسوا پر قبضہ کر لیا اور بمقام بریلا دریا پر کشتیوں کا پل بنا لیا - بعد ازاں اس فوج نے کل (صوبہ) ڈابرڈشا پر حملہ کیا - مگر وہ شروع میں اس سے زیادہ کچھہ نہ کر سکی کہ ڈارنا میں جو اس سے بدرجہا کم ترکی فوج تھی - اُسے روکے رہی - ۲۷ جون کو روسی فوج کے ایک دستہ نے بمقام سمنتزا کشتیوں پر دریا کو عبور کر کے سستوا کی قلیل التعداد ترکی فوج کو سخت معرکہ کے بعد بھگا دیا - اور اس موقعہ پر دریا پر کشتیوں کا پل بنا لیا جو کل محاربہ میں روسیوں کے لئے رومانیا اور بلگیریا کے درمیان آمد و رفت کا ذریعہ رہا - ۳ جولائی کو یہہ پل ختم ہوا - اور اُسی تاریخ سے بہت بڑے پیمانہ پر تین طرفوں سے بلگیریا پر حملہ شروع ہو گیا - ایک حصہ روسی فوج کا شرق کیطرف روانہ ہوا - اُسنے ۷ جولائی کو مقام بیلا پر قبضہ کر لیا - اور ۹ جولائی کو یہہ فوج زاروچ (ولی عہد یعنی اسکندر ثالث متوفی زار حال کے باپ) کے زیر کمان تھی بلا مزاحمت قرہ لوم تک پہونچ گئی - اور حملہ آوروں کی فوج سواران اس تاریخ تک عثمان بازار اور شوملا تک بڑھی چلی گئی فوج کا دوسرا حصہ جنوب کیطرف روانہ ہوا - وہ جنرل گورکو کے ماتحت تھی - اُس نے ۷ جولائی کو بلگیریا کے قدیم دار الخلافہ ٹرنووا پر اور ۹ کو سلوی پر قبضہ کر لیا - یہہ دونوں مقام ترک حملہ آوروں کے آنے سے پہلے خود بخود خالی کر گئے تھے - اور گورکو کوہ بلقان کے دامن تک پہنچ گیا - تیسرا حملہ مغرب کیطرف کیا گیا - اور جنرل کروڈنر کے ماتحت ایک آرمی کور ۱۶ جولائی نکوپولی کیطرف روانہ ہوا - یہی وہ فوج تھی جسکے ساتھہ ہمکو مقابلہ کرنا پڑا - اور جسے ۲۰ جولائی کو عثمان پاشا نے شکست فاش دی - روسی کمانڈر انچیف نے اپنا ہیڈ کوارٹر ۳ جولائی کو بمقام سستوا اور ۸ جولائی کو وہاں سے بمقام بیلا منتقل کیا - الغرض ۱۲ جولائی کو یورپی میدان جنگ میں یہہ نقشہ قائم تھا جو اوپر بیان کیا گیا ہے - اب ایشیائی معاملات کا ذکر کرتا ہوں +

۲۴ اپریل کو اور اُس سے کچھہ عرصہ بعد روسی چار مقامات سے ترکی قلمرو میں داخل ہوئے - جنرل اوکلوبشیو مقام آخراگتی سے باطوم کیطرف - جنرل ڈیوال خل کلاکی سے اردہان کیطرف - جنرل ہیمن و جنرل لوروس میلی کاف سپہ سالار روسی افواج ایشیا بھی اس جرنیل کے ساتھہ تھا) اسکندر پول سے قارص کی طرف - اور جنرل ترگوکاسوف اریوان سے بایزید کیطرف بڑھا - ترکی سپہ سالار ایشیا میں مختار پاشا[۵۵] تھے - جنکے ماتحت باطوم - قارص - اردہان - بایزید اور ارض روم میں ساٹھہ ہزار - اور کل ایرانی سرحد پر بیس ہزار

۵۵؎ - غازی احمد مختار پاشا ۱۸۳۹ء میں ایشیا کوچک کے مشہور شہر　　اور ترکوں کے قدیم دار الخلافہ بروصہ میں متولد ہوئے ۱۸۶۵ء سے ۱۸۶۹ء تک مکتب حربی میں مدرس رہے - ۱۸۷۱ء میں وہ یمن اور ۱۸۷۶ء میں مانٹی نیگرو میں سردار اکرم رہے - جولائی ۱۸۷۷ء میں سلطان المعظم نے اُنکو مقامات الباز اور سیوین کی فتوحات اور قارص سے روسی محاصرہ کے اوٹھا دینے کے صلہ میں "غازی" کا خطاب عطا فرمایا - مصنف -

فوج تھی۔ ۱۲ جولائی تک روسی فوج حملہ آور کے چاروں دستوں سے حسب ذیل معاملہ گذرا جنرل اوکلوبنشتیو نے ۱۱ مئی کو بمقام خوت سوبانی کے قریب ایک ترکی دستہ کو شکست دی اور ۲۸ مئی کو مقام کنبر کشتی پر قبضہ کرلیا۔ وہ اس سے زیادہ کچھہ نہ کرسکا۔ جنرل ڈیول ۵ مئی کو اردہان کے سامنے پہونچا۔ دس ہزار ترکی فوج حسین پاشا کے ماتحت وہاں کی محافظ تھی۔ جنرل مذکور نے خود کو کمزور پاکر تیسرے کالم سے کمک طلب کی اسپر جنرل ہیمن اپنے دستہ کا کچھہ حصہ لیکر ۱۳ مئی کو بمقام پانکس جو اردہان کے قریب جنوب مشرق کیطرف واقع ہے پہنچگیا۔ اور اس کل فوج کو جو اردہان پر حملہ کرنیوالی تھی (یعنی دوسرے کالم کو بھی) اپنی کمان میں لے لیا۔ تیسرے کالم کے باقیماندہ حصہ کو لورس میلی کوف سپہ سالار نے اپنے ماتحت رکھا۔ ۱۴ مئی کو اردہان کا محاصرہ کیا گیا۔ ۱۶ کو سخت گولہ باری کیگئی۔ ۱۷ کو عام حملہ کیا گیا۔ اور ۱۸ کو وہ فتح کرلیا گیا۔ اس فتح کے بعد اس متفقہ فوج نے قارص کیطرف بڑھکر ۳۱ مئی کو اسکا محاصرہ کرلیا۔ ۹ جون کو گرینڈ ڈیوک میکائیل روسی افواج ایشیا کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۷ سے ۲۳ جون تک قارص پر سخت گولہ باری کیگئی۔ ۲۱ و ۲۲ جون کو الباہ کے قریب مختار پاشا نے میلیکوف کو شکست دی اور اسی روسی جرنیل کو پھر تاریخ ۲۵ جون مختار پاشا کے نائب اسمٰعیل پاشا نے سیتون کے خونریز معرکہ میں کامل اور فاش ہزیمت دی۔ جسپر سردار اکرم فوج جرار لیکر قارص کی کمک کو روانہ ہوگئے۔ اور ۹ جولائی کو روسی مجبوراً محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھاکر سرحد کو پیچھے ہٹ گئے۔ چوتھے کالم نے ۳۰ اپریل کو بایزید فتح کیا اور ۲۸ مئی تک مقامات آرسیب اور مسوم تک پہونچ کر وہاں سے وہ مغرب کی طرف ہوگیا۔ اور ۱۵ مئی تک قرہ قلعہ سی تک پہنچ گیا۔ اسی کالم کی جنرل ترگوکاسوف نے دلی بابا کے قریب بھی ۱۶ اور ۲۱ جون کو ترکوں پر فتح پائی۔ مگر سیتون کی شکست کی خبر ملنے پر بایزید کیطرف ہٹ گیا۔ جسکا علی کمالی پاشا تیرہ ہزار فوج سے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے دس جولائی کو محاصرین سے روسی محصور فوج کو رہائی دلوائی۔ مگر آخرکار روسی علاقہ کو پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اور ۱۲ جولائی کو ایشیائی میدان جنگ کا نقشہ اسصورت میں تھا جو بیان ہوئی۔

بری محاربہ کے ساتھہ ہی ترکی بحری بیڑہ کی کارروائیوں کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے۔ عثمانیہ بیڑہ جہازات کا امیر البحر ہوبرٹ[۱] پاشا تھا۔ ایک ترکی بیڑہ نے ۲۵ مئی کو مقام پوتی[۲] پر اور ۱۲ مئی کو سوخم قلعہ پر گولہ باری کی

بقیہ حاشیہ[۱] غازی ممدوح آجکل مصر میں اعلی امپریل کمشنر ہیں۔ وہاں وہ ۱۸۸۵ء میں سر ڈرمنڈ ولف انگریزی سفیر کے ہمراہ مسئلہ تخلیہ مصر کے متعلق بھیجے گئے تھے۔ جب کمیشن اپنے معاملہ میں کامیاب نہوئی۔ تو انکو وہاں سلطانی کمشنر بنادیا گیا۔ مترجم۔

[۱] اگسٹس چارلس ہوبرٹ انگلستان کے ایرل آف بکنگہم کے جو اس خاندان کا چھٹا ارل تھا تیسرا بیٹا۔ باقی حاشیہ صفحہ ۱۳۳ پر۔

[۲] یہہ دونوں بندرگاہ بحرہ اسود کے مشرقی ساحل پر باطوم سے اوپر واقع ہیں۔ مترجم۔

اور آخر الذکر مقام پر ۱۶ مئی کو قبضہ کر لیا گیا (بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے) اکثر مقامات پر ترکی فوج اُتار دی گئی۔ اور ۲۱ مئی تک راس اڈلر سے راس ڈراآنڈی تک کُل ساحل پر ترکی قبضہ ہو گیا۔ اور ساتھ ہی بحیرہ اسود کے ساحلی صوبجات ابھا سیا۔ قوطائیس اور کوبان کے مسلمان باشندوں سے انکو اسلحہ وغیرہ سے مدد دیکر۔ مترجم ؎ روسی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کرا دی گئی۔ یکم جون کو ان اضلاع میں امن قایم کرنے کے کام پر جنرل الشاسوف کو مقرر کیا گیا۔ جسنے اُسی دن بمقام سوچا۔ بتاریخ ۱۳ جون الوری میں۔ ۲۳ جون کو مرغولی میں اور ۲۷ جون کو اوچوم چیری میں مسلمان باغیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ مگر ساحل مذکور کا سب سے مشہور اور بڑا قصبہ یعنی سوخم قلعہ برابر ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ اور شکستوں کے باوجود مسلمان باغیوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ جنکی تعداد نومبر کے اخیر میں ایک لاکھ ۷۵ ہزار تک پہونچ گئی تھی۔

خلاصہ کلام ۱۲ جولائی کو بحیرہ اسود کے سواحل پر صورت حالات حسب بیان متذکرہ بالا تھی۔ ان سب کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اور دیدہ نمیں بھی جہاں اکثر متضاد اور بکر خی خبریں ہمیں ملتی تھیں ہمنے تقریباً یہی اندازہ قایم کیا تھا۔ یورپ میں غنیم کو مسلسل کامیابی نصیب ہوئی اور وہ بلا مزاحمت بلگیریا میں بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ایشیا میں روسیوں کو پہلے تھوڑی سی عرصہ میں زیادہ نقصان کے بغیر بعض دیگری فتوحات حاصل ہوئیں۔ مگر پھر سب جگہوں سے سرحد کو پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ اسکے ساتھ ہی روس کی مسلمان رعایا کی بغاوت اور شاندار ترکی بیڑہ کی مستعدی جو ایک انگریز کے زیر کمان تھا۔ ترکوں کی اس عدم قابلیت کے باوجود کہ وہ تمام مفتوحہ مقامات پر قبضہ قایم نہیں رکھ سکے تھے بہت کچھ امیدیں کیجا سکتی تھیں۔ مگر ہم دیدن والوں کو تو صرف یورپی معاملات سے سروکار تھا۔ اور غنیم کو سلطنت کے زرخیز ترین صوبہ کو بلا مزاحمت روندتا چلا جاتا دیکھکر ہماری آنکھوں سے خون ٹپکا پڑتا تھا۔ ہم دانت پیستے تھے۔ اور بیکار بٹھا رکھنے والوں پر دل ہی اور بآواز بلند لعنتیں ڈالتے تھے۔ اُس فوج کی ایسی کیفیت ہونا جو سلیمان پاشا کی فوج منظمہ مانٹی نیگرو کے بعد ملک بھر میں عمدہ ترین فوج تھی کوئی تعجب خیز بھی نہیں۔ اسے تو شاید بزدل سے بزدل فوج بھی گوارا نہ کرتی کہ دشمن کھلے بندوں ملک میں گھسا چلا جاتا ہو۔ اور اُسے بیکار بٹھا رکھا جائے۔ بیکاری واقعی مصیبت سے بڑھکر حوصلہ کو پست کرتی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳ - بیٹے تھے۔ ۱۸۳۵ء میں انگریزی نیوی (بحری فوج) میں داخل ہو کر ۱۸۵۵ء میں کمانڈر اور ۱۸۶۳ء میں کپتان کے رتبے پر فائز ہوئے۔ امریکہ کی مُلکی جنگ میں وہ ۱۸ مرتبہ امریکن بحری ناکہ بندی میں سے اپنا جہاز لیکر گذرے۔ ترکی ملازمت اُنہوں نے ۱۸۶۷ء میں اختیار کی اور بغاوت کریٹ میں نمایاں خدمت کی۔ ۱۸۶۹ء میں عثمانیہ گورنمنٹ نے ان کو امیر البحر بنایا تو اُنہوں نے تھوڑے عرصہ میں موجودہ زبردست ترکی نیوی کو قایم کر دیا۔ ۱۸۷۷ء میں وہ انگلستان کو واپس گئے۔ مگر ۱۸۸۱ء کے شروع میں پھر عثمانیہ ملازمت اختیار کر لی۔ اور ان کو بحری افواج کا اعلے امیر البحر بنا دیا گیا۔ وہ ۱۸۸۶ء میں فوت ہو گئے۔ مصنف۔

شکست کے دیکھنے والوں پر ان لوگوں کی نسبت جنکو شکست ملی ہو بالعموم زیادہ بُرا اثر پڑتا ہے۔

سلیمان پاشا کی فوج کو جسمیں ۴۴ پلٹنیں تھیں یکم جولائی کو مانٹی نیگرو سے بلقان جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ پہلے (بحرہ ایڈریاٹک کے بندرگاہ) انٹی واری کو گئی۔ وہاں سے ۱۰ جولائی کو ۲۵ سٹیمروں پر سوار ہوکر ۱۲ کو انیوس اور وید ی آغاچ (یہہ دونوں مقام بحرہ مجمع الجزائر کے ساحل پر ڈارڈینیلز کے شمال میں واقع ہیں۔ مترجم) پہنچی۔ اور ان مقامات سے ایڈیانوپل جانیکے لئے ریل پر سوار ہوگئی۔ مانٹی نیگرو کے سرحدی مقامات اور قلعوں میں قلیل التعداد فوج باقی چھوڑ دیگئی تھی۔[۵۹] ۱۲ جولائی سے چند دن پہلے کمپ میں یہہ مشہور ہوگیا تھا کہ

---

[۵۹] سلیمان پاشا جسکے والدین غریب تھے ۱۸۴۰ء میں استنبول پیدا ہوا تھا۔ اس نے ۱۸۶۶ء کی بغاوت کریٹ کے فرو کرنے میں نمایاں خدمات کیں ۱۸۷۲ء و ۱۸۷۵ء میں مکتب ارکان حرب کا ڈائرکٹر رہا ۱۸۷۶ء کے محاربہ سرویا میں شریک کارزار ہوا۔ اور صوبجات ہرزیگووینا و مانٹی نیگرو میں جہاں وہ اپریل سے لیکر جون ۱۸۷۷ء تک سردار اکرم رہا۔ فاتح بالادست رہا۔ ۲۱ اگست سے لیکر ۲۶ اگست تک درہ شپکا سے روسیوں کو نکالنے کے لئے جو نہایت محفوظ مقام میں تھے۔ اُس نے پے در پے کمال بہادری کے ساتھ حملے کئے۔ مگر کامیاب نہ ہوا اور اسی فضول کوشش میں اُسکی بے نظیر اور شاندار فوج بھی تقریباً ضایع ہوگئی۔ ۲۰ اکتوبر کو اُسے محمد علی پاشا کی جگہہ کل یورپین ترکی فوج کا سردار اکرم بنایا گیا۔ جسپر درہ شپکا کا مشہور اور بیباک "ہیرو" (جانباز) یکبارگی جمہوری سلطنت روما کے قونصل اور جرنیل فیبی کنک ٹیٹر کی طرح جو سو برس کی عمر میں ۲۰۳ قبل مسیح میں فوت ہوا۔ کمال محتاط اور باحزم جرنیل بنگیا۔ محاربہ کے بعد اس پر مختلف الزامات لگاکر کورٹ مارشل (جنگی عدالت) کیا گیا۔ اُس کے مقدمہ نے نہ صرف استغاثہ کی بیجا طرفداری کی وجہ سے بلکہ بے اندازہ رقت انگیز دورانی کارروائیوں سے (فرانسیسی جرنل) "تبے زین" کے مقدمہ کو بھی ماند کردیا۔ دوران مقدمہ میں استغاثہ کے ایک گواہ نے جب صریح جھوٹ بولا تو سلیمان کے منہہ سے بے اختیار کوئی غضب آلود لفظ نکل گیا۔ اس پر پریسیڈنٹ (کورٹ مارشل کے میر مجلس) نے خفا ہوکر سپاہیوں کو سلیمان کی نسل کردینے کا حکم دیا۔ سلیمان نے اسوقت سپاہیوں کے سنگینوں کے سامنے سینہ ننگا کرکے کہا "او بزدل! یہہ سپاہیانہ موت ہوگی"! مقدمے نے اس قدر طول کھینچا کہ آخر سلطان بھی اکتا گئے۔ مقدمہ کو شروع ہوئے آٹھہ مہینے ہوگئے تھے۔ سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا کہ کورٹ مارشل ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنا فیصلہ دیدیوے۔ عدالت نے سلیمان کو خاص خاص موقعوں پر فوجی فرائض کی تعمیل میں قاصر رہنے کا مجرم ثابت کرکے ۱۵ برس کی قید کی سزا دی۔ مگر سلطان المعظم نے سزا معاف کرکے بغداد کو جلاوطن کردیا اور تھوڑے عرصہ بعد جلاوطنی کا حکم بھی منسوخ کرکے اُسے قسطنطنیہ واپس آنیکی اجازت دیدی۔ جہاں وہ ۱۸۸۳ء میں فوت ہوگیا۔ ٹرکی کے ایک یہودی مسمی فاسٹ لوریانج سلیمان کی حمایت میں دو کتابیں "سلیمان پاشا کا محاربہ" اور "سلیمان پاشا کا طریق جنگ" فرانسیسی میں لکھی ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اگر یہہ درست ہے کہ صرف اُن احکام کی تعمیل میں جو اوپر سے صادر ہوئے تھے اُس نے درہ شپکا پر متہورانہ مگر فضول حملے کئے تھے تو پھر بیفایدہ فوج کٹوانے اور اپنی بہادری کو رائیگان خرچ کرنے کا الزام بھی جسکا بصورت دیگر وہ صریح ملزم ہوتا نہیں بچتا۔ سلیمان کا ماتحت میرالائی ایک ذاتی دوست لیمان پاشا بھی تھا جو درہ شپکا کے ایک حملہ میں ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ہلاک ہوا۔ وہ جرمن تھا۔ مصنف

مشیر نے روسی حملہ آور فوج پر پہلو سے حملہ کرنیکی تجویز مجلس حرب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ سستووا اور سیوپول کے قبضہ میں چلا ہی گیا تھا۔ اور نیکوپولی پر وہ بڑہے آرہے تہے۔ چنانچہ مدبر و فرزانہ عثمان پاشا نے تاڑ لیا تھا کہ بصورت موجودہ ویڈن جنگی کارآمدگی کے لحاظ سے اپنی وقعت بہت کچھہ کہو بیٹھا ہے۔ وہ اب ایک منفرد اور سب سے علیحدہ گوشہ میں پڑا ہوا مقام رہگیا ہے۔ جسمیں تیس ہزار شاندار اور جنگ کیلئے مشتاق و بیقرار فوج کو بیکار بند کر رکھنا قرین مصلحت نہیں۔ داؤد پاشا "اینڈ کمپنی" (یعنے اسکے رفیق ممبران مجلس حرب) کی کمزوری اور عبدالکریم پاشا کی بزدلی سمجھہ سے باہر ہے۔ خدا معلوم انکی عقل و ہمت پر کیا پتھر پڑگئے تہے۔ عبدالکریم کو تو یہہ خطرہ تہا کہ شاید رومانوی فلورنش پر اور سربی عدیسہ پر حملہ کردیں۔ مگر اس اندیشہ کے انسداد کے لئے اُسے عثمان کی کل منتظر فوج کو ویڈن میں بیکار بٹھا رکھنا ہرگز واجب نہ تھا۔ سرویا نے تو اعلان جنگ تک نہیں کیا تہا۔ اور نہ وہ پچھلے محاربہ سے اسقدر پنپ گئی تہی کہ اُسمیں لڑائی کے لئے طاقت پیدا ہو جاتی۔ پھر بھی اگر ایسا ہی اندیشہ تھا تو فوج کا کچھہ حصہ ویڈن میں چھوڑ کر باقی سے روسیوں کی مزاحمت کرتا، اسی مجرمانہ پس و پیش اور تردد نے اُسی روسیوں کو مقام سستووا سے دریا کو عبور کر آنے اور جنرل گورکو کی پیشقدمی بجانب جنوب کو نہ روکنے دیا۔ اُسی یہ خطرہ رہا کہ اگر میں مزاحمت کرنیکے لئے (بریلہ وغیرہ) کی طرف گیا تو روسی اس اثنا میں گرگوو (دریاجو دوم) سے دریا کو عبور کر آینگے +

۸ جولائی کو علی الصباح یہہ خبر عام مشہور ہوگئی کہ ویڈن کی فوج کے مشرق کی طرف بڑہنے کی تجویز ہوئی ہے مشیر شب گذشتہ بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار صلاح و مشورہ کرتے رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی کل فوج خوشی کے مارے کپڑوں سے باہر ہوگئی۔ اور ہر ایک سپاہی کو اسکے سوا اور کوئی فکر نہ تہا کہ بدبختی سے کہیں میری پلٹن بہی ان پلٹنوں میں نہ ہو جو ویڈن کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑ دیجائینگی۔ ہم نے باقاعدگی اور پہرتی کے ساتھہ اپنی تیاریوں کو مکمل کرلیا۔ اسباب میں ہمکو کچھہ زیادہ نہ کرنا پڑا۔ اعلان جنگ کیوقت سے ہی ہماری تیاریاں ایسی مکمل نہیں کہ ہم فوراً میدان جنگ میں شریک ہو سکتے تہے۔ تاہم جو تہوڑی بہت کسر تہی وہ ۲۴ گھنٹوں میں پوری کرلیگئی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوچ کے لئے بالکل تیار ہو بیٹھے۔ لیکن تردد و انتظار کے ابہی چند دن باقی تہے۔ آخر خدا خدا کرکے ۱۱ جولائی کو مشیر کی حسب ذیل تجاویز سے افسروں کو آگاہ کیا گیا ویڈن فوج کا نصف حصہ نیکوپولی کو جائیگا۔ جہاں حسن خیری پاشا کے ماتحت دس پلٹنیں ہیں۔ اور جسپر حملہ کرنیکے لئے کرڈونر بڑہا چلا آرہا ہے۔ نیکوپولی پہنچکر وہاں کی فوج کو ساتھہ ملا لیا جاوے اور اسے خالی کردیا جائے۔ کیونکہ سستووا انکے روسیوں کے پاس چلے جانے سے اُسکی اہمیت و وقعت بالکل زائل

ہوگئی تھی۔ یعنی شطرنج کے اصول پر وہ اب ایک ایسا پیدل ہوگیا تھا جو اکیلا بہت آگے نکل جائے اور اُسکو کسی کی مدد نہ پہونچ سکتی ہو۔ مختلف فوجیں پلیوا اور ٹرنووا کے درمیان غنیم کے پہلو پر حملہ کرکے اُسکی کمزور قطار کو چیر کر آگے نکلجانے کی کوشش کریں۔ اور بصورت کامیابی شرقی بلگیریا کی فوج سے ملکر دشمن سے کھلے میدان میں قطعی اور فیصلہ کن لڑائی کیجائے۔ اور اگر حملہ آوروں کی صف یا قطار کو نہ توڑا جاسکے تو فوج تو فیجہ پر ہٹ آئے۔ جہاں سے پھر بصورت امکان جارحانہ کارروائی از سر نو شروع کیجاویگی۔ الغرض یہہ عثمان پاشا کی وہ تجاویز تھیں جنپر عثمان کے عرض کرنیسے ایک ہفتہ اور خوفناک بیکاری کی اڑہائی مہینوں کے بعد شہنشاہ دسلطان المعظم نے عمل کرنیکی اجازت دی۔ مگر افسوس یہہ اجازت جیساکہ واقعات سے ثابت ہوگیا وقت مناسب کے گذر جانے کے بعد "ٹولیٹ" یعنی دیر کرکے دیگئی۔ اگر عثمان کے عرض کرنے کے ساتھہ ہی اجازت ملجاتی تو باغلب وجوہ ٹرکی کے نقشہ میں آج یہہ اختلاف عظیم نظر نہ آتا۔ مگر تقدیر کے منشا کو کون بدل سکتا ہے۔ میجر تقی نے مجہہ سے ذکر کیا کہ عثمان پاشا نے ۲۴ اپریل اور ۱۲ جولائی کے درمیان پانچ مرتبہ اپنی فوج سے دشمن کے برخلاف جارحانہ کام لینے کیلئے نہایت ہی مفصل اور زبردست تجاویز حکام بالا کے سامنے پیش کیں۔ جنمیں سے دو کا مطلقاً جواب ہی نہ دیا گیا اور سب سے آخری عرض داشت کو بہی بصد تردد کئی دنوں کے بعد منظوری کی عزت بخشی گئی۔ تجاویز کے افسروں میں مشتہر ہوجانیکے بعد بہی رسد کے متعلق انتظام کرنے کیلئے ہمکو ویڈن میں اور دو دن ٹہرنا پڑا۔ ۱۲ جولائی کی صبح کو کوچ کے احکام صادر ہوکر کالم دوستہ۔ یفطی یعنی عمود) کی ترکیب و ترتیب کی تعیین کیگئی۔ مگر روانگی کا وقت ابہی تک ظاہر نہ کیا گیا۔ میری پلٹن بہی جانیوالی پلٹنوں میں شریک تھی۔ اس نوید سے میری مسرت کا کوئی اندازہ نہ رہگیا۔ دوپہر کے وقت مشیر نے اِن پلٹنوں کا عام جائزہ لیا۔

قلعہ کے توپخانہ کے علاوہ انفنٹری کی بارہ پلٹنیں۔ ایک رسالہ باقاعدہ سواروں کا۔ اور ایک میدانی باٹری محمد عزت پاشا کے زیر کمان ویڈن میں رہیں۔ چار پلٹنیں مقامات راکوورا۔ برگودو۔ عدلیہ یا قولہ۔ فلورنٹن۔ ارنت زر۔ بیلوغراد چک اور برکوورا میں تقسیم کیگئیں۔ تین پلٹنیں لوم پلنکہ میں۔ تین راہووا میں۔ اور تین راہووا اور دریا عسکر و ڈینوب کے محل التصاق کے درمیان جو کشتی کے قریب واقع ہی مامور کیگئیں۔ راہووا۔ اور لوم پلنکہ میں قلعجاتی آرٹلریاں (توپخانے) بہی تہے۔

مشیر کے کالم یعنی کوچ کنندہ فوج میں ۱۹ پلٹنیں۔ ۶ رسالے۔ ۹ باٹریاں یعنی جملہ بارہ ہزار آدمی اور ۵۴ توپیں تہیں اس کالم کی جنگی ترتیب حسب ذیل تہی۔

(۱) کمانڈر انچیف مشیر عثمان پاشا۔ (۲) اعلیٰ افسر سٹاف برگیڈیر طاہر پاشا۔

(۳) افسران سٹاف۔ کرنیل توفیق بک و لفٹنٹ کرنیل خیری بک۔ (۴) اعلی ایڈیکانگ۔ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک
(۵) کمانڈر توپخانہ۔ کرنیل احمد بک (۶) کمانڈر کیولری۔ کرنیل عثمان بک۔
(۷) اعلی ڈاکٹر کرنیل حاسب بک

اوّل ڈویژن۔ کمانڈر۔ جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ (اول ڈویژن کا) بریگیڈیر احمد حفظی پاشا۔

اول رجمنٹ (اول بریگیڈ کی) کمانڈر کرنیل امین بک
ایک پلٹن شاسر نظامیہ کی
دو پلٹنیں انفنٹری کی

دوسری رجمنٹ (اول بریگیڈ کی) کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل حسنی بک
ایک پلٹن انفنٹری نظامیہ کی
دو پلٹنیں۔ انفنٹری ردیف کی۔

دوم بریگیڈ (اول ڈویژن کا) کمانڈر۔ بریگیڈیر قرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ (اول ڈویژن کی) کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل محمد بک
۳۔ پلٹنیں۔ انفنٹری ردیف

چہارم رجمنٹ (اول ڈویژن کی) کمانڈر۔ میجر کاظم
ایک پلٹن انفنٹری نظامیہ
دو پلٹنیں انفنٹری ردیف

متعلق بہ اوّل ڈویژن (دو باتریاں میدانی توپخانہ کی (توپیں ۶ پونڈ کا گولہ چلانیوالی تھیں) ــــ دو رسالے نظامیہ کیولری کے

دوم ڈویژن۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ (کل فوج کا) کمانڈر کرنیل سعید بک

پنجم رجمنٹ۔ کمانڈر کرنیل۔ یونس بک
۱۔ پلٹن شاسر نظامیہ
۲۔ پلٹنیں انفنٹری نظامیہ

ششم رجمنٹ۔ کمانڈر۔ میجر عیسٰی
۱۔ پلٹن نظامیہ انفنٹری

۳ [a] پلٹنیں ۔ انفنٹری ردیف

ایک میدانی توپخانہ (۶ پونڈوالی توپوں کا)

ایک رسالہ نظامیہ کیولری

کور آرٹلری (یعنی مندرجہ بالا باتریوں کے علاوہ جو باتریاں بذاتہ کالم کا ایک مستقل حصہ تہیں)

کمانڈر ۔ کرنیل احمد بک

۳۔ باتریاں میدانی توپخانہ کی (توپیں ۶ پونڈر)

۲۔ باتریاں اسپی توپخانہ کی (توپیں ۴ پونڈر)

۱۔ باتری کوہی توپخانہ کی (توپیں ۳ پونڈر)

کور کیولری ۔ کمانڈر عثمان بک

۳۔ رسالے نظامیہ کیولری کے

۲۰۰ سوار بیقاعدہ کیولری کے

ایک کمپنی انجنیران

میزان ۔ ۱۹ پلٹنیں ۔ ۹ ۔ باتریاں ۔ ۶ رسالے ۔ ۲۰۰ بیقاعدہ سوار ۔ ایک کمپنی انجنیروں کی ۔ جملہ [b] ۱۲ ۔ ہزار آدمی اور ۵۴ توپیں ۔

کل ویڈن میں ۴۴ پلٹنیں تھیں ۔ جنکی تقسیم حسب ذیل کیگئی ۔ عثمان پاشا کے ہمراہ نیکوپولی کو ۱۹ ۔ ویڈن میں ۱۲ ۔ شمال مغربی سرحد کی حفاظت پر ۴ ۔ لوم پلنکہ میں ۲ ۔ راہووا میں ۳ ۔ رشتی کی قریب ۳ = ۴۴ پلٹنیں محاربہ سرویا کے خاتمہ پر عثمان پاشا کے پاس ۶۰ پلٹنیں تہیں جنمیں سے ۱۶ پلٹنیں سال کی شروع میں مشرقی بلگیریا کو بہیجدی گئی تہیں ۔ سہ پہر کو میں نے ایک گھنٹہ کی چھٹی لی اور ایک دوست سے گھوڑا مستعار لیکر شہر کی آخری سیر کی اور شکستہ دل وبا چشم گریان ڈورس سے جلدی میں الوداع کہکر رخصت ہوا ۔ رات کے نو بجے حکم سنا دیا گیا کہ صبح چار بجے کوچ ہوگا چنانچہ ۱۲ و ۱۳ جولائی کی درمیانی رات کو ہم آخری مرتبہ ویڈن کے خیموں میں سوئے ۔

---

[a] دوسرے ڈویژن میں سردست ایک ہی بریگیڈ رکھا گیا تہا ۔ ارادہ یہہ تہا کہ اس ڈویژن کا دوسرا یعنی کل کالم کا چوتہا بریگیڈ آگے نیکوپولی کی دس پلٹنوں سے بنایا جائیگا ۔ مگر افسوس تونفف نے کل کام بگاڑ دیا ۔ ان پلٹنوں نے ۱۶ جولائی کو ہمارے پہنچنے سے پہلے دشمن کے سامنے ہتھیار رکھدیئے تہے ۔ مصنف

[b] عثمان پاشا کی فوج میں بالاوسط فی پلٹن ۵۵۰ آدمی اور فی رسالہ ۸۰ سوار تہے ۔ فی باتری صرف دو دو بارودی گاڑیاں تہیں ۔ گاڑیوں کے لئے کوئی الگ کمپنیاں نہ تہیں ۔ نہ ہمنے خیمے ساتھ لئے تہے ۔ مصنف ۔

باب پنجم (۵)

ویڈن سے پلیونا تک سات دن کا ڈبل کوچ۔ از ۱۳۔ لغایت ۱۹۔ جولائی ۱۸۷۷ء

۱۳۔ جولائی کو جمعہ کے دن ہم طلوع آفتاب کے وقت بیدار ہوئے اور اُس دن کے ڈبل کوچ کی تکان اور تعجیل کا خیال کرکے اُسی وقت سیر ہو کر کھانا (گرما گرم پلاؤ) کھا لیا۔ ویڈن میں یہہ ہمارا آخری کھانا تھا۔ ہر ایک سپاہی کی ساتہہ ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے بسکٹیں تہیں۔ مطلع صاف تہا جس سے ہمکو امید ہو گئی کہ یہہ دن بہی پہلوں کی طرح بہت گرم ہو گا مگر وہ توقع سے بہی بڑہکر نکلا۔ منزل بہر گرمی سخت پڑتی رہی۔

پہلی پلٹنیں چار بجے کمپ سے روانہ ہوئیں۔ جنمیں میری پلٹن شامل تہی وہ ایک گھنٹہ بعد چلیں۔ جو فوج ویڈن میں پیچہے رہی۔ اُسنے رشک آمیز نگاہوں سے ہمیں نہایت گرمجوشی اور تپاک سے الوداع کہا۔ سات بجے ہم ارتزر کی سڑک پر پہنچے۔ کل دستوں کو ایک دوسرے سے آملنے کیلئے یہی جگہ بتائی گئی تہی۔ وہاں ہمکو کمپ سمروان سے نوبجانہ اور شہر (ویڈن) سے فوج سواران اور کچہہ پلٹنیں آملیں۔ مشیر اور انکا سٹاف بہی ہم کو یہیں آملا۔ اور جب سب فوجیں پہونچ گئیں تو باقاعدہ کالم یعنی روانگی کیلئے باترتیب قطار بنائی گئی۔ اسمیں چند گھنٹے صرف ہوئے۔

اہالی شہر کی ایک جماعت ہمیں الوداع کہنے کیلئے وہاں آئی ہوئی تہی۔ ڈورکیس بھی انہیں شامل تہی۔ اُسنے خدا حافظ کہکر کو نیاک شراب کی صراحی۔ مٹھائی کا ایک پیکٹ اور ایک نوٹ مجہے عطا کیا۔ اُسکا یہہ اخلاص دیکہکر میرا دل بہر آیا۔ اِس سے بعد پہر مجہے ویڈن کی پری جمال ڈورکیس کی خوبصورت شکل دیکہنی نصیب نہیں ہوئی۔

۹ بجے کالم کی فوج ہراول روانہ ہوئی۔ میری پلٹن اور چار دیگر پلٹنیں بارکش گہوڑوں اور گاڑیوں کی حفاظت کیلئے عقب میں تہیں۔ کالم کی ترتیب اِس طرح تہی +

ہراول یا مقدمۃ الجیش

کمانڈر۔ کرنیل عثمان بک

۵۰ چرکس سوار

ایک رسالہ نظام کیولری (فوج سواران) کا

ایک باٹری اسپی توپخانہ کی

ایک پلٹن پہلی رجمنٹ کے شناسروں کی

ایک کمپنی انجنیروں کی

قلب

کمانڈر: عادل پاشا

ایک سالہ نظام کیولری کا

نصف باٹری اسپی توپخانہ کی

ایک سالہ نظام کیولری کا } یہہ سوار قلب عمود کے یمین و یسار پر تھے
ایک سو چرکس سوار

اول رجمنٹ انفنٹری (جسمیں سے شناسروں کی پلٹن نکالی جاکر ہراول میں کی گئی تھی۔ اور اسمیں اب صرف دو پلٹنیں تھیں)

دو باٹریاں چھہ چھہ پونڈ (تین تین سیر) وزنی گولہ چلانے والی توپوں کی

مشیر اور اُن کا سٹاف

ایک رسالہ نظام کیولری کا (یہہ سٹاف کی اردل میں تھا)

سوم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں تین پلٹنیں تھیں)

دو باٹریاں چھہ پونڈ توپوں کی

ششم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں چار پلٹنیں تھیں)

عقب مع قطارِ جانوران وگاڑی ہا

کمانڈر: کرنیل سعید بک

دوم رجمنٹ انفنٹری (اس میں تین پلٹنیں تھیں)

ٹرین یا قطار: ۳۰۰ چھکڑے (اسباب وغیرہ کے) ۶۰۰ بارکش گھوڑی و ۱۸ گاڑیاں گولہ بارود کی

پنجم رجمنٹ انفنٹری (اسمیں شناسروں کی پلٹن نکالی جاکر مؤخرۃ الجیش میں کی گئی تھی۔ جس سے اِس میں صرف دو پلٹنیں رہگئی تھیں)

ایک باٹری چھہ پونڈ توپوں کی

ایک باٹری کوہی تین پونڈر توپوں کی

ایک رسالہ　نظام کیولری کا

مؤخرۃ الجیش [1]

کمانڈر : کرنیل یونس بک
ایک پلٹن　شاسر و نکی
نصف باتری　اپنی توپخانہ کی
ایک رسالہ　نظام کیولری کا
۵۰　چرکس سوار

ہم نے وہ سڑک اختیار کی جو دریاے ڈینیوب کے کنارہ کنارہ ویڈن سے ارت زر کو جاتی ہی۔ چند آوارہ گرد اور خانہ بدوش بدمعاش فوج کے پیچھے پیچھے ہولئے تھے۔ فوج نظامیہ نے انکو منتشر کردیا ایسا کرتے وقت کئی بدمعاش زخمی ہوگئے۔ یہہ کام چرکسوں کے سپرد نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ توافق عادات کی وجہ سے ہمیشہ ایسے لوگوں کے معاون اور ہمدرد ہوتے تھے۔ بدوران سفر بعد میں ان آوارہ گرد لوٹیروں میں سے کئی ان سپاہیوں کو جو تھک کر راستہ میں لگئی تھی لوٹنے کی پاداش میں قتل بہی کئے گئے۔

جب ہم ویدبول کے قریب پہنچے تو ہم نے توپوں کی آواز سنی۔ یہہ آواز رومانوی باتریونکی معلوم ہوئی۔ وہ دریا کے دوسرے ساحل سے ہم پر گولہ باری کر رہے تھے۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونیکے باعث ہمیں اس سے کوئی نقصان نہ پہونچا۔ ویدبول کی پہاڑیوں پر پہنچنے سے مجھے اپنی فوج کا کل پیچ در پیچ کالم دکہائی دیا۔ وہ دس میل لمبا تہا اور اسکی عظمت وسطوت دیکھکر آدمی کا دل دہل جاتا تھا۔ جبتک ہماری فوج کا آخری آدمی رومانوی باتریونکی زد سے آگے نہ گذر گیا۔ رومانوی اپنی کہیل میں برابر مصروف رہے۔ لیکن انکے گولے ہم تک نہ پہنچے۔ دریا میں ہی پڑتے رہے شام کے آٹھ بجے ہم بخیر و عافیت ارت زر میں پہونچ گئے۔ جہاں ہم نے رات کہلے میدان میں بسر کی۔ اس جگہ شنبر نے اہالی رومانیا کی باکرہ (یعنی جو پہلے کسی دشمن کے برخلاف استعمال نہ کیگئی تہیں) توپوں کی زد سے بالکل محفوظ رہنے کے لئے لوم پلنکہ کی سڑک کو جو دریا کے کنارہ کنارہ تہی اور پہلے اسی پر سفر کرنے کی تجویز کی گئی تھی چہوڑکر توپولوواز کے راستہ پر چلنے کا حکم دیا۔ یہہ وہی راستہ تہا جس پر اڑھائی مہینے قبل ازیں میں ویڈن کو گیا تھا۔

پہلے دن جس سڑک پر ہم چلتے تہے وہ بہت اچہی تہی۔ پانی ہر جگہ بافراط موجود تہا۔ اور ہمکو گرمی کے

---

[1] ناظرین کو اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ فوج جب کالم یا عمود بنا کر کوچ کرے تو پوری احتیاط مدنظر رکہنے کے وقت اسکو ہراول۔ قلب۔ عقب اور موخرۃ الجیش میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مترجم۔

سوار اور کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ دوسرے دن سے سفر[1] کی مصائب پوری پوری طرح سے شروع ہوگئیں۔ اور وہ صرف اسوقت ختم ہوئیں۔ جبکہ ہم پلیونا سے دس میل بجانب غرب بمقام گورنا ٹروبولی راہووا کی سڑک پر جا چڑھے۔ اسوقت تک ہمکو توپوتووزا اور کریوودول کی چھوٹی سی سڑک کے ماسوا بے آب گیاہ کف دست میدان کی پگ ڈنڈیوں اور تنگ راستوں پر چلنا پڑا۔ کوئی باقاعدہ سڑک اسمیں نہ بنی ہوئی تھی۔

۱۴ جولائی کو بھی ہراول علی الصباح اور ہم پانچ بجے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جہاں پہاڑیاں آجاتیں وہاں سپاہیوں کو توپیں اور گاڑیاں کھینچنی پڑتیں۔ گرمی شدت پڑتی تھی اور گرد سے ہمارے حلق خشک ہوئے جاتے تھے۔ ارت نزر اور پلیونا کی درمیان ہم فوج عقب والوں کو صرف بسکٹوں پر گذارہ کرنا پڑا۔ کیونکہ منزل پر سپاہی ایسے تھکے ماندے پہنچتے تھے کہ کھانا پکانے کا کسی کو ہوش نہ رہتا تھا۔ راستہ میں کہیں کہیں دیہات والوں سے نرمی و چاپلوسی یا سختی اور دباؤ سے ہمکو کچھ تازہ کھانا ملتا رہا۔ مگر عقب والے اس بارہ میں بھی چنداں خوش نصیب نہ تھے۔ کیونکہ جب ہم کسی گاؤں میں سے گذرتے تھے تو ہراول اور عقب والے بسا اوقات وہاں ایک سوکھا چھلکا بھی باقی نہیں چھوڑ گئے ہوتے تھے۔ ترک باشندے ہم سے بتواضع پیش آتے اور تا بمقدور ہماری خاطر کرتے تھے۔ سارجنٹ بقال کے کہنے پر میں نے پھل اور ثمرات کو ترک کر دیا تھا۔ کل سفر میں ہم کھلے میدانوں میں جہاں آسمان کے سوائے اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوتا تھا سوتے رہے۔

توپوتووزا سے کریوودول تک ہم بیلوغراد چک۔ لوم پلنکہ سڑک پر چلے۔ شام کی پانچ بجے ہم کریوودول پہنچے۔ وہ لوم پلنکہ سی بجانب جنوب دس میل کے فاصلہ پر دریا لوم پر واقع ہے۔ راستہ میں پانی کی کمیابی نے کی کسر یہاں نکل گئی۔ دریا میں غسل کرنے کے بعد چند بسکٹیں کھا کر میں زمین پر سو گیا۔ مگر ایک گھنٹہ بھی سویا تھا۔ کہ میجر نے جگا دیا اور پھر ہم سب ماتحت افسروں کو بتایا کہ مشیر کو قسطنطنیہ سے بایں مضمون مراسلہ موصول ہوا ہے کہ روسی بلقان کو عبور کر گئے ہیں اور کازان لک[2] و ینی زغرا پر حملہ کرنے والے ہیں۔ بنا بریں شام کیوقت کوچ پھر شروع ہوکر فوج ساری رات چلتی رہیگی۔ یہ متوحش خبر تمام سپاہیوں کو سنا دیگئی۔ جسے سنکر سب ششدر رہگئے۔

[1] سفر کی منزلیں حسب ذیل ہیں۔ ویڈن تا ارت نزر - ۱۵ میل۔ آرت نزر تا کریوودول ۱۸ میل۔ کریوودول تا دیلچی رمہ ۱۳ میل۔ دیلچی درمہ تا آلتنی مربہ ۲ میل۔ آلتنی مربہ تا قنیجہ ۱۰ میل۔ قنیجہ تا محلہ طہ ۸ میل۔ محلہ طہ تا گورنا ٹروبولی ۱۵ میل گورنا ٹروبولی تا پلیونا ۱۰ میل۔ میزان ۱۱۰ میل۔ مصنف۔

[2] روسیوں نے کازان لک کو سخت معرکہ آرائی کے بعد ۱۷ جولائی ۱۸۷۷ء کو فتح کر لیا تھا جس ضلع کا یہ قصبہ مرکز ہے۔ وہ گلاب کی پیداوار کے لئے کل دنیا میں مشہور ہے۔ جرمن مارشل مولٹکی اسکی نشان میں لکھتا ہے کہ وہ ایک بہشت ہے۔ جسکی خوبی انسان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ مصنف۔

اور ہر ایک کے منہہ سے بے اختیار نکل گیا کہ کیا بلقان جو سلطنت عثمانیہ کی سد سکندری سمجھا جاتا ہی روسیوں نے
لیلیا ہی اور وہ بہی بلا مزاحمت! یہہ ایسا امر تھا کہ ہمکو اُسکی درستی پر مشکل سے اعتبار ہو سکتا تہا۔ مگر
افسوس یہہ خبر بالکل درست تہی۔ ۱۲ اور ۱۳ جولائی کو جنرل گور کو عجب بیباکی سے متعدد پگڈنڈیوں کے راستہ
بلقان سے گذر گیا تہا۔ اور سلطان المعظم نے اپنے مراسلہ میں اسی کیطرف اشارہ کیا تہا۔ اس مشہورانہ پیشقدمی سے
روسی درہ شپکا کی کمزور ترکی فوج پر عقب سے حملہ آور ہو کر اُسے وہاں سے نکال دی اور اس اہم درہ پر خود قابض
ہونے کے قابل ہو گئے تہے۔ جس سے پہر ترک اُنکو کبہی بیدخل نہ کر سکے۔ سلیمان کی تیزی و تندی کی کچہہ پیش نہ گئی
اور گو ترکوں کی بہترین فوج اس کوشش میں ضائع ہو گئی۔ مگر روسیوں کا قبضہ درہ شپکا سے نہ اوٹہایا جا سکا۔

ہم رات کو دس بجے روانہ ہو کر ساری رات اور دوسرے دن (۱۵ جولائی) دوپہر تک برابر چلتے رہے۔
رات کی تاریکی میں سفر کی کیفیت عجب دلچسپ اور افسانہ نما تہی۔ دوپہر کو ہم دلیجی درمہ پہونچے۔ وہ دریا جیر پر
واقع ہے۔ وہاں مقام کیا گیا۔ سپاہی تکان سے شل ہو رہے تہے۔ قلب عمود چونکہ قطار کے خرخشہ سے بچا ہوا
تہا وہ عقب سے چند گھنٹے پہلے پہونچ گیا تہا۔ پانی پیکر ہم سب جہاں کھڑے تہے وہیں گر پڑے اور گہری نیند سو گئے
میرے دستہ میں صرف سارجنٹ بقال ایک ایسا شخص تہا۔ جسپر تکان کا کوئی اثر نہوتا تہا۔ اور یہہ اُسی کی آل اندیشی
احتیاط اور جرأت افزا جفاکشی کی طفیل تہا کہ میرے سپاہیوں نے کبہی حوصلہ نہ ہارا۔ فوج عقب سے ایک شخص بہی فرار
نہ ہوا کیونکہ بقال کی ہر وقت سب پر نظر رہتی تہی۔ مگر دوسرے حصوں میں بہی فراری کی وارداتیں شاذو نادر ہی ہوئیں
کچہہ رات گذرنے پر جب میں بیدار ہوا تو میں نے سُنا کہ مشیر کو عبد الکریم کیطرف سے مراسلہ موصول ہوا ہی
جسمیں لکہا ہے کہ روسی زبردست جمعیت سے نیکوپولی پر حملہ کر رہے ہیں۔ صرف اُسی ہی کو نہیں بلکہ پلیونا
اور لوفچہ کو بہی بچانے کے لئے کمال سرعت اور تعجیل لازمی ہی۔ پلیونا میں عطوف پاشا کے پاس تین پلٹنیں۔ چار
توپیں اور دو سو چرکس تہے۔ لوفچہ میں فقط چند کمپنیاں اور کچہہ بیقاعدہ سوار تہے۔ مشیر نے مراسلہ پڑہکر سیدہا
پلیونا جانیکا فیصلہ کیا۔ جسکی وجہ شاید یہہ ہو کہ عثمان پاشا کو یقین ہو گیا ہوگا کہ وہ نیکوپولی کی کمک پر بروقت
نہ پہونچ سکیں گے۔ بالعکس اسکے شاید اُنکا ارادہ عطوف پاشا کو ساتہہ لیکر روسی جرنیل کروڈنر پر جو نیکوپولی کا
محاصرہ کئے ہوئے تہا۔ عقب سے حملہ کرنیکا ہو۔ مجہے خیال ہی کہ اُسوقت میں نے پہلی مرتبہ پلیونا کا نام سُنا تھا۔
اور اسبات کا تو اُسوقت مطلقاً خیال نہیں ہو سکتا تہا کہ یہہ جگہ سباسٹوپل[۱] و واقع کریمیا یا میتز[۲] کی طرح

---

[۱] جزیرہ نما کریمیا کا مشہور محفوظ و مضبوط بندر جسکو ۵۵-۱۸۵۴ء کے محاربہ کریمیا میں انگریزی۔ فرنچ۔ اطالین اور
ترکی فوجوں نے کئی مہینوں کے محاصرہ اور متعدد جانگداز معرکوں کے بعد فتح کیا تہا۔ مترجم۔

[۲] جرمنی کے صوبہ السیس لورین کا مشہور قلعہ اور شہر۔ قیصر شارلیمین کی وفات کے بعد یہہ شہر جرمن سلطنت کا

شہرہ آفاق ہو جائیگی اور کہ میں نفر وفاقہ اور خطرات عدیدہ میں محصور وہاں پانچ مہینے کے قریب دیگر اسی ایک اجنبی قوم کیطرف سے ہو کر دوسری اجنبی قوم سے بچانے میں مدد دونگا جب میں روسیوں کی قید میں تھا۔ تو روس میں میں نے یہہ روایت سُنی کہ جنگ سے پہلے زار نے ایک جپسی رمال سے محاربہ کے نتیجہ کا سوال کیا تو اُسنے جواب دیا تھا "پلیونا سے ہوشیار رہنا" کہا جاتا ہے کہ اعلے جنگی افسروں[۵۲] نے بھی یہی تنبیہ کی تھی۔

ہماری مصائب اس منزل تک ہی کچھہ کم نہ تھیں۔ مگر جو آگے پیش آئیں اُن کے مقابلہ میں تو انکی کچھہ حقیقت نہ تھی۔ اب ہمنے ایسے علاقہ سے گذرنا تھا جو پانی کی کمیابی میں صحرائے اعظم کا چھوٹا بھائی تھا۔ اور موسموں میں وہاں شاید یہہ حالت نہ ہو مگر بلا بارش موسم گرما میں تو یہہ تشبیہہ بالکل صادق آتی ہے۔

آدھی رات کو تین پلٹنیں یعنی اول رجمنٹ جو کرنیل آمین بک کے زیر کمان تھی باقی فوج کے پہنچنے تک عطوف پاشا کو قصبہ پر قابض رہنے میں مدد دینے کیلئے پہلے سے روانہ کردیگئی۔ وہ ۸ تاریخ کو مقام مقصود کو پہنچگئی۔ یعنی اُسنے ویڈن سے پلیونا تک ۱۱۵ میل کا فاصلہ چھہ دن میں طے کیا۔ اسکی روزانہ اوسط ۱۹ میل ہوتی ہے۔ یہہ قابل تعریف کارنمایاں تھا۔ اور ایسی صورتوں میں جو وہاں درپیش آئیں اگر جرمنی کی پیدل فوج بھی جسے ایک آسٹرین نویسندہ نے ۱۸۶۶ء میں بندر البیا بہر تیلا لکھا تھا اسقدر فاصلہ طے کرتی تو اسکے لئے بھی یہہ نمایاں کام اور نمایان کارگذاری سمجھی جاتی۔

ہم ۱۶ جولائی کو چار بجے صبح کے روانہ ہوئے۔ ۲۴ میل کی لمبی مسافت جسمیں پانی تقریبًا ناپید تھا ہمارے سامنے تھی۔ اب مشیر کی قابل تعریف قوت انتظامیہ کے جوہر منکشف ہونیکا موقع آگیا۔ کالم سے آگے آگے سامان کی گاڑیاں دیگر سواروں کی ایک جماعت کردیجاتی روانہ تھی جو مقامات مقررہ پر آب نوشیدنی

بقیہ[illegible] جاننیہ[illegible] خود مختار قصبہ ہوگیا۔ خود مختار سے یہہ مراد ہے کہ گو وہ سلطنت میں شامل رہا۔ مگر اسکا انتظام وحفاظت وغیرہ کا انصرام اہالی قصبہ کے ضمانہ میں ہوگیا۔ جرمنی میں اب بھی ایسے چند شہر ہیں ۱۸۱۱ء میں فرانس نے اسے فتح کرلیا اور ۱۸۱۴ء میں جرمنی نے باقاعدہ طور پر فرنچ قبضہ کو تسلیم کرلیا۔ ۱۸۷۰ء کے محاربہ میں جب جرمن فوج نے اسکا محاصرہ کیا تو فرنچ مارشل بیزین اُسکا محافظ تھا جسکے پاس ایک لاکھہ دس ہزار فوج اور بے انتہا جنگی سامان موجود تھا۔ مگر مارشل مذکور نے محاصرہ سے تنگ آکر آخر شہر اور کل سامان محاصرین کو دیدیا اور انکی سامنے ہتھیار رکھدیئے۔ صلح ہوجانیکے بعد گورنمنٹ فرانس نے غداری اور بزدلی کے الزام میں اسپر کورٹ مارشل کیا تھا۔ مشیر کی آبادی ۶۴ ہزار ہے اور ۱۸ ہزار جرمن فوج بالاستقلال وہاں مقیم رہتی ہے۔ مترجم۔

۵۲۔ روایت ہے کہ گرینڈ ڈیوک نکلس کے شاف کے اعلے افسر جنرل لیوو کو انت چنر کی نے اپریل مئی اور جون میں اس تواتر اور تاکید سے پلیونا پر قبضہ کر لینے کا مشورہ دیا تھا کہ زار اس اصرار کی وجہ سے اُسپر ناراض ہوگیا تھا۔ مصنف۔

کے پیپے تیار کر رکھتی تھی۔ دیہات سے گاڑیاں لیکر عقب فوج کے ساتھہ کر دیگئیں کہ جو سپاہی راستہ میں تھک کر
گر پڑیں انکو گاڑیوں پر سوار کر دیا جائے۔ کالم کی انتہا پر باقاعدہ سوار رکھے گئے۔ اور انکو گاڑیاں دیگئیں
جنپر وہ بھولے بھٹکے اور کوفتہ وماندہ سپاہیوں کو بٹھا لیتے اور لٹیروں و عیسائیوں سے جو سرقہ و قتل کیلئے
ہر وقت تیار فوج کے پیچھے لگے رہتے تھے۔ ان سپاہیوں کی حفاظت کرتے آتے۔ کالم کے دونوں پہلوؤں
پر کیولری رکھی گئی۔ کیونکہ روسی بیقاعدہ سوار کاسک ہمراہ ہوا۔ آلتی مر اور ورتسرا تک پہونچ گئی ہوئی تھی۔
باورچی پہلے سے آگے بھیج دیئے جاتے۔ چنانچہ جب قلب مقامات مقررہ پر پہونچتا تو گرما گرم کھانا تیار
ہوتا۔ مگر ہم عقب والے بوجہل اور سست رفتار "قطار" سے ایسے جکڑے ہوئے تھے کہ ہمیں اس کھانے
میں کبھی شریک ہونا نصیب نہ ہوا۔ اس سے بدتر خرابی یہہ تھی کہ جب ہم پیپوں تک پہونچتے تو اول تو وہ
خالی ہوگئے ہوتے یا پانی ایسا سڑ گیا ہوتا کہ ہم افسر لوگ سپاہیوں کو پینے نہ دیتے۔ تاہم سارجنٹ
بقال کے طفیل ہر دستہ کو کوئی تکلیف نہ پہونچی۔ اس بے نظیر شخص کی تدابیر و انتظام اور انضباط کو
کے لکھنے کیلئے طومار چاہیئے۔ پلیووا اور ویڈن کے سفر میں جو اس سفر کے سامنے بچوں کا کھیل تھا۔ سیمود
ترآب اور مجھکو جو تجربہ ہو گیا تھا۔ اسنے ہی ہمیں اب بہت کام دیا۔ پھر بھی جب میں اپنی اٹھارہ سالہ
طفلانہ عمر اور اس مہیب کوچ کے تکالیف کیطرف دیکھتا تھا تو اپنی جفاکشی اور تحمل پر حیران ہوجاتا
تھا۔ کل مسافت میں صرف ایک دفعہ مجھپر غشی طاری ہوئی۔ میرے پاؤں کو ذرہ سا زخم بھی نہ پہونچا۔
کیونکہ میں اُنپر چربی سے اکثر مالش کرتا رہتا۔ جیک بھی خاصہ رہا۔ مگر تراب نے ایک گاڑی پر لمبی سواری
کی۔ لفٹنٹ ہرورڈین میں ہوئی تکان تک کی کوئی علامت نہ پائی گئی اور کپتان[لہ] آنکھیں بند کئے ہوئے نیم خفتہ و نیم
بیدار مگر بالکل چاق چوبند قطع مسافت کرتا رہا۔ گورنی تسردوبولی پہونچنے تک میری کمپنی سے صرف بارہ آدمی
صفوں سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہے۔ مگر وہ مقام مذکور میں پھر ہم سے آملے۔ غلطی سے جو کوفتہ وماندہ سپاہی راستہ
پر پڑے ہوئے مؤخرۃ الجیش کو آملے ان میں سے پانچ چھ مدد سے مستغنی ہوچکے تھے۔ ہم میں نہ تو انکی تجہیز
وتدفین کی طاقت اور نہ اس کام کیلئے فرصت تھی۔ نقدی اور اسلحہ لیکر اُن کے مردہ جسموں کو ہم نے چوروں
اور عیسائیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ جب کبھی کسی مردہ سپاہی پر گذر ہوتا تو میں اور جیک اُنکے لئے
مختصر سی دعائے مغفرت مانگتے۔ کپتان اُسوقت مسکرا کر کہا کرتا کہ "تم جلدی ایسا کرنے سے تھک جاؤ گے"۔
مگر تراب ہرورڈ اور نیز سپاہی ہماری اس کارروائی کو بہ نظر استحسان دیکھتے۔ پندرہ ہی دن بعد ہزاروں
لاشیں میری نظر سے گذریں اور اُسوقت ایسا متقیانہ اور نیک خیال پل کے لئے بھی نہ گذرا۔

لہ۔ فوج پیدل میں صرف میجر اور اُسکے اوپر کے افسر سوار ہوتے ہیں۔ کپتان و لفٹنٹ کو پیدل چلنا پڑتا ہے۔ مترجم

بارکش گھوڑے چند منزلوں ہی میں ماندہ ہو گئے اور بیلوں کی حالت اُنسے بھی بدتر ہو گئی۔ اُن کے کھروں سے خون جاری ہو گیا۔ اور وہ بمشکل چلنے کے قابل رہ گئے۔ اکثر جانور تھک کر گر پڑتے۔ جنکو اُسی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔ سپاہیوں کی دلی کیفیت کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اول تو سب ایسے تھکے ٹوٹے ہوتے تھے۔ کہ اندرونی کیفیت کے اظہار کی گنجائش ہی نہ تھی کہ آیا ہمارے حوصلے قائم ہیں یا شکستہ دل ہو گئے ہیں ویا کہ اسبارہ میں کوئی حس ہی باقی نہیں رہ گئی اور لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ دوم اس بیحد تکان اور ماندگی سے میری حالت ایسی بُری ہو رہی تھی کہ لوگوں کی حالات مشاہدہ کرنیکی کوئی سکت مجھ میں باقی نہیں رہ گئی ہوئی تھی۔ ہم چپ چاپ قدم گھسٹتے چلے جاتے تھے۔ تفریح کیلئے کوئی ہنسی۔ مذاق۔ قصہ خوانی۔ یا گیت بازی نہ ہوتی تھی۔ میجر نے ایک دو مرتبہ اپنی چاروں کمپنیوں کے آٹھوں نقارچیوں کو یکجا کر کے بینڈ بنایا اور چند شوقین بانسری بجانے والے بھی اسمیں شامل ہو گئے مگر نقارچی تو تکان سے رہ گئے اور بانسریوں میں گرد بھر گیا۔ چنانچہ بینڈ بننے سے آدھ گھنٹہ بعد صرف ایک نقارچی رہ گیا۔ جسکا ہاتھ بھی باختیار نہیں بلکہ اضطراراً بعالم بیخبری خود بخود ہر دوسرے قدم پر نقارہ پر پڑتا رہا۔ اسوقت مجھے ترکی فوج میں موسیقی نہ ہونیکی خرابی بہت بُری طرح سے واضح ہوئی۔ اس عارضی بینڈ سے مجھے ایک بحری تفریحی سفر کا واقعہ جو میں نے ہمبرگ سے ہیلی گولینڈ[1] تک کیا تھا یاد آ گیا۔ دخانی کشتی کے مالک نے مسافروں کی دل بہلاؤ کیلئے بینڈ (طائفہ) کا بھی انتظام کیا تھا۔ جسمیں بہت سے موسیقی نواز تھے۔ مگر وہ مسافروں سے پہلے مرض البحر (یعنی دوران سر و متلی) میں مبتلا ہو گئے اور صرف ایک نرم نواز باقی رہ گیا جسکو بیحواسی کے عالم میں یہہ مطلق خبر نہ رہ گئی کہ اور تو سب ساز خاموش ہو گئے ہیں میں اکیلا کیا بے سری تان ہانک رہا ہوں۔ اس واقعہ کے یاد پڑنے پر میں بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اور اس توارد نے دھوپ کی شدت اور مسافت کی صعوبت کے ساتھ ملکر مجھ پر کچھ ایسا اثر کیا کہ بعالم بیداری مجھے خواب آنے لگ گیا۔ اور میری روح یا دماغ نے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ مجھے خبط سوجھا کہ میں جہاز کے تختہ پر ٹہل رہا ہوں۔ اور اُسکی ڈگمگاتی ہوئی حرکت کیوجہ سے سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اسوقت میں نے خود کو مخاطب کر کے کہا " اُفوہ۔ یہاں کیسی گرمی ہے۔ میں بڑا ہی بیوقوف ہوں کہ جہاز کی انجنوں سے پرے ہٹ کر کشتی کے اگلے حصہ میں کھلی ہوا میں نہیں چلا جاتا " یہہ کہکر میں نے اپنے زعم میں اس حصہ کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ مگر لاکھ جتن کئے وہاں تک نہ پہونچ سکا۔ بالآخر بیخودی اور غش سے میں گرنے کو ہی تھا کہ بنغال نے مجھے پکڑ لیا اور ڈورلیس کی عطا کردہ کونیاک کے چند گھونٹ پینے سے میرے

---

[1] ہیلی گولینڈ دہانہ دریائے ایلپ سے جسپر ہمبرگ واقع ہے بحیرہ شمالی میں جرمنی کے شمال میں ایک چھوٹا سا جرمن جزیرہ ہے جسکا طول ایک میل اور عرض ½ میل ہے۔ مترجم۔

ہوش و حواس قایم ہوگئے۔ آدہی رات کے قریب ہم زندوں کی حالت میں نہیں بلکہ مُردوں کی طرح آلتی مر پہنچے۔
اور باقی رات وہاں قیام کیا۔ یہہ قصبہ دریائے سکٹ پر واقعہ ہے۔ اُسدن کی منزل میں گرمی گرد و غبار۔
تکان بھوک اور پیاس سے ہماری بُری گت بنی۔ یہاں تک کہ ہم اپنی خشک اور بیمزہ بسکٹوں کو بہی نہ کھا
سکتے تہے۔ صبح (۱۷ جولائی) تک بہی سپاہیونکو کچھہ ہوش نہ آیا اور ان کو مزید آرام دینے کیلئے کوچ سہ پہر پر
ملتوی کردیا گیا۔ اس لمبے آرام سے سپاہی سستا گئے اور چار بجے شام کو روانہ ہوکر آدہی رات کو قنیجہ میں
پہونچ گئے۔ وہاں ہم کو دو سخت متوحش خبریں ملیں۔ اوّلاً۔ ایک پلٹن جو راہو واسے آئی تہی اور دو پلٹنیں جو ابتداً
نیکوپولی کے مغرب میں متعین تہیں۔ ہمکو وہاں کالم کا انتظار کرتی ہوئی ملیں۔ آخر الذکر پلٹنوں کو اُس روسی فوج
کے ایک حصہ نے جسنے دو دن پیشتر یعنی ۱۵ جولائی کو نیکوپولی پر حملہ کیا تہا نقصان کثیر کے ساتہہ مقام تعیناتی
سے باہر نکال دیا تہا۔ اُنکی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ روسی بڑی تندہی سے نیکوپولی پر پے در پے حملے اور
گولہ باری کررہے ہیں اور وہ نہایت نازک حالت میں ہے۔ ان پلٹنوں اور نیز پلیونا کی چار توپوں اور
تین پلٹنوں کے ملنے سے ہماری جمعیت ۲۵ پلٹنوں اور ۸۵ توپوں کی ہوگئی۔ ۲۰ جولائی کے محاربہ
میں اسی جمعیت سے عثمان پاشا نے لڑائی کی تہی۔ دوسری خبر رات کیوقت چرکسوں کی زبانی یہہ پہنچی
کہ غنیم نے ۱۶ جولائی کو لوفچہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ مجہے دوسروں کی زبانی معلوم ہوا کہ اِس خبر نے عثمان پاشا
کو بہت متردد کردیا کیونکہ وہ لوفچہ کو نہایت ہی کارآمد متصور کرتے تہے۔ مشیر کے حکم سے اس مصیبت
کی خبر تمام فوج میں مشتہر کرکے اسے مطلع کیا گیا کہ سلطنت کو کامل ہزیمت و بربادی سے بچانیکے لئے پلیونا پر
بہت جلد متصرف ہوجانا نہایت ہی لازمی اور ضروری ہوگیا ہے ::

۱۸ جولائی کو ہم علی الصباح روانہ ہوکر بالکل ویران اور غیر آباد ملک میں سے بلا توقف دوپہر تک برابر
کوچ کرتے ہوئے شام تعلہ کے مقابل دریائے اسکر پر پہنچے۔ وہاں ہمارے لئے کل پہلی خبر سے بدتر یہہ خبر موجود
تہی کہ نیکوپولی بہادرانہ مقابلہ کے بعد ۱۶ جولائی کو فتح ہوگیا ہے۔ اور وہاں کی دس پلٹن ترکی فوج اسکا کماندار حسن خیری
پاشا۔ چار سو گراں قدر توپیں اور غلہ۔ لباس۔ گولہ اور بارود اور اسلحہ کی مقدار کثیر دشمن کے ہاتہہ چلی گئی ہیں۔
مارشل کے حکم سے یہہ خبر بہی بایں اضافہ فوج کو سنائی گئی کہ ملک اب نزع کی حالت میں ہے۔ اور اسکو بچانا ہمارا اہم
اور مقدم فرض ہے۔ میجر تقی نے مجہسے ذکر کیا کہ مشیر[۵۳] کو نیکوپولی کے مفتوح ہوجانے سے جتنا ان کو تردد نہیں ہوا۔
اُن کو فقط وہاں کی دس پلٹنوں کے ہاتہہ سے کہوئے جانے کا جنکو اپنی فوج میں شامل کرلینے کی انہوں نے تجویز

---

۵۳ عثمان پاشا اور حسن خیری پاشا دونوں نے علی التواتر قسطنطنیہ کے اعلے احکام کو خبر دی تہی کہ نیکوپولی پر قبضہ
قایم رکہنا محال ہوگیا ہے۔ اسکو خالی کردینا مناسب ہے۔ ایسا کرنے سے وہاں کی فوج۔ توپخانہ اور گولہ بارود بچا لئے جاینگے

کر رکھی تھی افسوس ہے۔ لوفچہ کی خبر سے جیسا کہ انکو سخت افسوس و انتشار ہوا تھا ویسے ہی اسکے عین برعکس اس خبر کو انہوں نے کمال باحوصلگی سے سُنا ہے اور انکی طبیعت میں کوئی اضطراب یا تشویش پیدا نہیں ہوئی۔

میں نے یہ بھی سُنا کہ روسی فوج کا ہیڈ کوارٹر ۲ جولائی کو ٹرنوداکو منتقل کر دیا گیا ہے۔ جہاں خود زار بھی پہونچ گیا ہے اور کہ روسی مشرقی رومیلیا پر بڑھے چلے جا رہے ہیں اور عیسائیوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ گو کہ اسوقت فی الحقیقت بلا مزاحمت اپنی مرضی کے مطابق بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور قسطنطنیہ و ایڈریانوپل میں روس کی مہیب آمد آمد سے کمال بے چینی اور بدحواسی چھا گئی ہوئی تھی۔

دریا اسکہ پر کوئی پُل نہ تھا۔ جو تین پلٹنیں بھیجی گئی تہیں وہ اسمیں سے پایاب گذری نہیں ہمارے پاس کشتیوں کا پل بنانے کا کوئی سامان نہ تہا۔ چنانچہ گاڑیوں کو پانی میں ڈبو کر انپر تختے بچھائے گئے اور اسطرح پل بنا کر ہم نے دریا کو عبور کیا۔

جن روسیوں نے نیکوپولی پر حملہ کیا تھا چونکہ وہ اب وہاں سے فارغ ہو گئے تہے۔ اسلئے انکی نسبت قیاس کیا گیا تھا کہ وہ نیکوپولی سے فی الفور پلیونا کیطرف متوجہ ہو جائینگے۔ پس ہمارے کالم کا حصہ کثیر فقط چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد پہر روانہ ہو گیا۔ ہم عقب والے جانوروں کے بیحد تکان زدہ ہونیکی وجہ سے صبح سویرے چلے۔ اور چہہ بجے شام کو روانہ ہو کر آدہی رات کو گورنا سٹروپولی پہونچے۔ وہاں قلب عمود ہم سے پہلے پہونچکر شب باش ہو گیا تہا۔ اُسے پلیونا سے ایک کمپنی یہہ خبر لیکر اسجگہ آملی تھی کہ کاساک قرب و جوار میں جمع ہو رہے ہیں اور روسیوں کی زبردست جمعیتیں نیکوپولی کی شرک سے پہونچ رہی ہیں۔ کُل فوج کو مشیر کا حکم سنایا گیا کہ حضور ممدوح کو کل غنیم سے مقابلہ ہونیکی توقع ہے۔ فوج کو صفوف جنگ میں آراستہ کیا گیا اور چاروں طرف زبردست پہرہ لگا کر ہم ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے سوئے۔ میری کمپنی کو گولہ بارود کی حفاظت کے لئے سنتری بہم پہونچاتے رہنے کے سوائے اور کوئی کام نہ دینا پڑا۔ جبکہ اور ہم نیند بھر کر سوئے۔ اس احتمال نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۴۲۔ مجلس حرب نے اس تجویز کو منظور تو کر لیا مگر وقت مناسب ایکمدن بعد ۱۸۷۶ء کے محاربہ میں اوّل سے آخر تک جتنی خرابیاں پڑیں اسی توقف کی وجہ سے کہ جو حکم با منظوری دیگئی۔ عین وقت مناسب کے گذر جانیسے تہوڑی ہی دیر بعد ہوا اور اسطرح سے ان غداروں نے جو دار الخلافہ میں نیک و بد کے مالک بنے ہوئے تہے تمام ملک کا ستیاناس کر دیا۔ مصنف۔

۱۴۳ مجھے اسوقت بتایا گیا تہا کہ عثمان پاشا کو ویڈن سے روانہ ہونیسے پہلے وزارت حرب نے یقین دلایا تہا کہ اُسکی فوج کے گذرنے کیلئے پل تیار کر دیا گیا ہے یا یہہ کہ تیار کر دیا جائیگا۔ مصنف

کہ غالباً کل عمر میں پہلی مرتبہ ہم آتشباری کی زد میں ہوں گے۔ اور ہمیں کوئی خلل نہ ڈالا۔ مگر صبح کیوقت کئی شخصوں نے تسلیم کیا کہ باوجود کوفتہ و ماندہ ہونیکے انکو رات بھر نیند نہ آئی۔ مقام مذکور سے فوج کا حصہ کثیر ۱۹ جولائی کو صبح کے پانچ بجے اور ٹرین (قطار مویشی وغیرہ) چند گھنٹے بعد روانہ ہوئی۔ قلب عمود اس تیز رفتاری سے چلا کہ موخرۃ الجیش میں جسکے ساتھ جانور تھے اور اسمیں بہت فاصلہ ہوگیا اس آخری منزل میں عقب کی فوج صف بستہ ایسی تیاری کے ساتھ چلی کہ دشمن کے حملہ کو روکنے کیلئے ایک منٹ میں مشغول کارزار ہوسکتی تھی۔ مگر ہمکو کوئی دشمن نہ ملا۔ بعد میں ہمکو یہ خبر ملی کہ فوج ہراول کی کاسکوں کے ایک دستہ سے لڑائی ہوئی تھی۔ دوپہر سے پہلے موخرۃ الجیش کے چرکس سوار جو دونوں پہلوؤں پر پھیلے ہوئے چلتے تھے۔ خبر لائے کہ دو میل بجانب شمال اُنکا گذر کاسکوں کے ایک متروکہ کمپ پر ہوا ہے۔ اسپر انکے چند اسپی گاڑیاں دیگچیاں اور سرقہ کے انسداد کیلئے چند باقاعدہ سوار انکے ساتھ کر دیئے گئے۔ اور وہ وہاں سے تین رسالوں کا سامان لیکر واپس آگئے۔ کمپ میں تقریباً کل سامان پایا گیا۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ کاسکوں نے افراتفری میں اپنی قیام گاہ کو چھوڑا ہوگا بقال کی تحریک پر میں نے کپتان کو مال غنیمت میں سے اپنی کمپنی کے لئے پانی رکھنے کی بوتلیں لے لینے کا مشورہ دیا۔ اُسنے ایسا ہی کیا۔ فی آدمی ایک ایک بوتل دیگئی جس سے ہر ایک کے پاس دو دو ہوگئیں اور انہوں نے ۲۰ جولائی کے معرکہ میں بڑا کام دیا۔ روٹی رکھنے کے جھولے بھی سپاہیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اس تاخت و تقسیم میں ہمیں ایک گھنٹہ کی دیر ہوگئی۔ اسکے بعد جانوروں کا چارہ ختم ہو جانے کی بدولت اس سے بھی لمبا توقف کرنا پڑا۔ اور چارہ لانیکے لئے متعدد دستے دیہات اور کھیتوں کو بھیجے گئے۔

دوپہر کے ایک بجے ہم نے توپوں کی آواز سُنی جو رات تک جاری نہ ہوئی اور جوں جوں ہم منزل مقصود کے قریب ہوتے گئے وہ بلند اور زیادہ ہوتی گئی۔ عقب کے کرنیل نے یہ خیال کر کے شاید روسیوں نے پلیونا پر حملہ کر دیا ہو اور معرکہ میں ہماری فوج کے پاس گولہ و بارود گھٹ جائے۔ ٹرین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلا حصہ ان بارکش گھوڑوں کا جنپر فوج پیادہ کا گولی بارود تھا۔ اور توپخانہ کے گولہ بارود کے چھکڑوں کا بنایا گیا۔ اور تین پلٹنیں (جنمیں میری پلٹن بھی تھی) ڈیڑہ باتری۔ ایک سالہ اور چرکس دستے ساتھ کر کے انکو آگے بھیجدیا کہ جلد پہونچنے کی کوشش کریں۔ سامان و رسد کے بارکش گھوڑے اور بیلوں کی گاڑیاں دوسرے حصہ میں رکھی گئیں۔ کہ آہستہ آہستہ مقام مقصود کو چلی چلیں۔ اُن کی حفاظت کیلئے تین پلٹنیں۔ ایک باتری اور ایک سالہ رکھہ لیا گیا۔ پہلے حصہ نے لاکھہ جتن کئے۔ لیکن گھوڑوں کی سُست رفتاری کے سامنے جنپر بوجھہ بھی بہت تھا اُسکی کچھہ پیش نہ گئی۔ دوپہر کے دو بجے تھے کہ ہم بمشکل دریا وِدْ[illegible] کے

[illegible] کئی روسی اور دیگر تو[illegible] نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ وِد کے پل کو قلعوں سے محفوظ کیا گیا ہوا تھا۔

اِس سنگین پل پر پہونچے۔ جسپر سے اُرخانیہ پلیونا سڑک گذرتی ہے۔ اِس سڑک کے ایک خم کے پیچھے سے (جس کے دائیں پہلو پر ایک پہاڑی ہے اور اس پہاڑی پر انگور اور میوہ جات کے باغات ہیں) ہم کو پلیونا دکھائی دینے لگا جو مساجد کی میناروں اور گنبدوں۔ مکانات کی سفیدی۔ جابجا درختوں کے جھنڈوں اور دوسری جانب کی بلند پہاڑیوں کے دلفریب اجتماع سے نہایت خوبصورت معلوم ہوا۔ وہ ایک نشیب دار زرخیز گھاٹی میں آباد ہے چار بجے شام کے وقت ہم ٹانگیں گھسیٹتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ شمال و مشرق کی طرف کی پہاڑیوں کی باتریاں بڑی تیزی کے ساتھ گولہ باری میں مشغول تہیں۔ راستہ میں ہمیں کوئی دشمن نہ ملا۔ دوسرا دستہ رات کیوقت پہونچا۔

قلب عموہ ۹۔ (قبل دوپہر) اور دو بجے (بعد دوپہر) کے درمیان پلیونا پہونچگیا تہا۔ وہ صرف کہانا کہانیکے لئے شہر میں ٹہیرا۔ پہر دو پلٹنیں غنیم کے اچانک حملہ سے شہر کی حفاظت کیلئے پیچہے چہوڑکر باقی فوج پہاڑیوں پر چلی گئی تہی جہاں عطوف پاشانے اُسے موقعہ بموقعہ متعین کردیا۔ مشیر جب پہونچے تو انہوں نے قرب و جوار کا معائنہ کرکے عطوف پاشا کی کارروائی کو پسند کیا عطوف پاشانے رسد، مویشی اور چارہ کی کثیر مقدار پلیونا میں جمع کررکہی تہی اور کل کالم کے لئے گرماگرم کہانا تیار کیا ہوا تہا۔ روسی توپوں (چہہ باتریاں) نے اُن مقامات پر جہاں جہاں ترکی فوج قایم ہوگئی تہی۔ گولہ باری کی۔ جس سے کوئی نقصان نہ پہونچا۔ مگر حملہ کوئی نہ کیا۔ جب ترکی باتریاں بہی پہونچکر اپنے اپنے موقعہ پر قایم ہوگئیں تو روسی توپوں کا جواب دیا گیا۔ توپخانوں کی یہ مبارزت آٹھ گھنٹے ہوتی رہی۔ لیکن فریقین میں سے کسی کو نقصان نہ پہونچا۔ رات پڑنے پر روسی چار حصوں میں مقامات ریتینا۔ وردتینزا۔ سگالی ونزا۔ اور تلچن تنزا کے قریب شب باش ہوئے۔ ہمارے دوسرے ڈویژن کے توپخانہ میں عطوف کی چاروں توپوں سے اضافہ ہوگیا تہا اور اُسکے چرکسوں میں سے ایک ایک سو دونوں ڈویژنوں میں شامل کردیئے گئے تہے۔ اب ہماری کل جمعیت حسب ذیل ہوگئی تہی۔ ۲۵ پلٹنیں۔ ساڑہے نو باتریاں۔ چہہ سالے یعنی جملہ ۱۵ ہزار آدمی اور ۵۸ توپیں ۱۹ جولائی کی لڑائی کے لئے فوج کی جنگی ترتیب ہی تہی جو باب چہارم میں درج ہوچکی ہے۔ فرق صرف اتنا تہا کہ پلیونا کی تین پلٹنوں اور قنیجہ کی تینوں پلٹنوں سے ایک اور بریگیڈ جو چوتہا تہا ایزاد ہوگیا تہا۔ اس بریگیڈ کی ترتیب جنگی یہہ تہی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ وہاں پر کوئی قلعہ بندی کسی قسم کی نہ تہی۔ البتہ اس پلٹن نے جو تیس جولائی کی لڑائی میں اس کی حفاظت کے لئے بہیجی گئی تہی اس کے قریب چند سیدہے سادے مٹی کے دمدمے بنالئے تہے۔ پل اور قصبہ (پلیونا) میں چار میل کا فاصلہ ہے۔ میں یہہ پہلے لکھہ چکا ہوں کہ ہم گورنا نترو پولی میں آہود کی سڑک پر چڑہے تہے۔ یہہ سڑک ارخانیہ کی سڑک کو پل سے چوتہائی میل کے فاصلہ پر بجانب غرب ملتی ہے۔ مصنف۔

چہارم بریگیڈ :- بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- کمانڈر :- لفٹننٹ ابرہیم بک

دو پلٹن	نظام انفنٹری
ایک پلٹن	ردیف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ :- کمانڈر :- کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن	نظام انفنٹری
دو پلٹن	ردیف انفنٹری

ہماری فوج یسار (جو بائیں جانب پر مامور ہو) میں تیرہ پلٹنیں اور چار باتریاں تہیں۔ میری پلٹن اور ایک دوسری پلٹن بہی جو دوسرے دن اپنے مقام پر پہنچی تہیں اسی تعداد میں شامل ہیں۔ فوج قلب میں پانچ پلٹنیں اور ڈیڑہ باتری تہی۔ فوج یمین (جو دائیں پہلو پر ہو) میں چار پلٹنیں۔ دو باتریاں اور کیولری کا حصہ کثیر تہا۔ ریزرو یعنی اس فوج میں جو ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے یا جس دستہ کو کمک کی ضرورت ہو اسکی طرف حسب احتیاج بہیجنے کیلئے پیچہے رکہی جاتی ہے۔ تین پلٹنیں اور دو باتریاں تہیں +

فوج یسار کی انتہائی جو کی برائے حفاظت ونگرانی جسمیں دو پلٹنیں اور ایک باتری تہی او پانتز کے مقابل تہی۔ اسکے علاوہ دو پلٹنیں اور ایک باتری ایکو دامیں اور اسکے عقب میں تہی۔ باقیماندہ فوج یعنی باتریا اور پلٹنیں جنمیں میری پلٹن بہی شامل تہی پہاڑی ہانتق باڑ کی چوٹی اور دامن پر تہی۔ کل دستہ یسار شمال کیجانب مامور تہا۔ فوج قلب گریونتز کے شمال مغرب میں ایک میل کی فاصلہ پر جانتق باڑ کے انتہائی شرقی گوشہ پر شمال شمال مشرق اور شرق کے رخ تہی۔ دستہ یمین مشرق اور جنوب مشرق کے رخ بلگرینی شرک کی جنوبی پہاڑیوں پر اور اُسکی فوج سوفلن عین سڑک پر مامور تہی۔ ریزرو فوج ہیڈ کوارٹر (اعلی کمانڈر کی قیامگاہ) کے قریب شہر کے مشرق میں ایک پہاڑی پر تہی۔ ایک پلٹن شہر کی حفاظت پر مامور کیگئی جسنے عین جنوب میں اسموقعہ پر جہاں لوفچہ کی شاہراہ اور کرشن کی سڑک آپسمیں ملکر شہر کو آتی ہیں ڈیرے لگا دیئے۔ لڑائی کے وقت قطار کے محافظ سنتریوں کے سوائے شہر کے اندر کوئی فوج نہ تہی۔ اس موقعہ پر فوج بندی کی ترکیب وترتیب میں کچہہ گڑبڑ ہو گئی تہی۔ مثلاً میری رجمنٹ کی دوسری دونوں پلٹنیں فوج یمین میں تہیں اور میرا بریگیڈیر اور کرنیل بہی وہیں تہا۔ حتیٰ کہ احمد حفظی پاشا یمین کا اور عادل پاشا فوج یسار کا کمانڈر تہا۔ اس خلط ملط کی وجہ میرے قیاس میں یہہ ہے کہ جوں جوں پلٹنیں یکے بعد دیگرے پلیونا میں پہونچتی رہیں۔ اُنکو اسیوقت جہٹ پٹ اصلی ترتیب کے لحاظ کے بغیر اُن اُن مقامات پر جنپر وہ سوکے

حملہ کا زیادہ اندیشہ تہا اور جو سب سے پہلے اُن کی زد میں تہی بھیجدیا جا رہا کیونکہ یہی گولہ باری سے اُن کے قرب اور عنقریب حملہ آور ہو جانیکا خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا۔ ۳۰ جولائی کی لڑائی سے پہلے اس گرڑ کی اصلاح کر دیگئی تہی۔ اسمیں فوج یسار میں کُل پہلا ڈویژن اور فوج یمین میں کُل دوسرا ڈویژن تھا۔

ویڈن سے پلیونا تک ۱۱۵ میل کا فاصلہ کالم نے سات دنوں میں طے کیا یعنی بحساب اوسط یومیہ ۱۶ میل سفر کیا۔ یہہ واقعی قابل تعریف کارنمایاں تہا۔ راستہ میں کُل دس آدمی نقاہت و تکان سے فوت ہوگئے۔ اور تمام کالم میں کلہم دس فیصدی مریض ہوئے جنہیں سے زیادہ تر کے پاؤں زخمی ہوئے تہی بعض آدمیوں کے پیر بالکل لہو لہان ہوگئے چند کے پیروں کا چمڑا اور گوشت بہی جرابیں اُتارتے وقت ساتھ اُکھڑ آیا۔

جس علاقہ میں سے ہم گذر رہے تہے۔ اُسکا کچھہ حصّہ کسیقدر ناہموار اور باقی بالکل صاف تہا اور اسمیں اکثر مقامات فی الواقعہ نہایت دلفریب تھے۔ مگر منظر کی یکرنگی سے طبیعتیں اُکتا گئی تہیں۔ اور گرمی، قلت آب، اور گرد و غبار نے سبزی کی تازگی کو معدوم کر دیا ہوا تھا۔ آفتاب کی بیرحم شعاعوں سے آنکھوں کو بہت اذیت پہونچی اور تکان نے ہمیں ایسا بدحال کر رکھا تہا کہ اعلے سے اعلی دلفریب منظر بہی ہمکو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا تہا۔ راستہ میں ہم کسی بڑے قصبے سے نہ گذرے۔ وہ تمام مقام جنکا ذکر ہوا ہے دیہات یا چھوٹی چھوٹی بستیاں تہیں۔ پچھلے سال کی بغاوت کے آثار اکثر جگہ نمایاں تہے۔ کئی اضلاع ویران اور اکثر مکان و دیہات کھنڈر اور غیر آباد پڑے تھے۔

شہر میں داخل ہونے پر عقب کالم کا کرنیل ہدایات لینے کے لئے ہیڈکوارٹرز کو گیا۔ ہیڈکوارٹر اس پہاڑی پر جو پلیونا کے مشرق میں سب سے پہلے ہی نصب تھا۔ مشیر خیمہ میں تھا۔ وہاں کوئی مکان نہ تہا۔ اور ہم اُسکے واپس آنے تک بازاروں میں ٹھہر گئے۔ جہاں عطوف کی پلٹنوں نے ہمکو قہوہ۔ روٹی۔ تمباکو اور اُس پلاؤ کا بقیہ جو قلب کالم کے لئے تیار کیا گیا تہا۔ دیا۔ کرنیل بہہ خوش آیند حکم لیکر واپس لوٹا کہ رات ہم شہر میں شب باش ہونگے۔ سارجنٹ بقال جسکو ایسا حکم ملنے کی توقع تہی۔ چند اور کمشنڈ افسروں کو ہمراہ لیکر پہلے ہی سے مقام رہائش کی تلاش کیلئے چلا گیا تہا اور شہر کے شمالی مضافات میں چند متروک مکانات[1] کا پتہ لیکر واپس آگیا تہا میجر نے اُنکو پسند کیا۔ فوج عقب کی پلٹنوں کو حکم سُنایا گیا کہ وہ علی الصباح بیدار ہوکر مقام تعیناتی پر پہونچ جائیں۔ کیونکہ لڑائی کا ہونا یقینی ہے۔ سارجنٹوں نے رات کی کہانیکا سامان لے لیا۔ اشد مریضوں کو دمیری کمپنی میں صرف تین تہی جنہیں سے دو کے پاؤں ایسے زخمی ہوگئے تہے کہ وہ ایک قدم نہیں چل سکتے تھے اور دوسرا تکان سے بیمار ہوا تہا۔ یہہ تینوں چند دنوں میں تندرست

ویڈن زمیں چند باتیں ایسی تہیں کہ انکی بنا پر اسی قصبہ خیال کر لیا جا سکتا تہا۔ وہ قلعہ بند مستحکم تہا۔ اور اسی لئے ترک انکو بعض وقت برت دریائی کہا کرتے تھے۔ مصنف

[1] یعنی ایسے مکان جنکے مالک مکان چھوڑ کر بہاگ گئے تہے۔ مترجم۔

ہوگئے تھے) فوجی ہسپتال میں پہونچا دیا گیا اور جن مریضوں کو پاؤں کے زخم کی معمولی شکایت تھی اُنکی معالجہ و دوا کا فوراً انتظام کیا گیا۔ دوسرے دن میری کمپنی کا ایک اور سپاہی بیمار ہوگیا۔ جسکو پلیونا میں پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ اسطرح لڑائی میں میری کمپنی سے صرف چار غیر حاضر تھے۔ جو مکان ہمارے لئے مختص کیا گیا تھا ہملے وہاں پہنچکر اُسکا دروازہ توڑ دیا۔ اور گولہ باری کے باوجود رات کی آسائش کا بخوبی انتظام کرلیا۔ مگر ساتھ ہی ایسی تیاری کی حالت میں رہے کہ حملہ ہونیکی صورت میں ایک پل میں قرب و جوار میں جسطرف ضرورت ہو چل پڑیں۔

پلیونا کی آبادی جسے بلغاری پلیون پکارتے ہیں ۱۸۷۷ء میں ۱۷ ہزار تھی۔ اُنمیں سے دس ہزار عیسائی تھے۔ ۱۹ اور ۲۰ جولائی کے درمیان ملحقہ اضلاع سے جنپر روسی حملہ آور ہوئے تھے دو ہزار مسلمان شہر میں پناہ گزین ہوئے۔ اُنکے علاوہ دو سو سپاہی بھی جو سِسْتُووا اور نیکوپولی کے قرب و جوار کی لڑائیوں میں زخمی ہوئے تھے پلیونا میں موجود تھے۔ چار ہزار عیسائی شہر چھوڑکر بھاگ گئے تھے۔ نالا تُلچن تنزا جسے تولی درا بھی پکارتے ہیں) شہر کے بیچوں بیچ اور نالا گریو تنزا شمالی کنارہ پر بہتا ہے۔ یہہ دونوں نالے شہر سے بجانب شمال مغرب دو میل کے فاصلہ پر آپس میں ملجاتی ہیں اور وہاں سے اُسی رُخ اور ایک میل آگے جاکر او پانتنز کے قریب دریا وِد سے جو ڈینوب کا معاون ہے ملجاتے ہیں۔

جسقدر ترکی شہر مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا پلیونا اُن سے بہتر بنا ہوا تھا۔ مگر وہاں بھی ویران اُور افتادہ مکانات بوسیدہ جھونپڑیاں اور پُر از غلاظت کھلے میدان موجود تھے۔ گلیاں غلیظ۔ فرش نکمّی یا بالکل ندارد برسات میں ناقابل گذر۔ انتظام حفظان صحت کا نام و نشان عنقا۔ ہر جگہ گندگی کے ڈھیر۔ الغرض ترکی شہروں کے بیشمار مواد غلاظت و بدبو وہاں بھی برابر موجود تھے۔ تلچن تنزا ساری شہر کو قدرتی بڑی بدررو کا کام دیتا تھا۔ مصنوعی بدررو کوئی نہ تھی۔ شہر ترتیب سے نہیں بنایا گیا۔ مگر ویڈن کی نسبت اُسکے بازار زیادہ فراخ اور سیدھے ہے اور مکان عمدہ ہیں۔ بعض مکانات مثلاً قایم مقام کی قوناق[*] فی الواقع نہایت عمدہ تھے یہہ قوناق رومن لوگوں کے زمانہ کی ایک منہدم عمارت کے موقعہ پر اور اُسی کے مصالحہ سے بنائی گئی تھی ترکوں اور بلغروں مع توں کے اکثر رہائشی مکانات خوبصورت اور باغوں کے وسط میں بنے ہوئے تھے۔ شہر میں ایک سِول (یعنی اہالی کیلئے) ہسپتال۔ دو سرائیں۔ ایک گھنٹہ گھر۔ اٹھارہ مسجدیں جن میں سے دو یا تین بہت ہی خوبصورت

---

[*] قایم مقام کو جنگی خطاب ہے۔ مگر ضلع یا قصبے کے سول گورنر کو بھی اِس نام سے پکارا جاتا ہے۔ قوناق بڑے مکان سرکاری عمارت اور ہوٹل کو کہتے ہیں۔ مصنف۔

نہیں۔ دو گرجے۔ ایک رشدیہ (ابتدائی جنگی) سکول۔ آٹھ عام تعلیمی ترکی اور پانچ بلغاری مدرسے تھے۔ ہسپتال مدحت پادشاہ نے بنوایا تھا۔ وہاں کا ڈاکٹر ایک جرمن شخص تھا۔ سراؤں میں یورپین ہوٹلوں کی کچھہ مشابہت پائی جاتی تھی۔ شہر کے قریب چند عمدہ حقیقتاً کے دمرے۔ فارم) موجود تھے پلیونا ضلع کا صدر مقام تھا۔ ضلع مذکور میں اسکے علاوہ نیکوپولی اور سسٹووا مشہور مقامات تھے۔ ناظرین اسبات کو بخوبی ذہن نشین کر رکھیں کہ ۲۰ جولائی ۱۸۷۷ء؁ کو پلیونا بالکل کھلا و غیر محفوظ شہر تھا اور کسی قسم کی حفاظت اور قلعہ بندی وہاں موجود نہ تھی۔ شہر کے چوطرفہ پہاڑیاں ہیں جنمیں سے شمال مشرق کی اور مشرق کیطرف کی بلند ترین ہیں۔ بوکلرا اور رونتیزا کے درمیان وہ ۱۳ سو فٹ تک اور گریوتسزا سی چند میل پرے سطح سمندر سے ایکہزار فیٹ تک بلند ہیں۔ جنوب کیطرف نالا تلچن نتزا تنگ عمیق اور خوش منظر چٹانی گھاٹی میں سے ہوکر بہتا ہے۔ وہاں اسکے کنارے تقریباً بالکل عمودی ہیں۔ شہر سے ٹھیک شمال مشرق میں ایک پہاڑی بالکل گنجی اور بے درخت ہے۔ اسکا نام جانق بایر ہی اسکا طول شرقاً غرباً چار میل ہے اور گھاٹی پلیونا سے اوٹھتی ہوئی ۵۰۳ فیٹ تک بلند چلی گئی ہے اسکا جنوبی دامن پلیونا اور گریوتسزا کے درمیان بلگرینی سڑک تک بڑھا چلا گیا ہے اس پہاڑی کا میری داستان میں بار بار ذکر آئیگا۔ وِدکا بایاں ساحل بھی کوہستانی ہے۔ مگر اس موقعہ پر ندی دائیں ساحل سے بلندی میں کم ہے۔ پلیونا کو جس سمت سے دیکھو اسکا نظارہ نہایت دلاویز نظر آتا ہے سامنے وہ موجود ہوگا اور پیچھے بلند پہاڑیاں کھڑی ہونگی۔ شمال مشرق اور جنوب مشرق کی طرف کی ٹنڈ منڈ ہیں۔ شمال مغرب۔ مغرب اور جنوب کی طرف کی تاکستانوں۔ باغات اور مثمر اشجار سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ مکی کی ترب جوار میں بہت کاشت کیجاتی ہے اور کل اہالی ضلع کا دارومدار زراعت پر ہے۔ تفرج گاہیں۔ علوم وفنون کی انجمنیں۔ سرکاری باغات کلب گھر۔ اور تھیٹر وغیرہ پلیونا میں موجود نہ تھے۔ اور فرانسیسی سیاح لب جیتن کا دو سطری ریمارک اُسکے حق میں بالکل درست ہے ؛

مندرجہ ذیل پانچ سڑکیں پلیونا میں ملتی ہیں۔ ہر ایک مقام پلیونا سے بخط مستقیم جتنی میل ہو وہ اُسکے ساتھہ خط وحدانی میں دیدیئے گئے ہیں۔ پہلی سڑک رسچک (۳۷) سے براہ بیلا (۵۵) بلگرینی (۴۳) دوسری طردیان (۸۳) سے براہ لوفچہ (۳۰) تیسری صوفیا (۸۳) سے براہ ارخانیہ (۵۵) چوتھی ویڈن (۹۵)[ف۵۵] سے براہ لوم پلنکہ (۵۷) وراتسوا (۴۰) پانچویں نیکوپولی (۲۴) سے براہ برسلیا نتزا (۱۰)

ف۵۵ روسی۔ جرمن اور فرنچ نولیسندوں کے یہہ بیان کہ پلیونا کی مشرق میں ایک قلعہ بند سنگین راہب خانہ مشرق میں چھوٹا سا قلعہ اور وِد کا پل محفوظ و قلعہ بند تھا وغیرہ وغیرہ محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ مصنف۔

ف۵۵ ہم اس سڑک کے راستے نہیں آئے تھے یہہ ہمکو گورنانشر و پولی میں ملی تھی۔ واقعی فاصلہ ویڈن اور پلیونا کے درمیان ۱۱۵ میل ہے۔ یہہ ۲۰ میل کا اضافہ اس خم کی وجہ سے ہوگیا ہے جو کلافت اور لوم پلنکہ کے درمیان دریا کو جنوب میں ہے۔ مصنف۔

وچالی سودات (۸)۔ ہیں ان سڑکوں کو علی الترتیب بلگرینی۔ لوفچہ۔ ارخانیہ۔ راھووا اور نیکوپولی کی سڑکیں لکھونگا۔

صوفیا۔ پلیونا سڑک جسے مدحت پاشانے بنوایا تہا اوّل سے آخر تک خوب پختہ۔ ہموار اور وسیع ہے۔ کل یورپین ٹرکی میں یہہ بہترین سڑک خیال کیجاتی تہی۔ حفاظت پلیونا کے دوران میں اُسنے بڑا کام دیا۔ سلسلہ بلقان میں یہہ درہ بابا قوناق (جسے ارابہ قوناق یا درہ اطروپول بھی کہتے ہیں) سے جو کل دروں سے زیادہ سہل اور محفوظ ہے گذرتی ہے جسمیں سے صوفیا ارخانیہ سڑک نکلتی ہے۔ شہر کی شہرت اور وقعت میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ پلیونا سے راھووا۔ ویدن۔ لوفچہ۔ ارخانیہ۔ صوفیا اور وہاں سے قسطنطنیہ تک سلسلہ تار برقی قایم تہا۔ شمالی ٹیلیگراف لائینوں کو روسیوں نے کاٹ دیا تھا۔

مدحت پاشانے اس مقام سے جہاں دریا اوسمہ ڈینوب میں گرتا ہے پلیونا تک ۱۸۷۳ء میں ریل بنوانی شروع کی تھی۔ وہ اسموقعہ پر بندر سلطانیہ کے نام سے بڑی منڈی قایم کرنے کا ارادہ رکہتا تہا۔ اُسکے کھنڈر ابتک موجود ہیں۔ ریل کا کل سامان خرید اگیا تہا۔ اور ۲۰ ہزار مزدور اس پر کام کرتے تہے۔ مگر فروری ۱۸۷۶ء میں بجرم غداری مدحت کے سزایاب ہوجانے پر کام بند ہوگیا۔ وضاحت پسند ناظرین کی آسانی کے لیے میں پلیونا سے چند مقامات کا بُعد بخط مستقیم میلوں میں درج کیے دیتا ہوں: سستووا ۴۰۔ سلوی ۷۔ ۳۳۔ طرنووا ۵۷۔ رشو ملا ۱۱۸۔ سلستریا ۱۴۴۔ وارنا ۱۷۰۔ شپکا ۶۱۔ کازان لک ۶۸۔ طبطوان ۳۸۔ اطروپول ۵۲۔ قلش ۲۱۔ بشتی ۲۲۔ کرمیاء ۲۵۔ نجارست ۱۰۵۔ ابلووا ۹۰۔ تاتار بازارجک ۸۶۔ فلیپ پولی ۸۸۔ ایڈریانوپل ۱۵۵۔ قسطنطنیہ ۲۸۰۔

پلیونا کے قرب جوار کے دیہات و مواضع کی فہرست اور انکے بُعد حسب ذیل ہیں۔

بجانب شمال۔ بوکووا (۲)، اوپانتسز (۴)، بیو دلر (۶) واقع بر لب ود۔ ربنیا (۸) یہہ ود کے مشرق میں نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔

شمال مشرق۔ چالی سودات (۸)، برسلیا نتسزا (۴)، یہہ دونوں نیکوپولی سڑک پر ہیں۔ ورتیبزا (۵)

مشرق۔ طرسکی طرستنک (۱۱)، گریوتسزا (۴)، قرہ غلاچ (۱۶) آخرالذکر دونوں بلگرینی سڑک پر ہیں۔

جنوب مشرق۔ رادی شتی وو (۳)، سغالی وبتزا (۹)، پلچی شاط (۹)، پہروم (۹)، تلچنتسزا (۶)

جنوب۔ بوغوث (۷)، کریشن (۳)، برستوور (۸) آخرالذکر لوفچہ سڑک پر ہے اور کریشن اس سے ایک میل بجانب غرب ہے۔

جنوب مغرب۔ مدیون (۸) یہہ ود سے ایک میل شرق میں ہے۔ ڈولنا دوبنیک (۹)، گورنا دوبنیک (۱۵) دونوں دریائے ود کے بائیں ساحل کے معادن نالا دو تسزا پر واقع ہیں۔ اوّل الذکر ارخانیہ سڑک

پر اور دوسرا اس سے نصف میل شمال میں ہے۔

مغرب۔ بلاسی وتنز (۴) ڈسی وتنزا (۶) طرنبنہ (۷) یہہ سب ویدپر واقع ہیں۔ گورنا نطروپولی[1] یہہ اہو داسترک پر ہے۔

شمال مغرب۔ ڈولنا نطروپولی (۶) طرستنک (۱۰)

پلیونا تاریخی لحاظ سے ۱۸۷۷ء سے پہلے بالکل گم نام تھا۔ معمر اور سمجھہ دار باشندوں سے مجھے صرف یہہ قابل تذکرہ واقعہ معلوم ہوا کہ انیسویں صدی کے آغاز میں (یہہ انکو بھی معلوم نہ تھا کہ ۱۸۱۰ء کی محاربہ میں یا کہ ۱۸۲۸ء والے میں) جب روسی ضلع پر قابض ہوئے تھے تو وہ رومن قلعہ میں جو اسوقت قصبے کے اندر تھا مگر بعد میں معدوم و منہدم ہو گیا اقامت پذیر ہوئے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں بھی شہر سے بجانب جنوب دو میل کے فاصلہ پر رومن کھنڈر موجود تھے۔ اُن کے پاس ایک غار تھی جسکی نسبت مشہور تھا کہ وہاں بہوت پریت رہتے ہیں۔ جب سے بلگیریا آزاد ریاست ہوئی ہے پلیونا کی آبادی اور رقبہ میں کمی ہو گئی ہے۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں وہاں کی آبادی ۱۱ ہزار پانچسو پائی گئی تھی۔ تقریباً پانچ ہزار باشندے میرے قیاس میں محاربہ میں ہلاک ہوئے تھے۔ اور اُسکے بعد ترک باشندے عثمانیہ قلمرو کو ہجرت کر گئے تھے۔ محاربہ کے شروع میں پلیونا میں صرف ایک کمپنی اور چند جندارمہ موجود تھے۔ ۸ جولائی کو کاسک شہر کے سامنے نمودار ہوئے۔ جسپر ترکی سپاہی راہو وا کو ہٹ گئے۔ کاسک دوسرے دِن چند باشندوں کو بطور یرغمال ساتھہ لیکر چلے گئے۔ اور اُسی دن عطوف پاشا جواب تک نیکوپولی ڈویژن میں شریک تھے تین پلٹنیں اور چار توپیں لیکر پہونچ گئے۔ وہ شہر میں بلا مقابلہ داخل ہو گئی۔ فوج کو اُنہوں نے پہاڑیوں پر شب باش کیا اور ۱۰ جولائی کو ایک روسی بیڑہ کی فوج ہراول کو جو گریو تنزا کی پچھلی طرف کی پہاڑیوں پر ظاہر ہوئی تھی پسپا کر کے بیقاعدہ سوار و نکار رسالہ مرتب کیا سستوا اور نیکوپولی سے جو مجروح و مریض سپاہی آئے تھے اُنکے لئے فوجی ہسپتال قایم کیا اور جب ۱۵ جولائی کو عثمان پاشا کی آمد کی خبر پائی تو اُنکی مہمانداری اور آسائش کے لئے کُل سامان تیار کیا۔ ذیل میں پلیونا فوج کے اُن افسروں کی فہرست درج کرتا ہوں جنکے نام مجھے زبانی یاد رہے یا جو میری بیاضوں میں درج تھے۔

---

[1] بلغر زبان میں گورنا (بلفظ گورنائی) اور ترکی میں یوقرا بالائی کو اور ڈولنا و اشاغہ زیرین کو کہتے ہیں۔ بلغاریا کے مقامات کے نام عجب ہوتے ہیں۔ اکثر مقامات کے چار چار پانچ پانچ نام ہیں۔ ایسا تو کوئی ہوگا جس کے دو نام نہ ہوں۔ پھر لطف یہہ ہے کہ ہر نام کے کوڑی بہر مختلف ہجے ہیں۔ میں نے مقامات ترستنک کے ۲۷ اور تاتار بازرجک کے ۸۰ مختلف ہجے دیکھے ہیں۔ مصنف۔

مارشل یا مشیر: عثمان پاشا

جرنیل ڈویژن : عادل پاشا[۱]

جرنیلان بریگیڈ: طاہر پاشا (سٹاف کا اعلےٰ افسر ہا) احمد حفظی پاشا (۲۰ جولائی کی لڑائی میں زخمی ہوکر ناقابل ہوگیا) قبرہ علی پاشا۔ حسن صابری پاشا (اگست میں اِس درجہ پر ترقی پائی۔ عطوف پاشا۔ صادق پاشا (راہو واسے ۲۱ جولائی کو آیا) رفعت پاشا (صوفیا سے ۲۳ جولائی کو آیا۔

کرنیل۔ توفیق بک۔ حاسب بک (اعلےٰ ڈاکٹر) یلونس بک۔ احمد بک (افسر توپخانہ) عثمان بک (افسر کیولری)۔ حمدی بک (۱۷ جولائی کو تنبیہ میں آملا) امین بک (شروع اگست میں اِس درجہ پر ترقی ملی) سعید بک۔ عمر بک

لفٹنٹ کرنیل:۔ خیری بک۔ طلعت بک (دیا ور) حسنی بک (۲۰ جولائی کو ناقابل ہوگیا) محمد ناظف بک۔ سلیمان بک۔ ابراہیم بک۔ رؤف بک۔ عبداللہ بک۔

جس مکان میں میری کمپنی اقامت گزین ہوئی وہ بلغاریوں کا تھا جو یونہی خوف زدہ ہوکر یا اپنی کرتوتوں سے کانپ کر ایسی افراتفری میں بھاگ گئے تھے کہ اکثر سامان پیچھے رہگیا۔ اُسکی ہر منزل میں تین سے لیکر چار تک کمرے تھے۔ دروازہ شہر کی طرف جنوب رویہ تھا۔ پچھواڑے کی طرف کوہستانی زرخیز علاقہ تھا جسمیں مغرب و شمال مغرب کیطرف نفیس تاکستان تھے۔ مکان کے سامنے گلشن تھا جسکے گرد تار لگی ہوئی تھی۔ پچھواڑہ میں سو گز لمبا باغ تھا جسکی باڑ سے پرے کھیت تھے۔

---

[۱] روسی جرنیل کروپاٹکن نے جو محاربہ میں شامل تھا۔ اپنی تاریخ میں گو بالعموم خاصکر ترکوں کی فوجی جمعیت کے متعلق فاش غلطیاں کی ہیں تاہم مندرجہ ذیل واقعہ کے سوا اُس کو اپنی طرف سے اُسنے بالکل منصفانہ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ" ماہ اکتوبر میں ایک ترکی فراری نے مجھ سے یہہ ذکر کیا تھا کہ ترکی کیمپ پلیونا میں بعض ایسے افسر (مثلاً عادل پاشا) ہیں کہ وہ مدۃ العمر کبھی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ پس وہ اس محاذ میں محض بیکار ثابت ہونگے"۔ کروپاٹکن نے یہہ صریح غلطی کی ہے یا ترکی فراری نے روسیوں کو غافل کرنیکے لئے یہہ عمداً جھوٹ بولا ہوگا۔ سابقہ محاربوں سے قطع نظر عادل پاشا پلیونا کی تمام لڑائیوں میں شریک اور غنیم کی آتشباری کی زد میں رہے۔ تمام فوج میں وہ نہایت نیکنام تھے۔ عثمان پاشا کو اُن پر بے اندازہ اعتبار تھا۔ اور اُن کی شجاعت کی میں ذاتی طور پر شہادت دے سکتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کروپاٹکن اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں عادل پاشا کا نام اس مثال میں نہ رہنے دے گا۔ مصنف۔

(جو جنوری ۱۹۰۶ء میں روسی فذبرجرب ہوگیا ہے۔ مترجم۔)

ہم سات بجے کھانے پر بیٹھے ۔ سپاہیوں نے باورچی خانہ میں جو مکان کے قریب بنا ہوا تھا گوشت چاول اور شلغم اکٹھے پکائے تھے۔ پہاڑیوں کی بانسریوں کی ہولناک گرج ہمکو سرود کا کام دے رہی تھی اور ہم کھانے کو بے تحاشا نگل رہے تھے۔ اس کے بعد سپاہیوں میں ایکدن کی غذا کے لئے بسکٹیں تقسیم کیگئیں۔ اور قہوہ تیار کرکے انکو اپنی ایک ایک بوتل بھر لینے کا حکم دیا گیا۔ باقی کی ایک ایک بوتل کنوئیں کے خوشگوار پانی سے پُر کیگئی۔ میرے پاس اپنے دستہ کیلئے دودھ کے بھی دو ڈول تھے۔ یہ بقال کہیں سے لے آیا تھا۔ کہاں سے اور کس طرح لایا۔ اُسکی پوچھنے کی مجھو کیا ضرورت پڑی تھی۔ پانی ملا کر دودھ کی مقدار بڑھا لی گئی اور اُسے ہمنے کھانے کے ساتھ ہی پی لیا۔ مگر جیک کے لئے میں نے تھوڑا سا بچا لیا۔ سپاہیوں کو سُنا دیا گیا کہ دوسرے دن ان کو کوئی ناشتہ اور غالباً دوپہر کا کھانا بھی نہیں ملیگا۔ انکو انہیں بسکٹوں اور سرد قہوہ پر جو اُنکے ساتھ ہوگا۔ قناعت کرنی پڑیگی۔ کھانے کے بعد پلٹن کے میگزین سے جو ایک متصلہ شیڈ میں رکھا گیا تھا سپاہیوں میں کارتوس بانٹے گئے۔ نو بجے (اسوقت ابھی دن تھا) حاضری پکاری گئی اور سپاہیوں کو وردی لگائے سو جانے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کی کوئی احتیاج نہ تھی۔ سات دن کے متواتر ڈبل کوچ نے انکی ایسی گت بنا رکھی تھی کہ وہ جہاں کھڑے تھے وہیں گر پڑے۔ اُٹھنے کے لئے چار بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ مگر میجر نے ساتھ ہی سُنا دیا کہ ممکن ہے دشمن کی پیشقدمی کرنے پر اس سے پہلے ہی جاگنا پڑ جائے۔

گولہ باری شام پڑنے پر بند ہوگئی۔ کپتان اور اوّل لفٹننٹ پہلی منزل کے سامنے والے کمرہ میں تھے۔ جیک ابراہیم اور میں نے دوسری منزل کی خوابگاہ میں بستر جمائے۔ پہلا سکوڈ پہلی منزل میں اور میرے اور جیک کے سپاہی بالائی منزل میں مقیم ہوئے۔ سپاہیوں نے ہال۔ کوٹھڑیوں۔ سیڑھیوں زینوں پر بستر لگائے۔ نواب کے زیر کمان بارہ سپاہیوں کا گارڈ باورچی خانہ میں مامور کیا گیا۔ اسی گارڈ سے باغ کے سرے پر سنتری لگائے گئے۔ جو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد بدلے جاتے رہے۔ آدھی رات کو نواب اور اُسکے سپاہیوں کی نوکری ختم ہو کر باقی رات جیک کی نوکری تھی۔ یہ احتیاط غالباً اسلئے کیگئی تھی کہ ہمارا مکان شہر کے انتہائی شمالی گوشہ میں تھا اور اگر روسی بعیدی بکشوں کو اچانک حملہ آور ہو کر دبا لیتے اور آگے بڑھتے تو سب سے پہلے اس مکان سے اُن پر نظر پڑ سکتی تھی۔

ان سب باتوں سے فارغ ہو کر میں نے غسل کیا۔ جسکا مزہ کچھ میرا ہی دل جانتا تھا۔ جو لوگ ہر روز غسل کا سامان مہیا کیتے ہیں وہ اس نعمت کی قدر کیا جانیں۔ محمد ہر دور بڑا ہی جفاکش اور محنت جان شخص تھا۔ اُسے اب شطرنج کا خبط آسوجھا۔ اتفاق سے اُسے شہر سے ایک لماری سے ملگئی تھی۔

اُسنے مجھپر ایک بازی کا تقاضا کیا۔ میں نے تکان و کوفت کے بہتیرے غدر کئے اُس نے ایک نہ سُنی آخر لاچار ہوکر میں اُسکے کمرہ میں چلا گیا۔ کپتان وہاں نہیں تہا وہ میجر کے پاس گیا ہوا تہا۔ بازی کھیلتے وقت ہمنے گھوڑوں کی ٹاپ سُنی۔ باہر جہانک کر دیکھا تو چند چرکس سوار۔ ایک رسالہ نظامیہ۔ اور ایک باتری مشرق رو بہ شہر سے باہر جا رہی تہی۔ ساڑہے نو بجے شہ مات ہوکر میں اوٹھہ بیٹھا۔ اُسیوقت کپتان بھی آپہونچا۔ جِسنے مجھے مخاطب کرکے یہہ الفاظ کہے "تم کل پہلی مرتبہ آتشباری کی زد میں جاؤگے۔ اور بالغلب وجوہ لڑائی نہایت ہولناک اور سخت ہوگی۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اپنا فرض پوری طرح ادا کروگے۔" محمد ہرور نے بعد میں مجھسے ذکر کیا کہ کپتان کئی گھنٹے خط لکھنے میں مصروف رہا تہا۔ وہ غالباً اُسکے فرزندوں کے نام ہونگے جہاں تک مجھے تجربہ ہوا میں کہہ سکتا ہوں کہ کثرت ازدواج سے اپنی اولاد اور وابستگان سے مرد کی مُحبت میں کچھہ کمی نہیں ہو جاتی۔ مگر میرا یہہ تجربہ صرف یورپین علاقہ کی ترکوں تک محدود ہے

ہرور کے پاس سے اُٹھہ کر میں تراب کو ایک نظر دیکھنے کے لئے باورچیخانہ گیا۔ قرآن شریف اسکے سامنے کھلا ہوا تہا مگر آنکھیں بند اور وہ اونگھہ رہا تہا۔ کچھہ سپاہی کل کی متوقعہ لڑائی پر سرگوشیاں کر رہے تھے اور کچھہ سوئے ہوئے تھے۔ بلغ کے سرے پر سنتری اپنی مختصر حدود گشت میں تانا بانا لگائے ہوئے تہے۔ اور متصلہ باغ میں کچھہ سپاہی میگزین کی حفاظت کر رہے تھے۔ رات سہاؤنی اور تارے چھٹکے ہوئے تھے۔

جب میں اپنے کمرہ میں گیا تو دس بج چکے تھے۔ جیک خواب خرگوش میں تھا۔ اور اُس کی بسور پر مُسکراہٹ نمودار تہی۔ میرا دل بھرا ہوا تھا اور میں باتیں کرکے اُسے ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے اپنے دوست کو بے آرام کرنا پسند نہ کیا اور پوری وردی لگائے تلوار اور ریوالور کو جسکے سارے خانے بھرے ہوئے تھے کہنی کے نیچے رکھکر جیک کے پاس لیٹ گیا۔ اللہ اکبر پختہ چہت کے نیچے اور پُر تکلف پلنگ پر سونا کیا مزا دیتا ہے۔ بلوا کی شب باشی کے بعد اب ساڑہے تین مہینوں کے پیچھے میں مسقف کمرہ میں اور مکتب حربی چھوڑکر پورے چار مہینوں کے بعد باقاعدہ پلنگ اور بستر پر لیٹا۔ چوطرفہ سپاہیوں کی خراٹوں کی آوازیں آرہی تہیں۔ مگر اور سب طرح سے مکان میں سناٹا تھا۔ شہر پر بہی غیر طبعی سخت خاموشی چہا رہی تہی۔ اور یہہ مطلقاً گمان نہیں ہوتا تہا کہ چند مربع میلوں کے علاقہ میں ۱۵ ہزار آدمی جو علی الصباح مرنے اور مارنے کو مستعد و تیار ہونگے موجود ہیں۔ البتہ کبھی کبھی کسی پٹرول کی دہمک یا گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی دیجاتی تہی۔ میں گو کوفت سے مردہ ہو رہا تہا۔ لیکن نیند کوسوں دور تہی۔ میں مجبور ہوکر اُٹھہ بیٹھا اور دریچہ میں سے جھانکنے لگ گیا بازار سنسان تہا۔ غرب کیطرف ہماری گاڑیوں کی صف کھڑی تہی اور سنتری کل کی تیلوں کیطرح اونکے پاس گشت کر رہے تہے شرق رویہ ایک یا زیادہ میلوں کے فاصلہ پر

مجھے بیشمار آلاؤ دکھائی دیئے۔ جنکو غالباً بعیدی گمٹیوں نے روشن کر رکھا تھا۔ اُن سے ظاہر ہوتا تھا کہ
دشمن کی اچانک پیشقدمی اور شبخونوں کا بخوبی انتظام کیا گیا ہوا ہے۔ میں کھڑکی میں ہی تھا کہ ایک طرف
سے دو اور شہر کیطرف سے ایک افسر گھوڑوں پر سوار کھڑکی کے نیچے ایک دوسرے سے ملے۔ اور انہیں سے ایک نے
رپٹ بولی کہ گمٹیوں میں سب طرح سے خیریت ہے۔ پھر وہ کرنیل کے مقام رہائش کو چلے گئے۔ میں پھر پلنگ
پر جا لیٹا اور سو جانیکی بیفایدہ کوشش کرنے لگا۔ دنکی لڑائی کے خیالات بہت سے رات میں میرے دماغ
پر مستولی ہو رہے تھے۔ ناظرین میں امید کرتا ہوں کہ تم یہہ پڑھکر میری ہنسی نہ اڑاؤ گے۔ میری عمر ہی کیا
تھی۔ صرف اٹھارہ برس۔ اس عمر میں جینے کا شوق کس کو نہیں ہوتا۔ میں اقبال کرتا ہوں کہ اس
خیال نے میرا حوصلہ بالکل زائل کر دیا تھا کہ ممکن ہے کل اسوقت میں آغوش لحد میں ہوں۔ جہاں قیامت
تک بسیرا کرنا ہوگا۔ مجھے موت کا پورا یقین ہوگیا تھا۔ جو پورا نہ ہوا۔ علم روحانیات کی شایقین کی سوسائٹی
کو اگر ایسے دلی یقین کے پورا نہ ہونیکی کسی مثال کی خواہش ہو تو انکی اطمینان کیلئے میرا یہ ذاتی تجربہ موجود ہے

آدھی رات کو ابراہیم نے جیک کو جگانے کیلئے آدمی بھیجا۔ میں نے اور اُس نے جیک کو بیدار کیا۔
جو منہہ سر دھو کر اُسے تولیا سے پونچھتا ہوا نیچے اتر گیا۔ اور اُسکے بعد تراب کر فی الفور پلنگ پر خواب خرگوش
میں سو گیا۔ وہ مجھہ سے یہہ بات بھی مشکل کر سکا تھا کہ اُسکے پہرہ میں سب طرح خیریت رہی ہے۔ سپاہیونکی
آواز بھی میں نے سُنی۔ اسکے بعد مکان اور باغ میں کسی قدر ہل چل ہوئی۔ دبی آواز میں چند حکم دیئے گئے
اور پھر کل مکان پر سناٹا چھا گیا۔ رات کی خاموشی نے آخر مجھپر بھی اثر کر دیا اور میں گہری نیند سو گیا +

حصہ اوّل ختم ہوا

فہرست مضامین حصہ اوّل محاربات پلیونا

حصہ اوّل پلیونا کی طرف کوچ

حصہ اول کے نقشوں وغیرہ کی فہرست

ٹرکی کی موجودہ حالت اور اسکی باجگذار ریاستیں

اس رسالہ میں ٹرکی مصر صوبہ سوئیز تیونس۔ بلغاریہ بوسنیا۔ ہرزگوینیا ساموس وقبرص کے تمدن تجارت بری و بحری قوت۔ تعلیم۔ ریلوے فرضجات۔ قومی صنعت و حرفت۔ زراعت مردم شماری۔ رقبہ طرز و آئین حکومت اور موجودہ پولیٹیکل حالت پر بحث کی گئی ہے نہایت جامع کتاب ہے قیمت ایک روپیہ (عہ)۔

تاریخ خاندان عثمانیہ

اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کے حالات پر ہی کفایت نہیں کیگئی۔ بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کی تنزل و بربادی کی وقعات اور اسباب اور یورپین پالیسی اور مشرقی مسئلہ پر مفصل بحث کرنیکے ساتھ ہی ان ضروری اوصاف اور خوبیوں کی توضیح کی گئی ہے جنکے بغیر کوئی قوم مقتدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے۔ اور دول یورپ اور اسلامی طاقتوں کے موجودہ سابقہ تعلقات کے امور کو معلوم کرنیکے شایقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائیں گے۔ آجتک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی جسمیں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹیکل طاقت کو قائم رکھنے کا کام دے رہی ہے ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہوں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ اول میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات ہیں۔ اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۶۷ء سے لیکر جلالتمآب سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ عال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کئے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ [illegible]

محاربات تھسلی

مکمل تاریخ جنگ ٹرکی و یونان جس میں ایک جرمن سٹاف کی تاریخ کارزار روم و یونان اور ٹرکی کے مشہور خیرخواہ اور صادق دوست سر اشمیڈ بارٹلٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب [illegible] ہے مؤلف نے جابجا اپنی ذاتی واقفیت سے حواشی اور ضمیمے ایزاد کر دیئے ہیں اور [illegible] شرح و بسط کیساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں مضمون ایسا مسلسل اور سلیس ہے کہ [illegible] کی بادشاہوں اور عالیقدر فسروں کی تصویریں اور متعدد نقشے بھی کتاب میں [illegible] ہیں۔ [illegible] محاربات کا حال بھی ضمناً لکھا گیا ہے۔ کتاب کے تین حصہ ہیں قیمت فی حصہ [illegible]

حالات استنبول و قسطنطنیہ

اس کتاب میں دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت [illegible] عمارات و شاہی محلات دلفریب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ معاشرت [illegible] محاسن حمیدہ و علم پروری۔ خوش اخلاقی مہمان نوازی غیرہ اوصاف جمیلہ کا تفصیل [illegible] گیا ہے اور ضمناً [illegible] بھی واضح کر دئیگئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور [illegible] صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن۔ ایڈمنڈ بیور سر اڈورڈ کریسی

اور دیگر مستند یورپین و ترکی مورخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

ترکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو اس کتاب کا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ دو راستی پسند و صداقت شعار انگریز سیاحوں اور حافظ عبدالرحمن صاحب و دیگر اسلامی سیاحوں اور خود مؤلف کی مختلف تحریروں کا مجموعہ ہے۔ اسمیں ان مزید ملکی و انتظامی اصلاحوں اور ترقیوں اور مآثر و محاسن حمیدیہ کی توضیح کرنے کے ساتھ ہی جنکا مندرجہ بالا کتب میں ذکر نہیں ہوا۔ ان ترقیوں کو بالخصوص بیان کیا گیا ہے جو عثمانیہ ترک من حیث القوم کر رہے ہیں۔ مسٹر وٹ مین نے ترکوں کا سچا فوٹو دیکر انکے اوصاف جمیلہ کا منصفانہ اعتراف کیا ہے اور بدلائل قطعی ثابت کر دیا ہے کہ مفسدۂ آرمینیا کے متعلق یورپین مفتریوں کے بہتان محض بے بنیاد تھے۔ پھر اسکی دو تھی حالات بنا کر ذاتی تجربہ کی بنا پر لکھا ہے کہ اکثر ترکی عہدہ دار نہایت با تمیز اور قابل ہیں اور کہ ترک معقول ترقی کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں مارشل شاکر پاشا مرحوم کے مضامین دربارہ بغداد ریلوے اور دیگر مضامین بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ مسٹر گوران نے سلطنت کی تقریباً تمام عجائبات قدیمہ کی پرانی تاریخ اور موجودہ حالت بیان کرنے کے بعد تجارت صنعت علم و فن غرضیکہ الغرض لوازمات تمدن و شائستگی کے ہر شعبہ اور صیغہ میں ملک کی قابل تعریف مسلسل ترقی کا ایسے دلچسپ پیرایہ میں ذکر کیا ہے کہ گویا پڑھنے والا ملک میں موجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے اور خود ان صنعتوں وغیرہ کی ایسی عمدہ توضیح کی ہے کہ ازدیاد علم اور دماغی تفریح کے علاوہ اسکا مطالعہ عملی فائدہ سے بھی خالی نہیں۔ ان دونوں مصنفوں کی کتابوں کا ترجمہ معہ حواشی متعددہ دینے کے ساتھ اس کتاب میں چین مجمع الجزائر۔ حجاز۔ نجد۔ ایران۔ افریقہ کے مختلف حصص الغرض دنیا کے کل ممالک کے مسلمانوں کی موجودہ حالت اور گذشتہ مجمل تاریخ دیدی گئی ہے جس سے وہ فی الواقع مرقع اسلام کہلانے کی مستحق ہو گئی ہے مزید براں تعلیمی مسئلہ ممالک غیر میں نوآبادیاں و تجارتی سلسلہ قائم کرنے اور قوم کی ترقی کے دیگر وسائل متنوعہ پر سر سید مرحوم اور کئی فاضل ترکوں کی آرا درج کر کے جامع بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ تاریخی۔ جغرافی۔ صنعتی۔ تجارتی و قومی ہر لحاظ سے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ ان جملہ مضامین پر حاوی ہونے کے ماسوا وہ ۱۸۹۶ء سے سنہ ۱۹۰۲ء تک تین برسوں کی مکمل تاریخ اسلامی دنیا بالخصوص سلطنت عثمانیہ کی ہے۔ اسمیں کئی نوادرات اور سلطنت عثمانیہ کے چند سربرآوردہ زندہ و فوت شدہ مدبرین و اعیان دولت کی تصویریں بھی دیدی گئی ہیں۔ ان خوبیوں و ضخامت کتاب کے مقابلہ پر قیمت صرف عہ ہے۔ زیر طبع ہے۔ بعد طبع عہ ہوگی۔

فیوچر آف اسلام (یعنے اسلام کی آئندہ حالت) یہ کتاب انگلستان کے مشہور ادیب مسٹر ولفرڈ بلنٹ نے جو اکثر بلاد اسلامی و ہندوستان کی سیاحت کر چکے ہیں اور برسوں سے باستقلال مصر میں بود و باش پذیر ہیں تحریر کی ہے۔ اسکا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے اسکا مطالعہ مسلمانوں کے حق میں کئی لحاظ سے بہت فائدہ بخش ہو سکتا ہے۔ مصنف کے بعض بعض قابل اعتراض خیالات و آرائے کی بنا تردید کر دی گئی ہے۔ قیمت دو روپیہ۔ انگریزی میں اسکی قیمت سات روپیہ ہے۔ درخواستیں بنام مولف یا منیجر وکیل انجمن حمایت

دشمن قارنجہ ایستہ فیل کبھی ظن ایلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہیئے

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑائیں جو ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں۔

جنکی حالات لفٹنٹ ولیم ہربرٹ نے اور (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)۔

انگریزی میں تحریر کئے تھے ؎

اور اس کا ترجمہ حسب

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازیادہ حواشی

اور فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ دوم

مطبع [illegible] باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

۱۸۹۸ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

طبع اول .... قیمت فی حصہ عہ ۸/

فہرست مضامین حصہ دوم پلیونا متحصنین کی روزمرہ زندگی

حصّہ دوم

پلیونا کے لئے متخاصمین کی زور آزمائی

باب ششم

پلیونا کی پہلی لڑائی - ۲۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

مینے خواب دیکھا کہ مین اُس ٹرین کی آواز سُن رہا ہون جو میرے سکونتی شہر مین ہماری مکان کے پاس سے گذرتی ہے - یہہ آواز بتدریج بہت ہی بلند اور تیز ہوتی گئی - حتی کہ انجن کمرہ مین یعنی میری پرانی خوابگاہ مین آکر پھٹ گیا - اسی وقت کسی نے ٹھوکر لگا کر مجھے بیدار کر دیا - وہ ابراہیم تھا جس نے للکار کر کہا - "اُٹھو نقارے بجرہے ہین کہ دشمن نے بڑھنا شروع کر دیا ہے" - اسوقت طلوع فجر قریب تھی - اور ۲۰ - جولائی جمعہ کے آنے مین جو میری نبرد آزمائی کا روز اول تھا تھوڑی دیر باقی تھی - میری گھڑی مین غالبًا دو بجکر چالیس منٹ گذرے تھے - مینے اپنے اسلحہ اٹھا لئے - سر کو پانی کے طاس مین غوطا دیا - اور مونہہ کو پونچھے بغیر نیچے کو دوڑ گیا - ہال (بڑے کمرہ) مین پیتل کا ایک گھڑیال لٹکا ہوا تھا جسے غالبًا مالکان مکان سکو کھانون کیوقت کی اطلاع کر دینے کے لئے استعمال کرتے ہونگے مینے اوسی جاکر زور سے بجایا جسپر ایک منٹ سے بھی کم وقفہ مین میری کمپنی مکان سے باہر صف بستہ کھڑی ہوگئی - اوسی کوچہ مین ہماری پلٹن کی ایک دوسری کمپنی جمع ہو رہی تھی - چوطرفہ دوڑ دھوپ اور چہل پہل کا سمان تھا - ہر ایک سمت سے بگلون - حکم کے الفاظ - سپاہیون کے دستون کی دھمک اور گھوڑونکے سمون کی ٹاپ کی آوازین آرہی تھین - باشی چاؤش نعم خود میر سیر ان بنے ہوئے اور ہر ایک کے مزاحم ہوتے ہوئے اِدہر اُدہر دوڑ رہے تھے - مین اپنے باشی چاؤش کو دیکھکر مسکراہٹ کو ضبط نہ کرسکا - اوسے دیکھکر یہہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا کل سلطنت عثمانیہ کی حفاظت وسلامتی کا بوجہ اوسی کے ذمہ ہے اتنے مین ہمارے کرنل آغاسی نے کپتان کے پاس آکر اوسے کچھہ کہا - اور اُسنے حکمدیا "نام پکارو" جبکہ دستہ کے تین آدمی نام پکارے جانے پر نہ بولے - وہ باغ کے سرے پر سنتری کا کام دیرہے تے اور گارڈ (یعنی باورچی خانہ والے محافظ سپاہیون) نے اونہیں بلالینا فراموش کر دیا تھا - انکو اب بلالیا گیا - اور کمپنی پوری ہوگئی - تراب اور اُس کے دستہ کو علم لانیکے لئے جو میجر کے کوارٹرز (مقام اقامت) مین تہے بھیجا گیا اور وہ معہ میجر واپس آئے - تھوڑی ہی دیر مین دوسری کمپنیان بھی پہونچگئین اور جب

پلٹن مکمل ہو گئی تو ہم مشرق رویہ روانہ ہو گئے۔ شہر سے باہر نکلکر ہمنے بلگرینی سڑک پر اُس پل کے قریب جو نالا گرپو تنزا پر ہے دالٹ (قیام) کیا۔ شہر سے دوسری فوجین (دو پلٹنین - ایک رسالہ - چند چرکس سوار) ہمین وہین آملین - ان پر ہمارا کرنیل (حسنی بک) یا سعید بک عقب کالم کا کمانیر نہ تھا - بلکہ کوئی اور کرنیل تھا - یہ دونون دستہ یمین مین تہو - دو پلٹنون سے تین متوازی کالم (عمود) بنائے گئے - میری پلٹن کی چارون کمپنیونسے درمیانی اور دوسری پلٹن کی چار کمپنیونسے باقی دونون عمود جو ہمارے دونون بازون مین تہو - میری کمپنی ہراول مین تھی - اور وہ ایک پک ڈنڈی پر کھڑی تھی جو شمال مشرق سمت مین اُن پہاڑیون کے سلسلہ کیطرف جاتی تھی جنکی چوٹی تقریبًا دو میل کی مسافت پر معلوم ہوتی تھی ہم آگے بیقاعدہ کبولری چند چھوٹے چھوٹے بیڑے تہو - ہم سعد مصروف تہو کہ مجہو قریب الوقوع لڑائی اور اسکے نتیجہ کا خیال کرنے کی کوئی فرصت ہی نہ تھی - جیک خوش و خورم اور تازہ دم تھا - اوسکی آنکھین پر جوشی سے انگارون کی طرح چمک رہی تہین - مینے کسی نہ کسی طرح اوسکے قریب پہونچکر اُس سے مصافحہ کیا اوسنے یہ الفاظ کہے "رفیق شفیق - خدا تمہارا حافظ و ناصر رہے"

تین پہر دس یا پندرہ منٹ گذرے تہو کہ آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا - ہمنے بڑہنا شروع کیا - ہمارے آگے آگے طبل بجتے جاتے تہے اور علم لہرا رہے تہو مگر نقارہ کا بجایا جانا جلدی ہی بند کر دیا گیا - صبح کمال دلآویز تھی - دہوپ نکھری ہوئی - ہوا تازہ اور آسمان صاف تھا - ہمارے جیب دراست دوسرے کالم کھیتون مین سے گذر رہے تہو - ہمارا راستہ چونکہ اُن سے اچھا تھا ہمارا کالم اُنسے کسیقدر آگے رہتا تھا - کالمون کے دونون طرف چرکسون کے چھوٹے چھوٹے دستے تہے - زمین بتدریج بلند ہوتی جاتی تہی - دائین بائین نظر کرنے پر مینے دیکھا کہ ایک پلٹن ہماری بائین طرف شمال رویہ بڑہکر جلد نظر سے غائب ہو گئی ہے - مغرب جنوب مغرب اور جنوب مین مینے ایک سے لیکر تین میل تک کے فاصلہ مین اپنی انفنٹری اور آرٹلری کے زبردست دستے اپنے اپنے موقعونپر کھڑے دیکھے - یہ نقشہ دیکھکر ہر ایک کو معلوم ہو سکتا تھا کہ ہم دشمن کے حملہ کے لئے پوری طرح سے تیار ہین - اس موقعہ کی پہاڑیان بے شجر ہین بلند زمین پر ہونیکی وجہ سے مین کل علاقہ کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا - تا حد نظر مجھے کوئی غنیم نظر نہ آیا -

ہم اپنا اسباب مکان مین چھوڑ آئے تھے - اور اپنے ساتھ فقط روٹی ڈالنے کی جھولے ربوتلین اور کدال جو فی کمپنی چار چار تہے لائے تہے - کپتان نے مجھے لوٹنے والے بتھون اور گران کوٹون کی حفاظت کے لئے

ایک سپاہی مکان پر پیچھے چھوڑ جانے کے لئے کہا تھا - اسپر طبعی طور سے مینے ایسے آدمی کو منتخب کرنا تہا -
جس کی بہادری پر مجھے شبہہ تہا اور ساتھ ہی جس کے پاؤن بہی زخمی تہے - مگر کپتان نے اُس کام پر ایک معتبر
آدمی کو لگا کر مجھسے کہا کہ اگر تمہارے والا آدمی اکیلا چھوڑا جاتا تو وہ بلاشبہہ بہاگ جاتا - ساتھ ہی یہ بہی ممکن ہے کہ ہم اُس سے مخلصی پالین یعنے وہ مرجائے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - ہماری بارکش گھوڑے
جو کل پلٹن کے لئے اٹھارہ تھے پلیونا مین رہے -

مارچ شروع ہونے پر سپاہی جو اب تک خاموش رہے تھے تازہ دم اور اونکے حوصلے قایم ہو گئے - سالگذشتہ
کے محاربہ مین جو سپاہی شامل تھے وہ فخریہ اپنے کارنمایان سنانے اور نوجوان تازہ رنگروٹون کو مفید وقت
نصیحت کرنے لگ گئے تہے - سپاہی بسکٹین چباتے قہوہ پیتے کہانیان سناتے اور ایکدوسرے سے ہنسی مذاق
کرتے جاتے تہے - تھوڑی ہی دیر بعد راستہ ایک نشیب دار کھائی مین داخل ہو گیا - اور راست و چپ کے کالم
ہماری نظر سے اوجہل ہو گئے - وہان چرکسون کی ایک جماعت ہماری انتظار مین کھڑی تہی وہ ہم سے دو سو گز
آگے آگے چلتے تہے - وہ گویا ہمارے ہراول تہے اور پہرا انہون نے بطور ہراول ۲ سوار اپنے سے آگے رکھے
ہوئے تہے - اس دن اول سے آخر تک تمام میدان جنگ مین جہانتک کہ میری نظر کام کر سکتی تہی ہماری طرف
ہر ایک امر ایسی درستگی سے طے ہوا - جیسے کہ کسی نہایت ہی عمدہ اور تازہ تیل دی گئی کل کے پرزے کام دیتے
ہین - مگر بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے دستہ میمنہ مین جو جنوب مین تھا بہت کچھ بے ترتیبی حادث ہو گئی
تہی - اور اوسطرف عرصہ دراز تک میدان روسیون کے ہاتھ مین رہا تھا - تاہم اُس معاملہ کا مجھے کوئی ذاتی
علم نہین - ہر ایک افسر کو کمانیر ان کمپنی تک مفصل اور واضح احکام پہلے سے دیدئے گئے ہوئے تہے لیکن
ہم لفٹنٹون کو لڑائی کی متعلقہ تجاویز سے مطلقاً آگاہ نہین کیا گیا تھا -
پیچھے مڑکر دیکھنے پر مجھے اپنی پلٹن کی دوسری کمپنیان پیچھے پیچھے آتی دکھائی دین - دو یکجا تہین اور
تیسری بطور ریزرو فوج اونسے بہی پیچھے تھی - میجر قلیب کی کمپنیون کے ساتھ اور کول آغاسی جس کی
رفاقت کپتان کو سخت ناگوار تھی ہمارے ساتھ تھا - مگر یہ تیز و طرار دخل در معقولات دینے والا افسر
لڑائی مین زخمی ہو گیا - جس پر ہمارے کپتان کو بڑی خوشی ہوئی - چار بجے ہم اُس مقام پر پہنچے
جہان راستہ ایک گھاٹی سے تقاطع کرتا تھا چرکس وہان کھڑے ہو گئے اور مینے معلوم کیا
کہ ہم پہاڑیون کے سلسلہ کی چوٹی سے جو راستہ اور گھاٹی کی سطح سے پچاس فٹ بلند تھی

آگے گذر گئے ہین گھاٹی ناله کے گذرگاہ کی مانند معلوم ہوتی تہی۔ فرق اسقدر تہا کہ اسکے دونون کنارون پر جہاڑیان اگی ہوئی ہتین۔ [illegible] پر چند درخت بہی تھے۔
کپتان نے ہمکو بتایا کہ ہم مقام مقصود پر پہونچگئے ہین چرکسون نے گھوڑ ولسی اترا انکو عقب مین بہیجدیا [illegible]
راستہ کے دہانہ پر قایم ہوگئے لیکن ادنہین سے چھہ گھاٹی کو عبور کرکے راستہ راستہ گھوڑ دیڑی
بڑہ گئے۔ کدال بردارون نے چرکسون کی حفاظت کیلئے نیم مکمل سی مٹی کے دمدمے بنادئے۔ میرے
اور جیک کے دستہ کے آدمی راستہ کی بائین طرف اور اول لفٹنٹ کا دستہ دائین طرف مقرر کیا گیا۔
مگر سب سپاہی پہاڑی کے کنگرہ کے نیچے ہی رہے۔ اپنے اپنے مقام تعیناتی پر پہونچنا سہل کام نہ تھا۔ کل
کمپنی کے سپاہیون کو ایک لمبی صف مین کرکے انکو لیٹ جانے اور درختون۔ جہاڑیون چٹانون
غرض ہر قسم کی آڑ اور پناہ سے فایدہ اٹھانے اور کام لینے کا حکم دیا گیا۔ ہمسے دس منٹ بعد بائین کالم
کی ہراول کمپنی پہونچگئی اور چونکہ مین صف کی انتہا پر تھا مجھے اسکے قریب رہنے کا حکم دیا گیا۔ اسپر مینے اپنے
آدمیون کو اس طرح قایم کیا کہ حکم کی تعمیل ہوسکے۔

ہماری طرف کا ڈہلاو سیدہا تھا بمقابل کے دامن کنگرہ کا ڈہلاو آسان اور ہماری طرف والیکی نسبت
دسیوں یا پندرہ فیٹ تک پست تھا۔ جہان ہم تھے وہان سے بلند زمین جسپر کہین کہین درختون کے جہنڈ تھے
نظر آتی تھی۔ لیکن ہماری نگاہ دور تک کام نہین کرسکتی تہی۔ اس موقع پر ہمین کامل ایک گھنٹہ سخت
انتظار مین رہنا پڑا۔ سپاہی کھاتے پیتے رہے۔ لیکن بولنے کی ممانعت تہی۔ کرنیل اور میجر نے پیدل
آکر ہمارے موقعہ کا معائنہ کیا اور قلب کی کمپنیون کو واپس جاتے وقت کلر سکویڈ کو اپنے ساتھ لیتے
گئے۔ مین یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہون کہ ترکون مین کسی واحد کمپنی کو خاص طور پر سکرمشنگ (فوج کے آگے آگے
منتشر ہو کر غنیم پر گولیان چلانا) کی مشق نہین سکھائی جاتی (یا یہ کہ شاید ابتک نہین سکھائی جاتی تہی)
اور نہ اس سے یہ کام لیا جاتا ہے یا لیا جاتا تھا۔ اوسدن ہمکو یہ کام دینا پڑا۔ دوسری لڑائیون مین ہم
پلٹن کے قلب یا ریزرو مین رہتے رہے۔

۵۶۲ یہ گھاٹی (یا وادی) گریونتزا کے مشرق سے شروع ہوکر شمال مغرب رویہ دس میل تک لمبی چلی جاکر مقام
ربینا کے قریب وادی وِد سے ملجاتی ہے۔ برسات کے موسم مین وہ نالا بنجاتی ہے۔ مگر خشک موسمون
مین صرف آخری دو میلو نمین پانی ہوتا ہے۔ مصنف ۱۲

ہم یم سے استارمین لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے تھے ہمارے اردگرد لڑائی کے کوئی آثار نہ پائے جاتے تھے - درختون کی شاخون مین سے چھنکر دھوپ معطر اور گیاہ دار زمین پر روشنی اور سایہ کے عجب نقشے بنا رہی تھی - ہر طرف جنگلی پھول کھلے ہوئے تھے - بلبلین ہمارے سرون پر شاخون پر بیٹھی ہوئی خوش الحانی سے نغمہ سرائی اور اظہار تعشق کر رہی تھین - باد نسیم کے جھونکے پتون کے ساتھ عجب راز و نیاز سے سرگوشیان کر رہے تھے -

پانچ کا عمل ہوگا کہ چرکس ہراول کا ایک آدمی گھوڑے کو دلکی دوڑاتا ہوا ہمارے پاس واپس آیا - اور اسکے بعد فوراً ہی ایک توپ کی آواز نے بلبلون کو خاموش کر دیا - جنگلی چوہون کو جو ادہر ادہر دوڑتے پھرتے تھے - بلون مین داخل کر دیا - اور سپاہیون کو جو زبردستی اونگھے جاتے تھے چونکا دیا - یہ آواز گویا کسی جادوگر کا عصا تھی جسنے کامل پر امن کیفیت کو فی الفور جنگ کے مہیب شور و غل مین متبدل کر دیا - یہ روسی توپ کی آواز تھی - ہمارے باتریون نے پہلے ہماری داہنی طرف سے اور پھر بائین طرف سے بھی اسکا ایک منٹ سے کم دقفہ مین جواب دینا شروع کر دیا - ابتدا مین گولہ باری مدہم تھی جب کبھی باتریان تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوتین تو شمال مغرب مشرق اور جنوب کیطرف کی بعید باتریون کی آواز بھی سنائی دیتی تھی - گولہ باری جلد تیز و تند ہوگئی جس کی گرج مین کوئی دقفہ نہین پڑتا تھا - میرے کان اس مسلسل گرج کے جلدی ہی ایسے عادی ہو گئے کہ مجھے اوسکی کوئی پروا نہ رہی - گویا کہ دوسری چیزون کی طرح یہ بھی قدرت کے لوازمات مین سے تھی - روسی گولون کی زد بہت قریب ہوگئی - ہم اونکو اپنے سرون سے اوپر سے گذرتے ہوئے دیکھتے تھے - مگر اونمین سے ہمارے درمیان کوئی نہ گرا - یہ رنگ دیکھکر کیپٹن تازہ رنگروٹون نے حوصلہ ہار دیا اور واپس جانیکی اجازت مانگی - یہ بتانا فضول ہے کہ اسے قبول نکیا گیا - مینے بعد مین سنا کہ میری پلٹن کے قلب مین دو دفعہ گولے پھٹے - جس سے اسکو اپنی جگہہ بدلنی پڑی -

توپون کی گرج یکبارگی بند ہوجانے سے ہم سب چونک اٹھے اور اسکے بند ہوتے ہی چرکسی ہراول سرپٹ گھوڑے دوڑاتا ہوا پہنچ گیا - دبی آواز مین بندوقین سرکرنے کیلئے تیار ہوجاؤ کا حکم دیا گیا - جو مسلسل گونج کی مانند یکے بعد دیگرے کل صف مین پھر گیا - میرا دل اسوقت بیطرح تڑپ رہا تھا - اگر دشمن نظر کے سامنے ہوتا تو شاید وہ اسقدر نہ دھڑکتا - مینے جیک کیطرف دیکھا - وہ دبی آواز مین

کچھہ حکم دے رہا تھا - کیونکہ اتم خاموشی کا سخت حکم تھا - اُسکا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لڑائی کے لئے کمال بیقرار ہو رہا ہے -

اتنے مین میرے دستہ کا ایک آدمی نرم آواز مین پکارا "اُٹھاوہ دیکھو غنیم نظر آنے لگ گیا ہے" - مینے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مینے دو سو گز کے فاصلہ پر فی الواقع سیاہ و خاکی وردی پہنے ہوئے سپاہیون کو دُبے پاؤن ایک پناہ سے دوسری پناہ کو آگے بڑھتے دیکھا - وہ روسی "سکرمشر" تھے - مینے دوربین آنکھون سے لگائی اور سامنے کا کنگرہ یا دامن آناً فاناً کئی سو آدمیون سے بھر گیا - مین نہین جانتا وہ کہان سے آ گئے - یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین مین سے نکل پڑے ہین - پھر جھٹ پٹ آدمیون کے سیاہ دل بادل کنگرہ کی چوٹی پر نمودار ہو گئے تھے - وہ فوج پیدل کے مجتمع دستے تھے - میرے خیال مین اُنکی جمعیت دو پلٹن تھی - وہ ظالم و بیرحم قسمت اور قضاے مبرم کیطرح تیزی اور خاموشی کے ساتھہ آگے بڑھے چلے آتے تھے - مینے اُن کے اسپ سوار افسرون - ہوا مین لہلہاتے ہوئے عَلَمون اور صبح کی شعاعون مین اُن کی سنگینون کے صیقل شدہ فولاد کو چمکتے ہوئے یعنی لڑائی کے تمام لوازمات کو ایک نظر دیکھا ہی تھا - کہ نقارہ پر چوٹ پڑنے سے ہوا مین تلاطم پیدا ہو گیا - مینے دوربین کو علیحدہ کر کے اپنی تلوار کو (جو بیکار محض تھی) مضبوط پکڑ لیا -

مین نہین کہہ سکتا کہ چرکسون کی واپسی سے کتنے عرصہ بعد آتشباری شروع ہوئی - مجھے یہ وقفہ صدیون سے زیادہ معلوم ہوا - مگر وہ چند منٹون سے زیادہ نہ تھا - "آتشباری" کے حکم کا انتظار بہت ہی سخت تھا - اتنے مین ایک مکروہ شکل ریشدار شخص بدنما ٹوپی سر پر رکھے ہوئے سامنے کے ساحل پر جو بمشکل پچاس گز بعید تھا - نمودار ہو گیا - مینے ریوالور کا گھوڑا اُٹھا لیا - اِس اثنا مین اور آدمی بھی پہنچ گئے - اور تھوڑی دیر مین مینے سو آدمی شمار کئے - ابھی تک کوئی گولی سر نہوئی تھی آخرکار ہماری بگلچی نے "فائر" کا حکم سنا دیا - اور رائفلون کی آواز سے تمام وادی گونج اُٹھی - میرے چار دنطرف غلیظ سفید دھوان چھا گیا - کوئی چیز اسطرح سے سنسناتی ہوئی میرے پاس سے گذری کہ گویا وہ پردار سیاہ بوتل تھی - ہوا مین اُس سے جو تموج پیدا ہو گیا تھا وہ میرے کان سے آ ٹکرایا - اِس کے بعد یہ پے در پے یکے بعد دیگرے گذرنی شروع ہو گئین - اُسوقت مجھہ سو جھہ پڑی کہ یہ دشمن کی گولیان ہین یہ سوجھہ پڑتے ہی مجھہ پر ایسی حالت طاری ہو گئی جیسی کہ سخت قسم کی ہیضہ مین انسان پر شروع بن کیفیت

گندلی ہے - گولیون کی بوچھاڑ مین پہلی مرتبہ ہونیکو وقت اپنی حالت کو مینے اس لئے بالوضاحت بتادیا ہے کہ اوسکا دورہ پھر کبھی نہوا - دوسری لڑائی مین مین ایسا لاپروا اور سخت جان ہوگیا تھا کہ گویا برسونسے سپاہگری کر رہا ہون - اس بیچ اسی سے مین چند لحظون مین سنبھل گیا - اور میرا دل مضبوط و قایم ہوگیا - دوطرفہ گولیونکی مسلسل بارش ہو رہی تھی میرے پاس کا ایک سپاہی جو گھٹنون کے بل تھا مونہہ کے بل گرا - اور پھر نہ اٹھا - ایکد وسرے سپاہی کا کان گولی اڑا لیگئی - جب دہوان دور ہوا تو مینے تین روسیون کو گھاٹی یا نالا مین پڑا ہوا دیکھا - ایک کا مونہہ لہولہان ہو رہا تھا - اور دوسرے دونون بڑے عذاب سے جان توڑ رہے تھے - اسی لحظہ غنیم کے سپاہی پرے باندہے سامنے کے کنارہ پر پہونچگئے - میری داہین طرف سے "ہراہ" اور ترکی نعرہ "اللہ اکبر" کی آوازین بلند ہوئین -

مین اپنی صف مین سپاہیون کی تعریف کرتا - ان کے حملے بڑھاتا - شور و غل برپا کرتا ہوا اور دیوانون کی طرح الٹے سیدہے غلط سلط فقرے بولتا اور ہاتھ پاؤن ہلاتا ہوا اِدہر اُدہر دوڑنے لگ گیا - جبک کیطرف نگاہ کی تو وہ بھی یہی کر رہا تھا - مگر مجھسے کسی قدر زیادہ باضابطگی کے ساتھ اور غالباً اوسکا اثر بھی میری حرکات سے زیادہ ہو رہا تھا - کئی دفعہ بے اختیار میری زبان سے جرمن اور انگریزی کے لفظ نکل گئے - میرے دستہ کے سپاہی حیرت افزا چالاکدستی سے رائفلین بھر رہے اور سر کر رہے تھے ترکی انفنٹری یون تو پہلے بھی جلد فایر کرنے مین کچھہ کم ماہر نہ تھی مگر اسکی کامل مشق نے انکو اور بھی پختہ کار کر دیا تھا - دو یا تین آدمیون کے سوا اور کسیکو مینے دل چراتے ہوئے نہ دیکھا - بعد کے معرکون مین ایسا کوئی بھی نہ پایا گیا - بعض پاگلون کیطرح شور و غل مچاتے ہوئے برابر فایر کئے چلے جاتے تھے - اکثر کے سر و پیر تو واقعی جوش و غضب کا بہوت سوار ہو رہا تھا - باقی بالکل خاموشی کے ساتھ اپنے کام مین مصروف تھے - گویا کہ وہ چاندماری کی مشق کر رہے ہین - بلکہ اُس موقعہ سے بھی زیادہ لاپروا اور مجتمع خاطر تھے - سارجنٹ بقال جو پلٹن بھر مین استاد قادر انداز تھا - خوب تاک تاک کر اپنی بندوق چلاتا تھا - اور کوئی شبہہ نہین کہ ہر فایر مین وہ ضرور ایک دشمن کو لے لیتا تھا - کاربورل عامی سپاہی کی طرح "کافر کتون" کو ملاحیان سنا رہا تھا - اوسنے بعد مین مجھسے بطور معذرت کہا کہ ترکی سپاہیون کو محض اسیطرح سے جوش دلایا جا سکتا ہے - میرے دستہ کے مقابل غنیم کنگرہ کے کنارہ سے آگے نہ بڑہے -

آتشباری کو ابہی چند منٹ ہوئے تہے کہ کپتان جلدی جلدی قدم اُٹھاتا ہوا میرے پاس آیا اور اوسنے مجہے کان مین بلند آواز سے کہا (بلند آواز مین اِس لئے کہ بیحد شور و غل برپا تھا۔ اور گولہ باری بھی پہر شروع ہوگئی ہوئی تہی) کہ مین ابہی حکم دینے والا ہون کہ اگلی صف پلیٹن کے قلب کو واپس ہٹ آئے تمنے راستہ پر چڑہنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ دوسرے رستون سے الگ درختون کے جہنڈ مین سے اپنے دستہ کو پیچہے ہٹا لانا۔ یہ کہکر وہ چنپت ہو گیا اور ایک منٹ بعد بگل نے پیچہے ہٹنے کا حکم سنا دیا۔ اور دوسری آگے بڑہی ہوئی کمپنیون کے بگلون نے جوابی آواز دی (یعنے بتا دیا کہ حکم سُن لیا گیا ہی) مینے اپنے دستہ کو جمع کیا۔ مین پچاس آدمی لایا تہا۔ اس مین سے ایک ہلاک ہوا۔ دو سخت زخمی ہوئے جن کو اُٹہا کر لیجانا پڑا۔ اور چار یا پانچ کو خفیف سے زخم آئے۔ عین اُس موقع پر مینے دیکھا کہ چند ایک روسی وادی یا نالا کے قعر مین پہونچکر ہماری طرف کے ساحل یا کنارہ پر چڑہنے کی کوشش کر رہے ہین۔ مینے سارجنٹ اور اوسکی جماعت کو للکار کر خبردار کیا اور اپنا پستول دشمنو پر سر کر دیا۔ اودہر سے ایک روسی زمین پر گرا۔ اودہر سارجنٹ اور اوسکی جماعت نے اپنی رائفلین داغدین۔ اور باقی ماندہ روسی زمین پر پڑ رہنے لگ گئے۔ جسوقت ہم صف توڑ کر چلنے کو تیار ہوئے جب کہ دستہ اوسوقت چل پڑا ہوا تہا۔ سارجنٹ بارہ سپاہی لیکر ہماری واپسی کی حفاظت کیلئے پیچہے پیچہے رہا اور غنیم پر بلا نشانہ باندہے مسلسل فائر کرتا رہا۔ بلا نشانہ اِس لئے کہ غنیم ہماری تعاقب مین تیزی سے نہین بڑہا چلا آرہا تہا جیسے غالباً کنارہ پر چڑہنے مین کسی قدر دقت پیش آرہی تہی۔ چلتے وقت جب مینے روسیون کی طرف آخری نگاہ کی تو وہ سامنے کے ساحل سے بلا تعداد کثیر نیچے اُتر رہے تہے۔ پس اگر ہم ایک منٹ اور اپنی جگہ پر رہتے تو یقیناً نیست و نابود کر دئے جاتے۔

مین اپنے دستہ کو پلیٹن کے قلب مین جو نہایت عمدہ موقعہ پر جنگ کی صف باندہے تیار کھڑا تھا۔ لیکر بخیریت پہونچگیا۔ ہمکو عقب مین بہیجدیا گیا۔ وہان پلیٹن کے ڈاکٹر نے جسکا ہاتھ ایک معمر کارپورل اور ایک والنٹیر سپاہی بٹا رہے تہے زخمیون کی ابتدائی مرہم پٹی کی۔ یہ سپاہی بطوع خود ڈاکٹر کے ساتھ شریک ہوا تھا وہ ایک زمانہ مین طبی کالج کا طالب علم رہچکا تھا۔ قلب کی فوج نے حملہ سے بچاؤ کیلئے کچہہ نیم مکمل سے مورچے کھڑے کر لئے تہے۔ ڈاکٹر کا ذکر آجانے پر مین یہ لکھتا ہون کہ دستور العمل کے مطابق ہر پلیٹن مین ایک سرجن اور ایک طبیب کا ہونا لازمی تہا۔ مگر دوسری چیزون کیطرح اس انتظام کا وجود بھی محض کاغذ پر تھا۔ چنانچہ ہماری تین پلٹنون کی رجمنٹ مین صرف ایک سرجن تہا اور طبیب بالکل ہی

کوئی نہ تھا - والنٹیر اور سویلین ہسپتالون کے آدمیون کے علاوہ ہماری رجمنٹ مین اوسوقت صرف ۲۰ طبی اوتی ملازم تھے - حالانکہ بروئے قواعد پچاس یا ساٹھ ہونے چاہئین تھے -

جیک کا سکو یا مجھسے پہلے پہونچگیا تھا - اُسکا ایک آدمی ہلاک ہوا تھا سخت زخمی کوئی نہ ہوا مگر خفیف زخم اکثر کو پہونچے تھے - اول لفٹننٹ کا دستہ ہمسے چند منٹ بعد مین پہونچا - اُس سے معلوم ہوا کہ جس مقام پر وہ متعین تھا چونکہ وہان کا ساحل ایسا سیدھا نہ تھا - روسی اوسپر سے بآسانی چڑھکر مقام مذکور پر بہ تعداد کثیر حملہ آور ہوگئے تھے - اور ہر درکی دستہ سو ا نکی دست بدست لڑائی بھی ہوئی تھی - اوسکے دستہ مین دو ہلاک اور تین سخت[1] زخمی ہوئے جو پیچھے چھوڑدئے گئے تھے - مگر بعد مین وے آئے گئے - کئی سپاہی خفیف زخمی بھی ہوئے - مین نے یہ بھی سنا کہ دوسری "ایڈوانس" (جو آگے بڑھائی گئی تھین) کمپنیون کی صفین بھی روسیون نے حملہ آور ہوکر توڑدی تہین - سب سے پیچھے چرکس واپس آئے وہ پیدل تھے - کیونکہ جن آدمیون کو اُن کے گھوڑے سپرد کئے گئے تھے وہ دوسری طرف کو پیچھے ہٹ گئے تھے - اِن چرکسون نے پکڈنڈی کی نہایت ثابت قدمی سے حفاظت کی تھی اور واپسی کیوقت بھی جبکہ روسی برابر اونکو چلے آئے وہ مسلسل آتشباری کرتے رہے تھے - انکو کئی دنون تک اپنے گھوڑے دستیاب نہین ہوئے تھے - اِس سے ناظرین اُس افراتفری اور گڑبڑ کا جو عام[2] محاربہ کے بعد لمبے چوڑے کیمپ مین پھیل جاتی ہے کچھ شمہ معلوم کرسکتے ہین -

چرکسون کی نسبت میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دشمن سے اونکو دست بدست لڑانا مشکل ہے - لیکن جب ایسا موقع آپڑے تو وہ جن بنجاتے ہین - ترکی فوج کے دوسرے سپاہیون کی طرح بچاؤ کے پہلو پر تو وہ نہایت ثابت قدم ہوتے ہین - مگر حملہ اور دھاوے کے لئے ویسے اچھے نہین -

اُسوقت گولی باری مدہم ہوگئی ہوئی تھی - لیکن تقریباً ساڑھے ۶ بجے پھر سخت اور مسلسل آتشباری نے شروع ہوکر ہمکو چوکنا کردیا - اور ہم مکرر مصاف کے لئے صف بستہ ہوگئے - ہم اب جانوق بایئر کے جنوبی ڈھلاؤ پر تھے - چوٹی اور شمالی ڈھلاؤ پر ہمارے کالم کی چھ مصافی کمپنیان کھڑی تہین - اور تین کمپنیان ریزرو مین تہین - تینون ایڈوانس کمپنیان سو ست عقب مین بیکار تہین - کرنیل اور دونون میجر معائنہ ...

---

[1] سخت زخمی اوسے کہا جاتا ہے جو مجروح کو ناقابل جنگ کردے - اور خفیف وہ جس سے سپاہی لڑائی کے قابل رہے - مترجم

[2] ایسا محاربہ جو کئی میلون تک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہو - اور ایک خاص موقعہ یا مقام پر محدود نہو - مترجم -

سٹافون کے پہاڑی کی چوٹی پر تہے اور ریزرو کمپنیان لڑائی کے لئے تیار اونکے پاس کھڑی تہین -
سرپہر نے پریپن ایک باتری کو اپنی فوج سے دلکی رفتار سے جاتے ہوئے دیکھکر سخت متعجب ہوا - مشرق
کی طرف کی ایک پہاڑی پر مینے روسی اور ترکی انفنٹری کی زبردست جمیعتون کو دست بدست جانگداز لڑائی
کرتے ہوئے دیکھا - چارونطرف سے لڑائی کے ہنگامے کی سخت آوازین جو زمین کو لرزا دینے کے لئے
کافی تھین آرہی تھین - اور ایک سیر سے سے دوسرے سرے تک مدافعت کی تمام لائین پر لڑائی
ہورہی معلوم ہوتی تہی -

جب ہمین بوگوا پر جو ہمسے ایک میل کے فاصلہ پر ایک نشیب (یا گھاٹی) کے شمالی کنارہ پر تہاہٹ
جانیکا حکم موصول ہوا تو مین بہت متحیر ہوا - یہ درست ہے کہ روسی شیل[۱] (پھٹنے والے گولے) ہماری
درمیان گرنے شروع ہوگئے تہے - مگر ابتک اونسے کوئی نقصان نہین پہونچا تھا - اور یہ موقع نہائیت عمدہ
تہا - یہ حکم مشیر نے جو پلیونا سے مشرق کی طرف کی پہلی پہاڑی پہ سے لڑائی کو دیکھ رہے تہے صادر نہین
کیا تہا - میرا ذاتی قیاس اوسکی نسبت یہ ہے کہ بریگیڈیر نے باین خیال کہ روسی حملہ آور ہمسے تعداد مین
زیادہ ہین شکست کھاکر بجال تباہ پیچہے ہٹنے کی نسبت دست بدست مقابلے سے پہلے ہی باقاعدگی کے ساتھ
ہمارے پیچہے چلے جانیکو زیادہ مناسب تصور کیا - اور چونکہ بوگوا قریب ترین مقام تھا - اور اوسمین
ہماری ایسی دو پلٹنین بہی موجود تہین جو ابتک کارزار مین شامل نہین ہوئی تہین - (یعنی تازہ دم تہین)
اس لئے اوسنے اس مقام کو ہماری واپسی کے لئے پسند کیا - بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ اس موقعہ پر
اور اوس کے قریب جہان سے ہمین ہٹ جانیکا حکم ملا تھا ایک روسی رجمنٹ موسومہ "ولوگدا"[۱] جسمین
تین پلٹنین تہین پانچ ترکی پلٹنون (دو ہماری اور تین وہ جو ہمارے یمین پر تہین) کے مقابلہ مین تہی
پس فریقین کی جمعیت تقریبًا برابر برابر تہی - (کیونکہ روسی پلٹن مین ترکی پلٹن سے زیادہ سپاہی ہوتی
ہین ؛ ان روسیون کی کمک کے لئے نیکوپولی کی سڑک پر ایک اور رجمنٹ موسومہ "گالنز" بہی چلی آرہی تہی -
مگر وہ بعد از وقت پہونچی

ہماری ریزرو کمپنیان غالبًا ہماری پسپائی کی حفاظت کرلئے پہاڑی کی دوسری طرف جاکر نظر سے اوجہل
ہوگئیں - مینے ایک رسالہ کو بہی دلکی رفتار سے آگے جاتا ہوا دیکھا - میری کمپنی پیچہے ہٹتے ہوئے کالم کے سرے پر

[۱] میدانی لڑائیون مین ہٹوس گولون کا اب بہت کم اور صرف پختہ دیوار وغیرہ توڑنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے مترجم

ہتی اور سب سے آگے مین تہا - اور راستہ بتانے کے لئے ساجنٹ بقال جو ہر جگہ اور ہر موقع پر ہر ایک چیز سے واقف تھا - میرے ساتھ تھا - پانچ یک اسپہ گاڑیان مجروحین سے بہری ہوئی ہماری تحویل مین تہین - مگر وہ جلد ہم سے علیحدہ ہوگئین - اونکو چند چرکسون کی نگرانی مین بائین طرف پلیونا کو بہیجدیا گیا - ہم تیز قدم اوٹھائے ہوے چلے گئے اور تمام راہ ہمارے پیچھے مسلسل آتشباری ہوتی رہی جس سے ظاہر ہوتا تہا - کہ کالم کے پچھلے حصہ پر غنیم ہلا آتا ہے - شیل ہمارے دائین بائین گرتے رہے - لیکن ہمپر کوئی نہ گرا - پسپائی مین کمپنیان ملجل گئین - مگر واقعی گڑبڑ یا بد دلی نہ دیکھی گئی -

جب ہم بوکوا پہونچے اوسوقت سات یا ساڑہے سات کا عمل تہا - لڑائی کے اس دوسرے مرحلہ کے تمام واقعات مجھے یاد نہین - غالباً اوسوقت مجھپر بیخبری کا عالم طاری ہوگیا ہوگا - مجھے صرف اسقدر یاد ہے کہ میری کمپنی موضع سے باہر ایک نالہ کے کنارہ پر جو گریوتسا مین گرتا ہے - ایک مسجد کے قریب متعین کی گئی تہی - مجھے سخت اشتہا ہو رہی تہی جسکو وہ چند بسکٹین جو میرے پاس تہین بالکل فرو نہ کرسکی تہین اور کہ ہم اپنی بوتلون کو نالہ سے بہرنے کے لئے جا رہے تہے کہ یکبارگی اوسکے دوسرے کنارہ پر روسیون کا ایک چہوٹا سا دستہ نمودار ہوگیا - جانبین نے سخت آتشباری شروع کردی جسمین ہمارے کئی آدمی ہلاک ہوئے - جب ہم اسطرح مصروف تہے تو گانو ن کے اندر سے نہایت ہی سخت لڑائی - نقارون - بگلون - اور اللہ اکبر کے بلند نعرون کی آوازین آرہی تہین روسی کوئی نعرے نہین مار رہے تہے - اتنے مین ہمارے قول آغاسی نے گھوڑا سرپٹ دوڑاتا آکر کپتان کو پکارا - مقابل کے ساحل سے غنیم کئی مردے پیچھے چہوڑکر جیسے ناگہان نمودار ہوا تہا ویسے ہی اچانک غائب ہوگیا - ہر ایک کے مونہہ سے یہی صدا آنے لگی کہ "روسی بہاگے جا رہے ہین" - ہم اونکے تعاقب مین دوڑ پڑے - مگر چندان ترتیب اور عمدگی کے ساتھ ایسا نکیا -

جب ہم اوس موقعہ پر جہانکہ چاکی سوودات کا راستہ گانون مین داخل ہوتا ہے پہونچے تو ہمنے روسیون کی دل بلول جماعتون مین سے کچھ کو اوس راستہ پر شمال زاویہ اور باقی کو کہیتون مین سے مشرق کیطرف بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹتے جاتا دیکھا - دوربین لگاکر مینے اونکے اکثر سپاہیون کو برہنہ سر - بہت کو بلا رائفل اور بعض کو بوٹ تک چہوڑکر صرف قمیص پہنے بہاگے جاتا دیکھا - افسر اونکو روکنے کے لئے منت وسماجت کر رہے اور دہمکیان دے رہے تہے - گھوڑے بے بس ہوتے جاتے تہے - مگر سپاہی ذرا تماشا پیچھے کو بندوقین سر کرتے اور ترکون کی گولیون سے گہرتے ہوتے بگٹٹ دوڑے جاتے تھے -

نظام وترتیب کا اونمین نام ونشان باقی نہین رہگیا ہوا تہا (روسی مورخین نے لکہاہے کہ اونکی
فوج کمال باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوئی ہتی - مگر میری عینی شہادت ہے - کہ اگر اونکی بیحد رعایت بہی
کیجائے تو اونکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے - کہ وہ عجب بیتابی وبیقراری سے پیچہے ہٹ رہے تہی) اور
ہماری انفنٹری قرینہ وار صف بستہ اون کے پیچہے لگی ہوئی تابڑ توڑ آتشباری سے اونمین ہلاکت
اور بربادی وارد کر رہی ہتی - ہم بہی تعاقب کنندہ فوج کے ساتھ جا ملے جسکی صفون مین شامل ہونے پر
کیا دیکہتے ہین کہ خود ہماری پلٹن کی ایک دوسری کمپنی ہماری ہمسایہ ہے - اونکے ساتھ ملکر ہم مشرق
کیطرف کہیتون مین ہوکر مرغزار ومزرعہ - جہاڑی وخندق - اور پہاڑی وگہاٹی سب کو پہاندتے ہوئے
دشمن کا تعاقب کرتے چلے گئے - ہمارے سپاہیون کے حوصلے بیحد بڑہ رہے تہے - اونکو تمام کوفت
اور تہکان بہول گئی ہوئی ہتی - کیونکہ فتح کی خوشی بہی ویسی متاثر اور متعدی ہوتی ہے جیسے کہ شکست
کی بمنا کی اور مایوسی - مجہے اچہی طرح سے یاد پڑتا ہے - کہ کپتان ہم لفٹنٹون کو اپنے اپنے دستون کے
آگے ہوکر سپاہیون کو آتشباری سے روکنے کے لئے چلا چلا کر حکم دے رہا تہا - کیونکہ سپاہی
دشمن کے لہو کے پیاسے اور اونپر دہڑادہڑ گولیان چلانیکے لئے عجب بیتاب ہو رہے تہے - لیکن چونکہ
ہم دوسری صف مین تہے ہماری گولیون سے پہلی صف کو نقصان پہونچنے کا سخت اندیشہ تہا -

روسیون نے سیکوپولی کی سڑک پر پہونچکر پہر تہوڑی دیر کے لئے مقابلہ کیا - اونکے افسر
جنگی فوق الفطرت اور بے اندازہ کوششین مجہے دکہائی دیتی رہی تہین اپنے سپاہیون مین کچہہ
نظام وترتیب قایم کرنے مین کامیاب ہوگئے تہے مگر وہ سنبہلے ہی تہے کہ ہمارے پے درپے
فایرون نے اونکے قدم پہر ڈگمگا دئے اور گو وہ چند لمحے جان توڑ کر لڑے - مگر فتحمند ترکون کے
سامنے نہ ٹہر سکے - اور سینکڑون مردہ چہوڑ کر پہر پیچہے ہٹنے لگ گئے - لیکن پہلے سے کسیقدر باقاعدگی
کے ساتھ ہمارے کپتان نے اپنے کل سپاہیون کو جنگی بیتابی اعتدال سے بڑہ گئی ہتی ایک روک لیا
دوسری کمپنیان کچہہ دور تک برابر تعاقب کرتی گیئین - اوسی جگہہ ہماری پلٹن کی تین کمپنیان جلد
جمع ہوگیئن - چوتہی چالی سووات کے راستہ پر غنیم کے ایک دستہ کے تعاقب مین گئی ہتی -
جہان اوسکا مقابلہ کاسکون کی ایک رجمنٹ سے ہوگیا تہا - وہ ہمکو کئی گہنٹے بعد پلیونا مین آکر ملی -
میجر چوتہی کمپنی کے ساتھ تہا - اور قول آغاسی زخمی ہوگیا تہا - اسلئے کپتان پلٹن کی کمان لیکر

ہمکو پک ڈنڈی پر چڑ اُب دشمنون سے خالی - مگر دوست و دشمن بے تعداد مُردون سے پر تھی لیگیا۔ اور پھر اوسپر چڑہ کر ہم اُس نالہ پر جا پہونچے جہان علی الصباح تعینات کیے گئے تھے - اوسدن بلکہ دسمبر ان بعد تک مجھے پھر کوئی روسی دکھائی نہ دئے - گولہ باری جلد بند ہو گئی - آتشباری (یعنی رایفلون کے فایر) بھی بتدریج مدہم پڑتی گئی - اور آخر پلیونا کا پہلا محاربہ جسمین ہمکو کامل فتح نصیب ہوئی ختم ہو گیا۔

اگر مین یہ لکھنے کے قابل ہوتا کہ دشمن کو بہگانے مین مینے بھی اپنی فوج کا ہاتھ بٹایا تہا - تو اس سے بڑہکر میرے لئے کوئی خوشی کا باعث نہ تھا - مگر سچائی مجھے یہ لکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ مینے اس معرکہ مین صرف اوسی قدر حصہ لیا - جو اوپر بیان کیا گیا ہے - جو کچھہ اوپر لکھا گیا ہے - وہ تو میرا ذاتی مشاہدہ تھا - اُب مین جو کچھہ دراصل واقع ہوا اوسکی مختصر کیفیت لکھتا ہون :- ہمارا کالم جسکا تعاقب روسی کئے چلے آتے تھے - جب بوکووا مین داخل ہوا تو روسی بھی وہان ہمارے پیچھے پہونچ گئے - اور وہان کے بازار مین فریقین مین سخت لڑائی ہوئی - اسمین غنیم غالب رہا - اور اوسکی چند کمپنیون نے یہ خیال کر کے کہ ترک بہگا دئے گئے ہین - اور ہم (یعنی روسی) موضع کے مالک ہو گئے ہین - بیفکر ہو کر اوس کے شوارع مین کمرین کہولدین اور بیٹھہ گئے - اتنے مین ترکون کی تازہ دم پلٹن قضائے مبرم کیطرح انکے سر و نپر پہونچ گئین - روسیون نے کچھہ دیر جان توڑ کر مقابلہ کیا - مگر آخر برے حالون جسکی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے گاؤن سے نکالکر بہگا دئے گئے -

دو کل محاربہ کا مجموعی بیان حسب ذیل ہے :- جنرل شلڈر شولڈنر کے زیر کمان غنیم نے چار سمتون شمال - شمال مشرق - مشرق اور جنوب مشرق سے حملہ کیا - شمال مین کاسکون کی ایک رجمنٹ کا اُن دو پلٹنون سے مقابلہ ہوا - جو اوپا نتزر کے قریب متعین تہین - ہماری پلٹنون نے مختصر سے معرکہ کے بعد دشمن کے سوارون کو بہگا دیا - اور اسطرح سے دو پلٹنون مین سے ایک پلٹن بوکووا کی فوج کی مدد کے لئے فارغ ہو گئی -

شمال مشرق مین غنیم کی دو رجمنٹون اور تین باتریون نے ہمارے دستہ یسار کے قلب پر جسمین نو پلٹنین تہین حملہ کیا - انمین سے چار پلٹنون نے (کل فوج کے) قلب کی مدد سے جسپر غنیم نے حملہ نہین کیا تہا - اس موقع پر غنیم کو روکے رکہا اور آگے نہ بڑہنے دیا - اور باقی پانچ پلٹنین (جنمین میری بھی شامل تہی) بوکووا مین بہیجی گئین - یہان (یعنی بوکووا مین) دو تازہ دم پلٹنین پہلے موجود تہین

ایک ادہ پانتریسے آئی اور ایک سابذ ساق فوج سے بہیجی گئی - ان سب ۱۸ پلٹنون ہےنے مجتمع ہوکر غنیم پر بالمقابل حملہ کیا اور اوسے نوکدم بہگا دیا -

مشرق مین غنیم کی ایک رجمنٹ اور دو باتریان ہمارے دستہ یمین کو بلگرینی کی سڑک پر اور اوسکے جنوب مین اوس پہاڑی تک جسپر سہیڈ کو اٹر تھا - مغرب رویہ دباتی چلی گئین - اور ترک کئی اسباب سے بے ترتیب ہوگئے - (۱) وہ بیحد ماندہ و تکان زدہ تہے سفر کے بعد اونکو کافی آرام نہین ملا تہا (۲) پہلے دستہ کا کمانڈر احمد حفظی پاشا اور پھر اوسکا جانشین (لفٹنٹ کرنیل حسنی بک) بھی زخمی ہوگیا - (۳) ایک بگلچی نے غلطی سے پسپائی کا ترم بجا دیا - (۴) اسطرف روسی ترکون سے زیادہ تھے - اونکی رجمنٹ موسومہ کوسطرومہ مین تین ہزار آدمی تھے - اور ہماری چار پلٹنون مین دو ہزار - ان خرابیون کے باوجود مشلیر نے اپنی اِس شکست خوردہ انفنٹری کو درست کرلیا اور اوسکے ساتھ اپنی دو ریزرو پلٹنون کو شامل کرکے غنیم پر بالمقابل حملہ کیا جسمین پوری کامیابی ہوئی - جنوب مین کاسکون ایک بریگیڈ رادی شیبو تک بڑھ آیا - اور وہان آکر صرف نمائش کرکے یعنی حملہ کی دہمکی دیکر مشرق کیطرف پہر گیا - اور ہزیمت خوردہ روسی فوجکو تعاقب سے بچایا -

دوپہر کیوقت چارون روسی کالم سر توڑ رفتار سے پیچھے ہٹے جا رہے تہے - رات اوہنون نے برسیلیا نتزا مین بسر کی -

غنیم کے تین ہزار یعنی اونکی جسقدر فوج آتشباری کی زد مین رہی اوسکا تیسرا حصہ اور جسقدر مصروف کارزار ہوئی اوسکا چوتہا حصہ قتل و زخمی ہوا - یہ بسبب نقصان زیادہ تر اونکی تینون انفنٹری رجمنٹون مین ہوا - اونکی آرٹلری اور کاسکون کو خفیف نقصان پہونچا - مینے بچشم خود دشمن کے کسی سوار کو ندیکھا - ہمارے دو ہزار شہید اور مجروح ہوئے - غنیمت مین ہمین ۱۷ اسپہ گاڑیان کارتوسون کی - ایک شکستہ توپ - کثیر التعداد رائفلین - اور ایک سالم ریجمنٹ کا کل سامان جسمین تین سو خیمے تہے ملا - یہ سامان اوس مقام سے دستیاب ہوا تہا - جہان وہ رجمنٹ حملہ کرنے سے پہلے فروکش ہوئی تہی -

جب ہم گہاٹی کے قریب اپنے پہلے موقع تعیناتی پر پہونچے اوسوقت دوپہر کا ایک بجا تہا گہاٹی کی تہ مین تیس لاشین پڑی تہین - ہم مقابل کے ساحل پر چند سپاہی نگرانی کیلئے بہیجکر وہان دو گہنٹے

ع‍ے اسٹاف کے افسر علی طاہر پاشا کو حسنی پاشا کے زخمی ہونیکے بعد اِس دستہ کی کمان دیگئی تہی طلعت بک باوجودیکہ شکست خوردہ پلٹون کو دوبارہ مرتب کرنے مین ممد تہی اور کرنیل سعید بک کو ریزرو پلٹنون کی کمان سپرد کیگئی تہی - مصنف ۱۲ -

ٹھہرے - مگر کوئی دشمن نظر نہ آیا - دہوپ سخت تیز تہی - اور راستون کے گردے نے حلق خشک کر دئے ہوئے تھے - اِسی لئے پیاس بہوک سے بہی زیادہ ستارہی تھی - لیکن ہماری بوتلین خالی تہین - اور پانی کہین قریب موجود نہ تھا - کپتان دوسری کمپنیون کو موقع بموقع مامور کرنیکا انتظام کرنے گیا ہوا تھا - جیک میرے پاس آیا اور مجھے انگریزی مین کہا" رفیق - میری سپاہی پیاس سے مر رہے ہین - کپتان یہان موجود نہین - اور محمد ہردر یہان سے پاؤ میل پر ہے - پس اسوقت (کمپنی کی) اعلیٰ کمان ہمارے ہاتھ مین ہے - اگر ہم پانی کی تلاش مین ایک جماعت بھیجدین تو میری سمجھ مین کوئی قباحت نہوگی؟" - ہمنے سارجنٹ لبقال سے جس سے مین ہمیشہ مشورہ کرلیا کرتا تھا صلاح لی - تو اوسنے اتفاق رائے کیا - دوسری خوبیون کے علاوہ ہمارے سرپاہین اوسکی یہ بہی شہرت ہوگئی تہی کہ فوج کے لئے پانی تلاش کرلینے کا اوسے خوب ڈہب آتا ہے - چنانچہ وہ تین آدمی ساتھ لیکر نخلستان مین پانی کا سراغ لگانیکے لئے چلدیا - ہردر کی نسبت یہ بتادینا ضروری ہے کہ وہ ایکدوسرے پلٹن کے چالیس آدمیون کی کمان پر جو راہ گم کرکے اپنی کمپنی سے جدا ہوگئے - اور بلا افسر رہگئے تھے عارضی طور پر مقرر کیا گیا تھا -

سارجنٹ تہوڑی دیر کے بعد یہ خبر لیکر واپس آیا کہ پانی کا ایک نہایت عمدہ چشمہ ملگیا ہے - اسپر بارہ آدمی (بلا رائفل) دونون سکوئیڈرن کی بوتلین دیکر بہیجے گئے - اور حفاظت کیلئے پانچ مسلح سپاہی ایک کارپورل کے ماتحت اونکے ساتھ کردئے گئے - کل جماعت پر سارجنٹ کو افسر بنایا گیا - اول لفٹننٹ کو بھی جو راستہ اونیر اوس سے پہلے کنگرہ کوہ پر تہا پانی کے چشمہ کی اطلاع کردیگئی - اللہ اکبر پانی نے اوسوقت ایسا مزہ دیا کہ بیش قیمتی انگوری شراب بہی اوسکے سامنے ہیچ تہی - پانی سنگوانے پر اوسی دن بعد مین کپتان نے مجھے نرمی سے سرزنش کی - کیونکہ یہ ظاہر ہوگیا تہا کہ سارجنٹ نے گھاٹی سے پرلی طرف جاکر پانی کی تلاش کرکے چشمہ کو معلوم کیا تھا - اور یہ بتانیکی احتیاج نہین کہ جو حد ہمارے لئے مقرر کردی گئی تہی - سپاہیون کو اوس سے پرے بہیجنا درست نہین تہا - مکار چاؤش نے مجھے چشمہ کا موقع نہین بتایا تہا - مجھے اوسکی نسبت شبہہ تو ہوگیا تہا - مگر پانی کی اشد ضرورت کو مدنظر رکھکر مینے موقع کی نسبت سوال کرنا مناسب نہ سمجہا تھا - (کیونکہ سوال پر سارجنٹ کو درست جواب دینا پڑتا - اور اوسوقت غالب وجوہ مین حد مقررہ سے تجاوز کرنیکی بمشکل اجازت دیتا) -

جب پانی کا تازگی بخش اثر زایل ہوا تو ہویدا ہوگیا - کہ سپاہی تکان اور کوفت سے بالکل مردہ ہو رہے ہین - یہ امر کوئی تعجب خیز بھی نہ تھا - سپاہی سات دن سے متواتر ڈبل کوچ کے بعد بمشکل چھہ گھنٹے آرام کرنیکے بعد سخت لڑائی لڑ رہے تھے - اور علاوہ ازین اٹھارہ گھنٹون مین اونہون نے چند بسکٹون کے سوا اور کچھہ نہین کہایا تھا - اکثر کے پاؤن بالکل زخمی ہو گئے تہے - اور وہ بمشکل زمین پر قدم دہر سکتے تھے - گرمی - تکان - اور بھوک تینون چیزین ملکر آدمی کو ہلاک کرنیکے لئے کافی تہین - ہم لفٹنٹون اور سپرنٹنڈنٹ کمیشنڈ افسرون نے اون کے حوصلے تازہ اور دل قایم کرنیکے لیئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی اس آخری مارچ کی بابت ہیہ ہٹلکر اس موقع تک آپ آنے پر سب ہنسی اڑا رہے تہے - ہمکو سوائے مردون کو جو کوئی نقصان نہین پہونچا سکتے تہے کوئی زندہ روسی نہین ملا تھا - چنانچہ سب حیران تھے کہ ہمکو کیون پلیونا اور پیہ نہین بھیجا گیا - کہ راشن لیکر عمدہ کہانا پکا کر کہاتے ہ سپاہیون کو یہ خبر ہو گئی تہی کہ بہت رات گذرے سامان رسد لیکر ایک قافلہ پہونچگیا تہا - اور اس لئے وہ راشن اور کہانیکے لئے زیادہ بیچین ہو رہے تہے -

تین بجے جب ہماری داہنی طرف کی پہاڑیون سے ایک اور پلٹن نے آکر ہمکو نوکری سے خلاص کیا تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی - ہمکو پلیونا واپس جانے اور گھوڑون وچھکڑون کی قطار کو جو ہماری حفاظت مین تھی مختلف پلٹنون مین تقسیم کرنیکا حکم دیا گیا - مگر آخر الذکر حکم سپاہیون کی بے اندازہ تکان کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا اور اوسکی تعمیل دوسری صبح پر ملتوی کی گئی -

جب ہم واپس جانے کے لئے بستر درست کر رہے تہے تو مینے نووا دپلٹن کو دفن کرنیکے لئے مُردون کو جمع کرتے دیکہا - اوسے یہان پہونچتے ہی سب سے پہلے یہ کام کرنیکا حکم دیا گیا تھا - بعض مُردون کے چہرون پر نور اور طمانیت برس رہی تھی - مگر اکثر کے چہرے سکڑ گئے ہوئے تہے - بعض کے جسمون کو گولون نے بےطرح بگاڑ دیا تھا - اور چند لاشون کی ہیئت کذائی دیکہکر مین ششدر رہگیا - ایک کے ہاتھ سکڑ کر کندہون سے جا لگے تہے - دوسری اپنی انگلیان موہنہ مین ڈالی ہوئی تہی - تیسری صلیب کی شکل مین ٹیڑہی ہوئی تھی - مگر مین اس ہیبت تفصیل کو زیادہ طول نہین دیتا - ہر لڑائی کے بعد ایسے خوفناک سین بیشمار دیکہنے مین آتی تہین - خونریزی کے چند گھنٹون نے ہی مجھے ایسا سخت دل بنا دیا کہ مین حیران رہگیا - جیک کی بہی یہی کیفیت تہی - مگر لڑائی کے خوفناک نتایج مجھہ پر اسوقت پوری وضاحت سے ظاہر ہوئے جبکہ حاضری پکارتے ہوئے مجھے کئی ایسے شخصون کے نام قلمزن کرنے پڑے جو صبح کیوقت

مضبوط و توانا میرے سامنے کھڑے تہے - دوسری لڑائی مین یہ رقت بہی کافور ہوگئی تہی - جہانتک میرا حافظہ کام کرسکتا ہے - میرا خیال ہے کہ ہماری ۱۸۰ آدمیون کی کمپنی مین سات قتل اور دس سخت زخمی ہوئے تھے - اِن کے علاوہ دس یا پندرہ کو خفیف زخم اور چوٹین آئی تہین - شہر کو جاتے وقت ہمین لاشون سے بہرے ہوئے بہت سے چھکڑے ملے - جنمین غریب مقتول اوپر تلے چُنے ہوئے تہے اور دوست دشمن ایکدوسرے سے بغلگیر خواب عدم مین سرمست تہے - ہماری فوج نے ایک ہزار روسی اور نوسو ترک دفن کئے -

ہم کوفتہ وماندہ اور گرسنہ - گرد وغبار اور دہوئین سے بہرے اور لنگڑاتے ہوئے بحال تباہ شہر پہونچے - اکثر کے کپڑے پارہ پارہ ہورہے تہے اور اکثر کے جسم سے خون ٹپک رہا تہا - کئی راستہ مین سڑک پر تہک کر گر پڑے - جو بعد مین اُن گاڑیون پر جنمین مجروحین لائے گئے پہونچے - ہم سیدہے اپنے مکان کو گئے - اور تہوڑی دیر بعد ہمین راشن تقسیم کیا گیا - سارجنٹ بقال میرے دستہ کے لیے بچہڑے کے گوشت کی دو نفیس رانین - چاول شلغم - بسکٹون اور قہوہ کی وافر مقدار - چند ناشپاتیان اور ابتدائی موسم کے سیب - کچہہ تمباکو - اور نمک - قند - صابون - اور تینون کی ضروری مقدار لایا - جیسا مجہو اوسدن کہانے مین مزہ آیا - ویسا ساری عمر کبہی نصیب نہوا تہا -

شہر مین ہرطرف داروگیر ہورہی تہی - فوجی ہسپتال پُر ہوگئے تہے - مجروحین کی گاڑیان چارون طرف سے اومین داخل ہورہی تہین - اور زخمیون کی پُر درد نعرے سُنکر جسم کانپ اُٹھتا تہا - جہانتک مجہے یاد ہے ہمنے کوئی صحیح سالم روسی گرفتار نہین کیا تہا - اِس سے غنیم کی بہادری کا بخوبی پتہ ملسکتا ہے - میرا خیال ہے - کہ ترکی فوج سے کوئی آدمی مفقود الخبر نہ ہوا تہا - بہرحال میری پلٹن سے کوئی غائب (یعنی گرفتار یا مفرور) نہ ہوا تہا -

جب ہمین یہ معلوم ہوا کہ سب طرف صرف اون حدود تک جنپر علی الصباح قبضہ کیا گیا تہا دشمن کا تعاقب کیا گیا تو مجہے اور جیک دونون کو سخت تاسف ہوا - کہ روسیون کا اور زیادہ تعاقب کیون نکیا گیا - بالخصوص کیون اِس کام پر کیولری کو نہ لگایا گیا - مگر عثمان ایسے نامور کمانڈر کی کارروائی پر نکتہ چینی کرنیکی ہم مجال نہین رکہتے - وہ اپنے کام کو سب سے بہتر سمجہتے تہے - علاوہ برین ایک امر یہ بہی مانع تہا کہ ہمارے پاس کیولری تہوڑی تہی اوسوقت غازی عثمان کے پاس صرف چہہ رسالے رفی رسالہ ۱۰۰ سوار تہے

چار سو چرکس بےقاعدہ سوار اور صوبے کے پچاس والنٹیر ترک زمینداروں کا ترپ تھا - آخر الذکر یعنی مجاہد سوار نیک چلن اور اطاعت کیش - مگر جوش مستعدی اور جنگی قابلیت مین ادہورے تھے - چرکس گو بلاشبہہ بڑے بہادر اور بیحد چالاک تھے مگر خودغرض - شریر فسادی - سرکش - جبر و ستم کے دلدادہ اور مطلقاً غیر معتبر تھے - اونکی آخری صفت مجھے ذاتی تجربہ سے بخوبی معلوم ہوئی تھی اوپر مین لکھ چکا ہون کہ ایک موقع پر اعلے افسرون کا مجھ پر عتاب وارد ہوا تھا - یہ انہی حضرات کی طفیل تھا - تفصیل مناسب محل پر تحریر کرونگا - باقاعدہ ترکی فوج کے ملئے میری قلم سے صفت و ثنا کے بغیر کچھ نہین نکل سکتا - پہلی لڑائی سے لیکر قیامت تک نہ بھولنے والے آخری مہیب و ہولناک بلہ کے وقت تک اونکا رویہ ایسا رہا جسکی کوئی تعریف نہین ہوسکتی -

اوسدن ہمین کوئی مزید نوکری نہ دینی پڑی - چند گھنٹون کے آرام کے بعد ہمنے باغ مین الاؤ روشن کیا جس کے گرد سپاہی جمع ہو کر کھیل کود اور حسب پسند تفریح مین مشغول ہو گئے - بعض سوتے بھی سوئے رہے - سپاہی فتح سے ایسے سرمست تھے کہ اپنے اُن بھائیون کا جو زمین کی آغوش مین جا لیٹے تھے یا ہسپتالون مین پڑے تڑپ رہے تھے کسیکو قطعاً کوئی خیال نہ تھا - مینے محمد بردر سے شطرنج کھیلا - جیک سے گھونسہ بازی - اور ابراہیم سے ~~کشتی~~ بازی کی - روزنامچہ مین اوسدن کے واقعات درج کئے اور گھر کو خط لکھا - گو اوسکی جلد روانگی کی کوئی امید نہ تھی - کیونکہ فوجی ڈاکخانہ کا انتظام بہت ہی ناقص تھا اور ایک سے زیادہ مرتبہ "وہ" بالکل ہی معدوم ہو گیا -

سونے سے پہلے مین اور جیک چھت پر گئے - جہان سے ہمکو بیشمار الاؤ جو شمال سے براہ مشرق .... نیم دایرہ کی شکل مین جسکا قطر پانچ سے چھ میل کے درمیان تھا جنوب تک پھیلے ہوئے تھے دکھائی دئے - رات بخیریت گذری اور مین خوب نیند بھر کر سویا -

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے چند امور تحریر کر دینے ضروری معلوم ہوتے ہین :- روسی - جرمن اور فرنچ تاریخون مین تحریر کیا گیا ہے - کہ اِس لڑائی مین روسی پلیونا مین داخل ہو کر کچھ عرصہ تک اوسپر قابض رہے تھے - یہ بالکل غلط ہے - یہ غلطی پہلے اون نامہ نگارون سے ہوئی جو روسی کمپ مین تھے - اور جو بالعموم وہی کچھ لکھتے تھے جو روسی افسر اونکو بتاتے تھے - اور پھر یہ غلطی نوبت بہ نوبت کل کتابون مین نقل ہوتی رہی - اِس مغالطہ کے پیدا ہونیکی وجہ بہت آسانی سے بتائی جاسکتی

ہے۔ بات صرف یہہ کہ نامہ نگارون کو بوگوا اور پلیونا مین دہوکہ ہوگیا ۔ شمالی پہاڑیون سے جنہپر جنرل شیلڈشوالٹنز کا ہیڈکوارٹر تہا یہ دونون مقام دیکہنے والے کو ایک ہی نظر آتے ہین ۔ کیونکہ انکے درمیان جو دو میل عریض گہاٹی ہے وہ نظر سے اوجہل رہتی ہے ۔ نقشہ کو سرسری نظر سے دیکہنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمکو کامل طور پر شکست دیکر بہگا دینے کے بغیر روسی کسیطرح پلیونا کو نہین لے سکتے تہے پلیونا پر روسی قبضہ ہوجانیسے ہماری مراجعت یا واپسی کا راستہ منقطع ہوجاتا ۔ ہم اپنے سامان و گودام ۔ ٹرین اور ریزروسے علیحدہ اور خود شیر روسیون کے ہاتہہ مین اسیر ہوجاتے ۔ اِس فاش غلطی کے علاوہ متخاصمین کی جمیعتون کے متعلق بہی بہت سی غلطیان کی گئی ہین ۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ ۶ ہزار روسیون نے ۴۰ ہزار ترکون سے لڑائی کی ۔ یہہ پڑہکر مین متعجب ہوتا ہون کہ حب الوطنی انسان کو کیسا جہوٹا بنا دیتی ہے ۔ درست اعداد یہ ہین ۔ عثمان پاشا کے پاس ۱۹ پلٹنین اور نیز تین پلیونا والی اور تین راہووا اور نیکوپولی کی جملہ ۵۲ پلٹنین ۔ صرف ایک ہزار سوار اور ساڑہے نو باتریان یعنے کلہم ۱۵ ہزار آدمی اور ۵۸ توپین تہین ۔ روسیون کے پاس گارڈز رجمنٹ کے سمیت ریہہ اگرچہ پڑی نہین تہی ۔ مگر کیا شطرنج مین رخ کو بے حقیقت شمار کیا جاتا ہے ؟) چار انفنٹری رجمنٹین تین کیولری رجمنٹین اور چہہ باتریان جملہ ۱۳ ہزار آدمی اور ۴۶ توپین تہین ۔ ترکی فوج کی قدرسے زیادتی کی تلافی اسطرح سے ہوگئی تہی ۔ کہ وہ بہت تہکی ٹوٹی ہوئی تہی ۔ تیسری بڑی غلطی یہ ہے کہ پلیونا کو مضبوط قلعبند مقام بتایا گیا ہو ۔ حالانکہ ۲۰ جولائی کو پلیونا بالکل کشادہ دیہے یا قصبہ تہا ۔ اور ترکی سپاہیون کے پاس چند ناکمل دمدمون کے سوائے جو ۱۹ جولائی کی دوپہر اور ۲۰ جولائی کی صبح صادق کے درمیان جلدی مین بنالئے گئے تہے ۔ کوئی مدچہ نہ تہا حتی کہ دس دن بعد کی دوسری لڑائی کیوقت تک بہی صرف آدہے مورچے تیار ہوئے تہے ۔ اگست کے دوسری یا تیسری ہفتہ مین مشرقی مورچے اور دمدمے تو تکمیل کے قریب پہونچگئے تہے ۔ مگر شہر کی مغرب کیطرف کے اکتوبر اور نومبر تک تعمیر نہین ہوئے تہے ۔ مین امید کرتا ہون کہ جوکتابین آئندہ لکہی جائینگی اونمین اِن غلطیون کو دخل نہین دیا جائیگا ۔ اور تاریخی صداقت کی مٹی پلید نہین کیجائیگی ◆

باب ہفتم

فیصلہ کن لڑائی کی تیاریان ۲۱ - لغایت ۲۹ - جولائی ۱۸۷۷ء

دوسری صبح (۲۱ - جولائی) میرا سکویڈ تینون پلٹنون کے بارکش گہوڑون اور چہکڑون کو ۵۰۰ گہوڑے اور ۵۰ چہکڑے، مشرقی پہاڑیون کے کمپون مین ایک کیطرف لیگیا - وہان سپاہی عارضی دمدمون کے بنانے مین مصروف تھے - اوزار کم ہونیکی وجہ سے اکثر سنگینون اور تلوارون سے زمین کہود رہے تھے - ترکی سپاہی حفاظتی تعمیرات (مورچے وغیرہ) کو بعجلت بنانے مین اعلے قابلیت رکہتا ہے -

کمپ مین سب جگہہ کل کے واقعات پر ذکر اذکار ہو رہا تھا - وہان مجہے معلوم ہوا کہ ہماری فوج کی کل پلٹنین حتی کہ کالم کی سب سے آخری تین پلٹنین بہی جو رات کے وقت پہونچی تہین نوبت بہ نوبت لڑائی مین شریک ہوئی تہین - فوج مین کی سراسیگی اور ابتری پر بہت بحث ہوئی - احمد حفظی پاشا اوسکا کمانڈر تھا - جب وہ زخمی ہوا تو بگلچیون نے واپسی کا حکم سنا دیا - یہ دریافت کرنیکی بہت کوشش کیگئی کہ حکم مذکور کسنے پہلے دیا تھا - مگر کوئی پتہ نہ چلا - اس کے متعلق طرح طرح کی بیہودہ افواہین مشہور ہو رہی تہین - ابتری یہانتک بڑہگئی تہی کہ مشیر نے پیغام بہیجا کہ اگر سپاہی فی الفور پسپائی سے باز آکر غنیم کا مقابلہ نہ کرینگے - تو مین اونکو خود اپنی توپون سے بہون ڈالونگا - یہ پیغام اپنا کام کرگیا - مشیر نے آج مین اُن دو باتریون کی توپونکی دہمکی دی تہی جو اوسکے ہیڈ کوارٹر کے قریب پہاڑی کی چوٹی پر نصب تہین بعد مین مجہے معلوم ہوا کہ مشیر نے اس بازو کی فوج کے دو افسرون کو جنمین سے ایک قول آغاسی اور دوسرا ایک لفٹننٹ تہا - بزدلی کے الزام مین اپنے روبرو طلب کیا تہا - مگر جیسا کہ ایسی صورتون مین بالعموم کیا جاتا ہے - اونکو توپ کے سامنے اڑا دینے کی بجائے خود اپنے ہاتہ سے سمانی سزا دی اور گہونسون سے اونکے کان سوجا دے - مجہے یقین ہے کہ ان افسرون نے پہر کبہی کوئی بزدلانہ حرکت نکی ہوگی - کہا جاتا ہے کہ صرف یہی ایک دفعہ تہا جب مشیر عثمان غصہ سے بیبس ہو گئے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے حلیم اور قادر طبیعت شخص کا غصہ کیسا کچہہ مہیب اور خوفناک ہوگا -

ان فرودگاہون یا کمپون مین سپاہی سیدہی سادہی جہونپڑیان تیار اور آسایش کا سامان

کررہے تھے - ترکی سپاہی کا یہ تعجب خیز خاصہ ہے کہ وہ اپنی طبیعت کو سختی ہو یا نرمی حالات موجودالوقت کے مطابق بنالیتا ہے - وہ محض سد رمق پر گذارہ کرسکتا ہے اور کہین ہو وہ یہی سمجھتا ہے کہ گویا گھر کے کل عیش آرام اوسے میسر ہین - میرے خیال مین سپاہی گری کے لئے جیسا عمدہ خام مصالح ٹرکی مین موجود ہے کسی دوسری یورپین قوم کے پاس نہین -

پس اگر ترکی فوج کے پاس سامان وافر - اوسکی جمعیت منتظم اور باقاعدہ - اور اعلی حکام مین رشوت وخیانت کا رواج کم ہو تو اوسے مغلوب کرنا بیشک تقریبًا ناممکن ہوجائے -

کمسے مجھے روسی رجمنٹ کا وہ سامان جو علی الصباح غنیمت مین ملا تھا - پلیونا لیجاکر ایک کرنیل کے حوالہ کرنیکا حکم دیا گیا - راستہ مین مجھے اپنے سپاہیون کو اسباب مذکورہ مین سے کچھ لوٹ مار کرنیسے روکنے مین کسیقدر مشکل درپیش آئی - اسبارہ مین مجھے سارجنٹ بقال سے بہت مدد ملی - مگر اوسکی اعانت کا بار بار ذکر کرنا فضول ہے - کل محاربہ مین وہ کونسی مشکل تھی جو مجھے درپیش آئی - اور اوس مین مجھکو مدد نہ ملی ہو -

دوپہر کیوقت مجھے اور حبیب کو پلیونا کے قائم مقام کی کوناک مین اوس افسر کیخدمت مین حاضر ہونیکا حکم دیا گیا - جسکا ذکر مین پہلے علی بک کے نام سے کرچکا ہون - اوس افسر نے ہمسے دریافت کیا کہ کیا ہم کیمپ کی مورچہ بندی کے نقشے تیار کرنے مین یعنی مجوزہ نقشون اور خاکون کی نقل اتارنے اور دیگر امور متعلقہ مین مدد دیسکتے ہین - ہمنے اثبات مین جواب دیا - اسپر اوسنے ایک چٹھی بایں مضمون ہمکو ہمارے میجر کے نام لکھدی کہ افسر مذکور ہمکو فوجی خدمت سے تین دنکی رخصت عطا کردے -

دوپہر کا کھانا کھاکر جسمین حسب معمول گوشت ملنے کے علاوہ قرب وجوار کے بیشمار باغات سے پھل بھی بکثرت توڑکر لائے گئے تھے - ہم علی بک کے پاس پہونچگئے اور کار مفوضہ شروع کردیا - وہ بہت ہی آسانتھا زیادہ تر ہمین صرف نقشون کی ستھری نقلین یا شقشے تیار کرنے پڑے - ہمارا دفتر کوناک کے ایک بلند کمرہ مین تھا - کوناک شہر کے وسط مین واقع تھی - ہمارے ساتھی ہ نوجوان ملازم - تین بلوق امین[1] اور ایک ہمرقول آغاسی تھے - ملازم انجنیرون کی اوس کیلی کمپنی سے تعلق رکھتے تھے -

[1] بلوق امین سے مراد نائب کلرک ہے - جیسا کہ لفظ بلوق (کمپنی) سے واضح ہورہا ہے دستورالعمل کے رو سے ہر کمپنی مین ایک بلوق امین ہونا واجب تھا - مگر میری کمپنی مین کوئی محرر نہ تھا - اور اول نفٹنٹ کے پاس ہی رجسٹر وغیرہ

جو مشیر کی فوج کے ساتھ شامل تھی - قولآغاسی دفتر کا سپرنٹنڈنٹ تھا - کام کرتے وقت تو وہ سٹ پٹایا کرتا - اور بہت درشت خوی سے پیش آتا - مگر کھانیکے وقت اوسکی مزاج مین کچھہ نرمی آجاتی - وہ کھانا بھی بہت تھا - ہمکو اپنے کام مین کاغذ قلم دوات اور آلات نقشہ کشی کی قلت سے کسیقدر دقت درپیش آئی - ہمارے پاس پرکارون کا صرف ایک جوڑا - آدہا رول اور ربڑ بالکل ندارد تہا - علی بک کو اِس امر کی اطلاع دیگئی تو اوسنے اشیائے مطلوبہ کے لئے گھر بہ گھر جستجو کرکے اونکو بہم پہونچانیکا حکم دیا - خانہ تلاشی اِس لئے کی گئی کہ دوکانین سب بند تہین - بک موصوف کے قاصد بے تعداد رول اور پنسلین - کاغذ کے کئی رم اور سیاہی کی زائداز ضرورت بوتلین لے آئے - مگر پرکار کوئی نہ ملی - ایک قاصد غلط فہمی جہالت یا شاید تمسخر سے کسی عورت کی کام کرنیکی ٹوکری اٹھالایا - ہمنے اُس سے قینچی نکالکر اوسکی پرکار بنالی - جنگ مین انسان کی قوت اختراع کو بے اندازہ نشوونما ہوجاتا ہے - مینے ایک قاصد کا جھنڈا جو غنیم کی طرف بھیجا گیا تہا - ایک عورت کے لباس شب خوابی سے بنا ہوا دیکھا - جاسوس اور قاصد عموماً چٹھیون کو گوند اور قند کے مرکب مین گولی بناکر نگلجاتے ہین اور منزل مقصود پر پہونچکر اونکو پیٹ سے نکالنے کے لئے مسہل لے لیتی ہین خود مینے ایک ٹوٹے ہوئے نقارہ کے چمڑہ سے قمیص کے نیچے کے لئے بنیان بنوائی تہی - جو مجھے بہت کام دیتی رہی - مینے اکثر نرم مٹی سے صابون کا اور ہلاک کردہ گھوڑے کے خون مین کسی قدر پوٹاش (کھار) کا ست ملاکر اوس سے سیاہی کا کام لیا - الغرض ایسی اختراعات کی فہرست جتنی لمبی چاہو بنائی جاسکتی ہے - مصنوعی روشنی کا سامان چونکہ کم تہا ہمنے شام سے پہلے کام چہوڑدیا اور باغ کے ایک کنج مین بیٹھکر نہایت آرام سے رات کا کھانا تناول کیا - اِس سے فارغ ہوکر جیک اور مین اپنے مکان کو گئے - مگر کمپنی وہان سے چلدی تہی - کپتان ہمارا سامان اور ایک چٹھی پیچھے چھوڑ گیا تہا - ہم اُس چٹھی کو بلامدد نہ پڑہ سکے - اوسمین لکھا تہا کہ علی بک کے کام سے فارغ ہوکر ہم جالنتی باٹر کے کیمپ مین اپنی کمپنی کو آملین

۲ - نقدی ہتی ہتی - نقدی کی مقدار کبھی کچھ معقول ہوتی - تنخواہون کے عوض بالعموم تحریری سندین دیجاتی تہین - جو نرکون کے تو پہر بہی کسی کام آسکتی ہین - کیونکہ وہ اونکو محاصل مین وضع کرسکتے تہے - مگر مینے کوئی محصول کسی قسم کا نہ دینا تہا - اِس لئے وہ میرے کسی مصرف کی نہ تہین - یہ قیمتی تحریرین آخری تباہی مین مجھسے گم گئین - مصنف ۱۲

اب سارا مکان ہمارے قبضہ مین تہا۔ ہم دو پلنگ پہلی منزل کے ایک کمرہ مین لیگئے۔ جس کو خوب آرام دہ بلکہ پرتکلف بنالیا گیا۔ اس کے بعد شہر مین ٹہلنے کے لئے باہر چلے گئے۔

چونکہ اسوقت تک لڑائی کا دہشت انگیز اثر بالکل زایل ہوگیا تہا۔ اکثر ترک باشندے گہر ونسے باہر نکلکر سوداخوری کر رہے تہے۔ مسلمان مستورات برقعے پہنے ہوئے تہین جنمین سے صرف آنکہین دکہائی دیتی ہین۔ لیکن وہ کچہہ ایسی دلآویز اور مست تہین کہ انسے باقی چہرہ کے نہ دکہائی دینے کی بہت کچہہ تلافی ہوجاتی تہی۔ اکثر عیسائی باشندے شہر سے بہاگ گئے تہے۔ جو باقی تہے وہ گہر ونسے باہر نہ نکلتے۔ کسی بلغاری باشندے کو ترکی کمپ کی حدود سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیجاتی تہی کہ مبادا وہ روسیون کو جلملے۔ اور کمپ کی کیفیت سے انکو مطلع کردے۔ لیکن بعض کتابون مین جنسے پہر فرنچ اور جرمن مصنفون نے نقل کیا ہے۔ جو یہ لکہا گیا ہے کہ عثمان پاشا نے بلغاری باشندون کو مورچون کی تیاری پر جبراً لگا دیا تہا۔ وہ محض غلط ہے۔ مورچے صرف ہمارے سپاہیون نے تیار کئے تہے۔ چند باشندگان شہر نے بطوع و رغبت انکو اس کام مین مدد دی تہی۔ مگر وہ سب کے سب ترک اور مسلمان تہے۔ پلیونا مین تجارت کا کاروبار بالکل بند تہا۔ فوجی ہسپتال والون کے سوا جنپر استطاعت سے زیادہ کام کا بوجہ پڑرہا تہا۔ اور سب لوگ بیکار تہے۔ بازارون مین سپاہی بہت کم دکہائی دئے۔ میرے خیال مین ان دونون شہر مین صرف ایک پلٹن مقیم تہی۔ روسیونکے شیلون سے شہر کو کچہہ نقصان نہ پہونچا تہا۔

عثمان پاشا کی پہلی فتح سے خوف و دہشت۔ اور تردد و بیچینی بہت کچہہ دور ہوگئی تہی۔ جب ۹۔ جولائی کو عطوف پاشا نے کاسکون کو شہر سے نکالدیا تہا۔ تو اسکے بعد وہان پہر ترکی حکومت باقاعدہ طور سے دوبارہ قایم ہوگئی تہی۔ مگر حاکمانہ عملدرآمد اور انتظامی کاروبار فقط پلیونا کی پہلے محاربہ کے فتح ہونیکے بعد شروع ہوا۔ تاہم باشندون کا باہمی میل ملاپ قطعاً مفقود تہا۔ گویا کہ شہر پر سکتہ کا عالم طاری ہورہا ہے۔ اور لین دین اور تجارتی کاروبار بالکل بند پڑا ہوا تہا۔ عیسائی باشندے عجب تذبذب مین مبتلا تہے۔ دل تو انکا حملہ آورون کیطرف مائل تہے۔ مگر خوف کے مارے کچہہ چون و چرا نہین کرسکتے تہے۔ میرا خیال ہے کہ پلیونا کے دونون لگرجون مین مہینون تک کوئی نمازی داخل نہین ہوا ہوگا۔ ان دونون عمارتون مین میرے خیال ہے بعد مین سپاہیون نے بسیرا کرلیا تھا۔

مگر مین اسکی نسبت دعوے سے نہین کہہ سکتا - کیونکہ مین مورچون مین متعین تہا اور شہر مین گاہ گاہ داخل ہوا کرتا تہا - بازار مین ہمین دفتر کا ایک رفیق ملگیا جو ہمارے ساتہہ مکان کو چلا آیا - وہان اوسنے ہمکو نفیس برانڈی کی ایک بوتل دی - یہ مجہے معلوم نہین کہ اُس شریر نے یہ کہانسے لی تہی موم بتی کی روشنی مین ہمنے خوب مزے سے وقت بسر کیا - ہمارا رفیق ملازم شراب نوشی مین شریک نہوا تہا - مے نوشی اوس کے مذہب مین ممنوع ہے - چنانچہ اوسکے لئے جبکہ لئے کچہہ قہوہ تیار کرلیا تہا - اوسی ہمنے صبح کے راشن سے بچا رکہا تہا - مینو ویڈن سے خریدے ہوئے سگرٹون کا باقیماندہ حصہ پیش کیا - اور اسطرح آدہی رات تک مجلس گرم رہی - ترک اُس وقت جانیکی جراءت نکرسکا - بازارون مین پٹرول گشت کر رہے تہے - اور اُسکی چہٹی کا وقت عرصہ کا گذر چکا تہا - وہ بالائی کمرہ مین سویا - اور صبح اپنے قیام گاہ کو چلا گیا - یہ معلوم نہین ہوا کہ غیر حاضری کی یاداشت سے وہ کیا عذر کرکے چہوٹا -

دوسرے دو دنون یعنی ۲۲ و ۲۳ جولائی کے واقعات چند لفظون مین بتائے دیتا ہون - ہم فرض مین سرگرمی سے مشغول رہکر ۲۳ - کی سہ پہر کو فارغ ہوگئے - جسپر علی بک نے چند کلمات تلطف آمیز سے ہمکو رخصت کردیا - ہم مکان سے اپنے ٹٹو اُٹہا کر گریلیو تنرایل کو اور وہان سے پہاڑیون کیطرف گئے - جہان پہونچکر ہمکو راستہ بہول گیا - اور چند گہنٹون کی سرگردانی کے بعد بمشکل اُس مقام پر پہونچے - جہان ہماری پلٹن مقیم تہی - ہم میجر کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اُسنے ہمکو فوراً زمین کی پیمائیش پر لگا دیا - یہ کام ہمارے لئے بالکل نیا تہا - لیکن ضرورت بہت ہی زبردست استاد ہے -

مساحت سے فراغت پاکر ہم کپتان کے سامنے حاضر ہوئے - اور پہر اپنے اپنے دستون کی کمان لے لی - وہ اُن خندقون سے جنکی تیاری اوسکی کمپنی کے ذمہ کی گئی تہی بہت کچہہ متحیر ہو رہا تہا - لیکن اس مین اوسے معذور ہی سمجہا جاسکتا ہے - ترکی افسرون کی علمی و صنعتی تعلیم ایسی ویسی ہی دیکہائی ہے ہمنے اِس کام مین اُسکو جہان تک ہم مین قابلیت تہی مدد دی -

مورچون اور خندقون کی تیاری خوب سرگرمی سے ہو رہی تہی - اوزارون کی اب کوئی کمی نہ تہی - انکی مقدار کثیر اَرخانہ سے پہونچگئی تہی - سپاہی دن رات باری باری سے متعدد جماعتون مین ہو کر کام کرتے تہے - تاریکی مین الاؤنکی روشنی سے کام ہوتا تہا - مجہے اوس رات ۸ گہنٹے نوکری دینی پڑی اس کے بعد خدا کی کہلی سرا مین جسکی چہت ستارون بہرا آسمان تہا سو گیا - دوسرے دن میرے آدمیون نے مٹی کی

اب سارا مکان ہمارے قبضہ مین تہا - ہم دو پلنگ پہلی منزل کے ایک کمرہ مین لیگئے - جس کو خوب آرام دہ بلکہ مکلف بنالیا گیا - اس کے بعد شہر مین ٹہلنے کے لئے باہر چلے گئے -

چونکہ اسوقت تک لڑائی کا دہشت انگیز اثر بالکل زایل ہو گیا تہا - اکثر ترک باشندے گہر وںسے باہر نکلکر ہوا خوری کر رہے تہے - مسلمان مستورات برقعے پہنے ہوئے تہین جنمین سے صرف آنکہین دکہائی دیتی تہین - لیکن وہ کچہہ ایسی دلآویز اور مستانی تہین کہ اونسے باقی چہرہ کے نہ دکھائی دینے کی بہت کچہہ تلافی ہوجاتی تہی - اکثر عیسائی باشندے شہر سے بہاگ گئے تہے - جو باقی تہے وہ گہروں سے باہر نہ نکلتے - کسی بلغاری باشندے کو ترکی کمپ کی حدود سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیجاتی تہی کہ مبادا وہ روسیون کو جاملے - اور کمپ کی کیفیت سے اونکو مطلع کر دے - لیکن وہی کتابین جنسے پہر فرنچ اور جرمن مصنفون نے نقل کیا ہے - جو یہ لکہا گیا ہے کہ عثمان پاشا نے بلغاری باشندون کو مورچون کی تیاری پر جبراً لگا دیا تہا - وہ محض غلط ہے - مورچے صرف ہمارے سپاہیون نے تیار کئے تہے - چند باشندگان شہر نے بطوع و رغبت انکو اس کام مین مدد دی تہی - مگر وہ سب کے سب ترک اور مسلمان تہے - پلیونا مین تجارت کا کاروبار بالکل بند تہا - فوجی ہسپتال والون کے سوا جنپر استطاعت سے زیادہ کام کا بوجہ پڑ رہا تہا - اور سب لوگ بیکار تہے - بازارون مین سپاہی بہت کم دکہائی دئے - میرے خیال مین ان دنون شہر مین صرف ایک پلٹن مقیم تہی - روسیونکے شیلون سے شہر کو کچہہ نقصان نہ پہونچا تہا -

عثمان پاشا کی پہلی فتح سے خوف و دہشت - اور تردد و بےچینی بہت کچہہ دور ہو گئی تہی - جب ۹ - جولائی کو عطوف پاشا نے کاسکون کو شہر سے نکالدیا تہا - تو اوسکے بعد وہان پہر ترکی حکومت باقاعدہ طور سے دوبارہ قایم ہو گئی تہی - مگر حاکمانہ عملدرآمد اور انتظامی کاروبار فقط پلیونا کی پہلے محاربہ کے فتح ہونیکے بعد شروع ہوا - تاہم باشندون کا باہمی میل ملاپ قطعاً مفقود تہا - گویا کہ شہر پر سکتہ کا عالم طاری ہو رہا ہے - اور لین دین اور تجارتی کاروبار بالکل بند پڑا ہوا تہا - عیسائی باشندے عجب تردد مین مبتلا تہے - دل تو اونکے حملہ آورون کیطرف مایل تہے - مگر خوف کے مارے کچہہ چون وچرا نہین کر سکتے تہے - میرا خیال ہے کہ پلیونا کے دونون گرجون مین مہینون تک کوئی نمازی داخل نہین ہوا ہوگا - ان دونون عمارتون مین بہی خیال ہے کہ بعد مین سپاہیون نے بسیرا کر لیا تہا -

مگر مین اسکی نسبت، دعوے سے نہین کہہ سکتا - کیونکہ مین مورچون مین متعین تہا اور شہر مین گاہ گاہ داخل ہوا کرتا تہا - بازار مین ہمین دفتر کا ایک رفیق ملگیا جو ہمارے ساتھ مکان کو چلا آیا - وہان اوسنے ہمکو نفیس برانڈی کی ایک بوتل دی - یہ مجہے معلوم نہین کہ اُس شریر نے یہ کہان سے لی تہی - موم بتی کی روشنی مین ہمنے خوب مزے سے وقت بسر کیا - ہمارا رفیق ملازم شراب نوشی مین شریک نہوا تھا - مے نوشی اوس کے مذہب مین ممنوع ہے - چنانچہ اوسکے لئے جبک نے کچہہ قہوہ تیار کرلیا تہا - اوسی ہمنے صبح کے راشن سے بچا رکھا تھا - مینی ویٹرن کے خریدے ہوئے سگرٹون کا باقیماندہ حصہ پیش کیا - اور اسطرح آدہی رات تک مجلس گرم رہی - ترک اُس وقت جانیکی جرات نکرسکا - بازارون مین پٹرول گشت کر رہے تہے - اور اُسکی چہٹی کا وقت عرصہ کا گذرچکا تہا - وہ بالائی کمرہ مین سویا - اور صبح اپنے قیام گاہ کو چلا گیا - یہ معلوم نہین ہوا کہ غیر حاضری کی پاداش سے وہ کیا عذر کرکے چہوٹا -

دوسرے دو دنون یعنی ۲۲ و ۲۳ جولائی کے واقعات چند لفظون مین بتائے دیتا ہون - ہم فرض سرگرمی سے مشغول رہکر ۲۳ کی سہ پہر کو فارغ ہوگئے - جسپر علی بے نے چند کلمات تلطف آمیز سے ہمکو رخصت کردیا - ہم مکان سے اپنے اسباب اُٹھاکر گرمیلو تنراپل کو اور وہان سے پہاڑیون کیطرف گئے - جہان پہونچکر ہمکو راستہ بہول گیا - اور چند گہنٹون کی سرگردانی کے بعد بمشکل اُس مقام پر پہونچے - جہان ہماری پلٹن مقیم تہی - ہم میجر کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اُسنے ہمکو فوراً زمین کی پیمایش پر لگا دیا - یہ کام ہمارے لئے بالکل نیا تہا - لیکن ضرورت بہت ہی زبردست استاد ہے -

مساحت سے فراغت پاکر ہم کپتان کے سامنے حاضر ہوئے - اور پہر اپنے دستون کی کمان لے لی - وہ اُن خندقون سے جنکی تیاری اوسکی کمپنی کے ذمہ کی گئی تہی بہت کچہہ متحیر ہو رہا تہا - لیکن اس مین اوسے معذور بہی سمجہا جاسکتا ہے - ترکی افسرون کی علمی وصنعتی تعلیم ایسی ویسی ہی دیجاتی ہے ہمنے اِس کام مین اُسکو جہان تک ہم مین قابلیت تہی مدد دی -

مورچون اور خندقون کی تیاری خوب سرگرمی سے ہورہی تہی - اوزارون کی اب کوئی کمی نہ تہی - انکی مقدار کثیر ارخانہ سے پہونچگئی تہی - سپاہی دنرات باری باری سے متعدد جماعتون مین ہوکر کام کرتے تہے - تاریکی مین لالٹینکی روشنی سے کام ہوتا تہا - مجہے اوس رات ۴ گہنٹے نوکری دینی پڑی اس کے بعد خدا کی کہلی سرا مین جسکی چہت ستارون بہرا آسمان تہا سو گیا - دوسرے دن میری آدمیون نے مٹی کی

چند جھونپڑیان دفع الوقتی کے لئے بنالین - جنسے ہم بارش سے جو کبھی کبھی ہوتی رہتی تھی محفوظ ہوگئے -
کچھ عرصہ بعد جیب مورچے تیار ہو گئے تو ہ ہنکے خلو ہمکو خوابگاہ کا کام دیتے رہے -

۲۴ - جولائی کے دن کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا - اس کمی کو مین کمپ کی حفاظت کے انتظام کی کیفیت درج کرکے پورا کرتا ہون - کمپ کے گرد مضبوط بعیدی چوکیون کا مسلسل سلسلہ قایم کیا گیا تھا - رات کے وقت اُن چوکیون کے محافظ سپاہیون کی تعداد دگنی کردیجاتی تھی یہ سلسلہ کم از کم سولہ میل لمبا تھا - باقاعدہ اور بیقاعدہ سوارون کی بیشمار چھوٹی چھوٹی جماعتین قرب وجوار مین معاینہ کے لئے گشت کرتی رہتی تھین حتی کہ ہیڈ کوارٹر کے محافظ رسالہ سے بھی برابر یہ کام لیا جاتا تھا - عثمان پاشا پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اوہنون نے اپنی کیولری (فوج سواران) سے معقول یا ٹھیک ٹھیک کام نہین لیا - مگر مین ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اسکی کامل تردید کرتا ہون - اپنی قلیل التعداد کیولری سے جو کام اوہنون نے لیا اُس سے بہتر یا زیادہ کام وہ اُس سے لے سکتے ہی نہ تھے - اُن کے پاس ایک ہزار سے بھی کم سوار تھے - جنمین سے نصف بیقاعدہ تھے - بااین ہمہ ہماری اکثر کیولری جماعتین روسی توپون کی زد کے دایرہ کے اندر جا پہونچتی تھین - اور روسی گولون کی کوئی پروا نکرتی تھین -

میرا خیال ہے کہ اسی دن ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی زبردست کمک پہونچی تھی - اور اسی دن ہمنے سنا تھا کہ عبد الکریم پاشا کی جگہ محمد علی[۶۵] پاشا سردار اکرم بنایا گیا ہے -

---

[۶۵] محمد علی پاشا جرمن اور قصبہ برینڈن برگ کا متوطن تھا - اوسکا اصل نام کارل ڈٹر واٹ تھا - اسکا کارنامۂ زندگی ۱۸۵۳ء[؟] قابل عزت اور ممتاز رہا - وہ ۱۸۲۷ء مین پیدا ہوا تھا - مین متن مین اسکی نسبت چند ناگوار باتین لکھونگا - مگر مین اسمین معذور ہون - مینے صرف وہی رائے ظاہر کی ہے - جو اوسوقت پلیونا کی فوج اُسکی نسبت رکھتی تھی - ہماری رائین ممکن ہے بیگرمی اور مبالغہ آمیز بلکہ شاید بے بنیاد ہون کیونکہ ہم نتایج سے اسباب کو قیاس کیا کرتے تھے - مگر بااین ہمہ بحیثیت مورخ مین عثمان پاشا کی ماتحت افسرون کی رائے کو بلا کم وکاست درج کردینا اپنا فرض سمجھتا ہون - ۲ - اکتوبر کو سلیمان پاشا اوسکی جگہ سردار اکرم بنایا گیا اور اسے فوج پلیونا کی امداد کے لئے کمکی مہم تیار کرنیکے لئے صوفیا بھیجا گیا - صوفیا کے فتح ہوجانیکے بعد اوسے دار الخلافہ کی حفاظت کا انتظام کرنیکے لئے قسطنطنیہ بلالیا گیا - التوائے جنگ اور صلح کے معاہدے کرنے کیلئے ٹرکی نے جو اپنی طرف سے وکلا مقرر کئے تھے - وہ بھی اونمین شامل تھا -

۲۵ - جولائی کو مجہے ایک تکلیف دہ حادثہ پیش آیا - ہیڈ کوارٹرز سے مورچون کی تیاری مین قلی مقررہ

بقیہ حاشیہ (نمبر ۲۶۵) برلن کانگرس مین بہی وہ ٹرکی کے تین وکلا مین سے ایک تہا - ستمبر ۱۸۷۸ء مین وہ البانیا مین باغیون کے ہاتھ سے قتل ہوا - مصنف - (ایک اور مورخ محمد علی کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے :- "جب محمد علی پاشا کو سردار اکرم اور سلیمان پاشا کو بلقان کی فوجکا کمانڈر بنایا گیا - تو ترکی مجالس شورا اور انتظام فوجی مین ایک نئی جان پڑگئی تاہم اول الذکر کمانڈر نے نئے عہدہ کو بادل افسردہ قبول کیا تہا - حتی کہ اوسنے صدر اعظم کو لکھدیا تہا - کہ مین تاسف کیساتھ اِس ذمہ داری کو منظور کرتا ہون - اِدہر دوسری طرف اجنبی الاصل ہونیکی وجہ سے وہ فوج مین بہی ہر دلعزیز نہ تہا - محمد علی جرمن تہا - اور فرنچ طرز کا ڈیٹرواٹ نام رکہتا تہا - وہ ۱۸۲۷ء مین پرشیا کے قصبہ میگڈیبرگ مین پیدا ہوا - اوسکا باپ جو چندان آسودہ نہ تہا گویا تہا - لڑکے نے جب اپنے شہر کے ایک مدرسہ کا انتہائی امتحان پاس کرلیا - تو اوسے معلوم ہوگیا کہ تلاش رزق کے لئے وطن سے باہر نکلنا لازمی ہے - وہ ہمبرگ جاکر ایک جرمن جہاز کے ملاحون مین بہرتی ہوگیا - اور پندرہ برس کی عمر مین وطن سے روانہ ہوگیا - جسکو پہر واپس جانا اوسے نصیب نہوا - (برلن کانگرس کی شرکت کو وطن واپس جانا نہین کہا جاسکتا - مترجم) سمندر مین اوسے اپنے ساتھی ملاحونکی بدسلوکی سے سخت اذیتین پہونچین چنانچہ اوسنے اول موقعہ کے ملتے ہی بہاگ جانیکی پختہ نیت کرلی - جہاز مذکور جب باسفورس مین لنگرانداز ہوا تو وہ اوسکے یورپین ساحل کی مقام بالتالیما کو بہاگ جانے مین کامیاب ہوگیا - اور تہوڑا ہی عرصہ بعد عالی پاشا (مشہور وزیر اعظم) سے جو اُسوقت وزیر خارجیہ تہا - اتفاقیہ دوچار ہونے پر اُسکے طالع خفتہ بیدار ہوگئے - پاشای موصوف اوسکی خوبصورتی دیکہکر اوسکی طرف متوجہ ہوئے اور غریب الوطن کی کیفیت سنکر اوسے اپنے محل کو ہمراہ لیگئے - اوسنے اِس واقعہ سے تہوڑا عرصہ بعد اسلام قبول کرکے محمد علی آفندی نام رکہ لیا اور ترکی مدرسہ حربیہ مین داخل ہوا جہان دنرات محنت کرکے اپنی جماعت مین اول ہوگیا - آخری جماعت پاس کرنیسے تہوڑی ہی دیر بعد ۱۸۵۳ء کی موسم خزان مین وہ عمر پاشا کے اسٹاف مین لفٹنٹی کے عہدہ پر مامور ہوا - اور جنگ ڈینوب ومحاربہ کریمیا مین بہت نیکنامی حاصل کی - اور اپنی استعداد اور وفاداری سے ۳۹ برس کی ہی عمر مین ۱۸۶۵ء مین میجر جنرل کے رتبہ پر فایز ہوگیا - اور اپنے محسن عالی پاشا کی وفات سے کچہ عرصہ پہلے ۱۸۷۷ء کے شروع مین فیلڈ مارشل کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوا"

سلیمان پاشا کی نسبت جسکا ذکر پہلے ہی آچکا ہے ٹائمز کا نامہ نگار جو محاربہ مین شریک تہا حسب ذیل لکہتا ہے :-

سلیمان پاشا نہایت سادہ مزاج اور کم سخن - مزاج پر بیحد قابو یافتہ - سرایع العمل - مستعد اور جنگی انتظام کے جزو کل سے واقف اور اپنی قوت وتدبیر پر پورا بہروسہ رکہتا تہا - اوسکی سادگی کے ثبوت مین یہی بتادینا کافی ہوگا کہ

سرعت سی کام لینے کی لئے تاکیدی حکم موصول ہوا تہا - دوسرے ملازمون کو کہودنے مین سپاہیون کے
ساتھ شریک دیکھکر مینے بھی ایک پہاوڑا پکڑ لیا - اور کام کرنے لگ گیا حتی کہ میرے چہرہ سے پسینے کے
قطرے ٹپکنے شروع ہو گئے - اتنے مین میرا پاؤن پھسلا - اور مین گر پڑا - گرتے وقت میرا بایان ہاتھ
دستہ سی نیچے کہسکتا چلا گیا - اور پہاوڑے کی بالائی پہل سے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے جوڑ کی جگہ
کٹ گئی - زخم سے خون بہنے لگ گیا - اور مجھے اوس سے سخت درد محسوس ہونی شروع ہو گئی - پلٹن کا سرجن
اتفاق سے قریب تہا اوسنے ہاتھ کو پٹی باندھکر مجھے ہسپتال مین چلے جانیکی نصیحت کی اور کہا کہ غفلت
سے . . . ہو جانیکا احتمال ہے - جس چیز کے وقوع کا اوسنے احتمال ظاہر کیا تہا اوسے مین نہ سمجھ سکا - مگر چونکہ
مینے سنا ہوا تہا کہ زخمون سے اکثر تشنج اعصاب وغیرہ یا التہاب ہو جاتا ہے - اور نیز مجھے معلوم تہا کہ ترکی مین
ہر قسم کی بیماری "آغریسی" کے لفظ سے ظاہر کیجاتی ہے (مثلاً باش آغریسی - دردسر - باچ آغریسی پیچش)
مینے اوس سے سوال کیا کہ کیا "چکہ آغریسی" (درد جبڑہ) کا اندیشہ ہے - اوسنے ترکی مین جواب دیا - اوت
لاکن پق چوق دہا فنا" (ہان - مگر اس سی بھی بہت ہی بدتر) - بعد ازان اوسنے کپتان سے کہا جس نے
مجھے فی الفور ہسپتال چلے جانیکا حکم دیکر کہا - کہ مین امید کرتا ہون تم اوس لڑائی مین جو چند دنون مین
بالیقین ہونیوالی ہے غیر حاضر نہین ہوگے - شہر وہان سے دو میل تہا اور یہ مسافت مین دوپہر کیوقت
پیدل طے کرنی مجھے سخت ناگوار معلوم ہو رہی تھی کہ سارجنٹ بقال نے اطلاع دی کہ گاڑیان خالی صندوق
لیکر شہر کو جا رہی ہین - یہ کہکر اوسنے ایک پر میرے بیٹھنے کا انتظام کر دیا - گاڑیان تعداد مین بارہ
تہین - انہین بیل جتے ہوئے تہے - چلانیوالے غیر فوجی شخص تہے - مگر حفاظت کیلئے ایک کارپورل دو
نظام اور چند بیقاعدہ سپاہی ساتھ تھے - ایک روسی جاسوس بہی جو صبح کو پکڑا گیا تہا اونکی تحویل مین تہا

بقیہ حاشیہ (نمبر ۶۵ ...) تہ اوسکو خیمہ کی کل کائنات یہ ہوتی تہی کہ دو لکڑیون پہ معمولی ٹاٹ کا ایک ٹکڑا پہیلا دیا
جاتا تہا - ایسی ہی رات کیوقت گہس کر زمین پہ سوتا تہا - گاہے سنتری - اردلی وغیرہ - علاوہ بریں شان و شوکت
کا نام و نشان نہوتا - اوسکی دریائین ایڈیکانگ بہی اسی طرح شدید باش ہوتے - اوسکی دونون گہوڑے جن پہ
ہر وقت زین پڑی رہتی اوسکے خیمہ کے سامنے بندھے رہتے - اور جسطرح ذیکھ الک کی غذایاتی فوج سے مختلف
نہوتی تہی - اسی طرح اونکو بہی اوسی وقت اور اوسی قدر چارہ ملتا جس قدر اور جب کہ دوسرے سوارون
کے گہوڑون کو " مترجم -

یہ شخص ترکون ایسا لباس پہنے ہوئے تہا اور اوسکا رنگ بہی گندمی تہا - مگر میرے خیال مین اوسکی داڑہی سے معلوم ہوجاتا تھا - کہ وہ ترک نہین ہے - جس گاڑی پر مین آگے بیٹھا ہوا تھا - وہ ایک رسی سے جو اوسکی گلو مین تہی گاڑی کے پیچہے بندہا ہوا تھا - اور اوسکے دونون ہاتھ پیٹھ کی طرف کرکے کسے ہوئے تہے - وہ گرفتاری سے کسی طرح شکستہ دل اور غمگین نہین معلوم ہوتا تہا - بلکہ سپاہیون کے ساتھ سلیس ترکی مین بات چیت کرنیکی کوشش کرتا تھا لیکن ترکون نے کوئی جواب دینا پسند نہ کیا - کارپورل نے جو میرے پاس بیٹھا ہوا تہا مجہے بتایا کہ یہ شخص خندقون مین نہایت سرگرمی سے کام کرتا ہوا اسطور پکڑا گیا - کہ جو ترک باشندگان شہر بطوع و رغبت سپاہیون کو ساتھ ملکر کام کر رہے تہے - اونہون نے اسے دیکھکر کہا کہ یہ پلیونا کا رہنے والا نہین ہے - اسپر جب اوس سے سوال کیا گیا تو وہ کوئی قابل اطمینان جواب نہ دیسکا - اور ایک کاغذ کے ٹکڑے کو نگل جانیکی کوشش کی - مگر وہ جلد جلد اوسکے جبڑون سے بجبر نکال لیا گیا - وہ خفیہ زبان مین لکہا ہوا تھا -

ہم آہستہ آہستہ غبار آلود اور بے شجر سڑک پر دہوپ مین چلے جا رہے تہے اور گاڑیبان جو ایک دہقانی تہا - ایسا نفیس تمباکو پی رہا تہا کہ مین اور کارپورل مین دونون کے پاس یہ نعمت بیبہا موجود نہ تہی - رشک سے جل بہنکر اس خودغرض دہقانی کو قتل کرکے (استہزاً) تمباکو چہین لینی کی فکر مین لگ رہے تہے کہ اتنے مین قیدی نے جسنے کیمپ مین میری نسبت یقیناً سن لیا گیا ہوگا - کہ مین فرنگی ہون مجہے فرانسیسی مین مخاطب کرکے اپنا دکہڑا رونا شروع کیا - مگر مجہے اپنی عزت مقدم تہی مینے باواز بلند اونچی ترکی مین جوابدیا کہ مین ترکی نہین بول سکتا - تاہم وہ اپنا قصہ برابر رٹتا گیا - جسکا لب لباب یہ تھا کہ انگریز لوگ نہایت شریف اور ہمدرد ہوتے ہین - مین معزز آدمی ہون اور اوڈیسہ یا سینٹ پیٹرز برگ کے بنک صرف میری تحریر پر ہزارون روپیہ کا اعتبار کرتے ہین - اگر تم شہر مین میری گرفتاری کی میرے دوستون کو اطلاع کردو تو وہ مجہے چہڑا نیکا انتظام کرلینگے - اسکے صلہ مین تمکو پانچسو روبل کامین دولگا - مینے اوسے تو کوئی جواب ندیا - مگر کارپورل کے کان مین چپکے سے کہدیا کہ اس شخص کو کسی سے بات چیت نکرنے دینا کیونکہ شہر مین اس کے زبردست رفقا اور دوست موجود ہین - کہین اونکو خبر ہوگئی تو وہ اسکو بہگا دینے کی ضرور کوشش کرینگے - میری یہ حرکت بعض کے نزدیک ظالمانہ ہوگی - مگر جس شخص نے اپنے ملک اور اپنے بادشاہ سے غداری کی ہو وہ کسی رحم کا مستحق نہین ہوسکتا - اس شخص کی نسبت محقق ہوگیا تہا - کہ وہ بہکوپولی کا

رہنے والا ہے اور اوسنے اوس بہادر فوج کو جو اپنے وطن کی محافظت کر رہی تہی ۔ بخس و کمینہ صلہ کے معاوضہ مین
غنیم کے قابو مین کرا دینے کی پوری کوشش کی تہی ۔ مین جانتا ہون کہ اُس مکان کا پتہ معلوم کرنا جسکا جاسوس
نے ذکر کیا تہا ۔ میرا فرض تہا ۔ مگر اپنے ہم مذہب (یعنی ایک عیسائی) خاندان پر تباہی وارد ہونیکے
خیال نے مجہے اِس امر سے روکدیا ۔ میری خاموشی دیکہکر اوسکا حوصلہ پست ہوگیا اور وہ فریخ مین پکار اوٹہا ۔
"آہ میرے اللہ کیا میرا آخری وقت سچ مچ پہونچگیا ہے؟" تہوڑی دیر بعد اوسکی طبیعت مین پہر استقلال
آگیا اور اوسنے "تولون" (تنباکو) کی استدعا کی ۔ ترک سپاہیون نے ایک پائپ سلگا کر اوسکے ہونٹون مین
دیدیا ۔ اِس نمکحرام کو دوسرے دن پہانسی پر لٹکا دیا گیا تہا ۔

مسٹر جن نے مجہے ایک والنٹیر (غیر سرکاری ۔ یعنی جو محض قومی یا انسانی ہمدردی سے قایم کیا گیا ہو)
ہسپتال کے ڈاکٹر کی طرف چٹہی لکہدی تہی ۔ یہ ہسپتال جو میرے خیال مین فلیپ پولی سے آیا
تہا ۔ ایک سرکاری عمارت مین جو غالباً مدرسہ کا مکان تہا پہلی منزل مین اور وہان کے شاگرد
پیشہ کے متصلہ مکانون مین قایم کیا گیا تہا ۔ مکان کی بالائی منزل مین مختلف ملکی و فوجی محکمون کی
دفاتر قایم کئے گئے تہے ۔ اِس ہسپتال کے سٹاف مین ایک طبیب ۔ دو سرجن ۔ ایک کمپونڈر ۔
ایک کلرک ۔ ایک باورچی اور تقریباً بارہ ایک خدمتگار ۔ تیمار دار ۔ ڈولی بردار ۔ اور گاڑیبان ۔ تہے
اسوقت اوسمین تیس مریض زیر علاج تہے جنمین سے اکثر زخمی اور باقی پیچش سے بیمار تہے ۔ تیس مین سے
دو روسی تہے ۔ مکان کے وسیع کمرون مین ابہی اور تیس کی گنجایش تہی ۔ لڑائی کی شام کو اوسمین پچاس
بیمار تہے ۔ مگر اونمین سے جو نقل مکانی کی تکلیف سہار سکتے تہے وہ گاڑیون مین ارخانیہ بہیجدئے گئے تہے ۔
تاکہ وہان سے صوفیا اور اوس سے بہی پرے روانہ کر دئے جائین ۔ جو پیچہے رہے تہے ۔ اونکے زخم یا مرض
سخت تہی ۔ ہسپتال مین کل سامان مکمل تہا ۔ اور ہر ایک کام نہایت صفائی اور مستعدی سے ہوتا
تہا ۔ مجہکو چوزے کا شوربا ۔ انڈے اور دودہ دیا گیا ۔ اور ہر طرح سے مجہے کامل آرام ملا ۔ کیونکہ اوسوقت
ہمارے پاس سب چیزون کا وافر ذخیرہ موجود تہا اور ہر روز ارخانیہ سے رسد و سامان کے قافلے چلے
آتے تہے ۔ ارخانیہ جو صوفیا اور پلیونا کے وسط مین واقع ہے عثمان پاشا کو گودام گہر کا کام دیرہا تہا ۔
اسکا ذکر آجانے پر وہانکے قابل کمانڈر شفقت پاشا . . . . کی تعریف مین چند کلمات
تحریر کر دینا ضروری سمجہتا ہون ۔ اونکی باسلیقہ انتظام مستعدی کی بدولت ہی مشیر کو بے اندازہ مدد پہونچی ۔ کاش کے

دوسرے افسر بھی اس پاشا جیسے منتظم - لائق اور مستعد ہوتے - اللہ اکبر ! اگر محمد علی پاشا جیسکے
پاس دریا توم پرزبردست فوج تھی اپنی سپاہ کو فضول چھوٹے چھوٹے داؤں پیچ اور ادھر اودھر ناما بانا
لگائے رکھنے مین گھٹاتے رہنے کی بجائے اور سلیمان پاشا ناممکن الفتح درہ شپکا کو بلا نتیجہ چھوڑنے
مین اپنی کسرشان سمجھنے کی بجائے (اول الذکر کمانڈر توم سے بیلا کیطرف اور آخر الذکر شپکا کو چھوڑ
کسی دوسرے درہ مثلاً درہ طریان سے بلقان کو عبور کرکے) بیبا کانہ آگے بڑھے چلے آتے
اور اسطرح پیش قدمی کرکے عثمان اور شفقت کے ساتھ ملکر دوش بہ دوش کارروائی کرتے - (یعنی
دوطرفون سے یہ نامور روسیون کو روکے ہوئے تھے - دوسری دونون طرف سے سلیمان اور محمد علی
روسی ہیڈکوارٹر پر حملہ کردیتے - اور اسطرح جب ان چارون افسرون کی فوجون مین تعلق پیدا ہوجاتا - اور
وہ سب ایک ہی وقت مین مشترکہ دشمن پر حملہ کرنیکے قابل ہوجاتے ، تو اسکا انجام یہ ہوتا - کہ گو زار قسطنطنیہ
تو پہونچ جاتا مگر فاتح کی حیثیت مین نہین - بلکہ قیدی ہوکر - اگست مین حملہ آورون کی حالت نہایت نازک
تھی - درہ شپکا پر سلیمان پاشا کے بہادرانہ حملے جنسے رستم و اسفندیار کے معرکے پھر کئی صدیون بعد دنیا کی
نظرون مین پھر گئے بیشک ہر ایک عزت کے مستحق ہین - مگر یہ صاف ظاہر ہے - کہ اسنے بعینہ اس قیدی
کیطرح عمل کیا - جس کے محبس کا دروازہ تو چوپٹ کھلا ہو اور وہ قیدخانہ سے نکلنے کے لیئے اوسکی دیوارون کے
نیچے سے سرنگ لگا رہا ہو - محمد علی اور اوسکے متقدم عبد الکریم کی کاہلی اور سستی کے لیئے ایک ہی معذرت
یا وجہہ معذوری موجود نہین ہے اونکے (یعنی عبد الکریم اور بعدازان محمد علی کے پاس) عثمان سے تگنی
فوج تھی - اور اونکو اس قدر فوج رکھنے کی صورت مین دشمن سے فیصلہ کن لڑائی کرنا لازمی تہا - جسمین اگر
انکو شکست مل جاتی تو برے سے برا نتیجہ یہ ہوتا کہ "حالت قبل از جنگ" قائم رہتی - یعنی اونکی اور
عثمان کی فوج مین بدستور تعلق نرہتا - لیکن اگر وہ فتحیاب ہوجاتے تو حملہ آورون کے لیئے پسپائی اور
مراجعت کے کل راستے (یعنے سسٹووا اور سمنتزا کی سڑکین) بند ہوجاتے -

مجھے زخم سے چونکہ ذرہ بہر بھی تکلیف محسوس نہین ہوتی تہی - مینے کلارک کو مدد دینے کا ارادہ
ظاہر کیا - اوسنے مجھے کچھ کاغذ نقل کرنیکے لیئے دیدیئے - اس سے فارغ ہوکر مینے روسیون کے لیئے
جنہین سے ایک فرنچ جانتا تھا - فرانسیسی مین خطوط لکھے - فرنچ جاننے والے روسی کے دونون بازو
کہنی سے کاٹ دیئے گئے تہے - مگر اوسے اسبات کا علم نہین معلوم ہوتا تھا - کیونکہ وہ

ہاتھون مین درد ہونیکی شکایت کررہا تھا - اس غریب کے ماجرات سے میدان جنگ کے خطرات کا کچھہ شمہ معلوم ہوسکتا ہے - اوسے بائین کہنی پر گولی لگی تھی - جس سے بیہوش ہوکر وہ زمین پہ گر پڑا - اوسوقت اوسکا دایان بازو پہیلا ہوا تھا - وہ ایسیحالت مین تھا کہ ایک روسی باتری کی آٹھ توپین افراتفری مین پیچھے ہٹنے وقت اوسپر سے گذر گئین - جس سے اوس کے جسم کو دیگر ضربین پہونچنے کے علاوہ اوس کا صحیح وسالم بازو بھی چکنا چور ہوگیا - دوسرے روسی کے چوتڑون کا گوشت شیل کے ایک ٹکڑے سے اڑگیا تھا - چنانچہ وہ بیچارہ مونہہ کے بل پلنگ پر لیٹا ہوا تھا - اوسنے اپنے ساتھی کی زبانی مجھسے اپنی بیوی کیطرف فرنچ مین خط لکھوایا جسمین لڑائی - اپنے زخمی وقیدی ہونے اور ڈاکٹر کی مہربانی اور خوش سلوکی کا ذکر کرکے بیوی کو حوصلہ رکھنے اور خدا کی درگاہ مین دعا کرتے رہنے کی تاکید کی - اور ضمناً نویسندہ خط کی نوازش کا بھی ذکر کردیا - یہ خط لکھکر مینے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا - جسے پندرہ دن بعد مجھے روانہ کرنیکا موقع ملگیا جسکا پھر ذکر کرونگا - اس سے چند دن بعد جب مجھے پلیونا جانیکا اتفاق ہوا تو مین اوسکو یہہ اطلاع دینے کے لئے کہ مینے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے ہسپتال گیا - مگر وہ غریب اوسی رات کو فوت ہوگیا تہا - ڈاکٹر نے کہا کہ جبتک عملین تو پوری کامیابی ہوگئی تہی - لیکن وہ نقاہت اور کمزوری سے جانبر نہو سکا - مینے متوفی کا نام اور اوسکی عورت کا پتہ لکھکر اوس قاصد کے ہاتھ جو اس واقعہ سے بعد سب سے اول روسی کمپ کو گیا تہا - متوفی کی رجمنٹ کے کرنیل کے پاس بہیجدیا - دوسرا روسی بانغلب وجوہ صحتیاب ہوگیا تہا چونکہ مین پانچ دفعہ فوجی ہسپتالون مین گیا - اس لئے ہر دفعہ کی اقامت ٹہیک یاد نہین رہگئی - بہرحال مجھے لقوہ نہ ہوا - اور غالباً دوسرے ہی دن مجھے ڈاکٹر نے کہدیا کہ اب اوسکا احتمال نہین رہگیا - اور تم واپس جاسکتے ہو - پلٹن کا سرجن مجھے چاق چوبند واپس آتا دیکھکر بہت بگڑا - کہ اوسکا قیاس درست نہین نکلا - اوسنے باواز کرخت مجھسے کہا " علمی اصول کے مطابق تمکو تشنج ہوجانا چاہئے تہا - ہسپتال والے تمہارا درست معالجہ نہین کرسکے " - یہ جبکہ مجھے اتنی جلدی واپس آتا دیکھکر خوشی سے اچہل پڑا - اور بے اختیار ایک ایسا چکر لگادیا جیسا کہ ناچ مین لگایا جاتا ہے - سپاہی اوسے ایسا کرتے دیکھکر حیران رہگئے - اوہنون نے پہلے کبھی کسی بہلے مانس کو ناچتا ہوا دیکھا یا سنا نہین تہا -

مین پلیونا سے پانسو سگریٹ اور آدھ سیر تمباکو لیتا آیا تھا - یہ چیزین جسطرح مینے حاصل کی تہین اوسکو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے - چنانچہ مین اوسکی زیادہ توضیح نہین کرتا - ہم سب افسر وانیچ ملکہ ہنسی

خوشی سے وقت گذارنا شروع کیا۔ محمد نے رخ اٹھاکر بازی کھیلی۔ اور پھر بھی بارہ چالون مین مجھے شہ مات کر دیا۔ کپتان نے مجھے سگریٹ لیکر پیو۔ اور اپنی چھوٹی چھوٹی بدصورت آنکھون کو جھپکایا۔ مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔ آگ خوب روشن تھی۔ (میدان جنگ مین اگر سپاہی آگ روشن نکر سکین تو اُس سے بڑھکر کسی چیز سے اُنکو انقباض نہین ہوتا) ستارہ چمک رہے تھے۔ ہوا کے سرد جھونکے چل رہے تھے۔ ہمارے سامنے رات کی تاریکی مین ڈوبی ہوئی با امن خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ اُس وقت موت اور موت سے بدرجہا بدتر مصائب اور خطرات کو ہم دونون چیزین وقت کے رحم مین نہان تھین لئے ہوئے ہمارے پیش نظر تہا۔ مگر ہم ایسے نچنت اور بیفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ فرشتے بھی ہماری لاپروائی پر آنسو بہاتے ہونگے۔

۲۵۔ اور ۲۶۔ جولائی کو بھی ہماری فوج نے دو کامیاب معرکہ آرائیان کی تھین مین اونمین شامل نہیں تھا۔ ۲۵۔ کو ہماری چار پلٹنون اور دو توپون نے بریگیڈیر حسن صابری پاشا کے زیر کمان طرستنک پر جو پلیونا سے شمال مغرب مین ہے۔ حملہ کیا۔ لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک نائب کماندار تھے۔ یہان کا سکون نے اپنا بیس آف آپیریشن (قاعدۃ الجیش) بنا رکھا تھا۔ اور وہان سے اُٹھکر ہمارے قافلون کو ستایا کرتے تھے۔ مختصر سے مقابلے کے بعد غنیم منتشر ہوگیا۔ اور ہماری فوج دوسرے دن پلیونا کو واپس آگئی۔ اسی ۲۵ جولائی کو پہلی مہم سے بعد مشفیر نے بریگیڈیر رفعت پاشا کو زیر کمان چھہ پلٹنین۔ ایک باتری اور کچھ چرکس سوار لوفچہ کی سڑک پر روانہ کئے۔ کرنیل توفیق بک نائب کمانڈر تھا۔ اس قصبہ پر جسے بلغاری لوازنکہتے ہین۔ اور جو دریا اوسمہ پر واقع ہے۔ ۱۶۔ جولائی کو کاسکون نے قبضہ کر لیا تھا۔ نقشہ کو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی اُس مقام کی اہمیت معلوم ہو جائیگی۔ یہ قصبہ طرویان سے ۲۰ میل اور طرویان سے ۱۵ میل بجانب شمال اُس موقع پر واقع ہے جہانکہ طرویان پلیونا ترنک ٹرنووا کی سڑک سے جو براہ سلوی مشرق کیطرف آتی ہے تقاطع کرتی ہے۔ اسمین عیسائی مسلمان ملاجلا باشندے تھے۔ اور بلگیریا کے نہایت ہی متمول۔ خوبصورت۔ خوش بنا۔ اور مہذب و شائستہ شہرون مین سے گنا جاتا تھا۔

مین ابھی ذکر کر چکا ہون کہ ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی کمک پہونچگئی تھی۔ اس سے ہماری فوج مین ۳۹ پلٹنین ہوگئین۔ انمین سے وہ چھہ پلٹنین جو لوفچہ بھیجی گئین اور وہین مقیم رہین۔ وضع کرنیکے بعد

۳۰- جولائی کی لڑائی مین ہماری جمعیت ۳۳ پلٹنون کی تھی - ۲۶- جولائی کی صبح کو ترکون سنے لوفچہ پر حملہ کیا - کاسک حملہ ہوتے ہی پسپا ہو گئے - مگر بلغاری باشندے جنکو روسیون سنے مسلح کر کے قواعد سکھا دی تھی - خوب جی توڑ کر (لیکن بیفایدہ) لڑے - اِن مکحزامون کو سرسری تحقیقات سے کیفرکردار کو پہونچا دیا گیا - کئی سو مکمّا پہانسی پر لٹکائے گئے - اور بے تعداد غدار غضب آلود مسلمان باشندون سنے اوس قتل عام کے بدلہ مین جو کچہہ عرصہ پہلے عیسائیون نے مسلمانون کا کیا تہا قتل کر ڈالے -

اِسمین کوئی شبہہ نہین کہ روسیون کے برخلاف آیندہ جارحانہ کارروائی کرنیکے لئے عثمان پاشا لوفچہ - پلیونا لاین پر بیس آف آپیریشن قایم کرنیکا ارادہ رکہتے تھے - اُنکا خیال تہا کہ لوفچہ کے لئے ایک اور آدمی کو یا کم از کم ایک ڈویژن فوج بہیجی جائیگی - اسغرض کے لئے اطروپول یا طرویان سے راستہ جو برابر ترکون کے ہاتہ مین تھے - صوفیا - فلپ پولی یا ایڈریانوپل سے فوج بہیجی جانی تہی - مگر ایسا نہ کیا گیا - اور لوفچہ کی حفاظت کا کام بہی عثمان پاشا پہ ڈال دیا گیا - اور اس مرد خدا نے اپنی شان یکتائی مین ناممکن کام بہی کر کے دکھا دیا - محض اپنی ایک اکیلی "آرمی کور" سے اوسنے دنیا کی عظیم ترین طاقت کو ساڑہے چار مہینون تک ایک قدم آگے نہ بڑہنے دیا -

۲۷ - ۲۸ - اور ۲۹ - جولائی کے تینون دن فیصلہ کن جنگ کی سرتوڑ تیاریون مین صرف ہوئے - کہانیکے لئے ہمارے پاس وافر سامان موجود تہا - گوشت ہر روز ملتا - اور پہل اِس کثرت سے ملتے کہ وہ ہمارے لئے اچھے نہ تھے - کئی شخص پیچش سے بیمار ہو گئے - میری کمپنی کے دو اِس مرض مین مبتلا ہوئے - اِن بیمار ون مین سے ایک یا دو ہلاک بہی ہو گئے - میری صحت بہت اچھی تہی - لڑائی کے دن میرا زخم تقریباً مندمل ہو گیا ہوا تہا - جیک کی طبیعت اسنگون پر تھی - اپنی زندہ دلی اور خوش طبعی کیوجہ سے وہ کیمپ کی روح رواں بنا ہوا تہا - کہیل تماشے جیسے کہ لڑائی کے بعد کئے گئے تھے - اب نہین ہوتے تھے - تفریح کے لئے کوئی فرصت ہی نہ تہی - ہماری فوج سواران مین عثمانیہ کاسکون کے دو رسالے آملے تھے - یہ لوگ جو میرے خیال مین علاقہ کوہ قاف سے آئے تھے - خلیظ اور بدنام مگر ساتھ ہی شیر ایسے بہادر اور سانپ جیسے مکار تھے - ہماری کیولری اسلحہ سے مضبوط ہو کر متواتر قرب وجوار مین گشت کرتی رہتی تہی - اور بسا اوقات وہ دشمن کو دیکہکر اہم خبرین لایا کرتی - اِن تمام خبرون سے

یہی پتہ ملتا تہا کہ غنیم کی زبردست فوجین شمال (دینکو وپی) شمال مشرق (دسٹوو ا) اور جنوب مشرق (رٹرنوو ا) سے چلی آرہی ہین ۔ اور پلیونا کے مقابل جمع ہو رہی ہین ۔ پس یہ ناقص ترین عقل رکہنیوالے پر بھی واضح ہو رہا تہا کہ اِس دفعہ غنیم کا صرف ایک واحد ڈویزن نہین بلکہ ایک یا دو سالم آرمی کور ہمسے نبرد آزما ہونگے ۔

ہماری کمپنی کا آدہا دستہ (یعنی ۲۰ آدمیونسے لیکر ۲۵ تک) ہر وقت "آوٹ پوسٹ ڈیوٹی" بعیدی چوکی کے پہرہ کی نوکری) پر رہتا تہا ۔ چونکہ جیک اور مینے مورچہ کی تیاری اور تکمیل مین کسقدر قابلیت دکہائی تہی ۔ کپتان صاحب نے ہمارے سکوئیڈ (ن) کو کمپ مین رکہا ۔ اور اوٹ پوسٹ کے لئے آدمی بہم پہنچانا صرف پہلے سکوئیڈ کے ذمہ رہا ۔ اِس بعیدی پہرہ کے فرائض کے لئے یہ دستہ جسکے ساتہ چند چرکس بہی شامل کر دئے گئے تہے ۔ دو حصون مین تقسیم کیا گیا ۔ اور ہر دو بتراب نوبت بہ نوبت اُنکی کمان کرتے ۔ مورچون کی حفاظت کیلئے تو یہ بعیدی چوکیان تہین ۔ اور پہر بجائے خود ہر ایک بعیدی چوکی نے اپنی حفاظت اور دشمن کی خبرداری کے لئے اپنے سامنے نیم دائرہ کی شکل مین بارہ موقعون پر ایک ایک سنتری مقرر کر رکہا تہا ۔ بعض سنتریون نے اپنی حفاظت کے لئے تین تین فیٹ عمیق گڑہے کہود لئے تہے مگر اکثر نے کچہہ عرصہ بعد جاکر ایسا کیا ۔ نومبر مین عثمان پاشا کے کمپ کے گرد اِن گڑہون کی قطار تین میل مین پہیلی ہوئی تہی ۔ مورچہ اور اوٹ پوسٹ (بعیدی چوکی) مین ایک تہائی میل اور اوٹ پوسٹ و سنتری مین ایک چوتہائی میل کا فاصلہ تہا ۔ اور میرا خیال ہے کہ جو کمپنی محافظت کی پہلی لائین مین تہی ۔ اوسے بالاستقلال ایک اوٹ پوسٹ کرلئے سپاہی بہیجنے پڑتے تہے ۔ ہماری بعیدی چوکی کا کپتان اکثر معائنہ کرتا رہتا تہا ۔ اور میجر ۔ کرنیل ۔ اور نیز بریگیڈیر یا اُسکی طرف سے کوئی اور شخص دن اور رات مین جب مناسب سمجہتے بلا اطلاع گشت کرتے ہوئے وہان پہونچتے رہتے تہے ۔ کسی شخص کو بلا شناخت کمپ مین داخل نہین ہونے دیا جاتا تہا ۔ باہر جانیکے لئے اِس سے بہی زیادہ سخت قاعدہ تہا ۔ گشت کنندہ یا چارہ فراہم کرنیوالے دستون کے سوا کسی فرد البشر کو عورت ہو یا مرد خود مشیر کی تحریری سند کے بغیر باہر نہین جانے دیا جاتا تہا ۔ مینے ایک دفعہ پلیونا کے ایک بلغاری خاندان کو جو اپنا انگرکہنگرا اور مال مویشی لیکر جنمین ایک بلی ۔ ایک طوطہ اور ایک چیخ چہاڑ مچانیوالا شیر خوار بچہ بہی شامل تہا ۔ کمپ کی حدود سے چوری باہر کو کہسکتے وقت گرفتار کرکے فوجی حراست مین شہر کو واپس کر دیا ۔ لیکن جہانتک ممکن ہو سکتا تہا انکے لئے

بہت ہی نرم رپورٹ کی جسکی وجہہ سے شاید اونسے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ اور صرف آیندہ کو لکھوالیا نہ کرینکے فہمایش پر اکتفا کیا گیا۔

کیمپ مین نظام نہایت سخت اور عام انتظام قابل تعریف تہا۔ اور ہر ایک کام نہایت درستی اور صفائی سے طے ہوتا تہا۔ ہمارا قول آغاسی سخت زخم کیوجہ سے صاحب فراش تہا۔ اور سب لوگ اسبات سے خوش تہے۔ ایک مہینہ بعد وہ صحت یاب ہوا۔ اور سب کے لئے اسکی صحت یابی کا دن یوم حزن وملال تہا محمد ہرور نے ایکدن مجہسے ہنستے ہوئے ذکر کیا کہ چیند رومانوی یہودیون نے جنکے سر کے بال لمبی۔ چوڑی چکنے اور بلند ٹوپیان ٹوٹی پہوٹی تہین۔ خرید وفروخت کے لئے کیمپ مین داخل ہونیکی کوشش کی۔ اونکا متاع سوداگری مستعمل بنیانین۔ بٹن۔ سوئی تاگہ۔ تمباکو۔ کاغذ قلم دوات۔ فحش تصویرین۔ اور اسیطرح کی اور چیزین تہین۔ اونکو زبانی روکنے سے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مگر جب ایک سنگین اونکی طرف سیدہی کی گئی۔ تو وہ شور وغل مچاتے اور طرح طرح کی شکلین بناتے پیچہے ہٹ گئے۔ بالفاظ دیگر اس داستان کا لب لباب یہ ہے کہ یہودی دنیا مین ہر جگہ یکسان عادات رکہتے ہین۔ جنگ ہو یا امن۔ گرمی ہو یا سردی اون کو بیوپار اور نفع کمانے سے کوئی چیز نہین روک سکتی۔

جس مورچہ مین میری پلٹن متعین تہی وہ اُن چار مورچون مین سے تہا۔ جسے روسی "گریوستزا کے مورچے" پکارتے ہین۔ ہمنے اُس پہاڑی کے نام سے جسپر وہ بنے ہوئے تہے۔ اونکا نام "جانق بایرطابیہ سر"[۶۶] رکہا تہا۔ مورچہ کا شمالی دامن جو غنیم کی طرف تہا اوس نالہ کے کنارہ تک چلا گیا تہا جسکی کیفیت پہلی لڑائی کے حالات مین لکہی جا چکی ہے۔ اس مورچہ سے آگے "سکرمشرون" کی حفاظت کے لئے ایک خندق نالہ کے جنوبی ساحل پر اور دو جو اوپر تلے تہین سامنے کے کنارہ کے کرارہ پر تہین۔ انکے علاوہ مورچہ کے دونون پہلوؤن پر بہی خندقین تہین جو مورچہ سے زاویہ منفرجہ بناتی تہین۔

[۶۶] بعض مصنفین نے انکا نام "عبد الکریم طابیہ لر" لکہکر ادعا کیا ہے کہ ترک انہین اس نام سے پکارتے تہے۔ مگر مجہے یاد نہین پڑتا کہ کسی ترک نے اس نام سے اونکو کبہی پکارا ہو۔ عبد الکریم سابق سپہ سالار نے کوئی ایسا کام نہین کیا تہا کہ ہم اپنے اہم ترین مورچہ کو اوسکے نام سے موسوم کرتے۔ یہی ریمارک پلیونا کے جنوب کی طرف کی پہاڑی کے نام کے متعلق جو "سبز پہاڑی" بتایا جاتا ہے حاوی ہوتا ہے۔ مین اس پہاڑی کو کبہی "یشل بایر" پکارے جاتا نہ سنا تاہم کوئی اور بہتر نام دستیاب نہ ہونیکی وجہ سے مین بہی روسی مصنفین کے اس نام کو استعمال کرونگا۔ مصنف

ان سے حملہ آور دشمن پر پہلو پر سے نہایت مہلک اور تباہی بخش آتشباری ہوسکتی تھی - چنانچہ اپنی بغلی خندقون کی وجہ سے دوسری لڑائی مین رسیونکی تمام کوششین بیکار رہین - اس مورچہ مین دو پلٹنین - ایک باتری پانچ توپون کی (چھٹی توپ ۲۰ جولائی کو لڑائی مین ٹوٹ گئی تھی) اور چندچہ کس سوار مقیم تھے - یہ سوار گشت - بعیدی چوکی - اور توپخانہ کے متعلق کامون مین مدد دینے کے لئے تھے -

دوسرے مورچہ مین جو تقریبًا ہمارے مورچہ کی سیدہ مین اور اوسکے متصل داہنی جانب تہا دو پلٹنین اور آدہی باتری مقیم تہی - ہماری بائین طرف سے نصف میل آگے کو نکلے ہوئے بوگوا سے قریب دو چھوٹے مورچے یا ردمے تہے - ہمارے مورچہ کا رخ ٹہیک شمال کو اور ان دونون کا شمال مغرب کو تہا - انمین سے ہر ایک مین ایک ایک پلٹن اور ایک ایک یا دو دو توپین تہین -

ان چارون (دو چھوٹے اور دو بڑے) مورچون سے جانق بایر پر اوسکی قدرتی بناوٹ کے حسب حال ایک مضبوط گڑہ بنگیا تہا جسمین ایک برگیڈ (۶ پلٹنین یعنی تخمینًا ۳۵۰۰ آدمی اور ۱۱ توپین تہین) مقیم تہا - اسکا طول شرقًا غربًا ساڑہے تین میل تہا - اور وہ نیکوپولی سڑک سے زاویہ قائمہ بناتا ہوا انقاطع کرتا تہا - خندقین چار فیٹ گہری تہین - مورچوزمین کی قدرتی بلندی کے علاوہ بیس بیس فیٹ بلند تہے - ہمارا بائیان بازو غیر محفوظ اور کہلا تہا مگر اسطرف بہی ایک منفرد مورچہ بند "ایڈوانس پوسٹ" (آگے کو بڑہی ہوئی چوکی یا ایسی گڑہی یا چوکی جسمین فوج طلیعہ رہے) شمال مغرب مین اڑہائی میل کے فاصلہ پر اوپانتز کے قریب موجود تہی - جسمین دو پلٹنین مقیم ود کے راستون کی محافظ تہین - اسیطرح کی ایک اونچی چوکی اول الذکر سے تین میل بجانب جنوب اوس پل کی محافظت کو لئی تہی جسپر سے ارغانیہ سڑک دریا وِد سے گذرتی ہے - اسمین ایک پلٹن تہی -

ہمارے داہنے بازو پر بہی مشرق رویہ ایک مضبوط گڑہ تیار کرلیا گیا تہا - اس مین تین پلٹنین اور دو آدہی آدہی باتریان تہین - یہ آدہی آدہی باتریان دو ٹہوس مربع شکل کے مورچون پر نصب تہین - روسی انکو گریوتتزا مورچے نمبر ۱ و نمبر ۲ لکہتے ہین - ہم ان کو

باش طابیہ کر پکارتے تھے - آیندہ مین اُنہین اسی نام سے لکہونگا -

کل متذکرہ بالا گڑہ اور مورچے ملک عثمان کے کمپ کا یساری بازو تہے - یہ بازو عادل پاشا کے زیر کمان تہا جس کے ماتحت ایک ڈویژن (بارہ پلٹین) تین باتریان - نظام کیولری کے دو رسالے اور چرکسون کا ایک دستہ تہا -

ہمارا (یعنی عثمان کے کمپ کا) یمین حسن صابری پاشا کے ماتحت تہا - اور اوسکا رُخ جنوب رویہ تہا - اسکی جمعیت بہی یساری فوج کے برابر تہی - اسوقت شیر کے پاس ۳۳ پلٹنین ۵۷ توپین چہہ رسالے نظام کیولری - دو رسالے عثمانیہ کاسکون کے اور چارسو چرکس بیقاعدہ کلہم ۲۰ ہزار آدمی تہے - اسین وہ فوج شامل نہین جو لوفچہ کو بہیجدیگئی تہی - دونون بازوؤن (یمین و یسار) کی فوجون کو وضع کرنیکے بعد شیر کے پاس ریزرو مین نو پلٹنین - ساڑہے تین باتریان اور چار رسالے تہے - انمین سے ایک پلٹن پلیونا مین تہی - باتریان اور رسالے شہر سے مشرق کیطرف کی پہاڑی کی چوٹی پر جسپر کہ مشیر کا ہیڈکوارٹر تہا مقیم تہے - ریزرو فوجکی باقیماندہ آٹھ پلٹنین پہاڑی مذکورہ کے جنوبی اور مشرقی دامنون پر فروکش تہین ریزرو کی ۲۲ توپین اسطرح نصب کی گئی تہین کہ میدان جنگ کا دو تہائی حصہ اونکی زد مین تہا - مختلف مقامات پر فوجکی تعیناتی اور موقعہ بموقعہ مورچے تیار کرنیکے نقشے بنانے مین چونکہ مینے بہی مدد دی تہی - اس لئے یہ باتین مجہے اچہی طرح سے یاد رہی ہین - علاوہ برین چونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ عثمان کی مورچہ بندیان اور فوجکی تقسیم و تعیناتی خود ہی اپنی نظیر تہین - اور انکو ماہران فن حرب استفادہ کے لئے قابل تقلید نمونہ قرار دیتے ہین - مینے اونہین بالوضاحت بیان کردینا ضروری سمجہا - اور اس طوالت کے لئے کسی معافی کی ضرورت نہین دیکہتا - ترکی فوج کا پہیلاؤ وِد کے پل یعنے مغرب سے لیکر بجانب شرق باش طابیہ تک سات میل اور اوپانتز سے سبز پہاڑی تک شمالاً جنوباً تخمیناً ۶ میل تہا -

ہمارے مورچے اندر سے کہو کہلا کرکے اونمین سونے - گودام - کہنی اور اصطبلون کا کام دینے

---

*۲۰ جولائی کو ہمارے پاس ۵۸ توپین تہین - اس کے بعد جیسی چہہ توپین صوفیا سے آئین ویسی ہی چہہ لوفچہ کو بہیجدیگئین - اور ایک ٹوٹ گئی تہی - پس باقی ۵۷ رہین - مصنف -

کے لئے کوٹھریان بنادی گئی تھین - اِن کوٹھریون کو ہمین اسطرح تیار کرنا پڑا تھا کہ لکڑی کی بہت کم ضرورت پڑے - کیونکہ پلیونا کی مشرق اور شمال کیطرف کی پہاڑیون پر بمشکل کوئی درخت پایا جاتا ہے - مگر جنوب اور مغربی جانب کی پہاڑیون پر بہت سے شاندار باغ اور تاکستان موجود ہین - پہلدار درختون کے کاٹنے کی ممانعت کردی گئی تھی - کیونکہ ادن سے نہایت نفیس اور وافر غذا کا سامان میسر ہوتا تھا - چہتین شکستہ چوبی سامان کے ٹکڑون اور اِسی طرح کے عجیب و غریب مختلف قسم اور شکلون کے چوبی تختون سے پاٹی گئین - اور سہارے کیلئے ادن کے نیچے خیمون کی چوبین اور تیر کہڑے کردئے گئے - کوٹھریون کی دیوارون کو پتھرون سے جنہین بڑا سبد نما ترچھا ترچھا کر مطلب کے مطابق گہڑ لیا گیا تھا مضبوط کی گئی تھین - اور فرش پر ذبیحہ جانورون کے دہوپ مین خشک کئے گئے چمڑے - پایال کی موٹی تہہ - بھیڑونکی کھالین اور جھل لیٹنے کے لئے بچھا دئے گئے تھے - جس شخص یا جماعت کو پلیونا یا کسی متصلہ گاؤن مین جانیکا اتفاق ہوتا وہ وہان سے کچھہ نہ کچھہ یعنی کوئی اوزار - آلہ یا کارآمد برتن ضرور لئے آتی - ترک باشندے یہ چیزین خوشی سے خودبخود اور بلغاری خوف کے مارے دیتے تھے بلکہ میرا خیال ہے کہ اکثر چیزین انسے بجبر لیجاتی تھین - جبرًا لینے کے لئے ہمنے "مستعار لینے" کی اصطلاح گہڑ رکھی تھی - ہمارے پاس نقدی کچھہ نہ تھی - لیکن اگر کسی چیز کا مالک چاہتا تو اوسے تحریری رسید لکھدیجاتی تھی - جنکی نسبت بلا اندیشۂ تردید کہا جاسکتا ہے - کہ اونکا روپیہ کبھی ادا نہ کیا گیا ہوگا - پس ہم اسطرح ہر روز اپنی آسائش کے سامان بڑہاتے رہتے تھے - لقال جسکی مستعدی بینظیر - ذہن رسا ہر وقت حاضر اور جو ایک ہزار ایک ہنر جانتا تھا میرے دستہ کے حق مین فرشتۂ رحمت تھا - چنانچہ ہمارے مکان دوسرے دستون کے لئے نمونہ کا کام دیتے تھے - پانی اور فضلہ کی نکاسی کے انتظام مین ہمین بہت تردد کرنا پڑا - سپوراور مین ہر وقت کامل صفائی پر مصر رہتے تھے - ترکون کو اسکی چندان پروا نہین ہوتی - مگر ہم اول لفٹننٹ کو اپنے ڈھب پر لے آئے اور اوسنے اسبارہ مین ہماری تقلید کرکے ہم جیسا ہی انتظام کردیا - اور اسطرح دیکھا دیکھی دوسرے کپتیون نے بھی اوسی طرح کردیا - جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ کل کیمپ مین ہمارے مورچہ کی صحت سب سے اچھی رہی - پانی کے ذخیرہ کی

جو چندان وافر نہ تھا جہانتک گنجایش نکل سکتی ہم سپاہیون کو اپنے جسم اور کپڑے دہوتے رہنے اور تختون اور برتنون وغیرہ کو مانجتے رہنے کی سخت تاکید کرتے رہتے۔ صفائی کے انتظام مین دافع عفونت وتقدی ادویہ کی قلت بہت حارج ہوتی تھی۔ مگر مینے ایک فوجی اسپتال کے مہتمم ادویہ سے پرمن گنیٹ آف پوٹاش (یعنی کا مرکب) کیڑون کے مارنیکے پوڈر۔ اور کاربولک ایسڈ (ایک قسم کا تیزاب) کی کچھہ مقدار ڈالی تھی۔ صابن ہمنے پلیونا سے "ستعار" حاصل کیا۔ کیونکہ راشن کے ساتھہ جو ملتا تھا وہ ناکافی ہونیکے علاوہ باقاعدہ نہین ملا کرتا تھا بتیون کی بھی یہی کیفیت تھی اور وہ بھی اسیطرح حاصل کرلی گئی تھین۔ پھر بھی چونکہ ذخیرہ وافر نہ تھا سپاہیون کو دن مین صرف ایکدفعہ کے استعمال کے لئے صابن دیا جاتا تھا۔ پوڈر مین ایسی کنجوسی سے صرف کرتا تھا کہ گویا وہ طلائی ریگ ہے۔ لیکن ترکون کو کیڑون مکوڑون کی ویسی پروا بھی نہ تھی جیسی کہ مجھے اور جبکہ ان ننھے ننھے سے مہمانون کی رونق افروزی ناگوار گذرتی تھی۔ پینے کے لئے پانی اوس چشمہ سے لایا جاتا تھا جو بقال نے دریافت کیا تھا۔ دوسرے کامون کے لئے بیل گاڑیون پر ایک میل کے فاصلہ سے ہر روز گریوسترا سے پیپے بھر کر لائے جاتے تھے۔ مورچہ سے بارش کے پانی کے نکاس اور اوس سے ٹب بھر لینے کا بھی انتظام کر لیا گیا تھا۔

خط محافظت کے سامنے سے کل ایسی چیزین جو حملہ آور غنیم کو پناہ کا کام دیسکتین دور کردیگئی تھین۔ اسیطرح سے جو جھاڑیان کاٹی گئین دہوپ مین سکھاکر انکا ایندہن بنالیا گیا تھا۔ ہمارا مورچہ ۲۹ جولائی کو مکمل ہوگیا۔ مگر اکثر دوسرے خاصکر انکو اندر سے خالی کرنیکا کام لڑائی کے بعد جاکر ختم ہوا۔ کئی جگہہ سپاہی مٹی کی جھونپڑیون یا خیمون مین سوتے۔ ایک جگہ مینے معاگنی لکڑی کی کپڑے رکھنے کی بڑی الماری کو چھہ سپاہیون کا گھر بنا ہوا دیکھا جو اوس کے خانون مین گھسکر اسیطرح سے سوتے تھے۔ جسطرح جہاز کی خانہ نما چھوٹی چھوٹی کوٹھریونمین مسافر آرام کرتے ہین۔ دوسری جگہ چند سپاہیون نے کھانیکی میز کو خوابگاہ بنایا ہوا تھا۔

پلیونا کی مجوزہ مورچہ بندی اگست کے اخیر مین مکمل ہوئی اور مغربی جانب کی مورچہ بندی کہین اکتوبر مین جاکر ختم ہوئی۔ انگلی بچو انکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ۱۳ اگست کو ۳۰ جولائی کی نسبت ہمارے پاس دو گنے مورچے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روسی مورخون کا

یہ بیان بالکل غلط ہے کہ پلیونا کی مورچہ بندی جولائی کے اخیر مین ہی مکمل ہوگئی ہوئی تہی -

۲۹ جولائی کی سہ پہر کو کل فوج مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ لڑائی ہوا ہی چاہتی ہے - تمام اعلے افسر ہیڈکوارٹر مین بلائے گئے - اور رات پڑنے سے پہلے ہم سب کو مفصل ہدایات سنائی گئین میجر نے ہم افسرون کو ایک جگہ بلاکر مناسب وقت تقریر کی - سپاہیون کو جوش اور شگفتگی کی کوئی انتہا نہ تہی - اونکو فتح کا پورا یقین تہا - اور فوج کی عام اخلاقی حالت حسب مراد تھی -

ہمنے تاریکی چہا جانے سے پہلے ہی کل انتظام مکمل کر لئے - فی کس پانچ سو کے حساب سے کارتوس تقسیم کئے گئے - جنمین سے اسی اسی ہر ایک سپاہی نے تہیلون مین ڈال لئے - اور باقی مورچہ مین ذخیرہ کئے گئے - جہولے بسکٹون سے اور بوتلین سرد قہوہ سے بہر لی گئین - مورچہ کی گودامی کوٹہریون مین غذا وافر جمع تہی - ٹینون مین پینے کا پانی بہر کر اونہین خندقون مین رکہدیا گیا - زخمیون کو ہسپتالون مین لیجانیکے لئے گاڑیان عقب مین تیار کر کے کہڑی کر دی گئین گہوڑون پر زینین اور ساز لگا دئے گئے - کہ اگر غنیم مورچہ کو فتح کرے تو وہ توپون اور زائد گولہ بارود کو لیجانیکے لئے تیار کہڑے ہون - تلوارون اور سنگینون کو تیز کیا گیا - رائفلون کو صاف کر کے اونکی دیکھ بہال کیگئی - اور ڈاکٹر نے اپنی چہڑیون - آریون اور سلائیون اور موچنون کو اچہی طرح سے پرتال لیا - ہم صف بستہ کہڑے تہے کہ فریق عادل پاشا معاینہ کو آگئے - ہمنے فوجی قاعدہ کے مطابق بندوقین اوٹہا کر سلامی اتاری - مورچہ کو دیکھکر اونہون نے خوشنودی کا اظہار کیا - پہر کچھ عرصہ ہمارے خانگی (یعنی بود وباش کے) انتظامات کو دیکہتے رہے - مینے اور جیک نے صفائی کا جو انتظام کر رکھا تہا - اوسے دیکہکر اونکے خوبصورت چہرہ پر ایسی مسکراہٹ نمودار ہوگئی جسمین تلطف آمیز حقارت کے آثار پائے جاتے تہے - کیونکہ ترک صفائی کی اہمیت کو خفیف سمجہنے کیطرف میلان رکہتے ہیں -

اکثر سپاہی کل ہتہیار اور وردی لگائے دس بجے سو گئے - اوٹ پوسٹون (العیدی چوکیون) کی جمعیتین بڑہا دیگئین اور ساری رات تاریکی مین مسلسل معاینہ اور متواتر گشت ہوتی رہی - کپتان اور اول لفٹنٹ اس کام پر تمام شب باہر رہے - جس سے عارضی طور پر کمپنی کی کمان میری تفویض مین رہی - مین اور جیک نوبت بہ نوبت دو دو گھنٹے سوتے رہے - جب میری

باری جاگنے کی آئی تو مین فصیل پر ایک سٹول بچھا کر بیٹھ جاتا اور دوربین آنکھون سے لگائے ہوئے افق کو دیکھتا رہتا ۔ دوسری طرف سانس بند کئے اسطرح سے کان لگائے رہتا کہ ذرا سی مخدوش آواز بھی سنائی دیجائے ۔ مگر مجھے کوئی ایسی چیز دکھائی اور کوئی آواز سنائی ندی جس سے دشمن کے قرب کا حال معلوم ہوجاتا ۔ میرے قریب توپچی اپنی توپون پر پہرہ دے رہے اور سامنے قریب ترین خندق کے کنارہ پر سنتری گشت کر رہے تھے ۔ اور دائین بائین دوسرے افسر بھی وہی کام کر رہے تھے جو مین کر رہا تھا ۔ یعنی بیحس وحرکت بیٹھے نگرانی اور دشمن کا انتظار کر رہے تھے ۔

پہلی رات صاف اور نکھری ہوئی تھی ۔ طلوع فجر کے قریب مطلع مکدر ہوگیا ۔ اور کل میدان مین نہایت گہری سفید کہر چھا گئی ۔ دو بجے جھپک آگیا ۔ اور مین نیچے جاکر سو رہا ۔ اثرات پہلی لڑائی کی شب پیشین کیطرح مجھے کوئی وسوسہ نہوا ۔ نہ صبح کی لڑائی سے طبیعت مین کوئی خوف پیدا ہوا ۔ ۲۹ جولائی کو پلیونا فوج کی معافی ترتیب حسب ذیل تھی :-

کمانڈر :- مشیر عثمان پاشا

سٹاف کا اعلے افسر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :- لفٹننٹ کرنیل خیری بک - لفٹننٹ کرنیل رؤف بک

املی ایڈیکانگ (یاور) :- لفٹننٹ کرنیل طلعت بک

کیولری کا کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

آرٹلری کا کمانڈر :- کرنیل احمد بک

اعلے سرجن (ڈاکٹر) :- کرنیل حاسب بک

اوّل ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ :- کمانڈر :- کرنیل امین بک

اول رجمنٹ :- کمانڈر :- لفٹننٹ کرنیل محمد ناطف بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

دوم رجمنٹ :۔ کمانڈر۔ کرنیل عمر بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
ایک باتری (۴ پونڈر) اسپی توپخانہ کی

دوم بریگیڈ :۔ کمانڈر :۔ بریگیڈیر قرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ لفٹنٹ کرنیل محمد بک

تین پلٹن ردیف انفنٹری

چہارم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ لفٹنٹ کرنیل سلیمان بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹنیں ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
دو رسالے نظامیہ کیولری کے
ایک سو بیقاعدہ سوار

دوم ڈویژن

کمانڈر :۔ بریگیڈیر حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ :۔ کمانڈر :۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

پنجم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ کرنیل یونس بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

ششم رجمنٹ :- کمانڈر :- کرنیل سعید بک

ایک پلٹن	نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن	ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی

ایک باتری (۳ پونڈر) کوہی توپخانہ کی

چہارم بریگیڈ :- کمانڈر :- بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک

دو پلٹن	نظامیہ انفنٹری
ایک پلٹن	ردیف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ :- کمانڈر :- کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن	نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن	ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی

دو رسالے نظامیہ کیولری کے

ایک سو بیقاعدہ سوار

ریزرو

کمانڈر :- بریگیڈیر صادق پاشا

ایجوٹنٹ :- لفٹنٹ کرنیل عبد اللہ بک

انفنٹری کا کمانڈر :- لفٹنٹ خیری بک

دو پلٹن	نظامیہ
۷ پلٹن	ردیف

کیولری کا کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

دو رسالے	نظامیہ

۲ رسالے عثمانیہ کاسکون کے
۲ سو بیقاعدہ سوار

آرٹلری کا کمانڈر :۔ کرنل احمد بک

۲ باتری (۲ پونڈر)

۲ جزو (یعنی ۴ توپین) (۶ پونڈر)

ایک باتری اسپی (۴ پونڈر)

انجنیرون کی ایک کمپنی

فوج مقیمہ پلیونا کی میزان :۔ ۳۳ پلٹن ۔ ۹½ باتریان ۔ ۸ رسالے ۔ چار سو بیقاعدہ سوار اور ایک کمپنی انجنیران ۔ جملہ ۲۰ ہزار آدمی اور ۵۷ توپین ۔

فوج مقیمہ لوفچہ

کمانڈر :۔ بریگیڈیر رفعت پاشا

ایجوٹنٹ : کرنیل توفیق بک

ایک پلٹن نظامیہ شناسرون کی

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری

چار پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر)

ایک سو بیقاعدہ سوار

پلیونا فوج کی میزان بمعیت فوج مقیمہ لوفچہ :۔ ۳۹ پلٹنین ۔ ۱۰½ باتریان ۔ ۸ رسالے پانسو بیقاعدہ سوار ۔ ایک کمپنی انجنیران ۔ جملہ ۲۴ ہزار آدمی اور ۶۳ توپین ۔

افواج جو رومانوی اور سربی حدود پر متعین ہین

کمانڈر :۔ بریگیڈیر محمد عزت پاشا (در ویڈن)

بمقام ویڈن :۔ ۱۲ پلٹن ۔ ایک رسالہ ۔ ایک میدانی باتری ۔ پانچسو گراں زن قلعجاتی توپین

شمال مغربی سرحد پر - ۴ پلٹنین -

بمقام لوم پلنگہ :- ۳ پلٹنین - ۴۰ قلعجاتی توپین -

بمقامات راہوا و بشتی :- ۵ پلٹنین - ۲۰ قلعجاتی توپین

میزان :- ۲۴ پلٹنین - ایک باتری - ۱ رسالہ - ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

جملہ ۱۲ ہزار آدمی -

میزان جملہ فوج جو مغربی بلگیریا مین عثمان پاشا کے زیر کمان مامور تھی :- ۶۳ پلٹنین - ۱۱½ باتریان اور ۹ رسلے یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی - ۶۹ - توپین اور ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

پلیونا کے گرد کے مورچون اور ناکون پر حسب ذیل کمانڈر تھے -

دوکاپل :- میجر کاظم - بوکووا کے مورچے :- لفٹنٹ کرنیل سلیمان بک

جانق بائر کے مورچے :- کرنیل امین بک - باش طابیون پر :- بریگیڈیر قرہ علی پاشا

ہیڈ کوارٹری باتریان :- کرنیل احمد بک - دو بڑے مورچونپر جو ہیڈ کوارٹری پہاڑی سے مشرق اور بلگیرینی سڑک کے جنوب مین تھے - بریگیڈیر طاہر پاشا - بریگیڈیر عطوف پاشا

سبزی پہاڑی کا مورچہ :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک - کرشن سڑک کا مورچہ :- کرنیل یونس بک

شہر پلیونا :- میجر موسے

باب ہشتم

پلیونا کی دوسری لڑائی

۳۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

۳۰ - جولائی کو صبح کے ۶ بجے ہم اپنے اپنے مورچون مین تیار کھڑے تھے - چارو طرف دھند چھائی ہوئی تھی جسمین سے نگاہ کچھ کام نہین کرسکتی تھی - ہماری مورچہ کی دوسری پلٹن ۸ کمپنیون مین منقسم تھی

اوسکی ہر ایک کمپنی کی نام نہاد جمعیت سو آدمی کی تھی - مگر فی الحقیقت اسّی سے لیکر ۹۵ تک تھی ہر کمپنی دو سکوڈرون مین منقسم تھی اور ہر سکوڈرن ایک ایک لفٹننٹ کے ماتحت تھا - ہماری پلٹن مین چار کمپنیان تھین - یعنی ہمارے مورچہ اور اوسکے توابعات (خندقون اور چوکیون) مین بارہ کمپنیان تھین - انمین سے مین اپنی پلٹن کی کمپنیون کو الف ب ج د اور دوسری پلٹن کی کمپنیون کو م ن و پ ق ر س ت پکارونگا - یہ نام صرف مینے سہولت اور اختصار کے لئے مقرر کئے ہین - انکو اصلی نام نہ سمجھ لیا جائے - ا تا د کمپنیون مین سے ہر ایک مین ڈیڑہ سو سے ۱۶۰ تک آدمی تھے - اور م تا ت کمپنیون مین سے ہر ایک مین اسّی سے پچاسی تک - میری کمپنی ج تھی - یہ بارہ کمپنیان مختلف موقعون پر اس طرح سے تقسیم کی گئی ہوئی تھین - م پہلی اور ن دوسری خندق مین - (خندقون کی ترتیب پرلی طرف سے شروع کی گئی ہے) و پ نالہ کے جنوبی دامن اور ساحل پہ اوسجگہ درختون کا جو گھنا جھنڈ تھا اوسے کھڑا رہنے دیا گیا تھا - ق تیسری خندق مین (کہ یہ کمپنیان سکرمشنگ کے لئے لمبی قطارون مین پھیلی ہوئی تھین) - ر و س بائین (مغربی) اور الف دائین (مشرقی) بغلی خندق مین تھی - ب و ج مورچہ مین اور د و ت بطور ریزرو مورچہ کے عقب مین تھین - پانچ توپین اور انکے اسّی یا نوے گولنداز کرنیل - دونون میجر اور انکے سٹاف اور بارہ ایک چرکس بھی مورچہ کے اندر تھے - اور عقب مین ریزرو کے ساتھ ہمارے ڈویزن کو دونون نظامیہ سالے اور چرکسون کی ایک جماعت بھی تھی - فریق اور اسکا سٹاف لڑائی کے آغاز مین ہمارے پاس تھا - بعد ازان وہ ہماری دائین طرف کے مورچہ کو چلا گیا - جہان کام ایسی خوبی اور صفائی سے نہین ہو رہا تھا جیسا کہ ہمارے مورچہ مین -

کمپنیون کو بشرط ضرورت واپسی کے لئے یہ ہدایات کی گئی تھین م ن پر ہٹے - م اور ن ملکر د اور پ پر اور م ن د پ ملکر ق پر پھر بگر م ن اور د (بائین طرف) ر و س پر اور پ و ق (دائین طرف) الف پر - بعد ازان دونون بغلی خندقون کی فوجین مورچہ کو - اور اگر مورچہ پر بھی غنیم قابض ہو جائے تو کل جمعیت جنوب رویہ بلگرینی سڑک کو اور سب سے آخر پلیونا کی شرقی پہاڑی پر ہٹ جائے -

میری کمپنی مورچہ مین تھی - جہان ہم شیلون کے سوا اور سب چیز سے محفوظ ہے - مورچہ کی

فصیل ہمکو دشمن کی رایفلون کی آتشباری سے ہی محفوظ رکہنے کا نہین بلکہ ہمکو ہماری رایفلون کے سہارے کا بہی کام دیتی تہی - اور اسی سہارے کی وجہ سے ہماری آتشبازی اور نشانہ ٹہیک زد پر پڑتا تھا - کمپنی کے تینون دستے باتری سے داہین طرف اکہری قطار مین کہڑے تہے - مین قطار کے درمیان مین - جیک مجہہ سے بائین باتری کی متصل مورچہ کے آخری سرے پر مجہہ سے داہین اور ابراہیم معہ کلر سکویڈ میرے پیچھے تہا - کمپنی مین غیر مصافیون کے سوا اسوقت ۱۵۵ افسر - نن کمشنڈ افسر اور سپاہی تہے - بارہ آدمی ہسپتالون مین تہے -

صبح نہائیت سخت انتظار مین کٹی - ۹ سے ساڑہے ۹ بجے تک ہمنے انتظار کیا - اور گوش برآواز رہے مگر کوئی چیز وقوع مین نہ آئی - ساڑہے ۹ بجے ہمنے بائین طرف نیکوپول سڑک پر گہوڑونکی ہماری طرف آنیکی آواز سنی - چند منٹ بعد سپاہیون کو بیٹھنے اور لیٹ جانے کی اجازت دی گئی - فی سکویڈ صرف دو دو آدمی فصیل پر نگرانی کے لئے رکھے گئے - اور کچھہ آدمی ناشتہ پکانے مین گارڈیانون کو مدد دینے کے لئے نیچے بہیجدئے گئے - کپتان نے سنا دیا کہ دشمن ابہی چند گھنٹون تک نہین آئیگا - سپاہی زمین پر بیٹھ گئے - مین اور جیک فصیل پر چڑہکر کوہر مین سے دوربینین لگاکر دیکھنے لگ گئے - مگر خلا مین دیکھنے سے آنکھین جلد گھبرا جاتی ہین - ہم نگران سپاہیون کو ہوشیار رہنے کی تاکید کرکے نیچے اتر آئے یہ تاکید فضول تہی کیونکہ دکھائی کچھہ نہین دیتا تہا - اور صرف اپنے ہی اون سپاہیون کی جو خندقون مین تہے - آوازین سنائی دیتی تہین - اور سب طرح سناٹا تہا -

افسرون کا گروہ یعنی مختلف افسرون کے سٹاف ہسے قریب ایک میز کے گرد جو بانسی ٹوکرے کی بنائی گئی تہی کہڑے یا بیٹھے ہوئے نقشہ کو دیکھہ رہے تہے - ہمارا کپتان ایک آرام کرسی پر جو خدا معلوم کہانسے چورائی گئی تہی بیٹہا ہوا اونگھہ رہا تہا - جب مین اور جیک فصیل سے نیچے اترے - تو وہ آنکھین کہولکر مکارانہ انداز سے مسکرا دیا - کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اس اکتا دینے والی حالت موجودہ مین ہمارا جوشِ نوجوانانہ بہت جلد سرد پڑجائیگا - مرطوب الخبرات جو ہمکو احاطہ کئے ہوئے تہے - پر جوش آتش فشانکو بہی سرد کر دینے کے لئے کافی تہے - تہوڑی دیر مین ناشتہ آپہونچا اوس مین رات کی پکی ہوئی روٹیان اور اُبلے ہوئے چاول تہے - اس کے کہانے سے ہماری طبیعتین پہر نہائیت شگفتہ ہوگئین -

محمد کو اوسوقت بہی شطرنج کا خبط لگیا - بساط اور موہرے وہ پلیونا کے مکان سے چورا لایا تہا - اوسنے
بازی کہیلنے کا تقاضا کیا - اور بقال کی فراغ پشت کی آڑ مین اوسنے جبکہ قبر اوسکے انتظار مین مونہہ
کہولے ہوئے تہی مجہسے بازی کہیلی - مین امید کرتا ہون کہ اسوقت وہ حوران جنت سے شطرنج کہیل رہا
ہوگا - اوسنے مجہے شہ مات دی - مگر پہلی جیسی آسانی سے نہین - اس معاملہ پر وہ بہت دیر تک فکر کرتا رہا -
تنباکو پینے کی اجازت ملگئی تہی - لیکن بولنے کی سخت ممانعت تہی -

ہیجو باشی طابیون سے غالباً ہوشیار کرنے یا دشمن کی حرکت کا پتہ دینے کے لئے ایک تو پ سے ہوئی
اوسی وقت کپتان کرسی سے کہڑا ہوگیا - بساط اور موہرے کسی سوراخ مین رکہدئے گئے جو اوسکے رہے تہے وہ
چونک کر بیدار اور اپنے تئین ایسا ظاہر کرنیکی کوشش کرنے لگ گئے کہ گویا وہ سوتے نہین تہے - لیکن اس
کوشش سے اونکا راز فاش ہو رہا تہا - اور بیسیون سگرٹ فصیل سے پرے پہینکدئے گئے جنکی چمکتے ہوئے
سرے اسطرح معلوم ہوتے تہے کہ آتشبازی کی پہلی کہیل شروع ہوگئی ہے - افسران کے گروہ مین
عجب حرکت پیدا ہوگئی - اردلی اور یاور ادہر ادہر دوڑنے لگ گئے - کمانون (حکمون) کی بوچہار شروع
ہوگئی - اور سوار کوہرے کے اندہیر گہپ مین حکم لیکر ادہر ادہر دوڑ گئے - اتنے مین نیکوپولی کی سڑک پر
شمال کیطرف سے سوارون کی ایک بڑی جماعت کے دوڑنے آنیکی آواز سنائی دی اور وہ سرپٹ گہوڑے
دوڑاتے بیس منٹ کے بعد پہونچگئے - اوسی وقت گولندازون کو حکم دیا گیا اور اونکے افسرون نے توپون کی
شست وغیرہ درست کرلی - اوسوقت عام ہلچل پڑی ہوئی تہی - اس عام تحرک کے موقعہ پر فصیل کے
سنتریون نے کسی شخص کو للکارا جسپر کپتان اور مینے فصیل پر چڑہکر ایک ملازم کو نیچے کہڑا ہوا دیکہا جسکی شکل
تاریکی مین ٹہیک نہین پہچانی جاسکتی تہی - اوسنے بآواز بلند کہا :-

"پہلی خندق کے کپتان نے یہ پیغام دیکر مجہے بہیجا ہے کہ دشمن بہ تعداد کثیر اوسکے مقام تعیناتی کے سامنے
نمودار ہوگئے ہین - ایڈہ والسنڈ پاسٹون (یعنی بعیدی چوکیون سے بہی پرے کی چوکیون) کے سنتری کہتے ہین کہ
شور وغل سے دشمن کی جمعیت ۲ پلٹنون اور کئی باتریون کی معلوم ہوتی ہے - کوئی کیولری اونکے ساتہ معلوم
نہین ہوتی" - کپتان نے یہ پیغام ہیجو کو سنا دیا - اور تہوڑی دیر میز کے گرد صلاح ومشورہ ہوتا رہا - اوسکے بعد
عادل پاشا اوس موقعہ پر جہان مین کہڑا تہا فصیل کے پاس آیا - اور مینے اوسکو ہاتہ سے پکڑکر اوپر چڑہا
لیا - اوسمین اب وہ جوانی کا بل اور پہرتی نہیں رہگئی ہوئی تہی - اس لئے مجہے مدد دینی پڑی تہی - ملازم

اور عادل پاشا مین حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

عادل - کیا تمنے کسی آتشباری کی آواز سنی ہے؟

ملازم - نہین صاحب - صرف دسی توپ کی آواز آئی تھی جو مشرق مین سر ہوئی تھی -

عادل - تم کس موقع سے آئے ہو؟

ملازم - صاحب - پہلی خندق سے -

عادل - کیا تمہارے ایڈوانسڈ پوسٹ پیچھے ہٹ آئے ہین؟

ملازم - ہان صاحب - جونہی اونکو معلوم ہوا کہ دشمن قریب پہونچگیا ہے وہ پیچھے ہٹ آئی - مگر معمولی سنتری ابھی تک لائن کے آگے موجود ہین -

عادل - تم جھٹ پٹ واپس جاکر اپنے اور نیز دوسری خندق کے کپتان کو کہدو کہ ان خندقون کی حفاظت کی خاطر کوئی نقصان برداشت نہ کرین - جب مناسب وقت پہونچ جائے اونکو فی الفور خالی کردیا جائے - مگر اسکے برخلاف تیسری خندق اور نالہ کی اوسوقت تک برابر حفاظت کیجائے جبتک کہ ایسا کرنا ناممکن ہوجائے -

ملازم - سنتے ہی کوہر مین نظر سے غائب ہوگیا - اور پاشا فصیل سے نیچے اترکر دریافت کیا "کیا تمہارے پاس دیاسلائی ہے؟" (اللہ اکبر - ترک سگرٹ کے کیسے عاشق شیدا ہین کہ اوسوقت بھی عادل انکے بغیر نہ رہسکا مینے کبھی آدمی دیکھے جو دنمین سو سو مرتبہ تمباکو پیتے تھے -) مینے اوسے دیاسلائی دی اور وہ سگرٹ سلگاکر اپنے افسرونمین جاملا -

گولندازون نے اپنی توپون کی نشست دوبارا درست کی اور ساڑھے آٹھ بجے ہماری پانچون توپون نے گولہ باری شروع کردی - اور تھوڑی دیر بعد دائین طرف کے مورچہ کی تینون توپون نے بھی تقلید کردی - چند منٹون کے بعد روسیون نے بھی جواب دینا شروع کردیا - اونکی توپونکی آواز سے اونکا فاصلہ میل سوا میل کے قریب شمال رویہ معلوم ہوتا تھا - اونکے چند گولے بھی شرانے بھرتے ہوئے ہمارے سرونسے گذرے - مگر وہ یا کوئی اور چیز مطلقاً دکھائی نہ دیتی تھی - خدا معلوم گولے کہان جاکر پڑرہے تھے - ہمارے درمیان کوئی گولہ نہ گرا - آدھ گھنٹہ تک یہی کیفیت رہی - بعد ازان کسیقدر روشنی ہوگئی - اور روسی باتریونکی چمک اسطرح دکھائی دینے لگ گئی جسطرح سفید بادل مین بجلی چمکتی دکھائی دیتی ہے - اسپر ہمارے گولندازون نے اپنی توپونکی سیدھ پھر درست کرلی -

دس بجے مطلع اسقدر صاف ہوگیا کہ دھیمنوںسے دشمن کی صفین دکھائی دینے لگ گئین - اسوقت جنوب اور

جنوب مشرق مین بہی زور شور سے گولہ باری شروع ہو گئی - اب ہمکو گولے بہی سر و نسبۃً اوپر گذرتے نظر آنے لگ گئے جس سے ثابت ہو گیا کہ روسی توپون نے بڑی لمبی شست لگائی ہوئی ہے - مگر اسوقت اونکو اپنی غلطی معلوم ہو گئی ہو گی - اور انہون نے بالضرور شست کو درست کر لیا ہو گا - کیونکہ چند لحظون کے بعد ہی گولے مورچہ اور نالہ کے درمیانی حصہ مین گرنے لگ گئے - مینے دوربین سے ہر ایک چمکاری کے موقعہ سے قیاس کر کے شمار کر لیا کہ دشمن کے پاس چالیس توپین ہین - جنکے مقابلہ مین ہمارے پاس اس موقع پر صرف آٹھ تہین مگر ہمارے گولنداز نہایت عمدگی سے گولے مار رہے تہے - میرا تجربہ ہے کہ ترکی آرٹلری تعداد کے سوا اور سب باتون مین روسی آرٹلری سے اعلیٰ اور افضل تہی - عثمانیہ فوج کی اس شاخ کو سب سے بہتر تربیت دیجاتی اور مشق و قواعد کرائی جاتی ہے -

اب مطلع لحظہ بلحظہ صاف ہوتا جا رہا تہا - اور یہ یقینی امر تہا کہ کوہر کے دور ہوتے ہی دشمن کی نفری حملہ کر دیگی - مینے حوصلہ کر کے کپتان کو صلاح دی کہ اس اثنا مین سپاہیون کو کہانے پینے کی اجازت دیدی جائے اونسنے یہ بات مان لی - اور سپاہیون نے چہوٹی چہوٹی جماعتون مین ہو کر باری باری سے ٹبون کے پاس جا کر جو محفوظ موقعون پر رکہے ہوئے تہے - بسکٹون کو تر کر کے کہا لیا - اور اب جیئون و گاڑیبانون نے پیپون کو پہر بہر دیا -

۱۱ بجے موسم بالکل صاف ہو گیا - اور آفتاب کمال تیزی اور حدت سے چمکنے لگ گیا جس سے تہوڑی ہی دیر مین سخت گرمی ہو گئی - سوا گیارہ بجے ہمارے مورچہ کو پہلا گولہ لگا - جس سے مٹی کے پشتہ کو کسیقدر نقصان پہونچا - دوپہر کے قریب خود مورچہ کے اندر پہلا شیل گر کر پہٹا - اوسکے ٹکڑون نے میرے سکویڈ کے دو آدمی زخمی ہوئے - جو پیچھے پہونچا دئے گئے - اسکے بعد تین اور گولے پہٹے - دو سے کوئی نقصان نہوا - مگر آخری سے ایک گولنداز ہلاک اور جیک کے دستہ کے دو آدمی زخمی ہوئے - انمین سے ایک کی انتڑیان باہر نکل آئی تہین - وہ تہوڑی دیر بعد فوت ہو گیا - دو یا تین گولے کمینی تب مین جو باتری سے بائین طرف تہی پہٹے - مگر اونسے کس قدر نقصان پہونچا یہ مجہے معلوم نہین -

اس کے بعد روسی توپونکی شست پہر ہمسے اچک کر ہمسے بائین طرف کو ہو گئی جہان گولے خالی کہیتون مین پہٹتے رہے - مینے کپتان کو صلاح دی کہ پشتہ کو مرمت کرا لیا جائے - اسلیے نہین کہ مرمت ضروری ہے بلکہ اسواسطے کہ بیکاری سے سپاہی اوکتا رہے ہین - وہ ایک شغل مین مصروف ہو جائینگے - کپتان نے

میری تجویز کو پسند کیا - اور اوس کے مطابق عمل کیا گیا -

ہماری توقع کے برخلاف غنیم کی انفنٹری نے کوئی حملہ نہ کیا - حتی کہ اب تک فریقین کیطرف سے ایک انگل بہی سر نہوئی - چنانچہ ہمکو اُس کے لئے اور کئی گہنٹون تک جو صدیون برابر معلوم ہوتے تہے بیحد انتظار کرنا پڑا - مگر توپون کی گرج ایک لحظہ کے لئے بہی بند نہوئی - سب طرف سے بہی دل دہلا دینے والی آوازین آرہی تہین - بوکوواکے دونون مورچے اور دونون باش طابیون کی قلیل التعداد توپین قابل تعریف کام کر رہی تہین - جنوب تو متواتر و مسلسل گرج و رعد کا معدن بنا ہوا تہا - شمال مغرب مین بہی اُدپانتز کے قریب مینے دور بین سے گرد آلود دہوپ مین فاصلہ پر چلتی ہوئی توپون کے شعلے برقی چنگاڑیون کیطرح چمکتے ہوئے دیکہے -

ہمارے مورچہ پر اوس دن پہر کوئی اَور گولہ نہ گرا - مگر ہمسے دائین طرف والے پر بہت زیادہ گولے پڑے - جبر یہ بیکاری کے وقت اور مہلت سے فائدہ اُٹہاکر مینے اپنی بوتلین پانی سے اور جہولے بسکٹون سے بہر لئے میری کمپنی کے آدمیون کو اس دور اندیشی سے بعد مین بڑا فائدہ پہونچا -

اڑہائی بجے دونون طرف سے گولہ باری مدہم ہوگئی اور تین بجے سے کچہہ پہلے رائفلونکی پہلی باڑھ جو سامنے کے میدان مین چلائی گئی سننے مین آئی - چند لمحہ بعد رائفلون کی آتشباری ہمسے قریب پہونچگئی - محمد جو میرے ساتہہ فصیل پر کہڑا تہا - پکار اُٹہا " روسیون نے پہلی خندق لیلی ہے " دوسرے لحظہ مین آتشباری کی آوازمین اور اضافہ ہوگیا - اور محمد پکار اُٹہا " دوسری خندق بہی لے لیگئی ہے " اسکے بعد پندرہ منٹ تک آتشباری یکسان تیزی سے ہوتی رہی - اسوقت روسی نالہ کو لینے کی کوشش کر رہے تہے - اور متفرق گولیان ہمارے سر کے اوپر سے گذر رہی تہین - ہماری دائین طرف کے مورچہ پر بہی اسیطرح معرکہ آرائی کا بازار گرم تہا - اور باش طابیون اور نیز ہمارے پیچہے سے بہی باڑہون کی آوازین آرہی تہین - ساڑہے تین بجے ہمنے اپنے سپاہیونکی بہوس جماعتون کو جنکی حرکات سے گہبراہٹ اور افراتفری کے آثار نمایان تہے - قریب ترین خندق[۹۵] کی فوج مین آکر شامل ہوتے ہوئے دیکہا - ہمارے سپاہیون نے پانچ منٹ تک اِس خندق کی حفاظت ثابت قدمی کے ساتہہ کی - اتنے مین سب طرف دہوان پہیلگیا اور مین مصاف کی جزئیات کو نہ دیکہہ سکا - اب گولیان تابڑ توڑ چلی آرہی تہین اور تعجب ہے کہ مین اور محمد اُنسے

[۹۵] حافظہ سے کام لیکر مین کہہ سکتا ہون کہ مورچہ سے تیسری (یعنی قریب ترین) خندق ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر - نالہ چار سو گز کے فاصلہ پر اور پہلی (بعید ترین) خندق پانسو گز کے فاصلہ پر تہی - مصنف

کس طرح پیچیدہ ہے - مگر مجھکو اونکا خیال بھی صرف اوس وقت ہوا جبکہ کپتان نے باواز بلند حکم دیا[1] "نیچے اُتر آو"

ہمارے سپاہی جنکی صرف سر فصیل سے اوپر تہے بالکل تیار کہڑے تہے - اور کل رائفلین بہری ہوئی تہین - ہماری پانچ توپون مین سے تین کی نشست اسطرح سے درست کر دیگئی تہی کہ ٹہیک سامنے کو فایر کرین اور وہ اسطرح سے تیار ہو کر دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کر رہی تہین - باقی دونون روسیونکی پانچون باتریون پر جو ہمپر رائیگان اپنا گولہ بارود صرف کر رہی تہین شیل پہینکتی رہین -

مین اور محمد فصیل سے اُترے ہی تہے - کہ آخری خندق سے آدمیون کا جم غفیر (م ن و پ ق پانچ کمپنیان) سراسیمگی کے ساتھ باہر نکلا اور دو حصون مین تقسیم ہو کر تحمل و وقار کی نسبت زیادہ تر سرعت کے ساتھ بغلی خندقون کو دوڑ آیا - اِسوقت داہنی طرف کی خندق مین جسمین اوس مقام سے جہان مین کہڑا تہا دیکھ سکتا تہا - آدمیونکے سرون کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا تہا - مگر افسرون نے ہمت و کوشش کرکے اپنے سپاہیون کو صف بستہ کر لیا - اور روسیون کے نمودار ہونے سے پہلے وہان کی کل فوج (تین کمپنیان الف پ ق) باقاعدہ ایستادہ اور فایر کرنیکے لئے تیار ہو گئی - اوسی وقت گہوڑے بھی مورچہ کی توپون کو لیجانیکے لئے تیار کر دئے گئے - اِسکے چند لحظہ بعد ہمارے سکر مشر مورچہ کی پناہ مین آگئے تہے کہ حملہ آور نمودار ہو گئے - اونسے آگے سکرمشون کی کوئی صفین نہ تہین - بلکہ اصل حملہ آور فوج جسکی تعداد میرے خیال مین تین پلٹنین تہین شانہ بشانہ پرے باندہے یکجان ہو کر آخری خندق کے کنارہ پر چڑہی - اور مورچہ سے متوازی قطار باندہکر آگے بڑہی - یعنے ہمارے مورچہ کو بغل سے ہو کر لینے کی کوشش کرنیکے بجائے بالکل سامنے سے حملہ کیا گیا - میری اور جیک کی لڑائی کے بعد رائے تہی - کہ اگر روسی پہلے امر کی کوشش کرتے تو انکو نسبتاً زیادہ آسانی ہوتی کیونکہ ہمارے اور بوکووا کے مورچون کے

[1] مگر مجھے بعد مین معلوم ہو گیا کہ اگر ہمکو پہلو سے ہو کر لینے کے لئے روسی کوشش کرتے تو وہ کامیاب ہوتے - یہ جگہ ساڑہے تین قلبی باتریون کی زمین تہی اور لڑائی کے اِس مرحلہ پر بوکووا کے مورچون کی سپاہ کے علاوہ ہماری اور متصلہ مورچون کی ریزرو افواج اور نیز کل کمپا کی ہنوز دو فوج سے چہ پلٹنین اس موقعہ پر دشمن کے مقابلہ کے لئے فی الفور جمع کیجا سکتی تہین - ان باتونکا مجھے بعد مین علم ہوا - لیکن جیک بے خبر ہوئی تہی جس کے افسر سے مینے اپنی رائے ظاہر کی اوسنے مجھسے اتفاق رائے کرکے کہا کہ اگر مین روسی کمانڈر کی جگہ ہوتا تو پہلو سے حملہ کرنیکی کوشش کرتا مصنف

درمیان نصف میل چوڑی جگہ ہماری فوج سے بالکل خالی پڑی تہی - اور اوسمین سے انفنٹری کی بڑی بڑی
بڑی صفین کسی بڑی تکلیف کے بغیر گذر سکتی تہین - یعنی ایسی قدرتی رکاوٹ جو بالکل نہ ہو موجود نہ تہی -
دشمن نمودار ہی ہوا تہا کہ تقریبًا بارہ بگلون نے فایر کا حکم سنا دیا - اور فی الفور تینون طرفون (یعنے مورچہ
اور بغلی خندقون سے جن سب مین دس کمپنیان تہین) سے تابڑ توڑ باڑہین اور توپونکی گولہ باری
شروع ہوگئی جس سے روسیونکی پیشقدمی قطعًا رک گئی - وہ خندق اور اوس سے پرے نالہ کو ہٹگئے اور
وہان سے ہمپر سخت آتشباری کی - مگر اوس سے ہمین کوئی نقصان نہ پہونچا - تہوڑی دیر کے بعد غنیم نے
پہر حملہ کیا - مگر پہلی کی نسبت تہوڑی تعداد سے جو میرے خیال مین ایک پلٹن تہی اور اوس مرتبہ صف
کو بہی بہت طویل کر کے ایک ہی صف رکہی - تاکہ پہلی کیطرح ہمکو نہایت خوب نشانہ رائفلون اور توپون
کی آتشباری کے لئے نہ ملے - اوسپر دونون پہلوؤن اور سامنے سے سخت خوفناک بوچہار ہو رہی تہی
اور ہر قدم پر کچہہ نہ کچہہ ڈہیر ہوتے جاتے تہے - مگر حملہ آور "ہرّاہ" کے نعرہ بلند کئے برابر بڑہتے چلے آرہے
تہے کہ یہ پلٹن ابہی ایسے موقع پر بہی نہ پہونچی تہی کہ جہانسے ہلہ کے لئے تیزی کے ساتہ آگے بڑہا جائے
کہ وہ تقریبًا نیست و نابود ہوگئی - اور معدودے چند پسماندگان پیچہے ہٹ گئے - اتنے مین حملہ آورون
کی دوسری صف تیار ہوکر آگے بڑہنے کیلئے چل پڑی تہی - اور وہ اوسمین جاکر کہپ گئے - اس صف سے
پیچہے تہوڑے سے فاصلہ پر ایک تیسری صف تہی - یہ دونون مورچہ کی نیچی تک پہونچگئین - اور روسیون نے
مورچہ کی ڈہال پر جو ۴۵ درجون کے زاویہ پر تہا چڑہنا شروع کر دیا - یہ دیکہکر ہماری صفون مین چند لمحوں کے
لئے کچہہ ایسی افراتفری پہیلگئی کہ مجہے کبہی خواب مین بہی اوسکا وہم و گمان نہین ہو سکتا تہا - مین کود کر
فصیل پر چڑہ گیا - ابراہیم اور اوس کے سپاہی بہی میرے ساتہ چڑہ آئے - اور دراً نحالیکہ کمپنی کے
پرچم بڑے فخر و غرور سے ہمارے سرونپر لہرا رہے تہے مینے اپنے ریوالور کے چہہون خانے غنیم پر
جو بمشکل بارہ قدمون کے فاصلہ پر تہا - خالی کر دئے - اور طرفۃ العین مین کل سپاہی فصیل پر چڑہ
آئے - روسی مورچہ کے ڈہلاؤ پر متلاطم سمندر کی موجون کی طرح آگے بڑہتے اور پیچہے ہٹ رہے تہے
ہزارون انسانون کے موہنہ سے ایسی ہیبت آواز نکل رہی تہی جیسی کہ طوفان مین سمندر کی لہرون
کے چٹانون سے ساتہ ٹکراتے وقت - توپین حملہ آورون کے دل بادل پر گولہ باری کر رہی تہین - اور
بغلی خندقونسے یکے بعد دیگرے کمال عجلت سے باڑہ پر باڑہ آکر روسیون مین ہلاکت برپا کر رہی تہی

آخر روسی ایسی خوفناک آتشباری کے سامنے نہ ٹھہر سکے - اور زمین کو مردون اور نیم مردون سے بھرا ہوا چھوڑ کر اتم سراسیگی اور مایوسی بخش ابتری کے ساتھ پسپا ہو گئے - محمد اور چند سپاہی تعاقب کرنیکے لئے ڈہلاؤ سے نیچے کود پڑے - مگر کپتان نے بآواز بلند پکار کر بڑے غصہ کے ساتھ تلوار ہلائی اور اونکو رسّون کی مدد سے جو نیچے لٹکائے گئے تعاقب کا خیال چھوڑ کر واپس آجانا پڑا - اِس کے بعد یہ حکم ملا - کہ کل آدمی نیچے اتر کر فصیل کے پیچھے ہو جائین" چنانچہ ہم پھر پہلی صورت مین کھڑے ہو کر پھوکڑے روسیون پر نہایت سخت آتشباری کرتے رہے - تاوقتیکہ وہ خندق اور نالہ مین نہ چھپ گئے -

اسپر دونون طرف سے آتشباری بند ہو گئی - اور مجھے صرف اوسوقت معلوم ہوا کہ کپتان فصیل سے سہارا لگائے کھڑا ہے - اور اوسکے کندہے سے خون کی دھار چل رہی ہے - اوسے عین اوسوقت جبکہ وہ فصیل سے نیچے کودنے کی تیاری کر رہا تھا - گولی لگی تھی - اوسکو مورچہ سے نیچے پہونچا دیا گیا - اور کمپنی کی کمان محمد کے ہاتھ مین چلی گئی - میری کمپنی مین ایک آدمی قتل اور سات سخت زخمی ہوئے - جنکو نیچے پہونچا دیا گیا - اور وہان اونکی ابتدائی مرہم پٹی کر دی گئی - اِس بعد اونکو گاڑیون مین جو اِس غرض کے لئے تیار کھڑی تھین پلیونا مین پہونچا دیا گیا - جسوقت روسی حملہ کر رہے تھے - اوسوقت پانچ مین سے دو توپین مورچہ سے باہر پہونچا دیگئی تھین - وہ اب پھر اپنی جگہ پر آ گئین - مورچہ کے دامن مین تقریباً ۸۰ سو روسی پڑے تھے - جنمین سے اکثر مردہ تھے - اِن سے مین قیاس کرتا ہون کہ حملہ آور اپنے اکثر زخمیون کو واپسی کیوقت ساتھ لیگئے - جو ایسی خوفناک اور کامل ترکی افراتفری مین بہت ہی مشکل کام تھا - بہت سے روسی زخمیون کو ہمارے سپاہی اوٹھا کر بغلی خندقون مین لیگئے - روسیون نے تھوڑی ہی دیر بعد تیسری خندق سے پھر گولیان برسانی شروع کر دین - مگر منتشر طور پر - سخت معرکہ آرائی کے بعد خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیون نہو انسان کو طبعی طور پر بھوک اور پیاس محسوس ہونے لگ جاتی ہے - چنانچہ مینے یہ خیال کر کے کہ جو روسی سپاہ ابھی پسپا ہو چکی ہے وہ غالباً پھر حملہ نہین کریگی - اور تازہ دم پلٹنون کے موقعہ پر پہونچنے کے لئے کچھ وقت چاہیئے - محمد کو صلاح دی - کہ سپاہیونکو

عظ روسیون کی اِس رجمنٹ کا نام "پینا" تھا - وہ اوسدن پھر لڑائی کرنیکے قابل نرہی تھی - اوسکی جمعیت اڑھائی ہزار آدمی کی تھی جنمین سے اِس حملہ مین ۱۰۵۰ قتل و ضایع ہوئے - مصنف -

کہانے پینے کی اجازت دیدیجائے - اوسنے یہ اجازت دیدی -

آدہ گہنٹہ بعد غنیم کی تازہ دم فوج نے جسکی جمیعت میرے قیاس مین دو پلٹنون کی تہی دوسرا حملہ کیا - اسمین بہی تقریبًا وہی نقشہ رہا جو پہلے کا رہا تہا - دشمن بغلی خندقون کی باڑہون کی کچہہ پروا نکرکے مورچے کے دامن تک بڑہ آیا اور وہان سے سخت نقصان کے ساتہ پیچہے ہٹا دیا گیا - درینولا ہمارے میجر نے حکم دیدیا تہا کہ کوئی شخص قطعًا فصیل پر نہ چڑہے - چنانچہ میری کمپنی مین اسدفعہ صرف دو شخص شہید ہوئے - ان مین سے ایک اول لفٹنٹ تہا - اوسکا قد ۶ فیٹ سے بہی لمبا تہا - اور فصیل صرف چار فیٹ تہی - اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا قد اور جسم فصیل کے پیچہے ہونیکے باوجود بہی دشمن کی گولیون کے لئے خاصہ نشانہ تہا - اوسے سر مین گولی لگی - وہ پیٹہ کے بل بیجان گر پڑا - اور ملازم محمد ہر درجنت الماوی کو سدہار گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - آتشباری مین عارضی وقفہ پڑنے پر جیاک نے مجہہ دلی تاسف کے ساتہ کہا - "افسوس بیچارہ آخر شہ مات ہوگیا - وہ گو کسیقدر سست تو ضرور تہا - مگر شیر ایسا بہادر تہا - اور شہیدون کی موت فوت ہوا ہے - مگر مین کہتا ہون کیا روسی پاگل نہین ہوگئے - کہ مورچہ کی ٹہوس دیوار سے اپنے سرون کو پہوڑ رہے ہین - وہ پہلے بغلی خندقون کو لینے کی کیون کوشش نہین کرتے مینے اوس سے اتفاق رائے کیا"

محمد کے بعد کمپنی کی کمان جسمین اب ۱۴۰ مصاف کنندہ رہگئے تہے - میری تحویل مین آگئی مینے اول سکوبڈ پر تراب کو - کلر سکوبڈ پر ابراہیم کے کارپورل کو اور اپنے دستہ پر سارجنٹ لقال کو مامور کرکے مقتولون کو نظر سے اوجہل کرنیکا حکمدیا - مگر خون کے سیاہ دہبے سفید زمین پر قایم رہکر زبان حال سے متوفیون کے سقاسون کو بتاتے رہے - معمولی طور پر تو متوفی کی یاد مہینون تک نہین بہولتی مگر لڑائی مین انسان چند لحظون مین فراموش ہوجاتا ہے - عام مشہور بات ہے کہ زمین کی پیاس کبہی نہین بجہتی - مگر اوس مہیب دن کو اوسنے بالضرور خوب سیر ہوکر اپنی تشنگی کو فرو کرلیا ہوگا -

دوسرے حملہ کے بعد ہمارے والے بازو مین تقریبًا سب جگہ لڑائی بند ہوگئی - مگر جنوب مین وہ پوری زور شور سے جاری تہی - چنانچہ اس حملہ سے تہوڑی ہی دیر بعد مینے میجر کو پکارتے ہوئے سنا - "اس کمپنی کا کمانیر کون ہے"؟ کسی نے اوسے جواب دیا "ملازم ہربرٹ" - ادہر مین جہٹ پٹ اپنے اعلی افسر کے سامنے حاضر ہوگیا - جو کچہہ اوسنے مجہسے کہا - وہ ذیل مین درج ہے - گو جیسا سلسلہ وار مینے

لکھا ہے - اوسنے اصطلاح نہین کہا تھا - کیونکہ اوسکا دم پہولا ہوا اور زبان جلد جلد بولنے کی کوشش کرنے
سے اوکھڑ رہی تھی بڑ "مشیر نے کمک منگوا بہیجی ہے - ہمارے یمینی (دائین) بازو مین حالت مخدوش
ہو رہی ہے - روسیون نے دو مورچے فتح کر لئے ہین اور بلگرینی سڑک سے جنوب کیطرف بڑھ رہے
ہین - اگر وہ یمینی بازو کو پلیونا مین دھکیل دینے مین کامیاب ہو گئے - تو ہم دو طرف سے غنیم کی
آتشباری کی زد مین آجائینگے - اور ہمارا واپسی کا راستہ منقطع ہو جائیگا - مشیر اپنے کل ریزرو کو
بہیج چکے ہین - اون سے بہی کوئی بات نہین بن سکی - فریق (عادل پاشا) اپنی ریزرو فوج کو بہی روانہ
کر چکا ہے[1] - اور اب اس مورچہ سے دو اور کمپنیان طلب کی گئی ہین - تم اپنی کمپنی کو لے جاؤ -
ہیڈ کوارٹر سے جو اردلی آیا ہے وہ تمکو راستہ دکہاتا جائیگا - ایک کمپنی بائین بغلی خندق سے
مین تمہارے پیچھے پیچھے بہیجتا ہون - دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان مورچہ مین تمہاری جگہ آجائینگی
تم اپنی پوری ہمت صرف کرنا - اور اسے خوب ذہن نشین رکہنا کہ تم اب کمپنی کے کمانڈر ہو - اور اسی
وقت سے لیکر لڑائی کے اختتام تک مشیر کے سوا تمہارا کوئی اعلی افسر نہو گا - اور اس طرح تم کو
پورا اختیار حاصل ہو گا اور تم بذات خود کل نیک و بد کے ذمہ دار ہو گے - تم ابہی بچہ ہو اور حالت ایسی
نازک ہے کہ ایسے وقت مین تم سے دگنی عمر کا آدمی بہی متحیر اور بے اوسان ہو جائے تو اوسے معذور
سمجھا جائے - ضرورت کے حسب حال دل مضبوط کر لو - جیسا کہ انگریزون کا خاصہ ہے -
سپاہی تمپر عاشق ہین - تمہاری اور تمہارے ساتھی کمانڈر کی صرف مردانہ وار آگے بڑھنے کی
دیر ہے - وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہونگے - زار نکلس کا یہ فقرہ جو اوسنے جنگ کریمیا مین کمال
غضب و اندوہ کے ساتھ کہا تھا دل مین یاد رکھو کہ "ہمکو انگریز لونڈون کی لیڈری اور افسری مین مٹھی
بھر وحشیون نے کامل زک پہونچا دی ہے"[2] "

مین اپنے آدمیون کو جمع کر رہا تھا - کہ دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان (پ و ق) مورچہ مین آگئین

---

[1] فریق نے حسب ذیل فوج بہیجی تہی - دو مت کمپنیان باقاعدہ کیولری کے دو رسالے اور نیز اوس مورچہ
سے جو ہمارے مورچہ سے دائین طرف تہا - دو کمپنیان - مصنف

[2] میجر نے اسوقت ۷ - جولائی ۱۸۵۴ع کی جنگ گرگیو کیطرف اشارہ کیا تھا - جنگ کریمیا کے مصنف
کنگ لیک نے اپنی کتاب مین زار نکلس کی زبانی یہ فقرہ لکھا ہے - مصنف

اور چند لمحون کے لئے گڑ بڑ پڑ گئی - مگر یہ جلد ہی دور ہو گئی - اور مین اپنے آدمیون کو صف لبستہ
کر کے جنوب رویہ چل پڑا - ایک سوار جو ہماری انتظار مین کہڑا تہا آگے آگے ہو لیا - مجہے چلے چند
منٹ ہوئے تہے کہ مینے دیکہا کہ کچہ آدمی جو میری کمپنی کے نہ تہے ہمارے پیچہے پیچہے چلے آرہے
ہین - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سکرسٹنگ کمپنیون مین سے ایک (اُپ کمپنی جس نے دائین
بغلی خندق مین پناہ لی تہی) کے آدمی ہین - باوقات معمولی مین اسبارہ مین سارجنٹ لقال
سے مشورہ کر لیتا - مگر اب کمپنی کمانڈری کی نئی منصب کی شان سے ایسا کرنا بعید تہا یہ سپاہی
تعداد مین چالیس تہے - اور ایک نوعمر لفٹنٹ کے ماتحت تہے - جو ابہی محض بچہ مگر بلڈاگ ایسا
دلیر تہا - اوسے اپنے اعلے افسر ونسے جو ہدایات لی تہین اونکا مدعا اوسنے غالبًا غلط سمجہ لیا ہوگا
اور ممکن ہے کہ اوسے کوئی ہدایت ملی ہی نہو - دل مین تہوڑی سی دیر سوچ کرنے کے بعد مینے فیصلہ کیا
کہ شمال کی فوجون کی نسبت جو دشمن کو زک دیچکی ہین - اس دستہ کی جنوب مین جہان حالت
نازک ہو رہی ہے - زیادہ ضرورت ہے - چنانچہ مینے اون کو اپنی کمپنی مین ملا لیا جس سے
میرے پاس ایک سو اسی آدمی ہو گئے - جو کلہ سکوئیڈ کے علاوہ چار دستون مین منقسم تہے -

ہم گریوتسزا ندی کو اوس پل پر سے جو پلیونا اور گریوتسزا کے درمیان مساوی فاصلہ پر ہے -
عبور کر کے نصف میل بلگیری سڑک پر تیز قدمی سے چلے پہر بائین طرف ہو کر کہیتون مین سے
ایک سہل چڑہائی کی پہاڑی پر پہونچ گئے - یہ پہاڑی ہیڈ کوارٹر اور قلبی باتریون والی پہاڑی کے
سامنے تہے - پلیونا اس آخرالذکر پہاڑی کے پیچہے تہا - باتریان لگاتار گولہ باری کر رہی تہین -
وہان پہونچکر مینے دیکہا کہ روسی انفنٹری کے دل بادل ایک میل بجانب مغرب موجود ہین -
ہماری انفنٹری پہاڑی کی چوٹی پر اپنی صفین درست کرنے مین مصروف ہے - متخاصمین کے
درمیان کی زمین لاشون سے پٹی ہوئی ہے - اور ہمارے دو مورچے جو جنوب ہی کیطرف اور پرے
تہے - روسی قابض ہین - یہ سب کچہ مینے اپنی دوربین سے دیکہا - نالہ تلچنتزا سے پرے انتہائی
جنوب مغربی گوشہ سے گہمسان کی لڑائی کی آوازین آرہی تہین -

پہاڑی کا ڈہلاؤ جس کے کچہ حصہ پر خالی کہیت اور کچہ حصہ پر اجڑی ہوئی مکی کی فصل کے قطعے تہے
بالکل صاف تہی - اوس پر کوئی جہاڑی - باڑ یا خندق اور جہونپڑی - شیڈ یا مکان نہ تہے -

لڑائی کا خوفناک نظارہ آنکھون کے لیئے ایسا مہیب نہ تہا جسقدر کہ اوسکا شورہ شغب قوت سامعہ کے لیئے۔ دوسو چالیس توپون کی مسلسل گرج سے قیاس ہوتا تہا۔ کہ روز محشر آگیا ہے یہ توپین ایک ساتھ اس طرح گرج رہی تہین جسطرح کہ کتون کا غول یکبارگی چونکنا ہوکر ایک ساتھ بہونکنا شروع کردیتا ہے۔ اور گرج کی کڑک اور ہیبت ناک صدا سے یہ معلوم ہوتا تہا۔ کہ ہمارے قریب کئی آتش فشان پہاڑون کا کل سلسلہ بڑی جوش سے پہنکارے مار رہا ہی۔ زمین ہمارے قدمون کے نیچے اسطرح لرز رہی تہی۔ جسطرح کوئی جاندار چیز سخت مہلک بخار مین مبتلا دم توڑ رہی ہو اور اوسکے اعصاب ایسے تنگئے ہون کہ ٹوٹنے کے درجہ تک پہونچگئے ہون۔ مجہے یہی محسوس ہوتا تہا۔ کہ مین ایک جلتے ہوئے جنگل کے بیچ کہڑا ہون۔ قصہ مختصر یہ نظارہ ایک عظیم الشان بہٹی تہی جسمین تاریخ زمانہ کے ایک ٹکڑہ کو گرم کرکے مناسب شکل مین ڈہالا اور کوٹا جارہا تہا۔

ایک اسپ سوار افسر جو ہمکو جلدی کرنیکے لئے بڑے زور شور سے تاکیدین کرتا آتا تہا۔ ہمارے پاس آیا۔ وہ طلعت بیگ یاور تہا۔ مین آگے بڑہکر اوسکے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ مین کمپنی کا عارضی کمانڈر ہون۔ ہم دونون مین جلد جلد حسب ذیل گفتگو ہوئی:۔

طلعت:۔ "کیا تمہارے سپاہی تازہ دم ہین؟"

مین:۔ "جناب من بالکل تازہ دم تو نہین۔ لیکن پورے بہادر اور مرنے مارنے پر مستعد دیتار ہین"۔

طلعت:۔ "کیا تم پہلی صف مین شامل ہوسکتے ہو؟"

مین:۔ ہان صاحب:۔ بخوبی۔

طلعت:۔ اچہا۔ تو پہر آؤ۔ اور جلدی کرو۔

ہم باقی ماندہ راستہ دوڑتے ہوئے گئے۔ اور جلد فوج پیدل کے ایک انبوہ مین جو سات یا آٹھ پلٹنون کی جمعیت کا تہا۔ پہونچگئے۔ یہ انبوہ مجہے کامل انتشار تفرقی مین مبتلا اور بہت ہی اوسان خطا کردہ معلوم ہوا۔ ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی حملہ کرنیکے لئے پہلی صف تیار کیجا چکی تہی۔ ہمکو بہی اوس صف مین شامل کردیا گیا۔ اوس صف مین میری کمپنی سے دو کمپنیان ورد دت)

جو ہمارے مورچہ کی ریزرو مین سے تہین اور ابتک معرکہ مین شریک ہوئی تہین) ایک سالم پلٹن جو نیز تازہ دم اور کل کمپ کے عام ریزرو کی آٹھ پلٹنون مین سے آخری تہی - ایک کمپنی رزرو جو ہمارے پیچہے پیچہے ہمارے مورچہ کی بائین بغلی خندق سے ہمارا کہوج دبائے آئی تہی - شامل تہی - اور اوس کے دونون بازؤن پر باقاعدہ (نظام) کیولری کے دو رسالے تہے - یعنے اس صف مین جملہ تقریباً ایک ہزار پیدل اور ۲۵۰ پچاس سوار تہے - طلعت بک اسکا کمانڈر تہا - یہ اور مندرجہ ذیل تفصیل مجہے بعد مین معلوم ہوئی تہی -

دوسری صف مین شکست خوردہ انفنٹری کے سراسیمہ انبوہ کی دو پلٹنین جو از سرنو مرتب کرلی گئی تہین اور اون کے اوسان کسیقدر قایم ہو گئے تہے - دو کمپنیاں جو تقریباً تازہ دم اور ہمارے مورچہ سے دائین جانب کے مورچہ سے منگوائی گئی تہین - سکر مشر ون اور بہٹکے ہوئے سپاہیون کا جم غفیر جو تقریباً چہیسات مختلف پلٹنون کے سپاہی تہے - اور بکہر جانے کے بعد پہر مجتمع کئے جاکر اونکی دو یا تین کمپنیاں بنالی گئی تہین - اور اون پر وہ افسر مقرر کردئے گئے تہے - جنکی اپنی کمپنیاں بہٹک گئی تہین - ایک رسالہ عثمانیہ کا سکون کا جو ایک بازو پر تہا اور ایک جماعت چرکسون کی جو دوسرے بازو پر تہی یعنے جملہ ۱۵ اسو پیدل اور ۱۵۰ اسوار تہے - یہ صف بذات خاص مشیر کے زیر کمان تہی -

تیسری صف مین متذکرہ بالا شکست خوردہ پیدل فوجکی دو مزید پلٹنین جنکو پہر مرتب کرلیا گیا تہا مگر جنکی نصف کمپنیاں منتشر ہو جانے - بہٹک جانے یا معرکہ مین کام آجانے سے ندارد تہین - اور خاص قصبہ پلیونا مین مامور پلٹنون کی (جنکی دوسری کمپنیاں ندی تلچنتر اسے پرے سخت معرکہ مین مصروف تہین) دو کمپنیاں جو اگرچہ تازہ دم تہین مگر اس قدر توقف سے پہونچی تہین کہ پہلی یا دوسری صف مین شامل نہ کیجا سکیں - شامل تہین - باقاعدہ کیولری کا آدہا رسالہ - چرکسون کی ایک جماعت اور توپخانہ کے گہوڑچڑہون کا ایک دستہ

ملاحظہ مینے یہ اور دیگر حالات اپنے روزنامچہ مین لکہکر اوس فرصت کیوقت مین جو اس لڑائی اور ستمبر کے ملہ کے درمیان عموماً ملتا رہتا تہا اونکی پوری تفصیل تیار کرلی تہی - میری یہ تحریرین ۱۰ - دسمبر کو گم ہوگئین - مگر اونکا بہت سا حصہ میرے دوستونکی قیدکے دوران مین حافظہ اور ساتہی قیدیونکی امداد سے تحریر کرلیا مصنف

جنکو اوسوقت سوارون کا کام دینے پر لگا دیا گیا تہا۔ اِن سکو مساوی حصون مین تقسیم کر کے صف کے دونون بازؤن پر مامور کر دیا گیا تہا۔ اِس صف مین جملہ ۵۰۰ پیدل اور ایک سو سوار تہے۔ اور وہ طاہر پاشا کے زیر کمان تہی۔

چوتھی یعنے آخری صف مین شکست خوردہ انفنٹری کی ایک اور از سر نو مرتب کردہ پلٹن۔ جمع کردہ سکرمشیرون اور بہٹکے ہوئے سپاہیون کی ایک یا دو مزید سکرمیج (عارضی) کمپنیان اور بوکوو امورچون کی چار کمپنیان تہین یہ کمپنیان آخری وقت پر پہونچین۔ اور چونکہ ان مورچون مین لڑائی چندان سخت نہیں ہوئی تہی۔ وہ تقریبًا تازہ دم تہین۔ اِس پیدل فوج کے علاوہ عثمانیہ کا سکون کا آدہا دستہ ایک بازو پر اور مختلف قسم کے سوارون کی ایک جماعت جو پہلے ہلون مین منتشر ہو گئے تہے دوسرے بازو پر تہی۔ یہ صف جسمین تخمینًا ۷۰۰ پیدل اور ۱۰۰ سوار تہے حسن صابری پاشا کے ماتحت تہی۔ چارون صفون مین ۴۰۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار تہے۔

اِن صفون کے عقب مین باتریون کی آخری حفاظت کے لئے اور نیز بطور آخری ریزرو دو ہزار پیدلون کا بے ترتیب مجمع تہا۔ جو بتدریج اپنی صفین اور اوسان درست کر کے اوس طبعی ثابت قدمی اور استقلال کو جو ترکون کا فطرتی خاصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے ترکی انفنٹری کو جب کہ وہ بچاؤ کے پہلو پر ہو مغلوب کرنا بڑی ٹیڑہی کہیر ہے "تازہ اور از سر نو قایم کر رہے تہے۔

تیسری اور چوتہی صفین تقریبًا اسوقت مکمل اور درست ہوئی تہین جبکہ پہلی اور دوسری صفین دشمن پر خود متواتر حملے کرنے اور اوس کے بالمقابل حملون کو روکنے مین اپنی کل طاقت تقریبًا صرف کر چکی تہین۔ اِن چارون صفون اور ریزرو کے حصے کثیر نے نوبت بہ نوبت غنیم سے دست بدست لڑائی کی۔ اور جب تک چہ یا آٹھ حملے اور بالمقابل حملے نہ ہو چکے روسیون نے ہٹنے کا نام نہ لیا۔

مینے اپنی کمپنی کو اِس طرح صف بستہ کیا تہا۔ سیمور اور سارجنٹ بقال کے دستے دوش بدوش پہلی قطار مین یہ قطار تہری تہی یعنے اوس مین آگے پیچھے تین پرے تہے۔ تراب

کا سکویڈ دوسری قطار مین جو دوہری تھی - اور کپتان پ کا سکویڈ تیسری قطار مین جا کہری تہی - مین پہلی قطار کے دونون دستون کے درمیان تہا - اور بگلچی - نقارے والے - اور کلرسکویڈ میرے داہئین بائین اور میرے پیچھے تھے - اوس وقت میرے تیاس مین ساڑہے چہ کا عمل تہا -

شمال کیطرف یعنے اِس طرف گولہ باری تقریبًا اوس وقت سے شروع ہوگئی تہی - جبکہ ہم اپنے مورچے سے چلے تہے -

ہمارے قلب کی ساڑہے تین باتریان روسیون کی اون صفون پر جو ہمارے مقابل تہین - تباہی بخش گولہ باری کر رہی تہین - روسیون نے جو مورچے لئے تھے - اُن کی چار توپون مین سے دو توپین واپس لائی جا کر اونہی باتریون مین شامل کر دی گئی تہین - باقی دو روسیون کے ہاتھ رہی تھین - مگر اوسی دن بعد مین پہر لے لی گئی تہین - باش طابیون کی چند توپون کے بھی رُخ پہیر دئے گئے تہے - اور وہ بھی غنیم کی انہی صفون پر گولے برسا رہی تہین - روسیون کی گولہ باری اِس موقع پر میری سمجھہ مین سُست اور بے اثر تہی - ہماری پہلی صف مین اون کا کوئی گولہ نہ پڑا - اور جو نہی کہ پیشقدمی شروع ہوئی وہ بند ہوگئی -

مینے ابتک یہ لکھنے سے احتراز کیا ہے کہ اِس لڑائی مین میری اپنی کیفیت کیا رہی - مین اِس کے متعلق اِس جگہہ یہ لکھہ دینے کی ناظرین سے اجازت چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اندرونی فکر نہ محسوس ہوئی - غالبًا اسکی یہ وجہ ہو کہ اس نمونہ رستخیز معرکہ کی غضب کی مستعدی اور سرگرمی مین سوچنے اور غور کرنے کی فرصت ہی کوئی نہ تھی - ہم سب جوش سے ایسے بہرے ہوئے تہے - جیسے وہ انجن جس مین پوری طاقت سے سٹیم بہر دیجائے - البتہ ایک خیال مجھے اوس وقت بہی گذر تا تہا - اور اوسکا مین بڑی خوشی سے ذکر کرتا ہون - وہ یہ تہا - کہ مین تاریخ کے ایک عظیم الشان کارنامہ کا مشاہدہ کر رہا ہون - اور خواہ میرا حصہ کتنا ہی تہوڑا کیون نہین اوس مین خود بہی شریک ہون - اس شاندار احساس اور خیال کے مزہ کا افسوس تم لگ جو کہ دو کانون کی چٹائی پر اکڑ کر بیٹھے ہو یا دفترون مین میزون پر قلم سے گہس گہس کر رہے ہو ذرہ بہر بہی تو اندازہ نہین کر سکتے -

خیر باز آمدم بر سر مطلب - روسی فوج نے بڑہنا شروع کیا - جب وہ ہماری زد مین اچھی طرح سے آگئے تو ہمنے دو یا تین منٹ تک تابڑتوڑ اونپر سخت آتشباری کی - اونکی قطارون مین بڑے بڑے رخنے پڑگئے - مگر اون کو فی الفور پُر کر لیا گیا - اِس کے بعد ہمنے اونپر فایر نہ کیا اور اونکو پہاڑی سے دامن تک بڑہے آنے دیا - اسوقت بگل نے ہلہ کا حکم دیا - اور بارہ تیرہ دوسری بگلوں نے اس کو دوہرایا - سنگین سیدہے کر لئے گئے - اور ہمارے زبردست کالم نے بڑہنا شروع کیا - پہلے آہستگی کے ساتھ - پہر جون جون نشیب کی طرف ہوتے گئے - تیزی بڑہتی گئی - اُسوقت تمام افسرون کی یہی کوشش تہی کہ قطار سیدہی رہے - اتنے مین ایک دوسرے سے کہنیان ملالو" کا حکم ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا - ہم پہاڑی کے ڈہلوان پر سیلاب کی تندی کے ساتھ نیچے کی طرف دوڑ پڑے - یا در طلعت بک سب سے آگے تہا - اِس افسر نے اِس نازک موقع اور آزمایش کے وقت قابل تعریف شجاعت اور استقلال دکہلایا -

اِس دوڑ اور جہپٹ کے دوران مین مینے اپنی پہلی قطار مین تہوڑا سا رخنہ دیکہکر للکار کر حکم دیا - "آپسمین مل جاؤ" ہم دشمنون کے قریب قریب پہونچتے جاتے تہے - روسی "ہرّاہ" کے نعرے بلند کر رہے تہے - ترکون نے اللہ اکبر کے پرجوش نعرے لگانے شروع کر دئے جنمین اکیلی دوکیلی آوازون کی کوئی ہستی نہ رہگئی - اور حکم احکام دینا بالکل فضول ہوگیا - اَب دونون صفون مین جو بالمقابل حملہ کر رہی تہین صرف ایک سو گز کا فاصلہ رہگیا - روسی پہاڑی کے اوپر چڑہے آتے تہے - اور ہم نیچے کو دوڑے جاتے تہے - آخر دونون مین اسطرح سے تصادم ہوگیا جیسے کہ دو ریلوے انجنون مین -

ایسے تصادم سے جو خوفناک افراتفری اور گڑبڑ پیدا ہوجاتی ہے - کاش کے میرے قلم مین اوسکا کچہہ یونہی تہوڑا سا شائبہ بیان کرنے کی قدرت ہوتی! - تصادم کیا تہا - سنگین بھونکتے - کُندے مارتے - تلوارین چلاتے - دانتون سے کاٹتے - چیختے - چنگہاڑتے - واہی تباہی بکتے اور چلاتے ہوئے آدمیون کا گویا بحر متلاطم تہا - دو دو یا تین تین آدمیون کی بے انتہا ٹولیان زمین پر گری ہوئی ہین - مگر اوسی حالت نزع مین بہی ایک دوسرے سے لڑ رہا اور لپٹا ہوا ہے

انسانون کے سرون کے بحر مواج کیسے اوپر رائفلون کے کندے بے تعداد پوری رفتار سے چلرہے انجنون کی متحرک پٹون کیطرح ادھر ادھر گر رہے ہین۔ سوار تلوارین لئے بجلی کیطرح کاٹ کر رہے ہین۔ علم بردار مردانہ وار آگے آگے چلے جارہے ہین۔ گھوڑے برق کی طرح انسانون کے دل بادل مین کوند کر لڑ رہے ہین۔ اور انسان جو پہلے ہی زخمی ہوکر فرش خاک پر پڑے ہین انکے بوجھ سے دبکر چکنا چور ہورہے ہین۔ ہزار ہا غضب آلود چہرے خون سے تر بہ تر ہورہے ہین۔ ہوا ہزار ہا ہانپتے ہوی حیوانون کے گرم تنفس سے صحرا کی لو کیطرح چل رہی ہے۔ قصہ مختصر یہہ حالت تہی۔ کہ گویا دنیا کے کل پاگلخانون کے قیدی انسانی جذبات حیوانی اور سیہ کاری کی اس کہولتی ہوئی عظیم الشان دیگ مین چہوڑ دیے گئے ہین۔ یا یہ کہ سلیمان کے مقید جنات زنجیرون کو تڑا کر بہاگ آئے ہین۔ یا غول بیابانی کی فوج جرار آزاد ہوکر طوفان بے تمیزی برپا کر رہی ہے۔

اوسوقت میری اپنی کیفیت کیا تہی؟ اسکی نسبت مجہے کچہہ یاد نہین۔ واقعی تصادم جو ایسے حملونکا عین نازک وقت ہوتا ہے منٹ سوا منٹ تک ہی قایم رہتا ہے۔ مگر اس منٹ سوا منٹ مین انسان پر وہ وہ واردات گذر جاتی ہین اور اوسے اتنا کچہہ مشاہدہ ہوجاتا ہے کہ مدت العمر مین بہی نہو سکے جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ حافظہ اوسوقت کی سب باتون کو کبہی یاد نہین رکہہ سکتا۔ مجہے صرف یہی باتین یاد ہین۔ اول یہ کہ مینے اپنے ریوالور کے چہئون خانے خالی کردئے (لیکن اگر کوئی پوچہے کہ کس پر چلائے۔ تو یہ یاد نہین) دوم یہ کہ میری تلوار خون آلودہ تہی۔ (لیکن کس کے یعنے دوست یا کہ دشمن کے خون سے تو مجہے کچہہ خبر نہین) سوم۔ یہ کہ دفعتاً ہم ایکدوسرے کی طرف کمال حیرت زدہ ہوکر تکنے لگ گئے۔ کیونکہ روسی سوائے اون کے جو فرش خاک پر تھے پیچہے ہٹ گئے تہے۔ اور مقام تصادم پر ہم صرف اپنے ہی آدمی باقی رہ گئے تہے۔ جو سب کے سب جوش سے دیوانہ۔ پسینہ مین شرابور اور بے دم ہوکر ہانپ رہے تہے۔ اکثر جسمون سے خون جاری تہا۔ صفین لوٹ گئی ہوئی تہین۔ کمپنیون کا نظام الٹ پلٹ ہوگیا ہوا تہا۔ اور ہم مین سے اکثر دیوانون کی طرح کمال تیزی سے بول رہے۔ آوازے کس رہے۔ ہنس رہے۔ تبترے بہیج رہے اور اچہل کود رہے تہے۔

دوسری بات مجھے یہ یاد ہے کہ بگل نے فائر کا حکم دیا اور ہمنے پیچھے ہٹتے ہوئے دشمن پر باڑھ مارنی شروع کردی
بعد ازان یاورسنے اسپ سوار قریب آکر مجھے بھی کمپنی کی صف درست کرنے کا حکم دیا کیونکہ روسیون کے پھر حملہ کرنے مین
کوئی شک نہین تھا۔ مینے فوراً ہی اس فرصت مین اپنی کمپنی کے افسرون کو بھی دیکھنے کی فرصت نکال لی۔ جیک
ابراہیم۔ اور سارجنٹ بقال بالکل صحیح و سالم تھے صرف تب کمپنی کے لفٹنٹ کو نسار پر زخم پہنچا۔ سارجنٹ کے
سوا باقی ہم سب ہانپ رہے اور پاگلون کیطرح حرکات کر رہے تھے۔ مگر سارجنٹ بالکل مجتمع خاطر بسکٹ چباتا ہوا اپنے
آدمیون کی تلاش کر رہا تھا۔ ہمنے دو تہائی کمپنی جمع کرلی۔ باقی تہائی مین سے اکثر زمین پر تھے اور بعض بھٹک گئے
تھے مینے تقریباً بارہ ایک سپاہی دوسری کمپنیون کے ملاکر اپنے چارون دستون کو پھر صف بستہ کردیا

پہلے حملہ سے پندرہ یا بیس منٹ کے بعد روسی پھر پلٹے اس دفعہ ہم اونکا مقابلہ کرنے کیلئے آگے نہ بڑھے بلکہ اپنی جگہ
پر قائم رہکر ان پر پے در پے باڑھین چلاتے رہے جبتک کہ وہ ہمارے قریب پہنچ گئے۔ اونہون نے ہمکو رگیدنے کیلئے سنگینون کی
نوکین خاردار دیوار کیطرح سیدھی کردین ہمکو کھڑا رہکر مقابلہ کرنے کا کسی نے حکم نہین دیا تھا۔ ہم سب نے خود ہی اپنے دلون مین ایسا
کرنیکا فیصلہ کرلیا تھا۔ دشمن کا یہ حملہ پہلے جیسا تیز نہ تھا۔ وہ ہمسے بس ہی کرنے پایا تھا کہ اسے پھر پیچھے ہٹنا پڑا۔ حملہ آور صفین
اپنی دوسری صفون سے جاملین اور روسی پیچھے ہٹ گئے مینے دشمن کی کوئی کیولری نہ دیکھی۔ ہماری کیولری نے
خاصہ کام دیا وہ انفنٹری سے اجتماع خاطر اور مردانہ استقلال مین کم تھی اور اسمین ٹھیک ویسی سرگرمی اور مستعدی نہ پائی گئی جیسا
کہ ہر ایک شخص تربیت یافتہ و قواعددان سوارون سے توقع کرتا ہے۔

اس دوسرے حملہ کا ایک واقعہ مجھے مدت العمر فراموش نہ ہوگا۔ ایک دیوقامت روسی جو غالباً کرنیل تھا اپنے قد کے
موافق دیوقامت گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میرے قریب پہنچا اور مجھپر تلوار کا سخت خوفناک وار کیا مینے اس وار کو جہانتک مجھ
سے ہوسکتا تھا روکدیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو تلوار میری کھوپڑی کو دو ٹکڑے کردیتی۔ تاہم اسکی تلوار کی نوک میرے چہرہ کو جسے مینے
اوپر کو اٹھایا ہوا تھا ناک سے ٹھوڑی تک چیرتی ہوئی چلی گئی۔ اس زخم کا نشان ابتک دکھائی دیتا ہے۔ زخم سے گرم خون
گردن پر بہنا شروع ہوگیا۔ اسکے بعد جب مینے سر اوٹھاکر دیکھا تو میرا حریف انسانون کے بحر متلاطم مین جو میرے گرد موجزن
رہا تھا گم ہوگیا ہوا تھا جب روسی بالکل پیچھے ہٹ گئے۔ اور ہم میدان پر جسکے ایک انچ سے ہم پیچھے نہین ہٹے تھے تنہا رہگئے
تو بقال نے میرے چہرہ کیطرف اشارہ کرکے منہہ سے کچھہ کہا۔ جیک نے بھی ہمدردی بھرے چند الفاظ کہے۔ مینے دونوکو
جواب دیا لیکن مجھے بالکل یاد نہین کہ اونہون نے کیا کہا تھا اور مینے کیا جواب دیا تھا۔ میری حالت اسوقت بگڑ رہی تھی
اور حملہ کے ختم ہوتے ہی فوراً میرا سر چکرانا شروع ہوگیا۔ مینے اوسکے بے ہوشی کے عالم مین دیکھا کہ ہماری دوسری صف کی

بر فوج ہر بکر جسے آتے نکل گئی ہے اور پہاڑی کے دامن میں کھڑی ہوگئی ہے اور کہ ہمنے دشمن پر بڑی تیزی کے ساتھ آتشباری شروع کردی جو عرصہ تک قائم رہی۔ اسکے بعد مجھے ذرا ذرا یہ یاد ہے کہ مینے معلوم کیا کہ گردن سے چھاتی تک میرے کپڑے خون سے تر ہوگئے ہیں۔ میرا چہرہ جلنا سر پھرنا شروع ہوگیا ہے اور کہ میرے گھٹنے جھکنے لگ گئے ہیں اور اسوقت کسی شخص نے مجھے سہارا دینے کیلئے ہاتھ بڑھا دیا ۔ اسکے بعد کامل بیہوشی طاری ہوگئی اور مجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔

جب میری آنکھ کھلی تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں کئی ہفتے بیہوش رہا ہوں گر یہ حالت گنتی کے چند گھنٹے بھر یا اس سے کچھ کم رہی تھی۔ اسوقت آتشباری قریب قریب سب جگہ بند ہوگئی تھی لیکن دور سے گولہ باری کی غضب آلود آوازیں آرہی تھیں آنکھیں کھلتے ہی جو خوفناک نظارہ مجھے دکھائی دیا میں مجبوراً اسکا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ یہ مہیب سماں اکثر ایسے اوقات میں جبکہ میرا دل زندگی سے بیزار ہوکر خودکشی کی طرف مائل ہوتا ہے خود بخود میری نظروں میں پھر جاتا ہے۔ مکان کی حیثیت معلوم کرنے کے لئے اپنے دل میں ایک پست۔ طویل ٹیڑھی، بھدی ساخت کا شیڈ خیال کرلو۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا اسے ہماری فوج نے تیار کیا تھا یا کسی دہقان نے اوسے اپنے کھیت میں بنایا ہوا تھا۔ ہوا غلیظ۔ گرم۔ بدبودار اور ہر قسم کی عفونتوں سے بھری ہوئی تھی۔ اسکا محض خیال آجانے پر میری طبیعت گھنانی شروع ہوجاتی ہے۔ اسکے بعد فرض کرو کہ کئی سو آدمی کھردرے تختوں پر پڑے ہیں، غالباً جیتھڑوں یا گھاس کے بچھونے اور سرہانے ہیں۔ انمیں سے اکثر مردہ یا قریب المرگ۔ بہت سے حالت نزع میں۔ بعض کے جسم بہت بری طرح سے مجروح ہیں کئی کے سب خون میں تر۔ کئی دھاڑیں مار رہے۔ اور باقی صبح چلا یا چند تلف۔ چھ سات زبانوں میں پانی کے ایک قطرہ کیلئے عجز و الحاح کر رہے ہیں اور تم خود بھی انہیں اس حالت میں پڑے ہو کہ پیاس سے سینہ پھک رہا ہے چہرہ درد سے جل رہا ہے اور مدافعت کا ایک ذرہ باقی نہ رہا ہے۔ پانی۔ پانی کی آوازیں مینے اتنی دفعہ دردناک لہجوں میں سنی ہیں کہ اونکا نشان میری طاقت سے باہر ہے اب باوجودیکہ اس واقعہ کو ستنرہ برس گزر گئے ہیں مگر پھر بھی یہ رقت انگیز آوازیں اکثر مجھے خواب میں سنائی دیتی رہتی ہیں پھر اپنے دل میں خیال کرو کہ ڈاکٹر آستین چڑھائے خون آلود ہاتھوں سے ابتدائی مرہم پٹی کر رہے ہیں (ناظرین کو خیال رہے کہ یہ صرف عارضی ہسپتال تھا جو اسوقت کیلئے صفوں کے پیچھے بنا لیا گیا تھا) اور سخت دل آدمی پانی۔ افیون کے ست یا برانڈی میں سکن ادویات ملاکر زخمیوں کو پلا رہے ہیں۔ بعد ازاں خوفناک سے خوفناک۔ مکروہ سے مکروہ رقت انگیز سے رقت انگیز اور سخت گھن آور جس قدر چیزیں اور باتیں تم اپنے خیال میں لا سکتے ہو اونکو وہاں موجود فرض کرلو اور پھر تمہیں ابن انسان کے بنائے ہوئے جہنم کی کیفیت کا صرف ادنیٰ سا شائبہ تمکو معلوم ہوگا۔

آنکھیں کھلنے پر حافظہ آہستہ آہستہ قائم ہوگیا۔ میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور تمام ناک پر پلاسٹر (لیپ)

کیا گیا ہوا تہا - اوسوقت مجہے پانی دیا گیا جس سے جو سکون ملا مجہے اس وقت حاصل ہوا وہ قیامت تک نہ بہولیگا یعنی اس خوفناک منظر کے دیکھنے سے بچنے کے لئے آنکہیں موندلیں مگر کانون کا کیا کرتا - آہ وزاری اور چیخ پکار کی آوازیں نہ سن سکنے کا کیا علاج ہوسکتا تہا؟ اس بے آرامی مین مجہے اونگہ سی آگئی کہ اتنے مین کسی نے میرے بازو کو چہوکر جگا دیا - وہ میرے دستے کا ایک نوجوان سپاہی تہا اسکا کام محرری تہا اور وہ قسطنطنیہ سے وڈین تک میرے ساتہ آیا تہا - اسوقت بتیان اور لالٹینیں جل رہی تہین - اللہ اکبر اس روشنی اور سایہ کی کے بعد دیگرے جہلکون میں اس خوفناک سین کا نظارہ فرانس کے مشہور مصوّر گسٹس ڈوری کے لئے اپنی پرکار اور ذہانت کے جوہر دکہانے کیواسطے کیا عجیب مضمون تہا -!

اس شخص نے مجہے حسب ذیل کہا: "صاحب آپ تکلم نہ کرین - آپکے جسم سے ڈول بھر خون نکل چکا ہوگا - آپ بہت کمزور ہورہے ہین - مجہے ملازم سیمور نے بہیجا ہے - چونکہ کمپنی کی کمان اب اسکے پاس ہے وہ خود نہیں آسکتا تہا - مگر اس نے اپنا سلام کہلا بہیجا ہے اوسے بندوق کے کندے سے بازو پر ضرب آگئی ہے - ملازم ابراہیم اور چاوش لبتال کو کوئی آسیب نہیں پہنچا - تمسے پیچہے کمپنی کے دس آدمی ہلاک ہوئے - ہم اس وقت اوس پہاڑی پر جہان ہمنے حملہ کیا تہا فروکش ہین - پچاس آدمی بہٹک گئے ہین لیکن مجہے یقین ہے کہ وہ مورچہ مین پہنچ جاوینگے - چارون طرف سے افراتفری پہیل رہی ہے سالم پلٹنون کی پلٹنون کے افسر غائب ہین اور بیسیون افسر اپنی فوجون کی تلاش مین سرگردان پہر رہے ہین - ہر ایک چیز کی کایا پلٹ ہورہی ہے - جب ہماری کمپنی کے آدمی ذرا سستا لینگے تو ہم اپنے مورچہ کو چلے جاوینگے ملازم سیمور کا تو ارادہ تہا کہ فوراً چلا جاوے مگر سپاہی جہان کہڑے تہے وہین تکان سے پتہر کیطرح گر پڑے - سب موقعون پر ہمین کامل فتح نصیب ہوئی اور میدان ہمارے ہاتہ مین رہا ہے - آخری وقت رسیدن کے کچہہ ایسے اوسان خطا ہوئے کہ لوگ دم بہاگ کہڑے ہوئے - خونریزی بہت ہی سخت ہوئی ہے اسکے مقابلہ مین پہلی لڑائی بچون کا کہیل تہی - اب مین آنے کا مدعا بتاتا ہون - ملازم سیمور آپ کو صلاح دیتا ہے کہ آپ ابھی پلیونا چلے جائین - مجہے اوسنے آپکے ہمراہ جانے کیلئے بہیجا ہے اگر شبہ ہو اوسے آپکو پہنچا دون - مجروح کو گاڑی پر جانے مین بہت تکلیف ہوتی ہے - علاوہ برین آپ کی گاڑی پر سوار ہونیکی نوبت کئی گہنٹون کے بعد آئیگی - کیونکہ پہلے سخت مجروح بہیجے جارہے ہین اس طرح آپ کی باری آتے آتے پلیونا کے کل ہسپتال بہر جاوینگے - چاوش نے آپکے زخم پر پٹی باندہکر بعد ازان ڈاکٹر سے ذکر کیا تہا وہ کہتا ہے کہ گو تہوڑی سی گوشت ہڈی تک چر گیا ہے - تاہم وہ کوئی خوفناک نہیں - آپ صرف خون کے نکلنے سے بیہوش ہوگئے تہے - اور جلد پہر چاق چوبند ہوجاؤگے"۔

یہسب باتین غالباً مجہکو بولنے سے روکنے کیلئے اسنے بہت جلد جلد کہین - جن کو ختم کرکے اوسنے مجہے اٹہا کر دونون

سکے بل کھڑا کیا اور پھر میرے لئے تہوڑی سی برانڈی مہتمم ادویہ کے ذخیرہ سے جبکہ اوسکی پیٹھ اس طرف تہی چرا کر مجہے ساتھ لیکر چلدیا
اوسکا دایان ہاتھ میری کمر مین اور میرا بایان ہاتھ اوسکے کندہے پر تہا۔ تاریکی چہا گئی ہوئی تہی اور انتہائی شمال شرقی
جانب سے ابہی تک توپون کی کمزور گونج سنائی دے رہی تہی۔ وہان سے پلیونا کے مشرقی مضافات ایک میل تہے
اور وہ ہسپتال جسمین پہلے مین رہچکا تہا وہان سے نصف میل اور پرے تہا چلنے سے مجہے سخت تکلیف ہوئی۔ مین
ایسا کمزور ہورہا تہا کہ اپنا سارا بوجہ ساتھی پر ڈالا ہوا تہا۔ گو وہ بیچارا ابہی بجائے خود ایسا تھکا ہوا تہا کہ اوسے خود اپنے
لئے بہی سہارے کی ضرورت تہی۔

ہر ایک طرف سے چہوٹی چہوٹی دستی گاڑیون سے لیکر فراخ چہکڑون تک مختلف شکلون اور حجمون کی گاڑیان
کی قطارین جنہین کو بیل۔ گہوڑے۔ خچرین۔ گدہے۔ کتّے اور آدمی کہینچ رہے تہے چلی آرہی تہین۔ ان بیڈول گاڑیون
اور گہر درے رستہ سے زخمی و مجروح سپاہیون کو جو گہاس کے پولوں پر کہچا کھچ بہرے ہوئے جگر شگاف آہ و نالے
کر رہے تہے لازمی طور پر سخت اذیت پہنچ رہی ہوگی۔ مجروحین کی جماعتین جنمین سے بعض کو میری طرح اوسکے رفقا سہارے
دئے لیجا رہے تہے۔ بعض کو رفیق لوگ کندہون پر اٹہائے ہوئے تہے اور کئی چارپایون پر جو بندوقون۔ چوبون۔ تختون
اور بیرون کے ٹکڑون سے بنائی گئین تہین لیٹے ہوئے تہے کل طرفون سے پلیونا کیطرف چلی جارہی تہین۔ اکثر اشخاص
تن تنہا رینگتے اور ٹانگین گہسیٹتے چلے جارہے تہے جن کے خون کے قطرات تمام رستہ ٹپکتے جاتے تہے مینے ایک روسی لفٹنٹ کو
دیکہا کہ وہ اسیطرح کچہہ دور رینگنے کی کوشش سے تہک کر رستہ کے پاس ایک مردہ گہوڑے کیساتہ پیٹہ سے تکیہ لگا کر موت کے انتظار
مین بیٹہہ گیا۔ ہم اوسکے پاس سے ہوکر گزرے۔ اوسکی عمر مشکل بیس برس کی ہوگی۔ اوسنے نظر اٹہا کر میری طرف دیکہا وہ نگاہ انتہا اداسی
اور مایوسی سے بہری ہوئی تہی مگر ساتہہ ہی پرنم آنکہون مین جلد خلاصی ہوجانیکی خوشی کی چمک بہی موجود تہی۔ اوسنے مجہے
فرنسیسی زبان مین نہایت کمزور لہجہ سے پانی مانگا۔ میری بوتل مین کچہہ سرد قہوہ بچا ہوا تہا جو میرے رفیق نے اوسکے حلق مین ٹپکا دیا
حرمان نصیب بے یار و بے دیار نے اظہار امتنان مین اپنے زخمی سر کو جہکا دیا اور ہم اوسے موت کے آغوش مین لیٹنے کے
لئے چہوڑ کر آگے بڑہ گئے۔

راستہ مین ہر جگہ بہٹکے ہوئے سپاہیون کی ٹولیان موجود تہین۔ کئی کہلے کہیتون مین مردون کے درمیان چند گھنٹے
نیند لینے کیلئے زمین پر لیٹے ہوئے تہے اور کئی اپنی اپنی کمپنیوں کی تلاش مین جنسے وہ افراتفری مین بچہڑ گئے تہے۔
بڑی سرگرمی سے تگ و دو کر رہے تہے۔ سالم کی سالم کمپنیان کوفت و تکان سے مردہ ہوکر اوسی جگہ جہانکہ وہ لڑائی کے
خاتمہ پر تہین بیٹہہ گئی ہوئی تہین۔ انہین سے اکثر نے صریح حکام کے برخلاف ایسا کیا تہا۔ مردون کی انبوہون اور

مُردہ گھوڑون سے جنکی ٹانگین آسمان کیطرف اُٹھی ہوئی تھین زخمی گھوڑون سے جو رقت انگیز آوازین آ رہی تھین دُگنا کر رہے تھے۔ لڑیوں کے شکستہ پہیوں۔ ٹوٹی ہوئی گاڑیوں اور دیگر نشانیون سے اُن جگہون کا پتہ مل رہا تہا جہانکہ گولے آکر پھٹے تہے۔ حمال ابہی تک اُن زخمیون کو جنہین پہلے مُردہ سمجہہ کر پڑا رہنے دیا گیا تہا اُٹھا رہے تہے۔ زمین پر ہزارہا ٹوٹی شکستہ بندوقین تلواریں بکہری پڑی تہین۔ اور اُسیطرح ہزارون قدمون کے چلنے سے جا بجا گڑھے اور خندقین پڑی ہوئی تہین۔ بے سوار گھوڑے خوراک کی تلاش مین چہوٹے چہوٹے گلون مین زور سے ہنہناتے ہوئے اودہر اودہر دوڑتے پہرتے تھے۔

یہ سب نظارے مینے غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی آخری کرنون کی روشنی مین دیکہے۔ خداوند عالم رحم عالمیان کی رحمت ایسی عام ہے کہ محاربہ کو بہی جو بادشاہون اور مدبرون کی سیہ باطنی و سنگدلی کا پیدا کیا ہوا جہنم ہوتا ہے دہوپ کا برابر حصہ ملتا ہے حالانکہ یہین ایسے ایسے ناگفتہ بہ واقعات در پیش آتے ہین کہ ہر شخص یہی خیال کر سکتا ہے کہ آسمان کو ایسے نظارہ پر ہنسنے کی بجائے رونا چاہیے۔

چند غیر فوجی ترک حمالون کی مدد کر رہے تہے انہین سے ایک منضبط معمر شخص نے جو مزدورون کی پوشاک پہنے ہوئے تہا یہ دیکہہ کر کہ میرا ساتھی جو پست قامت اور بالکل نکان زدہ ہو رہا تہا میرے بوجہ کو بمشکل برداشت کیے ہوے ہے اوس کو کہا کہ زخمی میرے حوالہ کر کے تم چلے جاؤ۔ اسپر سپاہی اپنی کمپنی کو واپس چلا گیا۔ یہ نیکدل پیر مرد مجہے پہلی ہی مکانون تک لیگیا تہا کہ درد اور نکان نے مجہہ بے چین کر دیا۔ اُسوقت پوری تاریکی ہو گئی تہی اور گولہ باری بند ہو گئی تہی مینے اُس سے کہا کہ مین اور زیادہ نہین چل سکتا۔ اس نے جواب دیا "کل ہی ایک فوجی ہسپتال منونیا سے یہان آ رہا ہے۔ وہ کہین ادہر ہی قائم کیا گیا ہے آؤ اُسے تلاش کرتے ہین"۔

کئی ترک باشندے اُسوقت گھرون سے باہر فتح کی خوشی منا رہے تہے ان مسلمان باشندون نے کل لڑائی مین کمال حب الوطنی ظاہر کی تہی۔ شہر کے جنوبی مکانات کی سطح چہتون پر کھڑے ہو کر جہان سے سکوبیلاف اور برنس تک کی معرکہ آرائی بخوبی دیکہی جا سکتی تہی یہ لوگ آفرین و شاباش کے نعرون سے کہ دشمنون کی گولیان ان چہتون پر با آسانی پہونچ سکتی تہین اپنی سپاہ کا حوصلہ بڑہاتے رہے تہے۔ اور علاوہ برین پہلی صف تک بلا خوف و خطر گہس کر اپنے سپاہیون کو کہانا پانی مشروبات سے تازہ دم کرتے رہے تہے۔ ان لوگون نے ہمکو ہسپتال کا پتہ بتایا۔ اس پتہ پر ملکر ہم دونون ایک چہوٹے سے مکان پر پہنچے مگر ایک بد شکل سی عیسائی عورت نے ہمین دیکہکر اُسکا دروازہ نہایت درشتی سے بند کر لیا۔ ترک نے اسپر اس عورت کو لعنت بہیجی۔ پہر ہم دوسرے مکان پر گئے اور اس دفعہ ہم ٹھیک مکان پر پہنچے۔

عثمان پاشا نے عیسائیون کے ساتھ ایسی نرمی کیساتھ برتاؤ کیا تہا کہ وہ نہ فقط اپنی جان و مال کیطرف سے ہی بیفکر بلکہ کسی قدر گستاخ اور دلیر بھی ہوگئے تھے مگر دوسرے ہی دن انکی شیخی خوب کرکری ہوگئی اس دن تمام بالغ بلغاری مردوں کو مقتولین کے دفن کرنے مین مدد دینے پر مجبور کیا گیا -

اس ہسپتال نے ہمارے پہنچنے سے کچھ عرصہ ہی پہلے اپنا انتظام ٹھیک ٹھاک کیا تہا - یہ ایک چھوٹے سے پرائیوٹ مکان مین قایم کیا گیا تہا - اس مکان کے محب وطن مالک نے اپنے خاندان کیلئے صرف باورچیخانہ اور ایک بیرونی مکان رکھ کر باقی کل عمارت ہسپتال کے واسطے دیدی تھی - ہمسے پہلے ایک گاڑی چار زخمی وہان چھوڑ گئی تھی اور صرف سات اور شخصون کی باقی گنجائش تہی - یہ تعداد دوسرے ہی گھنٹہ مین پوری ہوگئی اور آدھی رات سے پہلے ہسپتال مین مینئی بیمار ہوگئے - ہسپتال کا اسٹاف یہ تہا - ایک ڈاکٹر - ایک اسکا نائب - دو خادم اور ایک عام کامون کیلئے نوکر -

ڈاکٹر نے میری ٹہوڑی کا معائنہ کرکے زخم کو سی دیا - ناک کو خفیف سا صدمہ پہنچا تہا - وردی اتار کر مجھے ایک آرام دہ پلنگ پر لٹا دیا گیا اور درد کی تسکین کیلئے دوائی پلاکر کہانے کے لئے گوشت کی یخنی مین پکی ہوئی چاول - انڈے - چاول اور دود دیا گیا - بعدازان جب زخمیون کی دوسری جماعت پہنچی تو مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا - نوواردون مین سے اکثر ایسے تھے جن کے پاش پاش شدہ اعضا کاٹے جانیوالے تہے -

گاڑیون کی مسلسل کھڑکھڑاہٹ اور رات کیلئے پناہ ڈھونڈھنے والے بھٹکے ہوئے سپاہیون کی قدمون کی آہٹ نے چین نہ آنے دی جب ہسپتال مین مطلق گنجائش نہ رہ گئی تو دروازہ پہ ہسپتال والون اور آنے والون مین کئی دفعہ یہ گفتگو ہوتی ہوئے سنی -

ہسپتال والے " کون ہے " -

باہر سے - صاحب زخمیون کی گاڑی آئی ہے پانچ ترک ہین اور ایک روسی " -

ہسپتال والے " ہسپتال بالکل بھرا ہوا ہے اب ایک مریض بھی اور نہین لیا جاسکتا " -

باہر سے " صاحب سب ہسپتال والے یہی کہتے ہین - کیا مین ان بیچارون کو ساری رات گاڑی پر ہی پہراتا رہون "

ہسپتال والے " مشفق ہم مجبور ہین - ہم ناممکنات پر قدرت نہین رکھہ سکتے " -

اس گفتگو کے بعد دروازہ بند ہوجاتا اور گاڑیوالا آہ وبکا کرتے ہوئے زخمیون کو لیکر بڑبڑاتا ہوا کسی اور مکان کی تلاش مین چلا جاتا - آدھی رات کے قریب مجھے اونگھ آگئی - اس وقت میرے کمرے مین جو چھوٹا سا تہا دو اور مجروح (ترک) لیٹے ہوئے تہے ان دونون کے اعضا کاٹے گئے تہے اور وہ نیند سے کلوروفارم (بیہوش کرنیکی دوائی) کے اثر کو دور کر رہے تھے

دوسرے دن مینے پچھواڑے کے باغ مین ٹانگون اور بازؤن کا ایک انبار لگا ہوا دیکھا - آدہی رات کے بعد مجھے نیند آگئی اور صبح اسوقت بیدار ہوا جبکہ مجھے ناشتہ کے لئے جگایا گیا -

اِس لڑائی کے کل واقعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے :- ۳۰ جولائی کیطرح اُس دن بہی روسیون نے جو جنرل کرڈنر کے زیر کمان تہے - چار طرفون یعنے شمال - شمال مشرق - مشرق اور جنوب سے حملہ کیا - عین شمال کیجانب یونہی سا منظم طور پر مقابلہ ہوا - اس طرف روسی جنرل موش کا رف تہا - جسکو قبل از وقت ہی یہ خبط سوجہہ گیا کہ دِدِ کی طرف جاکر ہماری پسپائی کے راستہ کو منقطع کردے - یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنی فوج میدان جنگ سے ہٹالی اور دِدِ کو چلا گیا - یہان آخر کار صرف اپنی پسپا ہوتی ہوئی فوج کو سمت محفوظ رکہنے کا کام دیکہا -

شمال مشرق کیطرف سے جو روسی فوج آئی وہ جنرل ولجامی نو کے ماتحت تھی - اِس فوج نے ہمارے دستہ بسیار کے حصہ کثیر جسمین میرا مورچہ بھی شامل تہا حملہ کیا اگر کامیاب نہوئی - مورچہ سے میری کمپنی کے چلے آنیکے بعد غنیم اُسکی بغلی خندقون پر قابض ہوگیا تہا مگر آخر کار بُری طرح سے ٹوک دم بہگا دیا گیا تہا - یہ امر مجھے کم از کم تنہ چشم خود دیکہنے والون کی زبانی تصدیق ہوا ہے کہ روسیون کی یہ فوج کمال سراسیمگی ووحشت اور نہایت ہی سخت بے ترتیبی اور بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بہاگی تہی - اسکو خود روسی مورخ بہی تسلیم کرتے ہین - کروپاٹکن اپنی کتاب مین اِسے "بے ترتیب پسپائی" ذکر کرتا ہے

جو روسی فوج مشرق کیطرف سے آئی تہی اُسکا کمانڈر پرنس جارج شاکوفسکوئی تہا - اُسنے ہمارے دستہ یونس کے قلب پر حملہ کرکے دو مورچون کو فتح کرلیا اور پہر دونون بازؤن کے درمیان پہانسے کی طرح پلیونا کی طرف مغرب دیہ تک گھس گئی - بہیرے زخمی ہونے کے بعد فریقین نے پے در پے ایکدوسرے پر جلد جلد حملے اور ہلے کئے - آخر غروب آفتاب کے قریب روسی شکست کہاکر بہاگ گئی اور ہمنے اپنے دونون مورچے پہر فتح کرلئے - اس طرف بہی دشمن کی پسپائی فراری سے کم نہ تہی مگر پہر بہی دوسرے دستہ کی فراری جیسی بُری نہ تھی -

جنوب مین روسی کمانڈر جنرل سکوبلاف تہا جو کل روسی کمانیرون سے قابل اور لایق مانا گیا تہا - یہ شخص وادی طلجنتزا اور اسکے مغرب مین اور نیز ٹرک کریشن کے کنارہ کنارہ یونس بک کی افواج کے مقابلہ پر نہ فقط اپنی جگہ پر ہی قایم رہا بلکہ کچہہ خفیف سی پیش دستی بہی حاصل کرلی - چنانچہ جب عام واپسی کا حکم ملنے پر اُس نے بکراہ اِس حکم کی تعمیل کی تو صرف اُسیکا کالم ایسا تہا جو خاصی باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوا -

دوسرے دن چند روسی باتریون اور ایک تازہ دم رجمنٹ نے اس قدر آگے بڑہکر کہ وہان ہم اُنکے گولے ہم تک پہنچ سکین گولہ باری شروع کردی - مشیر نے مقابلہ کیلئے اپنی تمام کیولری جسکی گنجایش ہوسکتی تہی اور ایک ہلکی باتری امداً ایک

پلٹن انفنٹری بہیجدی - فریقین مین خاصہ زور شور سے مقابلہ ہوا - دونون طرفون کو پیچھے ہٹنا پڑا اور کمکین بہی پہنچنے لگین - اور ایک وقت تو اس بات کے بہی آثار پیدا ہو گئے کہ غالبًا کل کیطرح پہر آج بہی عام لڑائی شروع ہو جائیگی مگر روسیون کو ہوش آگیا وہ پیچھے ہٹ گئے اور ہماری فوج بہی واپس آگئی - دشمن کا تعاقب نہ کیا گیا کیونکہ راست بات یہہ ہے کہ ترکون میں (کل کی تکان اور کوفت کے باعث) تعاقب کرنیکی سکت ہی نہ تہی -

بمصداق طویلہ کی بلا بندر پران ہزیمتون کا الزام جنرل کروڈنر پر لگایا گیا - محاربہ کے بعد اس سے کمان لے لی گئی اور اُسے وارسا (پولنڈ کے روسی علاقہ کے صدر مقام) کے فوجی گورنر کا اجیٹنٹ بنا دیا گیا -

ترکی فوج کی تفصیل جسمین ۳۰ ہزار آدمی اور ۵۷ توپین تہین مین اوپر دے آیا ہون - روسی اپنی فوجکی جمعیت جو اس لڑائی مین شامل ہوئی ۳۶ پلٹنین انفنٹری - تین سالے کیولری یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۱۷۶ توپین بیان کرتے ہین - سوائے ان پلٹنون کے جو دریائے وِد کے پل کے قریب متعین تہین باقی کل ترکی فوج لڑائی مین شریک ہوئی - مشیر بذات خاص کئی دفعہ لڑائی کے گہمسان مین شریک اور گولیون کی زد مین رہے - ایک بالکل تازہ دم سالم روسی رجمنٹ (انفنٹری) میدان جنگ میں اُسوقت پہنچی جبکہ لڑائی عملی طور پر ختم ہو چکی تہی - یہ رجمنٹ روسیوں کی مندرجہ جمعیت مین شمار ہین کیگئی اس نے اپنی ہزیمت خوردہ ساتھیون کی پسپائی کے وقت اُنکو غنیم کے تعاقب سے محفوظ رکہنے کا کام دیا -

اس بات کا ترکی افسرون کو افسوس تہا کہ لوفچہ کی چہہ پلٹنین وہان سے آکر کیون لڑائی مین شریک نہ ہوئین اگر وہ بہی آجاتین تو سکوبیلاف دوطرفہ آتشباری مین گہر جاتا - ایسا کرنے سے لوفچہ بیشک کچہہ عرصہ کیلئے بے پناہ رہجاتا مگر عام محاربے کے شور و شغب مین اور خاص کر ایسی صورت مین جبکہ غنیم کو ہزیمت ملی ہو دشمن کو فوج کی عارضی عدم موجودگی مین شہر (لوفچہ) پر فوج بہیجنے کی نہ فرصت ہوتی اور نہ اس کام کیلئے اُس کے پاس زائد فوج ہی تہی - زمانہ حال کے مشہور شہنشاہ اور جرنیل نپولین کا مقولہ تہا کہ جرنیل کو جو خود شریک محاربہ نہ ہو اور اُسکی فوج بیکار بیٹہی ہو تو اُسے لازم ہے کہ توپ کی آواز سنتے ہی جدہر سے وہ آئی ہو اس طرف چل پڑے - لوفچہ مین رفعت پاشا کمانڈر تہا اُس نے یا تو نپولین کے اس اصول کو نظر انداز کر دیا - یا ممکن ہے مشیر کا ہی اُسے حکم ہو کہ لوفچہ سے کسی صورت مین باہر نہ آئے عثمان پاشا لوفچہ کو بڑا ہی ضروری مقام تصور کرتے تہے - اسکی وجہ خود اُنہی کو بہتر معلوم تہی

ہماری فوج مین دو ہزار قتل اور سخت زخمی ہوئے تہے - انکے علاوہ چند ہزار کو خفیف زخم پہنچے جو ایسے نہ تہے کہ ان لوگون کو ہسپتالون مین بہیجا جائے - روسیون کے نقصانات کا اندازہ عام طور پر کئے ہوئے مورخین ... مقتول و مجروح ... بتاتے ہین مگر شبلہ

اخبارات اور اُس وقت کے مورخین نے دس ہزار کی تعداد بتائی تہی غالباً ٹہیک تعداد ان دونوں کے بین بین ہے ہمنے ایک ہزار ترک اور تین ہزار روسیون کو دفن کیا - ان کے علاوہ ایک ہزار روسی ہماری پاس اسیر تہے جو مجروحین سفر کی تکلیف کو برداشت کرسکتے تہے - انکو ۳۱ - جولائی سے صوفیا کو بہیجنا شروع کردیا گیا -

روسیون کے ہواخواہون کا الزام بالکل بے بنیاد ہے کہ ترک سپاہی روسی مجروحین کو قتل کردیتے تہے مجروح اسیرون سے بعینہٖ وہی سلوک ہوتا تہا جو کہ مجروح ترکون سے - وحشیانہ تادر شاذونادر واقعات کونسی لڑائی اور کونسی مہذب ترین فوج ہے جسمین نہین پائے جاتے ۱۸۷۰ء کے محاربہ جرمنی و فرانس مین سیڈان کی لڑائی مین بمقام بازیلاس جرمن اور فرینچ مہذب سپاہیون کی شائستگی کل دنیا کو معلوم ہے مگر یہ کہنا کہ ترک بالالتزام یا بالعموم اسیرون یا مجروحون کو ایذا پہنچایا کرتے تہے محض جہوٹ ہے - افسرون کو تاکیدی حکم تہا کہ کوئی زیادتی کسی قسم کی نہ ہونے دین اور خطاکار کو پوری سزا دی جائے - میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اس حکم کی پوری تعمیل کی جاتی تہی -

لڑائی کے بعد ترکی فوج مین عجیب افراتفری پڑی ہوئی تہی - مگر ۱ - اگست تک کل نظام اور ترتیب پہر درست ہوگئی جب ہم فاتحین کی یہ حالت ہوئی تو ظاہر ہے کہ ہزیمت خوردگان کا کیسا بُرا حال ہوگا - یکم یا دوم اگست کو ہمارے پاس ارخانیہ سے چار پلٹنون کی کمک پہنچی انمین سے دو لوفچہ کو بہیجدی گئین جس سے وہان کی جمعیت آٹھ پلٹن ہوگئی - اسکے علاوہ نوعمر رنگروٹون کی بہی متعدد جماعتین بطور کمک پہنچگئین اور یہ نوجوان اُن کمپنیون مین جنکو سب سے زیادہ نقصان پہنچا تہا تقسیم کردئے گئے - ان کمکون سے پلیونا مین مشیر کے پاس ۳۵ پلٹنین یا ۲۵ ہزار آدمی ہوگئے اور شروع ستمبر تک ہماری جمعیت یہی رہی -

۳۱ - جولائی کو سیٹوا کی روسی فوج مین کمال سراسیمگی اور بدحواسی پہیلگئی تہی - اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیل بتلانا میرا منصب نہین - علاوہ برین مجہہ سے بدرجہا لائق شخص (مثلاً یکے ازان تہیلودان ٹروتہا ہم) وہان کی روسی فوج کی حیرت افزا بدحواسی کے نظارون کا ہو بہو نقشہ کہینچ چکے ہین - مگر پہر بہی ناظرین سے یہ بیان کردینے کی اجازت چاہتا ہون کہ اس معاملہ سے بخوبی ثابت ہورہا ہے کہ ۳۰ - اور ۳۱ - جولائی کی دو کامل شکستون سے تمام روسی فوج کے چہکے چہوٹ گئے تہے - اسوقت روس کی حالت بعینہٖ ویسی شخص کی حیرانگی کے مشابہ تہی جو ایک زمین پر بیٹہے ہوئے شخص کو قریب المرگ سمجہ کر اُسکے پاس باین ارادہ گیا ہو کہ اس کا کچہہ مال متاع ہضم کرلے - مگر مال کے عوض اُسے دو ایسی زبردست ایذارسان اور بموقعہ ٹہوکرین لگی ہون کہ اُن کو باقی عمر کبہی فراموش نہ کرسکے - جنگ کریمیا کے شروع مین بعینہٖ یہی معاملہ گزرا تہا - میری مراد سلسٹریا کے ناکامیاب روسی محاصرہ اور جنگ گرگیو (جرجوا) سے ہے -

قضاء مبرم کے اچانک نزول کی طرح بعینہ اسی طرح جیسے کہ ۱۸۵۴ء مین ہوا تہا روس کو یکبارگی حق الیقین ہوگیا کہ مکروہ و مبغوض اور کاہل و غافل "مرد بیمار" نے کامل ترین طاقت و قوت کا زبردست ثبوت دیدیا ہے روسی ہیڈکوارٹر ٹرنووا سے بلگرینی کو ہٹا لیا گیا۔ گورکو کو بلقان پار سے ورے بلا لیا گیا۔ ولایت مشرقی رومیلیا خالی کردیگئی زاریچ (ولی عہد) دریا لوم سے پیچہے ہٹ آیا رومانیا کی امداد کو اب اسی منہہ سے جس سے کہ نہایت حقارت کیسا تھ اسکی درخواست امداد کو مسترد کردیا گیا تہا نہائت تپاک اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا (نہین بلکہ اب خود التجا کیگئی) اور فوجکے دس مزید ڈویزن جمع کئے جلد نیکے لئے پیچہے حکم بہیجدیا گیا۔ قصہ مختصر زار کی یہ شیخی اور ڈہینگ کہ مین بذات خود اپنی فوج کو اس طرح سے لیکر کہ گویا تفریحی سیر کررہا ہون عنقریب قسطنطنیہ مین داخل ہوجاؤنگا خاک مین مل گئی اور ساڑہے چار مہینون تک محاربہ روس و روم کا نتیجہ صرف اس سوال تک محدود رہا۔ کہ آیا پلیونا بچ رہیگا یا فتح ہوجائیگا؟ پورے ساڑہے چار مہینون تک ایک واحد شخص نے شان و شوکت کے اس انتہائی معراج تک صعود کرکے جس سے آگے بڑہنا انسانی امکان مین داخل نہین اُن تمام فوجون کی خس برابر پروانہ کی جن کو روس اپنے نہ ختم ہونیوالے ذخیرہ سے لاکر کمال غیظ و غضب کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بہیجتا رہا۔ اور وہ جب مغلوب ہوا تو صرف فاقہ اور بہوک کی وجہ سے جس زبردست معاون سے سباسٹوپل کے نامور محافظ ٹوڈلن مین کی دوراندیش فہم و فراست نے صبر و تحمل کیساتھ کام لیکر وہ بات کر دکہائی۔ جسے گورکو اور اسکو ملاف کی تیزی و تندی - اور جرمن خاندان ہوہن زولرن کا رکن رکین شہزادہ چارلس والی رومانیا جسکی نسبت عام مشہور ہے کہ فتح و ظفر ہمیشہ اُسکے ہم رکاب رہی ہے۔ اور خود زار کی موجودگی جس کے اب پہلی دفعہ معلوم ہوگیا کہ لاکہون اور کروڑون سپاہیون کے دل بادل ایک واحد شخص کی کامل استقلال اور زبردست عزم و ارادہ کے برخلاف خاک کے برابر بھی وقعت نہین رکہتے۔ نہ کرسکی تھی۔

اس لڑائی کے بعد روسی فوج کی حالت کو روسی سپہ سالار گرینڈ ڈیوک نکلس کی مشہور آفاق تار سے جو اوس نے شہزادہ چارلس کو بہیجی تھی بخوبی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اس تار کا مضمون یہ تہا "ہماری مدد کو دوڑو۔ دریائے ڈنیوب کو جہان سے اور جس طرح سے چاہو عبور کرو۔ مگر ہماری مدد کو پہنچو جلد۔ ترک ہمکو معدوم و برباد کررہے ہین۔ عیسائی مذہب کی لاج خاک مین ملگئی ہے۔"

اللہ اکبر اگر ترکی کے پاس اگست مین اُس کاہل اور سست الوجود محمد علی کی جگہ (جس پر رومن جرنیل کنکٹیٹر کا نام خوب صادق آتا ہے گر افسوس جسمین اُس پرانے زمانہ کے جرنیل کی بعض نیک اوصاف بہی موجود نہ تہے) کوئی اوسط عقل ہی کا مستقل مزاج کمانڈر ہوتا۔ اور اگر سلیمان پاشا اپنی بے نظیر گر بے سود شجاعت کے جوہر دکہانیکو کچھ عرصہ کیلئے

بالائے طاق رکھہ کر کسی قدر زیادہ وسیع النظری اور تال اندیشی ظاہر کرتا تو حیرت زدہ دنیا (جو عثمان پاشا کے کارنامون سے پہلے ہی مبہوت ہو رہی تھی) وہی نقشہ پھر دوبارا دیکھہ لیتی جو اُس نے سیڈان[1] مین دیکھا تھا (یعنی جس طرح نپولین سوم اس جگہ ۱۸۷۰ء مین اپنی نوے ہزار فوج سمیت فاتح پرشیا والون کے ہاتھ اسیر ہوگیا تھا اُسے طرح زار سکندر مع اپنی کل فوج کے بمقام ٹرنووا یا بلگرینی جہان اسکا ہیڈ کوارٹر تھا ترکون کے ہاتھہ اسیر ہو جاتے ۔ مترجم) ۔

باب نہم

زمانہ بیکاری - ۳۱ - جولای سے ۶ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

مین ہسپتال مین چار یا پانچ دن رہا - جہان میرا وقت تمبا کو پینے - کہانے پینے اور سونے مین کٹتا رہا - ٹہوڑی کے زخم کیوجہ سے بولنے مین تکلیف ہوتی تہی - پہلے دن بفاصلہ قریب گولہ باری ہونیکی آواز سنکر مین ڈاکٹر کے حکم سے خلاف ورزی کرکے اُٹھہ بیٹھا - مگر فوراً او سختی کے ساتھہ مجھے چارپائی پر لیٹ جانیکا حکم دیا گیا - تیسرے یا چوتھے دن مجھہ مین کچھہ طاقت آگئی اور مینے اُٹھکر خادمون کا جن پر کام کا بیحد بوجھ پڑا ہوا تھا - ہاتھہ بٹایا - میرے کمرے والے دونون سپاہیون نے بیدار ہونے پر جب اپنے اعضا کٹے دیکھے تو پہلے تو بہت بگڑے مگر جیسا کہ تقدیر کے قائل ہونیکے باعث ترکون کا عجیب و غریب خاصہ ہے کہ ہر حال مین تن بتقدیر اور راضی برضا ہوتے ہین - اونہون نے جلدی رنج و تاسف کو بہلا دیا اور راضی خوشی ہنسنے بولنے لگ گئے ۔

غذا نفیس اور وافر ملتی تہی حتی کہ اسکی وجہ سے مین بہی ایک طرح سے بالکل نفیس و لطیف مزاج بنگیا - اس ہسپتال مین روسی کوئی نہ تہا - آٹھہ آدمی صوفیا کو بہیجدیے گئے تہے وہ جانے پر راضی نہین تہے کیونکہ یہان بیمارون کو کامل آرام ملنے کے علاوہ گاڑی پر سفر کرنیکی تکلیف سب کو معلوم تھی - مجھے صوفیا جانیکے لئے مجبور نہ کیا گیا مگر اختیار دیدیا گیا کہ اگر چاہون تو جا سکتا ہون - مینے یہین ہسپتال مین رہکر صحت یابی کے بعد اپنی کمپنی مین جا پہنچنے کو پسند کیا - آٹھے آدمیون کے چلے جانے پر ہسپتال مین بارہ آدمی رہے اور اتنے بیمارون کیلئے بھی در اصل یہین گنجائش تھی - میرے سوا باقی سب کے زخم سخت اور نازک تھے - انہین سے دو میرے سامنے فوت ہو گئے - مجھے ٹہوڑی کا زخم یون تو ہر وقت مگر کہانے کے

[1] سیڈان فرانس کا ایک مشہور شہر ہے جسے ۱۶۴۲ء مین لوئی چہار دہم شاہ فرانس نے فتح کیا تہا ۱۸۷۰ء مین اس جگہ نپولین سوم قیصر فرانس نے مع نوے ہزار فوج جرمنون کے سامنے ہتیار رکھہ دیئے تہے ۔ مترجم

وقت بہت دکھ دیتا۔ لیکن وہ توقع سے بڑھکر جلد اچھا ہوتا گیا۔ مجھے بڑی شکایت خون کے نکلجانے کیوجہ سے ضعف کی تھی لیکن میری فطرتی مضبوط طبیعت اور وافر مقوی غذا نے اس شکایت کو بھی جلد رفع کر دیا۔

محاربہ کے اس مرحلہ تک ہمارے ہسپتالون یعنی والنٹیر اور سول ہسپتالون کا انتظام فی الواقع بہت اچھا تھا نومبر کے قریب وہ بہت ابتر ہو گیا۔ گورنمنٹ ہسپتالون کی کیفیت اول آخر ناگفتہ بہ تھی۔ میرے والے ہسپتال کا ڈاکٹر بلغاری النسل مگر مسلمان۔ ترکون کا نہایت ہی پرجوش و سرگرم حامی۔ کئی زبانون مین ماہر اور اعلےٰ تعلیم یافتہ تھا۔ اُسکا کام صوفیا مین اچھا چلا ہوا تھا۔ اُسنے اپنے چند محب وطن دوستون کی امداد سے یہ ہسپتال اپنے خرچ سے تیار کیا تھا اور اپنے پاس سے ہی خرچ کر کے اُسے چلا رہا تھا۔ وہ اپنے کام میں ماہر اور ہوشیار مگر کم سخن اور اکھڑ مزاج تھا۔ نائب ڈاکٹر اس پیشہ مین ابھی تازہ تازہ داخل ہوا تھا۔ وہ شریف الطبع اور انگریزون اور اُنکے دستور و قواعد کے پسند کرنیوالون مین سے تھا۔ وہ کچھ عرصہ لنڈن کے کسی ہسپتال مین بھی مشق و تجربہ کیلئے رہ آیا تھا۔ اور انگریزی بول سکتا تھا۔ خدام نیک طبیعت اور دل سے کام کرتے تھے مگر بے علم تھے۔ صحت یابی سے کچھ عرصہ بعد مینے ڈاکٹر کو اپنی تیمارداری کے صلہ مین ایک خفیف سی رقم کی "تحریری سند" جو مجھے تنخواہ کے عوض ملی تھی۔ دی۔ مین امید کرتا ہون کہ عثمانیہ گورنمنٹ کا یہ پرامیسری نوٹ (ہنڈی) اُسکے کسی کام آگیا ہوگا اور محض ردی کاغذ نہ رہا ہوگا۔

نائب اور خدام ہمکو کل معاملات روزمرہ کی خبرین سُناتے رہتے تھے۔ کوئی غیر معمولی واقعہ اس دوران مین نہ ہوا ہمارے کمپ سے پندرہ پندرہ میل کے فاصلہ تک کسی دشمن کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ سٹوا کی ہر لونگ اور سب طرفون سے روسی فوجون کی پسپائی کی خبر مینے ہسپتال مین سن لی تھی۔ ہمارے کمپ مین مورچون کی تعمیر کا کام بڑے زور شور سے شروع ہو گیا تھا۔ دوسرے یا تیسرے دن میری کمپنی کا ایک کارپورل جسے جیک کے میدان جنگ سے اُٹھائی گئی رائفلون سے بھری ہوئی گاڑیون کی قطار کے ساتھ بطور گارڈ روانہ کیا تھا مجھے ملنے آیا۔ اُسنے مجھے جیک کا ایک پنسل سے لکھا ہوا رقعہ دیا۔ اُسکا مضمون لفظ بلفظ یہ تھا :-

پیارے رفیق ! میرا زخم اچھا ہوتا جاتا ہے۔ مجھے اچھی خاصی چوٹ لگی تھی۔ جو درد بھی بہت کرتی تھی مگر ایسی نہ تھی کہ بستر پر پڑ جاتا۔ مین امید کرتا ہون کہ تم جلد صحت یاب ہو کر اپنی کمپنی مین پہنچ جاؤگے اور ہم تمہارے ماتحت اور فتوحات حاصل کرینگے۔ امید ہے کہ کپتان ایسی جلدی صحت یاب نہ ہوگا۔ ہم ان دنون ایک دوسری پلٹن کو جسکے سپاہی اول درجہ کے نکمے ہین ایک نیا مورچہ بنانے مین مدد دینے مین سخت مصروف ہین۔ کیا اس لڑائی کا دن مدت العمر یاد رہنے والا دن نہیں تھا ؟ لڑائی کے خاتمہ پر میرے پاس کمپنی کی شکل صورت تو تھی۔ مگر آدھے آدمی بیگانے (یعنی دوسری کمپنیون کے) تھے برابر

چوبیس گھنٹہ تک ہمارے تھکے ہوئے سپاہی واپس آتے رہے اسوقت مقتولین و مجروحین کے علاوہ صرف ایک آدمی کے سوا سے جسکے گم ہو جانیکی مینے قطعی رپورٹ کردی ہی اور سب موجود ہو گئے ہین۔ تازہ ترین خبرین بتا رہی ہین کہ روسیون کا برا حال ہوا ہے۔ مین ہون تمہارا مخلص۔ جیک ؛

مینے کارپورل کو اپنے دوپہر کے کہانے میسے کچھ کہلا کر میرے زخمی ہونیکے بعد جو کچھہ کارروائی ہماری کمپنی نے کی تھی اسکے حالات دریافت کئے۔ کارپورل کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے فریق عادل پاشا کی تلوار کسی دشمن کے بندوق کے کندے کی ضرب سے دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔ اور کہ مشیر نے لڑائی کے بعد آدھی رات کے وقت بہ نفس نفیس اپنے کل مورچون کا معاینہ کیا تہا۔ اُسنے یہ بھی بتایا کہ کیمپ مین عام افواہ ہے کہ روسیون نے ہدنہ (التوا و جنگ) کی درخواست کی ہے۔

جہان تک مجھے یاد پڑتا ہے اس لڑائی مین میری کمپنی کو بایں تفصیل نقصان پہنچا تہا۔ افسر قتل ایک (اول لفٹننٹ)۔ مجروح دو (کپتان اور مین)۔ خفیف مجروح ایک (میمو)۔ سپاہی قتل ۱۰۔ مجروح بیس۔ خفیف مجروح ۲۵ یا مفقود الخبر ایک۔ پس ہماری کمپنی مین اب اکیسو بیس مصاف کنندہ رہگئے تہے۔ اگست مین ۴۰ رنگروٹ ہماری کمپنی مین ایزاد کئے گئے اور دس مجروح صحت یاب ہو کر کمپنی مین آملے۔ اس حساب سے اُن پانچ آدمیون کو وضع کرنے کے بعد جو بیماری کے باعث شامل نہ ہوئے ستمبر کی لڑائی مین میری کمپنی مین ۱۴۵ آدمی تہے۔ نومبر تک اس کمپنی سے کوئی شخص فرار نہ ہوا۔ بعد ازان دو آدمی بہاگ گئے۔

ہسپتال مین ہمکو پرانے اخبار دئے گئے۔ کئی ترکی۔ ایک انگریزی اور ایک فرنچ اخبار تہا۔ انگریزی و فرنچ کسی مدبر انگریز نے بہیجے تہے۔ یہ تو بتانے کی ضرورت ہی نہین کہ گو اونکے مضمون پرانے تہے تاہم مینے اُن کا لفظ لفظ پڑہا۔ ترکی اخبار مینے اپنے رفیق بیمارون کو دیدئے۔ جو اُن کی فضول بےمعنی تعلیات او ہفوات کو پڑہکر سخت متنفر ہوئے۔ وطن سے روانہ ہونیکے بعد مجھکو کوئی خط نہین ملا تہا۔ ڈاک کا انتظام ایسا برا تہا کہ اُسکی پیر کہنا ہی فضول ہے۔

ہسپتال کی اقامت کے آخری دن نایب میرے لئے ترکی زنانہ پوشاک لے آیا۔ اُسنے کہا کہ کوئی صاف مردانہ لباس نہین مل سکا لیکن میرا خیال ہے کہ اُسنے یہ کارروائی تمسخر کیلئے کی تھی مینے اپنے کپڑون کو جو خون سے لتھڑے ہوئے تہے۔ پچھواڑے کے باغ مین دہونیکے لئے اونکو اوتار کر یہ زنانہ پوشاک پہن لی۔ مجھے اس ہیئت کذائی مین دیکھکر فرشتے بہی خوب ہنسے ہونگے۔ میرا سارا چہرہ پٹیون سے ڈھنپا ہوا تہا۔ ایک ترک دوشیزہ نے مجھے کپڑے دہونے مین امداد دی۔ اُسکی آنکھون۔ حرکات۔ آواز۔ گفتگو۔ قد و قامت اور دلفریب برہنہ ہاتھون سے معلوم ہو رہا تہا کہ وہ نوعمر خوبصورت

اور ول آور ہے - ایک نہایت ہی عمر شخص جسکے جسم پر رعشہ پڑا ہوا تہا بطور محافظ اُسکے ساتھ تہا - اسکی نسبت حبیبین نے مجہے ذہن نشین کروا دیا تہا کہ وہ بہرہ ہے - مینے مصدر "سومک" (محبت کرنا) کے تمام صیغے اور اونکی گردانین (نفی کے صیغے کے سوا) بخوبی سیکھ لین - اور جب پیر مرد ہمارے حال پر کمال شفقت کر کے دہوپ مین سو گیا تو مینے معلوم کر لیا کہ ترکی مین یہ جملہ "ہم ایک دوسرے کا بوسہ لے سکین گے" ایک لفظ مین ادا کیا جا سکتا ہے - اس امر کے معلوم کرنے کے لئے نقاب اٹہایا جانا ضروری تہی - اسکے اُٹہائے جانے پر مجہے تصدیق ہو گئی کہ اُس نازنین کے حسن و جمال کی نسبت مجہے کچھ مینے قیاس کیا تہا وہ بالکل درست تہا - ہم دفتر عشق کا یہین تک مطالعہ کرنے پائے تہے کہ ناگہان اُسنے مجہے پکار کر انگریزی مین کہا کہ ڈاکٹر اور لڑکی کا باپ (جو مالک مکان تہا) بازار سے لوٹے چلے آ رہے ہین مینے جب اسکا ترجمہ کر کے لڑکی کو بتایا تو وہ مجہے یہ جملہ "تم مجہے اپنا گرویدہ کبھی نہین بنا سکو گے" کہہ کر جو نیز ایک ہی لفظ مین ادا کیا گیا تہا - رم شدہ غزال رعنا کیطرح دوڑ کر اندر چلی گئی - اسپر بوڑہا بہی چونک کر بیدار ہو گیا - مینے اُسے بتایا کہ لڑکی کوئی کام نہین کرتی تہی وہ بالکل بیہودہ اور نکمی تہی - اسلئے مینے اُسے بہیجدیا ہے - اسپر بوڑہا بھی یہ کہتا ہوا "تمام عورتین ایسی ہی ہوتی ہین" کانپتا ہوا مکان کے اندر چلا گیا - اور اس ہشتاد سالہ پیر مرد نے اپنے مدت العمر کی تجربہ کی بنا پر جو نصیحت آمیز فقرہ کہا اسپر عشق و محبت کے مختصر سے کارنامہ کا جو عین موقعہ کارزار کے دوران مین وقوع پذیر ہوا خاتمہ ہو گیا -

جب بادہ چیخانہ کی آگ پر میرے کپڑے خشک کر دئیے گئے اور نازنین کی نازک اُنگلیون نے اُنکے سوراخ اور چاک درست کر دئیے تو مین انکو پہن کر اپنے رفقا سے رخصت ہو گیا - اور ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق پہلے اسلحہ خانہ کو گیا - وہ ایک مسجد مین بنایا گیا تہا - میرا ریوالور اور تلوار گم گئے تھے - مینے وہان سے ریوالور اور تلوار کے علاوہ ایک نیا کوٹ اور ایک پتلون بہی لی - جنکا مینے پولندہ بنا لیا - گودام مین ہر چیز بکثرت موجود تہی - اس کام سے فارغ ہو کر مین کپتان کے پاس گیا - وہ اس ہسپتال مین تہا جہان مین پہلی مرتبہ رہا تہا - اس جگہ بہی مجروحین کی پوری تعداد معلیہ (یعنے ۶۰) موجود تہی - لڑائی کی رات کو اسمین اسّی شخص تہے - کپتان کے کندہے کا زخم گو حسب مراد مندمل ہو رہا تہا لیکن وہ بہت نحیف اور نیم مردہ سا ہو رہا تہا - ہڈی کے چند ٹکڑے نکال دئیے گئے تہے مین اُسکے ساتہہ دیر تک باتین کرتا رہا مگر جیک کی نیک خواہش کا اُس سے کوئی ذکر نہ کیا - کپتان نے دوسرے دن صوفیہ چلا جانا تہا کیمپ مین جاتے ہوئے خوش قسمتی سے مجہے بارکش گہوڑون کی ایک قطار مل گئی - مین ایک بابو پر چڑھ بیٹہا اور صندوقون پر بیٹہہ کر ٹانگین ایکطرف کو لٹکا لین - اور اس معزز (یعنی تسخیر خیبر) آن بان سے مورچہ مین گیا جہان ہر ایک شخص نے سچی خوشی سے مجہے خوش آمدید کہا - جیک کو جس قدر خوشی ہوی اُسکا ذکر کرنا ہی فضول ہے

مینے اپنی حاضری کی اطلاع اپنے میجر کو کر کے اپنی کمپنی کی کمان لے لی۔

تین ہفتون تک حاضری۔ معائنہ اور بعیدی چوکیون کے معمولی فرائض کے سوا ہم بالکل بیکار رہے لیکن اِن دِنون ہماری چوکسی اور حزم و احتیاط مین ذرہ بھر فرق نہ پڑا اگر ایسا ہو بھی جاتا تو کوئی نقصان نہ ہونے پاتا۔ کیونکہ روسیون نے ہمپر حملہ کرنا تو درکنار ہمارے مورچون کے قریب پھٹکنے کی بھی کوشش نہ کی۔ اس بات کی سخت نگرانی کی جاتی رہی کہ اسلحہ درست حالت مین رہین۔

موسم نہایت شاندار تھا۔ آسائش و آرام کے لئے ہمنے تمام ضروری سامان مہیا کر لیا تھا۔ اور جس قدر آسائش میدان جنگ پر مورچون کے اندر رہنے والون کو مل سکتی ہے ہمکو حاصل تھی۔ فوج کی حالت فی الجملہ اطمینان بخش تھی۔ ایکدفعہ کونین کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ اور چونکہ اس وقت چند آدمی بخار سے بیمار تھے اس امر سے کسی قدر تشویش پیدا ہوگئی۔ مگر ڈاکٹرون نے کونین کے آنے تک اُسکا کام ایک وطنی درخت کی چھال سے لیلیا۔ جسکی سفوف سی ایک خوراک بلا ناغہ ہی سپاہیونکو کھانی پڑتی تھی۔ غذا عمدہ اور وافر تھی قصبہ مین تقریبًا ہر ایک ضروری چیز کا وافر ذخیرہ موجود تھا۔ اکثر چھوٹی چھوٹی چیزین مثلاً صابن۔ بتیان۔ دیاسلائی کے بکس۔ نمک۔ قند وغیرہ باقاعدگی کے ساتھ تقسیم نہین ہوتی تھین کیونکہ ان کے ذخیرہ ہر وقت احتیاج کے موافق موجود نہین رہتے تھے۔ لیکن مجھ اور جیک کو اس بات کا پہلے سے ہی خیال تھا اور ہمنے لڑائی سے پہلے پلیونا سے ان چیزون کی کافی مقدار بہم پہنچالی تھی۔ ترکی سپاہی کے راشن مین قہوہ داخل نہین لیکن ہفتہ مین تین یا چار دن کبھی کبھی کل آدمیون کو مگر زیادہ تر صرف افسرون کو یہ نعمت مرغوبہ بطور زائد راشن تقسیم کی جاتی تھی۔ ہم کفایت شعاری کر کے راشن مین سے اس قدر بچا لیتے تھے کہ کم از کم ایک پیالی روز مل سکے۔

دُنیا مین جو کچھہ گزر رہا تھا ہمکو اُسکی خبر ملتی رہتی تھی۔ سب طرفون سے روسیون کے پیچھے ہٹ جانے سے ہمارے کمپ مین کمال خوشی پھیل گئی تھی۔ لیکن روسیون اور رومانیون کے تازہ اتحاد اور آخر الذکر کے دریاے ڈینیوب کو عبور[۷۵]

---

[۷۵] رومانیون نے مقام کروبیا کے قریب سلیس توار ی (واقعہ بر ساحل چپ) اور ٹیمپی کوئی المعروف ناگولا (واقعہ بر کنارہ راست) کے درمیان اس جزیرہ سے بھی فائدہ اُٹھا کر جو ان دونون مقامون کے درمیان دریا مین واقع ہے ڈینیوب پر پُل تیار کیا تھا۔ اسپر سے اُنکے دو ڈویژن ۲۴ اگست اور یکم ستمبر کے درمیان گذرے۔ ایک تیسرا ڈویژن اس سے پہلے ۲۰ اگست کو بمقام نیکوپولی کشتیون پر دریا کو عبور کر کے پہنچ گیا تھا۔ چوتھا ڈویژن کلافت اور اُسکے قرب و جوار مین رہا۔ رومانی فوج مین اسوقت یہی چارون ڈویژن تھے۔ پرنس چارلس نے الفور پلیونا کیطرف جارحانہ کارروائی شروع کرنیکا ارادہ رکھتا

کر آنے سے باخبر اور عمدہ تعلیم یافتہ افسرون کو کسقدر تردد پیدا ہو گیا ہوا تہا۔

بعض افسرون کا بیان تہا کہ شہزادہ چارلس پرشوی (جرمن) نژاد ہے۔ اور ایک جرمن جرنیل بارہ روسی بریگیڈ کے برابر ہوتا ہے۔" مگر وہ افسر جو سپاہیون سے ترقی کر کے بلند مدارج تک پہنچے تہے شہزادہ کی پر جوشی پر تمسخر اڑاتے تہے اور ان کا بیان تہا کہ پرنس ایک بچہ ہے جو کہلونے سے کہیل رہا ہے رومانوی فوج انکی نظرون مین کہلونا تہی وہ چارلس کو بہی میلان والے سرویا کا بہائی سمجہتے تہے حالانکہ ان دونون مین ذرہ بہی مشابہت نہین۔ اول الذکر ہادر سپاہی ہونیکے علاوہ شریف طبع اور قابل عزت شخص ہے۔ اس دوسری قسم کے ترکی افسرون مین اکثر جاہل شخص تہے۔ ان مین سے بینے کئی

تہا مگر جنرل ستو نے جو روسی مغربی فوج (جو روسی فوج پلیونا کے فتح کرنیپر مامور تہی اُسے مغربی پکارا جاتا تہا کیونکہ وہ روسی قلب سے مغرب کیطرف تہی) کا کمانڈر تہا اصرار کیا کہ روسی فوج کے انتہائی دائین حصہ کے قریب بنیکیلئے دونون رومانوی ڈویژن دریائے ڈینیوب کے داہنے ساحل کے کنارہ کنارہ مشرق رویہ دریائے وِد کے دہانہ تک بڑہتے جائین اور پہر وہان سے جنوب کو ہوکر مقامات کریٹا و بریزنی انتزا کو جائین۔ چنانچہ اسیطرح کیا گیا۔ ایسا کرنے مین ستو اور گدام کر وبیا پل سے دہانہ وِد کو پہنچانے پڑے جس سے رومانوی فوج کو سخت تکلیف پہنچی اور ایک ہفتہ بہر اُسے بہت بے آرامی ہوئی۔ منجملہ دیگر وجوہات اس تکلیف کیوجہ سے بہی کروپاٹکن نے رائے ظاہر کی کہ ستو کی تجویز غلط تھی۔ گو ترکون کی دو پلٹنین بشتی مین۔ تین راہووا مین اور کئی نانی ٹر دریا کے بالائی حصہ مین موجود تہے انہون نے پل بنائے جانے مین کوئی مزاحمت نہ کی۔ مجہے ٹہیک معلوم نہین مگر میرا خیال ہے کہ رومانویون کے آنے پر بشتی کی پلٹنین راہووا کو ہٹ آئی تہین ستمبر مین رومانیون نے پل کو کر وبیا سے اٹہا کر نیکوپولی اور طور نوماگوریلی کے درمیان بنا دیا۔ شروع ستمبر مین متفقہ رومانی و روسی مغربی فوج کی کمان بظاہر پرنس چارلس کے ہاتہہ مین دیگئی۔ اور ستو کو اسکے سٹاف کا اعلےٰ افسر بنایا گیا۔ مگر دراصل شہزادہ کی کمان صرف اپنی فوج پر تھی۔ جنرل ستو اُس سے بالکل خود مختار رہکر کام کرتا رہا۔ کروپاٹکن اپنی کتاب مین اس دو عملی پر سخت اعتراض کر کے اسکو ستمبر کی شکست کا باعث قرار دیتا ہے اس لڑائی مین روسی کمان کی حالت فی الحقیقت اس دو عملی سے بہی بدتر تھی۔

اسمین زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس بہی موجود تہے یعنی اس حساب سے اسمین روسیون کی فوج پر چار اعلیٰ کمانیر موجود تہے۔ گو روسیون کا بیان ہے کہ زار اور ڈیوک صرف دیکہنے والے تہے۔ انہون نے کسی بات مین دخل نہین دیا تہا۔ اچہا یہی سہی مگر یہ صرف دیکہنے والے یا نظارہ باز اپنی ایک لاکہ فوج اور چار سو پولیس توپون کو کلہم تیس ہزار آدمیون اور ۷۰ توپون سے شکست فاش کہاتے دیکہہ کر دل مین خوش تو بہت ہی ہوئے ہونگے!!! اکتوبر مین سیباسٹوپول کا ہیرو جنرل ٹوٹل بن پانچوان اعلیٰ کمانڈر ہوکر شامل ہوا۔ مصنف

خود دیکھے جو گو کمال جفاکش اور بہادر تھے مگر ایک لفظ لکھہ یا پڑھ نہین سکتے تھے۔

مشیر کو بیرونی دنیا کے حالات سے پوری خبر ہوتی تھی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ سے اونکو ساعت بساعت کل اطلاعین پہنچتی رہتی تہین۔ اسوقت تک تار کا سلسلہ پلیونا۔ اور ارخانیہ و صوفیہ کے درمیان صحیح وسالم تھا۔ ہیڈ کوارٹر زمین ہر روز تمام اعلی افسرون کی کمیٹی ہوتی تہی۔ اور جو خبرین افسر سنکر آتے تھے وہ پھر تمام کمپ مین مشتہر ہو جاتی تہین۔

شروع اگست مین سلطان المعظم نے جو خط عثمان کو لکھا تھا وہ ہمارے سنغرلق نے پریڈ پر اپنی کل فوج کو سنایا۔ جلالت مآب نے کل عثمانیہ قوم کی طرف سے اس خط مین مشیر اور اوسکی نہی سی بہادر فوج کا دوہری فتحیابی پر شکریہ ادا کرکے عثمان پاشا کو نہایت بیش قیمت شمشیر جسکے قبضہ و میان پر ہیرے جڑے ہوئے تہے تحفتاً ارسال کی تہی۔ سپاہیون نے یہ خط سنکر بڑے زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ لیکن بادشاہ سلامت اگر تلوار کی جگہ کچہہ نقدی ارسال فرما دیتے تو بہت کارآمد ہوتی۔ ترکی افسر جس صبر و تحمل سے اپنی تنخواہ کی مسلسل عدم وصولی کو برداشت کر لیتے ہین اور اس امر کا کبھی کوئی گلہ یا شکایت نہین کرتے اوسے دیکھہ کر واقعی نہایت حیرانی پیدا ہوتی ہے۔

خط کے بعد ترقیون کی فہرست سنائی گئی۔ اِس فہرست مین اپنا ہی نام سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ مین ملازم اول بنا یا گیا۔ اس ترقی مین میری تنخواہ مین بہی پچاس پیاسٹر (نو شلنگ) ماہوار کا اضافہ ہو گیا۔ لیکن تنخواہ خواہ چوگنی کر دی جاتی۔ میری مالی حالت مین اس سے کوئی فرق نہین پڑ سکتا تھا (کیونکہ تنخواہ تھوڑی ہو یا بہت۔ نقد کوڑی ملنے کی نہ توقع اور نہ کبھی ملی)۔

اگست مین کئی مورچے تیار کئے گئے۔ اُنکی مفصل فہرست ستمبر کی لڑائی کے حالات مین دونگا۔ انجنیرون کی کمپنی نے ہیڈ کوارٹر سے لیکر لوکودا اور راوپانتز کے قریب کے مورچون۔ باش طابیون۔ اور کریشن کے مورچون تک تار کے سلسلے قائم کر دئے تہے۔ سپاہیون مین ایک دوسرے کو دیکہا دیکہی اپنے لئے گڑھے کہودنے کا خبط نہایت زور سے پہیل گیا جو فتح پلیونا کے دن تک برابر قایم رہا۔ بڑے بڑے مورچون اور اون کی بغلی و سامنے کی خندقون کے علاوہ جن مورچون مین پلٹنین اور باتریان تہین بعید کی چوکیون کے سپاہیون اور سنتریون نے بہی اپنی حفاظت کیلئے بیشمار چہوٹی چہوٹی گڑھیان اور خندقین بنائی تہین۔ مورچون کے درمیان ایک سے دوسرے تک محفوظ رستے اور ریزرو فوجون اور سٹورون کے لئے عقب مین بہی محفوظ پڑاؤ اور میگزین (گودام گھر) تیار کر لئے گئے تہے۔ اِن چہوٹی گڑھیون مین سے اکثر کمپنی افسرون بلکہ چند ایک کمپنی افسرون تک نے بمنشا خود تعمیر کین۔ خود مینے بہی اپنے ذمہ داری پر کئی چہوٹی چہوٹی دمدمے جو تیار شدہ نقشہ مین نہین دکہلائے گئے تہے تیار کرائے تہے سپاہیون مین دن بدن اپنے لئے زیادہ عمیق گڑھے

اور ایک بگلچی تھا۔ اوس لفٹنٹ نے ایک نیزہ بہت پر جو کسی مقتول قزاک سے لیا گیا تھا سفید جھنڈا لگا لیا تھا۔ ترکی سوارون کے پاس اپنے نیزے کوئی نہ تھے۔ ان دونون آدمیون کو غنیم پر ترکی فوج کا رعب بٹھانیکے لئے کل فوج مین سے منتخب کیا گیا تھا۔ وہ خوبصورت نوعمر۔ چالاک چوبند اور خوب شگفتہ مزاج تھے۔ اون کا ساز وسامان اور وردی بھی ایسی عمدہ تھی کہ باریک بین سے باریک بین نکتہ چین بھی اوسپر کوئی حرف نہین رکھ سکتا تھا۔ گھوڑے سارے رسالہ مین سے چنے ہوئے تھے۔ ضمنًا یہ بتا دینے مین کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا کہ ترکی کیولری کے گھوڑے بالعموم اچھے نہ تھے۔ عمدہ گھوڑون کے بہم پہنچانے کی کوئی کوشش نہین کیجاتی تھی۔ اس بارہ مین عثمانیہ فوج کی منتظمون پر سخت ترین الزام وارد ہوتا تھا (ناظرین کو معلوم رہے کہ اب یہ کیفیت نہین ہے۔ بلکہ اسوقت ترکی کیولری دنیا کی فوجون پر تعداد اور گھوڑونکی عمدگی دونون باتون مین فوقیت رکھتی ہے۔ دیکھو کتاب واقعات روم۔ اولسبت سالہ عہد حکومت امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی۔ مترجم)۔ میری سواری کے لئے بھی وہ ایک گھوڑا لے آئے تھے۔ وہ تھا تو بہت خوبصورت مگر بڑا شریر۔ مینے اوسے کارپورل کے گھوڑے سے بدل لیا۔ کیونکہ مین کامل شہسوار نہین تھا

ہم ملگرینی سڑک کے راستہ کمپ سے مشرق رویہ روانہ ہوئے۔ مجھے گریویتزا کے قریب کی بعیدی چوکی پر خود مشیر کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی سند راہداری دکھانی پڑی۔ وہان سے ایک چرکس افسر سب سے آخری اور بعیدی سنتری تک ہمارے ساتھہ گیا۔ جسکے پاس پہنچکر مینے کاغذ کو پھاڑ ڈالا۔ سڑک بالکل سنسان پڑی تھی رات کو بارش کا چھینٹا پڑ جانے سے گرد وغبار بیٹھہ گیا ہوا تھا اور موسم مین خنکی پیدا ہوگئی ہی تھی۔ ہم سڑک پر تیزرولگی سے چلے۔

چھہ میل مسافت طے کرنیکے بعد ہم کاسکون اور باقاعدہ روسی سوارون کے ایک دستہ کے قریب پہنچ گئے۔ اون کو ہمنے اپنا جھنڈا دکھایا۔ جس پر اونکی طرف سے ایک نوعمر۔ خوبصورت شریف شکل لفٹننٹ اپنا رومال ہلاتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ مین اوسکے مشایعت کیلئے چند قدم آگے بڑھا۔ اور ہم دونون نے خوش اخلاقی کے ساتھہ ایک دوسرے کے ساتھہ صاحب سلامت کی۔ مینے اوسکو فرنچ مین جس زبان کو وہ سمجھتا تھا اپنا مدعا بتایا۔ اوس نے اپنے ساتھی افسرون سے مشورہ کرکے آخر مجھے گھوڑے سے اتر کر بالا افسرون کے حکم کا انتظار کرنیکے لئے کہا۔ روسی ہمارے گرد جمع ہوگئے۔ کاسکون نے ہمکو بنظر تجسس دیکھا مگر اوس نظر مین انداز عناد نہ تھا۔ باقاعدہ سوار خوش اخلاقی اور مدارات سے پیش آئے۔ ہمارے گھوڑون کو چارہ ڈالا گیا اور پانی پلایا گیا۔ ہم سڑک کے کنارہ پر بیٹھہ گئے مینے سکھ افسرون کو سگریٹ دئے۔ اور اونہون نے برانڈی سے میری تواضع کی۔ میرے ساتھیون کو روٹی اور پانی دیا گیا۔ دریں اثنا چند سوار کمانڈر کا منشا معلوم کرنیکے لئے مشرق رویہ سڑک پر روانہ کردئے گئے تھے۔ باقاعدہ سوارون کے

لفٹنٹ سے جنگی معاملات کے سوا جہان کی باقی کل باتون پر گفتگو کرتا رہا۔ کاسک افسر فرنچ نہین جانتے تھے۔ آدھ گھنٹے کے بعد سوار واپس آئے اور مجھے سوار ہونے کے لئے کہا گیا۔ میری آنکھون پر پٹی باندہ دیگئی۔ اور میرے گھوڑے کی باگ ڈور کر لیا گیا۔ بیس منٹ کی تیز دُلکی کے بعد ہم کھڑے ہوگئے۔ میری آنکھون سے رومال اوتار لیا گیا۔ اور مینے خود کو فوج طلیعہ کے فرودگاہ مین پایا۔ طلیعہ مین سیر انباس ہر۔ تین پلٹنین۔ چند رسالے اور ایک کاسک باتری تھی۔ مینے روسیون کی قیامگاہ اور وہان کے حالات کو اپنے دل مین خوب ذہن نشین کر لیا۔ میرے گھوڑے سے اوترنے پر ایک جرنیل نے قریب آکر خوش اخلاقی سے سلام کیا اور کہا کہ کمانڈر دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن اگر تم مجھے خط دیدو تو مین حلفیہ وعدہ کرتا ہون کہ اوسے خود کمانڈر کے حوالہ کرکے اسکا جواب ۲۴ گھنٹون کے اندر تمہاری کمپ مین پہنچا دون گا۔ مینے اوسے اپنا خط اور نیز روسی قیدی کی چٹھی دیدی۔ اوس نے میری ہمدردی کا شکریہ ادا کرکے چٹھی کو بھی منزل مقصود تک پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ گفتگو ختم ہونے پر وہ انفنٹری کے ایک کرنیل کو میری خاطر تواضع کا حکم دیکر چلا گیا۔ آخر الامر کرنیل مجھے ایک چھوٹے سے خیمہ مین لیگیا۔ جہان اور افسر بھی ہمسے آملے۔ اور سب نے ملکر خوب مزیدار کھانا تناول اور شراب نوش کی۔ اور ساتھہ ہی ساتھہ موسم۔ ملک کے حالات اور دیگر عام معاملات پر فرحت افزا گفتگو ہوتی رہی۔ مجھہ سے ترکی کیمپ کے حالات کرید کرید کر دریافت کرنیکی کوئی کوشش نہ کیگئی۔ لیکن اُسوقت تک بھی حالانکہ لڑائی کو چندہ دن ہو چکے تھے روسی ترکون کی بہادری اور ثابت قدمی کی تعریف مین تر زبان اور مبہوت تھے۔ کرنیل نے مجھے فرنچ مین کہا۔ "رفیق! وہ لوگ تو جن ہین جن۔ ثابت قدمی اور شجاعت مین اپنا ثانی نہین رکھتے۔"

آدہ گھنٹہ کے بعد مین اپنے مہمان نواز اور خوش اخلاق اعداء سے رخصت ہوکر گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ میری آنکھین پہلی کیطرح باندہ دی گئین۔ اور اوسی طرح باگ ڈور کرکے اپنے ہمراہیون کے پاس پہنچا دیا گیا۔ وہان مینے لفٹنٹ سے جسے میرے پیچھے میرے آدمیون کے ساتھہ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا تہا۔ اور نیز کاسک افسرون سے دعا سلام لی اور پھر گھوڑون کو تیز دُلکی پر لگا لیا۔ کیمپ مین پہنچکر مینے فریق کی خدمت مین حاضر ہوکر جو کچھہ دیکھا تہا اوسکی کیفیت سنا دی۔ اس معاملہ کی نسبت مینے سنا کہ دوسرے دن ایک روسی قاصد جواب لیکر گرد تیز آیا تہا۔ لیکن یہ معلوم نہین ہوا کہ وہ کیا جواب لایا۔

۲۱ اگست تک ہمارا شغل معمولی روزمرہ کے کام رہے۔ تب تک کسی توپ یا بندوق کی آواز سنائی نہ دی۔ شپکا پر سلیمان پاشا کے متواتر مگر ہنوز ناکامیاب حملون کی ہمین اطلاع پہنچتی رہتی تہی۔ اور ہم ہر روز اس بات کے انتظار مین رہتے تھے کہ اب یہ خبر آتی ہے کہ محمد علی نے جارحانہ پیشقدمی شروع کردی ہے اور ہمکو سہ آب آگے بڑھنے

اور موسیون کی داڑہی خود اون کے کمپون مین جاکر مونڈنیکا حکم موصول ہوتا ہے - بیکاری کا وقت کاٹنے کے لئے ہمنے تفریح کا بہت سامان کر رکہا تہا - مختلف کہیلین - کشتی - شمشیر بازی - شطرنج - چوسر - محفل رقص و سرود اور کہلے میدان کے ناچ حتے کہ تہیٹرون کا بہی انتظام کرلیا تہا - ترک لوگ قطعًا نہین ناچتے اسلئے یہ تفریح صرف معدودے چند یورپینون اور اون افسرون تک محدود تہی جو یورپ رہ آئے اور وہان کی رسم و رواج سیکہ آئے تہے - جبکہ اون مین ہمیشہ لیڈیان (عورتین) بنتے (کیونکہ یورپ مین ناچ مین عورت مرد جوڑا جوڑا ہو کر ناچتے ہین - مترجم) - ہمارے ناچ کی پوشاک اون کپڑون سے بنائی گئی تہی جو پلیونا سے "مستعار" حاصل کیگئی تہے یہ پوشاکین گردن سے نیچے تہین اور اون کے پیچہے عورتون کے سایہ کی طرح موٹے کپڑے کا دُم چہلا لگا لیا گیا تہا - ہمارے گلدستے گہاس - اناج کے ڈنٹہلون اور گوبی کے پتون سے اور ہمارے بیبیانہ پنکہے بیل کے چمڑے سے بنائے جاتے - ہماری ناز و نخرے - شترغمزے اور شقبازی سبحان اللہ اور ہماری چوما چاٹی کے چٹخارے رائفلون کی آواز سے کچہہ کم نہ تہے - یہ تماشے اور ناچ کے لوازمات دیکہہ کر تماشبین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے - حتیٰ کہ ہنسی سے اونکی حالت ایسی ہو جاتی کہ اونکی آنکہون مین پانی ڈبڈبا آتا اور وہ ناچ کو بند کردینے کی ہمسے بمنت التجا کرتے - جبکہ کبہی کبہی بلغاری لڑکیون کی کامل پوشاک پہن لینا اور اپنی کمپنی کے کاتب - ایک اور رجمنٹ کے اپاتہکری (مہتمم ادویہ) اور پلیونا کے ایک موٹے سے جرمن ڈاکٹر کو ساتہہ لیکر جسے خاکی موٹے کپڑے کی زنانہ پوشاک پہنا کر دوشیزہ کی والدہ بنایا جاتا ایسی نقل اوتارتا کہ ہم سب ہنسی کے مارے چیخ اوٹہتے - جس قدر مین اوسوقت ہنستا تہا مجہے یاد نہین پڑتا کہ عمر مین ویسا کبہی ہنسا ہون - مگر حکام بالا سے اس کہیل کے بند کردئے جانے کا حکم آگیا کہ اس سے افسرون کے رعب مین فرق آنے کا احتمال ہے - چنانچہ ہمنے کمال افسوس کے ساتہہ "جانق بائر طابیہ کی رائل تہیٹر" کو بند کردیا -

تمباکو دن بدن کم ہوجاتا تہا - اور سب سے بڑی مشکل ہمین یہی نظر آرہی تہی - افسرون کو گاہ گاہ راشن کے ساتہہ کچہہ مل جاتا تہا مگر وہ اتنا نہین ہوتا تہا کہ طبیعت سیر ہوسکے - پلیونا مین ایک تولہ باقی نہین رہگیا تہا - فوج نے "مستعار" لے لیکر شہر کو خالی کردیا تہا - اس موقع پر اقبال نے ایک دن چہہ گہنٹہ کی رخصت لی - اور سہ پہر کو ڈیڑہ سیر سرخی تمباکو لے کر واپس آیا - یہ خدا معلوم اوس نے کہان سے حاصل کیا - اور نہ مین ایسا پاگل تہا کہ دریافت کرتا - تاہم تمباکو دیکہہ کر مجہے بیحد تعجب ضرور ہوا -

اس موقعہ پر مین اون چہوٹے چہوٹے معرکون کے مختصر حالات درج کردینا مناسب سمجہتا ہون جو پلیونا کے

دوسرے اور تیسرے محاربہ کے درمیان وقوع مین آئے۔ ان مین سے کسی مین میری پلٹن شریک نہ ہوئی۔ عدم شرکت پر ہمین بہت افسوس ہوتا تھا کیونکہ ہم بیکاری سے اُکتا گئے تھے۔

۶ اگست کو سکوبلاف کے زیر کمان روسیون کے ایک دستہ نے لونجہ پر حملہ کیا۔ مشیر نے امین پاشا کے تحت پانچ پلٹنین تین سوچرکس اور تین توپین نعمت پاشا کی مدد کو روانہ کین۔ مگر یہ کمک کے پہنچنے سے پہلے غنیم کو پسپا کر چکا تھا۔ روسی تین سو لاشین پیچھے چھوڑ گئے جس سے ظاہر ہے کہ اون کی کل نقصانات کا اندازہ ایک ہزار سے کم نہ تھا۔ ترکون کے سو سے کم قتل و زخمی ہوئے۔ امین اپنی فوج لیکر پلیونا کو واپس آگیا۔ راستہ مین اون کے اور دشمن کے درمیان مختصر سی آتشباری ہوئی۔

اگست کے ختم ہونے سے پہلے پہلے روسی غربی فوج نے ہماری گرد نیم دائرہ سا بنا لیا جس کا مونہہ مغرب کی طرف کھلا ہوا تھا۔ پلیونا اسکے مرکز میں تھا اور اس نیم دائرہ کا نصف قطر سات میل تھا۔ قوس کا شمالی کونہ ریلینا مین اور جنوبی کونہ جنوب مین تھا۔ فوج مذکور مین دو آرمی کور (چہارم کور زیر کمان جنرل کریلو اور نہم کور زیر کمان جنرل کرڈونر) اور ایک ڈویژن کیولری کا تھا۔ کل پر جنرل سٹو کی کمان تھی۔ شروع ستمبر مین اس فوج مین چند روسی دستے اور تین رومانوی ڈویژن بہی شامل ہو گئے۔ اور سب فوج کی اعلیٰ کمان پر برائے نام پرنس چارلس کو مامور کر کے جنرل سٹو اوس کا اعلیٰ سٹاف افسر بنا دیا گیا۔

۳۰۔ اگست کو مشیر نے پلی شاط کی طرف زبردست جمعیت کیساتھ جارحانہ حرکت کرنیکا انتظام کیا۔ حملہ کنندہ کالم مین ۱۹ پلٹنین۔ تین باتریان۔ باقاعدہ کیولری کے سات عثمانیہ کاسکون کے دو دو رسالے نکی سوارون کے دس رسالے اور تین سو چرکس تہے۔ یہ کالم خود مشیر کی اپنی کمان مین تھا۔ اور حسن صابری پاشا جو اب فریق کے درجہ پر ترقی یاب ہو گئے تھے نائب کمانڈر بنائے گئے تہے۔

پلیونا کیمپ کی حفاظت کیلئے عادل پاشا کے زیر کمان سولہ پلٹنین (جنمین میری بہی شامل تھی) ساتھ چھ باتریان اور باقی ماندہ چرکس پیچھے رہے۔ اس حملہ آور کالم کی جنگی ترتیب و صفانی صف بندی حسب ذیل تھی۔

کمانڈر۔ مشیر عثمان پاشا۔ نائب کمانڈر۔ جنرل ڈویژن حسن صابری پاشا

اعلیٰ افسر سٹاف۔ کرنل تحسین بک

نکی سوار جنگی کی معاون باقاعدہ کیولری کی یہ جمعیت جسمین اسی اسی سوارون کے دس دس رسالے تہی ایک بار دو دن پہلے پہنچ چکی تھی ان کے علاوہ ابہی دون باقاعدہ کیولری کا بہی ایک رسالہ پہنچا تھا۔ مصنف

اول بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر امین پاشا

اول رجمنٹ :- کمانڈر کرنیل عمر بک

چار پلٹنین

دوم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک

چار پلٹنین

دوم بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر طاہر پاشا

سوم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل عبدالصمد بک

چار پلٹنین

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل رؤوف بک

چار پلٹنین

ریزرو اور آرٹلری :- کمانڈر بریگیڈیر احمد پاشا[13]

تین پلٹن انفنٹری

تین باتریان - فی چھ چھ توپ

کیولری :- کرنیل عثمان بک

۷ رسالے باقاعدہ سواران

۴ رسالے عثمانیہ کاسک

نوٹ [13] احمد پاشا کو ۳۰ - جولائی کی لڑائی کے بعد میرلوا کے رتبہ پر ترقی دیگئی تھی - مجھہ کہا گیا تھا کہ وہ نسلاً انگریز ہے مگر مجھے ان سے گفتگو کرنے کا کبھی موقعہ نہ ملا - اسلئے مین اس خبر کے درست یا غلط ہونیکی نسبت کچھہ نہین کہہ سکتا -

نامہ نگارون کا قاعدہ تھا کہ جو ترک افسر امتیاز و شہرت حاصل کرتا اسکی نسبت لکھدیتے کہ وہ دراصل یورپین ہی جو ہمیشہ کی ترکون کیطرف سے لڑ رہا ہے - گر یہ محض من گھڑت روایتین ہوتی تہین - مثال کے طور پر مین یہ قصہ درج کئے دیتا ہون کہ اوس وقت کے اخبارون مین یہ عام چرچا ہو رہا تھا کہ عثمان پاشا فی الحقیقت فرانسیسی جرنیل بے زین مین ہے جس نے بھیس بدل رکھا ہو - ان لوگون کے نزدیک گویا کوئی ترک بہادر اور لایق ہو ہی نہین سکتا تھا - مگر ترکون سے تعریف و تحسین کا اونکا واجبی حق چھیننے کی یہ کوشش کیا جانا میرے نزدیک منصفانہ اور مناسب نہین - مصنف ۱۲

۱۰ رسالے سالونیکی مجاہدین کے۔

۳۰۰ چرکس

میزان ۱۹ پلٹنین۔۳ باتریان۔۱۹ رسالے۔۳۰۰ چرکس یعنی ۱۴ ہزار آدمی اور ۳۲ توپین۔

پیش قدمی یا حملہ کی تجاویز خفیہ رکہی گئین۔ چنانچہ پیشقدمی کے فی الواقع شروع ہو جانیسے صرف چند گہنٹے ہی پیشتر کیمپ کو یہ خبر ملی کہ کسی حرکت کی تجویز کیگئی ہے۔ کالم نے شام پڑجانے پر ۳۰۔اگست کو کیمپ سے روانہ ہوکر پلیونا سے دو میل مشرق پلی شاطکی سڑک پر اور اُسکے قریب رات بسر کی۔ اور ۳۱ اگست کو علی الصباح آگے روانہ ہوا۔ چند گہنٹون کے بعد جنوب مشرق کی طرف سے ہمین توپون کی گرج سنائی دی۔ سب کیمپ کا دہیان نتیجہ پر لگا ہوا تہا اور کل خبر پہنچنے کیلئے سخت بیقرار ہورہے تہے۔ سہ پہر کے قریب جب عادل پاشانے تین پلٹنین اور گولی بارود کے ایک سو گہوڑے بطور کمک مشیر کو روانہ کئے تو ہمارا تردد اور بہی بڑہ گیا۔ اور جب روسیون کا ایک دمنہ گروتسرا کے مشرق مین نمودار ہوگیا۔ اور عادل پاشانے باتش طابیون کی حفاظت کیلئے جلد جلد چار پلٹنون کو جنمین میری بہی شامل تہی اودہر روانہ کیا تو تردد وانتظار ناقابل برداشت ہوگیا۔ مگر روسی ہماری باتریون سے گولہ باری ہونے پر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پیچہے ہٹ گئے اور ہم اپنے مورچو کو واپس آگئے۔

شام کو خبر ملی کہ کالم جس کام کے لئے (یعنی دشمن کی جمعیت اور اوسکی وضع اقامت کو بخوبی پڑتالنے کیلئے) گیا تہا اوسے کرکے واپس آرہا ہے۔ مگر ہم افسر یہ قیاس کرنسے باز نہ رہ سکے کہ پیشقدمی مین کامیابی نہین ہوئی۔ لیکن ہمنے یہ رائے سپاہیون سے پوشیدہ رکہی تاکہ اون کے حوصلے پست نہ ہوجائین۔ کالم بہت رات گذری واپس پہنچگیا۔ اوسکے تین سو قتل اور ایک ہزار زخمی ہوئے جو ساتہہ لے آئے گئے۔ روسی اپنے نقصانات کا اندازہ ایک ہزار بتاتے ہین۔ ہماری فوج ایک روسی توپ بطور نشان فتح ساتہہ لائی۔ لڑائی نہایت ہی سخت ہوئی تہی اسمین ایک روسی مورچہ کا قبضہ چار دفعہ ایک فریق سے دوسرے کو منتقل ہوا تہا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ آیا مشیر کا منشا غنیم کی صفون کو توڑکر آگے جانے کا تہا یا کہ فی الواقع جیسا کہ ظاہر کیا گیا تہا صرف انکشاف اور معائنہ کے لئے گئے تہے۔ اگر اون کا مدعا اول الذکر تہا تو صاف ظاہر ہے کہ پلی شاط کی لڑائی مین ترکون کو زک پہنچی اور اگر دوسرا تہا تو محاربہ مذکور مین اونکو فتح ہوئی۔ کیونکہ اس سے اونکو اپنے مدعا مین کامیابی ہوگئی۔ لیکن کالم کی جمعیت سے پہلے قیاس مین (یعنی کہ صرف انکشاف حال کیلئے پیشقدمی کیگئی تہی) اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ امر کہ ترکون کو فی الحقیقت شکست نہین ملی تہی اس سے ظاہر ہو رہا تہا

کہ کالم کمال باقاعدہ گی اور کامل ترتیب سے واپس آیا اور دشمن نے کوئی تعاقب نہین کیا تہا۔ کرد پاکمن اس لڑائی کی نسبت لکہتا ہے کہ "اگر سٹو دشمن کے ارادہ کو پہلے سے تاڑلیتا۔ اور اگر وہ اپنی ریزرو فوج سے بہی کام لیتا۔ اور نیز اگر کمک راستہ مین ستانے کی بجائے وقت پر پہنچ جاتی تو جنگ ہائی شاط مین روسیون کو کامل فتح نصیب ہوتی"۔

اسی دن یعنی ۳۱۔ اگست سے مسلمانون کا ماہ صیام رمضان شروع ہوگیا۔ اسکے شروع ہونے پر چند مذہبی رسوم ادا کیگئین۔ کمپ کے ملاؤن نے خوب زور سے وعظ ونصایح کین۔ بہت کچہ خوشی ظاہر کی گئی۔ اور اچہی خاصی تعداد نے روزہ رکہا۔ نئی وردیون کی تقسیم کے متعلق مین دوسرے دن شہر کو گیا تہا۔ وہان مین ایک مسجد مین جسکے کچہ حصہ مین گودام گہر بنا یا گیا تہا مذہبی مجلس مین شریک ہوا۔ ہسپتالون مین گل کے مجروحون کے سوائے اور کوئی بیمار نہ تہا۔ پہلی لڑائیون کے تمام مجروح جو صحت یاب نہین ہوئے تہے صوفیا کو بہیجدئے گئے تہے۔ پلیونا مین بہت کچہ امن وسکون قایم ہوگیا تہا۔ دوکانین کہلی ہوئی تہین۔ تجارت خوب گرم تہی۔ اور عدالت وشہری حکومت کا کام حسب معمول سرانجام ہورہا تہا۔ ترک عثمان کے مضبوط پرون کی پناہ مین خوش اور اپنے تئین محفوظ سمجہتے تہے بلغاریون کو بہی جبتک کہ وہ قواعد واحکام کی خلاف ورزی نہ کرین کوئی ایذا نہین پہنچائی جاتی تہی۔ کسی باشندہ کو کمپ کی حدود سے باہر نہین جانے دیا جاتا تہا۔ ڈاک خانہ کا کام پہر جاری ہوگیا تہا مگر ہی اپنی سابقہ روش پر۔ مجہے شروع ستمبر مین گہر سے ایک خط ملا۔ مین بلاناغہ ہر ہفتہ خط لکہا کرتا تہا۔ اُس دن (یکم ستمبر) چونکہ جنوبی ہوا چل رہی تہی ہمنے لوفچہ مین توپون کی چلنے کی آواز سنی اور تہوڑی ہی دیر بعد معلوم ہوگیا کہ رفعت پاشا غنیم سے مصروف کارزار ہے اور کہ لوفچہ پلیونا کا سلسلہ تار کاٹ دیا گیا ہے۔

۲ ستمبر کو کرشن کے قریب بیس پلٹنون تین باتریون اور دو رسالون کا کالم تیار کیا گیا۔ میری پلٹن اس دفعہ بہی پیچہے چہوڑ دی گئی۔ لوفچہ گرد لڑا باری ہونے کی آوازین سارا دن سنائی دیتی رہین ۳۔ ستمبر کی دوپہر کو کالم مشیر کی ذاتی کمان مین روانہ ہوا۔ اسمین چہ چہ پلٹنون کے تین برگیڈ اور دو پلٹنون کا ریزرو تہا۔ برگیڈ حسن صابری پاشا۔ امین پاشا اور طاہر پاشا کے زیر کمان تہے۔ توفیق بک ادہکل سٹاف مشیر کے ساتہ تہا۔ پلیونا کی اعلیٰ کمان پہر عارضی طور پر عادل پاشا کو تفویض ہوئی۔ ۵ا پلٹنین۔ ۶ باتریان اور ۷ رسالے پیچہے رہے

نمبر ۸۷ کرد پاکمن کی عبارت میٹرجہان کہین نقل کی ہو وہ ان کی کتاب کے جرمن ترجمہ سے جسکو کرا سہر نے ترجمہ کیا ہے لیاہے۔ کیونکہ مین خود روسی زبان سے ناواقف ہون۔ مصنف

سارا دن جنوب مین سخت گولہ باری ہوتی رہی اور کچھ عرصہ کیلئے ہم سے بہت قریب بھی توپین چلتی رہین کیونکہ کالم راستہ مین لڑائی کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تہا -

۴ ستمبر کو ایسی خبر سننے مین آئی جس سے سب کے چہرون پر اوداسی چھا گئی یہ منحوس خبر یہ تھی کہ روسیون نے لوفچہ لے لیا ہے - لوفچہ پلیونا کی سڑک پر دشمن قابض ہو اور آمد و رفت منقطع ہو گئی ہے - اِس سے مشیر کی سلامتی کی نسبت بہی سخت تشویش اور اندیشہ پیدا ہو گیا - عادل نے حکم دیا کہ کل فوج حکم ملتے ہی فی الفور چل دینے کیلئے تیار ہوجائے - سہ پہر کے وقت رومانوی باشی طاہیون کے مقابل نمودار ہوئے مگر بآسانی پیچھے ہٹا دئے گئے - اس وقت صرف اکیلی میری پلٹن دو بڑے مورچون کی محافظ تہی - باقی چارون گئی ہوئی تہین - ہم کئی گھنٹون تک لڑائی کے لئے بالکل تیار اور مستعد کھڑے رہے - مگر ہمین کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی - ہمنے رومانویون پر گولہ باری کی - اور عادل نے اون کے مقابلہ کیلئے کیولری کو آگے بہیجا - مگر وہ اوسکے پہنچنے سے پہلے غائب ہوگئے تہے - اس سے برا دن مینے اپنی زندگی مین کوئی نہین دیکہا -

۵ ستمبر کو چرکس جنہین عثمان پاشا نے بہیجا تہا اور وہ چکر دے کر آئے تہے خبر لائے کہ کالم صحیح و سالم ہے اور مغربی سڑک کے راستہ واپس آرہا ہے - اوسی دن لوفچہ سے اکثر شکست خوردہ سپاہی کمپ مین پہنچ گئے -

۶ ستمبر کو علی الصباح کالم کمپ مین پہنچ گیا - اِس دن ہمنے آدہ گھنٹے تک لوفچہ کے ہاتہہ سے نکل جانیکا افسوس و غم کیا - بعد ازان سچے سپاہیون کیطرح ہماری طبیعتین بحال اور دل حسب معمول شگفتہ ہو گئے - لوفچہ کی فوج کے باقیماندہ آدمی چھوٹی چھوٹی جماعتون مین مختلف راستون سے کمپ مین پہنچ گئے - اس تاریخ سے بارش شروع ہو گئی لوفچہ کے معرکہ کے حالات یہ ہین :- لوفچہ مین رفعت پاشا کے ماتحت آٹھ پلٹنین - چھہ توپین اور چند چرکس تہے - یکم ستمبر کو روسی زبردست جمعیت مین اوسکے سامنے نمودار ہوئے - انہون نے تارون کو کاٹ دیا اور بر فوج محافظ نے جو مورچے تعمیر کئے تہے اون پر گولہ باری کی - دوسرے دن پہر گولہ باری کیگئی جس سے رفعت کو مجبوراً ایک پہاڑی چھوڑ دینی پڑی - اور اوس نے عثمان پاشا کو مدد کے لئے کہلا بہیجا - ۳ ستمبر کو روسیون نے بر انام جنرل پرنس امیرٹ انسکی گرفی الحقیقت سکوبیلاف کی ماتحت بڑی تندی سے حملہ کیا اور چونکہ اونکی جمعیت بہت ہی زیادہ تہی اونکی کامیابی یقینی تہی - سکوبیلاف کے ماتحت حملہ کیوقت ۲۵ پلٹنین - ۹۲ توپین اور ۱۵ رسالے تہے - ترک تہوڑے تہے مقابلہ کرنی مین ادسدن خود اپنے (یعنی ترکون) سے جو مدافعانہ مقابلہ مین دنیا پر نظیر نہین رکہتے بڑہ گئے - اِس بات کا خود روسی مورخ بہی اعتراف کرتے ہین - رفعت گو لوفچہ کو نہ بچا سکا مگر اوسکا نام بطور "محافظ لوفچہ" ہمیشہ کے لئے لوح عالم پر ثبت رہیگا - لڑائی پوری بارہ گھنٹے ہوتی رہی - مشیر کا

کالم بدقسمتی سے بعد از وقت پہنچا - لوفچہ کی جو فوج لڑائی سے بچ رہی وہ متصلہ کوہستانی علاقہ مین منتشر ہو گئی جس کا زیادہ حصہ چند دنون مین پلیونا پہنچ گیا - رفعت نے اپنی چھہ توپون مین سے پانچ بچالین اور اون کو اور چند سکرتیج کمپنیون کو لیکر وہ مبکری کی سڑک پر چڑھ گیا اور بڑا چکر دیکر ۶ ستمبر کو پلیونا پہنچ گیا - لوفچہ کی لڑائی مین ۲۵۰۰ ترک قتل - زخمی اور مفقود الخبر ہوئے - روسی اپنے نقصان کا اندازہ ۱۶۰۰ بتاتے ہین - اس لڑائی مین ۲۲ ہزار روسیون نے جن کے پاس ۹۲ توپین تہین ۵ ہزار ترکون کو جو فقط چھہ توپین رکھتے تہے شکست دی - باین ہمہ کروپاٹکن اسے نہایت "شاندار فتح" لکھتا ہے !! پرنس امرٹ انسکی نے (بقول ٹرودھا) اپنی سرکاری رپورٹ مین لکھا ۲۲۰۰ ترک لوفچہ مین اور ۳۰۰۰ تعاقب مین قتل ہوئے - شاباش پرنس (شہزادہ) اتانیاس[۱] ! پانچہزار مین سے پانچ ہزار دو سو قتل ہوئے !!! ایک مورچہ مین روسیون نے ترک مجروحین کو جنہین انکو رفیق ساتھ نہ اٹھا لیجا سکے کمال سنگدلی سے قتل کر دیا - لوفچہ کے عیسائی باشندون نے ترکی باشندون کو بلاتمیز مرد و زن یا بچہ بے حرمت کر کے سخت قساوت قلبی سے ذبح کر ڈالا - روسی فاتحین کمال بے پروائی سے یہ مظالم دیکھتے یا قابل تعریف منصف مزاجی سے بلغاری اور ترکون دونون کے مکانات لوٹتے رہے - [۷۹]

مشیر کا کالم لوفچہ کی شاہراہ کے راستہ ۳ ستمبر کو روانہ ہوا - اوسے راستہ مین بائین جانب روسی فوج اور چند محفوظ باتریان جو سڑک کے مقابل اوس سے متوازی مورچون پر نصب تہین دکھائی دین اور فی الفور بہت گولہ باری بہی ہوئی - اس کالم نے شام کے وقت لوفچہ کے قریب ربع دائرہ کی شکل مین اپنی پوزیشن قایم کی

ع[۱] اتانیاس عیسویت کے آغاز مین یروشلیم مین گزرا ہے - یہ شخص بظاہر عیسائی مگر دراصل بڑا منافق تہا - اسی جہوٹ بولنے کی سزا مین غضب الٰہی اس پر اور اسکی بیوی صفیرہ پر بجلی گری اور وہ دونون فی النار والسقر ہوئے - مترجم

ع[۷۹] مین اس لڑائی کے متعلق کروپاٹکن کی تحریر کا بجنسہ ترجمہ دیدینا نہایت مناسب تصور کرتا ہون - وہ لکھتا ہے :-

لوفچہ کی لڑائی نے ثابت کر دیا کہ ترکی توپ خانہ کی لمبی زد کی توپین روسی توپون کی نسبت کیسی زبردست اور موثر ہین - روسیون کی ۹۲ توپین تقریباً لڑائی کے اختتام تک پانچ ترکی توپون کو خاموش نہ کر سکین - ترکی گولہ باری کا ترکی بہ ترکی جواب دے سکنا ہمارے امکان سے باہر تہا - جس کا اخلاقی لحاظ سے بہی روسی سپاہ پر بہت بڑا اثر پڑا - کیونکہ اس سے نہ فقط انفنٹری بلکہ خود توپ خانہ کی فوج کو بہی اپنی توپون پر بہروسہ نہ رہا -

مصنف

اِس قوس کا مُرخ لوفچہ کیطرف تہا۔ اوسکا ایک کونہ لوفچہ سے تین میل بجانب شمال لوفچہ پلیونا سڑک پر اور دوسرا کونہ شہر سے بجانب غرب پانچ میل کے فاصلہ پر تہا۔ ایک سبب بستہ مقامات طیطوان اور اطرولپل کی حفاظت کے لئے بکری کو جو لوفچہ سے جنوب مغرب کیطرف ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے بہیجا گیا تہا۔ یہ پوزیشن درست کرکے فوج ساری رات وہان سخت تشویش کی حالت مین شب باش ہوئی۔ کیونکہ لوفچہ سے کوئی آواز لڑائی کی ہم سنائی نہین دیتی تھی۔ اور یہ اچھی علامت نہ تہی۔ علی الصباح جو سوار پتہ لانے کیلئے بہیجے گئے تہے۔ وہ خبر لائے کہ شہر روسیون کے ہاتہہ مین ہے۔ اسپر مشیر نے کل افسرون کو جمع کرکے مجلس مین یہ سوال پیش کیا کہ "آیا حملہ کیا جائے یا نہ۔" اس معاملہ پر کافی غور ہونے کے بعد جواب (نوٹ ۹۵) نفی مین دیا گیا۔ روسی باتریون کی وجہ سے

نوٹ ۹۵ جسوقت ایک لفٹنٹ کرنل نے جو غالباً محمد ناطف بک ہے اور روسی مہم مین شامل تہے اس مشورہ کی کیفیت میرے میجر کو سنائی اوسوقت مین بہی پاس موجود تہا۔ چنانچہ بک موصوف کے بیان کا جس قدر حصہ مجہے یاد ہے وہ ذیل مین درج کرتا ہون "کل افسر عثمان پاشا کے پاس علی الصباح جمع ہوئے۔ مطلع کدر اور موسم خنک تہا۔ ہم ایک پہاڑی کے ڈہلاؤ پر جسکے جنوب مشرق مین لوفچہ تہا موجود تہے۔ ہم مشیر کے گرد جو زانو پر نقشہ رکہے ہوئے ایک سٹول پر بیٹہا تہا حلقہ باندہکر زمین پر بیٹہ گئے۔ مجلس شوریٰ مین حسن صابری پاشا۔ آدین پاشا۔ احمد پاشا۔ طاہر پاشا کرنل عمر بک و کرنل توفیق بک لفٹنٹ کرنل عبداللہ بک۔ لفٹنٹ کرنل رؤف بک۔ لفٹنٹ کرنل خیری بک۔ لفٹنٹ کرنل طاہر بک اور دو یا تین دیگر افسر شامل تہے۔ مشیر نے سوال کیا "کیا ہم لڑائی کریں یا نہ؟" اور ساتہہ ہی موافق اور مخالف دونون قسم کے دلائل مختصر طور پر سنا دین۔ ہمنے آپسمین چند منٹ مشورہ کیا۔ پہر حسن صابری پاشا نے کہڑے ہوکر کہا کہ "مین بارہ سو سے لیکر پندرہ سو آدمیون تک کے نقصان سے لوفچہ کو حملہ کرکے فتح کر لینے کا ذمہ اُٹہاتا ہوں۔" طاہر نے کہا "ہم فرض کرلیتے ہین کہ لوفچہ کو فتح کر لینگے۔ مگر کیا ہمارے پاس اس قدر فوج ہے کہ ہم پلیونا اور لوفچہ دونون جگہون کو قابو مین رکہہ سکین۔" یہ سنکر مشیر نے کچہہ عرصہ غور و فکر کرنیکے بعد کہا "یہ نہایت معقول اور اہم اعتراض ہے۔ پہلی کیطرح لوفچہ مین صرف آٹہ بٹالین اور ایک باتری رکہنا اون کو خود معدوم کرانے سے کم نہین ہوگا۔ کم از کم بارہ بٹالینون کا ایک ڈویژن اور چار باتریان لوفچہ کو دشمن کے مقابلہ پر کامیابی کے ساتہہ قابو مین رکہہ سکتی ہین۔ مزید برآن لوفچہ اور پلیونا کے درمیان آمد و رفت کا راستہ محفوظ اور قائم رکہنے کیلئے کیولری کی زبردست جمعیت ضروری ہے۔ اگر دشمن پر حملہ کرنیکا فیصلہ کیا جائے تو مین اس غرض کیلئے زیادہ سے زیادہ صرف چار مزید بٹالین پلیونا سے منگوا سکتا ہون۔" اسکے بعد مجلس مین یہ سوال پیش ہوا "کیا ہمارے پاس پلیونا اور لوفچہ دونوں کو قابو میں رکہنے کے لئے کافی جمعیت ہے؟" حسن صابری پاشا نے جواب دیا "ہاں"۔ باقی سب نے

جو بائین طرف تہین اب شاہراہ کے رستہ واپس ہونا ناممکن نہ سہی خطرناک ضرور تہا۔ کیونکہ یہ سوچ لیا گیا تہا کہ ممکن ہے روسیون نے اس اثنا مین سڑک پر قبضہ کرلیا ہو (جیسا کہ انہون نے فی الحقیقت کرلیا ہوا تہا) پس شہراہ کو چہوڑکر کالم نوودوسیلو سلکودا۔ لسکر۔ اور بالی دا کے رستہ جو محض پک ڈنڈی سا تہا۔ کریشن پہنچا۔ راستہ مین کئی سپاہی لوفچہ فوج کے کالم کو ملگئے۔ اور وہ رات کریشن اور طرفنیا کے درمیان شب باش ہو کر ۶ ستمبر کو علی الصباح پلیونا پہنچ گیا۔

جب کوئی معاملہ گذر جائے اوسکے بعد عقلمندی جتانا بڑا سہل کام ہے۔ اور یہ اعتراض کردینا بہت آسان بات ہے کہ مشیر نے ہم گہنٹے پیشتر کمک کیون نہ بہیجی۔ تاہم میرے قیاس مین اس سوال پر کہ "آیا فوج کو لڑائی کرنی چاہئے تہی کہ نہین"؟ اگر رائے زنی کی جائے تو جائز ہے۔ میری ناقص رائے مین خواہ کامیابی کی چندان امید نہ بہی ہوتی تو بہی حملہ کردینا بہتر تہا۔ کیونکہ فوج ایک خاص کام کیلئے جو سب کو معلوم اور جسے سب نے پسند کیا تہا یعنے لوفچہ کی حفاظت وحمایت کے لئے گئی تہی۔ اس فوج نے لوفچہ کو روسیون کے قبضہ مین پایا اور وہ اوسکو دوبارا لینے کی کوشش کئے بغیر واپس چلی آئی۔ اس کارروائی سے فوج کے حوصلون کے بہت بری طرح سے پست ہوجانے کا احتمال تہا۔ یہ بات گو کیسی بیرحمانہ معلوم ہو لیکن چند سو آدمیون کی جانین ضائع کردینا اس سے بدرجہا بہتر تہا۔ ایسا کرنیسے ہماری بیس پلٹنون کے حوصلے اس اطمینان کیوجہ سے بڑہجاتے کہ جس کام کے لئے ہم آئے تہے اوسے کردیا۔ یا اپنے طرف سے اوسکو کرانی کی پوری کوشش کردی ہے۔

۵ یا ۶ ستمبر کو ہمین ارخانیہ سے آٹہہ پلٹنون اور دو باتریون کی کمک پہنچی۔ لوفچہ والے سپاہیون کی تین پلٹنین بنالی گئین۔ پس پلیونا کی تیسری لڑائی مین ہماری جمعیت ۴۶ پلٹن۔ ۱۹ رسالے[۸۱]۔ پانچسو چرکس۔ بارہ باتریان جملہ ۳۴ ہزار آدمی اور ۷۲ توپین تہین۔ ۲۴ ستمبر کو ارخانیہ سے مزید کمک کے آنے تک ہماری جمعیت (بعد وضع نقصانات جنگ سوم) یہی رہی۔ مین اس باب مین فقط ۶ ستمبر تک کے حالات درج کرونگا۔ کیونکہ ۷ ستمبر کو وہ گولہ باری شروع ہوگئی تہی جو محاربہ دوم وروس کی عظیم ترین لڑائی پر ختم ہوئی۔ اور جس لڑائی کی خونریزی نپولین کی لڑائیون کے بعد فقط سولفرینو۔ کونگ گراز۔ اور گریولاٹ کے معرکون کی خونریزیون سے کم تہی۔ اس موقعہ پر تمام محاربہ

بقیہ حاشیہ (۸۰) کہا نہین یا مشیر نے اپنی رائے ظاہر نہ کی۔ بعد ازان پہر پہلا سوال پیش کیا گیا اور سب نے باتفاق رائے نفی مین جواب دیا اس موقع مشیر کیساتہ حسن صابری نے بہی اپنی رائے ظاہر نہ کی۔ یہ فیصلہ ہونے پر واپسی کیلئے تیار ہونیکے لئے فی الفور حکم سنا دیا گیا۔" مگر کسی نامعلوم وجہ سے مراجعت دوسرے دن (۵ ستمبر) کی صبح سے پہلے شروع نہ کیگئی۔ مصنف ۱۲

[۸۱] یعنی سات رسالے باقاعدہ سوارون کے۔ دس سلاسل رسالے ملکی مجاہدین کے اور دو رسالے عثمانیہ کاسکون کے۔ مصنف

کی یہہ مختصر کیفیت دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہی - باب چہارم مین ۱۲ جولائی تک کے حالات درج کئے گئے تھے - اوس سے
بیکر ۶ ستمبر تک کے اب درج کرتا ہوں - اور سب سے اول یوروپ کے جنگ و جدال کو لیتا ہون -

زارویچ (ولی عہد) کی فوج روسی فوج حملہ آور کا دستہ یسار - جنرل گورکو کی زیر کمان فوج جو بعد مین جنرل ریڈزر کے
ماتحت کردیگئی قلب اور جنرل ستلو کی زیر کمان مغربی فوج جس پر بعد مین پرنس چارلس کمانیر ہوا - دستہ یمین تھی - اِنکے
علاوہ جنرل زمرمن کے زیر کمان ڈوبروڈشا مین ایک منفرد آرمی کور تہا جس کو دوسری فوج سے کوئی تعلق
نہ تہا - اس آرمی کور نے کوئی کارروائی نہ کی -

پلیونا کی دوسری لڑائی کے بعد زارویچ رسچک کے محاصرہ کا ارادہ ترک کر کے جسے شروع ہی کردیا گیا تہا
قرہ لوم کے پیچھے ہٹ گیا - اسکے ایک ڈویزن کو ۲۲ - اور ۲۳ اگست کو بمقام ایاسلر ترکون نے شکست دی - محمد علی پاشا
نے اپنی فوج لیکر جسکی درستی اوس نے خوب احتیاط سے کرلی تہی آگے بڑہا اور ۳۰ اگست کو بمقام قرہ حسن کوی
(قاضی کوئی) اور ۵ ستمبر کو بمقام قاضی لیووا نے روسیون کو فاش شکستین دین - ۶ ستمبر تک دریاء قرہ لوم کا کل دایان
کنارہ اور بائین کنارہ کا بہی کچہہ حصہ ترکون کے قبضہ میں ہوگیا - اور روسی بیلا اور یانتر اکو پیچھے ہٹ گئے -

گورکو مشرقی رومیلیا مین بڑہتا چلا جاتا تہا یکبارگی سلیمان پاشا اسکے مقابلہ پر موجود ہوگیا - جس کے ہاتہہ
سے وہ ۳۱ جولائی کو بمقام اسکی زغرا شکست کہا کر پہلے کازان لک کو ہٹا اور پہر ۶ اگست کو یہ مقام بہی خالی کرکے
درہ شپکا کو چلا گیا - اس موقعہ پر گورکو مغربی فوج مین واپس بلا لیا گیا اور جنرل ریڈزر کی اوسکی جگہ شپکا کو بہیجدیا گیا -
۲۱ اگست سے ۲۶ اگست تک سلیمان نے شپکا پر جو پے درپے ناکامیاب حملے کئے وہ اس قدر مشہور ہین کہ اون کی
تفصیل و تشریح کی احتیاج نہین سلیمان کے پاس تیس ہزار سپاہیہ فوج تہی جس مین سے ۱۰ ہزار ان حملون مین ضایع ہوگئی

روسی مغربی فوج کو شروع ستمبر مین تین رومانوی ڈویزن اور جرنیلان امرت انسکی و سکوبلیاف کا دستہ جو فتح
لوفچہ کے بعد فارغ ہوگیا تہا آملا تہا - اور ۵ ستمبر کو اون کی جو پوزیشن (وضع اقامت) تہی اوس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے
یعنی وہ نیم دایرہ کے شکل مین تہے - جسکا ایک کونہ ربینا پر اور دوسرا بوغوت پر تہا - ۶ ستمبر کو اس فوج نے حملہ کیلئے
پلیونا کی طرف بڑہنا شروع کردیا - دوسری لڑائی کے بعد روسیون کا ہیڈ کوارٹر بلگرینی کو اور زار کا کوارٹر سٹودا
کے قریب مقام گورنا سٹودن کو چلا گیا تہا -

ثانیًا ایشیا مین یہ واقعات گذرے :- جنرل اوکلوبشیو کا زیر کمان آرمی کور روسی فوج حملہ آور کا دستہ یمین
جنرل لوریس میلکاف کا کور (جسمین جرنیلان ڈیول و ہیمن کے دستے شامل تہے) قلب اور جنرل طرغوکاسوف کا

کوردستہ لیسار تہا۔

درویش پاشا نے ۲۱ اور ۲۴ اگست کو باطوم سے آکر بمقام موخا اسطا طو جنرل اوکلوبشیو کی فوج پر دو دفعہ حملہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دونون حملون کے ماسوا اور کوی اہم واقعہ نہ گزرا اور اس طرف فریقین کی حالت مین کوی تغیر پیدا نہ ہوا۔

جنرل لورِس میلی کاف کی فوج مقام کورک درہ اور اوسکے قرب وجوار مین مقیم تہی۔ اوسکے مقابلہ پر مختار پاشا الاجاداغ کی پہاڑی پر مورچہ بند اور نہایت محفوظ موقعہ پر جہان سے قارص کے رستون کی بخوبی نگرانی اور حفاظت ہو سکتی ہے مقیم تہا۔ ۲۵۔ اگست کو متخاصمین مین بمقام قزل ٹپ سخت خونریز لڑائی ہوئی مگر اس سے کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا۔ چنانچہ ۷ ستمبر تک دونون فوجین ایکدوسرے کے مقابل اپنے اپنے مقام پر بیکار پڑی ہوئی تہین۔

جنرل طرغوکاسوف بمقام چلفلی نہایت محفوظ موقعہ پر مقیم تہا۔ اسمعیل پاشا نے بایزید سے کلکر اریوان تک بڑہے جانے کی جو متواتر کوششین کین اون کو یہ جنرل کامیابی کے ساتہہ بیکار کرتا رہا اور اسمعیل کو آگے نہ بڑہنے دیا۔

ثالثاً۔ بحیرہ اسود کے سواحل کے حالات کا مختصر خاکہ یہ ہے: ۲۳۔ اگست تک کوئی کارروائی نہ ہوئی اسکے بعد جنرل الکاسوف نے ترکون کو اون مورچون کے چہوڑنے پر جو انہون نے دریا رگودوتی پر بنائے تہے مجبور کیا۔ اور ۳۱۔ اگست کو ترکون نے سوخوم قلعہ کو بہی خالی کر دیا۔ جس سے ساحل پر روسیون اور ترکون کے درمیان معرکہ آرائی ختم ہوگئی۔ مگر صوبجات ابہاسیا۔ کوتائیس اور کوبان مین روسیون کے برخلاف مسلمانون رعایا کی بغاوت برابر بڑہتی رہی جسکو روسی ڈویژن بجہد مشکل فرو کرنے کی کوشش کر رہے تہے۔ عثمانیہ بیڑہ جہازات نے اسکے سوا کوی کام نہ کیا کہ کبہی اڈیسہ کے سامنے اور کبہی دوسرے شہرون کے مقابل نمودار ہو کر وہان کی باشندون کو کسیقدر مشوش کر دیا۔

ہم پلیونا کمپ والون نے اون مختلف خبرون کی بناء پر جو باہر سے پہنچتی تہین محاربہ کے متعلق عام راے یہ قایم کی تہی۔

"محمد علی کو ابتک لوم پر کامیابی ہوتی رہی ہے اور امید ہے کہ وہ عنقریب کوئی عظیم الشان فیصلہ کن لڑائی کریگا۔ سلیمان نے درہ شپکا کو فتح کرنے کیلیے اپنی پوری طاقت صرف کی ہے مین اوسے کوئی کامیابی نہین ہوئی مگر یقین کامل ہے کہ جبتک وہ اپنے مدعا مین کامیاب نہ ہو برابر کوشش کرتا چلا جاےگا۔ ایشیا مین دونون مخالف فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی ہین۔ قزل ٹپ پر بڑی لڑائی ہوئی۔ مگر اوسمین معاملہ یکسو نہ ہوا۔ اسکے

علاوہ کئی دیگر چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے جن سے کسی فریق کو کوئی نقصان یا فائدہ نہ پہونچا۔ وہان رہی اپنی سرحد پر اور اوس سے کسیقدر آگے بچاؤ کے پہلو پر تہے۔ ترکون نے جارحانہ کارروائی شروع کی۔ لیکن اس مین کامیاب نہ ہوئے جنگی بیڑہ نے کوئی کارروائی مطلقاً نہین کی۔ اور اوسکے انگریز کمانڈر (ہوبرٹ پاشا) سے جو بڑی بڑی امیدین تہین وہ سب خاک مین ملگئین۔

۶ ستمبر کو کل فوج مین مشیر کا حکم مشتہر کیا گیا۔ اوسکا مضمون حسب ذیل تہا۔ "مغربی جانب کے سوار اور سب طرفون سے روسی بتعداد کثیر آگے بڑہ رہے ہین۔ اور امید ہے کہ وہ کل ہمپر زبردست جمعیت کیساتہہ حملہ کرین گے۔ لیکن مجھے اس سے کوئی تردد نہین ہے مجھے کامل یقین ہے کہ خداوند کریم کی تائید سے میری بہادر فوج اون کو پہلی لڑائیون کیطرح شکست فاش دیکر پیچھے ہٹا دیگی اور اپنے ملک اور نیز دنیا مین اپنی شہرت اور نیکنامی کو پوری طرح قایم رکھے گی"۔ ہم سب لڑائی کے لئے تیاریان کرنے لگ گئے۔ فریق نے کل مورچون کا معائنہ کیا اور ہم مالک فتح و شکست کے حضور بعجز و نیاز دعا مانگ کر ہتیار ہاتہون مین لئے اور پوری وردی لگائے سوگئے۔ سنتری اور محافظ برابر ساری رات پہرہ دیتے رہے۔ مَیں رات بہر جاگتا رہا۔ دو دفعہ بعیدی چوکیون اور سنتریون کا معائنہ کیا۔ وہان میری کمپنی کے سپاہیون کی لکڑی تھی۔ پہر عادل پاشا کے یاور اور میجر تقی کے ساتہہ اپنی طرف کے کل مورچون کا معاینہ کیا۔

ہوا تند اور مغرب کی طرف سے چل رہی تہی۔ جسکی وجہ سے آگے بڑہتے ہوی دشمن کی ہمین کوئی آواز سنائی نہین دیسکتی تہی۔ موسم ۹ ستمبر تک صاف رہکر یکبارگی متغیر ہوگیا تہا۔ اوسمین خنکی پیدا ہوگئی تہی۔ اور باد تند کے جہونکون سے تاریک و غلیظ ابر آسمان پر جمع ہو رہے تہے رات سخت تاریک تھی مصیبت کے آنے سے پہلے خوف اور اندیشہ کا جو ناقابل بیان اور غیر معین سا وسوسہ انسان کے دل مین پیدا ہوجاتا ہے وہ مجھہ پر کئی دفعہ طاری ہوا۔ مینے بیحد دلیری اور جد و جہد کرکے اوسکو رفع کیا اور نامعلوم امر شدنی کے لئے جو ابہی تک سخت مہیب تاریکی کے پردہ مین جسمین کوئی ستارہ۔ کسی مکان کا چراغ یا روشنی نہین چمک رہی تہی چہپا ہوا تہا بالکل تیار ہوگیا۔ اور دل کو مضبوط کر لیا کہ اگر کل موت بہی آجائے تو کوئی فکر نہین۔ آخر ایک دن مرنا ہی ہے۔ آندھی کے جہونکے چارون طرف سے غراتے پہر رہے تہے جنکی زیر و بم مجھے بعینہ جان توڑتے ہوئے انسانون کی آہ و بکا کے مشابہ معلوم ہوتی تہی۔ اوسوقت گویا زمانہ دنیا کے ایک بڑے واقعہ سے حاملہ تہا۔ چنانچہ اوسکے رحم سے ایسی خونریزی اور قتل عام (کا بچہ) نکلا جسے دیکھہ کر جہنم بہی دنگ رہگیا ہوگا۔

طلوع فجر کے قریب جب مین میجر سے رخصت ہوا تو اوس نے بکمال نوازش کہا کہ تمام مورچہ مین میری کمپنی سے بہتر

کوئی نہین ہوئے اپنے مقام پر پہنچکر مینے انجیل کی چند آیتین پڑہین - اپنی ماں کے دستخط کو جو ہو سپٹ تہی بوسہ دیا اور ایک گہنٹہ نیند کے لئے فرش پر سوگیا -

۶ ستمبر کو پلیونا فوج میں بارہ بارہ پلٹنون کے تین ڈویژن اور دس پلٹنون کا عام ریزرو تہا صفائی صف بندی اور جنگی ترتیب حسب ذیل تہی -

کمانڈر - مشیر عثمان پاشا

اعلی افسر سٹاف :- برگیڈیر طاہر پاشا -

سٹاف :- برگیڈیر صادق پاشا - کرنیلان صمدی بک وخیری بک لفٹنٹ کرنیلان رؤوف بک و عبدالمد بک

اعلی پادر :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کیولری کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

آرٹلری کمانڈر :- برگیڈیر احمد پاشا

اعلی ڈاکٹر :- کرنیل صاحب بک

اول ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول برگیڈ - برگیڈیر ادہم پاشا

اول رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناطف بک

دوم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل محمد بک

دوم برگیڈ - برگیڈیر زہرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ :- کرنیل حفوظ بک

چہارم رجمنٹ :- کرنیل سلیمان بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

چار بائیزیان چہہ چہہ توپون کی

دوم ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن حسن صابری پاشا

سیوم برگیڈ کرنیل توفیق بک

پنجم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہیں رہا)

ششم رجمنٹ :- کرنیل سعید بک

چہارم برگیڈ :- برگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک

ہشتم رجمنٹ :- کرنیل عمر بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

سوم ڈوینن

کمانڈر :- برگیڈیر طاہر پاشا

پنجم برگیڈ :- لفٹنٹ کرنیل رضا بک

نہم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہین رہا)

دہم رجمنٹ :- میجر عیسےٰ

ششم برگیڈ :- کرنیل یونس بک

یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل علی رضا بک

دوازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

دو باٹریان چھ چھ توپون کی

ریزرو

کمانڈر :- برگیڈیر رفعت پاشا

انفنٹری کمانڈر :- برگیڈیر امین پاشا

دس پلٹنین

کیولری کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

ا- رسالہ باقاعدہ سوارون کا (جو ہیڈکوارٹر کی اردل مین تھا)

۲۔ رسالے عثمانیہ کاسکون کے

۱۰۔ رسالے سالونیکی مجاہدین کے

۱۔ دستہ چرکسون کا

آرٹلری کمانڈر :- برگیڈیر احمد پاشا

۲۔ باتریان چھہ چھہ توپون کی

ایک کمپنی انجنیرون کی

ہر رجمنٹ مین تین تین پلٹنین تھین

میزان ۴۶ پلٹن انفنٹری۔ ۹ ا رسالے کیولری۔ ۵ سو چرکس۔ بارہ باتریان۔ ایک کمپنی انجنیران۔ جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۷۲ توپین۔

۶ ستمبر کو عثمان پاشا کے زیر کمان جو کل فوج تہی اسکی تفصیل :-

مقام	کمانڈر	پلٹن	رسالے	باتریان
افواج مقیمہ پلیونا	عثمان پاشا	۴۶	۱۹	۱۲
شمال مغربی سرحد کی فوج حسب ذیل	محمد عزت پاشا	۳۴	۱	۱
(۱) ودین (ہیڈکوارٹر)		۱۳	۱	۱
(۲) شمالی مغربی سرحد		۴	•	•
(۳) لوم پلنکہ		۳	•	•
(۴) راہودا		۵	•	•
افواج متعینہ علاقہ طغان حسب ذیل	شفقت پاشا	۲۸	۲	۵
(۱) ارخانیہ (ہیڈکوارٹر)		۶	۱	۲
(۲) کورمانزی اور طاشکسن		۱۳	۱	۱
(۳) اطروپول		۴	•	•
(۴) صوفیا		۹	•	۲
کمکی کالم جو احمد حفظی پاشا کے زیر کمان ارخانیہ مین جمع ہو رہا تہا		۱۷	۶	۳

سنہ ۱۳۱۰ھ احمد حفظی پاشا ۳۰ جولائی کی لڑائی مین زخمی ہو کر صوفیا چلے گئے تہے۔ جہان وہ صحت یاب ہو گئے تہے وہ فریق کے رتبہ پر کامیاب

میزان کل فوج زیر کمان عثمان پاشا ۱۱۵ پلٹن - ۲۸ رسالے - ۳۰ باتریان

تفصیل مندرجہ بالا سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اول ڈویژن مین چار دوسری مین تین اور تیسرے مین دو باتریان اور ان باتریان ریزرو مین نہین - ۷ ستمبر کو علی الصباح تیسرے ڈویژن سے دو پلٹنین اول ڈویژن کو منتقل کردی گئین جس سے اول مین ۴۱ - دوسری مین ۱۲ اور تیسرے مین ۱۰ پلٹنین ہوگئین - پہلا ڈویژن عادل پاشا کے زیر کمان کمپ کا دستہ یسار یعنی شمالی جانب اور مشرقی گوشہ پر مامور تہا - دوسرا ڈویژن حسن صابری پاشا کے زیر کمان قلب لشکر اور جنوب مشرقی جانب پر مقیم تہا - تیسرا ڈویژن طاہر پاشا کے زیر کمان لشکر کا دستہ یمین اور ٹہیک جنوبی جانب پر تہا - ریزرو فوج نعمت پاشا کے زیر کمان ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی قصبہ پلیونا اور ودِل پر مامور تہا -

ہماری پوزیشن (وضع اقامت) ۳۰ جولائی کی لڑائی کی طرح مثلث کی شکل مین تہی - اس مثلث شکل کا بالائی گوشہ (جو بجانب شرق تہا) باش طابیون پر تہا - قاعدہ کا شمالی کونہ اوپانتز مین اور جنوبی کونہ کرشین مین تہا[1] پلیونا قاعدہ کے وسط مین تہا کمپ کی حدود ۳۰ جولائی کے بعد صرف جنوب مین کرشین کی طرف بڑہائی گئی تہین اسکی لمبائی شمالاً جنوباً اوپانتز سے کرشین تک ۶½ میل اور غرباً شرقاً ودِل سے باش طابیون تک سات میل تہی - ہماری لشکر کے فرودگاہ کا رقبہ بیس میل مربع تہا اور مغربی جانب کے علاوہ جس پر مورچہ بندی نہین کی گئی تہی کل سولہ میل لمبا تہا

ذیل مین پلیونا کمپ کے ان مورچون کی فہرست معہ اسماء درج ہے جو ۷ ستمبر ۱۸۷۷ء کو موجود تہے -

ٹہیک شمالی گوشہ مین اوپانتز کے قریب اوس سے شمال مشرق اور مشرق کی جانب مین تین مورچے تہے جن کے رخ چارون طرف کو تہے - یہ اوپانتز مورچے پکارے جاتے تہے -

شمالی جانب مین دو مورچے موضع بوکووا کے قریب جو موضع مذکور سے جنوب مین اوسکے مقابل تہے اونکا نام بوکووا مورچے ہوگئے تہے -

---

[1] اور ارخانیہ مین جو زبردست کمکی کالم جمع ہورہا تہا اوسکے کمانیر مقرر کیئے گئے تہے - ہم سبکو پوری امید تہی کہ وہ لڑائی سے پہلے پلیونا پہنچ جاینگے مگر وہ ۸ ستمبر سے پہلے ارخانیہ سے روانہ نہ ہوئے - اور ۲۴ ستمبر کو پلیونا پہنچے - شفقت پاشا جن کے ماتحت ارخانیہ - صوفیا - اطروپول - کورازی اور طاش کسن کی بقیہ افواج تہین - دوسری لڑائی کے بعد عثمان پاشا کے ماتحت کئے گئے تہے کورازی اور طاش کسن درہ بلقان کے جنوبی دہانہ پر واقع ہین - مصنف

[2] مقامات کرشین - اوپانتز - بوکووا اور گرتوتنز ا ہماری مورچہ بندی کی حدود سے باہر تہے - انکو کبہی دائرہ محافظت کے اندر نہین لیا گیا تہا - کیونکہ ان دیہات مین کلہم صرف بلغاری لوگ آباد تہے - جن کو مورچہ بندی کے اندر لینے سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان پہنچتا - کمپ کی حدود مین پلیونا کے سوا اور کوئی قصبہ یا گاؤن نہ تہا - مصنف ۱۲

تہا - اور دو بڑے مورچے جانق باٹر کی چوٹی اور شمالی ڈہلاؤ پر شمال رویہ تہے - یہ مورچے کئی خندقوں کے ذریعہ سے آپس مین ملے ہوئے تہے - یہ خندقین محفوظ رہنے اور سپاہیون کے لڑنے مین کہڑے ہوکر دشمن پر آتشباری کرنے کا دوہرا کام دیتی تہین - وہ مشرق کیطرف بوکودا مورچون اور غرب کی طرف باش طابیون تک بڑہی چلی گئی تہین جس سے بوکودا سے لیکر باش طابیون تک جن کا درمیانی فاصلہ چار میل تہا - مورچہ بندی کا مسلسل سلسلہ قایم ہوگیا ہوا تہا[۸۳] آخر الذکر مورچے مشرقی و مغربی جانق باٹر مورچے کہلاتے تہے -

عین مشرقی گوشہ مین - ایک دوسرے سے تین سوگز کے فاصلہ پر دو مربع شکل کے مورچے تہے - انکو شمالی و جنوبی باش طابیات یا باش طابیہ شمالی اور فانلی طابیہ جنوبی پکارا جاتا تہا[۸۴]

جنوب مشرقی جانب مین دو بڑے مورچے اوس پہاڑی کے جنوبی ڈہلاؤ پر تہے جو لگرینی سڑک کے جنوب اور ہیڈکوارٹر والی پہاڑی سے مشرق مین تہی - ان مورچون کا رخ جنوب اور مشرق کیطرف تہا اور علوف طابیہ - ارابہ طابیہ - عمر طابیہ - ابراہیم طابیہ و خورم طابیہ پکارے جاتے تہے -

مین جنوبی گوشہ مین ایک بڑا مورچہ جس کا رخ جنوب کی طرف تہا طلچنترا کے مشرق مین تہا - اس کا نام طابیہ آہن تہا - دو مربع شکل کے مورچے (عیسے طابیہ و ذوالفق طابیہ) طلچنترا سے مغرب بز پلیونا کے جنوبی کنارہ پر تہے - اور چار مربع شکل کے مورچے پلیونا اور کرشین کے درمیان تہے - ان کے نام[۸۵] یونس طابیہ - طلعت طابیہ - میلاس طابیہ و

---

[۸۳] دوسری لڑائی مین جانق باٹر سے چیلن اور بوکودا مورچون کے درمیان نصف میل لمبا رخنہ تہا جو فوج سے بالکل خالی تہا کمی متذکرہ بالا خندقون سے پوری ہوگئی تہی مصنف ۱۲

[۸۴] گریونسز امورچہ ۱ اور ۲ روسی اپنی مورچون کو کہتے تہے - جنوبی مورچہ (۱) رومانویون نے ۱۱ ستمبر کو فتح کر لیا تہا - جو پہر چہینا گیا اور ترکی فوج نے اسکا نام فانلی طابیہ یعنے خونی بانزی رکہہ دیا - مصنف

[۸۵] میں آخر الذکر چارون مورچون کو کرشین مورچے اور دو دوسرون کو پلیونا مورچے لکہون گا - روسی مورخ آخر الذکر مورچون کو "سکوبیلاف مورچے" لکہتے ہین - یہ چہئون مورچے دوسری لڑائی کے بعد پلیونا سے ارخانیہ تک فوج کے راستہ کو محفوظ رکہنے کیلئے بنائے گئے تہے - کیونکہ جیسا کہ کل کیمپ کو معلوم تہا عثمان پاشا پلیونا کو خالی کرکے ارخانیہ کو اپنی کارروائیون کا مرکز اور صدر مقام بنانے کا ارادہ رکہتے تہے مگر مجلس حرب نے تاکیدی احکام بہیجے کہ پلیونا کو نہ چہوڑا جائے - باغلر باشی کے معنی تاکستانون کا سر (چوٹی) ہے - روسی اس مورچہ کو باغ کا مورچہ لکہتے ہین - مصنف ۱۲

باتعلہ پاشی طابیہ تہے۔

بہین مغربی گوشہ مین ایک مورچہ ودل کی حفاظت کیلئے تہا۔

لشکر کے اندر ہیڈکوارٹروالی پہاڑی کے مشرقی ڈہلاؤ پر ایک بڑا مورچہ تہا وہ مشرق رویہ اور اوسکا نام اعتیا طابیہ تہا۔ اس فہرست کے ساتہہ ہی متذکرہ صدر مورچون کے کمانڈرون کے نام اور اونکی فوجون کی جمعیت کی فہرست دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بازوے چپ یاوستہ یسار

نام مورچہ	نام کمانڈر	تعداد جمعیت پلٹن	تعداد جمعیت توپین
اوپانتہ مورچے	سلیمان بک	۳	۶
بوکووا مورچے	محمد ناظف بک	۴	۳
مغربی جانق یائر مورچہ	عادل پاشا	۳	۶
شرقی ایضاً ایضاً	ادہم پاشا	۲	۳
باش طابیہ	حافظ بک	۲	۴
تعانل طابیہ	قرہ علی پاشا	۱	۲
	میزان	۱۴	۲۴

قلب

نام مورچہ	نام کمانڈر	پلٹن	توپین
عطوف طابیہ	عطوف پاشا	۲	۴
ارابہ طابیہ	توفیق بک	۳	۴
عمر طابیہ	عمر بک	۳	۲
ابراہیم طابیہ	ابراہیم	۲	۴
حورم طابیہ	یاوہین	۲	۴
	میزان	۱۲	۱۸

بازوی راست یاوستہ یمین

نام مورچہ	نام کمانڈر	پلٹن	توپین
طاہر طابیہ	طاہر پاشا	۳	۴

عیسی طابیہ	میجر عیسے	۱	۰
توالتق ،،	رضا بک	۱	۳
یونس ،،	یونس بک	۲	۳
طلعت ،،	طلعت بک	۱	۳
میلاس ،،	علی رضا بک	۱	۰
باغلر باشی ،،	میجر راسم	۱	۰
	میزان	۱۰	۱۳

ریزرو

احتیاط طابیہ	رفعت پاشا	۳	۶
ہیڈکوارٹری پہاڑی	احمد پاشا	۴	۶
پلیونا مین	۰	۲	۰
ودپل	میجر کاظم	۱	۶
	میزان	۱۰	۱۸

خلاصہ

نام فوج و موقعہ	کمانڈر	پلٹن	توپین	رسالے
دستہ یسار یا اول ڈویزن	عادل پاشا	۱۴	۴۴	۲
قلب یا دوم ڈویزن	حسن صابری پاشا	۱۲	۱۸	۲
دستہ یمین یا سوم ڈویزن	طاہر پاشا	۱۰	۱۲	۲
ریزرو	رفعت پاشا	۱۰	۱۸	۱۳
	میزان	۴۶	۷۲	۱۹

یکم ستمبر سے ۲۳ ستمبر تک یعنے احمد حفظی پاشا کے کالم کے پہنچنے سے پہلے پلیونا فوج مین اعلی افسر حسب ذیل تھے۔

مشیر:- عثمان پاشا

جرنیلان ڈویزن:- عادل پاشا۔ حسن صابری پاشا (آخر الذکر ۱۱ ستمبر کو زخمی ہوکر ناقابل جنگ ہو گیا)

جرنیلان بریگیڈ :- طاہر پاشا (افسر اسٹاف) - قرہ علی پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہو گیا) - عطوف پاشا - صادق پاشا - رفعت پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا) - احمد پاشا (کمانڈر توپ خانہ) - ادہم پاشا (شروع ستمبر میں ارخانیہ سے پہنچے) امین پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوئے) -

کرنیلان :- توفیق بک (لڑائی سے بعد ترقی یاب ہوا) - یونس بک - حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر) - عثمان بک (کمانڈر فوج سواران) - صمدی بک - سعید بک - عمر بک - خیری بک - سلیمان بک - حفیظ بک

لفٹنٹ کرنیل :- طلعت بک (یاور) - محمد بک - محمد ناظف بک - ابراہیم بک (۱۰ ستمبر کو شہید ہوا) - رؤوف بک - عبداللہ بک - رضا بک (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا) - علی رضا بک (۱۱ ستمبر کو شہید ہوا) -

میری کمپنی مع دو دیگر پلٹنوں اور ایک باتری کے مغربی جانق باڑ مورچہ میں تھی - ہمارا کرنیل اور فریق اور اوسکا سٹاف بھی ہمارے ساتھہ تھا - مورچہ سے میں سو گز کے فاصلہ پر عقب میں جانق باڑ کے جنوبی ڈھلاؤ پر چوٹی کے ایک بڑھے ہوئے حصہ کی پناہ میں ہمارے مورچہ کی ریزرو فوج - اور ہمارے ڈویژن کے دونوں رسالوں کی فرودگاہ اور ہمارے سٹور و گودام تھے - دوسری دونوں پلٹنوں میں آٹھہ آٹھہ اور میری پلٹن میں چار کمپنیاں تھیں - انمیں سے چار کمپنیاں (ایک پلٹن) مقابل کی اور بغلی خندقوں میں تھیں - چار کمپنیاں (نصف پلٹن) اون خندقوں میں تھی جن سے ہمارا مورچہ مشرقی مورچہ سے ملا ہوا تھا - چار (نصف پلٹن) سواروں کے ساتھہ ریزرو میں تھیں - جو خندقیں کہ دو مورچوں کو ہمارے دونوں مورچوں سے ملاتی تھیں اون میں سے اول الذکر کے گیریسن (فوج متعینہ) کی کچھہ کمپنیاں مامور تھیں -

میری کمپنی کے انتظام میں کچھہ عرصہ سے رد و بدل ہو گیا تھا - اول سکواڈرن جو لفٹنٹ حمزہ مرحوم کے ماتحت تھا لفٹنٹ نزاب کے ماتحت کر دیا گیا تھا - دوسرا سکواڈرن جو میرا تھا سارجنٹ بقال کے ماتحت تھا - تیسرا میرے سنوور سابق حبیب سیمور کے پاس تھا اور چوتھا سکواڈرن پر لفٹنٹ مراد آصف مقرر کیا گیا تھا - جو انگریزوں کا ایک دستہ لیکر اگست میں انڈریانوپل سے آیا تھا شوہ الائی لی تھی اور اوسے حال ہی میں ملازمت فی کے درجہ پر ترقی ملی تھی - اوسکی عمر تیس برس کی تھی - وہ جفاکش محنتی درست باز اور قابل اعتبار تھا لیکن چابک و چالاک نہ تھا - اوسکی عادات عامیانہ تھیں - مگر چونکہ وہ کسی دوسرے کے کام سے کوئی غرض و واسطہ نہیں رکھتا تھا اور اپنے کام میں لگا رہتا تھا - میں اوسے بہت پسند کرتا تھا - باوجود تفاوت عمر وہ میرے احکام کی تعمیلا بڑی خوشی سے تعمیل کرتا - اور کبھی کوئی شکوہ یا شکایت نہ کرتا - وہ انڈریانوپل کے قرب و جوار کا باشندہ تھا - اوسکا باپ ضابطیہ (جندرمہ) کا کپتان تھا جو اوسوقت سلیمان پاشا کی فوج میں کام کر رہا تھا - ہمنے لڑائی کیلیے حسب ذیل انتظام مرتب کیا تھا - ہمارے پاس فی سپاہی ۰۰ کے حساب سے کارتوس - توپخانوں کے لیے فی توپ ایک شوول - آٹھہ دونوں کسیوں کا کٹ

روٹی چاول - کچھ نمک دینے کے لئے کسینفد پھل سچارہ اور فی پلٹن چند شاخدار مویشی دیدیئے گئے تھے - سامان کچھ
مورچوں کی گودامی کوٹھریوں میں اور کچھ پیچھے گودام گھروں میں جو عقب میں بنا لئے گئے تھے رکھا گیا تھا - ہر سپاہی کو
ساتھ رکھنے کیلئے اسی اسی کارتوس دیکر باقی صندوقوں میں بند کر دیئے گئے - اور ان صندوقوں کو مورچہ اور خندقوں میں
ایسی جگہ جہاں سے وہ بآسانی نکالے جاسکیں رکھدیئے گئے - ہر صندوق میں ایک ایک ہزار کارتوس تھے - زخمیوں کو اٹھا لیجانے کے
لئے ہر پلٹن کیواسطے دو دو یا تین تین گاڑیاں تھیں - اور ابتدائی مرہم پٹی کیلئے جائق بانڈ کے جنوبی ٹیلا پر عارضی ہسپتال
بنا دیا گیا تھا (غنیم کے مورچہ پر قابض ہو جانیکی صورت میں) گولہ بارود اور گودام کو فی الفور نکال لیجانے کے لئے
بیل گاڑیاں - بارکش گھوڑے اور توپخانہ کی گاڑیاں بالکل تیار کھڑی تھیں - خبر رسانی پر چپکسوں کی متعدد جماعتیں
مامور کیگئی تھیں جن کے ذریعہ سے ہمکو ہر ساعت اوپانز - لوکوا - باش طابیوں - ہیڈکوارٹر اور پلیونا سے خبر ملتی
رہتی تھی - سکیولری کا ایک افسر ان جماعتوں کا سپرنٹنڈنٹ اور منتظم تھا - وہ گویا پوسٹ ماسٹر کے کام پر مامور تھا - ہمسی
پنہ باش طابیوں سے لیکر ہیڈکوارٹر تک تار کا سلسلہ لگا ہوا تھا - دولون جائق بائر مورچوں میں ایک ایک آلہ نصب تھا
جن کے ساتھ سیڑھیاں بھی لگی ہوئی تھیں - یہ اسلئے کھڑے کئے گئے تھے کہ مؤذن صبح و شام ان پر چڑھکر اذان دیا کرے
لڑائی میں انسے رصدگاہوں یا دیدبانوں کا کام لیا گیا - ہمارے مورچہ سے ہیڈکوارٹر کی پہاڑی جو دو میل تھی دکھائی
دیتی تھی جس سے نامہ و پیام کرنیکے لئے جھنڈیوں کی چند علامتیں مقرر کیگئیں تھیں - ایک افسر کو دوربین دیکر صرف
اس کام پر لگایا گیا تھا - باش طابیوں میں فن تلغرافی کا ایک کامل ماہر مع چند اسسٹنٹوں کے موجود تھا - کمپنی کمانیروں
تک کل افسروں میں نوٹ بکیں (بیاضیں) اور پنسلیں تقسیم کیگئیں تھیں - کل گھڑیاں ایک وقت سے برابر کر دی گئیں
وقت کا معیار یہ تھا کہ غروب آفتاب کو ہمیشہ بارہ بجتے تھے[86] - کمپ کے نقشے سب میں بانٹ دیئے گئے تھے - مورچہ اور خندقوں
میں مناسب فاصلوں پر پوشیدہ پانی کے پیپے بسکٹوں سے بھرے ہوئے ٹب اور نمک سے پر صندوق رکھدیئے گئے
تھے - اور خاص آدمی اس کام پر لگادیئے گئے تھے کہ انکو اوقات مقررہ پر بھرتے رہا کریں - کھانا پکانے کیلئے متعدد بھٹیاں
قائم کرکے انتظام کیا گیا کہ لڑائی کے دوران صفوں کو ہمیشہ گرم کھانا ملے - رات کے وقت ہر کمپنی کے تین حصے کئے جاتے
ان میں سے ایک پہرہ دیتا اور پھر باقی پوری وردی لگائے مسلح چار چار گھنٹے آرام کرکے نوبت بہ نوبت نوکری دیتے
دن کو متعدد ٹولیاں بنائی جاتیں - جن کو دو دو چار چار کرکے باری باری نہانے دھونے کے لئے عقب میں بھیجا جاتا

[86] ہمنے کتاب میں جب کوئی وقت لکھا ہے وہ یورپین یا انگریزی قاعدہ کے مطابق لکھا ہے - مگر اسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے
کہ یہ کل وقت اٹکل پچو اندازہ سے لکھے گئے ہیں - مصنف ۱۲

ہر پلٹن پر رات کے وقت ایک جماعت کو اوزار اور لالٹین دیکر مورچون وغیرہ کو جو نقصان پہنچا ہوا اوسکی مرمت کیلئے بہیجا جاتا تہا۔ تبل سین مین گڑہے کہود کر اون مین رکہا جاتا تہا۔ جو اوپر سے چہتے ہوے ہوتے تہے۔ اونہی مین کچہہ ایندہن بہی رکہا ہوا تہا۔ مگر وہ بہت کم تہا اور اوسے بڑی کفایت شعاری سے خرچ کیا جاتا تہا۔ ہر پلٹن کے ساتہہ مجروحین کو اوٹہانیکے لئے حمالون کی اپنی جماعتین تہین جنہون نے سیدہی سادہی چارپائیان تیار کرلی ہوئی تہین۔ ہر مورچہ مین آگ بجہانے کیلئے بہی ایک ایک خاص جماعت تہی جنکو ڈول ملے ہوئے تہے کہ اگر چارہ یا کسی اور گودام کو آگ لگے تو اوسے فوراً بجہا دین۔ پانی کا ذخیرہ ہر وقت کافی رکہنا بہی انہی جماعتون کے ذمہ تہا۔ گندہ پانی مورچون کے اندر سے ایسی طرف نکالدیا جاتا تہا۔ جہان کسیکا گذر نہ ہوتا تہا اور وہان اوسکے لئے بڑے بڑے گڑہے کہودے گئے تہے ہر سیدہی چوکی کے لئے ایک چہوٹی سی گڑہی تہی اور ہر سنتری نے اپنے لئے مدور گڑہا کہود کر ریفل کے سہارے کیلئے اوسپر پینڈ بنائی ہوئی تہی۔ ہمکو افسوس ہے کہ جہان تک ہماری مورچہ کا تعلق تہا ہمکو اس عمدہ انتظام سے کام لینا پڑا کیونکہ اس مورچہ پر حملہ نہ کیا گیا تہا۔

ردوبل کی محافظ فوج اور اوپانتز مورچون کے کمانڈرون کو حکم دیا گیا تہا کہ جبتک اونکا ایک آدمی بہی زندہ رہے وہ اپنی اپنی جگہ کو نہ چہوڑین کیونکہ یہ دونون مقام ایک طرح سے ہمارے کیمپ کے مغربی اور شمالی دروازے تہے ۔

تیسری لڑائی کے تمہیدی حالات کا بیان ختم کرنیسے پہلے روسی فوج حملہ آور کی بہی تفصیل درج کردینی جو منیو کرونیکن اور سوبگڑہ صاحب سے لی ہے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر :- پرنس چارلس والی رومانیا

اعلیٰ افسر اسٹاف :- جنرل سٹو

نام حصہ فوج	کمانڈر	جمعیت: پلٹن	رسالے	توپین
نہم آرمی کور (دو ڈویزن)	جنرل کروڈنر	۳۰	۱۴	۱۰۰
چہارم آرمی کور (دو ڈویزن)	جنرل کریلو	۳۲	۱۹	۸۰
سہ مانوی فوج (تین ڈویزن)	جنرل چرنات	۴۲	۳۴	۱۲۰
پرنس امرتانسکی کا دستہ۔ دوم کمانڈر	سکوبلیف	۳۰	۱۴	۹۰
کیولری ڈویزن	جنرل لوشکارف	۰	۱۶	۱۴
توپخانہ محاصرہ	..	۰	۰	۳۰
انجینئر کمپنی	..	۳	۴	۱۴
میزان		۱۰۷	۹۱	۲۴۴

فریقین کی طاقت کا موازنہ و تناسب یہ تھا :-

انفنٹری (فوج پیدل) - روسی ۸۴ ہزار آدمی - ترک ۲۷ ہزار آدمی - یعنی روسی تقریباً تگنے تھے -
کیولری (سوار) روسی ۱۴ ہزار - ترک ۴ ہزار - یعنی روسی چھ گنے تھے
آرٹلری (توپخانہ) روسی ۴۴۴ توپیں ترک ۷۴ توپیں - یعنی روسی توپیں تقریباً چھ گنی تھیں -

تینوں رومانوی ڈویژن اور نہم کور روسی فوج کا بازوے راست یا دستہ یمین چہارم کور قلب اور امرٹ انسکی کا دستہ بازوے چپ یا دستہ یسار تھا - کیولری دونوں پہلوؤں پر تھی -

باب دہم

پلیونا کی تیسری لڑائی - ۷ ستمبر سے ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

۷ ستمبر جمعہ کے دن لفٹنٹ ٹراب نے جو اپنے سکوڈ کو لیکر مورچہ کی محافظت و نگرانی کر رہا تھا مجھے چھ بجے صبح کیپٹن بلگا کو کہا کہ گرنیوسترا اور وادی شیود کی طرف توپوں کی آواز سنائی دی ہے - میں نے اپنے دونوں نقارچیوں کو نقارے بجانے کا حکم دیا جس پر ایک منٹ سے کم عرصہ میں میری کمپنی مورچہ کی فصیل کے پیچھے بالکل تیار کھڑی ہو گئی - گولنداز پہلے ہی سے اپنی اپنی توپوں کے پاس ہوشیار کھڑے تھے - چند لحظوں میں دوسری کمپنیاں بھی فصیل کے پیچھے پہنچ گئیں - اور تھوڑی ہی دیر بعد میجر کرنیل اور عادل پاشا بھی ہمارے پاس پہنچ گئے -

صبح خنک اور دھندلی سی تھی - آندھی بند ہو گئی تھی - لیکن نقاطر ہمارے حوصلے پست کر رہا تھا - زمین پھسلنی ہو رہی تھی اور آسمان پر چوطرفہ گھٹا چھائی ہوئی تھی - میں فصیل پر چڑھا - اور گو اس موقعہ پر مطلع کسیقدر صاف تھا - مگر دشمن کو کسی جگہ نہ دیکھ سکا - سفید دھند کے حایل ہونیکی وجہ سے جنوب اور جنوب مشرق کیطرف نگاہ کچھ کام نہ کر سکتی تھی - تھوڑی دیر بعد موسم زیادہ صاف اور نقاطر بند ہو گیا - لیکن ساتھ ہی حبس اور امس پیدا ہو گیا - ہوا بالکل بند تھی - اور غلیظ ابخرات زمین کو ڈھانپے ہوئے تھے - آٹھ بجے کے قریب جنوب اور جنوب مشرق میں توپوں کی گرج زیادہ بلند ہو گئی - باش طابیوں کو میں نے روسی گولہ باری کا جواب دیتے ہوئے دیکھا - لیکن دھند کی وجہ سے یہ نہ دیکھ سکا کہ بلگرینی شرک سے برکے مورچے کیا کر رہے ہیں - ہماری باتری نے آزمایشاً صرف ایک یا دو گولے چلائے - مگر ہمارے مقابل کوئی دشمن موجود نہ تھا -

تاریکی چھانے تک سارا دن ہم سے دور گولہ باری ہوتی رہی۔ ہماری داہنی طرف گرنیدجے کے پیچھے کیمپ میں خفیف سی آتشزدگی ہوئی جسپر ہمنے مغرب کیطرف کر کے اور پانچسو گز پیچھے کو ہٹ گئے خیموں کے اکھاڑنے لگانے میں ہمیری کمپنی نے بھی مدد دی۔ علاوہ طابیہ میں بھی آتشزدگی کا ایک واقعہ ہوا۔ چند گولے مشرق کی طرف سے آکر ہمارے مورچہ کے عقب میں ہمسے دو سو گز کے فاصلہ پر پھٹے۔ دوپہر کے وقت جیسا کہ میں پہلے باب میں ذکر کر چکا ہوں شمالی جانب کی فوج کی کمک کیلئے جنوب سے دو پلٹنیں آئیں۔ غالباً مشیر نے یہ خیال کیا ہوگا کہ روسی جنوب پر صرف دھوکہ دینے کے لئے گولہ باری کرتے فی الواقع ہمارے بائیں جیب (دستہ یسار) پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر میرا یہ قیاس ٹھیک ہے تو مشیر کا خیال غلط نکلا۔ ہم سارا دن اپنے اپنے موقعہ پر تیار کھڑے رہے اور رات چھپنے پر بیکاری سے افسر و دل نوبت بنوبت آرام کرتے رہے۔ مخالف کی گولہ باری سے ہمارے مورچوں یا فوج کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور نہ کسیطرف حملہ کیا۔ رات کو روسی گرویتزا اور رادی شیبو سے بیس بیس پچیس پچیس منٹ کے وقفوں سے توپیں چلاتے رہے۔

دوسرے دن (۸ ستمبر) کو بھی تقریباً یہی کیفیت رہی۔ موسم بدستور دھندلا اور ابر آلود رہا۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ آثار سے قیاس ہوتا تھا کہ مخالفوں کی توپیں آج کل کی نسبت ہمارے مورچوں کے زیادہ قریب پہنچ گئی ہیں۔ میں دیدبانی کے پیشے پر دوربین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمنوں نے بھی اوس پہاڑی کی چوٹی پر جس سے ہو کر پلی شاط کی سڑک گذرتی ہے اسی طرح ایک ستون نصب کرکے اوسپر دو دیدبان مامور کر رکھے ہیں۔ دوپہر کے وقت دشمن کی باتریاں ہمارے طابیوں سے ۵۰۰ گز کے فاصلہ پر آگئیں مناسب موقعہ پر کھڑا ہونے سے میں دوربین کے ذریعہ ان باتریوں کی قطاروں کو دیکھ سکتا تھا۔ سہ پہر کے وقت رومانوی انفنٹری ان مورچوں کی مشرق کیطرف نمودار ہوئی۔ اور اس نے حملہ کی نمایش کی۔ مگر رائفلوں کی مار میں سر ہوتے ہی واپس ہٹ گئی اور دو سو مقتول و مجروح پیچھے چھوڑ گئی۔ اکثر مجروحین اسیر کر لئے گئے۔ اسوقت ہمیں معلوم ہوا کہ جنوب کیطرف بھی غنیم کا توپخانہ قریب پہنچ گیا ہے۔ گذشتہ دن کی نسبت اس دن ترکوں نے بہت زیادہ مستعدی سے پھٹنے والے گولے چلائے۔ ہمارے مورچہ کے سامنے کوئی دشمن ظاہر نہ ہوا لیکن اوپانتز سے خبر آئی کہ رومانوی کیولری کے زبردست بیڑے مغرب رویہ جاتے دیکھے گئے ہیں۔ شام کو ہمیں معلوم ہوا کہ ہماری کرشن اور پلیونا کے درمیان روسی انفنٹری سے خوب معرکہ آرا رہا۔ اور اس مصاف میں دشمن کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اس طرف روسی کمانڈر سکوبلاف تھا جسکے فی الحقیقت ایک ہزار آدمی کام آئے۔ دن مناسب بیٹھے رات کو بھی گولہ باری وقفوں کے ساتھ برابر جاری رہی۔ بارش تا بجھر پندرہ پندرہ منٹ

گراب لڑتے - دوسرے ترکی مورچے خاموش رہے - آدھی رات کو غل مچا کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے جسپر ہم فوراً
چونک کر اپنی اپنی جگہ پر قایم ہو گئے - مشرق کیطرف رائفلون کی پے درپے باڑھوں کی آواز سنائی دی ہمارے
مورچہ کی سامنے کی خندقون کے سپاہیون نے اٹکل پچو تاریکی مین چند ڈلیین سر کین - مگر کوئی جواب نہ ملا - اور تہوڑی
دیر بعد یہ تحقیق ہو گیا کہ غلط شور پڑا تہا - چنانچہ چند منٹون مین پہر خاموشی چہا گئی اور ہم اپنی خوابگاہون کو چلے گئے
۹ ستمبر کو پو پہٹتے ہی فریقین کے توپخانون نے پہر لمبی لڑائی شروع کر دی - فرق صرف اتنا تہا کہ ترکی
توپین اب زیادہ مستعدی سے کام کر رہی تہین - موسم تقریباً ویسا ہی رہا - صبح کو بارش ہو کر بعد میں ابر کہل گیا
دوپہر کے وقت دیدبان نے اطلاع دی کہ ہمارے مورچہ سے ایک میل شمال مین دشمن کی کیولری جمع ہے - عادل پاشا
نے اپنے دو رسالے اونکی طرف روانہ کئے - ایک پلٹن ہمارے مورچہ سے اونکے پیچہے پیچہے گئی اور ہماری بائٹری نے
گولہ باری شروع کر دی - مگر غنیم شمال مغرب کیطرف جا کر نظر سے غایب ہو گیا - اور ہمارے سوار و سپاہی بلا مقابلہ واپس
آ گئے - سہ پہر کو میجر نے مجھے بتایا کہ روسی گولہ سے یونس طابیہ مین بارود کا میگزین اڑ گیا ہے جس سے پچاس آدمی
قتل و زخمی ہوئے - اس حادثہ کے سوا روسی گولون سے ہمارے کیمپ کو اور کوئی ایسا بڑا نقصان نہ پہنچا - ہماری
فوج کا وہ حصہ جو کیمپ کے شمال مین تہا (یعنی عادل کی فوج) لڑائی کے لئے نہایت بیقرار اور دشمن کی بے توجہی جو وہ اوس
سے کر رہا تہا سخت آزردہ ہو رہا تہا - سہ پہر کے ختم ہونیکے قریب مین ایک گہوڑا مانگ کر میجر کی اجازت سے ایک
سواین واستکشافیہ جماعت کے ساتہہ شامل ہو گیا - اِس جماعت مین باقاعدہ کیولری کا ایک رسالہ - چرکسون کا
ایک دستہ اور چند افسر تہے - ہم نیکوپولی سڑک پر تین میل ڈولکی گئے تہے کہ دو نیزا کے قریب روما نوی کیولری کی
ایک چہوٹی سی جماعت ہمکو دکہائی دی - جو ہمکو دیکہتے ہی گاؤن مین غائب ہو گئی - چرکس آگے نکل کر گاؤن کے مکانات
تک بڑہتے چلے گئے - جہان اونکی رائفلون کی گولیون سے تواضع کیگئی - سڑکین خراب حالت مین تہین - جو امر ہمارے
حق مین بہت مفید تہا - کیمپ مین واپس پہنچنے پر ہمنے سنا کہ آج ہی ہماری بینی بائنو کو غنیم سے لڑائی کرنی پڑی جسمین
ہمیں کامیابی نصیب ہوئی - رات با امن و امان گذر گئی - جنوب مین کبہی کبہی توپون کی گرج سنائی دیتی رہین
جس کا ہمنے کوئی خیال نہ کیا -

۱۰ ستمبر کو علی الصباح دونون طرف سے گولہ باری بڑے زور شور سے پہر شروع ہو گئی - گریونزا کیطرف سخت
غلیظ دہند پہیلی ہوئی تہی جسمین سے نگاہ مطلقاً کام نہین کر سکتی تہی - ہماری طرف مطلع کسیقدر صاف تہا - اگلے
دن ہی ہمکو دشمن کی بے توجہی سے کمال آزردگی اور ملال پہنچا - ہمنے سنا کہ گریونزا مین انفنٹری کا مقابلہ پہر شروع

ہوگیا ہے اور ریزرو سے یونس بک کی مدد کے لئے فوج بھی روانہ کیگئی ہے۔ بعد ازان یساری بازو سے بھی
تین پلٹنین محمد ناظف بک کے ماتحت کریشن کو روانہ کیگئیین۔ آوپانتز۔ بوکووا۔ اور شرقی جانق بائر کے مورچون
سے ایک ایک پلٹن لیکر یہ تینون پلٹنین بھیجی گئی تہین۔ میرا خیال ہے کہ اب مشیر کو یقین ہوگیا تہا کہ روسی محض
فریب دینے کیلئے جنوب مین لڑائی نہین کر رہے۔ بلکہ وہ فی الحقیقت اسی طرف حملہ کرنیکا ارادہ رکہتے ہین۔ اور
ایسا ہی ظہور مین آیا۔ باش طابیون کے سوا روسیون نے ہمارے یساری بازو پر کوئی حملہ نہ کیا اور اس لڑائی
مین میرے مورچہ پر ایک گولہ بہی نہ پڑا تین بجے دوپہر کے قریب ایک بڑی شعلے کے یکبارگی مشتعل ہوجانے
سے ہم چونک سے پڑے اور کیا دیکہتے ہین کہ چارہ کا ذخیرہ اور گودام کی چند جہونپڑیان جو باش طابیون کے
عقب مین جمع تہے بڑی تیزی کے ساتہہ جل رہی ہین۔ تقریبًا اوسی وقت ترکی گولون سے آدی شبود کو آگ
لگ گئی۔ ان دونون آتشزدگیون کے شعلے بائر کی چوٹی سے دکہائی دیتے تہے۔ غلیظ اور مکدر مطلع مین ان
شعلون کی دخان آمیز روشنی عجب مہیب اور عظیم الشان نظارہ دکہا رہی تہی۔ اور ہمارے والی جانب کے سوا
اور سب طرفون کی غضب آلود گولہ باری اس نظارہ کے حسب حال نغمہ سرائی کر رہی تہی۔ چارہ کے جل جانے پر یہہ
آگ تو خود بخود جلکر بجہہ گئی۔ مگر گاؤن ساری رات جلتا رہا۔ اور اوس سے جنوب مشرقی اُفق شاندار مگر خوفناک
طرح سے روشن رہا۔ پانچ بجے بعد دوپہر بارش شروع ہوگئی۔ جو خفیف سے وقفون کے ساتہہ ۱۲ ستمبر تک ہوتی
رہی۔ شام کو ہمین اطلاع ملی کہ جنوب مین ابتک ہم برابر منصور رہے ہین۔ ہماری گولون سے پلی شاط ترک پر
روسیون کی بارودی گاڑیون مین آگ لگ گئی اور وہ اڑگئیین۔ اور کہ ابراہیم طابیہ مین روسیون کے گولہ سے
بارود کا میگزین اڑنے سے ہماری تیس آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ اور لفٹننٹ کرنیل ابراہیم بک مورچہ کا کمانڈر
بہی اس حادثہ مین شہید ہوگیا۔ رات کو بہی کبہی کبہی گولہ باری ہوتی رہی اور کوئی حادثہ یا واقعہ نہ گذرا۔

یہ چار دن متواتر گولہ باری روسی اپنے آخری حملۂ عظیم کے لئے رستہ صاف کرنیکے لئے کرتے رہے تہے وہ
۱۰ ستمبر کو ختم ہوگئی۔ لیکن اون کا مدعا حاصل نہ ہوا۔ ۱۱ ستمبر کو ہمارے مورچے ویسے ہی مضبوط اور صحیح سالم تہے۔
جیسے کہ ۷ ستمبر کو۔ دن کے وقت روسیون کے گولون سے ان کو جو خفیف سا نقصان پہنچتا تہا وہ رات کیوقت
درست کر دیا جاتا رہا۔ بلکہ اس اثنا مین کئی اور مستحکم بہی مثلاً عمر طابیہ کی خندقین تیار کر لئے گئے تہے۔ ان چار
دنون مین ہمارے کل پانچ سو آدمی قتل و زخمی ہوئے تہے۔ فوج پیدل کے معرکون مین جو تین سو شخص اور میگزین

؂ یونس بک کرا ہین پاشا کے لیڈ کمان جو دوسرے دن ۱۲ ستمبر زخمی ہوا آٹھ پلٹنون کی کمک بہیجی گئی تہی۔ مصنف

؂ [illegible] روسیون کے دو ہزار آدمی قتل و زخمی ہوئے تہے۔ مصنف ۱۲

کے مرنے میں اسی آدمی ناقابل ہوئے تھے - وہ بھی اسی تعداد مین شامل ہین - روسی گولہ باری سے شکستہ دل یا بے اوسان ہونا تو درکنار ترکی سپاہی اُلٹے روسی باتریون پر ہنسی اُڑاتے تھے - روسیون نے ان دنون مین تیس ہزار پھٹنے والے گولے ہم پر پھینکے تھے جن سے صرف مندرجہ بالا نقصان ہوا - اس تمسخر خیز ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ روسی توپون نے اس قدر فاصلہ سے گولہ باری کی جو اونکی ساخت اور قامت کے لحاظ سے بہت زیادہ تھا - روسی گولہ انداز کمال ڈرپوک تھے - برعکس اس کے ترکی گولنداز ہر بات مین اون پر فوقیت رکھتے تھے -

واقعی لڑائی ۱۱ ستمبر کو منگل کے دن شروع ہوئی - طلوع آفتاب کے وقت بارش ہورہی تھی اور سفید دھند چو طرف چھائی ہوئی تھی - دھند تو دوپہر کے قریب دور ہوگئی - لیکن بارش سارا دن کبھی کبھی موسلا دھار اور زیادہ تر آہستگی سے رہی - خندقین دلدل بن گئی تھی اور نمی کپڑون سے گذر کر جلد تک پہنچ گئی تھی - پانی آخر ہماری خوابگاہون اور گودامی کوٹھریون میں بھی داخل ہوگیا اور کارتوسون کو خشک رکھنے کیلئے انتظام کرنا پڑا - گولہ باری چند گھنٹون تک سخت تیزی کے ساتھ ہوکر نو بجے بند ہوگئی - اور دوپہر سے کچھ عرصہ پہلے پھر چارون طرف سے شروع ہوکر ایک گھنٹہ بعد مدہم پڑگئی اور دوپہر کے ڈیڑھ بجے جنوب کی طرف ہمنے رائفلون کی آتشباری کی آواز سنی - مین ستون پر چڑھ گیا - جس پر سے مجھے گریو تیزا کے جنوب کیطرف کی پہاڑی کے مغربی ڈھلاؤ پر روسی انفنٹری کے ڈل بادل دکھائی دئیے - ۳ بجے باش طابیون کی فوج بڑی سرگرمی سے مشتعل پیکار تھی - کرنیل نے خندقون والی فوج کی ترتیب بدل دی - آٹھ کمپنیان (ایک بلپٹن) اس طرح سے تقسیم کیگئین کہ مورچہ اور اسکی خندقون کی حفاظت کرسکین - جو خندق مشرقی مورچہ کو جاتی تھی اسکے سپاہی واپس بلالئے گئے - اور اونکی جگہ دوسرے مورچہ کے سپاہیون نے لے لی - اس ترتیب سے دو بلپٹنین (ایک میری اور ایک دوسری) فارغ ہوگئین - جنکی ہائرکی چوٹی پر مارچ کالم (عمود روانگی یا کوچ) کی شکل مین صف بندی کیگئی اوس وقت باش طابیون سے ایک چرکس اردلی نے آکر خبر دی کہ رومانوی فوج نے سخت تندی کے ساتھ حملہ کیا تھا - جو نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیگئی ہے -

چار بجے او پانتز بوکودا اور ہمارے مورچہ کے سوا رافی سب جگہ میدان کارزار گرم رہا تھا - بارش بدستور زور شور سے ہو رہی تھی - البتہ دھند کسیقدر دور ہوگئی تھی - بلند جگہون پر کھڑے ہونے یا دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے کے سوا ہماری طرف والون کو چندان کیفیت دکھائی نہین دے سکتی تھی لیکن لڑائی کا شور و شغب اچھی طرح سن سکتے تھے - اوراس شور و شغب کی یہ کیفیت تھی کہ الامان - یہی معلوم ہوتا تھا کہ رعد و برق کا طوفان

عظیم چل رہا ہے جو کائنات کے کل عناصر کو جدا جدا کرکے اوسے نیست و نابود کر رہا ہے۔ غلیظ دہم آلود دھوا بارود کے
دھوئیں کو اوپر اوٹھنے سے مانع تھی۔ جو بڑے بڑے سفید دھوانی گیندون کی شکل مین آہستہ آہستہ زمین پر ادھر ادھر
ڈھلکتا ہوا آہنی بو سب کے دماغون تک پہنچا رہا تھا۔ جس طرح بہادر آدمی کے کانون کیلیئے فولاد کی شاندار جھنکار سے
بڑھکر کوئی راگ (خواہ وہ استاد زمانہ گویئے یا موسیقی نواز کے ہاتھہ یا حلق سے نکل رہا ہو) نہین ہو سکتا۔ اوسی طرح
اوسکے نتھنوں کو بارود کی بو سے بڑھکر کوئی خوشبو عزیز نہین ہو سکتی۔ جن لوگون کو کبھی میدان کارزار مین موجود
ہونا نصیب ہوا ہوا اونکو بخوبی معلوم ہے۔ کہ یہ بو سپاہی کیلیئے وہی حکم رکھتی ہے جو مست سانڈ کیلیئے سرخ چیتھڑا۔ ہمارے
اردگرد سپاہی اپنی جانون پر کھیل رہے تھے اور ہم بیکار کھڑے تھے۔ اس عالم بیکاری مین اوس بو کو سونگھ سونگھ کر ہماری
زبان سے بے اختیار اون کے حق مین جنہون نے ہمکو وہان روک رکھا تھا۔ بد دعائین نکلتی تھین۔ گھوڑے
بھی انسانوں کی طرح سخت منتظر ہوکر زور سے ہنہنا رہے تھے۔ منٹ ہمکو صدیان معلوم ہو رہے تھے اور ہر شخص کی آنکھہ مورچہ
کے دروازہ پر لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ پیش قدمی کے حکم کا مژدہ اوسی کے راستہ ہم تک پہنچ سکتا تھا +

دولوں پلٹنین مورچہ کے عقب مین متوازی پانچ کالمون مین صف بستہ کھڑی تھین۔ اور تمام جزئیات کی
پڑتال بخوبی کر لیگئی تھی۔ اس بارہ مین ہمارے میجر کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ہر رائفل بہترین حالت مین تھی۔ سب کے پاس
فی سپاہی اسّی کارتوس کے حساب سے سامان حرب موجود تھا۔ چھوٹے بسکٹون اور بوتلین پانی سے بھری ہوئی
تھین۔ ہم سپاہیون کی تلوارین استرے کی دہار سی تیز تھین۔ اور ہمارے ریوالوروں کے تمام خانے بہرے ہوئے تھے
چار بجے عادل پاشا کا ادیکانگ گھوڑا دوڑاتا ہوا ہمارے پاس پہنچا اور اوسیوقت دوسری پلٹن کو بائین طابیون کی طرف
بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ بعد میجر سے معلوم ہوا کہ سومانوی ایک روسی ڈویژن کو ساتھہ لیکر ان مورچون پر دوبارہ حملہ کرنے
کی تیاریان کر رہے ہین۔

پانچ منٹ بعد گرینی شرک پر گرنیو تڑا کی طرف سے ایک چرکس سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ وہ سر سے پاؤن تک
دھوئیں سے سیاہ ہو رہا تھا اور ایسی تیزی کے ساتھ آیا تھا کہ قریب پہنچکر اوسکا گھوڑا بیدم ہوکر گر پڑا۔ عادل اور
اوسکا اسٹاف اوسکی طرف آگے بڑھے سوار مین اور آنے والے مین جلد جلد کچھ گفتگو ہوئی۔ اسکے بعد عادل نے
میجر کو اشارہ کرکے بلایا جو گھوڑے کو ایڑ لگا کر فوراً اوسکے پاس پہنچ گیا۔ دونون مین چند لفظون کی بات چیت ہوئی
پھر ہمارا افسر واپس آگیا اور رکابون پر کھڑا ہوکر حکم سنایا "یہ پلٹن بسرعت تمام کرشن کو جائیگی" اس حکم کو ایک منٹ نہ ہوا تھا
کہ ہم لوگ بانچ تیز رفتاری اسکے ساتھ روانہ ہوگئے۔ عادل اور اوسکے اسٹاف کے افسرون نے تلوارین میانون سے

نکال لین اور انکو ہلا کر الوداع کہا۔ اسکے جواب مین ہمنے زور سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ ہم طرلوان چراگاہون، کیچڑ اور
کھیتون مین سے ہوتے ہوئے جنمین کبھی مکی اور گیہون کاشت ہوتی تھی سیدھے گولہ باری کے منھہ مین میدان کارزار
کیطرف جہان سے ہمکو مسرت کرنیوالے انجرات آ آکر ہماری پیشوائی کر رہے تھے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اتنے
مین بے رحم بارش موسلادھار شروع ہو جاتی ہے۔ مگر ہم اسکی کوئی پروا نہین کرتے۔ کیونکہ ہم پہلے ہی اس قدر شرابور ہو رہے تھے
کہ اس سے زیادہ ہونا ممکن نہ تھا۔ میجر جرکس کو لئے ہمارے آگے آگے تھا۔ پھر میری کمپنی تھی جو سب سے آگے اور گر
سکوٹیڈ میرے پیچھے تھا لیکن ہمارا پیارا علم تربتر ستون سے چمٹا ہوا تھا۔ اس سکوٹیڈ کے بعد آٹھہ نقارچی تھے۔ جو
ہمارے کیچڑ آلود پاؤن مین چستی پیدا کرنیکے لئے اپنے نقارون کو خوب زور سے بجاتے جاتے تھے۔ دوسری تینون کمپنیان
کمپنی کالمون (ایک ایک کمپنی کا کالم) مین میری کمپنی سے پیچھے تھین سب سے آخری کمپنی کی تحویل مین چند خالی
ایسی گاڑیان بھی تھین۔

ہم چلے جا رہے تھے کہ میجر نے مجھے اشارہ سے بلایا۔ اور جب مین قریب پہنچ گیا تو مجھے کہا "مجھے اندیشہ ہے
کہ جنوب مین ہمین شکست کھانی پڑیگی یہ بات سپاہیون کو نہ کہنا لیکن اپنے ساتھی سے اسکا ذکر کرکے تم دونون
انگریز اپنی طرف سے پوری کوشش کرو" مین سلام کرکے پیچھے ہٹ گیا۔ اور جلکی سے یہ بات کہی۔ اس نے میرے
ہاتھہ کو دبا کر جواب دیا "ہم جلدی پھر انکی دمون کو دیکھین گے" اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گو یہ الفاظ
چندان شائستہ نہین تاہم یہ زبردست پیرایہ اسکی شجاعت اور دلیری کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے۔ ہم اس راستہ پر چلے جا رہے
تھے جسپر کہ دوسری لڑائی کے دن مین گذرا تھا۔ بائر کے جنوبی ڈھلاؤ سے نیچے اوتر کر ہم تیزی سے کرمن کے قریب عثمانیہ
کا سکون کا (جو گھوڑون سے اوترے ہوئے تھے) ایک دستہ۔ اور شاسرون (طلیعہ) کی ایک کمپنی دو دھاری
قسم کی توپین لیکر یا موقعی عبور کرکے ہم بلگرمینی سڑک پر مغرب رویہ ہوگئے۔ پھر وہان سے اس پہاڑی پر چڑھکر
جہان سے ۳۰ جولائی کو سنگینون سے حملہ کیا گیا تھا۔ اور جسپر اب مرکزی یا قلب کے مورچے کھڑے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کی پہاڑی
سے ہم ہوتے ہوئے احتیاط طابیہ کے پاس سے گذرے۔ وہان سے ہمکو دس یا بارہ سبز خیمے دکھائی دئے۔ مشیر اور اسکا
شاف انہی خیمون مین رہتا تھا۔ وہان آدھا رسالہ جو عثمان پاشا کی فوج اردل مین تھا مستعد و تیار کھڑا ہوا تھا۔ مشیر
اسوقت پہاڑی کے دوسرے (جنوبی) ڈھلاؤ پر تھے۔ جرکس اعلان کو ہماری پہنچنے کی اطلاع دینے کے لئے ہم سے الگ
ہو گیا۔ اور ہم کو دم لینے۔ بوٹون کو کیچڑ سے صاف کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے کا موقع مل گیا۔

گولہ باری سخت تندی کے ساتھہ ہو رہی تھی۔ اور ہر چند لحظون کے بعد اپنے یمینی بازو پر کنیفلی ایڈ کمپنی کی

آتشباری) کی خاص آواز بہی ہمکو سنائی دیتی تھی - احتیاطاً طابیہ آرٹلری (توپخانہ) کے سوا سپاہی تقریباً خالی تہا - اردل کے رسالہ چند چرکسون اور دو باٹریون کے سوا جو وادی شیود کی طرف گولہ باری کر رہی تہین پہاڑی پر کوئی فوج نہ تہی - کیونکہ ہر سپاہی جو بہیجا جا سکتا تہا جنوب کو بہیجدیا گیا تہا - ہم جنوب رویہ کھڑے ہوئے تہے ہماری داہنی طرف نصف میل کے فاصلہ پر زمین کے نشیب مین قصبہ پلیونا تہا اور بائین جانب ہماری مورچون سے پرے گریوتیزا اور وادی شیود کے درمیان دو میل کے فاصلہ پر وہ پہاڑی تہی جس پر غنیم کی صفین موجود تہین - اوسوقت ساڑھی چار یا پانچ کا عمل تھا - روسیون نے ہمارے قلب پر جو حملہ کیا تہا اوس مین وہ شکست کہا کر اوس وقت سے کچھ عرصہ پہلے پیچھے ہٹ گئے تہے - عمر طابیہ کے سامنے چراگاہین اور مکی[۸۹] کے ادجڑے ہوئے کہیت مردون اور قریب المرگ مجروحون سے بہرے ہوئے تہے - روسیون نے اوس دن اس مورچہ کو فتح کرنیکے لئے پانچ مرتبہ اوس پر حملہ کیا - سالونیکی کے سپاہیون نے جن کو مینے اوس موقعہ پر جہان سے وادی شیود کی سڑک پلیونا سے جدا ہوتی ہے کہڑا دیکہا غنیم پر قابل تعریف حملہ کیا تہا - آخری حملہ مین روسیون کے معدودے چند سپاہی خود مورچہ[۹۰] مین بہی گہس آئے تہے - ابراہیم طابیہ پر جو قلب کے کل مورچون سے آگے بڑہا

[۸۹] ابہی مکی کی درو کا وقت نہین آیا تہا لیکن پلیونا کے اردگرد کے کہیت فوج کی آمد و رفت سے اوجڑ گئے تہے - جہان کہین کہیت سالم بچ ہوئے تہے (مثلاً وادی شیود کے قریب) - وہان مکی کے پودے پانچ پانچ چہہ چہہ فیٹ بلند تہے مصنف

[۹۰] عمر طابیہ پر روسیون کی سات رجمنٹون نے حملہ کیا تہا جنمین سے ۵۰۴۰ آدمی ضائع ہوئے یعنی سات رجمنٹون یا ۲۱ پلٹنون کو ترکون کی معدودے چند پلٹنون نے نیست و نابود کر دیا - اس سے ظاہر ہے کہ محفوظ مقامات مین رہکر لڑنے سے خواہ وہ مقام کیسے ہی سیدہے سادہے بنے ہوئے کیون نہ ہون کس قدر فائدہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتہہ یہ [illegible] ہے کہ ایسے مقامات مین فوج بہی ترکی انفنٹری ایسی موجود ہو جو مدافعانہ پہلو پر کل یوروپ مین ثابت قدم ترین اور سب سے زبردست مانی گئی ہے - کروپاٹکن اس تباہی بخش ناکامی کی یہ وجہ لکہتا ہے کہ دو رجمنٹین وقت مقررہ سے دو گہنٹے پہلے چل پڑی تہین - ان دونون مین جو ادگلا اور یاروسلیو رجمنٹین تہین پانچہزار آدمی تہے جنمین سے ۲۴۰۰ ضائع ہو گئے - جرمن مورخ تہیلوودان ٹروتہا جو روسیون کی طرفداری مین لکہتا ہے اور جس کا حوالہ مین کئی جگہ اوپر دیکہا چکا ہون اس ڈویژن کے کمانڈر جنرل لفٹنٹ بنکوف پر جسنے دو رجمنٹون کو دو گہنٹون تک برباد ہونے دیا اور انکو کمک نہ بہیجی سخت لعن طعن کیا ہے - اس جرنیل نے اس لحاظ سے گویا اپنے دل مین یہی فیصلہ کر لیا ہوگا کہ دو روسی رجمنٹین کل ترکی کیمپ کو فتح کرنے کیلئے کافی ہین - سچی بات تو یہ ہے کہ اگر خود روسی مورخون نے اسکی تصدیق نہ کی ہوتی تو ایسی اہم غلطی کے وقوع مین آنے پر کبہی اعتبار نہین کیا جا سکتا تہا - اس کا بدترین نتیجہ یہ ہوا کہ

ہوا تھا روسیون نے حملہ نہ کیا۔ مڑ کر دیکھنے پر اوس پہاڑی کی وجہ سے جسکی چوٹی پر طاہر طابیہ بنا ہوا تھا ہماری نظر آگے نہین جا سکتی تھی۔

ہمنے بمشکل تین منٹ قیام کیا ہوگا کہ ہمارے میجر نے جو چرکس کے ساتھہ گیا تھا واپس آکر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ہم داہنی جانب نیم زاویہ قایمہ کاٹ کر ہو گئے۔ اور چوٹی سے گذر کر مشیر اور اون کے سٹاف کی قریب پہنچگئے سٹاف مین چھہ یا آٹھہ افسر تھے۔ یہ سب گھوڑون سے اترے ہوئے تھے۔ اور اون کے گھوڑون کو باقاعدہ سوارون کے دستہ نے جو اونکی اردل مین تھا پکڑا ہوا تھا۔ بیس یا تیس چرکس اپنے بیقرار۔ دراز دم اور بدشکل چھوٹے چھوٹے یابوون پر قاصدون کا کام دینے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ عثمان پاشا اوسوقت ایک نوجوان اڈیکانگ (یاور) کو کچھہ لکھا رہے تھے اور ساتھہ ہی دوربین لگائے جنوب کیطرف دیکھہ رہے تھے۔ مشیر کھڑے ہوئے تھے اور یاور ایک سٹول (سہ پائی) پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک ریش دار دیوقامت چرکس جسکا پست قامت گھوڑا اوسکی قدوقامت کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکھتا تھا حکم کو لیجانے کیلئے دونون کے پاس منتظر کھڑا تھا مشیر کے پیچھے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک سیدھا سادھا شیڈ تھا جسمین سے تار برقی کے تین سلسلے نکلکر مختلف سمتون کو گئے ہوئے تھے یہ تار گھر تھا۔ جب ہم قریب سے گذرے تو مشیر نے ہمکو آواز بلند للکار کر کہا "تم اپنا فرض ادا کرو۔ خدا اور اوسکا رسول تمہارے حامی ہونگے" سپاہیون نے یہ سنکر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ لفٹننٹ آصف نے جھنڈی کو پکڑ کر خوب زور سے ہلایا۔ اور مین بھی تلوار سے سلامی اوتار کر نعرون مین شریک ہوگیا۔ عثمان ہر وقت پنسل کان کے پیچھے رکھتے تھے جسکا پچھلا سرا آگے ہوتا تھا۔ انہون نے بلا اختیار اوس پنسل کو پکڑ لیا۔ یہ اونکی عادت تھی۔ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۹۔ روسی فوج کے سپاہیون مین اخلاقی جرأت بہت کم ہوگئی۔ ۱۱ ستمبر کو پانچ بجے بعد دوپہر یعنی حملہ کی ابتدا کے مقرر شدہ وقت سے صرف دو گھنٹہ بعد ہی شہزادے نے یہ تصور کر لیا تھا کہ میدان غنیم کے ہاتھہ رہا ہے اور وہ عام پسپائی کا حکم دینے کا ارادہ کر رہا تھا حتی کہ شام کے وقت سکوبیلاف اور رومانیون کی فتحیابی سے بھی اوسکے فیصلہ پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اوہر ٹہیک اسی تاریخ کو عثمان پاشا یہ سمجھہ بیٹھے کہ میدان ہاتھہ سے گیا۔ دونون مین فرق اتنا تھا کہ سکوبیلو نے بیجا ہی سے اور عثمان نے بوجوہات معقول یہ قیاس کیا تھا۔ قصہ مختصر دونون مخالف کمانڈر جنکو ایک دوسرے کی کیفیت سے علم نہ تھا اپنی اپنی جگہ اپنے تئین شکست خوردہ سمجھہ بیٹھے تھے لیکن یہ ظاہر ہے کہ گو ایسا اکثر ہوا ہے کہ لڑائی بلا تصفیہ رہے مگر کبھی نہین ہو سکتا کہ دونون فوجین ایک ہی وقت شکست کھا جائین اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درست چال کون چلا۔ جواب ہے عثمان جسنے فتح کیلئے آخری جانگداز کوشش کی اور میدان مار لیا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جبتک تم اپنے کل وسایل ختم نکر لو۔ یہ سمجھکر حصول مدعا سے دست بردار نہ ہو جاؤ۔ مصنف ۱۲

خطرہ یا جوش کے وقت اپنی پنسل کو نہایت تیزی کے ساتھ بعینہ اسیطرح جس طرح کہ مسلح آدمی اپنی تلوار کے قبضہ کو پکڑ لیتا ہے پکڑ لیا کرتے تھے۔

ہم پھر دائین جانب نیم زاویہ قایمہ کے رخ پہاڑی سے نیچے اوترکر قصبہ کے مکانات کیطرف ہو گئے۔ وہان گاڑیون کی قطار جو زخمیون کو لیکر نرم زمین پر بمشکل شہر کیطرف چلی جا رہی تہین ہمارے راستہ میں حائل ہو گئی جس سے چند لحظون کیلئے بے ترتیبی سی ہو گئی۔ کیونکہ ہمارا کالم اوس قطار کو زاویہ قائمہ پر کاٹ کر آگے بڑہ سکتا تہا۔ اس وقت مینوسہ کے قریب آدمی دیکھے جو چھوٹی چھوٹی جماعتون مین یا فرداً فرداً ادہر ادہر پھر رہے یا آنکھ بچا کر شہر کی گلیون مین جا چھپنے کی کوشش کر رہے تہے۔ یہ وہ سپاہی تہے جو لڑائی مین ادہر ادہر منتشر ہو کر بھٹک گئے تہے۔ ہمنے بہی اونکو دیکھ لیا اور مجھہ کو حکم دیا کہ انکو اپنے ساتھہ ملا لینے کی کوشش کرون۔ اور ساتھہ ہی بآواز بلند کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو اونکو فوراً گولیون سے ہلاک کردو۔ مینے جیک اور نقال کو للکارا اور ہم تینون صفون سے نکلکر فراریون کیطرف گئے اور نرمی پیار دلاسا دہمکی تشدد الغرض سب طرح کے حیلون سے اون کو جمع کرلانیکی کوشش کی اور فہمایش پند و نصیحت کو زیادہ وزندار بنانیکے لئے جیک اور مین دائین ہاتہہ مین ریوالور اور نقال ابلی لیئے رہا۔ اس طرح ہمنے تیس آدمی جمع کرلیئے۔ باقی ہمسے آنکھہ بچا کر نکل گئے۔ اسپر مینے اپنا ریوالور سر کیا۔ جیک نے بھی میری تقلید کی۔ فاصلہ زیادہ ہونیکی وجہ سے گولیان کسی کو نہ لگین تاہم اسکی طفیل بیس آدمی اور واپس آگئے۔ دریں اثنا ہمکو دیکھہ کر دوسری کمپنیون سے بھی کچھہ لفٹنٹ اور سارجنٹ آ گئے اون مین سے ایک نے ایک فراری کو ٹانگ پر گولی ماری۔ اور آخر کار ہم سب ستر آدمیون کو اپنی پلٹن مین واپس لے آئے۔ میجر نے حکم دیا کہ ان سب کو مساوی تعداد سے چارون کمپنیون مین بانٹ دو۔ ہمنے جلد جلد اونکو تقسیم کرلیا۔ میری تینون سکواڈرون کو ان مین سے پانچ پانچ یا چھہ چھہ آدمی ملے۔ یہ لوگ اپنی نامردی پر خود ہی شرمندہ ہونے لگ گئے اور تہوڑی دیر مین جبلی شجاعت اونہین پھر عود کر آئی تقسیم کے ختم ہوتے ہی ہم نے بڑہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس اثنا مین گاڑیان ہمارے مقابل سے گذر چکی تہین اور شہر کی کیچڑ دار اور تقریباً ناقابل گذر بازارون مین پہنچ گئی۔ وحشت زدہ باشندے اپنے اپنے دروازون پر کھڑے تہے۔ ترک مشرور ہراسان اور بلغاری مونہہ سوجائے ہوئے اور مشتبہ وضع جسے دیکھتے ہی شک گذرجاتا تہا کہ وہ کسی شرارت پر تلے ہوئے ہین۔ سپاہیون نے بسرعت رفتاری گذرتے ہوئے اپنی رائفلون کو اون کی طرف سیدہا کیا لیکن افسرون نے اون کو خونریزی سے روک دیا۔ اسپر کسی سپاہی نے بلند آواز سے کہا ”یہ بدمعاشی کرنیکا ارادہ رکہتے ہین،، اس شخص کے قیاس کی تصدیق واقعات مابعد نے بخوبی کردی

میجر نے ایک ترک باشندہ کو بلایا جس نے ہمراہ ہوکر ہماری راہنمائی کی - بعض لوگون نے سپاہیون مین روٹی
مٹھائی تقسیم کی - ان کے لئے صفون مین کسیقدر گڑبڑ سی ہوگئی - چنانچہ جب اون کا ذخیرہ ختم ہوگیا تو بہتون نے
مانگنا شروع کیا - سپاہیون کو فجر سے صرف بسکٹین کھانی ملی تہین - وہ ان لذیذ ماکولات کو فوراً چبا گئے - مسطح چھتون
سے مرد و عورت اور بچے جنوبی جانب کی لڑائی کو جہان سکوبلاف اور یونس بک جو ایکدوسرے کے
مقابل ٹہیک جوڑ تہے پہر ایک دوسرے سے نبرد آزما تہے بڑے غور سے دیکہہ رہے تہے - میجر نے مجہے بتایا کہ
ہیڈکوارٹر اور کرشین مورچون کے درمیان کا سلسلہ تار برقی کاٹ دیا گیا ہے - بدین وجہ مشیر کو پولس بک
کی کوئی خبر نہین اور اونکو اوسکی سلامتی کا سخت اندیشہ ہو رہا ہے - اسکے علاوہ اوس نے مجہے یہ بہی بتایا کہ
پلیونا کے مورچون (عیسیٰ قوان لق طابیات) کی حالت سخت مخدوش ہو رہی ہے - بلکہ اندیشہ ہے کہ وہ ابتک دشمن
کے قبضہ مین چلے گئے ہونگے - اور اگر ایسا ہوگیا ہے یا ہوگیا تو کرشین مورچہ باقی کیمپ سے جدا ہو جائین گے
اور خود شہر معرض خطر مین پڑ جائیگا -

شہر مین داخل ہوکر ہم بڑے بازار کے رستہ شمال رویہ ہوگئے - رستہ مین ہم ایک مسجد کے پاس سے گذرے
اوسمین چند سو خفیف مجروح اسیر مقید تہے اور مسلح مسلمان مزدور اور فوجی ہسپتالون کے شفایاب سپاہی انپر
پہرہ دے رہے تہے - چلتے چلتے شہر مین سے ہمنے کئی فراری ساتھ لے لئے تہے - طرنینا کی سڑک پر چڑہکر ہمنے شہر
کو چہوڑ دیا - جب ہم میدان کارزار کے قریب پہنچے تو توپون کی گرج اور آتشباری کی کڑاک سے کان پہٹنے لگ گئے
دہوئین کے سیاہ بادل جن کو بارش اور غلیظ ہوا اوپر نہین اوٹہنے نہین دیتی تہی کل میدان کو ڈہانپے ہوئے
تہے - ہماری دائین طرف تاکستان تہے جن کے درخت اور پودون سے دوہری بارش ہو رہی تہی - ان مین اسقدر
منتشر شدہ سپاہی پناہگزین تہے کہ ہم سبکو اپنے ساتہہ ہرگز شامل نہین کرسکتے تہے - ہماری پلٹن مین پہلے
ہی دوسو اجنبی شامل ہوچکے تہے - اصلی سپاہیون کی اعلیٰ شگفتگی اور دلاوری کو شکست خوردہ اور بے اوسان
شخصون کی زیادہ تعداد کی شمولیت سے بگاڑنا قرین مصلحت نہ تہا - تاہم بعض سپاہی خود بخود ہمارے ساتہہ شامل
ہوگئے - اور شاسرون کے ایک کارپورل سے مجہے معلوم ہوا کہ قوان لق طابیہ دشمن کے ہاتھہ مین ہین اور وہ بارہ
کی بارہ پلٹنین جو یکے بعد دیگرے مختلف جوانب سے آئی تہین شکست کہاکر منتشر ہوگئی ہین - سینکڑ مین میجر کے
پاس دوڑ گیا - اور اوسکی خدمت مین عرض کرنیکی جرأت کی کہ اگر ہم طرنینا سڑک پر ہی آگے بڑہتے گئے تو آخر
ہم ایسے موقعہ پر پہنچ جائین گے جہان سے قوان لق طابیہ صرف چارسو گز کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے غنیم ہمارے

بائین پہلو پر آتشباری کرکے ہمکو بالکل نیست و نابود کردیگا - میجر یہہ بری خبر پہلے ہی چند چرکسون کی زبانی جو ہمکو گہوڑے دوڑاتے آملے تہے سن چکا تہا - اس کا اوسپر ایسا بڑا اثر پڑا کہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ اوسان ہار گیا ہے " وہ پکار اوٹہا " ایمن زخمی ہوگیا - ایک مورچہ ہاتھ سے نکل گیا - بارہ پلٹنین منتشر ہو چکی ہین - اب صرف ایک ہمارہ دوم پلٹن ہے - بہلا یہ کیا کر لیگی - ہم کچہہ نہین کر سکتے " اس گفتگو کے دوران مین کالم چلنے سے رک گیا ہوا تہا - مینے یہ دیکہہ کر کہ میجر کے حواس جیسے کہ چاہئین قایم و بجا نہین ہین تجویز پیش کی " بہتر ہو کہ سپاہی بائین رخ کو پلٹ جائین تاکہ غنیم کے بالمقابل ہو جائین " چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - ابتک ہمارا کوئی نقصان نہین ہوا تہا - نہ ہم پر کوئی توپ یا بندوق سر کی گئی تہی - لیکن ہمنے رخ بدلا ہی تہا کہ ایک گولا ہماری صفون مین آ بیٹہا جسکے پہٹتے ہی میجر کے ہوش و حواس فوراً قایم ہوگئے - اوسنے فی الفور یہ احکام صادر کئے: " سب سے پہلی کمپنی سکرمشرون کی صف بنا کر آگے ہو جائے - دو کمپنیان سڑک پر دائین بائین پہیل جائین - بازوئے چپ باغون تک لنبا ہو جائے - ایک کمپنی عقب مین ناکستانون مین ہو جائے " ان سب احکام کی جہٹ پٹ کمال باقاعدگی کے ساتہہ تعمیل ہوگئی *

ہم سب بازوئے چپ کے سوا جو دو سو گز آگے بڑہ گیا تہا طرنینا سڑک پر تہے - ہمارا رخ عین جنوب کی جانب تہا اور ہم ربع دایرہ کی شکل مین جو جنوب رخ بہتی پہیلے ہوئے تہے - بازوئے راست کا آخری سرا پلیونا کی مضافاتی آخری مکانات سے بمشکل پاؤ میل کے فاصلہ پر تہا اور بایان بازو شہر کے باغات کی کنارہ تک پہنچا ہوا تہا - طرنینا سڑک ایک بتدریج اوٹہتی ہوئی پہاڑی کے کرارہ کرارہ جنوب مغرب کیطرف جاتی ہے - پہاڑی مذکورہ کی چوٹی پر جو پلیونا سے ڈیڑہ میل ہے کرشن مورچون کا سب سے شمالی مورچہ باغلب ظاہریہ تہا - ہمارے پیچہے تاکستان تہے - سامنے بالکل صاف کہیت جنکی زمین ہمارے مقابل بتدریج اوٹہتی چلی گئی تہی - بچلی طرف ہماری اور طلیچنتزا کے درمیان ہمسے نصف میل کے فاصلہ پر فوانلق مورچہ تہا - جو روسیون نے فتح کر لیا ہوا تہا - ہوا ایسی گاڑہی اور دہوان ایسا غلیظ تہا کہ ہم اس مورچہ کو صرف کبہی کبہی دیکہہ سکتے تہے - ابخرات اس چہوٹی سی وادی کے دامن مین موٹی موٹی تہون مین چہپائے ہوئے تہے -

ہمکو اس حیثیت مین قایم ہوئے ایک منٹ ہی گذرا تہا کہ میجر نے ہم کمپنی افسرون کو بلایا - سو وہ اوس وقت ایک لفٹنٹ کرنل (رعنا بک) سے جو ہمکو دیکہکر باغلب باشی سے گہوڑا دوڑا کر آیا تہا صلاح و مشورہ کر رہا تہا - دشمن نے غالباً ہمکو اس موقعہ پر قایم ہوتے نہین دیکہا تہا کیونکہ ہمپر کوئی آتشباری رائفلون سے نہ کی گئی تہی اور پہر گولے

کے بعد صرف دو اور گولے ہمپر پڑے تھے - جن سے کوئی نقصان نہ پہنچا تہا - میرا خیال ہے کہ غنیم کو اِس طرف سے حملہ ہونے کی کوئی توقع نہ تہی - اِسی لئے اوس نے اِدہر توجہ نہ کی اور نہ اوسکو ہماری موجودگی کا علم ہوا - میجر کے پاس جاکر ہمکو حسب ذیل معلوم ہوا :-

رفعت پاشا کے پاس جو بہت سویرے میدان کارزار کیطرف بہیجا گیا تہا اب صرف شاسر کی چار کمپنیاں ہین اوسکی باقیماندہ فوج (یعنی آٹہہ پلٹنین امین پاشا کی اور چار وہ پلٹنین جنکو وہ اپنے ساتہہ لایا تہا) قوانلق طابیہ کے فتح ہونے پر منتشر ہوگئی تہی - کریشن مورچے ابہی تک ہماری ہاتہہ مین ہین - مگر ان مین سے سب سے جنوبی مورچہ یعنی یونس طابیہ ایسی خطرناک حالت مین ہے کہ یونس بک نے اپنی تینون توپین وہان سے پیچہے ہٹادی ہین - عیسیٰ طابیہ کو اگر دشمن نے ابتک نہین لیا تو عنقریب یقیناً لے لیگا رفعت پاشا اِسوقت قوانلق پر حملہ کرنیسے پیشتر منتشر شدہ سپاہیون کی کچہہ تعداد کو باغلر باشی مین جمع کر رہا ہے ہمکو خواہ کسقدر نقصان ہو اپنے موقعہ پر قائم رہنا چاہیئے تاکہ دشمن پلیونا مین داخل نہو سکے - اور جب باغلر باشی سے اشارہ کیا جائے تو ہم شمال کیطرف سے قوانلق پر حملہ کرین - رفعت اپنے دستہ کو لیکر مغرب سے حملہ کریگا - شاسر کی چارون کمپنیاں ہماری صفون کے پہیلاؤ کو بڑہانیکے لئے ہمارے داہنے پہلو کو آملین گی - اسکی بعد مناپک نے حکم دیا کہ جو شخص صفون سے نکلنے کی کوشش کرے اوسے فوراً گولی ماردو -

ہم ابہی صلاح و مشورہ ہی کر رہے تہے کہ شاسر پہنچکر ہمارے داہنے پہلو پر صف بستہ ہوگئی - اونکی ایک کمپنی سکرمشرون کی صف مین آگئے - دو کمپنیان کمپنی کالمون مین سڑک پر اور ایک کمپنی عقب مین تاکستانون مین قایم ہوگئی - اون کا میجر ساتہہ تہا - وہ بہی مناپک کے پاس آگیا اور مناپک نے اِس ڈیڑہ پلٹن کو جسپر فوج کی امید اور لڑائی کا پانسہ منحصر تہا اپنی کمان مین لیلیا - اور ہم اپنی کمپنیون کو واپس چلے گئے - ان مین ایک کمپنی طویل پہیلی ہوئی قطار مین آگے - ایک سو گز کے فاصلہ پر عقب مین بطور ریزرو تاکستانون مین اور دو (میری اور ایک دوسری) اوس موقعہ پر تہین جسکی بائین طرف پلیونا کے باغ اور داہنی طرف شاسر کمپنیان تہین میںنے اپنی کمپنی کو دو صفون مین آراستہ کیا - سترآب اور بلقبال کے سکویڈ اور سنیز گگر سکویڈ پہلی صف مین اور سمو کار سکویڈ اور پچاس بہٹکے ہوئے سپاہیون کا عارضی دستہ دوسری صف مین تہا - اِس دستہ کی کمان پر مینے ایک اجنبی لفٹنٹ کو جس نے تاکستانون مین فراریون کو جمع کرنے مین بیحد کوشش کی تہی اور اپنے سپاہی لیکر ہمسے آملا تہا مقرر کردیا تہا - اوس وقت ساڑہے پانچ بجے ہونگے کریشن اور عیسیٰ طابیہ کی طرف سے توپون کی گرج اور رائفلی

آتشباری کی کڑک مسلسل جاری تہی جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو دور سے آواز دیکر خبر پہنچانا مشکل ہو رہا تہا۔

اسقدر میں ہمنے یکبارگی اوس وادی مین جو ہمسے نیچی تہی اور جسمین دہند اور دہوئین کا غلیظ ابر چہایا ہوا تہا انفلون کے چلنے کے شعلے دیکہے۔ وادی مذکور مین اندہیرا ہونا شروع ہو گیا تہا۔ ہماری سکرمشر غنیم پر ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتہہ آتشباری کر رہے تہے۔ اب غنیم کی گولیان میرے پاس ہی گذرنی شروع ہوئین اور میری کمپنی کے چند آدمی گولیان کہاکر زمین پر گر پڑے پہٹنے والے گولے ہمارے سرون سے گذر کر تاکستانون مین گرنے لگ گئے۔ رضابک نے جو میرے قریب کہڑا تہا دوربین لگاکر باغلر باشی کیطرف دیکہا۔ اوس نے قریب ترین بگلچی کو آواز بلند للکارا اور فوجکو آگے بڑہنے کا حکم سنا دیا۔ ہمارے سکرمشر پیچہے ہوکر فوج کے درمیانی حصہ کو آملے اور اوسمین مل جل گئے۔ اور کالم نے بڑہنا شروع کیا۔ اپنی دائین طرف مینے ایک گہری خندق دیکہی وہ توانلق طابیہ کی تہی اور ہماری طرف آکر ختم ہوتی تہی۔ وہان روسیون نے اوسکے دہانہ پر مردہ سپاہیون کی لاشون کی دیوار بنالی تہی اور اوسکے پیچہے کہڑی ہوکر اوسکے اوپر سے باڑہین مار رہی تہی۔ آگے بڑہنے پر خوفناک باڑہ سے ہماری تواضع کیگئی۔ مگر ہم پانچوین چہٹے قدم پر رائفلین چلاتے ہوئے ہم برابر آگے بڑہتے گئے۔ شاسرن کا سپہ گہوڑے سمیت گولی کہاکر زمین پر گر پڑا۔ ہم دہوئین اور دہند کے تاریک بادل مین در آئے۔ وہان سے دو سو گز کے فاصلہ پر ہمکو توانلق طابیہ کے تاریک پشتے دکہائی دئیے۔ روسی شاسرن کے دل بادل ہمارے سامنے کہڑے تہے۔ غنیم کی آتشباری نے جس سے کئی ہلاک و زخمی ہوئے ہماری صفون کو پہلے توکہڑا کر دیا اور پہر آہستہ الٹے پاؤن پیچہے کو ہٹا دیا۔ تہوڑی دیر بعد بگلچی نے مراجعت کا حکم سنا دیا دائین طرف مینے شاسرن کو دیکہا کہ وہ جنوب رویہ ہمسے ہٹتے جارہے ہین۔ مینے اس سے قیاس کیا جو بعد مین درست ثابت ہوا کہ وہ باغلر باشی کیطرف چلے جارہے ہین۔ اور (گو کوئی ایسا حکم صادر نہین ہوا تہا) دشمن کو جسنے بڑہنا شروع کر دیا تہا ہماری صف کو دو حصون مین تقسیم کر دینے سے روکنے کے لئے شاسرون کی تقلید کرنا قرین مصلحت ہی۔ یہ رائے قایم کرکے ہم مسلسل باڑہین مارتے ہوئے کسیقدر پچہلی طرف اور کسیقدر دائین جانب کو آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتے گئے اور روسی اوسی رفتار سے آگے آگے بڑہتے آئے۔ جس سے دونون فریقون کے درمیان وہی دو سو گز کا فاصلہ برابر قایم رہا۔ دو یا تین منٹ تک برابر یہی کیفیت رہی۔ بعد ازان بگلچیون نے پہر حملہ کا حکم سنایا۔ اور ریزرو کمپنیون کو بہی آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا۔ رضابک حملہ آور صف کے آگے آگے اور

ہمارا میجر اسکے ساتھ تھا۔ ابھی تک ہماری سپاہ کی ترتیب بالکل مکمل اور ٹھیک قابو میں تھی ہم تیز قدمی سے آگے بڑھے جیسے غنیم رک گیا اور ہم مورچہ سے ایک سو گز کے فاصلہ تک پہنچ گئے۔ مگر وہاں پہنچتے ہی غنیم کی تباہی بخش باڑھ سے ہماری صفوں میں کئی گہرے رخنے پڑ گئے۔ ہماری رفتار سست ہو گئی۔ آخر ہم رک گئے۔ اور صفیں لڑکھڑانی شروع ہو گئیں پہلے ایک آدمی نے رُخ پھیرا پھر دوسرے نے۔ بعد ازاں دو دو چار چار کی ٹولیاں اور آخر کار کل کالم دائیں طرف کو ہو گیا۔ کیونکہ ہم سب کی عقل حیوانی نے بتا دیا تھا کہ ہمارے لئے باغلر باشی کے سوا اور کوئی مامن و پناہ نہیں۔

لیکن جب ہم مورچہ سے پھر دو سو پچاس گز پرے ہو گئے تو رضا نے کھڑے ہو کر للکارا۔ "واپس آؤ۔" اور نہایت تندی و تیزی کے ساتھ تلوار کو پیچھے ہٹتے ہوئے انبوہ پر ہلایا۔ میجر اس سے جا ملا۔ پھر اس بھی سارجنٹ نقال اور بارہ ایک سپاہی لیکر اوسکے پاس پہنچ گیا۔ لفٹنٹ آصف نے علم کو کاپورل سے جو بے تحاشا بھاگنے لگ گیا تھا پکڑ لیا اور ہماری جماعت میں آ گیا۔ بعد ازاں ہماری پلٹن کے بیس تیس سپاہی اور اوسیقدر شاسر آ ملے میں نے ادھر اُدھر جیک کو دیکھا اور دل ہی دل میں سوال کیا۔ "وہ یہاں کیوں موجود نہیں؟" مگر وہ اور اوسکا دستہ غایب ہو گیا تھا۔ میں نے اونکو شام کی بڑھتی ہوئی تاریکی میں طرمینا سڑک کیطرف بائیں رُخ جاتے دیکھا۔ ایسا کرنے میں وہ درستی پر تھا۔ کیونکہ تا وقتیکہ اسکے برخلاف حکم صادر ہوا ہو مراجعت ہمیشہ اوسی جگہ کیطرف کرنی چاہیئے جہاں سے کہ حملہ کیا گیا ہو۔ لیکن اگر میری کمپنی بھی ایسا ہی کرتی تو ہم شاسروں سے جدا اور باغلر باشی سے بے تعلق ہو جاتے۔ لڑائی میں اکثر ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جنمیں ٹھیک دو متضاد ہدایتوں میں سے کسی کو بھی غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مراجعت کا مسئلہ بھی انہی صورتوں میں سے تھا۔

اب سوچنے کا کوئی وقت نہیں تھا۔ ہمارے چھوٹے سے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی جمع ہو گئے تھے۔ ہم اوس جگہ پر ایک منٹ بھر ٹھہرے اور اس عرصہ میں غنیم کی آتشباری سے سخت نقصان اٹھایا۔ چنانچہ وہاں ٹھہرے رہنے کی نسبت و نابود ہونے کی نسبت آگے بڑھنا آسان کام تھا۔ ہم اٹکل پچو تیز قدمی سے مورچہ کیطرف بڑھے۔ کیونکہ ہر لحظہ تاریکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اتنے میں ہم یکایک روسی سکر مشروں سے پندرہ قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ میں نے اپنا ریوالور سر کیا۔ اوسی لحظہ ہم نے گھوڑوں کے سموں کی ٹاپ سُنی۔ اور جلد جلد مربع کی تینوں طرفیں درست کر لیں۔ پچاس سوار سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہمارے

سر پر پہونچگئے جسطرح ہم اونکو پہچان نہیں سکے تھے کہ وہ اپنے ہیں یا بیگانے اوسیطرح وہ بھی
ہمکو شناخت نہ کرسکنے کی وجہ سے متردد ہیں تھے۔ آخر ہمکو معلوم ہوگیا کہ وہ مخالف یعنے کاسک
ہیں۔ ہمنے اونمیں سے ایک پست قامت بدشکل شیطان کو گولی مارکر گھوڑے سے نیچے گرادیا۔
جس سے مجھے کمال خوشی ہوئی۔ رضا بک نے اوسوقت دانت پیسکر کہا۔ "یہاں ٹھہرنا یا لڑنا بیفایدہ ہے،
ہمکو پیچھے ہٹ جانا چاہیئے"۔ ہمنے باغلر باشی کیطرف رُخ کردیا۔ اور مراجعت شروع کردی۔ کاسک
ہمارے قدم دبائے چلے آئے جسپر اونکا مقابلہ کرنیکے لئے ہمکو پھر رُخ بدلنا پڑا۔ ہماری باڑھ سے وہ منتشر
ہوگئے۔ لیکن چند بالکل قریب پہنچ گئے جنسے دست بدست لڑائی کی گئی۔ مجھے اپنی تلوار استعمال میں لانی
پڑی۔ میرے پاس کا ایک سپاہی ایک کاسک کے نیزہ سے چھد گیا۔ عین اوس موقع پر شاسروں کی
ایک چھوٹی سی جماعت جسنے ہماری شکل کو دیکھ لیا تھا یا یوں ہی قیاس کرلیا تھا ہماری مدد کو پہنچی
ہمنے مزید تعاقب کو روکنے کے لئے تاریکی میں کاسکوں پر گولیاں چلائیں اتنے میں چکسو کا ایک
دستہ ہم سے آملا۔ وہ کاسکوں کی تلاش میں ارد گرد پھیل گئے۔ جو اونکو آخر کار مل گئے۔
اور اونکے درمیان قدرے لڑائی بھی ہوئی۔ اس اثنا میں ہم باغلر باشی میں پہنچ گئے۔ جہاں ہمارے
اکثر آدمی ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ مورچہ میں اسقدر آدمی بھرے ہوئے تھے کہ ہمکو خندقوں میں پناہ
تلاش کرنے پر قناعت کرنی پڑی۔ ہمارے عارضی دستہ میں سے اُسوقت سے لیکر جبکہ وہ خود بخود درخت
اور آصف کے جھنڈے کے گرد جمع ہوا تھا پناہ کے اندر آجانیکے وقت تک پچاس آدمی قتل و
زخمی ہوئے۔ اب کل اندھیرا چھا گیا تھا۔ اور عجیب فرا تفری پھیلی ہوئی تھی۔ پانچ یا چھ پلٹنوں کے
آدمی آپسمیں گڑبڑ ہورہے تھے۔ بذاتہ مورچہ پر وہی پلٹن قابض تھی جو اوسپر ابتداءً مامور تھی
وہ ابھی تک خاصی عمدہ حالت میں تھی۔ مینے میجر کو اپنی پلٹن کے آدمیوں کو جمع کرکے اونکی پھر صف بندی
کرنے میں مدد دی۔ تاریکی میں یہ کام بہت مشکل تھا۔ مصنوعی روشنی کی کوئی اجازت نہ تھی کبھی
کبھی دیا سلائی روشن کرلیجاتی تھی۔ بے ترتیبی اور پریشانی کا کوئی حد حساب نہ تھا۔ بعض آدمیوں
نے آگ روشن کی۔ لیکن افسروں نے اوسکو فوراً بجھا دیا۔ تاکہ روسی گولندازوں کو اوس سے ہمارے
مورچہ کا ٹھیک موقعہ معلوم نہ ہوجائے۔ ایک سکوڈ اوس کمپنی کا جو بطور ریزرو تاکستان میں
تھی اور تیسرا سکوڈ میری کمپنی کا غائب ہوگیا تھا وہ دونوں دوسری طرف کو پیچھے ہٹے تھے

اوسکی نسبت ہمنے قیاس کرلیا کہ اونہوں پلیونا میں پناہ جالی ہوگی۔

رفعت پاشانے مورچہ کی آدہی پلٹن اور چار یا پانچ دوسری پلٹنوں کی باقیماندہ یعنی جملہ ۸۰۰ آدمیوں
سے حملہ کیا تہا۔ اوسکی ٹانگ میں گولی لگی جبپر سپاہی اوسے مورچہ کو جہاں مجروح آیین پاشا اور کئی
سو زخمی سپاہی موجود تھے واپس لے گئے۔ میری اپنی کمپنی میں تو بہرے سکوئیڈ سے علاوہ پچاس آدمی کم
پائے۔ حملہ سے پہلے جو بھٹکے ہوئے سپاہی ساتھ ملالئے گئے تھے۔ اونکا اکثر حصہ پھر آوارہ ہوگیا تہا
اور میرے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تھے۔ تراب کے بازو پر گولی لگی تھی زخم صرف گوشت میں ہوا تہا لیکن
اوس سے خون بہت نکلا۔ آصف اور پلٹن کے جھنڈے محفوظ تھے۔ نعال کے رخسارے سے خون بہ رہا تھا
یہ گولی جلد سے گھسرتی ہوئی گذر گئی تھی۔ مگر اوسنے اوس زخم کی کوئی پروا نہ کی۔ اجنبی لفٹنٹ مفقود الخبر
تہا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوگیا تہا۔ غیر حاضر دستوں سمیت میری پلٹن سے ۲۵۰ آدمی کم
ہوگئے تھے۔ جنکا نصف بعد میں پلٹن کو آملا۔

ان شکست خوردہ اور بے اوسان سپاہیوں کے طوفان بے تمیزی میں جو سب کے سب چمڑے تک
بھیگے ہوئے اور بھوک سے بیجان ہو رہے تھے نظام و ترتیب قایم کرنا آسان کام نہ تہا۔ مگر آخرکار ہم اس
مشکل کام میں (جسمیں نعال نے کچھ تھوڑی مدد نہ دی تہی) کامیاب ہوگئے۔ اور حملہ سے دو گھنٹہ بعد میری
پلٹن خاصی درست و باقاعدہ صفوں میں آراستہ ہوکر مورچہ کی ایک خندق میں قایم ہوگئی۔ بھٹکے
ہوئے سپاہیوں کی عارضی کمپنیاں بناکر اون افسروں کی حوالہ کردی گئیں جنکی اپنی سپاہ غائب ہوگئی
تہی۔ یہ عارضی کمپنیاں اور چاروں شاسر کمپنیوں کی باقیماندہ حصے دوسری خندقوں میں متعین ہوئے۔ مورچہ
کی اصل پلٹن مورچہ کے اندر رہی۔ درینولا جبکہ یہ درستی ہو رہی تھی رضا بک نے چند چرکس سوار طرابیا
سٹرک کے راستہ پلیونا کو بہیجے تھے۔ وہ یہ بری خبر لیکر واپس آئے کہ سٹرک اور اوس سے پرے کے علاقہ
پر غنیم قابض ہے۔ جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ تہا کہ گریشن مورچے شہر اور کیمپ کے بڑے حصے سے
جدا ہوگئے ہیں۔ کیونکہ روسیوں نے وادی طلچنترا میں بھی خوب مضبوطی کیساتھ ڈیرہ ڈالدیا تہا۔ ہمیں یہ بھی
معلوم ہوا کہ تو انلق پر ہمارے حملہ آور ہونیسے تھوڑی ہی دیر بعد روسیوں نے عیسے طابیہ کو فتح کرلیا تہا۔[1]
تقریباً اوسیوقت رومانیوں نے سخت مقابلہ کے بعد قانلی طابیہ کو لے لیا تہا۔ مگر اسکی ہمیں
صبح کو جاکر خبر ہوئی تھی۔

[1] یہ میجر عیسے جسکے نام پر اس مورچہ کا نام رکہا گیا تہا یہاں کا کمانڈر تہا وہ اس لڑائی میں سخت زخمی ہوکر چند دنوں کے بعد فوت ہوگیا تہا۔ مصنف ۱۲

اِن مایوسی بخش خبروں کی اطلاع دوسرے تینوں مورچوں کے کمانڈروں کو کردیگئی۔ رات کو سعدا بک اور یونس بک دونوں نے بیچ پکے گھوڑے چڑھے قاصد روانہ کئے جو بڑا لمبا چکر کاٹ کر چار یا پانچ گھنٹوں کے بعد شیر کے پاس پہونچے۔ یونس طابیہ اور رہیڈ کوارٹری پہاڑی کے درمیان بخط مستقیم صرف تین میلوں کا فاصلہ تھا۔ فوانلق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے جس فوج نے یہ ناکام کوشش کی تھی اوسکی درست تعداد متحقق کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم یہ یقینی امر ہے کہ اس حملہ میں تیسرا حصہ ضائع ہوگیا۔ مگر انمیں سے تقریبًا نصف وہ بھٹکے ہوئے سپاہی تھے جنکو دوبارہ جمع کیا گیا تھا۔ رات کے وقت اور علی الصباح جو زخمی باغلر باشی کے اندر لائے گئے یا خود بخود رینگتے ہوئے پہونچگئے اون کے اور نیز لاشوں کے لحاظ سے جنکو ہمنے دوسرے دن میدان میں پایا میں اِن نقصانات کا تخمینہ ۶۰۰ آدمی کرسکتا ہوں۔ اس شام کو جس فوج نے فوانلق پر حملہ کیا تھا اوسکی جمعیت تخمینًا حسب ذیل تھی

میری پلٹن مع جمع شدہ آوارہ گرد سپاہیان	۹۰۰	چار کمپنیاں شاسروں کی	۲۵۰
مورچہ باغلر باشی کی آدھی پلٹن	۳۰۰	چار یا پانچ پلٹنوں کے باقیماندہ سپاہی جنکو رفعت نے جمع کیا	۵۰۰
چرکس	۵۰		

میزان ۲۰۰۰

اِنمیں سے قتل ۱۰۰ - زخمی ۲۰۰ - بھٹک گئے ۳۰۰ - جملہ ۶۰۰ - آدمی کم ہوکر باقی ۱۴۰۰ باغلر باشی پہنچے جہاں آدھی پلٹن یا ۳۰۰ - آدمی پہلے موجود تھے پس ۱۱ و ۱۲ ستمبر کی درمیانی رات کو اس مورچہ میں کل ۱۷ سو آدمی قابل نبرد موجود تھے۔

۱۱ ستمبر کو ۱۳ ترکی پلٹنیں اس بازو پر معرکہ آرا ہوئی تھیں۔ اسطرف کے چھ مورچوں میں کل سات پلٹنیں بلا استقلال ما مور تھیں باقی جو وہ دیگر اطراف سے آئیں تفصیل بھیجی گئی ہیں طاہر طابیہ سے ایک ریزرو فوج ہے لوا ور لیساری بازو پر چار۔

اسوقت تک رائفلی آتشبازی بند اور گولہ باری مدہم ہوگئی تھی۔ اور اوس دن کی خونریزی ختم ہوگئی معلوم ہوتی تھی۔ رات بھر ہر پندرہویں منٹ دونوں طرف سے ایک آدھ گولہ چلتا رہا۔ روسی یونس طابیہ پر گولے پھینکتے رہے۔ باغلر باشی پر کوئی گولہ نہ پڑا۔ کریشن مورچوں کی توپیں مفتوحہ ترکی مورچوں کی سپید صبح پر گولے مارتی رہیں جنکو صفیں قایم کرلی تھیں مگر ابھی تک سخت

دبدبہ ہو پہنچ رہی تھی۔ اِتنے کام ابھی کرنیوالے تھے کہ آرام کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا تھا۔ انسانیت تقاضا کر رہی تھی کہ اول تو کل ورنہ کم از کم اون مجروحوں کو جن تک ہم پہنچ سکتے ہیں اُٹھا لایا جائے رات سخت تاریک تھی سپاہیوں کو چند لالٹینیں دیکر جو دستیاب ہو سکیں اس کام پر بھیجا گیا جو صبح تک ایک سو زخمی اُٹھا لائے۔ اونمیں اکثر روسی بھی تھے۔ ہمارے ڈاکٹر سمیت جو پلٹن کے ہمراہ آیا تھا مورچہ میں تین ڈاکٹر تھے۔ آلات جراحی و ضروری سامان تقریباً ناپید تھا۔ تاہم ان ڈاکٹروں نے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ مینے دیکھا کہ وہ بارش سے از سر تا پا بھیگے ہوئے بازو ننگے کرکے خون آلودہ ہاتھوں سے مرہم پٹی اور جراحی عمل میں مصروف ہیں اور کام کی کثرت کی وجہ سے اونکے چہروں سے پسینہ کی دھاریں چل رہی ہیں آریاں اور چاقو لئے ہوئے وہ ہو بہو رومن کیتھولک زمانہ کی تعزیری عدالت "ان کوازیشن" کے موکلان عذاب معلوم ہوتے تھے۔ قمیصوں کو پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں بنائی گئیں کئی سپاہیوں نے شوقیہ ڈاکٹروں کی مدد کی۔ مگر بعض نظارے ایسے مہیب تھے کہ دنرات یہی کیفیت مشاہدہ کرنیوالے شخص بھی اونہیں دیکھ کر لرز جاتے تھے۔ کئی زخمیوں کے آدھے چہرے غایب تھے اور انسانی کل کے تمام پرزے نظر آرہے تھے بعض کے اعضاء ندارد اور انتریاں باہر نکل رہی ہیں۔ جا بجا خون کے چھوٹے چھوٹے تالاب لگے ہوئے تھے جنمیں نسیں اور دماغ کے ذرے زندہ کیڑوں کیطرح تلملا رہے تھے۔ کاٹی ہوئی ٹانگیں اور بازو گندگی کے ڈھیر کیطرح ایک کونہ میں کتوں کی خوراک کیلئے پڑے ہوئے تھے۔ ایک زخمی کی کیفیت ایسی ڈراونی تھی کہ کوئی الفاظ اوسے بتا نہیں سکتے۔ اوسے دیکھکر ایک جرمن ڈاکٹر بے اختیار پکار اوٹھا۔ "ایسا نظارہ بادشاہوں اور قیصروں کو دکھانا چاہیئے"۔ زخمیوں کے علاوہ مورچہ کی دیواروں کو جو نقصان پہنچے تھے اونکی مرمت ضروری تھی۔ مورچہ میں ابھی فی کس تین کارتوس کے حساب سے ذخیرہ موجود تھا جو اور نیز بسکٹ سپاہیوں میں بانٹے گئے۔ اس سے فارغ ہوئے تھے کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ چشمے جہاں سے پانی لایا جاتا تھا تاکستانوں میں تھے اور اونپر اُسوقت روسی قابض تھے۔ اکثر لوگوں نے بارش کا کیچڑ آلود پانی جو خندقوں میں جمع ہو گیا تھا اور جس میں خون ملا ہوا تھا پی لیا۔ اوسکو پیتے ہی اونکو پہلے سے زیادہ پیاس لگ گئی۔ باغلر باشی میں گندہ پانی کی نکاسی اور بارش کے پانی کو جمع کرنیکے لئے ویسا کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا جیسا کہ ہمنے جانق بایر مورچوں میں کیا ہوا تھا خود

کے اِرد گرد سنتری اور بعیدی چوکیاں بٹھائی گئیں ۔ سپاہی ایسے تکان زدہ ہو رہے تھے کہ وہ مشکل کھڑے ہو سکتے تھے ۔ اِسلئے سنتری ہر دو گھنٹہ کے بعد بدل دیے جاتے رہے ۔ سپاہیوں کو بیدار رکھنے کے لئے بار بار معاینہ کئے جاتے اور حاضریاں پکاری جاتیں ۔ جو لوگ قِصّہ کہانیاں پڑھ سکتے یا کچھ گا سکتے تھے تو اونکو ایسا کرنیکے لئے کہا گیا ۔ زیادہ تر فرمایش جوش بڑھانیوالی اور حب الوطنی کو مضبوط کرنیوالے گیتوں کی کیجاتی ۔ جو نہایت موثر ثابت ہوئے ۔ مگر بعض بعض نوجوان گل و بلبل کے راز و نیاز اور سوسن کے غنچوں اور چاندنی کی کرنوں کی عشق بازی کے گیت گاتے رہے جو ظاہر ہے کہ اِس موقع سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے ۔ عین میدان قتال میں عشق و محبت اور راز و نیاز کا کیا کام مورچہ کا اصل کمانڈر میجر راسم زخمی ہو گیا تھا اور اب کمان رضا بک کے ہاتھ میں تھی ۔ جسکا انتظام نہایت عمدہ اور موثر تھا ۔ دس بجے تو انلی کے شمال مغرب پر ہمنے رائفلوں کی آتشباری اور اللہ اکبر کے نعروں کی آواز سنی ۔ ہماری چند کمپنیاں صف آرا ہو کر باہر نکلیں ۔ میں بھی اپنی کمپنی کو جسکی ترتیب خاصی باقاعدہ تھی حملہ کے لئے باہر نکال لایا لیکن ہم سو قدم ہی گئے ہونگے کہ لڑائی ختم ہو گئی ۔ آدھی رات سے پہلے پھر دوسری دفعہ ایسا ہی ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ روسیوں کے چند بہادر افسروں نے ہمکو ستاتے رہنا اپنا اہم فرض تصور کر کے چند سپاہی جمع کئے اور اونکا عارضی دستہ بنا کر ہماری طرف پیشقدمی کی ۔ مگر اِس دستہ کے ایک نصف نے دوسرے حصّہ کو دشمن کی فوج سمجھ کر بے تحاشا گولیاں چلانی شروع کر دیں ۔ دوسرے فریق نے بھی یہی کیا اور جب کافی نقصان ہو چکا تو اونکو اپنی غلطی معلوم ہوئی اور اپنا سا منہ لیکر پیچھے ہٹ گئے ۔

میں ساری رات میں دس دس منٹ کر کے مرطوب زمین پر کل ایک گھنٹہ سویا ۔ باقی وقت ریوالور ہاتھ میں لئے بعیدی چوکیوں کا معاینہ ۔ بسکٹ و کارتوس تقسیم کرتا اور سپاہیوں میں چلو بھر پانی بانٹتا رہا ۔ سارجنٹ نقال زخمی ہونیکے باوجود تکان کا نام نہیں جانتا تھا ۔ وہ برابر میرے ساتھ رہکر میرا ہاتھ بٹاتا رہا ۔ سب سے مشکل کام سپاہیوں کو بیدار اور اونکے حوصلوں کو قائم رکھنا تھا ۔ اِس غرض کے لئے ہم افسر تعریفیں یا ملامتیں کرتے ۔ تبرے بھیجتے ۔ تشفی و دلاسا اور حکم دیتے ہنسی مذاق کرتے ہوئے غرض جو تدبیر موثر ہو اوس سے کام لیتے ہوئے سپاہیوں کی صفوں میں پھرتے رہے ۔

یہ ڈراؤنی اور پرخطر رات مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ باقی فوج سے بالکل جدا۔ کپڑے تر۔ پانی نداز
غذا القریباً مفقود۔ خندق کی کیچڑ زمین پلنگ کی جگہ اور پانی برساتا ہوا آسمان چھت کی بجائے
شکست خوردہ اور ہاتھ سے نکل گئے مورچوں کو پھر فتح ہونے سے کامل مایوسی چاروں طرف
کھیت مُردوں اور قریب المرگ زخمیوں سے جنکی دار ہیں اور آہیں پتھروں کو پانی پانی کردینے
کی تاثیر رکھتی تہیں پٹے ہوئے۔ یہ ہی مختصر تفصیل اوس رات کے ناگفتنی مصایب اور خطرات کی ہے
زخمیوں کی مصایب کا کوئی شخص خواہ وہ خیال و قیاس سے کتنا کام لے مطلقاً اندازہ نہیں کرسکتا
انہیں سے اکثر اسی جگہ پر جہاں کہ گرے تھے بارہ بارہ گھنٹہ تک پڑے رہے اور پھر جاکر کہیں
اونکی ابتدائی مرہم پٹی ہوئی اور پانی کا ایک ایک گھونٹ جسکے لیئے مجروح اسقدر بیقرار ہوتا ہے
اونکو پینے کے لیئے ملا پس ظاہر ہے کہ سینکڑوں گل خون کی بکثرت جانیسے یا پیاس اور زخموں کے درد و
عذاب سے مدد پہنچنے سے پہلے جاں بحق ہو گئے ہونگے۔ اپنے دل میں خیال کرو کہ ان بیکسوں کو
بشرطیکہ اُنکے حواس قایم ہوں اُسوقت کیا کیا خیال گذرتے ہونگے۔ انہیں سے کوئی چھوٹے چھوٹے
بچوں کا باپ۔ کوئی نوجوان محبوبہ کا خاوند یا کسی زہرہ جبیں کا معشوق ہوگا۔ جو لاشوں کے شہر خموشاں
میں بالکل یکہ و تنہا پڑا ہوا ہے۔ حرکت کی طاقت نہیں۔ خون بہ رہا ہے۔ درد بیتاب کر رہی ہے
پیاس سے حلق جل رہا ہے۔ اور اس بیکسی کے عالم میں وہ بیرحم پیر فلک پر حسرت و یاس سے نظر جمائے
آخری سانس گن رہا ہے۔ اُسکے منھ سے کبھی کبھی بے اختیار آہ نکل جاتی ہے۔ ہزاروں زندہ
رفیق قریب موجود ہیں۔ مگر اُنمیں سے ایک بھی آکر اوسکی مدد نہیں کرسکتا وہ بار بار حیران ہوکر دل
سے سوال کرتا ہے کہ میں نے تو اپنی عمر میں ایسا کوئی گناہ نہیں کیا تہا جسکی باداش میں مجھے یہ ہولناک سزا
مل رہی ہے۔ افسوس یہ خطرات و مصایب رات کی تاریکی کے ساتھ ہی دور نہیں ہونگے۔ بلکہ ابھی
عرصہ دراز تک قایم رہیں گے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ دو شہنشاہوں کی ایک دوسرے سے بگڑ گئی ہے
روسی ساری رات مفوضہ مورچوں سے چند لحظوں کے بعد باڑہیں چلاتے رہے۔ تاکہ ہم اونپر
اچانک حملہ آور نہ ہوسکیں۔ ہمارے چند آدمی آفتابے اور دیگچیاں لیکر اوس نالہ کیطرف گئے جو معدچہ
کے جنوبی رُخ کے قریب بہتا تہا۔ وہ دبکتے ہوئے اوسکے کنارہ تک بھی پہنچے تھے کہ روسیوں کی
باڑ اُنپر آپڑی۔ اور صرف ایک آدمی دہشت زدہ دوڑ دوڑ ل بہر کر سراسیمہ دوڑ کر واپس آیا۔ اسکے

بعد پانی کے لئے دوسری جماعت گئی جو مقام مقصود تک پہنچنے سے پیشتر ہراساں واپس آگئی۔ بعد ازاں پانی کے لئے جانے کی حکماً ممانعت کی گئی۔ مگر ممانعت کے باوجود شاسروں کی ایک جماعت نالہ کو چلی گئی۔ اونکو وہاں دیبیوں کی بھی ایک جماعت اس کام میں مصروف ملی۔ اور دونوں دشمنوں نے اشارہ کنایہ سے ایکطرح کی مصالحت کرلی۔ اور ہر فریق نے بلا مزاحمت رفع اپنے برتن اور ڈول بھر لئے۔ ایک حدرل وسی نے نالہ کے پرلی سرے سے[1] ہماری آدمیوں کو کچھ بسکٹیں پھینکیں۔ جب یہ کیفیت دوسرے سپاہیوں کو معلوم ہوئی تو کئی جماعتیں پانی لانیکے لئے تیار ہوگئیں مگر عین اُس موقعہ پر قوانلق سے گولیوں کی سخت خوفناک بوچھار پڑی اور سپاہیوں نے جانیکا ارادہ ترک کردیا۔ مجھے اپنی کمپنی کے کئی آدمیوں کو جبراً روکنا پڑا۔ رضا بک نے سخت احکام جاری کردیئے کہ جو شخص خندقوں سے باہر جائے اُسے گولی ماردیجائے۔

آدہی رات کیوقت پلیونا کی جنوب میں بہت بڑی آگ روشن ہوگئی جس سے میلوں تک کُل علاقہ دکھائی دینے لگ گیا۔ اور اس روشنی سے ہمکو اپنی مورچہ اور قوانلق کی درمیان کا چودہ گز لمبا مثلث شکل کا کہیت جسکی دونوں طرف ڈہلواں تاکستان تھے روز روشن کیطرح نظر آگیا یہ کہیت مُردوں اور قریب المرگوں سے بھرا ہوا تہا۔ آگ بڑی تیزی سے جل رہی تہی جس سے روشنی کا ایک بلند ستون اُٹھ رہا تہا۔ اس سے صاف دہموار پھسلنی زمین پر بارش کے پانی سے بہرے ہوئے بیشمار چھوٹے چھوٹے تالاب چمکتے ہوئے نظر آنے لگ گئے۔ اور سیاہ وتاریک لکیروں سے پتہ مل رہا تہا کہ ہمارے انسانی بہائی فلاں فلاں جگہ قتل ہوئے ہیں اسکے ساتھ توپوں کی تہوڑے تہوڑے وقفوں سے

[1] پلیونا کے قرب وجوار بلکہ کُل مغربی بلگیریا کے نالے ہمیشہ جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مختلف نقشوں میں ان نالوں کی موقعے کبھی یکساں نہیں پائی جاتے۔ برسات کے موسم میں جس جگہ زور شور سے دریا بہ رہا ہو۔ جون جولائی کے خشک موسم میں وہاں صرف ایک بدتر روسی بلکہ بعض وقت خشک راستہ رہجاتا ہی۔ مندکرہ بالا نالے کا پاٹ ستمبر ۱۸۷۷ء کی بارش کے بعد میں فٹ چوڑا ہوگیا تہا۔ دو مہینے پیشتر اوسمیں پانی کی ایک پتلی سی دہار چلتی تہی۔ یہ نالے بالعموم ہر دوسرے موسم میں جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ بنابریں جو نقشہ ایک برس میں درست پتہ بتاتا ہو۔ مسافر بارہ مہینے بعد اوسکو غلط پاتا ہے۔ معنف ۱۲۔

شلکیں اور رائفلوں کی باڑہوں کے چلنے وقت کی روشنی کی الٹی قطار بلکہ عجب ہولناک اور
شاندار سماں بنا رہی تھیں۔ وہمی مزاج آدمیوں کو تو خیال گذر گیا کہ خداوند عالمیان دنیا کی بد معاشیوں
سے ناراض ہو کر اُسے تباہ کرنے لگا ہے۔ آگ زیادہ عرصہ نہ جلتی رہی۔ دوسرے دن ہمیں معلوم ہوا کہ
پلیونا کے عیسائیوں نے غلہ و چارہ کی گودام کو آگ لگا کر عثمان پاشا اور اونکی فوج کے مشفقانہ سلوک
اور بھلائی کا اسطرح سے بدلہ ادا کیا تہا۔ یہ سُنکر ہر شخص یہی سوال کرتا پایا گیا کہ جب ہم اول اول پلونا
میں داخل ہوئے تھے تو مشیر نے بلغاریوں کو کیوں خارج نہ کر دیا۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر عثمان
کی جگہ تیز مزاج سلیمان ہوتا تو وہ زن و مرد اور بچہ سب کو شہر سے باہر دھکیل دیتا۔ افسوس ان
نمکحراموں نے نیکی کے عوض میں یہی غداری نہ کی بلکہ جنگ کے دوران میں ان سے اور کئی
بد معاشیاں ظہور میں آئیں۔

۱۲ ستمبر بدھ کے دن کو بھی مطلع بدستور مکدر غلیظ اور تاریک تہا۔ پو پھٹنے کے وقت لرزہ
اجل کی مانند خنک تیز ہوا کھیتوں پر جنمیں کل کی خونریزی کی سخیف و لاچار خاموش قربانیاں پڑی
ہوئی تہیں چل رہی تھی۔ اوسوقت بارش تھمی ہوئی تھی لیکن آسمان کا رنگ بتا رہا تھا کہ یہ دن بھی
پہلے سے کم نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد بارش شروع
ہو کر بہت رات گذرے تک برابر ہوتی رہی۔ زمین دلدل بن رہی تھی۔ پلیونا سے دہوئیں کا ستون اُٹھکر
تیز ہوا کی وجہ سے مہیب چھتری کی طرح کل میدان جنگ کے اوپر پھیل گیا جسمیں دن کی حرارت تیز ہونے سے
زمین کی مرطوب ابخرات بھی اُٹھ اُٹھکر ملتے رہے۔ انسان اپنے تر کپڑوں میں سردی سے کانپ رہے
تھے اور سینکڑوں سردی کہا کر آخر صاحب فراش ہو گئے۔ ناشتہ کی جگہ بسکٹیں چبائی گئیں جن خوش
قسمتوں کے پاس پانی موجود تہا۔ انہوں نے اپنے دیگر تشنہ بھائیوں کے ساتھ ملکر نوش کیا۔ ممانعت کے
باوجود اکثر شخصوں نے پیٹ کے بل لیٹ کر گڑہوں سے مکدر پانی کو کتوں کیطرح زبان سے پی لیا۔
اور اس امر کی کچھ پروا نہ کی کہ ان گڑہوں کے قریب خون اور کیچڑ میں لتھڑی بکھری ہوئی لاشیں[1] پڑی ہیں

[1] تمام مورچوں کے اندر یا اوسکے قریب پاخانے تعمیر کئے گئے تھے مگر سپاہیوں کو اُنکے استعمال کا عادی
بنانا مشکل کام تہا۔ وہ کسی نہ کسی وجہ سے کُھلے کھیتوں کو ترجیح دیتے تھے۔ مزید براں باغلر باشی کا مورچہ
پانسو آدمیوں کی رہایش کے لئے بنایا گیا تہا لیکن اسوقت اسمیں ۱۷ اسو آدمی تھے۔ مصنف

علی الصباح باغلر باشی میں فوج کو یہ حکم پڑھ کر سُنایا گیا۔ "مشیر کیطرف سے پیغام موصول ہوا ہے کہ دوپہر سے پہلے پندرہ سے لیکر بیس تک تازہ دم پلٹنیں مفتوحہ مورچوں کو واپس لینے کے لئے حملہ کرینگی خدا کی مدد اور اعانت سے ہم اپنے مورچوں کو لے لینگے اور میدان مار لینگے۔ اِس موقع کے سوا اور سب طرف روسیوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کریشن کے قریب کے مورچے غنیم فتح نہیں کر سکا اور وہاں کی فوج داد شجاعت دیرہی ہے" علی بیٹھے بیٹھے یہ حکم میں قانلی طابیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکا کوئی ذکر نہ کیا گیا تہا اور بالائی طور پر بہی ہمکو اس نقصان کی خبر نہ تھی۔ یہ بیخبری اوس حالت میں نہایت ہی مبارک تھی۔ مجھو اِس بات کا علم دیر سے بعد میں جاکر ہوا۔ یہ حکم سُنکر افسر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگ گئے کہ "یہ تازہ دم پلٹنیں مشیر کہاں سے لائیگا؟ کل کیمپ میں ایک ایسی پلٹن موجود نہیں۔ اور یہ ممکن نہیں کہ رات کو کوئی کمک باہر سے آگئی ہو کیونکہ ارخانیہ کی سڑک پر روسی کیولری قابض ہے"۔ اُسیوقت افسروں کو یہ مایوسی بخش امر معلوم ہوا کہ کریشن کے مورچوں میں توپخانہ کا گولہ بارود تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ اور اب صرف فی توپ چھہ گولوں کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس سے بہت کچھ تشفی ہوجاتی تھی کہ واحد تنر کی توپ کا ایک گولہ بالاوسط ایک سالم روسی باتری کی ایک گھنٹہ کی گولہ باری کی برابر اثر رکھتا ہے روسی توپخانہ کی قایم بالذات جزو واحد (یا ایکہ) آٹھہ توپوں کی ایک باتری اور تنر کی توپخانہ کا ایکہ۔ ایک توپ تہی۔ ہمنے یہ تردد اور اندیشے اپنے تک ہی محدود رکھہ کر سپاہیوں کے حوصلے بڑہانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اونکو مشیر کے پیغام سے بہت حوصلہ ہوگیا تہا اور ہمارے دلیری دلانیسے اونکی طبیعتوں میں اطمینان اور بھروسہ آگیا تہا علی الصباح ہم مجروحین کی کچھہ تعداد مورچہ میں اُٹھالائے۔ اپنی جگہ روسی بھی اِسی کام میں مشغول تھے۔ چنانچہ دونوں فریق ان سپاہیوں پر جو اس نیک کام میں معروف تھے آتشباری کرنے سے محترز رہے۔

ہم اپنے مورچہ سے قوانلق طابیہ کو جو ہم سے نصف میل بعید اور ہماری سطح سے دو سو فیٹ پست تہا بخوبی دیکھہ سکتے تھے۔ وہ سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہمنے اوسمیں آٹھہ توپیں شمار کیں جنہوں نے ہمپر گولہ باری شروع کردی۔ مگر چنداں نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اوسکی سامنے کی خندقوں میں سکر مشر موجود تھے۔ شمال مغرب کو پلونا کیطرف دیکھنے پر ہمکو وہ کھیت دکھائی دیئے جنہیں کل

کی لڑائی ہوئی تھی - داہنی طرف چار سو گز عریض مزروعہ زمین تھی - اوسکے کناروں پر تاکستان تھے - اور وہ بتدریج نشیب کیطرف ڈہلوان ہوتی جاتی تھی - ہمارے پیچھے ہمی نصف میل کے فاصلہ پر ہماری سطح کے برابر (ہمارا مورچہ پہاڑی کی چوٹی پر تھا) طلعت اور میلاس طابیئے تھے - یونس طابیہ زمین کے قدرتی نشیب و فراز کی وجہ سے ہماری نظروں سے اوجہل تہا - جہانتک ہماری نگاہ کام کرتی تھی چراگاہیں اور کھلے قطعے لاشوں سے پٹے ہوئے نظر آتے تھے - باغات اور تاکستانوں کی بھی یہی حالت تھی - مگر درختوں کے باعث ہم وہاں کا مکروہ نظارا دیکھنے سے بچے ہوئے تھے - پلونا ہمسے چار سو فیٹ نشیب میں تہا اوسکے اوپر ہم جانق بایر کی مغربی چوٹی دیکھ سکتے تھے ماسوا ازیں ہمارا دایرہ نگاہ بہت ہی محدود تہا -

اس موقع پر فریقین کی اون فوجوں کی تفصیل جن سنے ۱۲ ستمبر کو نبرد آزمائی کرکے لڑائی کا فیصلہ کیا درج کردینی مناسب معلوم ہوتی ہے :-

ترکی فوج - یونس طابیہ ۲ پلٹن - طلعت طابیہ ایک پلٹن - میلاس طابیہ ایک پلٹن ج (ان چاروں پلٹنوں کو گو ۱۱ ستمبر کی لڑائی میں سخت نقصان پہنچا تہا تاہم اونکا نظام نہایت درست اور اونکی اخلاقی حالت بہت اچھی تھی -)

کمک جو یونس بک کو پہنچائی گئی ایک پلٹن - امین اور رفعت پاشا کی ہزیمت خوردہ پلٹنوں کے بھٹکے ہوئے سپاہی جنکو یونس بک نے دوبارا آراستہ کرلیا تخمیناً ایک ہزار آدمی یعنی دو پلٹنیں باغلر باشی ۷ اسو آدمی یعنی تین پلٹنیں - محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں جنکو اگرچہ بہت نقصان پہنچا تھا تاہم عمدہ حالت میں تھیں اور رات پلونا کے جنوب میں عیسیٰ طابیہ اور طلچندترا کے درمیان مقیم رہا تہیں - جمع شدہ بھٹکے ہوئے سپاہی جو رات کو پلونا کے جنوبی مضافات بالخصوص بازار اون کے سروں پر روسیوں کو روکنے کے لئے متعین رہے تھے تخمیناً پانسو آدمی یا ایک پلٹن - کمک جو مشیر نے ۱۲ ستمبر کو بھیجی پانچ پلٹنیں طاہر پاشا کے زیر کمان اور دو پلٹنیں توفیق بک کے زیر کمان جملہ کمک ۷ پلٹنیں میزان کل ترکی فوج - ۲۱ پلٹنیں -

روسی فوج - سکوبلاف کی ماتحت فوج ۱۷ پلٹنیں (۱۱ ستمبر کو بھی سکوبلاف کے پاس ۱۷ پلٹنیں تہیں اس دستہ کی جمعیت ۲۰ پلٹن کی تھی مگر انہیں سے تین امرت السکی نے اپنے پاس رکھ لی

تھیں، ۱۲ ستمبر کو امرٹ نسکی نے دو اور کریلو نے تین پلٹنوں کی کمک بھیجی - بیزان ۲۲ پلٹنیں آگے
ساتھ ہی ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ اِس موقع پر روسیوں کے پاس ۹۰ توپیں اور بارہ رسالے تھے
اور ترکوں کے پاس فقط دس توپیں اور دو رسالے تھے ۹۴

۹۴ کروپاٹکن اِس لڑائی کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے: - ۱۲ ستمبر کے دن سکوبلاف نے سٹو کو متواتر
نہایت تاکیدی پیغام کمک کے لئے بھیجے - جسکے جواب میں سٹو یہی کہتا رہا - میں کوئی کمک نہیں بھیج سکتا
کیونکہ میرے پاس کوئی گنجایش نہیں - ہم لڑائی ہار چکے ہیں - تم کو بالضرور پیچھے ہٹ آنا چاہیئے - آخرکار
سہ پہر کے وقت کریلو نے خود اپنی ذمہ داری پر احکام کے برخلاف حق اخوت کا پاس کر کے چھ پلٹنوں
کی روانگی کا حکم دیدیا - انہیں سے تین روانہ ہو چکی تھیں کہ سٹو گھوڑا دوڑاتا ہوا پہنچ گیا اور دوسری
تینوں کو روک لیا - لیکن اِس تمام دوران میں سٹو کے پاس ۴۲ پلٹنیں بالکل بیکار پڑی تھیں جنمیں سے
۴۱ (۱۷ روسی اور ۲۴ رومانوی) ابتک لڑائی میں مطلقاً شریک نہیں ہوئی تھیں - گذشتہ دن یعنے
۱۱ ستمبر کو قلب روسی فوج کو جو شکست ملی تھی اوسمیں خود سٹو بھی موجود تھا اور وہ شکست دیکھ
کر اوسکے اوسان غایب ہو گئے تھے - کروپاٹکن روسی افسروں کی بیخبری اور اپنی فوج سے کام نہ
لے سکنے پر سخت ملامت کر کے اونکی کارگذاری کو قابل شرم بتاتا ہے الہ اکبر خیال کرنیکا مقام ہے
کہ جب عثمان نے اپنی آخری دو پلٹنیں زندگی اور موت کے پانسہ پر لگا دیں اور فتح پائی سٹو کے پاس
اوسوقت (بشرطیکہ کروپاٹکن کا بیان درست ہو) ۔ ۴۱ پلٹنیں یعنی کل عثمانیہ فوج سے ڈیوڑھی
جمعیت موجود تھی - مگر وہ ایسا ڈر گیا تھا کہ وہ اُن سے کام نہ لے سکا یا اوسنے اُنسے کام لینا چاہا اور
شکست کھائی میں کروپاٹکن کے بیانات پر جو اوسوقت کپتان اور کل لڑائی میں سکوبلاف کے ہمراہ
رہا تھا جرح قدح کرنیکی جرأت نہیں کر سکتا مگر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کیا ترکی فوج کی فتح کو صرف
روسی افسروں کی غلطیوں سے منسوب کرنا درست ہے؟ اگر وہ مردانہ وار صاف صاف یہ تسلیم کر لیتا کہ اِس
فتح کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ترکی کمانڈر کی ثابت قدمی مستقل مزاجی اور اعلی لیاقت ترکی افسروں کی
انسانی طاقت سے اعلی و برتر کوششوں بالخصوص جو انہوں نے منتشر سپاہ کو " اور صف بستہ کرنے
میں کیں اور نیز ترکی سپاہیوں کی بینظیر شجاعت و مردانگی کی طفیل تھا تو آزاد رائے مورخ کی شان کے
زیادہ شایاں ہوتا سکوبلاف نے سٹو کے احکام کی کوئی پروا نہ کی اور صرف اوسوقت پیچھے ہٹا جبکہ
ترکوں نے اپنے مورچے روسیوں سے پھر فتح کر لئے

گراب چلائی جائیگی - پہاڑی مذکور کی بالٹی اسی غرض کے لیے کہ باغلر باشی سے نظر آتی ہی
جنوب مغربی ڈھلاؤ پر جما دیگئی تھی - باغلر باشی سے میری پلٹن شاسروں کی چار کمپنیاں اور
مورچہ کی اصل پلٹن حملہ میں شریک ہوئیں ہماری عدم موجودگی میں مورچہ کی حفاظت چند چرکسوں
اور جمع کردہ بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی چند عارضی کمپنیوں کے سپرد کردیگئی تھی - چرکس گھوڑوں سے
اتر کر پیدل ہو گئے تھے - ہمنے حملہ کیلئے خندقوں میں اپنی صفیں چپ چاپ درست کیں -
میری پلٹن یمین پر (ایک کمپنی سکرشروں کی - دو جنمیں ایک میری کمپنی تھی درمیانی صف میں
اور ایک عقب میں) تھی اور ہم سے دائیں جانب باقاعدہ سواروں چرکسوں اور رساؤں کی
مجاہدین کا ایک عارضی رسالہ تہا قلب میں باغلر باشی پلٹن کی چھہ کمپنیاں اور لیسار میں شاسروں
کی دو کمپنیاں تہیں - باغلر باشی پلٹن اور شاسروں کی باقیماندہ دو دو کمپنیاں دو سو گز عقب میں
بطور ریزرو رکھی گئی تہیں لیساری بازو کو پھیلا کر عبد اللہ بک کی پانچ پلٹنوں کے یمینی بازو سے ملا
دیا گیا تہا - اس فوج کی ترتیب صف آرائی در حقیقت حسب ذیل تھی -

کمانڈر - جرنیل برگیڈیر طاہر پاشا - نایب کمانڈر کرنیل خیری بک -

(فوج حملہ اور توانلق اور عیسی طابیات کے گرد نیم دایرہ کی شکل میں صف آرا ہوئی - عیسی طابیہ
کے برخلاف کارروائی کرنیکا کام ناظف بک کی تین پلٹنوں کے سپرد کیا گیا تہا - مگر انکو حکم دیا
گیا کہ لڑائی نہ کریں عیسی طابیہ کی روسی فوج کو توانلق کی فوج کی مدد سے روکنے کے لئے
صرف نمایش سے کام لیں) -

(الف) لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں مشرق کیطرف سے عیسی طابیہ کے برخلاف
کارروائی کرنیکے لئے -

(ب) ایک عارضی پلٹن شمال یعنی پلونا کیطرف سے دونوں مورچوں (عیسی و توانلق) کے برخلاف

(ج) لفٹننٹ کرنیل عبد اللہ بک کی پانچ پلٹنیں تاکسناتوں یعنی شمال اور شمال مغرب
کیطرف سے توانلق کے برخلاف -

(د) لفٹننٹ کرنیل رضا بک کی اٹھائی پلٹنیں باغلر باشی یعنی مغرب کیطرف سے توانلق کے برخلاف

(ہ) کیولری کا ایک عارضی دستہ یمینی بازو پر -

میزان۔ ساڑھے گیارہ پلٹنیں اور ایک رسالہ۔ مجملہ تخمیناً ۵ ہزار آدمی۔ نقشہ منسلکہ سے ناظرین کو کل کیفیت بخوبی معلوم ہو جائیگی۔

ساڑھے چھ بجے غنیم نے یکبارگی باغلرباشی پر کل توپخانہ سے بڑی تندی اور تیزی کے ساتھ گولہ باری شروع کردی۔ مگر چونکہ مورچہ فوج سے تقریباً خالی تھا۔ گولوں سے زمین میں گڑھے پڑنے کے سوا کوئی نقصان نہ ہوا۔ چند گولے خندقوں میں بھی پھٹے جنمیں سے ایک سے میری کمپنی کے دو سپاہی شہید ہوئے۔ مینے اپنی کمپنی کو اسطرح مرتب کیا تھا۔

یمین پر۔ اول سکویڈ لفٹنٹ تراب کے زیر کمان۔ جمیعت ۴۰ کس۔ دوہری قطار ہیں۔ دایاں بازو کیولری سے ملا ہوا۔ لفٹنٹ تراب زخمی ہونیکے باوجود اصرار کرکے شامل ہو گیا تھا۔

قلب میں۔ کلر سکویڈ لفٹنٹ آصف کے زیر کمان۔ چوہری قطاریں۔ اس سکویڈ کی جمیعت بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے ملجانیسے ۲۵ آدمیوں کی ہو گئی تھی۔

یسار پر۔ دوم سکویڈ سارجنٹ بقال کے زیر کمان ۴۰ کس دوہری قطاریں۔ بایاں بازو میری پلٹن کی ایک دوسری مصافی کمپنی سے ملا ہوا۔

مندرجہ بالا ترتیب پہلی صف کی تھی۔ دوسری صف میں جو پہلی سے پچاس گز عقب میں
تھی سارجنٹ طوطونجی کے زیر کمان جو در اصل کسی اور کمپنی سے تعلق رکھتا تھا پچاس سپاہیوں کا
عارضی دستہ اکہری قطار میں تھا۔ میرا تیسرا سکوڈ جو لفٹننٹ سیمور کے ماتحت تھا مفقود تھا۔
میری کمپنی کی پہلی صف سے ایک سو گز آگے میری پلٹن کی سکرمشنگ کمپنی کا ایک سکوڈ تھا۔
ہماری کل حملہ آور صف میں ایک جگہ رخنہ تھا یعنی اوسجگہ فوج نہ تھی اوسکو پر کرنیکے لئے مجھکو
اپنی کمپنی کی صف آرائی کیواسطے یہی ترتیب جو سارجنٹ لقال نے مجھکو سوجھائی تھی سب سے
عمدہ معلوم ہوئی۔

ساڑھے سات بجے اوس شخص نے جو باغلر باشی کی ماذنہ اور اوسکی سیڑھی پر دیدبانی کر رہا تھا اس
امر کی علامت میں کہ ہیڈ کوارٹر کی بیٹری نے گولہ باری شروع کردی ہے رائفل سر کی۔ اسپر ہم
خندق کو چھوڑ کر تیز قدمی کے ساتھ سیدھے قوانلق کیطرف چل پڑے۔ کئی شخص پھسلنی زمین پر
گر پڑے۔ جس جگہ گھاس تہا وہ برف کیطرح سخت و سرد تھی اور جہاں گھاس نہ تھا وہاں زمین شیرہ
کیطرح لیسدار ہو رہی تھی۔ اوسیوقت بارش موسلادھار پڑنے لگ گئی۔ لاشیں پیشقدمی میں
رکاوٹ پیدا کر رہی تہیں۔ بعض وقت ہمکو مردوں کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر پھاند کر آگے بڑھنا پڑا۔ ایک
حرمان نصیب نے (جو روسی اور پندرہ گھنٹوں سے وہاں پڑا تھا) میری ٹانگ کو پکڑ لیا۔ اوسکی ٹانگیں
پاش پاش ہوگئیں ہوئی تہیں میں نے جھٹکے سے اپنا پاؤں چھوڑا لیا اور اُسیوقت ایک سپاہی نے [۹۶]
سنگین سے اوسکا کام تمام کردیا۔ حملہ کے باقی جزوی حالات مجھے ٹھیک یاد نہیں رہ گئے۔ صرف
بڑی بڑی باتیں یاد ہیں۔ جو یہ ہیں:۔

قوانلق مورچہ کی بندوقوں سے ہمپر سخت لاانقطاع آتشباری ہوتی ہے۔ روسی توپیں دہڑا دہڑ عین
سیدھ میں گولے چلاتی ہیں جنسے میری صف میں کئی رخنے ہوگئے۔ بگلی "ہلہ" کا حکم سناتے
ہیں۔ سنگینیں رائفلوں پر چڑھائی گئے اور "اللہ اکبر" کے پُر زور نعرے بلند کئے گئے۔ ہمارے سکرمشر

۹۶ بعد میں میں نے اوس شخص کی رپورٹ کر دی تہی کہ اُس سے متعدد وحشیانہ حرکات سرزد ہوئی ہیں
مگر اوسے صرف زبانی فہمائش کر کے چھوڑ دیا گیا تہا۔ کیونکہ افسر اعلیٰ نے یہ قرار دیا تہا کہ ہم سب ہی اوسوقت
کم یا بیش اپنے آپ میں نہ تہے۔ اور فی الحقیقت بات یہی تہی۔ مصنف۔

پیچھے ہٹ کر مصافی صفوں میں ملجاتے ہیں اور اب ہم پہلی صف ہوجاتے ہیں۔ جوں جوں آگے بڑھتے ہیں جگہ تنگ
ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ مختلف جوانب سے پانچ ہزار آدمی ایک مشترک مرکز کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ جگہ کی تنگی
سے آدمی بھنچے جاتے ہیں اور صفوں کی درستی کا کوئی خیال نہیں رہتا۔ ہم ایک خندق میں پہونچ جاتے
ہیں جسے روسی لشکریوں نے ہماری پہونچنے سے پہلے خالی کر دیا تھا۔ پھر دوسری خندق میں داخل ہوتے ہیں۔
وہاں روسی کھڑے رہتے ہیں اور سنگینوں سے دست بدست لڑائی ہوتی ہے۔ میں تلوار اور ریوالور سے کام لیتا
ہوں۔ روسی پہلے پچھلے پاؤں پسپا ہوتے ہیں پھر رخ بدل کر تیسری خندق کو دوڑ جاتے ہیں۔ ہم بھی انکا
کھوج دبائے فی الفور وہاں پہونچ جاتے ہیں اور مختصر سی جانگداز لڑائی کے بعد آخری خندق کو فتح کر لیتے
ہیں۔ قلعوں سے جو اب ہم سے صرف سو گز کے فاصلہ پر تھا مہیب جانگداز آتشباری ہوتی رہی۔ مجھکو پلیونا کے
جنوب مغربی کونہ کے مکانات کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ترکی باشندے سطح چھتوں پر کھڑے ہوکر مختلف
رنگوں کے پھریرے ہلا رہے ہیں اور ہمارے دل بڑھانیکے لئے تحسین و مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ہم تیسری
خندق سے آگے بڑھتے ہیں۔ مگر مورچہ کی خوفناک آتشباری سے ہماری صفیں لڑکھڑا جاتی ہیں۔ ہم خندق کو
پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور وہاں یکبارگی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ہارکا اور ٹوٹ جانے سے مجھے اندیشہ پیدا ہو
جاتا ہے کہ شاید اب کامیابی نہ ہو۔ شمال اور شمال مغرب کی طرف سے "اللہ اکبر" کی آوازیں آرہی ہیں جن سے پایا
جاتا تھا کہ ادھر ابھی حملہ جاری ہے مگر ہماری طرف بالکل سناٹا ہے۔ سپاہی خندقوں میں لیٹ جاتے ہیں اور
لاشوں یا جو پناہ ملے اسکی اوٹ سے رائفلیں چلانی شروع کرتے ہیں۔ آخرش جہانتک میری نگاہ
کام کر سکتی ہے میں کل صف کو زمین پر لیٹے ہوئے تیزی کے ساتھ بار ہا چلاتا دیکھتا ہوں۔ وہ اس
وضع میں دس منٹ رہے۔ اسکے بعد اللہ اکبر کے نعرے پھر سننے میں آتے ہیں جس پر میں تا بہ صف۔ نقال اور
علم بردار کارپورل اور ۲۵ سپاہی لیکر از سر نو کوشش کرتا ہوں۔ طوطونجی کی سکوٹیہ کو میں اگلی صف میں کر دیتا ہوں
اور نقال کے ساتھ ملکر سپاہیوں کو زبردستی پکڑ پکڑ کر زمین سے اٹھاتا ہوں اور کئی شخصوں کو جو اٹھنے کا نام نہیں لیتے
چوتڑوں پر وہیں ٹھوکریں لگاتا ہوں۔ اس طرح آخر میں سو آدمی جن میں بہت سے اجنبی تھے جمع کر لیتا ہوں۔ ہم پھر تیس گز
آگے بڑھتے ہیں جس اثنا میں اکثر گولیاں کھاکر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ صف لڑکھڑا جاتی ہے۔ ہم اپنے
تئیں تنہا پاکر رخ بدلکر تیز قدمی کے ساتھ باقیماندہ کے پاس پیچھے ہٹ آتے ہیں۔ وہ بھی ہماری واپسی کا
مطلب غلط سمجھ کر سب کے سب رخ بدل لیتے ہیں۔ شور و غل ایسی سخت تھی کہ احکام بے سود تھے۔ بارود کا دھواں بارش

دبا ہوا نظر کو پچاس گز سے پرے کام نہیں کرنے دیتا تھا۔ میر انگلچی فرش خاک پر تھا۔ اب ان بھگوڑوں کی غلطی رفع کروں تو کس طرح۔ آخر سب سے پہلی خندق میں جا کر میں بمشکل پسپائی کو روکنے میں کامیاب ہوا۔ اسوقت وائیں بازو کیطرف دیکھتا ہوں تو کیولری ندارد اور وہ غیر محفوظ ہو ئیں طوطونجی کے سکوڈ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ رخ بدل کر دائیں طرف کو ہو جائے تا کہ روسی اس طرف سے ہم پر جوابی حملہ نہ کر سکیں۔ اتنے میں میجر گھوڑا دوڑائے آکر پھر دوبارہ حملہ کے لئے تیار ہونے کا حکم دیتا ہے۔ میں تاب اور اقبال کی زبردست مدد سے دہوئیں کی اوٹ میں اپنی کمپنی کو خندق میں پھر درست کر کے خاصی باقاعدگی قائم کر لیتا ہوں۔ کل صف پھر آگے بڑھتی ہے۔ مگر ہم دوسری خندق کے ہی قریب پہونچنے پاتے ہیں کہ اچانک بائیں بازو پر بگل خلاف توقع پسپائی کا حکم سنا دیتے ہیں۔ گو اسوقت حملہ کے کامیابی کے آثار عمدہ اور سپاہی بڑھنے پر آمادہ اور جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر ہم تعمیل احکام کے سوائے اور کوئی چارہ نہ رکھتے تھے ہم اردو پیچھے دوڑ پڑتے ہیں اور بیدم ہو کر باغلر باشی کی خندقوں میں پہونچ جاتے ہیں۔

اپنے آدمیوں کی تلاش اور اپنی کمپنی کو درست کرنے میں میرا آدھ گھنٹہ صرف ہوا میری کمپنی کے بیس آدمی قتل زخمی یا مفقود الخبر ہوئے۔ ہم اسی پرانی خندق میں ٹھہرے۔ میرے ذاتی دوست بالکل صحیح و سالم رہے مجھے خفیف سی چوٹ بھی نہ آئی۔ میر انگلچی اور چند خفیف سے مجروح سپاہی بعد میں رینگتے رینگتے ہم تک پہونچ گئے۔ انگلچی کو اپنے شانہ کے زخم کا اتنا افسوس نہ تھا جسقدر کہ بگل میں گولی سے سوراخ ہو جانیکا۔ علم بالکل پارہ پارہ اور چھلنی ہو گئے تھے جنکے ٹکڑوں کو میری کمپنی کے درزی نے سی کر پھر جوڑ دیا۔ میری پلٹن کے پچاس آدمی کم ہوئے اور کل حملہ آور فوج میں میرے قیاس میں پانسو کا نقصان ہوا عبداللہ کی پانچوں پلٹنیں پاکستانوں کو ہٹ گئی تھیں۔

حملہ کی ناکامی سے جو ابتری پیدا ہو گئی تھی وہ ظاہر خیری۔ رضا میرے میجر اور کمپنی کے افسروں کی سعی و کوشش سے نو بجے کے قریب دور ہو گئی۔ میں نے بھی بمعاونت نواب آصف و اقبال اس کام میں پوری کوشش کی۔ نو بجے ہم پھر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ مگر کوئی کارروائی نہ کیگئی۔ کارتوسوں کی قلت غالباً اسکی وجہ تھی بعض سپاہیوں کے پاس کوئی کارتوس نہیں رہ گیا تھا۔ میری کمپنی میں ۲۵ سے زیادہ کسی کے پاس نہ تھے۔ بعد میں سب سپاہیوں کے کارتوس لیکر از سر نو مساوی تعداد میں تقسیم کئے جن سے ہر ایک سپاہی کے حصہ میں پندرہ پندرہ آئے۔

طاہر پاشا نے اُسیوقت واپسی کا حکم دیا تہا جبکہ حملہ کی رَو پورے زور پہ تہی اور جہانتک عبداللہ کی پانچ پلٹنوں کا تعلق تہا ناکامی کی کوئی علامت اسوقت تک ظاہر نہیں ہوئی تہی۔ اِس پر کئی دِنوں تک بڑی بحث ہوتی رہی اور ہمارے دلوں میں اسکی خلش باقی رہی۔ ہم کو معلوم ہوا کہ طاہر پاشا معتوب ہوگیا ہے اور اس پہ کورٹ مارشل ہونیکی افواہ ہے۔ مگر وہ آخری وقت تک سٹاف کا اعلیٰ افسر رہا جس سے پایا جاتا ہے کہ اُس نے اپنی صفائی اور بریت کرلی ہوگی۔ اگر مَیں اسکے حکم پر کچھہ رائے زنی اور نکتہ چینی کروں تو یہہ میرے منصب سے بڑھکر گستاخی میں داخل ہے۔ طاہر قابل اور بہادر آدمی تہا۔ ممکن ہے کہ بعض ایسے اسباب جمع ہوگئے ہوں جنکا مجھہ کو علم نہیں ہے۔ نکتہ چینی کے بجائے یہہ فیصلہ کرنا سب سے بہتر ہے کہ طاہر نے جو کچھہ کیا سوچ سمجھہ کر ہی کیا ہوگا۔ بہرحال اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُسنے کسی بزدلی سے ایسا نہیں کیا تہا۔ بلکہ اُسکی عقل میں اُسوقت یہی امر مناسب اور ضروری معلوم ہوا۔ اِس معاملہ کے متعلق جو کچھہ فی الحقیقت گذرا اُسکی خبر مجھہ کو کئی دِنوں بعد ملی۔ طاہر نے عثمان کے پاس سوار دوڑایا کہ حملہ میں ناکامی ہوئی ہے اور مجھہ کو پختہ یقین ہے کہ مفتوحہ مورچوں کو واپس لینا ناممکن ہے اگر اسکی واسطے ازسرِنو کوشش کیگئی تو فوج کو تباہ کرنیکے سوا اَور کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا۔ عثمان یہہ سنکر بہت ناراض ہوئے۔ اور اُسیوقت اردلی بھیجکر طاہر کو کمان سے معزول کرکے واپس بلالیا۔ پہر جس قدر رتبہ تک تمام افسر انکی جو اسوقت جمع ہوسکتے تھے کونسل منعقد کیگئی۔ اُس میں فیصلہ ہوا کہ باقی کمپ سے اب آخری مرتبہ جو پلٹنیں بھیجی جاسکتی ہوں اُنکو بھیجکر مورچوں کو فتح کرنیکے لئے ایک دفعہ پہر کوشش کیجائے۔ اگر یہہ بھی ناکام رہے تو پلیونا کو چھوڑدیا جائے اور فوج ارخانیہ سڑک کے راستہ میں جو ابھی غنیم کی صرف کیولری قابض ہے ارخانیہ کو ہٹ جائے۔ اِس فیصلہ پہ کمان کرنیل توفیق بک کو دیگئی اور دو تازہ دم پلٹنیں جو آخری سرمایہ تہیں اس فوج میں جو پہلے موقع پہ جمع تہی بھیجدیگئیں۔ ۱۰ بجے مجھے میجر کا حکم موصول ہوا کہ کارتوس لانیکے لئے مورچہ میں آدمی بھیجدو۔ کیونکہ مشیر نے بارکش گہوڑوں پہ جو سامان بھیجا تہا وہ تاکستانوں کے راستہ پہونچگیا تہا۔ کارتوس اس قدر پہنچ گئے تہے کہ بافراط تھی ہر سپاہی کو پوری تعداد اسّی کارتوس دیدیئے گئے۔

ساڑہے دس بجے میلاس اور طلعت طابات سے یکبارگی سخت گولہ باری شروع ہوگئی۔ ان تین توپوں سمیت جو یونس بک نے بنظرِ احتیاط پیچہے ہٹا دی تہیں ان دونوں مورچوں پہ چھہ توپیں تہیں۔ جو اب تک بڑے بلند وقفوں کے ساتہہ گولے چلاتی رہی تہیں۔ اِس تیزی کی وجہ یہہ تہی کہ مشیر نے گولہ بارود کی جو گاڑیاں بھیجی تہیں وہ پہونچ گئی تہیں۔ اِن گاڑیوں کو تاکستانوں میں جنمیں کوئی راستہ یا سڑک

نہ تھی کیچڑ دار زمین کے نشیب و فراز سے سخت مشکلات پیش آئی تھیں - اور یہہ صرف اسکورٹ دسالونیکی مجاہدین سوار انجینیرونکی ایک جماعت - گاڑیبانوں اور ترک شہریوں کی بیحد وحساب محنت شاقہ کی طفیل تھا۔ کہ گاڑیاں بخیریت مقام مقصود کو پہونچ گئیں -

۱۰ بجے روسیوں نے پھر باغلر باشی پر بڑے زور سے مجتمع آتشباری شروع کی جس پر ہم کو خطرہ ونقصان کی تخفیف کیلئے اپنی صفوں کو کہلی جگہ پھیلا اور بکھیر دینا پڑا اس آتشباری سے سیری کمپنی کے تین آدمی ضایع ہوئے ساڑھے گیارہ بجے ایک روسی کالم ۲۲ گاڑیاں لیکر جنہیں ہم کو معلوم تہا کہ فوج پیدل کیلئے کارتوس لدے ہوئے ہیں قوانلق کیطرف آتا ہوا کرتین پلیونا سڑک پر نمودار ہوا - اسکو مقابلہ کے لئے شاستری کی چار کمپنیاں تاکستانوں میں بہیجدیگئیں جنہوں نے کالم مذکور کو نقصان کثیر پہونچا کر پیچھے ہٹا دیا - اس کام میں میلاس اور اور طلعت طابیئوں کی توپوں نے بھی مدد دی - دوپہر اور تین بجے کے درمیان روسیوں نے پھر دو دفعہ قوانلق میں سامان حرب پہونچانے کی کوشش کی لیکن کامیاب ہوئے - قوانلق کے اندر یا اسکے قریب کسی روسی کے جسم کے کچھہ حصہ کو نظر آنیکی دیر ہوتی کہ جھٹ باغلر باشی کی خندقوں سے اس پہ گولیونکی بوچھار شروع ہوجاتی - بعض اوقات واحد شخص پہ سو سو بندوقیں سر کیجاتیں - روسی پانی لانیکے لئے جو جماعتیں نالہ پہ بھیجتے وہ تباہ کی جاتیں - سپاہیوں میں بعینہ ویسی پرجوشی پھیلی ہوئی تہی جیسی کہ شکار کے موقعہ پہ شکاریوں میں ہوتی ہے - ہر ایک آدمی کے گرنے پہ خوشی کے وحشیانہ نعرے بلند ہوتے تھے - ہم دریں اثنا تاکستانوں کے چشموں سے پانی لا رہے ہوئے تھے اور ہم کو نالہ پہ جانے کی احتیاج نہیں رہی تھی مزید برآں میجر کے ایما سے بارش کا پانی جمع کرنیکے لئے ٹب اور پیپے بھی رکھہ دئے گئے تھے -

۴ بجے قوانلق میں دشمن کا میگزین اڑا جس پہ ترکوں نے خوب زور سے نعرے لگائے -

اٹھائی بجے ہم نے حملہ کے لئے چپ چاپ خاموشی کے ساتھہ پھر صفوں کو درست کیا ترتیب وغیرہ وہی تھی جو کہ پہلی حملہ کے وقت تھی - صرف یہہ فرق تہا کہ اب عبداللہ کے پاس دو پلٹنیں زیادہ تھیں جنکو شیر نے بھیجا تہا او تاکستانوں میں پہونچ گئی تہیں -

۱۱ ستمبر کی سہ پہر کو قوانلق پر حملہ کرنے والی فوج کی ترتیب وجمعیت حسب ذیل تہی - اسکی سمجھنے کے لئے وہی پہلا نقشہ کافی ہے - فرق دونوں جدولوں کے مقابلہ سے واضح ہوجائیگا -

کمانڈر: کرنیل توفیق بک نائب کمانڈر: کرنیل خیری بک

الف: تین پلٹنیں۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک

ب : ایک پلٹن

ج : سات پلٹنیں۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک

د : اڑہائی پلٹنیں۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل رضا بک

ہ : دو رسالے نظامیہ کیولری۔ سالونیکی مجاہدین اور چرکسوں کے

میزان۔ ساڑھے تیرہ پلٹنیں اور دو رسالے جملہ تخمیناً ۵۵۰۰ آدمی۔

تین بجے میلاس۔ طاہر اور عمر طابیات اور ہیڈ کوارٹر سے توالنق پر گولوں کی سخت بوچھاڑ کیگئی۔ اسوقت بارش موسلادہار ہو رہی تھی اور نرم آندہی چل رہی تھی۔ مگر موسم صاف اور نگاہ دور تک کام کر سکتی تھی۔

تین بجکر دس منٹ پر توالنق پر شمال کی طرف سے سخت رائفلی آتشباری کیگئی۔ دشمن کو دہوکہ دینے کے لئے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

تین بجکر ۱۵ منٹ پر عبداللہ بک کی سات پلٹنیں جنکے آگے آگے "لکر مشر" تھے۔ تاکستانوں سے باہر نکلتی ہیں۔ اور ساتھ ہی بڑی تیزی سے آتشباری کرتی جاتی ہیں۔

تین بجکر بیس منٹ پر ہمارے بگل "پیشقدمی" کا حکم سناتے ہیں ہم خندقوں سے نکلکر متوسط رفتار سے تاکہ ہمارے لکر مشروں کو آتشباری کرنیکے لئے وقت ملے سیدھے توالنق کیطرف بڑھتے ہیں۔ لکر مشر نہایت ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتھ باڑہیں مارتے رہے۔

اس مرتبہ ہم کامل نظام اور ثبات کے ساتھ آگے بڑھے کسی موقع پر پیٹھ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیا۔ صرف دو جگہ مختصر سا قیام کیا گیا۔ اسوقت افسروں کے سوائے باقی سب زمین پر پیٹ کے بل لاشوں کی اوٹ سے رائفلیں سر کرتے رہے۔ پہلی خندق میں جسکو دشمن چھوڑ گیا تھا ہم نے ذرا سا قیام کیا اور وہاں سے پے در پے سریع آتشباری کی۔ روسیوں کی آتشباری ہمارے برخلاف کمزور تھی۔ انکی فوج کا زیادہ حصہ عبداللہ کی پلٹنوں کے مقابلہ پر تھا چند منٹوں کے سستانے کے بعد ہم نے پھر آگے بڑھ کر دست وگریبان ہونیکے بغیر دوسری خندق پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے ہم کو پھر مکانات کی چھتیں اپنے پرجوش شہری بھائیوں سے لدی ہوئی دکھائی دیں۔ اس لمحہ ہمکو "اللہ اکبر" کے پرزور نعرے سنائی دیئے جنمیں اس دفعہ خالص فاتحانہ صدا، اور گونج پائی جاتی تھی۔ میں نے آتشباری بند کرنیکا حکم دیا تاکہ دہواں دور ہو کر میدان نگاہ صاف ہو جائے جب دہواں

دور ہوگیا تو ہم نے شمال مغربی جانب کے ترکوں کو مورچہ کی فصیل پر چڑہتے ہوئے دیکھا۔ اب بھلا سپاہیوں کو کون روک سکتا تھا۔ ہر ایک شخص زمین سے اٹھہ کر جس قدر اُسکی ٹانگوں میں بل تھا بے تحاشا معرکہ قتال کی طرف دوڑ پڑا۔ آخری خندق میں معدودے چند باقیماندہ روسیوں سے جو ہماری سنگینوں کا شکار ہوگئے مختصر سی لڑائی کرکے ہم مورچہ کی طرف پل پڑے اور فصیل پر چڑھ گئے۔ جہاں سے دیکھتے ہیں کہ مورچہ ہمارے رفقا کے قبضہ میں ہے۔ روسی جنوب مشرقی کونہ سے باہر نکل گئے تھے۔ جہاں سے وہ کرینتن شرک اور تاکستانونکو ہو گئے۔ ہماری فوج کے جوش کا کوئی پایاں نہ تھا اور وہ مزید لڑائی کے لئے ماہی بے آب کی طرح بیقرار ہو رہی تھی۔ ہمارے بعض سپاہی زخمی دشمنوں کو ذبح کر رہے تھے جنکو میں نے عین موقع پر مورچہ میں داخل ہوکر بچالیا جن معدودے چند نے حکم کی تعمیل نہ کی انکو میں نے تلوار کی ضربوں سے روکا۔ ان ضربات کے نشان آخری عمر تک انکے چہروں پر باقی رہینگے۔ بیدست و پا اعدا نے احسان بھری پُر از اشک آنکھوں سے میری طرف دیکھا جسکو میں نے اپنے سلوک کا بھاری صلہ تصور کیا۔ ہم کو مورچہ میں دو اپنی اور تین روسیونکی توپیں ملیں۔ باقی تین وہ ہاتھوں سے کھینچ کر ساتھہ لیگئے۔ مورچہ میں عجب کھلبلاہٹ پڑی ہوئی تھی۔ اُس میں خونریزی بیحد وحساب ہوئی تھی۔ اس میں اور مذبح میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ زمین دلدل بنی ہوئی تھی جسمیں غالب سیال عنصر انسانی خون تھا۔ انسان کے خون کے دریا بہہ رہے تھے اور جابجا ایسے گڑہے اور مغاک بھرے ہوئے ہوئے تھے جنکو نشان آسمان کی موسلادہار بارش سے بھی معدوم نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثنا میں چار کمپنیاں بلا حکم عیسٰی طابیہ کو جس پر محمد ناظف کی تین پلٹنوں نے حملہ کردیا تھا چلدیں۔ انکو دیکھہ کر دوسری فوجیں بھی اسی طرف ہوگئیں۔ میں بھی اپنی کمپنی کو لیکر انکے ساتھہ شامل ہوگیا۔ مگر میری پلٹن کی باقی تینوں کمپنیاں اور میجر توانلق ہی میں پیچھے رہا۔ ان کو توفیق بک نے یہہ دیکھہ کر کہ روسی عیسٰی طابیہ کو خالی کر رہے ہیں روک لیا تھا۔

جب ہم یعنی میری کمپنی اور پانچ چھہ دیگر کمپنیاں جو اسیقدر مختلف پلٹنوں کی تھیں۔ کیونکہ توانلق میں فوجیں آپس میں اس طرح خلط ملط ہوگئیں تھیں کہ اسوقت انکو علیحدہ علیحدہ کرنا ناممکن تھا عیسٰی طابیہ میں پہونچے تو وہ چار کمپنیاں جو سب سے اول گئی تھیں اور محمد ناظف بک کی فوج کا ایک حصہ اس پر قابض ہو چکا تھا۔ روسیوں کے ساتھہ انکی دست بدست لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ مگر عین اُسوقت اپنی پیدل فوج کی پسپائی کی حفاظت کیلئے کاسکوں کے چند رسالے گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے۔ محمد ناظف نے اس ضرورت کے موقعہ کو مدنظر رکھہ کر دانشمندی سے سالونیکی مجاہدین اور نظامیہ سواروں کے چند رسالے

اس موقع پر جہاں کہ کریشن سٹرک پلیونا میں داخل ہوتی ہے کھڑے کر رکھے تھے کماسکوں کو دیکھ کر وہ بھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے اور دونوں میں سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ ہماری چند کمپنیاں اپنے سواروں کی کمک کیلئے آگے بڑہیں جس پر کاسک پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہوئے اور لوفچہ سٹرک کی طرف نظروں سے غائب ہو گئے۔

روسی تاکستانوں میں سے اور کریشن سٹرک کے کنارہ کنارہ پیچھے ہٹے۔ وہ علیسی طابیہ سے نصف میل جنوب کو جاکر بائیں طرف کو ہو گئے اور لوفچہ سٹرک پر چڑھ کر اسکے راستہ بجیتو وتسز کو چلے گئے جہاں رات کو شب باش ہوئے۔

دوسرے حملہ میں ہیری کمپنی کے تین اور میری پلٹن کے ۱۵ آدمی ضائع ہوئے۔ حملہ آور فوج کے صرف تین سو کس ضائع ہوئے۔ رضا بک زخمی ہوا۔

پانچ بجے تک کل معاملہ طے ہو گیا اور پلیونا کی تیسری اور عظیم ترین لڑائی جس میں روسیوں کو کامل زک اور ناکامی نصیب ہوئی ختم ہو گئی۔ ترکی کیمپ کو نیوک سنگس فتح کرنیکے لئے وہ چند ہفتوں سے تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے عثمان کے قلعہ کو لینے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی حتیٰ کہ ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جسکی وہ گنجائش نکال سکتے ہوں اور اُسے میدان میں نہ اتار لیا ہو۔ انہوں نے حملہ کرنے کیلئے راستہ صاف کرنیکے لئے چار دن ایسی سخت گولہ باری کی تھی جسکی نظیر محاربات عالم میں کوئی نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے اس لڑائی کیلئے اپنے قابلترین کمانڈر اور افسر رسٹو کریلو۔ امرت انسکی۔ سکوبلاف اور کیولری کمانڈران لوشکاریف لیونٹیف اجمع کئے۔ اُنکا زار۔ اُنکا کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار۔ گرینڈ ڈیوک نکلس، حاکم رومانیا۔ جرمن فوجی اتاشی (جنرل وان وردڈر) اور ہشیار نامور سفرا۔ مدبر اور ماہران فنون جنگ سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے کیلئے میدان کارزار میں موجود تھے۔ مگر باین ہمہ بیس ہزار آدمیوں کی جانوں کے عوض اُنکو ملا کیا؟ ایک چھوٹا سا بے حقیقت مورچہ جسکے قبضہ نے بعد میں اُنکو نفع کی نسبت نقصان زیادہ پہونچایا۔ مگر یہ مشتبہ اور مخدوش فتح بھی دراصل رومانویوں کو حاصل ہوئی (روسی اسکا بھی دعویٰ نہیں کر سکتے) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امر سے روسی کمانڈروں کے دلوں میں شرم و ندامت کی اور زیادہ برچھیاں چبھتی رہی ہونگی[۹]

نوٹ ۹ اس امر کو خود روسی مورخ اور دیگر ماہران فنون جنگ تسلیم کرتے ہیں کہ گریوتسز ا مورچہ نمبر ایک کے قبضہ سے روسیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر اس سے یہی نہیں کہ فائدہ کچھ نہ ہوا۔ بلکہ صریح نقصان پہونچا۔ کیونکہ محاصرہ مابعد میں فریقین میں اسکی وجہ سے اس قدر قرب ہو گیا کہ اُس کی سلامتی کے لئے ہر وقت خطرہ پیدا ہو گیا تھا بیفائدہ خونریزی ہوتی رہی اور فریقین کے عام سپاہیوں میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں بالیقین ہو جاتا ہے۔ دوستانہ میل ملاپ ہو جانے سے فوج کے نظام کے

اس لڑائی کے سلسلہ وار مجمل حالات حسب ذیل ہیں :-

دشمن نے ترکی کیمپ پر تین طرفوں سے حملہ کیا۔ اُسکے بازوئے راست یا یمینی دستہ نے جس میں ۹ہزار آدمی کو اور نئیں رومانوی ڈویژن جنرل کرو ڈونر کے زیرکمان تھے بجانب شمال مشرق قانلی طابیہ پر حملہ کیا۔ اُسکو قلب نے جس میں جیلیم کو جنرل کریلو کے زیرکمان تھی جنوب مشرق میں عمر طابیہ پر اور اُسکے بازوئے چپ یا یساری دستے نے جس میں جنرل سکوبلاف کا دستہ تھا جنوب مغرب میں کرشین مورچوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳۔ مخدوش ہونے کا اندیشہ ہوگیا۔ ترکی مورچہ اور اس مورچہ میں ۳سو گز کا دونوں کی خندقوں میں ایک سو گز کا فاصلہ تھا اور بعض وقت مخالف سنتریوں میں فقط تیس گز کا فاصلہ ہوتا تھا۔ بعید ی چوکیوں کے سنتری ایک دوسرے سے بات چیت۔ راگ بازی اور ہنسی مخول کرتے اور بسکٹ تمباکو وغیرہ اشیاء کے ایک دوسرے کو تحفہ تحایف دیتے یہ درست ہے کہ یہ نقصان دونوں طرفوں کیلئے یکساں تھے لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ محاصرین کیلئے جو جیتی ہوئی بازی کھیل رہے تھے محصورین کی نسبت جو ہری ہوئی بازی کھیل رہے تھے زیادہ مضر تھے۔ اگر قانلی طابیہ روسیوں کے پاس نہ ہوتا تو اُسکے بغیر بھی اُنکا محاصرہ برابر مکمل تھا۔ اور نتیجہ بعد میں یکساں نکلتا۔ فرق فقط یہ تھا کہ بیفائدہ خونریزی کم ہوتی۔ باش طابیہ (گریو تنزا مورچہ نمبر ۲) کے بغیر قانلی طابیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ دونوں ملکر بہت بھاری قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اسی لئے رومانویوں نے باش طابیہ پر متواتر حملہ کر کے ہزارہا آدمی کٹوا دیئے جو قانلی طابیہ کو خالی کر دینے کی صورت میں کبھی ضایع نہ ہوتے۔ مزید براں خود قانلی طابیہ میں لازمی طور پر بہت بڑی جمعیت رکھنی پڑتی تھی۔ اور مدت تک اس پر مجتمع گولہ باری کرتے رہنے سے روسیوں کو بے شمار نقصان پہونچاتے رہتے تھے لڑائی کے وقت اور اس کے بعد زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس کے ہیڈ کوارٹر پورودم میں رہے۔ یہ دونوں لڑائی کو دیکھتے رہے تھے۔ ڈیوک اس پہاڑی سے جو گریوتنزا سے دو میل جنوب میں اور رادی شیو سے اسی قدر فاصلہ پر مشرق میں ہے۔ روسی اس کو گرینڈ ڈیوک کی پہاڑی پکارتے تھے۔ زار اس پہاڑی سے جو گریوتنزا سے بجانب جنوب مشرق دو میل کے فاصلہ پر اور پہلی پہاڑی سے اُسی قدر فاصلہ پر شمال مشرق میں ہے۔ روسی اس کو زار کی پہاڑی پکارتے تھے۔ زار نے ۱۲ ستمبر کو تجویز کیا تھا کہ روسی فوج دریا را دہملے پر ہٹ کر بلگرینی کو اپنا مرکز بنائے۔ گرینڈ نکلس نے اس کو مسترد کر کے حکم دیا کہ روسی و رومانوی فوج کی اولین صف بومنوت۔ رادی شیوو گریوتنزا اور تیشترا کے برابر قایم کیجائے۔ اور پلیونا کے مغرب میں فوج سواران مامور کیجائے۔ مصنف۔

۱۱ ستمبر کی تاریخ اور تین بجے بعد دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا مگر قلب کی دو رجمنٹیں دو گھنٹے پہلے چل پڑی تھیں۔ قاتلی طابیہ نے تین حملوں کو کامیابی کے ساتھ روکا۔ چوتھا حملہ جو ۱۱ ستمبر کو سات بجے شام کے وقت ہوا کارگر ہو گیا۔ ۱۲ ستمبر کو اس مورچہ کو واپس لینے کے لئے کئی دفعہ اور شام کے وقت بڑے پیمانہ پہ کوشش کی گئی۔ لیکن وہ سب ناکام رہیں اور آخر کار اُسے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔

روسی قلب کا حملہ بہت بُری طرح سے ناکام رہا جیسی اس فوج کو ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کے دن شکست ملی ویسی کبھی کسی فوج کی گت نہیں بنی۔

جنوب میں سکوبلاف کی بہادری۔ تندی و تیزی۔ لیاقت و عجیب و غریب بے انتہا اقتدار اور سوجھ کی جو اُسکو اپنے سپاہیوں پہ تھا کرشن مورچوں کے برخلاف کوئی پیش نہ گئی۔ اس پہ وہ ان کو غیر مفتوح چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔ اور پلیونا مورچے لے لئے۔ اور ترکی کمپ میں مثلث فانے کے زاویہ حادہ والے کونہ کی طرح گھس کر اُسکو دو جدا جدا حصّوں میں کر دیا۔ مگر ۱۲ ستمبر کو اس موقع سے نکال دیا گیا۔

لڑائی کے دوران میں روسی و مانوی کیولری[۹۸] نے ارخانیہ سڑک پر قبضہ کر لیا تھا جس پہ وہ ۲۴ ستمبر تک جبکہ احمد حفظی پاشا کا کالم اُنکی صفوں کو چیرتا ہوا اُس سڑک کی راستہ پلیونا آیا برابر قابض رہی۔

۱۳ اور ۱۴ ستمبر کو روسی مرکز میں رادی شیدو اور جنوب میں بوغوت کو پیچھے ہٹ گئے۔ مگر انکا میمنی بازو قاتلی طابیہ پر قابض رہنے کی وجہ سے ترکی صفوں یا کمپ سے صرف تین سو گز کے فاصلہ پر رہا۔

ترکوں کے پانچ ہزار آدمی شہید و زخمی ہوئے۔ روسی و مانوی فوج کے نقصان کی مختلف مقداریں بتائی گئی ہیں بعض نے ۲۵ ہزار تک اور کئی مورخوں نے صرف ۱۶ ہزار لکھی ہے میرے خیال میں درست تعداد ان دونوں کے بین بین یعنی تخمیناً بیس ہزار ہے ۱۵ ہزار روسی اور پانچ ہزار رومانوی قتل و زخمی ہوئے جن میں سے ۵ ہزار روسیوں کے بازوئے راست میں۔ ۶ ہزار قلب میں۔ ۸ ہزار سکوبلاف کی دستہ میں جسکی کل جمعیت ۱۸ ہزار تھی یعنے ۴۴ فیصدی زخمی و قتل ہوئے۔ اور ایک ہزار آرٹلری کیولری اور میڈ و فوج میں قتل و مجروح ہوئے ہم نے دو ہزار مجروح اور کئی سو صحیح سالم روسی اسیر کئے۔ ہماری فوج کے چار سو آدمی مفقود الخبر ہوئے۔

[۹۸] جنرل لوشکاریف چار روسی اور چار رومانوی کیولری رجمنٹیں (۴۴ رسالے) اور ۳۰ ہلکی توپیں لیکر ودکے بائیں کنارہ پر اور جنرل لیونٹیف چار روسی رجمنٹیں (۲۶ رسالے) اور ۱۸ ہلکی توپیں لیکر روسی کمپ کے بائیں بازو پہ رہا۔ مصنف۔

میدان جنگ پر ۷ ہزار لاشیں تہیں یعنی غنیم کا کل نقصان کم از کم ۲۵ ہزار یعنی جس قدر فوج معرکہ میں شریک ہوئی اُسکا پانچواں حصہ ضایع ہوا۔ روسیوں کا **نقصان کل ترکی فوج کے دو ثلث کے** برابر ہوا۔ اسکی نظیر دنیا کی گذشتہ لڑائیوں میں نہیں پائی جاتی۔ قانلی طابیہ میں ہماری دو توپیں گئیں اور تواہق میں تین ہم نے فتح کر لیں۔

افسوس عثمان اِس فتح سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ اُنکے پاس کیولری کی جمعیت اس قدر تھوڑی تھی کہ وہ باقاعدہ تعاقب خوب سیر ہو کر نہیں کر سکتے تھے۔ علاوہ بریں آدمی تکان سے جان بلب اور بارش سے تربتر تھے اور اُنکے کپڑوں کے پرخچے اُڑ گئے ہوئے تھے۔ اور کل فوج میں ناقابل بیان کھلبلی پڑی ہوئی تھی رسد پہونچنے کے راستہ بند تھے اور **مجلس حرب** اور دوسری عثمانیہ فوجوں نے انکو بالکل بے مدد چھوڑ دیا ہوا تھا۔ تاہم اُنکے لئے یہ امر کچھ کم تشفی اور اطمینان کا نہ تھا کہ اُنہوں نے اپنے ملک کے جانی دشمن کی ایسی ہزیمت کی ہے کہ سنہ ۱۷۵۸ء سے بعد جبکہ جرمنی کے قیصر فریڈرک اعظم نے بمقام زورنڈورف اُنکو (یعنی روس) کو شکست فاش دیکر تتربتر کر دیا تھا اُسکی کبھی ایسی درگت نہیں ہوئی تھی۔

ترکی فوج کے اعلیٰ افسروں میں سے لفٹنٹ کرنیلان علی رضا بک و ابراہیم بک شہید۔ اور جنرل ڈویژن حسن صابری پاشا۔ جنرلان برگیڈ رفعت پاشا۔ قرہ علی پاشا و امین پاشا۔ کرنیلان خیری بک۔ عمر بک و حافظ بک اور لفٹنٹ کرنیل رضا بک زخمی ہوئے۔

اُن افسروں کا ذکر کرنا جنہوں نے اِس لڑائی میں نمایاں بہادری دکہائی مشکل کام ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بہت سے ویسے ہی قابل تعریف افسروں کے نام اندراج سے رہجائیں۔ عمر بک اور عطوف پاشا قلب کی کامیاب محافظت و مدافعت پر۔ امین پاشا و رفعت پاشا جو اپنی حملہ کنندہ پلٹنوں کے آگے آگے بڑہتے وقت زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ عبد اللہ بک۔ محمد ناظف بک۔ خیری بک اور رضا بک مفتوحہ مورچوں پر حملہ کرنے میں مردانہ وار شریک ہونے پر۔ عادل پاشا یساری بازو میں باوجود قلت فوج بعدیل ترتیب و انتظام کرنیکے لئے سلیمان بک انتہائی شمالی جانب داو پاتنس میں قابل تعریف نگرانی اور چوکسی کرنے پر جسکی وجہ سے ہی روسی اِس طرف حملہ کرنے سے رُکے رہے۔ حافظ پاشا باش طابیہ میں بےنظیر مردانگی سے دشمن کا مقابلہ کرنے پر۔ احمد پاشا بحیثیت کمانڈر توپخانہ مسلسل مستعدی دکہانے پر۔ اور عثمان بک کمانڈر فوج سواران۔ اپنی قلیل المقدار فوج سے نامحدود کل ضرورتوں کو پورا کرتے رہنے پر پوری پوری تعریف و توصیف اور عزت و نیکنامی کے

مستحق ہیں۔ ۱۲ ستمبر کی لڑائی میں سرداری کا تاج بلا شک و شبہ توفیق بک کی سر رہا۔ اسکے زیر کمان جو حملہ کیا گیا تہا اُس نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا اور ہلال کے لہراتے ہوئے علم کو غالباً شاید آخری دفعہ دگر العیب عنداللہ اسکی نسبت کوئی شخص دعوے سے کچہہ نہیں کہہ سکتا، پہر فتح و نصرت کے سہرے سے آراستہ کر دیا۔

توفیق بک کو بریگیڈیر کے رتبہ پر ترقی ملی۔ اور وہ اُسوقت سے لیکر فوج میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا۔

مگر میرے خیال میں (میں ایسا کہنے سے) اُس تعریف و عزت میں جو توفیق بک کا حق ہے کوئی کمی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہی وہ شخص تہا جس نے آخر شب ترکوں کی طرف سے میدان مارا ان تمام پرخطر ایام کا سب سے بڑا بہادر اور مردِ میدان کرنیشن ہوبچوں کا کمانڈر کرنیل یونس بک تہا۔ باغلر باشی کا سوسچہ بُعد کی وجہ سے شروع شروع ہی میں اُسکی تحویل سے علیحدہ کر دیا گیا تہا باقیماندہ موجودہ میلاس ریلعت و یونس طابیات ، اُس نے صرف چہہ توپوں اور سات پلٹنوں سے سکوبیلا کی بیس پلٹنوں اور نوے توپوں کے مقابلہ پر برابر چہہ دن قابو میں رکہی اور دشمن کو اُنکے قریب پھٹکنے دیا۔

دو یا تین دن بعد پریڈ کے موقع پر جو جنرل آرڈر (جنرل حکم) پڑہا گیا اُس میں توفیق اور یونس کے نام خاص طور پر لئے گئے۔

فوج کو جب فتح کا یقین ہو گیا تو اُنکی پرجوشی کا کوئی حد و حساب نہ رہ گیا سپاہی خوشی کے مارے دیوانوں کی طرح ایکدوسرے سے بغلگیر ہونے ناچنے۔ کودنے اور گانے لگ گئے۔ وہ اپنے جلیل القدر سپہ سالار کے نام کا اس طرح ورد کرنے لگ گئے کہ گویا وہ دوسرا پیغمبر تہا۔ اس مجنونانہ مسرت کا دورہ گذر جانے پر سالم کی سالم کمپنیاں شکر و احسان ادا کرنے کے لئے اُس **پاک ذات** کی جناب میں جس اکیلے کے ہاتہہ میں فتح و نصرت کی عنان ہے فرش خاک پر سربسجود ہو گئیں۔ یہہ جوش خلوص و عقیدت ہر فرد بشر کے دل میں ایسا ساری ہو گیا تہا کہ میں نے ایک مجروح کو جسکا پیٹ پہٹ گیا ہوا تہا اور وہ دوہرا ہو کر زمین پر تڑپ رہا تہا دیکہا کہ وہ بہی لوٹ پوٹ کر سجدہ کی وضع میں ہو گیا اور اسی حالت میں اُس دلی یقین کے ساتھہ کہ جنت کے دروازے اُسکے لئے چوپٹ کہول دیئے گئے ہیں جان بحق ہو گیا

عثمان نے جسکا عزم بالجزم۔ اخلاقی جرات کوہ وقار اور ارادہ ایسا پختہ تہا کہ سر جائے مگر تعمیل منشار میں سر مو فرق نہ آنے پائے اس فتح سے انیسویں صدی کی تاریخ میں ایسا شاندار اور چمکدار نشان قائم کر دیا

---

۹۹ ان میں سے چار وہ تہیں جو دراصل اُسکے زیر کمان تہیں۔ ایک بلو کلک بہیجی گئی تہی اور دو اُس نے اپنا اُفتعصت کی منتشر شدہ فوج کے بہکے ہوئے سپاہیوں کو جمع کرکے بنائی تہیں ضعیف۔

جو قیامت تک محو نہ ہوگا جبکہ چاروں طرف سے نایوسی کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی۔ امید کی مقدس روشنی جس روشنی کو بہادر آدمی کے سینہ میں موت کے سوائے اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی اُسکے اندر بیتابانہ جل رہی تھی اُس نے ہار ماننے سے انکار کر کے مردانہ وار اپنی آخری پلٹنیں داؤ پر لگا دیں اور بازی کو جیت لیا۔ باستثنار سکوبلاف روسی کمانڈروں کی تنگ خیالی اور باہمی رشک و رقابت کی زمانہ جانوں کے مقابلہ میں عثمان اپنی اخلاقی جرات کی شاندار روشنی میں دیو سا سر بفلک کھڑا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ جولیس سیزر رومن فاتح و قیصر کی طرح بارگاہ احکم الحاکمین میں عجز و نیاز اور مردانہ ہمت و استقلال اُسکا شعار تھا۔ اور انہی دونوں کے طفیل فاتح و منصور ہوا عثمان کا زہد و اتقا اور سچی عبادت گذاری کیمپ میں سب کو معلوم تھی۔

ان ایام کی کشت و خون سے کیا عجیب سبق حاصل ہوتا ہے ! تمہارا میدان کارزار خواہ گریولاٹ[1] کی مشہور تاریخی مرغزاروں پر ہو یا پلیونا کے میدانوں میں۔ جہاں کہ حمل دار زن گیتی نے ایسی تکلیف و دقت اور مشکل سے جسکی نظیر دنیا نے پہلے کبھی مشاہدہ نہ کی زمانہ کے نئے دور کا بچہ جنا۔ اور خواہ وہ میدان تمہارے دل کے سب سے اندرونی پردہ میں ہو جہاں کہ خدا کی آنکھ کے سوائے اور کوئی آنکھ کام نہیں کر سکتی۔ تم عزم بالجزم کر لو کہ ہار نہیں مانونگا۔ اور اُس پر ثابت قدم رہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اس میدان کارزار سے مظفر و منصور برآمد ہو گے ۔

۱۸۷۷ء میں جو لوگ انگلستان۔ فرانس اور جرمنی میں تھے نے اُنکی زبانی اور نیز اُسوقت کے اخبارات کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُسوقت یورپ میں بے حد تعجب و حیرت پھیل گئی تھی۔ لوگ باور نہیں کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر ترکوں نے زبردست روسی ٹڈی دل کو شکست فاش دی ہے۔ تاریخ کے افق پر ایک نیا ستارہ طلوع ہو گیا تھا اور ہر فرد بشر کی زبان پر **عثمان** کا نام تھا۔ بالخصوص انگلستان میں جہاں جاؤ اسی کا چرچا تھا چنانچہ اگر وہ ۱۸۱۵ء میں انگلستان کو جاتے تو انکی وہ آؤ بھگت ہوتی کہ بلوکر[2] کی روح بھی شستدر رہ جاتی۔ لڑائی سے بعد کئی ہفتوں تک تار کے دوبارہ کھل جانے پر تمام ممالک خاصکر انگلستان اور آسٹریا سے مبارکباد کے خط کیمپ میں دھڑا دھڑ پہونچتے رہے۔ بارگاہِ سلطانی سے عثمان کو **غازی** کا خطاب مرحمت ہوا۔

اس لڑائی میں میری کمپنی کے ۷۵ آدمی قتل و ناکارہ ہوئے۔ مگر یہ تعداد بھی بعد میں متحقق ہوئی۔ کیونکہ

---

[1] صوبہ السیس لورین کے ایک مقام کا نام ہے۔ جہاں ۱۸۷۰ء میں جرمنوں نے فرنچ فوج کو شکست فاش دی۔ مترجم

[2] جرمن جرنیل جس نے ڈیوک آف ولنگٹن کے ساتھ مِلکر واٹرلو کے میدان میں نپولین اوّل کو شکست دی تھی۔ اسکا پورا نام جیبارڈ لیبریشٹ وان بلوکر ہے ۱۷۴۲ء میں پیدا اور ۱۸۱۹ء میں فوت ہوا۔

۱۱ ستمبر کی شام کو لفٹنٹ سیموف کے سکوٹیڈ سے علاوہ پورے ساٹھ آدمی مفقود الخبر تھے اس دن میری صفوں میں آدھو آدمی اجنبی تھے۔ میری کل پلٹن میں اسی آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ تتاب جو خون کے بہنے سے نہایت نحیف ہوگیا تھا ہسپتال میں چلا گیا اور ایک ہفتہ وہاں رہا۔ بقال طبی امداد کے بغیر ہی صحت یاب ہو گیا مجھ اور آصف کو کوئی گزند نہ پہونچا۔ ہمارا قول آغاسی ۲۰ جولائی والے زخم سے شفا پاکر شروع ستمبر میں ہم سے آملا تھا۔ مگر چند دنوں ہی کے بعد وہ ایک اور پلٹن میں جسکو میجر اور قول آغاسی دونوں ضایع ہو گئے تھے تبدیل کر دیا گیا تھا جس پر سب خدا کا شکر بجالائے تھے۔ وہ ۱۱ ستمبر کو پھر زخمی ہوا۔ لیکن زخم مہلک یا سخت نہیں تھا۔

ہمارا باش چاوش جبکہ ہم ۱۱ ستمبر کو جنوب کی طرف روانہ ہوئے تھے تو بظاہر گولی بارود کے میگزین کی حفاظت کیلئے اور دراصل ڈر کے مارے جان بچانے مورچہ میں ہی رہا تھا۔ وہ مورچہ جو عقبی میگزینوں کو جا رہا تھا کہ گولے سے ہلاک ہو گیا۔ یہہ دیکھ کر ہم سب نے یکزبان ہو کر کہا "خوب ہوا۔ اس سے بھی خلاصی ہوئی"۔ اسکی جگہ بقال باش چاوش کے رتبہ پر فایز ہوا جس پر سب کو سچی خوشی ہوئی۔ مگر میری خوش قسمتی سے وہ افسروں کی قلت کے باعث میرے والے سکوڈیہ کی افسری کی حیثیت میں میری کمپنی میں ہی رہا۔ اور اس طرح سے یہہ عجیب و غریب شخص تین مختلف عہدوں (کمپنی کے اکیلے باقیماندہ سارجنٹ۔ پلٹن کے باش چاوش اور ایک سکوڈیہ کے قائم مقام لفٹنٹ) کے فرائض کو نہ صرف نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ بلکہ بلا تردد اور محنت ادا کرتا رہا۔

آخر ہی میں ہمارے میجر کو شخنہ پر گھوڑے کی گولی کھا کر گرتے وقت چوٹ آئی جو ہسپتال میں جانے کے بغیر خود بخود اچھی ہو گئی۔

لڑائی تو ختم ہو گئی تھی۔ مگر ابھی اتنے کام باقی تھے کہ آرام و آسایش کوسوں دور تھی۔ ترکوں کو صد آفرین کہنا چاہئے کہ سب سے اول اُنہوں نے زخمیوں کی طرف توجہ کی۔ وہ روسیوں کی طرح فتح پانے پر شراب میں بدمست نہ ہو گئے۔ بلکہ اُس افراتفری میں جیسی کچھہ باقاعدگی کی توقع کیجاسکتی تھی ویسی باقاعدگی کے ساتھہ وہ مجروحین کو جمع کرنے اور انکی مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے۔ مُردوں کی طرف متوجہ ہونیکی اُسوقت کوئی فرصت نہ تھی۔ لڑائی سے ہفتہ بھر بعد تک وہ دفن نہ کئے جاسکتے تھے۔ یہہ عرصہ انسانوں کے بوسیدہ جسموں پر آوارہ گرد کتے۔ گدیں اور کوئے جشن مناتے رہے۔ یہہ ہولناک نظارہ اگر مخالف شہنشاہ ہوں میں سے کوئی قیصر دیکھہ لیتا تو غالباً اُسے ان تباہیوں کے بپا کرنے پر اُسوقت سخت ندامت ہوتی۔ تو انلق عیسیٰ اور ماغل باشی طابوں کے

لمحقہ کھیتوںکی کیفیت کبہی فراموش نہیں ہوسکتی۔کیچڑ عنابی رنگ کا ہورہا تھا۔اور کھیت وچراگاہیں مُردوں اور قریب المرگوں سے بھری ہوئی تھیں۔اکثر جگہ لاشوں کے عجیب غریب شکلوں میں ڈھیر لگے ہوئے تھے بعض طابیہ میں مُردوں کو اوپر تلے جوڑکر پناہ کیلئے دیواریں بنائی گئیں تھیں۔

جن میں زندگی کی کوئی علامت پائی گئی۔بلاتمیز دشمن و دوست ہم اُنکو حتی الامکان سرعت کیساتھہ مورچہ میں اُٹھا لیگئے۔اور جب اُنکی ابتدائی مرہم پٹی ہوچکی اور خون بہنا بند ہوگیا تو ان کو پلیونا پہونچا دیا گیا۔گاڑیاں [5] ضرورت سے دسواں حصّہ بھی نہ تھیں۔اسلئے اکثر کندھوں پہ اُٹھاکر پہنچائے گئے۔میری آدھی کمپنی نے اس کام میں مدد دی۔باقیماندہ کو میں نے چند حصّوں میں تقسیم کردیا۔مورچہ میں مکّی اور چاول کا ذخیرہ موجود تھا ایک حصّہ کھانا تیار کرنے پہ لگادیا گیا۔ایک حصّہ تک نالوں میں بعید کی چوکی کے فرائض اداکرنیکے لئے بھیجدیا گیا۔کہ اگر غنیم پھر واپس آکر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ ہم کو اطلاع کردے۔ایک جماعت نالہ سے مورچہ میں پانی لانے کیلئے مقرر کیگئی۔اور باقیماندہ مورچہ کی شکست ریخت کی درستی میں ہاتھہ بٹانے لگ گئی۔تکان بالکل کافور ہوگئی تھی۔اور فتح کی بے اندازہ خوشی نے ماندگی کو بھلادیا تھا۔اپنی میجراور پلٹن سے جدا ہونیکی وجہ سے مجھی کوئی حکم اپنے اعلیٰ افسر کا نہیں پہونچ سکتا تھا۔یہہ سب کام میں نے اپنی ذمہ واری پہ کئے۔

آٹھہ بجے جبکہ تمام مختلف جماعتیں اپنے اپنے کام سے فارغ ہوگئیں۔میں نے حاضری لیکر ان لوگوں کے سوائے جو عادل کے ڈویژن سے تعلق رکھتے تھے۔تمام اجنبیوں کو جنکہ لفٹنٹ آصف کے سپرد کردیا کہ انکو اپنے اپنے مورچوں پہ پہونچادے۔عادل کے فریق کے آدمی جانق بایر کو جاتے وقت ہم اپنے ساتھہ لیگئے۔ایسا کرنا میرے لئے ضروری نہ تھا۔میں نے محض رحمدلی سے یہہ کام کیا تھا کہ اُن لوگوں پہ بزدلی یا فراری کا الزام عاید نہ ہو۔اس کام سے فارغ ہوکر میں اپنی باقیماندہ کمپنی سمیت کھانے (چاول اور دلیا) پہ بیٹھہ گیا۔بارش تھم گئی تھی۔مگر رات سخت تاریک تھی۔مورچہ میں بڑے بڑے الاؤ روشن تھے۔لڑائی سے بعد چار دن تک گاہے گاہے خفیف سے تقاطر کے ماسوا بارش نہ ہوئی۔گویا قدرت نے لڑائی کے واسطے ہی پانی کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔۱۷ ستمبر کو بارش پھر زور شور سے شروع ہوکر شاذ و نادر وقفوں سے محاربہ کے اخیر تک ہوتی رہی۔فرق صرف یہہ ہوا کہ ۷ اکتوبر کے بعد بارش کیجگہ برف اور کہر نے لیلی۔

[5] پلیونا کیمپ میں اسوقت ۱۵ سو گاڑیاں تھیں۔مگر اتنے بڑے میدان کارزار میں یہہ تعداد زخمیوں کو شہر اور مُردوں کو مقررہ مدفنوں میں پہونچانیکے لئے مطلقاً کافی نہ تھی۔مصنف۔

مجھے فراغت پانے پر تو الق کو واپس چلا جانا چاہیے تھا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ اگر میں خود مختار رہا تو ہم اچھے رہینگے۔ میجر نے بعد میں میری اس کارروائی کی تعریف کی۔ اُسکی دوسری کمپنیوں کے کمان افسر قتل یا زخمی ہو گئے تھے۔ اگر ہم بھی اُسوقت اُس کے پاس چلے جاتے تو اُسکی دقت میں اور اضافہ ہو جاتا۔

عیسی طابیہ میں جیسا بیان سے باہر کھلبلی اور گڑبڑی پڑی ہوئی تھی چھ یا سات مختلف پلٹنوں کے سپاہیوں کے جم غفیر میں جو کیڑوں کی طرح متحرک تھا تین یا چار گھنٹوں کے بعد باقاعدگی کا ذرا سا شائبہ پیدا ہو سکا۔ اس میں سالم پلٹن ایک بھی نہ تھی بلکہ سالم کمپنیاں بھی معدودے چند ہی تھیں۔ کل کمپنی میں میری کمپنی کا نظام سب سے بہتر تھا۔ توفیق پاشا نے مورچہ کا جس افسر کو (جو غالباً خیری بک تھا) عارضی کمانڈر مقرر کیا تھا اُس نے بڑی مستعدی سے کام کیا۔ اسنے مجھے اپنے حال پہ چھوڑ دیا اور میرے نام کوئی حکم صادر نہ کیا۔ غالباً اُسے کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ "صاحب انگریز" کی طرف سے بےفکر رہنا چاہیے۔ وہ اپنا کام خود بخود ہی کریگا۔ ممکن ہے یہ میرا خیال ہی خیال ہو۔ جو نوجوانانہ شیخی اور تعلّی سے میرے دماغ میں سما گیا ہو اسلئے میں ناظرین سے اسے نظر انداز کر دینے کی التماس کرتا ہوں۔

نو بجے کھانے پینے اور آگ کے سامنے اپنے کپڑوں کو سکھانے اور جسموں کے گرم کرنے سے فارغ ہو کر میں نے ایک اعلیٰ افسر سے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ بیساری بازو کی جمعیت بہت کمزور ہو رہی ہے جو امر خالی از خطرہ نہیں اور میمنی بازو میں آدمیوں کی اس قدر بھرمار ہے کہ نظام و ترتیب کا قائم کرنا تقریباً اور آسائش کا میسر ہونا بالکل ناممکن ہو رہا ہے تم فی الفور جانق بایہ مورچہ کو چلے جاؤ۔ یہ سنکر میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ حصہ کو جمع کر لیا۔ سپاہی آوارہ گرد فقیروں کی مانند ہو رہے تھے۔ غلاظت اور گیلاپن سے اُنکو پہچاننا مشکل تھا۔ ہر ایک سر سے پاؤں تک خشک کیچڑ سے لتھڑا ہوا تھا۔ اور اکثر کے کپڑے ایسے پارہ پارہ ہو گئے تھے کہ جسم کو ڈھانپنا مشکل ہو رہا تھا۔ بعض نے لاشوں کے بوٹ پہنلئے تھے اور جاکٹیں "مستعار" لے لی تھیں۔ بیس اجنبیوں کے علاوہ جنکو میں نے ساتھ لیا میرے پاس کل ہم پچاس آدمی تھے۔ سیمور کا سکوڈ مجھے راستہ میں ملگیا۔ اور چالیس آدمی دوسرے دن مورچہ میں آملے جنمیں سے اکثر اس امر کی سندیں رکھتے تھے کہ وہ دوسری جگہ لڑائی میں شریک ہوئے ہیں۔ میری کمپنی کی اوسط جمعیت ستمبر میں ۱۲۰ رہی۔

ہم پلیونا کے بیچ سے گذرے۔ چند گولے شہر میں پہنچے تھے لیکن اُن سے نقصان خفیف سا ہوا تھا۔ اُسوقت شہر کی کیفیت بیان کرنا میرے احاطہ امکان سے خارج ہے۔ بازار بازار نہیں رہ گئے تھے بلکہ نالے اور دریا بنے ہوئے تھے۔ اور کارسے تقضا جہاں کہیں خشک زمین نظر آتی تھی وہ کاہن کی خاصیت رکھتی تھی جب ہوا چلتی تھی گرد

سے چھم چھم بارش شروع ہو جاتی۔ ہمارے کپڑے اور جسم جنکو ابھی خشک کیا تھا۔ مکانات کی پیشانیوں نالوں
سے پھر تر بتر ہو گئے۔ جس پر میری زبان سے حالانکہ میں بڑا متقی عیسائی ہوں بے اختیار ستر سے نکل گئی۔ بازاروں
موڑوں اور سڑکوں پر ویسا ہی جمگھٹا لگا ہوا تھا۔ جیسا کہ کاروبار کے دنوں میں لندن کے بڑے بڑے بازاروں میں
ہوتا ہے۔ فرق یہہ تھا کہ یہاں پولیس موجود نہ تھی جو صرف گڑبڑ میں اور زیادہ گڑبڑ کرا دینے کا کام دیتی ہے
مجروحین کی گاڑیوں کی قطاریں بالمقابل سے آکر ایک دوسرے کے ساتھ تقاطع کر رہی تھیں۔ نعشیں جن میں سے اکثر کیچڑ
خون اور زخموں سے انسانی شکل میں نہ رہ گئی تھیں اس طرح لدے ہوئے تھے جس طرح قصاب ذبح شدہ بکروں کو گاڑیوں
میں بھر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے چوکوں میں الاؤ روشن تھے جن کے شعلے ہوا سے متحرک ہو کر مکانات کی پیشانیوں
پر کبھی تاریکی اور کبھی روشنی پھیلا رہے تھے۔ اس متحرک اور غیر مستقل روشنی سے تمام چہرے زیادہ تند و خوفناک۔
درخت متحرک بھوت چنگو جیسے جنات اور مریض بعض اوقات فرشتے اور دوسرے وقت عجیب و غریب جانوروں کے
شکل میں اور روسی اسیروں کے چہرے غیظ و غضب سے برافروختہ دکھائی دیتے تھے۔ ہر چوک مختلف بولیوں اور زبانوں کے لحاظ سے
بابل بنا ہوا تھا۔ لوگ روسی۔ رومانوی۔ ترکی۔ عربی اور چرکس زبانوں میں دعائیں مانگ رہے۔ آہ و زاری کر رہے یا
اپنے اپنے فرمانرواؤں کو لعنتیں بھیج رہے تھے کہ انہی کے طفیل یہہ سب مصیبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔
گاڑیبان رہروں کو راستہ دینے کے لئے آوازے کستے۔ راستہ یا ہسپتال کا پتہ پوچھنے والے راستہ روکنے والوں سے گالی گلوچ
یا دھینگا مشتی کرتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف بلغاری۔ فرنچ اور کئی نامعلوم الغرض بھانت بھانت کی بولیاں بولی
جا رہی تھیں۔ ایک جگہ کوئی جرمن ڈاکٹر اس طوفان بے تمیزی میں باقاعدگی قائم کرنے سے تھک کر اپنے
آپ کو گالیاں سنا رہا تھا۔ دوسری جگہ ایک انگریز ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹر سے جو سڑک کی دوسری طرف تھا گاڑیبانوں
کی شکایت کر رہا تھا کہ بیوقوف زخمیوں کی جگہ میرے پاس لاشیں لے آئے ہیں۔ پلیونا میں اسوقت سرکاری ہسپتالوں اور
ان شفاخانوں کے علاوہ جو مساجد اور بڑی بڑی میونسپل عمارات میں قائم کئے گئے تھے۔ ایک سو فوجی ہسپتال تھے
ان میں سے ہر ایک کے دروازہ پر بیسیوں گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی کھڑی تھیں جن سے باری باری مجروحین اتارے
جا رہے تھے۔ ہر ہسپتال کے سامنے آگ جل رہی تھی اور سرخ ہلال کا جھنڈا بارش سے تر ہو کر ستون سے چمٹا ہوا نصب تھا
کئی ہسپتالوں کے دروازوں میں تھکے ماندے ڈاکٹر جو کام کی کثرت سے پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے اور زیادہ زخمیوں
کے لینے سے انکار کر رہے تھے۔ کہیں ترک باشندے جمع ہو کر رنگ رلیاں مچا رہے تھے۔ دوسری جگہ ہراساں و ترساں
بدمعاش بلغاری باشندے اپنی کرتوتوں سے کھڑے کانپ رہے تھے۔ اللہ اکبر یہہ وہی بدضمیر تھے جو کل بڑے

بڑے خوش خرم اور دلیر تھے اور آج خوف و دہشت سے زرد ہو رہے تھے۔ کمپنیوں اور پلٹنوں میں سپاہیوں کی قطاریں سب طرف سے چلی آرہی تھیں۔ دو پاتین رسالے آدوپل کی محافظ فوج کی کمک کے لئے ہمارے پاس سے گہوڑے دوڑاتے ہوئے مغرب کی طرف کو گذر گئے۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک باتری کسی غیر محفوظ مقام کی حفاظت کیلئے جسکی غیر محفوظی کا حال اب معلوم ہوا ہوگا سرپٹ ہمارے پاس سے گذر گئی۔ ہم سر سے پاؤں تک کیچڑ کی چھینٹوں سے بہر گئے۔ زمین کی مرطوب ہونیکے باعث پہیوں کی معمولی کھڑ کھڑاہٹ کا نام و نشان نہ تہا۔ وہ بگولے کی طرح تاریکی سے نکلکر لحظ بہر کے لئے ہم کو روشنی میں دکھائی دی اور پہر بجلی کیطرح تاریکی میں گھس گئی۔ توپونکی گاڑیاں چلانے والے جس تیزی اور تندی کے ساتھ اپنی گاڑیوں کو ہانکتے ہیں۔ وہ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔ باتری کے قریب پہونچنے پر ہر ایک کو راستہ سے پرے ہٹ جانا پڑا۔ ایک توپ کا مجروحین کی ایک گاڑی سے تصادم ہوا۔ گاڑی الٹ گئی اور بیچارے زخمی چیختے چلاتے زمین پر لوٹنے لگ گئے۔ وہ اس حالت میں تہے کہ دوسری توپ بے تحاشا سیدھی انکے اوپر سے فراٹے بہرتی ہوئی گذر گئی۔ اور کسی نے اسکی کچہہ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ بڑی بات ہوئی تو صرف یہی کہ چند زخمی اور نیا وہ مجروح ہو گئے۔ جہاں وہ بیچارے گرے تہے۔ وہاں خون کا تالاب جمع ہو گیا تہا۔ جب ہم دوسری دفعہ وہاں سے گذرے تو سپاہیونکی قدموں سے چھینٹوں کے اڑنے سے ہمارے چہروں پر سرخ دھبے پڑ گئے۔ بعد ازاں ہم ایسے بازار میں پہونچے۔ جہاں کوئی آگ روشن نہ تہی اور سخت تاریکی چہائی ہوئی تہی۔ سامنے سے ہم کو ایک گروہ نے للکارا۔ اسکے باعث راستہ رک گیا۔ اتنے میں ایک خوش اخلاق شہری لالٹین لئے آیا۔ اسکی روشنی سے ہم نے دیکہا کہ سامنے قیدیوں کا چہوٹا سا گروہ ہے۔ رومانیوں کے ہاتھ باغی ہونے کی وجہ سے پیٹھ کی طرف بندے ہوئے تہے۔ اور روسی اسیروں کے ہاتہہ چونکہ وہ باقاعدہ دشمن تہے کہلے تہے اس سے آگے ہم ایک بڑے چوک میں پہونچے۔ وہاں دو بڑے بڑے الاؤ روشن تہے۔ اسجگہ ہمیں ایسا نظارہ دکھائی دیا کہ میرے سپاہیوں نے بے اختیار خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ تقریبًا چند بلغاری اپنے اپنے گہروں کے سامنے غداری کی پاداش میں پہانسیوں پر جو دفع الوقتی کیلئے جہٹ پٹ بنا لیگئی تہیں پیانے چہیچھڑوں کے بہنڈول بتیچوں کی طرح لٹکے ہوئے تہے۔ انکے چہرہ سیاہ خاکستری اور آنکہیں بے نور ہو گئی ہوئی تہیں۔ ایک کے پاس ایک عورت رو رہی تہی۔ دوسرے کے قریب بچے سیب کہا رہے اور حیرانی کے ساتہہ دیکہہ رہے تہے کہ ہمارے باپ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آج اس طرح سے لٹک رہا ہے۔ اسی کوچہ میں متعدد ہمارے لئے گرم قہوہ

دودھ چاول کی مٹھائی لائیں - یہہ چیزیں ہم نے ہسپانیوں کے سامنے ہی کہڑے ہوکر تناول
کیں بعض سپاہی ستونوں کے سہارے کہڑے ہوکر لاشوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر ہلاتے رہے - ایک بلغاری
کی ٹانگ میرے چہرہ پر آلگی جس شخص نے اُسکو ہلایا تہا وہ ان الفاظ میں معذرت کا خواستگار ہوا "صاحب میں نے
مراد پر نشانہ کیا تہا - مگر اس مردہ کے گھٹنے میں ضرور بل ہے - اسلئے وہ سیدھی نہیں گئی" - اس امر کے ثبوت
میں اُس نے مردہ کی ٹانگ کو اُٹہا کر اُسکے دوسرے رفیق کیطرف جو کرکٹ کی شیطانی کھیل کے وکٹ کیپر[1] کی طرح
دانت نکالا اور ہاتھ بڑہائے ہوئے تہا - نشانہ باندھ کر دے مارا - جو اُسکے قول مطابق سیدہی جانیکے
بجائے چکر کاٹتی ہوئی کارپورل کی پیٹھ کو جا لگی - کارپورل نے اس پر ایسے دہشت زدہ ہوکر پیچہے مڑ کر
دیکہا کہ ہم سب کہل کہلا کر ہنس پڑے - اور اس قہقہہ نے مجہے ایسے خواب سے جگا دیا جسکی خوفناکی اور
ہیبت ناکی کو واضح کرنیکے لئے لغات کے موجودہ اسمائے صفت ہرگز کفایت نہیں کر سکتے - میں نے اس
شرارت سے سب کو سختی کے ساتہہ منع کر دیا اور میرے آدمی یکبارگی متین اور سنجیدہ ہوگئے - یہہ دل لگی کرنے
میں ان پر کوئی قصور وارد نہیں ہو سکتا - بتیس گھنٹوں کی مسلسل خونریزی اور ناقابل بیان مکروہات کے
بعد ہم اپنے حواس سے باہر ہو رہے تہے - میں نے اپنی آنکھوں کو ملا اور فی الواقع خیال کرنے لگ گیا کہ میں خواب
دیکہہ رہا تہا - میں کبہی باور نہیں کر سکتا تہا کہ میں خدا کی اُسی خوبصورت زمین پر ہوں جس پر میرے ماں
باپ حسین ہمشیرگان اور وہ ننہی سی لڑکی (معشوقہ سے مراد ہے) جسکو میں دور مغرب میں چہوڑ آیا ہوں متولد
ہوئے ہوں اور جس پر میں نے اتنا عرصہ کمال مسرت و آسایش کے ساتہہ زندگی بسر کی تہی - اتنے میں تکان
مجہہ پر غالب ہو گئی اور میں پہر بعالم بیداری یہہ خواب دیکہنے لگ گیا کہ میں لڑائی میں مارا گیا ہوں اور یہہ
جگہ دوزخ ہے جہاں خدا نے مجہے پہینک دیا ہے - میں اسی حالت میں تہا کہ نقال نے آواز دی "صاحب
آپ کیوں آزردہ ہو رہے ہیں - یہہ ہولناک مصیبتیں اور تباہیاں آپ نے پیدا نہیں کیں نہ
آپ اُنکے لئے ذمہ وار ہوئے" پہر وہی ہیڈ کوارٹر کی طرف اشارہ کرکے پیغمبرانہ جلال و متانت کے ساتہہ
بولا "جو شخص ان سب تباہیوں کا ذمہ وار ہے اُسے نہایت ہی سخت سزا اسی دنیا میں ملیگی" - اُسکی آواز
سنکر میرے حواس پہر قائم ہو گئے - ناظرین یہہ خیال نہ کریں کہ نقال کی پیشینگوئی میں خود گہڑ کر
لکہہ رہا ہوں - نہیں یہہ بالکل درست ہے کہ سارجنٹ نقال نے ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کو آدہی رات سے

---

۱۵ وکٹ کیپر اس کہلاڑی کو کہتے ہیں جو وکٹوں کے پیچہے گیند کو روکنے کے لئے کہڑا ہوتا ہے - مترجم

اڑہائی گھنٹہ پہلے پلیونا میں زار اسکندر ثانی کے انجام بد کی مجھ سے پیشینگوئی کی تھی۔ بقال[1] کے الفاظ سے اور انداز سے میں گہری سوچ میں پڑ گیا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ کسی نے میرے بازو پر نہایت ملایمت سے ہاتھ رکھا۔ میں چونک پڑا۔ اور مڑ کر دیکھا تو ایک برقع پوش لڑکی کو پایا۔ اُس نے مجھے ایک پیکٹ تمباکو۔ ایک پیکٹ سگرٹو کا اور برانڈی کی ایک بوتل دیکر کان میں کہا۔ "تمہاری خاطر عزیز کے لئے یہہ چیزیں فوجی ہسپتال سے چرائی گئی ہیں!" یہہ کہہ کر وہ تسلی دہندہ فرشتہ کی طرح جھٹ پٹ اور بالکل چپ چاپ جدہر سے آئی تھی اُس طرف چپ چاپ نظروں سے غائب ہوگئی۔ میں نے برانڈی کی ایک اچھی خاصی چسکی پیکر ایک سگرٹ کو جلا لیا۔ اور پھر بدستور مرد میدان بن گیا۔ میں نے سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خدا کی مہربانی سے تھوڑی دیر میں شہر سے باہر نکل گئے۔

پلیونا کا طول شمالاً جنوباً ڈیرہ میل ہے۔ اس دفعہ یہہ مسافت ہم نے دو گھنٹوں میں طے کی۔ ابھی جبکہ ہم نے شہر کے شمالی جانب گریوتسر اپل کو عبور کیا ہی تھا اور تاریکی میں بڑہے چلے جارہے تھے ہم نے آدمیوں کے چلنے کی آہٹ سُنی۔ اُسی وقت انہوں نے ہم کو ترکی میں للکارا۔ ہمارے سب سے اگلے آدمی نے اُن کو پہچاننے کے لئے لالٹین کی روشنی اُنکی طرف کی۔ اُس روشنی میں سب سے پہلے جس شخص کا مجھے چہرہ دکھائی دیا وہ جنرل ابسیمو تھا۔ اُس نے کہا میں بالکل چاق چوبند۔ اور صحیح و سالم ہوں۔ البتہ کسی مقوی چیز (مراد از شراب) کی سخت اشتہا محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے اُسکی اشتہا کا فوراً علاج کر دیا۔

۱۱ ستمبر کی شام کے حملہ کی ناکامی کے بعد وہ اپنے دستہ سمیت پلیونا جا نکلا تھا۔ رات کو وہ ایک بازار کے سرے پر پہرہ دے رہا تھا اور اُن عیسائیوں میں سے جنہوں نے گھاس کے تودے جلا دیئے تھے چند کو سزا دینے میں بھی بڑی خوشی سے مدد دی تھی۔ ان عیسائی ہنگروں نے یہہ سخت ابلہانہ غداری کی تھی۔ اُس سے ایک ہی وقت میں چار مدعا پورے ہوتے تھے (اول) اُسکی روشنی سے دشمن کو یہہ دیکھنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کر رہے ہیں (دوم) غنیم کے گولندازوں کو توپوں کی زد کے لئے مناسب مقام کا پتہ ہوجائے (سوم) گودام تباہ

[1] زار اسکندر معہ ملکہ گاڑی پر سوار اپنے دارالخلافہ کے بازار میں سے گذر رہا تھا کہ کسی نہلسٹ نے اس پر بم کا گولا پھینکدیا جو عین گاڑی پہ آکر پھٹا اور گاڑی معہ زار کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ ملکہ حسن اتفاق سے بچ گئی۔ یہہ واقعہ ۱۸۸۱ء کو ہوا۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہوجائیگا کہ بقال کی پیشینگوئی بالکل صادق تھی اور ہزاروں کشتوں کی ذلیل موت مرکر اس دنیا میں بھی اپنے اعمال کی سزا پانے سے نہ بچ سکا اور فی الآخرۃ جو کچھ اُسکی کیفیت ہوئی ہوگی اُسکا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔ مترجم

ہولناک ہجام رہیہ کہ شہر میں تشویش پھیل جائے اور ہلڑ مچ جائے۔ اور اس طرح دشمن کو حملہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ رشفیا کی پہلی تین غرضیں تو حاصل ہو گئیں۔ مگر آخر الذکر میں اُن کو سخت ناکامی ہوئی۔ صبح کے وقت ستمبو۔ طاہر پاشا کے ناکام حملہ میں جو قوانلق کو واپس لینے کے لئے کیا گیا تھا شریک ہوا۔ شہر کے حملہ میں سب سے پہلا رُوسی کے سپاہی مورچہ کی فصیل پر چڑھے تھے۔ فتح کے بعد اسکو باشندوں میں امن قائم رکھنے کیلئے شہر میں تعید کیا گیا تھا۔

ہم تکان سے نیم مردہ آدھی رات کو اپنے مورچہ میں پہونچے۔ عادل پاشا کے حکم سے وہاں ہماری خاطر تواضع کے لئے خوب اہتمام کیا گیا تھا۔ الاؤ روشن۔ اور گرما گرم گوشت اور قہوہ موجود تھا۔ ہماری غیر حاضری میں گوداموں کو ٹھڑیوں اور خواب گاہوں سے پانی باہر پھینک کر نئی کھالوں اور چمڑوں کا فرش کر دیا گیا تھا جس سے ہماری رہائشگاہ خاصی خشک اور آرام دہ ہو گئی تھی۔ آدھ گھنٹہ بعد پلٹن کا باقیماندہ حصہ بھی پہونچ گیا۔ ہم بڑے آرام سے کھانے پینے اور باہمی بات چیت، و ذکر اذکار سے فارغ ہو کر ملک عدم کو سدھار گئے ہوئے رفقا کیلئے دعا خیر کر کے کمریں کھول فرش پر لیٹ گئے۔ ہم برابر چالیس گھنٹے پاؤں کے بل رہے تھے۔ اس سے ہماری نیند کی کیفیت واضح ہو سکتی ہے۔ ہم عادلوں اور فاتحوں کی میٹھی نیند کامل فراغت کے ساتھ سوئے کیونکہ بعید ہی چوکی۔ خندقوں۔ یا سنتریوں کی کوئی نوکری میری پلٹن کو نہیں دیگئی تھی۔ اور ہم نے افسروں کی اجازت سے وردیاں اتار دی تھیں اور اس طرح سے محاربہ ٹرکی اور روس کی عظیم و خونریز تین لڑائی میں جو نقصانات کے لحاظ سے واٹرلو کے بعد چوتھی اور بلحاظ نسبت غالباً پہلی تھی میرا ذاتی حصہ ختم ہو۔

پلیونا کی تیسری لڑائی کا بیان ختم کرنے سے پہلے میں ترکی طریق قتال کی اُس نئی جدت کا ذکر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں جس نے ۱۸۷۷ء کے محاربہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ یہ جدت اُن تمام معرکوں میں جن میں میں شریک ہوا پائی گئی اور اس آخری لڑائی میں جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُس نے کمال کے درجہ تک عمل کیا گیا۔ اس جدت سے میری مراد ترکی فوج پیدل کی سریع رائفلی آتشباری ہے یہ آتشباری ایسی مسلسل۔ زبردست اور موثر تھی کہ اس محاربہ سے پہلے کبھی اسکا وہم و گمان بھی کسی کو نہ

۱؎ جنگ واٹرلو میں ۳۰ ہزار۔ جنگ گریولاٹ میں ۳۲ ہزار۔ کونگ گراٹز میں ۲۹ ہزار اور پلیونا کی اس لڑائی میں ۲۵ ہزار آدمی جانبین کے قتل و زخمی ہوئے یک کا ننا فوج کا پانچواں حصہ (۲۰ فیصدی) اس لڑائی میں مقتول و مجروح ہوا۔ مصنف

گذرا تہا۔ جنرل ٹوڈل بن نے لڑائی کے بعد اِس انتشاری کی نسبت یہہ الفاظ لکہے تہے "ترک ہماری فوج پر سیسہ اور گولیوں کی جیسی بوچہاڑ کرتے ہیں ویسی شیرازین کبہی یورپین فوج نے محاربہ میں نہیں کی"۔ یہہ طریق جدال ترکی پیدل سپاہیوں نے ترتیب و قواعد و باقاعدہ ضوابط کی تعمیل کے بجائے زیادہ تر ذاتی تجربہ و ذہانت۔ کل سپاہیوں کی باہمی ساکت رضامندی اور اپنے اسلحہ کی درستی پر پورا اعتبار ہونے سے اختیار کیا تہا۔ وٹین میں میں نے بیشک سریع انتشاری کی قواعد سکہائی جاتی دیکہی تہی۔ لیکن میں یہہ کہنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ ہمارے افسروں کو مسلسل جلد انتشاری کے تباہی بخش اثر کا علم صرف پلیونا کی پہلی لڑائی میں ہی ہوا۔ پہر تو ہم کو حکماً ایسا کرنیکی تاکید کردیگئی۔ احکام کا خلاصہ اِن الفاظ میں ادا ہوسکتا ہے: "جونہی تم کو معلوم ہوجائے یا تم کو خیال ہوجائے کہ دشمن تمہاری رائفلوں کی زد کے اندر پہونچگیا ہے تو مسافت۔ عرصہ۔ نشانہ قائم کرنیکی مشکلات۔ کارتوسوں کے خرچ اور اس بات کی کہ گولیاں ٹہیک دشمن کو لگیں گی یا نہیں کچہہ پرواہ نہ کرکے اس میدان کو جس پر دشمن کی موجودگی فرض کیگئی ہوا ور نیز اُس میدان کو جس سے گذر کر اُس نے آگے بڑہنا ہو تم گولیوں کی پے درپے بوچہاڑ سے ڈہانپ دو"۔ اِس قاعدہ کی ٹہیک ویسی ہی لفظ بہ لفظ اور یکدل ہوکر تعمیل کرنے سے جس طرح کہ ترکوں نے کی تہی جو مہیب نقصان دشمن کو پہونچ سکتا ہے وہ روسیوں کے نقصانات اور نیز اِس امر سے بخوبی واضح ہورہا ہے کہ تعداد میں بدرجہا زیادہ ہونیکے باوجود میدان پلیونا میں روسیوں کو معدودے چند بے حقیقت سی مستثنیات کے علاوہ کل حملوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ یہہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ترکی فوج میں کارتوسوں کا خرچ بہی اسی تناسب سے ہوا۔ ۱۱ اور ۱۲ ستمبر کو باش۔ قانلی۔ یمر علیبی و قوانلق۔ طابیات اور کریشن مورچوں میں ہر ایک سپاہی نے تین تین سو کارتوس فی یوم کے حساب سے چلائے۔ اور بالغلب باشی میں بعض سپاہیوں نے چند گہنٹوں کی لڑائی میں اپنے اپنے حصہ کے پانچ پانچ سو کارتوس صرف کئے تہے۔ اِس طریق کے نبہانیکے لئے کارتوسوں کے بہم پہونچانیکا انتظام بہی ویسا ہی مکمل ہونا لازمی ہے جیسا کہ پلیونا کے کیمپ میں تہا۔ ہمارے پاس بہت ہی بڑا سنٹرل (مرکزی۔ صدر) ذخیرہ ہی نہ تہا جو پلیونا کی ایک مسجد میں رکہا ہوا تہا اور جہانسے اوقات مقررہ پر اسمیں ذخیرہ پہونچکر جمع ہوتا رہتا تہا۔ بلکہ ہر مورچہ میں علیحدہ علیحدہ ریزرو سٹور (گودام) جو ایک جگہ جمع رہتے ہر پلٹن کے پاس اپنا جدا جدا میگزین جو گہوڑوں اور گاڑیوں پر ساتہہ ساتہہ رہتا تہا اور ہر خندق میں بیشمار صندوق مناسب

مقامات پر جہاں سے سپاہی اپنی مرضی کے مطابق جس قدر چاہیں نکال سکتے تھے۔ موجود رہتے تھے۔ یہ انتظام نہایت صفائی اور عمدگی سے چلتا رہا۔ اور عام محاربہ کی جزوی شکست کی لازمی افراتفری میں بھی اس میں کوئی اٹکاؤ اور خرابی پیدا نہ ہوئی تھی۔

اس محاربہ میں ترکی انفنٹری نے جو سریع آتشباری کی اسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ دشمن پر اُسکا اخلاقی[1] اور واقعی بہت خوفناک اثر پڑا۔ مگر میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اگر دو لاکھ آدمیوں کی جرمن یا فرنچ فوج جارحانہ کارروائی کرتے وقت اسی طریق کو اختیار کرے تو اُسے کامیابی حاصل ہو یا نہیں۔ ہم تعداد میں تیس ہزار اور مدافعانہ پہلو پر ہو رہے تھے جوں کی بناء میں منقسم تھے۔ اور ہماری صورت میں اس آتشباری سے ہمارے لئے نہایت شاندار اور دشمن کیلئے کمال ہولناک نتائج مترتب ہوئے۔

تیسری جنگ پلیونا میں ترکوں کی چال چلن سے ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ اعلیٰ ترین انسانی وصف یعنی حب الوطنی اُنکے دلوں میں جوش زن ہو جائے۔ اور جبکہ وہ یکدل و یکجان ہو کر جو بات کہ نظام و تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ حملہ آور کے مقابلہ پر مشترک خطرہ کو ہٹانے میں مصروف ہوں اور ایک عزیز و محبوب مقتدا نے اُنکو اخلاقی عظمت و شوکت کی اُس سطح تک جس پر کہ وہ خود ہے اُبھار دیا ہو۔ اُن کو علم ہو کہ ہم صداقت اور راستی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں اور اس بات کا کامل یقین رکھتے ہوں کہ شہید ہونیکی صورت میں جنت اُن کیلئے چشم براہ ہے تو ایک مغرور و متکبر اور جان نثار و پارسا اور خداخوف قوم کے فرزند شان و شوکت اور شجاعت کے بلند ترین معراج تک پہنچ سکتے ہیں۔

باب یازدھم

حصار و قلعہ بندی کیلئے تیاریاں

۱۳ ستمبر سے ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک

۱۳ ستمبر کو میری کمپنی قلب کو بھیجی گئی جہاں ہم نے عمر طابیہ کے سامنے مُردوں کے دفن کرنے میں مدد دی۔ اس غرض کیلئے فریقین نے چند گھنٹوں کیلئے مخاصمت کو ملتوی کر دیا تھا۔ پلیونا سے سوبلغاری اُن بدمعاشیوں کی

[1] اخلاقی اثر یہ کہ غنیم کے چھکے چھوٹ گئے اور اُسے مقابلہ کی بہت کم جرات رہ گئی اور وہ سامنے آنے سے ڈرنے لگ گئے۔ واقعی اثر یہ کہ جانوں کا بھی بے اندازہ نقصان ہوا۔ مترجم

سزائیں جو انہوں نے لڑائی کے دوران میں کی تہیں گڑہے کہودنے میں مدد دینے کیلئے بیگاری پکڑے گئے تھے۔ سپاہی بہری بندوقیں لئے انکی نگرانی پر مامور تھے۔ اور اُن کو حکم تہا کہ جو بہاگنے کی کوشش کرے اُسے فوراً گولی مار دو۔ سست الوجود یا نکمے شخص کے ساتھ کوئی نرمی نہیں کیجاتی تہی۔ ایسے شخصوں کو رائفل کے کندے کی ضرب لگتے ہی عقل آجاتی تہی کہ کار مفوضہ کو ختم کر لینا ہی بہتر امر ہے۔ سادی شیو دار عمر طابیہ کے درمیان مکی کے کھیتوں پر سے روسیوں کو اپنے مجروحین کے اٹہانے میں ضرور سخت مشکل درپیش آئی ہوگی۔ اکثر بد بست وپا آدمیوں کا تین تین چار چار دن تک کھیتوں میں پڑے رہنے کے بعد پتہ ملا۔ اس موقع پر خونریزی نہایت ہی مہیب ہوئی تہی پچاس سے لیکر سو سو تک مردے ایک ایک گڑہے میں دفنائے گئے۔ افسر علیحدہ علیحدہ قبروں میں اور روسی و ترک جدا جدا دفن کئے گئے۔ بلغاری پادریوں نے روسیوں پر اور ہمارے اماموں نے ترکی شہیدوں پر پاک کلام پڑھی۔ گڑہوں اور قبروں پر امتیاز کیلئے درختوں کی شاخیں یا شکستہ رائفلیں گاڑ دیگئیں۔ یہیں مدفونوں کا ساتھ ساتھ برابر شمار کرتا گیا۔ اور ترکی شہیدوں کے نام اور انکی پلٹنوں کے نمبر بہی جہاں تک متحقق ہو سکے لکہتا گیا۔ نقدی قیمتی اشیاء۔ دستاویزات۔ اسلحہ۔ کارتوس۔ اور پانی کی توتلیں لاشوں سے جدا کر کے اُن افسروں کے حوالہ کر دیجاتی تہیں جو اس کام پر مامور تہے۔ بوٹ اور وردیاں بہی اگر عمدہ حالت میں ہوں تو اتار لیجاتی تہیں۔

کہانا ہم کو عمر طابیہ سے جہاں کئی جماعتیں شکست بخت کی مرمت کر رہی تہیں بہیجا گیا سہ پہر کے وقت ہماری جگہ دوسری کمپنی آگئی۔ اور ہم رائفلوں سنگینوں پیٹیوں اور بوٹوں وغیرہ سے بہری ہوئی گاڑیوں کی قطار کے ساتھ بطور محافظ شہر کو چلے گئے۔ موسم اُس دن خاصہ صاف رہا۔

باتش اور قاتلی طابیوں کے قریب جو اریں فریقین نے اپنی اپنی حدود کی تعیین کیلئے نامہ و پیام کیا مگر اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلا جسکی وجہ سے وہاں اکثر لاشیں ایک ہفتہ تک دفن نہ کیگئیں۔ ان سے ہوا میں عفونت پہیل گئی اور بیماری پیدا ہوگئی۔ ان لاشوں میں سے چند مطلقاً دفن ہی نہ کیگئیں جنکا گوشت تو کتوں اور گدہوں نے نوچ لیا اور صرف ڈہانچ باقی رہگئے۔ ہم شام کے قریب اپنے مورچہ کو واپس گئے۔ اور باقی دن ہمیں کوئی کام نہ کرنا پڑا۔ ۱۳ کو کوئی گولہ باری نہ ہوئی۔

رات کو میں اپنے میجر اور عادل پاشا کے شاف کے دو افسروں کے ساتھ بعید ہی چوکیوں کے معائنہ کو گیا

یہہ مجھہ پر فرض نہ تہا صرف اپنی خوشی سے گیا تہا۔ بارش بند تہی اور میرا دل چہل قدمی اور کھلے میدان میں سگریٹ نوشی کو چاہتا تہا۔ آصف اور تیمیں اور لفٹننٹ ہمارے ساتہہ تہے یعنی ہم کل آٹھہ شخص تہے۔ سارہے دس بجے ہم ایک بعید سی چوکی پر پہونچے۔ وہاں ایک سنتری نے ہم سے تہوڑی دیر پہلے اطلاع بہیجی تہی۔ کہ تقریبًا پاؤ میل کے فاصلہ پر ایک ایسی گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ و چوں چوں جسکے پہیوں کو تیل نہ ملا ہو اور گدہے کے رینگنے اور آہستگی باتیں کرنیکی آواز سنائی دی ہے۔ اطلاع دینے والے کے قیاس میں گاڑی کے ساتھ تین یا چار اور آدمی بہی تہے۔ جو شمال مشرق کو ورتیسرا کی طرف جاتے معلوم ہوتے تہے۔ یہہ سنکر ہم سب پکار اُٹھے "یہہ لوگ ضرور کفن چور لوٹیرے ہیں"۔ دوسرے محاربہ کے وقت یہہ پہلی مانس قرب وجوار میں بکثرت جمع ہو گئے تہے۔ ہم نے قیاس کیا کہ یہہ لوگ غنیم کے آدمی تو نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اوّل تو روسی اور رومانوی گدہوں کو استعمال میں نہیں لاتے۔ دوم اُن کو تاریکی میں مقام مذکور کی طرف خفیہ جانیکی کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم اگر وہ دشمن ہی ہوں تو محولہ بالا صدا اُن کا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ شبخون مارنیکی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور اگر ہم نے اُسکے ارادوں پر پانی پہیر دیا تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی نیکنامی نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ ہم آٹھوں افسر چوکی سے چار پیدل سپاہی۔ ایک کارپورل دو چرکس اور آوارہ گرد کتوں[۱] میں سے جو خود بخود ہمارے کیمپ کے ساتہہ مانوس ہو گئے تہے تین کو لیکر بڑی احتیاط و خاموشی اور سرعت کے ساتہہ اس طرف کو جو بتائی گئی تہی چل پڑے پھسلنی پگڈنڈیوں پر دس منٹ چلنے کے بعد جب ہم ذرا ٹھہرے تو ہم کو اپنی دائیں طرف سے دو سو گز کے فاصلہ پر گاڑی کے پہیوں کی آواز سنائی دی۔ مسافت کا اندازہ آواز سے کیا گیا تہا۔ رات تاریک اور علاقہ کوہستانی ہونیکی وجہ سے میدان نگاہ محدود تہا۔ ہم ایک بلندی پر جسکی چوٹی پر درخت تہا پہونچے ایک سپاہی درخت پر چڑہ گیا اور اطلاع دی کہ ورتیسرا کے راستہ پر لالٹینوں کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ یہہ گانوں بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ پر واقع تہا اور اُس پر رومانوی قابض تہے چرکسوں کی رہنمائی سے جو قرب وجوار سے واقف تہے۔ ہم اُن شب گردوں سے پہلے اُنکے راستہ سے پرے جا کر جہاڑیوں کے پیچہے اُنکے انتظار میں جا کہڑے ہوئے۔ کتے بہی اس

[۱] یہہ کتے ایسے مخلوط النسل تہے کہ کسی خاص قسم یا نوعیت کا کوئی امتیاز ان میں نہیں رہ گیا ہوا تہا اور تقریبًا ویسے ہی تہے جیسے کہ عمومًا مشرق کے آوارہ گرد کتے ہوتے ہیں۔ مصنف۔

تماشا میں پوری سرگرمی سے شریک ہوگئے اور بالکل خاموش رہے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد آخر جماعت قریب پہونچگئی اور جو کچھ اُسکا تھوڑا بہت ہمیں نظر آیا۔ اُس سے ہمارے شبہات کی تصدیق یا کم از کم اِس قدر معلوم ہوگیا کہ یہہ راہرو سپاہی نہیں ہیں جب وہ ٹھیک ہماری کمینگاہ کے مقابل آگئے تو ہم ان پر اچانک کود پڑے اور ایک گولی سر کرنیکے بغیر کل ٹولی ہمارے قبضہ میں آگئی۔ اُنکے پاس تین گاڑیاں تھیں۔ دو کے آگے گدہے اور ایک کے سامنے کتے جتے ہوئے تھے جنکو سرسری نظر سے دیکھنے پر یہی معلوم ہوگیا کہ اُن میں رائفلیں اور کپڑے بھرے ہوئے ہیں جماعت میں دس مرد اور تین عورتیں تھیں۔ اِن سب کی مشکیں کس لینے کے بعد ہم چوکی کو پیچھے ہٹے۔ وہاں الاؤ کی روشنی سے گاڑیوں کی پڑتال کرنے پر ظاہر ہوا کہ اُنمیں میدان جنگ سے جمع کیگئی ہوئی چیزیں بار ہیں۔ اُن بیرحموں نے مقتولین و مجروحین کے جسموں سے بھی کپڑے اُتار لئے ہوئے تھے۔ کیونکہ نصف مقدار خون آلودہ زیریں ملبوسات کی تھی جنمیں سے اکثر نہایت نفیس کپڑے کی افسرونکی پوشاکیں تھیں۔ یہہ ابلیس سیرت انسان کفار مجروحین کے کپڑے بھی اتار لیتے ہیں۔ اِن لوگوں کے چہرے نہایت مکروہ۔ بدشکل اور وحشیانہ تھے۔ وجیہہ میں جاکر سب کی تلاشی لیگئی تو اُنکے غلیظ اور بوسیدہ و دریدہ کپڑوں سے۔ انگشتریاں جیبی گھڑیاں۔ زنجیریں آویزے متعدد ممالک کے سکے نوٹ۔ پاکٹ بکیں اور دستاویزیں برآمد ہوئیں۔ عورتوں کے کپڑے سخت میلے اور پھٹے ہوئے چہرے خونخوار۔ حرکات وحشیانہ اور گفتگو نہایت فحش تھی تیشکل و شباہت اور قطع وضع سے وہ قطعاً بنی آدم معلوم نہیں ہوتی تھیں حتی کہ انکو دیندے سے کہنا دیندوں کی ہتک ہے۔

کل قیدیوں نے ایک کے سوا سوالات کا جواب دینے سے قطعی انکار کردیا۔ یہہ شخص ایک نوعمر یانی تھا اور کل جماعت میں اُسکی شکل ہی کچھہ آدمیوں سے ملتی جلتی تھی۔ اُس نے مخلصی کی امید سے جو کچھہ ہم چاہتے تھے ہمیں بتا دیا۔ ان میں سے ایک ترک اسباقی جیسی ہنگری۔ سربی۔ رومانوی یہودی اور بلغاری تھے۔ عورتوں میں سے دو جپسی اور ایک سربین تھی۔ اِن سب کو سُنا دیا گیا کہ صبح اُنہیں پھانسی دیدیا جائیگا۔ یہہ سُنکر اُنکا استقلال غائب ہوگیا۔ اور وہ رونے دہونے چیختے چلانے اور قسمیں کہانے لگ گئے۔ اکیلا ترک البتہ خاموش اور ثابت قدم رہا۔ دوسروں کی بزدلی کے مقابلہ پر اُسکی وضع کمال مردانہ معلوم ہوتی تھی۔ شور و غل سُنکر کرنیل اور کئی دوست افسر جنمیں جنکیت بھی جو زنانہ گھگرا اور کاسکی ٹوپی پہنے عجیب شکل بنائے ہوئے تھا شامل تھا موقعہ پر پہنچ گئے اور دو کمپنیاں بھی شور و غل کو غلطی سے دشمن کی شبخون کے متعلق سمجھہ کر صف بستہ باہر نکل آئیں۔ اِس

اجارضی گرفتہ اور تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر پھر پکڑ لیے گئے
کرنیل نے اُن کو اسی وقت پھانسی دیدینے کا حکم دیدیا۔ اور میدان جنگ کے تیرہ انسانی جسم ایک قطار
میں پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔ میں اس مہیب نظارہ کی کیفیت سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرتا۔ اور فقط
اسی پر کفایت کرتا ہوں کہ جنگ کے دوران میں جسکی مہیب نظارے تعداد میں کچھ کم نہ تھے۔ میں نے جو بدترین ہولناک منظر دیکھے
ازانجملہ ایک یہہ بھی تھا۔ انکو یہہ سزا بالکل واجبی ملی تھی۔ یہہ بدبخت زخمیوں کو بھی مادرزاد برہنہ کر دیتے
انگشتریوں کیلیئے زندہ اشخاص کی انگلیاں کاٹ دیتے اور بالیوں کو کھینچکر اُنکے کان پھاڑ ڈالتے۔

۱۴ ستمبر کو کوئی واقعہ نہ گذرا۔ نہ کوئی کام کرنا پڑا۔ صرف مورچے کے معمولی کام سرانجام دیے گئے
۱۵ ستمبر کو پلٹن کے نقصانات کی فہرست مکمل کرلیگئی۔ کیونکہ لڑائی سے بعد کی دو دنوں میں بھٹکے ہوئے
سپاہیوں کی متعدد جماعتیں پہونچ گئی تھیں۔ فہرست کی ایک صاف نقل ہیڈکوارٹر کو بھیجدیگئی۔ اس امر
کے ثبوت میں کہ وہ دوسری جگہ لڑے ہیں۔ اکثر بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے پاس تحریری تصدیقیں یا اس
امر کے اُنکے پاس گواہ موجود تھے۔ جو گواہ یا سندیں نہ رکھتے تھے اُن پر فراری یا بزدلی کا الزام لگایا گیا۔ مگر
میرے خیال میں سرسری تحقیقات کے بعد انکو بری کر دیا گیا تھا۔ فتح کی خوشی میں اکثر گناہوں سے درگذر
کیجاتی ہے۔ اُس دن کیمپ میں معلوم ہوا کہ ارخانیہ پلیونا کا درمیانی سلسلہ تاربرقی کاٹ دیا گیا ہے اور
ارخانیہ سڑک پر غنیم کی کیولری قابض ہو گئی ہے۔ اس سے ہم کو کسی قدر تشویش پیدا ہو گئی۔ راہو وا۔
لوم پلنکہ اور ویڈن سے آمد و رفت کے منقطع ہو جانے سے ہمیں اتنا تردد نہ ہوا تھا۔ ان مقامات میں تو ہمیں
کی ضروریات سے کم فوج متعین تھی اور ان میں صرف وہیں کی فوجوں کیلیئے رسد وغیرہ کا سامان تھا بنابریں
ہم کو وہاں سے مدد پہونچنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسکے برعکس ارخانیہ میں تیسری لڑائی سے بہت عرصہ پہلے سے
زبردست کمکی فوج جمع اور گوداموں کی مقدار کثیر فراہم ہو رہی تھی۔ سڑک کی مسدودی کی وجہ سے آذوقہ
کی مقدار کم اور ہر چیز میں کفایت شعاری کی سخت تاکید کر دیگئی۔ ہم اس انقطاع سے کل دنیا سے بے تعلق ہو گئے
تھے۔ مگر سپاہ کو اپنے سردار پر کامل بھروسا اور اسباب کا پختہ یقین تھا کہ پاشا موصوف یہہ صورت کبھی
دیر تک قائم نہیں رہنے دینگے۔ اس توقع میں سپاہ کو مایوس نہ ہونا پڑا۔ سپاہیوں کی طبیعتیں شگفتہ۔ اخلاقی حالت
عمدہ اور نظام و باقاعدگی قابل تعریف تھی۔ اسکے بخلاف خود روسی اس امر کے معترف ہیں کہ انکی
سپاہ میں ٹوٹل بن کے آنے تک جسکی شہرت اور مستعدی نے فوج کا اوسان پھر قائم کر دیا تھا عجب بد مزگی اور بے دلی چھائی رہی۔

۱۴ ستمبر سے لیکر جنگ کے اختتام تک فریقین بلاناغہ ہر روز ایک دوسرے پر گولہ باری کرتے رہے۔ مگر ستمبر اور اکتوبر میں رات کے وقت کم گولہ باری ہوئی۔

پلیونا کیمپ کی صحت کے بگڑ جانے سے تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اسہال کی مرض خوفناک حد تک بڑھ گئی تھی اور ہیضہ اور وبائی بخار سے بھی اکثر شخص بیمار ہو گئے تھے۔ ۱۶ ستمبر سے بارش از سر نو شروع ہو جانے سے موسم خنک ہو گیا۔ ہوا بھی تیزی کے ساتھ چلنی شروع ہو گئی جو زیادہ تر شمالی ہوتی تھی۔ موسم تقریباً ایک ہفتہ تک برابر یکدر اور غلیظ رہا جس سے فوج کو سخت تکلیف اور بے آرامی ہوئی۔

۱۷ ستمبر کو کیمپ میں عجیب افواہ پھیل گئی کہ انگلستان نے روس کے ساتھ اعلان جنگ کر کے اپنی فوج کے دو ڈویژن بھیجے ہیں جو پلیونا کی مدد کیلئے قسطنطنیہ پہونچکر وہاں سے بھی آگے چل پڑے ہوئے ہیں۔ اس خبر سے چند گھنٹوں تک فوج میں بے اندازہ خوشی پھیلی رہی۔ مگر اُسکی بے بنیادی جلد واضح ہو گئی۔ اُسی دن دوسری افواہ یہہ سننے میں آئی کہ عثمان پاشا پلیونا کو چھوڑ کر لوکوونتسا اور ارخانیہ کو چلے جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

۱۸ کو رومانویوں نے قائل طابیہ سے باش طابیہ پر حملہ کیا۔ میری پلٹن آخر الذکر مورچہ کو بھیجی گئی۔ مگر دشمن ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گیا تھا۔ غنیم نے حملہ سخت تیزی سے کیا تھا اور محافظین نے بھی ویسی ہی جانفشانی سے مدافعت کی تھی۔ اس معرکہ میں ترکوں کے ایک سو اور رومانویوں کے پانچسو مقتول و زخمی ہوئے۔ اس دن کے مُردے بھی تیسری لڑائی کی لاشوں کے ساتھ جن پر ہزاروں گدہ اور کتّے جمع رہتے تھے پڑے رہے۔ جو سپاہ لڑائی میں شریک ہوئی تھی اُسے تھوڑی دیر سستانیکا موقع دینے کیلئے میری پلٹن کو خندقوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا۔ یہہ دشمن کی قریب ترین چوکیوں سے سو گز کے فاصلہ پر نہیں ہیں۔ ہم توپوں سے خندق کے کنارہ پر چڑھ گیا اور اسکی سزا میں ٹانگ پر گولی کھائی۔ اس گولی کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ وہ قائل طابیہ کی خندقوں سے نہیں بلکہ دور کے فاصلہ سے آئی ہوگی۔ گولی تو لگ کر گر پڑی مگر اُسکی نوک سے کپڑے کا کچھہ ٹکڑا جلد کے نیچے گوشت میں تھوڑا سا آگے جا کر وہیں اٹک گیا۔ جس سے کسی قدر درد اور بے چینی سی ہونے لگ گئی۔ جب ڈاکٹر آیا تو اُس نے چالاکی سے چاقو کا شگاف دیکر ٹکڑے کو نکال دیا اور زخم کو دہو کر پٹی باندھ دی۔ اس سے تھوڑی دیر تک بہت خون بہتا رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد مجھے معدہ میں سخت درد ہونے کے ساتھ ہی اسہال بھی شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر نے یہہ دیکھکر کہا "آج آ غرسیا"

(اسہال) کے ڈراؤنی لفظ سنا دیئے جس پر مجھے اسیوقت مجروحین کے ساتھہ گاڑی پر ڈال کر پلیونا بھیج دیا گیا۔ میں بالکل لاچار اور بےبس ہو رہا تھا۔ اور وہ سخت بیتاب کرنے ہی تھی۔ لیکن راستہ میں نقاہت و ضعف سے مجھہ پر بیہوشی سی طاری ہوگئی۔ اور اس طرح میں راستہ کی تکلیفوں کو محسوس کرنے سے بچا رہا صبح میں نے گو بقال روا کتا رہا تھا۔ بے تحاشا پہل کھالیئے تھے۔ اس امر نے متعدی و متعفن ہوا اور زخم کی حرارت کے ساتھہ ملکر میرے قیاس میں اسہال پیدا کر دیا تھا۔

شہر میں پہنچنے پر مجھے بخار کے مریضوں کے ہسپتال میں بھیجدیا گیا۔ وہ ایک مسجد میں قائم کیا گیا تھا اور اُسوقت اس میں دو سو مریض تھے۔ یہاں کیا ہے جن ڈاکٹروں کی گنجائش تھی۔ اگرچہ انکو میدانی یا فوجی ہسپتال کی بھی دیکھہ بھال کرنی پڑتی تھی تاہم وہ شفایاب سپاہیوں اور ملکی آدمیوں کی امداد سے اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے تھے پھر بھی اسجگہ مجھے ایسی سخت تکلیف ہوئی کہ اُسکا بیان کرتے ہوئے روح کانپ جاتی ہے۔ ان ڈاکٹروں میں سے ایک جرمن تھا۔ کونین۔ افیون کا ست اور بالعموم کل ادویات کمیاب ہوگئیں۔ کیونکہ روسی کیولری نے ان اشیاء کی قافلہ کو راستہ میں پکڑ لیا تھا۔ کل کیمپ میں برانڈی کا قطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ غذا بھی وافر نہیں ملتی تھی۔ اور جس قدر ملتی تھی اس میں بھی نمک بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔ دشمن نے قند مصالح اور نمک کی ہماری لو گاڑیاں سڑک پر سے قابو کرلی تھیں نمک کی قلت کم و بیش لڑائی کے آخیر تک رہی۔ اور اسکی فاقہ کشی باقی تمام قسم کی فاقوں سے بدترین قسم کی تھی۔ روپیہ کی بیقدری اُن دنوں میں مجھہ پر اچھی طرح سے واضح ہوگئی۔ میں نے نمک کی چند چٹکیوں کیلئے خفیہ طور پر ۲۵ قرش (چار شلنگ ہنس یعنی تقریباً لله روپیہ) دیئے۔ کچھہ عرصہ بعد سو روپیہ پر بھی ایک تولہ نمک دستیاب نہیں ہوسکتا تھا۔ اکثر مریض صرف مقوی غذا نہ ملنے کے باعث مر گئے معمولی حالات میں وہ یقیناً صحت یاب ہوجاتے۔ مگر سختیوں اور تکلیفوں کی فہرست یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی۔ اسی اُوپر سنئے۔ مکان سرد۔ ہوا مرطوب اور متعفن (کیونکہ سخت جد و جہد اور نگرانی کے باوجود بھی ایسی جگہ جہاں سینکڑوں آدمی اسہال کے مریض بھرے ہوں۔ ہمیشہ صفائی نہیں رہ سکتی) بستروں کی یہہ کیفیت کہ پتھر کے فرش پر جانوروں کی کھالیں ان پر چٹائی پھر ایک ایک کمبل اُس پر مٹھی بھر گھاس اور چند چیتھڑے بچھے ہوتے تھے۔ سینکڑوں بیمار چاروں طرف موجود۔ باوجود فتح کے مطلع تاریک اور مایوسی بخش۔ ان باتوں کے علاوہ میری نسبت یہہ بھی یاد رکھہ لیا جائے کہ اسہال کے ساتھہ ہی میں زخمی بھی تھا۔ اور پھر ناظرین کو میرے رنج و آرام اور قلق کا کچھہ اندازہ ہوسکیگا

تیسری لڑائی کے زخمی ابھی تک پلیونا ہی میں تھے۔ کیونکہ ارخانیہ کا راستہ بند ہونیکی وجہ سے بدستور سابق انکو وہاں نہیں بھیجا جاسکتا تھا۔ اعلیٰ ڈاکٹر حاسب بک ہم کو ہر روز دیکھنے آتے۔ اور کل طبی محکمہ کے ملازم حتی الامکان پوری سعی کرتے۔ بایں ہمہ ہماری حالت قابل افسوس تھی۔ لیکن یہ انکا قصور نہیں تھا۔ شہر میں مصنوعی سید اور دم پھونک کرنیوالے بھی موجود تھے۔ عام سپاہی بالخصوص ایشیائی علاقوں کے رہنے والے انکا ادب کرتے اور ان پر اعتبار رکھتے تھے۔ حکام انکی دوکانداری میں دست اندازی نہیں کرتے تھے۔ لیکن انہیں نسخہ یا دوائی دینے کی قطعًا ممانعت تھی۔ علماء اور درویش صرف دم درود سے چنگا بھلا کر دینے کے مدعی تھے۔ مریضوں میں کئی وحشی اور وبائی بھی تھے یہ تیسری لڑائی کے تپ زدہ اسیر تھے۔ وہ ہسپتال کے علیحدہ کونہ میں تھے۔ اور ان پر یکساں شفقت و نوازش کیجاتی تھی۔

میں اپنے روپیہ سے نہایت ہی گراں نرخ پر اکثر چیزیں خریدتا رہا۔ مثلاً ایک مچہ بھر برانڈی کیلئے دس یا ستر ہ ایک شلنگ دس پنس خرچ کرنے پڑتے تھے۔ میری ایک رفیق لڑکی بھی جو شہر میں رہتی تھی ایک دوسرے آدمی کے ہاتھ جسے طمع دیکر اس نے رازدار بنالیا تھا مجھے ہر قسم شوربا۔ پورٹ وائن۔ انگوری شراب انڈے اور گندمی آٹے کی میٹھی بسکٹیں بھیجتی رہتی تھی۔ ان خریدی اشیاء سے میری مضبوط قوا بیماری پر غالب آگئی۔ اور چوتھے دن اٹھ کر میں آہستہ آہستہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر کی سہ پہر کو گو مجھے حرکت کرنیکا حکم نہیں تھا۔ میں اس نیت سے باہر نکل آیا کہ کسی سواری کو تلاش کرکے اپنے مورچہ کو چلا جاؤں۔ کیونکہ بخار زدہ جاں نصیب اور درد و تکلیف سے بےچین مریضوں کے متعفن جہنم نما ہسپتال کے مقابلہ پر جہاں ہر روز کئی مرتے رہتے تھے اور ہر وقت جان سے بیزار بیمار اس میں ڈھاریں مارتے رہتے تھے مجھے اپنے مورچہ کی بے آرام اور سیدھی سادی خوابگاہ جو برسات میں اور بھی بے آسائش ہوگئی تھی ہزار گنا بہتر بلکہ پورا بہشت معلوم ہوتی تھی۔

جب میں لاٹھی کے سہارے جو ایک ہمدرد مزدور نے مجھے اپنے باغ سے کاٹ دی تھی شہر کے وسط میں قوناق کے قریب پہنچا۔ تو چند افسران نے جو گودام کے انتظام پر مامور تھے میری نقاہت پر رحم کھاکر مجھے مدعو کیا اور ہر ایک نے اپنے کھانے سے کچھ کچھ حصہ نکال کر میرے سامنے کافی کھانا رکھ دیا ہم کھانے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ باہر عام ہلچل پڑ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ارخانیہ کا کالم اس فوج کی مدد سے جو شیر کے آنے کے لئے بھیجی تھی۔ دشمن کی صفوں اور مورچہ بندیوں کو چیرتا ہوا

پلیونا کے قریب پہونچ گیا ہے۔ اور سامان کی جو مقدار کثیر اُسکے ہمراہ تھی اُسے کوئی آسیب نہیں پہونچا۔ یہہ سنتے ہی فی الفور قہوہ تیار کیا گیا اور باقیماندہ سگرٹ تقسیم کر لئے گئے۔ کیونکہ اب کفایت شعاری کی کوئی ضرورت نہیں رہگئی تھی۔ اپنے میزبانوں کے کہنے پر میں چند گھنٹے تو آفاق میں رہکر دریچہ میں بیٹھا ہوا سگرٹ پیتا اور بیرحم بارش کو جس نے مکان کے سامنے کے چھوٹے سے چوک کو جہاں مینہہ کی وجہ سے کوئی آدمی نہیں رہ گیا تھا پتلے سے کیچڑ کی جھیل بنا دیا تھا باچشم نیم باز دیکھتا رہا۔ آندھی زور سے چل رہی تھی۔ اور اس سے پھٹ کر تاریک بادل جو فی الواقع ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ طرح طرح کی عجیب غریب اور بانیڈی بھنڈی شکلیں بنا رہے تھے۔ موسم منقبض۔ سرد اور پژمردہ کرنے والا تھا۔ الغرض یہہ دن موسم خزاں کے اُن دنوں میں سے تھا جنمیں انسان اپنے کمرہ کے دریچے بند کر کے خوشگوار لیمپ کی روشنی میں آتشدان کے قریب مگن ہو کر بیٹھے رہنے سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں دیکھتا۔ مگر میں حسان نصیب ان آسایشوں اور آراموں پر رشک بھرے دل سے غور و فکر کرتا ہوا اس بے رونق اور ہوادار کمرہ میں جو دن کو محاربہ گورنر کے دفتر اور رات کو بارہ ایک آدمیوں کی خوابگاہ کا کام دیتا تھا ٹھہر رہا تھا۔

شام کے قریب میں نے خیال کیا کہ اگر مورچہ میں پہونچنے کیلئے آج کوئی سواری تلاش کرنی ہے تو اب چلدینا مناسب ہے۔ ہسپتال واپس جاتے ہوئے مجھے اپنے ساتھیوں کی ہنسی اور کھیل سے جن میں سہ پہر کو رخصت ہوا تھا ڈر آتا تھا۔ اور بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ آخر عزم بالجزم کر کے میں نے اپنا کوٹ اپنے گرد لپیٹ لیا اور لاٹھی کے سہارے مکان سے نکل پڑا۔ مگر گاڑیوں کے اڈے کی طرف بمشکل دو سو گز گیا ہونگا کہ کچھ تو نقاہت سے اور کچھ زمین پھسلنی ہونے سے زمین پر دھم سے گر پڑا۔ اور گرتے ہی ٹخنہ کی موچ بھی نکل گئی۔ جوں توں کر کے اٹھا تو سہی۔ لیکن پاؤں زمین پر رکھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ تاہم بصد مشکل لنگڑاتا ہوا قریب ترین مکان کی بارک تک پہونچا اور شدنی واقعات کے انتظار میں ہو بیٹھا۔ درد سخت بیکل کر رہی تھی کوئی مونس و غمگسار پاس نہ تھا۔ تمام جسم کیچڑ میں لتھ پتھ۔ بارش کہتی تھی۔ ابھی سارا زور ختم کرتا ہے اور تھوڑے سے دیر گرتے کے ساتھ ہی اسہال کا دورہ یکبارگی پھر شروع ہو گیا۔ مجھہ سے قریب ہی ایک مکان پر ہلال احمر کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ میرے پاس سے ایک شخص گذرا اور وہ مجھے اس ہسپتال میں لیگیا۔ یہہ ایک جرمن ڈاکٹر کا ہسپتال تھا اُسکا نام غالبًا لینگ تھا۔ خوش قسمتی سے اس میں ایک بستر خالی تھا۔ ایک مریض ابھی فوت ہوا تھا۔ اُسے اٹھا دیا گیا۔ اور بستر کو ضابطہ پورا کرنیکے لئے برائے نام جہاڑ جھٹک کر مجھے اس پر

لٹا دیا گیا۔ گرنے سے ٹانگ کا زخم بہی کہل گیا تہا۔ ڈاکٹر نے ٹخنہ کو دہو کر اُس پہ پٹی باندہ دی اور ٹانگ
والے زخم کو بہی درست کر دیا۔ اسہال کو روکنے کیلئے خواب آور دوائی کی بہت سی خوراک کہلا دی گئی۔
جس سے بالکل آرام ہو گیا۔ رات کو وافر اور عمدہ کہانا دیا گیا۔ اُسی وقت میں نے فوج کے قدموں کی
آہٹ سنی۔ معلوم ہوا کہ ارخانیہ کالم کا ہراول دستہ چلا آ رہا ہے۔ طلوع فجر کے وقت مغرب میں آدہ گھنٹہ
گولہ باری ہوئی۔ اُسوقت کالم کا قلب روسی کیولری سے مصروف کارزار تہا۔ ۴ ستمبر کی دوپہر کو کالم
شہر میں پہونچ گیا۔ جہاں اُسکا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا گیا۔ میں اس ہسپتال میں غالباً ایک ہفتہ
ٹھہرا۔ اس میں پچاس مریض تہے۔ جن میں سے دس میرے کمرہ میں تہے۔ غذا بہر وافر و عمدہ ملنی شروع ہو گئی تہی۔
بلکہ اشیاء مفرح زندگی کو برانڈی۔ شوربا دودہ۔ قہوہ بہی تقسیم کی گئیں۔ ادویات کافی تہیں۔ معالجہ عمدہ اور
غور سے ہوتا تہا۔ خدمت اوسط درجہ کی ہوتی تہی۔ کیونکہ دو شفایاب سپاہیوں کے سوائے جو طبابت سے
ناواقف اور جن پر طاقت سے زیادہ کام رہتا تہا ڈاکٹر کے پاس کوئی معاون مدد دینے کے لئے نہ تہا۔ اور
ایک معمر ترک مزدور کے سوائے جو بظاہر شرارت اور بدی کا پتلا معلوم ہوتا تہا۔ مگر کام رحم کے فرشتہ سے
اچہا کرتا تہا اور کوئی خدمتگار ہسپتال بہر میں نہ تہا۔ اسی بوڑہے محب وطن باشندے کبہی کبہی آکر مدد دیجاتے
تہے۔ اور دو ہٹے کٹے نوجوان بلغاری بہی بیگاری پکڑ کر اُسکے ماتحت کر دئے گئے تہے۔ انکو کسی شرارت
کی پاداش میں فرش صاف کرتے رہنے کی سزا دی گئی تہی۔ دونوں عیسائی تہے اور عیسائی اس بات کو فراموش
نہ کریں اور ہر وقت اُنکے منہ سوجے رہتے تہے۔ انکے دلوں میں اس قدر کینہ و بغض بہرا ہوا تہا کہ ایک دفعہ ان
میں سے ایک نے جبکہ اُسے خیال تہا کہ اُسکو کوئی نہیں دیکہہ رہا۔ ناقابل اعتبار سنگدلی سے کام لیکر ایک عضو
بریدہ بیہوش مریض کو زور سے ٹہوکر لگا دی۔ اس سفاکی پر اُسے مکان کے عقب کے صحن میں چند سپاہیوں کے
گروہ سے جنکو تاکید کرنیکی ضرورت ہی نہ تہی بید لگوائے گئے۔ اسبات کی نگرانی میرے ذمہ کی گئی کہ سزا
کی تعمیل میں کوئی فرق نہ آئے۔ یہہ بتانیکی تو شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جیسی سرگرمی اور دلی خوشی
سے میں نے اس کام کو سرانجام دیا۔ ویسی سرگرمی سے کبہی کوئی کام نہیں کیا۔ حرامی کی ایسی خبر
لی گئی کہ وہ کئی ہفتوں تک کروٹ نہ بدل سکا۔

اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو میرا خیال ہے کہ یکم اکتوبر تک میں تینوں بیماریوں ٹانگ کا زخم ٹخنہ
کی موچ اور اسہال کی کمزوری سے بحالت اگر ایک گاڑی پہ جو تلی لیجا رہی تہی اپنے مورچہ کو واپس چلا گیا۔

میری عدم موجودگی میں ہمارا کپتان اُس زخم سے جو اُسے دوسری لڑائی میں پہونچا تھا صحت یاب ہوکر ارخانیہ کالم کے ساتھ صوفیا سے پلیونا آگیا تہا۔ اور کمپنی پہر اُسکی کمان میں علی گئی تہی۔ میں نے اپنے پرانے سکوئیڈ کی کمان لیلی جبکہ اُنہی دنوں پہ تراب جو دریغلا شفا یاب ہوگیا تہا محمد سردر مرحوم کی سکوئیڈ پر اور آصف کلار سکوئیڈ پر تہا یعنی ہماری کمپنی میں پہر پورے پانچ افسر ہو گئے تہے۔ اور میری کپنی کمان مسیتالوں کی سہ ہفتیں کے ماسوا ۲۴ اگست سے ۱۸ ستمبر تک ۴۵ دن میرے پاس رہکر ختم ہو گئی تہی۔

یہہ انتظام عرصہ تک قائم نہ رہا۔ ۷ اکتوبر کو جس دن پہلی مرتبہ برف پڑی اور جو لڑائی کے آخر اور اس سے بہی بعد تک برابر پڑتی رہی کپتان ہماری ہی بلٹن کی ایک دوسری کمپنی میں جس میں افسروں کی قلت تہی تبدیل کردیا گیا۔ اور میں تیسری مرتبہ کمپنی افسر ہوکر آخری ہلہ تک یعنی نومبر میں آٹھہ دن کی بیماری کو جبکہ ہسپتال میں رہا وضع کرکے ۷ اکتوبر سے ۱۰ دسمبر تک ۵۶ دن اس عہدہ پہ قائم رہا۔ میرے والا اسکوئیڈ اور کلار سکوئیڈ ملاکر ایک کردیئے گئے۔ بیماری اور لڑائی کے نقصانات سے کمپنی میں ایک سو دس آدمی باقی رہگئے تہے۔ ان کو تین دستوں میں بانٹ دیا گیا۔ اول سکوئیڈ تیمور کے ماتحت دوم تراب کے پاس اور تیسرا آصف کے ماتحت تہا۔ شروع نومبر تک میری کمپنی کی جمعیت اور ترتیب یہی رہی۔

یکم اکتوبر سے غنیم کی فوجوں نے ہمارے مورچوں کے قریب پہونچنا اور اپنے کیمپوں کو مورچہ بند کرنا شروع کردیا (اب تک اُنہوں نے کوئی مورچے نہیں بنائے تہے) اور جلد ہماری کمپ کے محاذی نیم دائرہ کی شکل میں جو ہمارے کمپ سے تقریباً ہم مرکز تہا بجانب شمال مقام بیودا سے چلکر قائلی ٹابیہ۔ گریویتزا۔ اور رادی شیو ہوتے ہوئے جنوب میں کرسیتو ونیتز تک اُنہی مورچوں کی لین تیار کرلی۔

اس موقعہ پر ارخانیہ کے کمکی کالم کے کارناموں کا خلاصہ درج کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی مصافی ترتیب اور جنگی صف بندی حسب ذیل تہی۔

کمانڈر:۔ جنرل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر:۔ لفٹننٹ کرنیل عزت بک

اول بریگیڈ:۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر ادہم پاشا[1]

اول رجمنٹ: کمانڈر۔ لفٹننٹ کرنیل علی محمد بک

---

[1] یہہ وہی ادہم پاشا ہیں جو بعد ہشہر کے تہہ پر فاتح اور فاتح تہسیلی کے معزز خطاب سے مشہور ہیں۔ مترجم۔

۴- پلٹنیں

دوم رجمنٹ :- کمانڈر- لفٹنٹ کرنیل نصوح بک

۴- پلٹنیں

دوم برگیڈ :- کمانڈر- برگیڈیر حقی پاشا

سوم رجمنٹ :- کمانڈر- لفٹنٹ کرنیل ایوب بک

۴- پلٹنیں

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل طاہر بک

۴- پلٹنیں

ریزرو - ۵ پلٹنیں - کمانڈر - کرنیل ولی بک

کیولری - ۶ رسالے نظامیہ - کمانڈر - کرنیل بکر بک

آرٹلری - دو باتریاں - فی باتری ۶ توپ - ایک باتری ۶ پونڈر اور دوسری ۴ پونڈر توپوں کی -

انجنیراں - دو کمپنیاں

میزان - ۲۱[۱۳] پلٹنیں اور ۶ رسالے یعنی دس ہزار آدمی اور بارہ توپیں جنکی تحویل میں پانچسو گاڑیاں رسد کی - پچاس گاڑیاں توپخانہ کے گولہ بارود کی - پانچ سو بارکش گھوڑے اور دو سو گاڑیاں فوج پیدل کے کارتوسوں کی - اور دو ہزار شاخدار مویشی خوراک کے لئے تھے -

کالم ۱۷ ستمبر کی صبح کو بترتیب ذیل ارخانیہ سے چلا :-

ہراول یا طلیعہ

کمانڈر - برگیڈیر ادہم پاشا

نائب کمانڈر - لفٹنٹ کرنیل عزت بک

چار رسالے سواروں کے -

[۱۳] ان میں سے ۲ نظامیہ - تیرہ ردیف اور دو مستحفظ تھیں - مصنف -

دول بریگیڈ - ۶ پلٹنیں -

ایک ثلث باتری - دو توپیں (۳ پونڈر)

دو کمپنیاں انجنیروں کی -

قلب

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

نائب کمانڈر :- بریگیڈیر حقی پاشا

سوم رجمنٹ :- ۳ پلٹنیں

ایک رسالہ سواروں کا

چھکڑوں اور گھوڑوں و مویشی کی قطار -

ایک باتری - چھ توپیں (۶ پونڈر)

ریزرو - پانچ پلٹنیں

عقب

کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل طاہر بک

چہارم رجمنٹ - ۳ پلٹنیں

دو ثلث باتری - ۴ توپیں (۳ پونڈر)

ایک رسالہ سواروں کا -

کالم ارخانیہ سے تین دن میں بمقام طلش پہونچا - کیونکہ موسم خراب - زمین کیچڑ دار اور نیز روسیوں نے کئی پل مسمار کردیئے ہوئے تھے طلش کے قریب غنیم نے سڑک کا بہت سا حصہ اس میں گڑھے اور خندقیں کھود کر اور درختوں کو اس پر گرا کر ناقابل گذر بنا دیا ہوا تھا - چنانچہ ۲۰ر کی شام کو وہاں پہونچکر احمد مصطفی پاشا کو قیام کرنا پڑا - اور جب تک انجنیر سڑک کو درست کرتے رہے فوج اپنی حفاظت کیلئے مورچہ بنا کر انکی پناہ میں رکی رہی - ۲۱ر کو روسیوں نے حملہ کیا جسمیں انکو پسپا کر دیا گیا - ۲۲ر کی صبح کو غنیم کے حملہ کو پھر پسپا کر کے کالم نے کوچ شروع کر دیا - سڑک کے دونوں پہلوؤں پر اور عقب میں دشمن کی کیولری کی زبردست جمعیتیں موجود تھیں لیکن سامنے کیطرف کے علاقہ اور سڑک پر کوئی دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا - احمد حفظی پاشا نے اسکے

تدارک کیلئے کالم کی ترتیب کو بدل دیا۔ اول بریگیڈ کی پانچ پلٹنیں مقدمۃ الجیش سے عقب میں کر دیگئیں اور ادہم پاشا کو کمانڈر بنا دیا گیا۔ اس سے کالم کی ترتیب اب اس طرح ہو گئی ۔

مقدمۃ الجیش یا ہراول کمانڈر ۔ عزت بک

ایک پلٹن ۔ چار رسالے ۔ دو توپیں

قلب ۔ کمانڈر حفظی پاشا

۸ پلٹنیں ۔ ایک رسالہ ۔ ۶ توپیں اور قطار

عقب ۔ کمانڈر ۔ ادہم پاشا

۸ پلٹنیں ۔ ایک رسالہ ۔ چار توپیں ۔

۲۲ کی دوپہر کو ہراول مقام گورنا دوبنیک پہونچا ۔ اور جبکہ قلب اور قطار ابھی وہاں داخل ہو رہی تھی رومیوں نے عقب پر حملہ کر دیا ۔ لڑائی رات کے نو بجے تک ہوتی رہی ۔ اسکے بعد غنیم پیچھے ہٹ گیا ۔ ترکوں کیطرف خفیف سا نقصان ہوا ۔ البتہ ادہم پاشا زخمی ہوئے ۔ دشمن کی بیس توپیں آٹھ گھنٹے گولہ باری کرتے رہنے کے باوجود تقریباً کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں ۔

دوسرے دن (۲۳ ستمبر) مقام دولنا دوبنیک سے جہاں وہ دستہ جسے عثمان پاشا نے احمد حفظی کی پیشقدمی میں مدد دینے کیلئے بھیجا تہا شب باش ہوا تہا ۔ نظام کیولری کا ایک رسالہ پہونچگیا ۔ کمکی دستہ کی جمعیت حسب ذیل تھی :۔

کمانڈر :۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

انفنٹری :۔ ایک بریگیڈ جس میں چھ پلٹنیں تہیں ۔

کیولری :۔ دو رسالے نظامیہ سواروں کے ۔ اور دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے ۔

آرٹلری :۔ ایک باتری ایسی توپخانہ کی جسکی توپیں ۴ پونڈر تہیں ۔

میزان ۔ ۶ پلٹنیں ۔ ۱۲ رسالے یعنی جملہ چار ہزار آدمی اور چھ توپیں ۔

یہہ فوج مختصر سی سخت معرکہ آرائی کے بعد دولنا دوبنیک پر قابض ہوئی تھی ۔ اس فوج سے احمد حفظی پاشا کے ساتھہ آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہو گیا تہا اور سڑک کہل گئی تہی ۔ احمد حفظی نے ۲۳ کو دولنا پہونچکر اپنے ہراول کو قطار کا کچھہ حصہ دیکر اسی رات پلیونا کو بہیجدیا تہا جو طلوع فجر سے پہلے پہونچگیا تہا

قلب ۲۴ کو علی الصباح غنیم سے آدہ گھنٹہ گولہ باری کرتا رہا کر دوپہر کو کل قطار صحیح سالم پلیونا میں پہونچا گئی
رستے میں ایک چھکڑہ بھی ضایع نہ ہوا۔ اس مہم میں اول سے لیکر آخر تک ترکوں کے کالم سے پچاس آدمی شہید اور
زخمی ہوئے۔ کالم کے ساتھ جو گاڑیاں تھیں اُنکی قطار دس سے لیکر بارہ میل تک لمبی تھی جس طویل
قطار کی پیشقدمی کو ۴ ہزار روسی اور رومانوی سوار اور اُنکی چالیس توپیں نہ روک سکیں[۱۰۲]۔ پلیونا کی ترکی فوج کی

[۱۰۲] اس موقع پر میں روسی اور رومانوی کیولری کی کارگذاری جو اس نے دریائے وِد کو عبور کرنیکے دن یعنی ۸ ستمبر سے
لیکر اس دن یعنی ۱۰ اکتوبر تک جبکہ اُسکی مستعدی کا عملی لحاظ سے دریا وِد کے بائیں ساحل پر خاتمہ ہوگیا۔ ترکی پلیونا
فوج کے عقب میں کی تاریخوار مجملاً بتا دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ میں نے یہہ خلاصہ جرمن مورخ ثرو تہا اور روسی مورخ
کروپاٹکن کی تحریرات سے اخذ کیا ہے۔

روسی جنیل لوشکاریف کے ماتحت جو ۱۹ ستمبر تک کماندر رہا۔ آٹھہ رجمنٹیں کیولری، اور ۴۰ توپیں تھیں یہہ
فوج ۷ ستمبر کی شام کو بمقام ریبنیا جمع کیگئی تھی۔

۸ ستمبر کو یہ فوج وِد کو عبور کرکے مقام طرسن طینیک پہونچی۔ اور ڈولنا ٹشروپولی۔ گورنا ٹشروپولی۔ اور ڈولنا دوبنیک
پر قبضہ کرلیا۔ اُسی تاریخ اُسکا اُس ترکی فوج سے مقابلہ ہوا۔ جو سلیمان بک نے اوپانسز سے دچولن بھیجی تھی

۹ ستمبر اُس ترکی فوج سے منفرق طور پہ مصاف کی جو اوپانسز اور وِد کے پل سے بھیجی گئی تہی۔

۱۰ ستمبر کو جنرل لیونتیف کے کیولری ڈویژن (چار رجمنٹیں اور اٹھارہ توپیں)، نے جو روسی فوج کے بائیں بازو سے
تعلق رکہتا تہا۔ بمقام مدیون۔ وِد کو عبور کیا۔

۱۱ ستمبر کو یعنی تیسری لڑائی کے پہلے دن غنیم کے اِن دونوں دستوں میں تعلق قائم ہوگیا اور گورنا دوبنیک سے لیکر وِد
کے پل کے قریب تک ارخانیہ سڑک پر قبضہ کرلیا گیا۔

۱۲ سے لیکر ۱۸ ستمبر تک یہہ کیولری ڈولنا ٹشروپولی سے لیکر براہ دولنا دوبنیک مدیون تک ربع دائرہ کی
شکل میں بیکار متعین رہی۔

۱۹ ستمبر کو جنرل لوشکاریف کی جگہ اعلیٰ کمان جنرل کریلو کو دیگئی۔ اور مزید کیلوں سے اسکی ماتحت فوج کی جمعیت
۱۷ رجمنٹوں اور ۳۴ توپوں تک ہوگئی۔ لوشکاریف چار رجمنٹیں لیکر اس کہلے میدان میں جو ارخانیہ سڑک اور روسی فوج کے بائیں
بازو کے درمیان تہا متعین ہوگیا۔ اور لیونتیف روسی یسار کی حفاظت کیلئے چار رجمنٹیں لیکر بمقام بوغوت۔ ۲۰ ستمبر کو ایک دستہ
(۲۴ رسالے ۱۸ توپیں)، کرنیل طوطولمین کے زیر کمان تلشن کے قریب جا میں پہونچا۔

جمیعت ۲۴ ستمبر کے بعد حسب ذیل تھی:- ۶۳ پلٹن انفنٹری - ۲۵ رسالے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲ - ۱۱ ستمبر کو طوطول بین نے بمقام طاشش احمد حفظی کے کالم پر حملہ کیا اور پسپا کر دیا گیا۔

۲۲ ستمبر کو طوطول بین پھر حملہ کر کے ترک اٹھا کر طاشش سے روانہ ہوگیا اور گورنا دوبنیک کے قریب کریلو کو جس کے پاس کیولری کا بڑا حصہ تھا جا ملا۔ کریلو نے بھی ترکوں پر حملہ کر کے شکست کھائی۔ اُدھر اُس فوج نے جو پلیونا سے بھیجی گئی تھی یعنی عطوف کے کالم نے کریلو کے اُس دستہ کو جو ڈولنا ڈوبنیک میں تھا شکست دیکر وہاں سے بھگا دیا۔ اور گورنا و ڈولنا دونوں مقام پر ترک قابض ہو گئے۔

۲۳ ستمبر کو کریلو کے لئے دشمن کی دو طرفہ زد میں آجانیکا خطرہ پیدا ہوگیا جس پر وہ بسرعت تمام خود طرستنیک کو پیچھے ہٹ گیا۔ اور ڈولنا نشرو بولی کے قریب ایک بریگیڈ اور ایک باتری چھوڑ گیا۔ اِدھر احمد حفظی پاشا کا کالم ڈولنا دوبنیک میں پہونچکر عطوف کے کالم سے آملا۔

۲۴ ستمبر کو ترکی کالم اُسی روسی دستہ سے جسے کریلو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ قدرے بالمقابل گولہ باری کرنیکے بعد اپنی بھیڑ طویل اور بوجھل قطار کو لیکر بخیریت پلیونا میں پہونچ گیا۔

کیا کسی نے شطرنج کی ایسی عجیب غریب بازی دیکھی ہے جیسی کہ ایک طرف جنرل کریلو اور دوسری طرف احمد حفظی اور عطوف کے دستوں میں ہوئی ؟

۲۵ ستمبر کو کریلو نے راہوو اپرد ہا واکر کے پلیونا اور وڈن کا سلسلہ تابعی کاٹ دیا۔

۲۶ ستمبر کو اُس نے قصبہ مذکورہ پر چند گولے پھینکے۔ اور جب دوسری طرف سے کمال مستعدی کے ساتھ جواب ملا تو پیچھے ہٹ گیا۔ اور رپورٹ کی کہ میں نے شہر کو اِسلئے نقصان پہونچانا پسند نہیں کیا کہ اُس میں بہت سے عیسائی باشندے تھے"

۲۷ سے لیکر ۲۹ ستمبر تک فوج مذکورہ چارہ کیلئے رہنیا کو جاکر وہاں رہی۔ اور پھر ۳۰ کو وہاں سے طرستنیک کو چلی گئی۔ ونیولا اس دستہ نے ۷ آٹھ رسالے اور ۱۰ توپیں جسے کریلو کرنیل لیوس کے زیر کمان ڈولنا نشرو بولی میں چھوڑ گیا تھا۔ رسد کے چند قافلے جو ارخانیہ سے پلیونا کو آرہے تھے پکڑ لئے۔ ان میں سو گاڑیاں آٹے کی۔ پانسو شاخدار مویشی اور کونین و نمک کا ذخیرہ تھا۔ آخر الذکر دونوں چیزوں کے ضایع ہونیکا سب سے زیادہ افسوس ہوا۔ کیونکہ اُنکی پہلے ہی سے قلت ہورہی تھی۔

یکم اکتوبر کو ڈولنا نشرو بولی کے قریب جہاں کریلو سپہ سالار کے حکم سے گیا تھا فریقین میں سخت معرکہ آرائی

کیولری اور ۵۰۰ چرکس - ۱۴ باتریاں توپخانہ - ۳ کمپنی انجنیران

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۳- ہوئی- اس میں زک اٹھاکر وہ پہر طرستنیک کو ہٹ گیا- اور دونوں شتر و پولیوں پر ترک قابض ہو گئے- جنکو ایک ہفتہ بعد انہوں نے خودبخود چھوڑ دیا تھا-

۲ر اکتوبر کو لیوس کا دستہ طلش اور رادومرتزی پہونچگیا- اس نے کئی پلوں کو مسمار کیا اور صوفیا- پلیونا کی کی ڈاک کو پکڑ لیا-

اس ڈاک میں ایک خط میرا بھی تھا جو چار مہینوں کے بعد خدا کی قدرت سے کسی طرح خارکوف پہونچگیا اور وہاں روسیوں نے پڑھ لینے کے بعد میرے حوالہ کر دیا- لیکن ان کو اس تکلیف کا کوئی معاوضہ نملا- اس میں صرف والدہ کی طرف سے بزرگانہ نصیحت اور یہہ خبر درج تھی کہ گہر کا طوطی مر گیا ہے-

۳ر سے ۵ر اکتوبر تک لیوس رادومرتزی میں اور کریلو کیولری کا بڑا حصہ لیکر طرستنیک اور اس کے قرب جوار میں رہا- جو کام (یعنی ارخانیہ کیطرف فوج اور سامان رسد وغیرہ کو پلیونا نہ پہونچنے دینا) پہلے بارہ رجمنٹوں کے سپرد تہا- اب اس پر صرف دو رجمنٹیں مقرر کیگئی تھیں- مگر بقول کروپاٹکن کے- اب یہہ کام لیوس ایسے بہادر اور دلیر کمانڈر کے ہاتھہ میں تہا- جس نے ان دو رجمنٹوں سے تھوڑے ہی دنوں میں بہت کچھہ کر دکھایا- یہہ کریلو غریب کیلئے سخت خفت کا باعث تہا-

۶ر اکتوبر کو لیوس پر سامنے سے شفقت پاشا کے کالم نے اور عقب سے اس فوج کے طلیعہ یا ہراول نے جو پلیونا سے بہیجی گئی تہی حملہ کر کے اسکو ایسے نرغہ میں ڈال دیا کہ وہ بڑی ہنرمندی سے دریائے عسکر کو عبور کرکے مقام جیماکو واکو بہاگ گیا-

۷ر اکتوبر کو ترکوں نے دونوں دیہوں طلش- رادومرتزی- اور لوکووتسز اپر قبضہ کر کے انکو مورچہ بند کر لیا- اور کریلو اس کام میں جو اسے سپرد کیا گیا تہا (یعنی کمک و سامان پلیونا نہ پہونچنے دینے میں) بالکل ناکامیاب رہا- بالفاظ دیگر آٹھہ ہزار نہایت ہی اعلٰی ترتیب یافتہ اور بخوبی مسلح روسی سوار ایسے علاقہ میں (جیسا کہ پلیونا سے جنوب مغرب اور مغرب کا علاقہ فی الواقع تہا) جو کیولری کے لئے بہت مناسب ہی نہ تہا بلکہ وہاں کی تین چوتہائی آبادی بہی انکی ہوا خواہ اور مذہب و زبان میں انکی شریک اور قرابتی تہی- دو کالموں کو جنمیں سے ایک میں سترہ اور دوسرے میں اکیس بلٹنیں تہیں اور جن دونوں کے ساتھہ دس سے لیکر پندرہ میل تک لمبی سامان و رسد کی بوجہل قطاریں تہیں مطلقاً نہ روک سکے-

جملہ ۴۳ ہزار آدمی اور ۴۰۸ توپیں۔ نقصانات اور مریضوں کو منہا کر کے ۸ر اکتوبر تک بھاری یہی جمعیت رہی۔[۱۰۳]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴۔ ۷ر اکتوبر سے لیکر ۲۴ر اکتوبر تک جبکہ روسی لائن کے اس حصہ پر گورکو مامور کیا گیا روسیوں نے پلیونا کے مغرب میں کوئی کاروائی نہ کی۔

روسی افسروں کی کمزور کاروائی اور انتظامات کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ ان کو (بالخصوص لوشکاریف اوسکربلو کو) حتی الامکان "اپنے آدمیوں کا بچاؤ" کرنے کے لئے کہا گیا تہا۔ اِس حکم کا دوسرے لفظوں میں یہہ مطلب ہوسکتا ہے کہ گویا ہمیشہ "اپنے آدمیوں کا بچاؤ اور صرفہ کرنا" افسروں کا فرض نہیں ہے۔ حکم دہندگان کو یہہ خیال نہ ہوا کہ زبردست اور ہوشیار دشمن کے مقابلہ پر خونریزی کے بغیر فتح حاصل کرنا ناممکن ہے اور یہہ کبھی ممکن نہیں کہ جب تک انسان کے پاس ہتھیار موجود ہیں خونریزی نہ ہونے دیجائے۔ ترکی انفنٹری کی سریع آتشباری کی غنیم کے دل میں ہیبت بیٹھہ گئی تھی۔ اور اسی آتشباری کے نقصانات سے ڈر کر کربلو کو کام مفوضہ کی تندی سے تعمیل کرنیکی کوشش کرنیکا حوصلہ نہ تہا۔ اور اسی خوف کی وجہ سے اُس نے اِدھر اُدھر تانا بانا لگائے رکہنے کے داؤگھات اختیار کرلئے اور صرف چہوٹے چہوٹے معرکے کئے حالانکہ مطلوبہ مدعا فقط عام محاربوں اور سرگرم مصافوں سے حاصل ہوسکتا تہا۔ سوا اسکے بہاووں اور حملوں کا بہی وقت نہیں گنتا۔ اب بہی ہر محاربہ میں اکثر ایسے موقع آ پہونچتے ہیں جن میں صرف کیولری ہی فتح و شکست کا تصفیہ کرسکتی ہے۔ ایسے نازک اور تصفیہ کن موقع کو صرف آدمیوں کے بچاؤ کے خیال سے کہو دینا صریح حماقت ہے انسان کی زندگی کی اُسیوقت کچہہ قدر و قیمت ہوسکتی ہے جبکہ وہ درست موقع پر قربان کردیجائے۔ جو شہنشاہ لڑائی کا خود ہی بانی مبانی ہو کر اُسکا اعلان کرے اور پہر اپنے جنرلوں کو آدمیوں کے بچاؤ کی ہدایت کرے وہ محض دیوانہ ہے۔ مصنف

[۱۰۳] انفنٹری کی ۴۲ پلٹنوں میں سے ۵ نظامیہ ۲۰۔ ردیف اور دو مستحفظ تہیں۔ کیولری میں ۱۲ رسالے نظامیہ سوار کے اور دو رسالے عثمانیہ کاسکو کے۔ اور دس رسالے والنٹیری مجاہدین کے تہے۔ توپخانہ میں سات باتریاں میدانی توپخانہ کی (جنکی توپیں ۴ پونڈر تہیں) چار باتریاں چار پونڈر توپوں کی اسپی توپخانہ کی۔ اور ۳ باتریاں ۳ پونڈر توپوں کی کوہی توپخانہ کی تہیں۔ فی پلٹن بالاوسط ۵۰۴ سے لیکر پانسو کس۔ فی رسالہ اسّی کس۔ فی باتری اکیسو سے لیکر ایک سو بیس۔ اور فی انجنیری کمپنی ۱۶۰ آدمی تہے۔ مصنف

احمد حفظی پاشا کے کالم کے پہونچ جانیکے بعد ہمارے پاس چارہ کے سوائے ہر ایک چیز کی افراط ہو گئی - اس کمی کے پورا کرنے یعنی گہاس - بہوسہ اور اجناس دیہات ملحقہ سے فراہم کرنیکے لئے عثمان پاشا نے ۲۷ ستمبر کو ایک سبک سیر دستہ (کالم) تیار کیا جسکی جمعیت یہہ تہی -

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اول برگیڈ - کمانڈر - برگیڈیر حقی پاشا

۶ پلٹنیں

دوم برگیڈ - کمانڈر - کرنیل ولی بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے - زیر کمان کرنیل مکبک

ایک باتری (۶ پونڈر)

قطار تین سو خالی چہکڑے -

میزان - ۶ ہزار آدمی اور ۶ توپیں -

یہہ فوج پلیونا اور ودپل کے درمیان ۲۷ ستمبر کی شام کو جمع ہو کر ۲۸ کی صبح کو پل سے روانہ ہوئی اور غنیم کے علی الرغم جس نے ۲۸ اور ۳۰ ستمبر کو حملہ کر کے منہہ کی کہائی - ۲۸ ستمبر سے لیکر ۲ اکتوبر تک دونوں رودبنیکوں - دونوں نشر و پولیوں - طرنینیا - بلاسی و تنشر - قرطوشاون اور سدیون کے تمام ذخیرے وہ پلیونا میں لے آئی - ۳۰ ستمبر کو سخت لڑائی ہوئی تہی - اس میں ترکوں کے دو سو شہید و مجروح ہوئے - اور دو سو کے قریب روسیوں کے اس سے زیادہ ہلاک ہوئے - ان دنوں میں تین سو چہکڑے پانچ سے سات مرتبہ تک بہر کر لائے گئے -

ارخانیہ سڑک ۷ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک کھلی رہی - اس اثنا میں گودام کی اکثر چہوٹی چہوٹی قطاریں اور ایک بڑی قطار پلیونا میں پہونچی - آخر الذکر شفقت پاشا کے زیر کمان کالم کی حفاظت میں آئی تہی - یہہ کالم ۵ اکتوبر کو ارخانیہ سے روانہ ہوا تہا - اور اسکی ترتیب و جمعیت یہہ تہی -

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن شفقت پاشا

اول برگیڈ :- کمانڈر - برگیڈیر حسین وصفی پاشا

۶ پلٹنیں

دوم بریگیڈ - کمانڈر - بریگیڈیر عمر ظفر پاشا

۶ پلٹنیں

رینڈو - زیر کمان لفٹنٹ کرنیل پرتو بک

۹ پلٹنیں (جن میں سے ۶ طلش میں چھوڑ دی گئی تھیں)

کیولری زیر کمان لفٹنٹ کرنیل شفقی بک

۸ سوچرکس

آرٹلری :- دو باتریاں (۲۰ پونڈر)- (یعنی بارہ توپیں جنمیں سے ۴ طلش میں چھوڑی گئیں)

قطار :- پانسو چھکڑے رسد کے - چار سو بارکش گھوڑے کارتوسوں کے - چار ہزار شاخدار مویشی -

میزان - ۱۲ پلٹنیں یا ۱۶ ہزار آدمی اور بارہ توپیں[1]

شفقت پاشا کے پاس سلطان المعظم کا دستی ایک خط بھی تھا جس میں عثمان پاشا کو غازی کا خطاب عطا کیا گیا تھا -

۶ اکتوبر کو کالم نے دشمن کی کیولری (کرنیل لیوس کے دستہ) سے لڑائی کر کے اُسے بھگا دیا - ۸ کو وہ طلش پہونچا جسے مورچہ بند کر کے اس میں ۶ پلٹنیں اور چار توپیں مامور کر دیگئیں - برف پڑنی شروع ہو گئی تھی اور سڑکوں کی حالت سخت خراب تھی - برف کئی دنوں تک زمین پر منجمد رہی - بعض جگہ اسکی نہ بارہ سے لیکر اٹھارہ انچ تک موٹی تھی - چنانچہ گو روسیوں نے چنداں زبردست مزاحمت نہ کی - سفر پھر بھی شدید اور سخت مشکلات سے خالی نہ تھا - اسی تاریخ طلش کے قریب کالم اور روسیوں میں پھر معرکہ آرائی ہوئی

۷ اکتوبر ہی کو پلیونا سے ایک کالم نصف راستہ میں شفقت کو جا ملنے کیلئے بھیجا گیا تھا - اسکی جمعیت حسب ذیل تھی -

کمانڈر : جرنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اول بریگیڈ - زیر کمان بریگیڈیر حقی پاشا

---

[1] اکیس میں سے تین نظامیہ - ۱۲ ردیف - پانچ مستحفظ - اور ایک معاونین یا مجاہدین کی تھی یعنی اسکو سپاہی ان تینوں قسموں میں سے کسی سے متعلق نہ تھے - مصنف -

۶ پلٹنیں

دوم بریگیڈ۔ زیر کمان ولی بک

۶ پلٹنیں

سوم بریگیڈ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل عزت بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے } زیر کمان کرنیل بکر بک
دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے

دو باتریاں (۶ پونڈر)

میزان - ۲۰ پلٹنیں - ۱۸ رسالے - جملہ نو ہزار آدمی اور بارہ توپیں

دونوں کالم طلش اور گورنا دوبنیک کے درمیان آپس ہیں ملاقی ہوئے - اور ۱۸ اکتوبر کو شفقت پاشا اور اُنکے کالم کا حصہ کثیر کل گاڑیوں کو صحیح وسلامت لیکر پلیونا میں پہونچگیا - راستہ میں ایک گاڑی ضایع نہ ہوئی - آدمی بھی معدودے چند ضایع ہوئے - اور وہ بھی زیادہ تر راستہ کے حوادث یا سردی سے - افغانیہ کے بہادر اور ہوشیار کمانڈر کی بابت پلیونا میں بڑی دھوم دھام اور بڑی جوشی سے آؤ بھگت کیگئی - کیونکہ یہہ اُسی کے طفیل تھا کہ جب ہم پلیونا میں آئے تھے ہمارے پاس تمام ضروریات احتیاج کی افراط رہتی رہی ہے -

سڑک اب پھر کھل گئی تھی اور تار برقی کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا ۱۸ اور ۲۴ اکتوبر کے درمیان تقریباً ہر روز گودام اور رسد پہونچتی رہی - گو مزید کمک کوئی نہ آئی پلیونا کے معمولی اور فوجی ہسپتالوں کو خالی کرکے زخمیوں بیماریوں اور قیدیوں کو ارخانیہ کے راستہ صوفیا بھیجدیا گیا -

شفقت پاشا نے **غازی عثمان** اور اُنکے افسروں سے متواتر مشورے کئے - سب سے بڑی دقت پاشا موصوف کو گاڑیاں حاصل کرنے میں درپیش آرہی تہی - اردگرد کا تمام علاقہ اس قسم کی گاڑیوں سے خالی کر دیا تھا - پھر بھی اکثر جگہ غلہ باربرداری کی قلت کی وجہ سے کھیتوں پر ہی سڑ رہا تھا - اس قلت کے ساتھ ہی موجودہ چھکڑوں کے مالک اُنکی واپسی کیلئے اُسکے گم کا ہار ہو رہے تہے - علاوہ بریں شفقت کی ایک بڑی شکایت یہہ بھی تہی کہ ملکی دسول حکام سے کافی اور مناسب امداد نہیں ملتی جتنی کہ اُسے کئی دفعہ ارخانیہ

کے قائم مقام اور اُسکے ماتحتوں سے دو بدو ہونا پڑا۔ افسوس کا رنامیں ایسا اکثر ہوتا ہے کہ گھر میں بیٹھے رہنے والے قلم اور سیاہی کے بہادر اور صفحہ قرطاس کے نبرد آزما اُس کام کو جسے مردانِ جانباز شمشیر اور رائفل سے اپنی جانوں - اعضا اور صحت کے بدل میں سرانجام کرتے ہیں بگاڑ دیتے ہیں۔

ناظرین کو فوج کے رسد و خوراک بہم پہونچانیکے اہم اور مشکل کام کا کچہہ اندازہ اس سے ہو جائیگا کہ پلیونا فوج کی ایک ہفتہ کی خوراک رسد کی ۲۵۰ گاڑیاں اور ایک ہزار شاخدار مویشی تہے۔ چارہ - پارچات - اسلحہ - کارتوس اور گولہ بارود اسکے علیحدہ رہے۔

شفقت پاشا چند کمپنیاں اور سواروں کا ایک دستہ لیکر ۹ اکتوبر کو ارخانیہ کی طرف واپس چلے گئے۔ راستہ میں ایک روسی قافلہ جس میں ۱۵ ہزار بھیڑیں اور بیل تہے اُنکے قابو آگیا جسکا کچہہ حصہ اُنہوں نے پلیونا بھیجدیا پلیونا فوج کی جمعیت اس کمک سے یہہ ہوگئی تہی :- ۴۸ پلٹنیں انفنٹری - ۲۵ رسالے کیولری - ایک ہزار چرکس (۱۲ رسالے)، ۱۶ باتری آرٹلری - ۳ کمپنی انجنیران - ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین ایک رسالہ (سوار) مجاہدین) جملہ ۴۸ ہزار آدمی اور ۹۷ توپیں[۵]۔ اس سے زیادہ جمعیت پلیونا فوج کی کسی وقت نہ ہوئی۔ اور ۲۴ اکتوبر تک جبکہ روسیوں نے ترکی کیمپ کا حالہ تکمیل کرکے پلیونا کا دوسرا یعنی واقعی محاصرہ شروع کیا یہی جمعیت رہی۔ اس محاصرہ میں کبھی کچھہ رخنہ نہ پڑا۔ اور وہ فقط اُسوقت ختم ہوا جبکہ ۱۰ دسمبر کو محصورین نے حملہ کیا۔ ڈولنا دوبنیک کی ترکی فوج ۲۷ اکتوبر کو پلیونا میں داخل ہو گئی۔ گورنا دوبنیک اور طلش غنیم نے ۲۴ اور ۳۰ اکتوبر کو لیلیئے - اور وہاں کی ترکی فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اکتوبر کے

---

[۵] میں نے ۱۳ ستمبر سے لیکر ۹ اکتوبر تک کے نقصانات کا اندازہ دو ہزار کرکے اُسے منہا کرنیکے بعد یہہ جمعیت تحریر کی ہے۔ چرکسوں کی تعداد ۱۲ سو کے بجائے ایک ہزار اسلئے دی ہے کہ ان میں سے کئی سو حصار سے پہلے اپنے ساتھ کو لوٹ کر منتشر ہو گئے تہے۔ ۴۸ پلٹنوں میں سے ۲۸ نظامیہ - ۴ ردیف - مستحفظ اور ایک معاونین کی تہی۔ انجمن اتحاد عثمانیہ کے والینٹروں یعنی مجاہدین کی پلٹن میں زیادہ تر صوبہ بلگیریا کے مسلمان باشندے تہے۔ اس نام کی انجمنیں سلطنت کی حفاظت کیلئے سلطان المعظم کے تمام ممالک محروسہ میں حال میں قائم ہوئی تہیں۔ سوار مجاہدین کا رسالہ دو دنیا سے آیا تہا۔ یہہ مجاہدین (سوار و پیادہ) ہیڈ کوارٹر کے پہرہ اور اردل کا کام دیتے تہے۔ میں نے انکو انفنٹری اور کیولری میں شامل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ کسی جنگی ترتیب اور صف آرائی میں داخل نہیں تہے اور بالکل الگ رکہے گئے تہے۔ مصنف -

[۱] یہہ شہر صوبہ مقدونیا میں سالونیکا سے بجانب شمال مغرب تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سالونیکا مناستر ریلوے لائن پر واقع ہے۔ مترجم

آخر میں پلیونا فوج میں ۶۷ پلٹنیں اور ۸۸ توپیں رہگئیں۔ ۸۴ پلٹنیں اور ۹۶ توپیں جو کہ ۸ر ۱۰ر اور ۲۴ر اکتوبر کے درمیان پلیونا فوج کی جمعیت تھی۔ اسطرح تقسیم کیگئی ہوئی تھیں۔

مقام	پلٹنیں	رسالے	توپیں	کمانڈر
پلیونا کیمپ	۶۷	۲۱	۸۶	عثمان پاشا
ڈولنا دوبنیک	۵	-	۲	ولی بک
گورنا دوبنیک[۱]	۶	۴	۴	احمد حفظی پاشا
طلش	۶	-	۴	حقی پاشا
میزان	۸۴	۲۵	۹۶	

طلش اور ارخانیہ کے درمیان ارخانیہ کے سٹرک کے ضروری مقامات پر شفقت پاشا نے اپنی مقیمی ڈویژن میں سے فوجیں مامور کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ہر مقام پر دو سے لیکر تین تین تک پلٹنیں اور دو سے لیکر چھ چھ تک توپیں تھیں۔ اس طرح سے سٹرک مذکورہ پر ترکی فوج جدول مندرجہ ذیل کے مطابق منزل بمنزل مقیم ہوگئی تھی ان منزلوں کے علاوہ مقامات۔ اطروپول۔ طاش کسن۔ کوماتزی اور ستر بکل[۲] میں بھی ہر ایک میں شفقت پاشا نے ایک سے لیکر تین تین تک پلٹنیں اور دو سے لیکر چھ چھ تک توپیں مقرر کر رکھی تھیں۔ انکے علاوہ مقام موسومہ دمر کوپی[۳]

[۱] گورنا دوبنیک میں ضابطۂ حفاظت (محافظ) کی بھی چند کمپنیاں تھیں۔ وہاں کی مقیمہ پلٹنوں میں سے ایک کے سپاہی جو مستفظ تھی ایشیائی قبیلہ رمیک کے آدمی تھے جب ۲۴ر اکتوبر کو روسیوں نے دھاوا کرکے اس مقام کو فتح کیا تو ان لوگوں نے عجیب استقلال اور جوانمردی سے شجاعت بہت دی تھی۔ مصنف

[۲] ستر بکل ایک دوسرے درجہ کے اسی نام کے درہ کے جنوبی دامن میں واقع ہے۔ وہ بلقان کے تمام دروں میں سے مشہور ترین اور بہترین درہ بابا قوناق کے قریب ہونے کی وجہ سے گم نام سا ہو رہا ہے لیکن اگر روسی چاہتے تو وہ بابا قوناق کو پہلی طرف سے جا گھیرنے کیلیے اس درہ سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ گو انہوں نے ایسا کبھی نہ کیا ہو گیا۔ فسر شکی پاشا بابا قوناق کے فتح ایک برگیڈ کا کمانڈر تھا۔ مصنف

[۳] یہ وہ دمر کوپی نہیں۔ جو ودہ کے بائیں ساحل پر پلیونا سے بجانب شمال سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس نام کی لفظی معنی آہنی موضع کے ہیں بہت سے گاؤں ہیں۔ ایسے دمر کوپی (آہنی پل) بھی پکارتے تھے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ دونوں میں سے کونسا نام درست ہے۔ مصنف [۴] جنرل بیکر پاشا نے ترکی اور نیز ہندوستان کے صیغہ نکار پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مترجم

میں بھی جسکا کیمپ میں اکثر ذکر ہوتا تھا۔ مگر میں نے اسکو کسی نقشہ میں نہیں پایا۔ اور اسلئے اُسکے ٹھیک محل وقوع سے ناواقف ہوں دو پلٹنیں اور دو توپیں مقیم کیگئی تھیں۔

نام مقام و منزل	فاصلہ مابین ہر دو منزلوں کے میلوں میں	پلٹن	رسالے	توپیں	کل آدمی
پلیونا	۰	۶۷	۲۱	۸۶	۳۹۰۰۰
ڈولنا دوبنیک	۹	۵	۰	۲	۲۵۰۰۰
گورنا دوبنیک	۶	۶	۴	۴	۳۵۰۰۰
تلش	۶	۶	۰	۴	۳۰۰۰
رادومرتسنزی	۶	۳	۰	۶	۱۵۰۰
لوکووتسنزا	۳	۲	۰	۲	۱۰۰۰
یابلونتسزا	۱۴	۲	۲	۴	۱۰۰۰
ارخانیہ	۲۰	۱۲	۶	۶	۶۵۰۰
میزان	۶۴	۱۰۳	۳۳	۱۱۴	۵۸۰۰۰

صوفیا میں اسوقت صرف پانچ پلٹنیں۔ تین رسالے اور ۶ توپیں تھیں۔ شروع نومبر میں بابا قوناق درہ کے جنوب میں اُسکی اور صوفیا کے درمیان محمد علی پاشا کے زیر کمان کثیر التعداد فوج جمع ہوئی جس میں گو ۷ نومبر کو بھی ۳۴ پلٹنیں۔ ۲۸ رسالے اور ۶۷ باتریاں جملہ ۲۴ ہزار آدمی تھے۔ مگر وہ عثمان پاشا کی مدد نہ کر سکی۔ یہی وہ فوج تھی جسکو بڑے طمطراق سے "پلیونا کی کمکی فوج" کہا جاتا تھا۔ اور جسکی مدد پر پہونچنے کے اکثر لمبے چوڑے وعدے ہوتے رہتے تھے۔ مگر وہ افسوس آخری وقت تک بھی اس کام کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ میں اسے "بابا قوناق فوج" لکھونگا۔

۲۴ اکتوبر کو جو کل فوجیں برائے نام عثمان پاشا کے ماتحت تھیں اُنکی جدول میں ذیل میں درج کئے دیتا ہوں۔ گو اس دن محاصرہ کے کامل ہو جانے سے اُسکا باقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا تھا اور فی الواقع صرف پلیونا فوج اُسکی کمان میں رہگئی تھی۔

مقام	پلٹنیں	رسالے	توپیں	کمانڈر
پلیونا فوج	۸۴	۲۵	۹۶	عثمان پاشا
ارخانیہ مشرک بیر۔ راو و مزرزی سے ارخانیہ تک	۱۹	۸	۱۸	شفقت پاشا (مقیمہ ارخانیہ)
اطروپول	۲	-	۲	
دم کوئی	۲	..	۳	
طاش کسن وکورماتزی	۶	-	۶	محمد علی پاشا (مقیمہ صوفیا)
ستریگل	۱	..	۳	
صوفیا	۵	۳	۶	
راہووا	۵	-	-	محمد عزت پاشا مقیمہ ویڈن
لوم پلنکہ	۳	-	-	
شمال مغربی سرحد	۴	-	-	
ویڈن	۱۲	۱	۶	
میزان	۱۴۳	۳۷	۴۰	

پلیونا کمپ کے ۱۲ رسالے چرکسوں کے اور نیز راہووا۔ لوم پلنکہ اور ویڈن کی قلعجاتی آرٹلری ان اعداد میں نہیں شامل کی گئیں۔

۸ اکتوبر و ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء کے درمیان پلیونا فوج کی جنگی ترتیب اور صف آرائی حسب ذیل تھی۔[۱۳۳]

[۱۳۳] کئی شخصوں کے ایک ہی نام ہونیکی وجہ سے تمام افسروں کو تمیز کیلئے عموماً سیاہ و سفید کے خطاب دئے جاتے تھے۔ مثلاً قرہ محمد۔ آق علی۔ اکثر افسروں کے عرف مجھے یادداشتوں میں نہیں ملے۔ آسانی اور اختصار کیلئے بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے سلسلہ وار نمبر میں نے خود دیدئے ہیں۔ سرکاری مصافی ترتیبوں اور جنگی احکام میں ہر ڈوینن کے بریگیڈوں۔ اور ہر بریگیڈ کی رجمنٹوں کے نمبر ایک سے شروع ہوتے ہیں۔ افسروں کی قلت کے باعث بسطرح اکثر کمپنیاں لفٹنوں کے پاس اور پلٹنیں کپتانوں کے زیر کمان تھیں اسیطرح کئی رجمنٹوں پر کرنیل یا لفٹنٹ کرنیلوں

کمانڈر :۔ مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر :۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :۔ بریگیڈیران - امین پاشا و حسین صوفی پاشا - کرنیلان حمدی بک و خیری بک ۔ لفٹنٹ کرنیلان محمد ناظف بک و محمد بک ۔

اعلیٰ یاور :۔ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر کیولری :۔ کرنیل عثمان بک

کمانڈر آرٹلری :۔ بریگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر انجنیران :۔ لفٹنٹ کرنیل توفیق بک

کمانڈر ہیڈ کوارٹر :۔ لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک

کمانڈر قصبہ پلیونا :۔ لفٹنٹ کرنیل محمد حسین بک

اعلیٰ ڈاکٹر :۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویزن

(یہ ڈویزن اوپانتز سے باتس طابیہ تک کیمپ کی شمالی جانب پر مامور رہا تھا)

کمانڈر :۔ جرنیل ڈویزن عادل پاشا

اول بریگیڈ - زیر کمان بریگیڈیر صادق پاشا

اول رجمنٹ : زیر کمان کرنیل حافظ بک ۔ ۲ پلٹنیں

دوم ″ ″ لفٹنٹ کرنیل لطیف بک ۔ ۳

دوم بریگیڈ :۔ زیر کمان بریگیڈیر ادہم پاشا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ - کی کمی کی وجہ سے میجر کمانڈر مقرر تھے۔ میں نے بوجہ لاعلمی جن رجمنٹ کی کمانڈروں کے نام چھوڑ دئے ہیں۔ اُنکے کمانڈر باغلب جو میجر ہونگے۔ میں اس ترتیب مندرجہ بالا کی درستی کا پورا پورا یقین دلا نہیں سکتا کیونکہ میں نے اُسے نیم مکمل سی یادداشتوں کی مدد سے تیار کیا ہے۔ پلٹنوں کی جمعیتیں مختلف تھیں۔ فی پلٹن دو سو سے لیکر ہزار تک آدمی ہوتے تھے۔ پس اوسط جمعیت فی پلٹن ۵۰۰ تھی۔ کیولری اور آرٹلری جس طرح مختلف ڈویزنوں میں تقسیم کی گئی تھی اُسکے متعلق میرے پاس کوئی مصالح نہیں رہ گیا۔ اسلئے اُنکو میں نے یکجا بتا دیا ہے۔ مصنف

سوم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹنٹ کرنیل کاظم بک - ۳ پلٹنیں
چہارم " کرنیل خیری بک " ۳ "
سوم بریگیڈ :- زیر کمان کرنیل سلیمان بک
پنجم رجمنٹ :- زیر کمان ۳ "
ششم رجمنٹ " ۳ "
میزان ۱۸ "

دوم ڈویژن

(ابراہیم طابیہ سے لیکر وادی طلچنتہ اٹک کیمپ کی جنوب مشرقی جانب پر)

کمانڈر :- جنرل ڈویژن حسن صابری پاشا (زیر علاج) - قائم مقام بریگیڈیر عطوف پاشا

چہارم بریگیڈ :- زیر کمان بریگیڈیر عطوف پاشا
ہفتم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹنٹ کرنیل رودف بک ۳ پلٹنیں
ہشتم رجمنٹ :- " " ایوب بک ۳ "
پنجم بریگیڈ :- زیر کمان - کرنیل عمر بک
نہم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹنٹ کرنیل نصوح بک ۳ "
دہم " " " زینی بک ۳ "
میزان ۱۲ "

سوم ڈویژن

(طلچنتہ سے لیکر ودبل تک - جنوب اور مغرب کی جانبوں پر)

کمانڈر - بریگیڈیر طاہر پاشا

ششم بریگیڈ - زیر کمان - بریگیڈیر عمر ظفر پاشا
یازدہم رجمنٹ - لفٹنٹ کرنیل پرتو بک ۳ پلٹنیں
دوازدہم " " عبداللہ بک ۳ "
ہفتم بریگیڈ - کرنیل یونس بک

سیزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل طاہر بک ۳ پلٹنیں

چہاردہم " طلعت بک ۳ "

ہشتم برگیڈ :- کرنیل سعید بک

پانزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل علی محمد بک ۳ "

شانزدہم " ۲ "

میزان ۱۲ "

چہارم ڈویزن

(ڈولنا دوبنیک سے طلش تک - ارخانیہ سڑک پر)

کمانڈر :- جرنیل ڈویزن احمد حفظی پاشا

نہم برگیڈ :- برگیڈیر حقی پاشا

ہفدہم رجمنٹ ۳ پلٹنیں

ہشتدہم رجمنٹ ۳ "

دہم برگیڈ :- جرنیل ڈویزن احمد حفظی پاشا

نوزدہم رجمنٹ کرنیل ولی بک ۵ "

بستم " لفٹننٹ کرنیل عزت بک ۴ "

میزان ۱۴ "

پنجم ڈویزن

(ریزرو - پلیونا شہر اور از راہ احتیاط طابیون میں)

کمانڈر :- برگیڈیر توفیق بک

یازدہم برگیڈ :- برگیڈیر حسین وصفی پاشا

بست ویکم رجمنٹ - لفٹننٹ کرنیل خورشید بک ۵ پلٹنیں

بست و دوم " ۵ "

دوازدہم برگیڈ - برگیڈیر امین پاشا (زیر علاج)، قائم مقام لفٹننٹ کرنیل محمد لطف بک

بست و سوم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل محمد ناطف بک ۵ پلٹنیں

بست و چہارم " " " راسم بک ۵ "

میزان ۲۰ "

انفنٹری فوج کی جمعیت

اول ڈویژن - عادل پاشا (شمالی جانب) ۱۸ "

دوم " حسن صابری پاشا (جنوب مشرقی جانب) ۱۲ "

سوم " طاہر پاشا (جنوب اور مغرب کی جانبوں) ۱۷ "

چہارم " احمد مفظی پاشا (ارخانیہ سٹرک) ۱۷ "

پنجم " توفیق پاشا (ریڈو) ۲۰ "

میزان ۸۴ "

کیولری

کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

باقاعدہ یعنی نظامیہ کیولری :- کرنیل بکر بک

۱۳ رسالے (دو رجمنٹیں نظامیہ کیولری کے

۰ دو رسالے ۔عثمانیہ کاسکوں کے

معاون و بیقاعدہ کیولری ۔ لفٹننٹ کرنیلان شفقی بک و حقی بک

۰ا رسالے (ایک رجمنٹ سالونیکی مجاہدین کی)

۰۰۰ا چرکس (جو چھ چھ رسالوں کی دو رجمنٹوں میں منقسم تھے)

آرٹلری

کمانڈر :- بریگیڈیر احمد پاشا

۹ باتریاں میدانی توپخانہ کی - فی باتری ۶ توپیں - توپیں (۶ پونڈر)

۴ باتریاں اسپی " " " " (۴ پونڈر)

۳ باتریاں کوہی " " " " (۳ پونڈر)

میزان ۹۶ توپیں

انجنیران

۳ کمپنیاں۔ لفٹنٹ کرنیل توفیق بک

ہیڈ کوارٹر کا مجاہدی گارڈ

ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین اتحاد عثمانیہ } کرنیل محمد ناطف بک
ایک رسالہ (سوار) مجاہدین وودینا }

میزان کل پلیونا فوج

قسم	جمیعت	تعداد مردم
انفنٹری	۴۸ پلٹنیں	۳۸ ہزار
کیولری	۲۵ رسالے	۲ ہزار
چرکس	۱۲ "	۱ ہزار
آرٹلری	۱۶ باتنیاں	۲ ہزار
انجنیراں	۳ کمپنیاں	۲ سو
مجاہدین	ایک پلٹن و ایک رسالہ	۸ سو
زیر علاج شفایاب اور غیر مصافی		۴ ہزار
میزان		۴۸ ہزار

اکتوبر ۱۸۷۷ء کے آخیر میں پلیونا فوج کے مورچوں۔ ہر ایک کی محافظ فوج پیدل اور انکے کمانڈروں کی تفصیل حسب ذیل تھی۔[۱۳۴]

۱۳۴ میں نے مورچوں کے بالعموم وہی نام دیئے ہیں۔ جن سے ترک انکو پکارتے تھے۔ یہہ روسیوں کے مقرر کردہ ناموں سے مختلف ہیں۔ مثلاً ہم باش طابیہ۔ کو جو تیسرا مورچہ نمبر ۲ کو پکارتے تھے۔ اوسکر د پائکن جانق بابیہ مورچوں میں سے ایک کو باش طابیہ لکھتا ہے۔ یہہ غلطی باغلب جو کسی جاسوس۔ فراری یا اسیر کی عمداً یا سہواً غلط اطلاع سے روسی افسروں کو پیدا ہوئی ہوگی جن مورچوں کے مجھے ترکی نام یاد نہیں رہے۔ اونکے میں نے خود نام وضع کرکے لکھ دیئے ہیں (مثلاً بریستو وتز مورچہ۔ طرنینا سٹرک کا مورچہ) مصنف

اول ڈویژن (شمالی جانب)

مورچہ		تعداد		کمان
اوپانتز مورچہ	-	۲ پلٹنیں	-	سلیمان بک
بوکووا	″	- ۳	″ -	کاظم بک
ینی طابیہ[۱۳۵]	″	- ۲	″ -	خیری بک
جانق بایر مغربی مورچہ	-	۳	″ -	ادہم پاشا
جانق بایر مشرقی مورچہ	-	۲	″ -	لطیف بک
باش طابیہ	″	۲	″ -	حافظ بک

دوم ڈویژن (جنوب مشرقی جانب)

مورچہ	تعداد	کمان
خورم طابیہ	ایک پلٹن	-
ابراہیم ″	۲ پلٹنیں	رؤف بک
عطوف ″	۳ ″	عطوف پاشا
عمر ″	۳ ″	عمر بک
طاہر ″	۳ ″	نصوح بک

تیسرا ڈویژن (جنوب اور مغرب کی جانب میں)

مورچہ	تعداد	کمان
عیسیٰ طابیہ، قوانلق ″، باغلر باشی ″	ایک پلٹن	
میلاس ″	۱ ″	عبداللہ بک
طلعت ″	۱ ″	طلعت بک
یونس ″	۲ ″	یونس بک
کوچک[۱۳۶] ″	۱ ″	یونس بک

[۱۳۵] یہ مورچہ ۲۸ ستمبر اور ۱ اکتوبر کے درمیان جانق بایر کے مغربی ڈھلاو پر اس جگہ جہاں سے بینکو پولی سڑک گذرتی ہے شہر کی نگرانی کو بھی مد نظر رکھ کر بنایا گیا تھا۔ مصنف

[۱۳۶] یہ مورچہ اکتوبر کے آخری دنوں میں یونس طابیہ کی مزید حفاظت کیلئے جس پر روسی اکثر حملے کرتے رہتے تھے۔ اور جو دوسروں کی نسبت زیادہ بے پناہ تھا تیار کیا گیا تھا۔ مصنف

حاجی بابا طابیہ	الپٹن	علی محمد بک
غازی عثمان "	۱ "	طاہر بک
بریسیتو وتسز مورچہ	۱ "	-
طریتنا شرک کا مورچہ	۱ "	-
باغچہ طابیہ [ع۱۳۱]	۱ "	-
پرتو طابیہ	۲ "	پرتو بک
بلاسی واتز مورچہ نمبر ۱ / " " نمبر ۲	۲ "	-
ودپل کا مورچہ	۲ "	سعید بک
نماس گولہ طابیہ جنوبی / " شمالی	[ع۱۳۸] ۱ "	

چہارم ڈویژن (ارغانیہ شرک)

دولنا دوبنیک	۵ پلٹنیں	ولی بک
گورنا دوبنیک	۶ "	احمد حفظی پاشا اول کمانڈر۔ عزت بک دوم کمانڈ
طلبش	۶ "	حقی پاشا

پنجم ڈویژن (ریزرو)

ارابہ طابیہ	۵ پلٹنیں	حسین وصفی پاشا

[ع۱۳۱] اس مورچہ کے نام کی نسبت بہی گڑبڑ سی پڑی ہوئی ہے۔ باغچہ طابیہ کے معنی ہیں باغی باتری۔ روسی [illegible] اسی بانلر باشی طابیہ باغی مورچہ لکہتے ہیں۔ مصنف۔

[ع۱۳۸] نمبر ۵ تیسرے ڈویژن کے ۱۱۔ آخری مورچوں میں سے بعض نومبر میں جاکر تیار کئے گئے تہے۔ مگر میں نے تکرار سے بچنے کیلئے انکو اسیوقت فہرست میں درج کر دیا ہے۔ مجہو انکی تعمیر کی درست تاریخیں یاد نہیں تاہم اٹکل پچو یہ کہہ سکتا ہوں کہ ودپل کے مورچہ کے سوائے جو دوسری لڑائی کے وقت بنایا گیا تہا۔ باقی دسوں ۱۵ راکتوبر اور ۱۵ رنومبر کے درمیان تیار کئے گئے تہے۔ مصنف۔

احتیاط طابیہ	۵ پلٹنیں	توفیق پاشا
ہیڈ کوارٹر وحشتہ	۱ پلٹن	محمد ناظف بک
پلیونا شہر	۵ پلٹنیں	حسین بک
شہر اور تودیل کے درمیان۔	۵ پلٹنیں	راسم بک

۸ راور ۲۴ راکتوبر کے درمیان ارخانیہ سڑک کی چوکیوں سے تقریباً ہر ذرو رسد کی حفاظت کے متعلق فائدہ اٹھایا جاتا رہا۔ ہر منزل سے ایک دستہ ساتھ ہو کر قافلہ کو دوسری منزل پر پہونچا جاتا جس سے رسد قافلوں کیلئے خاص حفاظتی پہروں کی ضرورت نہ رہی۔ پلیونا سے بیماروں کی جو قطاریں ارخانیہ کو بھیجی جاتی تھیں انکے واسطے بھی یہی انتظام تھا۔

اُن اعلیٰ افسروں کی مندرجہ ذیل فہرست جو ۱۴ ستمبر سے ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء تک پلیونا فوج میں تھے میرے خیال میں ناظرین کیلئے بہت کچھ آگاہی اور دلچسپی کا باعث ہوگی۔

مارشل (مشیر) غازی عثمان پاشا۔

جرنیلان ڈویژن۔ عادل پاشا۔ احمد حفظی پاشا (۲۴ راکتوبر کو اسیر ہو گیا) حسن صابری پاشا (زیر علاج)

جرنیلان برگیڈ۔ طاہر پاشا (اعلیٰ سٹاف افسر) احمد پاشا (افسر توپخانہ) امین پاشا (زیر علاج) توفیق پاشا۔ حسین وصفی پاشا۔ ادہم پاشا۔ صادق پاشا۔ عطوف پاشا۔ عمر ظفر پاشا۔ حقی پاشا۔ (۲۸ راکتوبر کو اسیر ہوا)۔

کرنیلان۔ خیری بک۔ حافظ بک۔ عمر بک۔ حمدی بک۔ سلیمان بک۔ یونس بک۔ سعید بک ولی بک (افسر فوج سواران) بکر بک (افسر فوج سواران) حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر)

وحشتہ یہ اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی پلٹن ہے۔ جو ترتیب جنگی کی تفصیل میں پانچویں ڈویژن میں شامل نہیں کی گئی تھی ہیڈ کوارٹر ابہ طابیہ کے متصل ایک خیموں کے مجموعہ یا احاطہ میں تھی۔ مشیر اپنے سٹاف سمیت آخر تک وہیں رہے۔ جب سردی زیادہ پڑنے لگ گئی تو خیموں کے عوض مٹی کی جھونپڑیاں بنائی گئی تھیں۔ اکتوبر کے بعد ہم نے اور دشمن نے بھی بالعموم خیموں کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ کیونکہ مٹی کی جھونپڑیوں میں برف و باراں سے بھی زیادہ بچاؤ رہتا تھا۔ بلکہ خیموں کے کپڑے کی نمایاں رنگت سے گولہ اندازوں کو خوب نشانہ ملجاتا تھا۔ مصنف۔

لفٹننٹ کرنیلان - محمد ناظف بک - لطیف بک - محمد بک - کاظم بک - رؤف بک - ایوب بک نصوح بک - زینی بک - پرتو بک - عبداللہ بک - طاہر بک - طلعت بک (یاور) علی محمد بک - عزت بک (۲۴ اکتوبر کو اسیر ہو گیا) خورشید بک - راسم بک - طفلکی بک (افسر انجنیران) شفقی بک (افسر سواران) حقی بک (افسر سواران) حسین بک (کمانڈر پلیونا شہر)

ممالک اجنبیہ کے ڈاکٹر[110] جرمن: لبنگ - شٹمتز - کوہلی - انگریز: کراسبی - ولسن - فرنچ پین - اسٹرن - اولیس[111]

---

[110] فہرست کا یہ حصہ میں نے تحریری یادداشتوں - کتابوں یا دستاویزوں سے نہیں - بلکہ محض حافظہ سے مرتب کیا ہے اسلئے میں اسکی مکمل درست ہونیکا ذمہ نہیں اُٹھا سکتا - ان ڈاکٹر صاحبان میں سے اکثر دوسری لڑائی کے بعد اور بعض تیسری لڑائی کے بعد پلیونا میں پہنچے تھے - وہ عثمانیہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار ملازم تھے اور صلیب احمر کے ڈاکٹروں یعنی اُن ڈاکٹروں سے جنکو جرمنی انگلستان وغیرہ ممالک کی خیراتی کمیٹیوں نے میدان جنگ کو بھیجا تھا - تمیز کرنیکے لئے ہلال احمر کے ڈاکٹر کہے جاتے تھے صلیب احمر کا کوئی ڈاکٹر پلیونا میں نہیں تھا - اور جہاں تک مجھے علم ہے محاصرہ کے دوران میں نہ کوئی جنگی نامہ نگار ہی وہاں تھا - مندرجہ بالا ڈاکٹروں کے سوا کوئی ظریفانہ تمسخر کا نام کچھ چھوڑے ہوئے تھے - مثلاً ایک کا نام تھا "قزل بورون بک" (کرنیل سرخ بینی) لندن کی مخیر سٹیفورڈ ہوس کمیٹی کے سرجن ہوا اور اسکی اسسٹنٹ ہاروی - ہوئی اوٹ اور سکوراموز نے شفقت کے کالم کے ہمراہ ۸ اکتوبر کو پلیونا میں پہنچکر عثمان پاشا کے حضور اپنی خدمات پیش کی تھیں - مگر پاشا ممدوح نے ان عجیب الفاظ میں اُنکی درخواست نامنظور کر دی تھی "اگر تم میری باتریوں کو دیکھنا چاہتے ہو اور واقعی جنگ عظیم کے نظارہ کے مشتاق ہو تو بیشک ہمارے پاس ٹھہر جاؤ ہم تمہاری آسایش کا انتظام کر دینگے لیکن اگر تم میرے مجروحین کی تیمار داری کرنا چاہتے ہو تو ارخانیہ یا صوفیا کو جاؤ وہ اس جگہ ہیں - وہاں تم کو ہزاروں مجروحین مل جاوینگے" - اس پر چاروں ڈاکٹر ۹ اکتوبر کو شفقت کے ہمراہ ارخانیہ کو چلے گئے جہاں فی الواقع اُنکی موجودگی نہایت مفید ثابت ہوئی - اس کمیٹی کے دو اور سرجن - ریان اور سکیلا بھی اکتوبر میں ایک یا دو دن پلیونا میں رہے تھے - اور اُن سے بھی پہلوں کی طرح ارخانیہ واپس چلے جانے کی درخواست کر دیگئی تھی - عثمان پاشا کو اجنبی ڈاکٹروں اور جنگی نامہ نگاروں سے سخت نفرت تھی - وہ کل اجنبی اقوام کی بالعموم اور انگلستان کی مداخلت سے بالخصوص جس نے اپنے رفیق (ٹرکی) کو مصیبت میں یکہ و تنہا چھوڑ دیا تھا کمال ناراض ہوتے تھے - مصنف -

[111] جب روسیوں نے ۲۴ اکتوبر کو دوا داک کے گورنا دوبنیک کو فتح کر لیا تھا تو ڈاکٹر اولیس اسیر کر لئے جانیکے بعد حالانکہ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے تھے گولی سے مار دیئے گئے - قتل کئے جانیکی خبر ہم نے نومبر کے شروع میں کیمپ میں سُنی تھی - اس سے زیادہ مجھے علم نہیں کہ آیا یہ خبر درست تھی یا غلط - بہر حال ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ احمد حفظی کی شاندار مدافعت سے روسی الیسی کیج گئے تھے کہ فتح پر انکی

ان فہرستوں اور جدولوں کے بعد میں اپنی داستان کا پہر سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ میں یہہ بیان کر آیا ہوں کہ یکم اکتوبر کو اپنے مورچہ میں پہونچکر ۲ اکتوبر کو میں پہر اپنی کمپنی کا کمانیر ہو گیا تہا۔ ان دونوں تاریخوں کے درمیان کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ہم کو کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی۔ اور صرف اپنے مورچہ کے معمولی کام رہے۔ سپاہیونکی صحت اطمینان بخش تہی۔ مگر انکی طبیعتیں شگفتہ اور حوصلے بڑہے ہوئے رہتے ہم سب کو یقین تہا۔ کہ سلطان المعظم اپنی پلیونا فوج کو جو اکیلی ہی ایسی فوج ہے کہ ابتک برابر فتحیاب ہوتی چلی آئی ہے اور جس نے ہلالی علم کی عزت اپنے ملک اور دنیا کی نظروں میں قائم رکہی ہے۔ امداد نہ پہونچنے سے مجبور ہو کر کبہی عاجز و مغلوب نہ ہونے دینگے۔ مگر افسوس ہمارا یہہ یقین کسی بری طرح سے غلط نکلا۔

موسم مرطوب اور سرد تہا۔ ۴ کی صبح کو سخت برفباری ہوئی تہی۔ جو دن کیوقت پگہل کر پہر رات کو جم گئی اور اس پر اور برف پڑ گئی۔ کئی دنوں تک برف سے ڈہنپی ہوئی زمین اور کیچڑ میں سے چلنا مشکل اور خطرناک رہا۔ کئی حادثے بہی ہوئے۔ ہماری پلٹن کا ایک سپاہی اپنی ہی سنگین سے چہد گیا اور کچہہ عرصہ مرغ نیم مذبوح کی طرح تڑپ تڑپ کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ گاڑیوں کے بیلوں کو برف سے سخت تکلیف پہونچی۔ انکے کہر تہوڑے ہی عرصہ میں زخمی اور متورم ہو گئے۔ بلقان کی چوٹیوں اور اسکے شمالی ڈہلاؤ پر برف پڑنے کی خبروں کے ساتہ ہی ہم نے یہہ بہی سنا کہ اور سڑکوں پر سے تو گذرنا ہی محال ہو رہا ہے۔ آرخانیہ کی صاف و درست سڑک بہی بہت خراب ہو گئی ہے۔ ہمارے کیمپ میں ایک ہفتہ تک باری باری سے برفباری اور بارش ہوتے رہنے کے بعد چند دنوں کیلئے موسم اچہا صاف ہو گیا جسکے بعد جاڑا بیچ بیچ شروع ہو کر اپنی طاقت دکہانے لگ گیا۔

فریقین میں بلاناغہ سرسند گولہ باری ہوتی تہی۔ روسیوں نے ہمارے کیمپ کی شمالی جانب کے متوازی اس ہی ۱۰۰ سے لیکر دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچوں کی لاین تیار کر کے ہمارے مورچہ کو بہی دوسری لڑائی کے بعد اب پہلی مرتبہ گولہ باری سے سرفراز کرنا شروع کر دیا۔ مگر انکے گولے ہمیشہ پیچہے ہی گرتے رہے ہم تک ایک پہونچا۔ بہر نوع فریقین کی اس مسلسل مگر بے تہنگ گولہ باری سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ ہمارے بائیں پہلو پر سڑک ٹیکوپولی سے پرے ایک نیا چہوٹا سا مورچہ موسومہ بنی طابیہ سڑک سوزاویہ قائم بنا تا ہوا تیار کیا گیا ہوا تہا۔ اس سے ہمارا تعلق بوکوہ مورچوں سے زیادہ گہرا اور قریبی ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱ خونخواری وحشی درندوں سے کم نہ رہگئی تہی۔ اسی کے متعلق آگے چلکر متن میں درج ہے کہ روسیوں نے مجروحین کو ننگا جلا دیا تہا۔ اور افسروں کو بہی جنہوں نے آخر تہدید کہ دیئے تہے قتل کر ہی دیتے تہے کہ اتفاقیہ انکی جانیں بچ گئیں۔ مصنف

۵ اکتوبر کو سلطان المعظم کا خط بنام عثمان عام پریڈ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں جلالت مآب نے ہمارے نامدار سردار کو غازی کا خطاب عطا فرمانیکے بعد ۱۱ و ۱۲ ستمبر کی شاندار فتح پر اُسکا اور اُسکی فوج کا شکریہ ادا کیا تھا۔ خط سنائے جانیکے وقت کا نظارہ کمال دلچسپ اور موثر تھا۔ فوج نے اُسی سُنکر زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے اور توپخانوں نے حسب معمول سلامی کی شلکیں اُتاریں۔ ہمارے حوصلے بہت ہی بڑھے ہوئے تھے۔ اور اُسکے سوائے اور کچھ تمنا نہ تھی کہ خدا کرے روسی پھر ہم پر حملہ کریں۔ افسوس ہماری یہہ توقع پوری نہ ہوئی۔ محاصرہ اور فاقہ کے مہیب بھوت ایکدفعہ ہم کو اپنی مکروہ شکلیں ایسے انداز سے دکھا کر جن سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ارادوں میں ثابت قدم ہیں سر دست ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ یعنی ارغانیہ کی سڑک اب پھر کھل گئی تھی۔ اُسکے تمام ضروری موقعوں اور مقاموں میں مضبوط مورچے تیار کر کے فوج مقیم ہو گئی تھی اور احمد حفظی اور شفقت ایسے بہادر و بینظیر افسر اُسکی محافظت اور نگہبانی کر رہے تھے۔ تاہم ہم جانتے تھے کہ یہہ خونخوار دیو نگر کی اوٹ میں چھپے ہوئے اس تاک میں کھڑے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی غلط قدم پڑنے یا سہو سرزد ہوتے ہی ہم کو اپنے خوفناک چنگل میں دبوچ لیں۔ مگر ہم یہہ قیاس کر کے اپنی تشفی کر لیتے تھے کہ اگر شدنی پیش ہی آجائے اور سڑک پر روسی (جو صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کسی اہم کام اور عظیم الشان کوشش کی تیاریوں میں مصروف ہونگی جب سے اتنک پیچھے ہٹے بیٹھے ہیں) پھر قابض ہو جائیں تو کیا یہہ ممکن ہے کہ سلطان المعظم اور قوم اپنی بہادر پلیونا فوج کو نرغہ میں پھنسا ہوا چھوڑ دیگی اور اُسکو خبر لینگی نہیں؟ افسوس اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ہماری مزید بدقسمتی سے وہ کوشش اور اہم کام جسکے لئے روسی سرتوڑ تیاریاں کر رہے تھے یہہ نہ تھا کہ ہم پر پھر حملہ کریں جس میں پھر بھی یہہ تو ہوتا کہ وہ شہر کو لینے کیلئے دھاوے کرتے رہتے اور ہم اُن کو ہٹاتے وقت ہزاروں کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرتے رہتے۔ بلکہ صرف اس نامردانہ کام کیلئے کہ ہم کو چاروں طرف سے گھیر کر صرف اس صورت میں ہاتھ پاؤں ہلائے جائیں جبکہ ہم باہر نکلنے کی کوشش کریں ورنہ لڑائی بھڑائی کرنیکے بغیر بت ہونیکی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے اُسوقت تک بیٹھے رہیں جب تک کہ فاقہ ہم کو اطاعت ماننے پر مجبور نہ کر دے۔ اس صورت میں ظاہر ہے ہمارے لئے اسکے سوائے فتح کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ باہر سے زبردست فوج ہماری کمک کو آکر دشمن کی صفوں پر حملہ کرے اور دوسری طرف سے ہم۔ اور چونکہ پادشاہ سلامت کے متواتر وعدوں کے باوجود جن سے اگلے دو مہینوں میں فوج کی ڈھارس بندھائی جاتی رہی تھی ہمیں کوئی کمک نہ پہونچی بینظیر حفاظت کے باوجود پلیونا کا معلوم

ہوجانا یقینی تھا۔

کوہر۔ برف۔ بارش۔ اسہال۔ بخار اور دیگر امراض اور ابتریوں نے ہماری طبیعتوں کو پژمردہ کرنے اور ہمارے آرام آسایش میں خلل ڈالنے میں کوئی کسر اٹھا رکھی مگر ہم نے اُن دشمنوں کا بھی دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور نومبر کے اخیر تک اپنے حوصلوں کو قائم اور دلوں کو مضبوط رکھ کر ہر روز امداد اور کمک کا انتظار کرتے رہے۔

باش طابیہ میں جو روسی حصار کی پہلی لائن سے صرف ایک سو گز کے فاصلہ پر تھا دو پلٹنیں دامی طور پر مقیم تہیں۔ اُنکی مدد کیلئے پیچھے ڈویژن سے باری باری ایک اور پلٹن بھیجدی جاتی تھی۔ آخر الذکر خندقوں میں رہتی تہی۔ اور دامی پلٹنیں خود مورچہ اور سینہ وکی عقبی گڑھیں ہیں۔ معاون پلٹن کی ہر دو ہفتوں کے بعد بدلی ہوتی تہی۔ ۱۵ اکتوبر کو یہ نہایت ہی خطرناک اور ساتھہ ہی نہایت ہی ممتاز اور جوانمردانہ نوکری میری باری میری پلٹن کی اسی قلع پر میں یہ بتا دینا ضروری سمجہتا ہوں کہ باش اور فائل طابیوں میں دونوں فریق ایک دوسرے کے برخلاف سرنگیں لگاتے رہے تھے۔ مگر نہ ترکوں نے اور نہ رومانیوں نے اپنی سرنگوں کو اُڑایا۔ اس علم سے کہ جس جگہ پر ہم کھڑے ہیں اُسکے نیچے سرنگیں کہدی ہوئی اور وہ بارود سے بہری ہوئی ہیں سپاہیوں کو سخت بےچینی اور تردد رہتا تہا جس سے سپاہ کے نظام اور تقویت میں خلل پڑنے کا سخت اندیشہ تہا۔ اس پر میرے خیال میں عثمان پاشا نے اُنکو بہر دینے کا حکم دیدیا تہا۔ بہر نوع اُنکو کبہی نہ اُڑایا گیا۔ اور نامکمل چھوڑ دیا گیا تہا۔ رومانیونکی سرنگوں کی بہی یہی کیفیت رہی۔

متفرق گولہ باری اور رائیفلی آتشباری کے سوائے جب تک ہم باش طابیہ میں رہے۔ کوئی امر قابل ذکر وقوع میں نہ آیا۔ میرے سپاہیوں نے جو پہلی خندق میں تہے رومانیونکی ایک جماعت کو جو اپنے مورچونکی مرمت کر رہی تہی۔ گولیوں کا نشانہ بنا کر فرش خاک پر سلا دیا۔ اگر انسان کا ذرا سا حصہ بہی نظر آجاتا تو ہم فوراً اُس پر بندوق داغ دیتے۔ بعض اوقات ایک ہی شخص کے کندھے۔ ٹوپی یا کوٹ کے گوشہ پر بیس رائفلیں سیدھی ہوجاتی تہیں۔ اگر شکار گولی کہا کر گر پڑتا تو ہم زور سے خوشی کے نعرے بلند کرتے۔ یہ ورزش اور صید نہایت ہی فرحت افزا اور دلچسپ تہا۔ دو دنوں میں ہم نے شکار سے اپنے تھیلے خوب بہر لئے۔ یعنی بیس کو رومانویوں کو چن چن کر ہلاک کیا۔ اور اس مشق و نشانہ بازی کی تفریح و

پرجوشی سے ہماری طبیعتوں میں حیرت خیز شگفتگی آگئی۔

۱۷ ارکو ہم اپنے مورچہ میں واپس آگئے۔ دوسرے دن کمپ میں خبر مشہور ہوگئی کہ زار کے خاص شاہی گارڈ اور گولندازوں کا کوئی بڑا دستہ سستوو اپہونچ گیا ہے۔ اور وہاں سے اب پلیونا پر حملہ کنندہ روسی فوج کے ساتھہ شامل ہونیکے لئے چلا آرہا ہے۔ اُسکے ساتھہ ہمیں یہہ بھی خبر ملی کہ مشہور ٹوڈلبن کو جسکی تقرری کی افواہیں کچھہ عرصہ بیشتر سے اُڑ رہی تھیں۔ شاہزادہ چارلس والی رومانیا کا نائب یعنی بالفاظ دیگر روسی فوج کا اعلیٰ کمانڈر بنا دیا گیا ہے اور اُس نے اِس عہدہ کا اہتمام لے لیا ہے۔ اِس خبر سے ہم سب جان گئے کہ روس نے روم کی امر تمنا یعنی لڑائی کا فیصلہ اب فوجی انجینیروں کی لیاقت علمی اور مہارت عملی پر منحصر ہو گیا ہے۔

۱۹ ار اکتوبر کو رومانیوں نے باش طابیہ پر حملہ کیا جس میں ترک اُٹھا کر پیچھے ہٹا دئے گئے۔ رات کو اُنہوں نے پھر حملہ کیا۔ اور وہی دن والا نتیجہ رہا۔ ان حملوں میں اُنکے ایک ہزار اور ہمارے دو سو مقتول و مجروح ہوئے لڑائی نہایت ہی جانگداز اور کمال خونخوارانہ ہوئی۔ رومانیوں نے تقریباً نصف زاویہ قائمہ پر سیڑھیاں لگاکر مورچہ پر جو تخمیناً بیس فٹ بلند تھا چڑھنے کی کوشش کی۔ مگر ترک بندوقوں کے کندوں۔ کلہاڑیوں۔ کدالوں۔ الغرض جو چیز ہاتھہ پڑی اُسی سے اُنکے سر کچل کر اُنکو نیچے گراتے جاتے رہے۔ ہمارے والی اور نیز دوسرے مورچوں سے کمک منگوا بھیجی گئی۔ مگر اُسکے زیادہ حصہ کی ضرورت نہ پڑی۔ باش طابیہ کو ہلہ کرکے فتح کرنیکی دشمن نے یہہ آخری کوشش کی پھر اُسے ایسا کرنیکی کبھی جرأت نہ ہوئی۔

۲۰ ار اکتوبر کو دونوں فریق ایک یا دو گھنٹوں تک سخت گولہ باری کرتے رہے۔ ہم لڑائی کیلئے صف بستہ ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ دشمن کے شیلوں سے ہماری پلٹن کے دس آدمی ضایع ہوئے۔ میری کمپنی کو کوئی گزند نہ پہونچا۔

۲۱ ار کو سارا دن باقاعدہ اور متفرق طور پر گولہ باری ہوتی رہی چند دنوں کے بعد برفباری پھر شروع ہوگئی جو لڑائی کے اختتام اور اُس کے بعد تک برابر ہوتی رہی۔ اس دن انگلستان اور ٹرکی کے اتحاد کی نئی افواہیں ایسی پیرایہ میں اور ایسی تفصیل و توضیح کے ساتھہ پھر مشتہر ہوئیں کہ جیک اور میں بھی اُنکو صحیح ماننے پر مجبور ہوگئے۔ اور ایک دو گھنٹوں تک مسرت بے اندازہ سے ہماری عجب کیفیت رہی جیک نے اسی خوشی میں کیتلی (دیگچی) کو ایسا لوندا ہاتھہ مارا کہ وہ چولہے سے گر کر ایک کتے پر

جاتی ہی - جو اُسیوقت جل کر مر گیا - اور اُسکی لاش کو اُسکے دوسرے بہائیوں نے فوراً چٹ کر لیا -
اس ہولناک نظارہ سے ہمیں سخت عبرت ہوئی - آخر ہم سے او زیادہ صبر نہ ہوسکا اور سفیر تردکیلیو
عادل پاشا سے دریافت کیا - اُسنے جواب دیا - یہہ سب خبریں محض غلط ہیں - رات کو خطرہ کی اطلاع کیلئے
بگل نہایت زور اور تاکید سے بجا اور ہم سب اُٹھ بیٹھے - حسن اتفاق سے عرصہ دراز کے بعد اُسی رات میری
کمپنی کو وردی اُتار کر سونیکی اجازت ملی تھی - چنانچہ ہم عجیب و غریب ملبوسات شب خوابی میں باہر دوڑے
اور بگل کے بجتے ہی جھٹ پٹ الاؤ روشن کر لیا گیا تھا - اُسکی روشنی سے میری کمپنی کی ہیئت کذائی دیکھکر
سب نے بے اختیار اس زور سے قہقہے لگائے کہ رات گونج اُٹھی - ایک نے زنانہ لہنگا پہنا ہوا تھا - دوسرے نے
صرف ٹوپی - تولیا اور بوٹ - تیسرے نے حمامی جانگھیہ اور چوتھے نے صرف کمبل لپیٹا ہوا تھا
وقس علیٰ ذالک خطرہ کا اندیشہ غلط ثابت ہوا - مگر اُسکی طفیل کچھہ دیر کیلئے اچھی دل لگی ہوگئی -

۲۲ اکتوبر میرے لئے بہت برا دن تھا - میری کمپنی سامنے کی خندق میں تھی اور چند چرکس میرے ماتحت
سر دئے گئے تھے - میں بعد ہی چوکیوں کے معائنہ کو گیا - اور چند گھنٹے بعد جب واپس آیا تو فوراً فریق کے پاس
طلبی ہوگئی - وہاں مجھے معلوم ہوا کہ چرکسوں نے ایک بلغاری خاندان پر جو کیمپ سے باہر جا رہا تھا قاتلانہ حملہ کر کے
عورتوں کی بے حرمتی - مردوں کو سخت زخمی اور ایک شیر خوار کو قریب المرگ کر دیا ہے - فریق نے اس پر مجھے سختی کے
ساتھہ لمبی چوڑی نصیحت کی - میں نے جواب دیا کہ میں اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہوں اور اُس سے
پہلو تہی نہیں کرتا - لیکن میری التماس ہے کہ آپ اس امر کو بھی مدنظر رکھہ لیں کہ جب یہہ امر وقوع میں آیا -
اُسوقت میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا اور اب ارتکاب سے تین گھنٹوں کے بعد اُسکی خبر سنتا ہوں - فریق کے
جواب کا تقریباً حسب ذیل مدعا تھا " اچھا جاؤ - مگر آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا " یہہ سنکر میں یہہ سوال کرنیکو بیتاب تو
بہت ہوا کہ " کیا امر پھر نہ کروں ؟ " مگر مصلحت وقت دیکھہ کر زبان کو دانتوں کے تلے دبا خاموش رہا - ایسے معاملہ میں
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی - خیر میری تو اتنے ہی میں مخلصی ہوگئی - مگر چرکسوں کی خلاصی مشکل تھی - اُنکے
حق میں یہہ امر او مضر تھا کہ وہ بلغاری خفیہ نہیں بہاگ رہے تھے بلکہ مشیر کی اجازت سے پلیونا سے رخصت ہوئے
تھے اور ہماری انتہائی لائن تک کیواسطے اُنکے پاس تحریری اجازت موجود تھی کیونکہ عثمان پاشا نے اُسوقت
یہہ خیال کر کے جتنے فالتو آدمی شہر سے نکلیں وہی بہتر ہے کئی بلغاریوں کو شہر سے نکلنے کی اجازت
دیدی تھی چنانچہ ۱۵ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک ایک سو خاندان شہر سے باہر بھیجدئے گئے تھے - خارج

کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ کہ یہہ لوگ جانے پر خوشی سے رضامند تھے۔ اور اگر اجازت ہوتی تو کتنا عرصہ پہلے کے چلے گئے ہوتے) ان بدمعاشوں میں سے ایک کے پاؤں پر اتنے بید لگائے گئے کہ تلووں کا گوشت شوربے کے قوام کیطرح ہو گیا۔ دوسرے کو بید کی سزا دیکر شہر میں بازار صاف کرنے کی ذلیل خدمت پر لگا دیا گیا۔ اور باقی دو کو ایک مہینہ تک حوالات میں رکھا گیا۔ میرا سیجر مجھ سے گھنٹہ سوا ایک بگڑا رہا۔ مگر میں نے معافی مانگ کر بقول جیک سیمور محبوبانہ شوخ چشمی سے جسے میں نے اکثر کارآمد پایا ہے سگرٹوں کا ایک پیکٹ جو ایک خاتون کے ان تحائف سے جو مجھے شہر کی پہلی اقامت میں دیئے گئے تھے بچا ہوا تھا اسکی نذر کر دیا۔ وہ تحفہ لیکر ہنس پڑا۔ اور پھر کبھی اس معاملہ کیطرف اشارہ نہ کیا۔ کرنیل نے میری طرف ایسی غضب آلود نگاہ سے دیکھا کہ شادی[1] کرنے سے پہلے کبھی کسی نے مجھے ایسی نگاہ سے نہ دیکھا تھا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد مجھ سے آکر چند سگرٹ "قرض" لئے۔ برگیڈیر نے مجھے کچھ نہ کہا۔ گو میں نے سن لیا کہ وہ سخت خفا ہو رہا تھا۔ اس معاملہ کی چو طرفہ دوہائی مچ گئی تھی۔ کیونکہ اسکی خبر مشیر کو بھی کر دیگئی۔ اور شہر میں عجب کھلبلی پڑ گئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ میری طرح اصف۔ تراب۔ اور سیمور کو بھی کوئی خبر نہیں۔ بدمعاشوں نے پوری احتیاط کر لی تھی کہ انکی بدمعاشی کو کوئی دیکھ نہ لے۔ تاہم میں نے کمپنی افسر کی حیثیت میں اُن سے جواب طلب کیا اول الذکر دونوں تو اسی طرح دم بخود سے جیسا کہ میں فریق کے سامنے رہا تھا جس سے مجھے کسی قدر آزردگی سی ہوئی۔ مگر خواہ میں لاکھ کوشش کرتا جیک کے ساتھ جاکر ما نہ وضع قائم رکھنا محال تھا۔ اُس نے فوراً جواب دیا۔ "دوست میری طرف دیکھو۔ یہہ وحشیانہ ہاری پکار کیسی مچا رکھی ہے مجھے اس معاملہ کی اتنی بھی خبر نہیں جتنی کہ کسی ایسے بچہ کو ہو سکتی ہے جو ابھی تک ماں کے شکم میں ہے۔ اس ہو واس کو چھوڑ کر مجھے تمباکو کا ایک سلفہ دو۔ میں نے چار دن سے ایک کش بھی نہیں لگایا۔ اور اس معاملہ کو نسیاً منسیا کر دو"۔ اسی شام ہم سب پھر بدستور بے تکلف دوست ہوگئے۔

۲۲ اکتوبر کو سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ میری کمپنی سے دو آدمی ضایع ہوئے ہم صبح سے شام تک صف بستہ رہے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ اُس دن ہمیں معلوم ہوا کہ روسی اپنے دائیں اور بائیں بازو کو علی الترتیب پلیونا کے شمال اور جنوب میں مغرب رویہ بڑھا رہے ہیں۔ تاکہ اس طرح بڑھتے بڑھتے وِد کو عبور کر کے پلیونا کی مغرب کی طرف دونوں بازؤں کو ملا کر حصار کو مکمل کر دیں۔ وید بانی کے زینہ سے ہم نے اپنے مورچہ سے

[1] مسٹر ہربٹ از راہ ظرافت یہہ بتا رہے ہیں کہ شادی کے بعد تو بیوی صاحبہ نے ایسی نگاہوں کو معمولی بات بنا دیا۔ مترجم

شمال اور شمال مغرب کی طرف بفاصلہ دو میل روسیوں کو حرکت کرتے دیکھا۔ دن کو سردی تھی اور خفیف
سی برفباری ہوتی رہی۔ رات کو ہمیں خبر ملی کہ مشیر نے سلطان سے پھر اجازت مانگی ہے کہ ابھی وقت ہے
اگر حکم ہو تو پلیونا کو چھوڑ کر ارخانیہ کو صدر مقام اور مرکز بنا لوں اور اُس فوج سے جو درہ بابا قوناق کے
جنوب میں محمد علی پاشا کے زیر کمان جو اسی غرض کیلئے ۲ اکتوبر کو سردار اکرم کے عہدہ کا چارج سلیمان کو
دیکر حسب الحکم صوفیا کو گیا ہے جمع ہونیوالی ہے جا ملوں۔ مگر سلطان المعظم نے بذریعہ تار اس تجویز کو
مسترد کر کے جواب دیا کہ پلیونا کو جنگی اور پولیٹیکل دونوں لحاظ سے ایسی شہرت ہوگئی ہے کہ تم کو بہر حال وہیں
ٹھہرا رہنا چاہیے"۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی بدستور سابق مدد و کمک بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہم کو چونکہ
اپنے بادشاہ کے وعدوں پر ابھی تک پورا بھروسہ تھا۔ اس انکار سے ہماری شگفتگی میں کوئی فرق
نہ آیا۔ بعد میں جبکہ میں روس میں مقید تھا مجھے معلوم ہوا کہ ۲۵ اکتوبر کو یعنی روسیوں کے حصار کے مکمل
ہو جانے سے ایک دن بعد سلطان المعظم نے اپنی رائے بدل کر عثمان پاشا کی تجویز کو منظور کر کے پلیونا کو
خالی کرنیکی اجازت دیدی تھی۔ مگر اس اجازت کا ہم کو پلیونا میں علم تک نہ ہوا کیونکہ روسیوں نے ایکدن پہلے
چوطرفہ گھیر کر تار کے سلسلوں کو کاٹ دیا تھا جس سے وہ پیغام مشیر تک نہ پہنچ سکا۔ افسوس! اسدفعہ
بھی منظوری ہوئی تو ٹھیک ایسے وقت مناسب کے گذر جانے سے بعد!

۲۴ اکتوبر کو خطہ مدافعت کے تمام حصوں پر سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ شام کو ہم نے سنا کہ
کرشین اور طرزنیا کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اور کہ اگرچہ روسیوں کو پے درپے پسپا کیا گیا۔ اور
ایکدفعہ وہ اپنی ایک سالم رجمنٹ کا اسباب جلدی میں پسپا ہوتے وقت ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ
گئے تاہم آخر کار وہ طرزنیا کے ایگرو کی پہاڑیوں پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس
معرکہ آرائی میں تیسری لڑائی کے بہادر شیروں توفیق پاشا اور یونس بک نے مردانگی کے بڑے جوہر دکھائے
تھے۔ ترکوں کے ایک سو اور روسیوں کے اُس سے تگنے ضایع ہوئے۔ اسی دن رومانیوں نے گورنا نسٹروپولی
اور ڈولنا نسٹروپولی پر جو دونوں مقام ترکی کیمپ کے حدود سے باہر تھے بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ شام کو قریب کیمپ
میں سخت تردد اور تشویش پھیل رہی تھی۔ اُسوقت پے درپے متوحش خبریں سننے میں آئیں۔ عثمان پاشا
شفقت سے تار کے ذریعہ ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ روسیوں نے ارخانیہ کا سلسلہ تار برقی کاٹ دیا۔
کرشین ہور چونکہ دیدبانی ٹیلوں اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کئی ہوائی جگہوں پر جو دیدبان مقرر تھے—

انہوں نے خبر دی کہ مغرب میں دھواں پھیلا ہوا ہے اور گولہ باری ہو رہی ہے۔ کرنیل آلی بک نے دولتا
دوبنیک سے بایں مضمون پیغام بھیجا کہ گورنا دوبنیک کا راستہ منقطع ہو گیا ہے۔ دونوں مقامات کے درمیان
کی سڑک پر غنیم کی زبردست جمعیتیں قابض ہو گئی ہیں اور گورنا دوبنیک کے قریب سخت لڑائی ہوئی ہے۔
قصہ مختصر ہم پھر باقی دنیا سے علیحدہ ہو گئے اور بعد اسکے ایسی علیحدگی ہوئی کہ آخری وقت تک دور نہ ہوئی۔ آرخانیہ کی
سڑک ترکوں کے قبضہ سے ہمیشہ کیلئے نکل گئی۔ اور پلیونا کے گرد روسیوں کا ہالہ کامل ہو گیا۔ کیونکہ کریلو کے
جانشین جنرل آرنولڈی کے زیر کمان روسی رسالوں کی ٹولیاں آرخانیہ سڑک کے اُس حصہ پر جو گورنا دوبنیک
اور دبنیا کے درمیان تھا قابض ہو گئی تھی۔

ان متوحش خبروں کا دہشت انگیز اثر زائل ہونیکے بعد سپاہ کی طبیعتیں جلد پھر شگفتہ ہو گئیں۔ انکو
حوصلہ تھا کہ ہمارے بادشاہ نے شاہانہ قول دیکر وعدہ کیا ہوا ہے کہ نہ فقط رسد اور پوشاک کے قافلے
بھیجیگا بلکہ زبردست کمکی فوج سے بھی جو سابق سردار اکرم محمد علی پاشا ایسے نامور شخص کے زیر کمان اور
اہتمام سے تیار و مرتب ہونیوالی ہے مدد کیجائیگی۔ محمد علی پاشا کی نسبت سب کو علم تھا کہ خواہ اُسکی فوجی
قابلیت کیسی ہو۔ اس کام میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اور صرف وہی ایک ایسا آدمی ہے جو حد درجہ
دیانت دار اور ایشیائی تساہل۔ بددیانتی اور خیانت سے کوسوں دور ہونیکی وجہ سے سلطنت کے دیگر بیگیات،
سفارشی ٹٹو پاشاؤں کے ملعون انتظام کی برائیوں اور نتائج بد سے جا بجا ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے بچا
سکتا ہے۔ باقی رہا سلطانی وعدہ۔ سو اگر بادشاہ کے حلفیہ وعدہ پر اعتبار نہ کیا جائے تو بتاؤ دنیا میں
اور کس کے قول پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ سب یہی خیال کرتے تھے کہ یہ کبھی ممکن نہیں قوم ان تین فتحمند
معرکوں میں فتحیاب ہونے والی پلیونا فوج کو جنہوں نے پلیونا کا نام دنیا کے ایسے تمام حصوں میں جہاں تار برقی اور اخبار
کا دخل ہے مشہور کر دیا تھا۔ بالکل فراموش کر دیگی۔ ہم کو اطلاع پہونچ گئی تھی کہ سلطان المعظم کے تمام ممالک
محروسہ کے قصبہ قصبہ اور موضع موضع میں **عثمان فاتح** کی بہادری اور شجاعت کے گیت جنکا انترا
یہ مصرعہ تھا۔ "پلیونا کبھی فتح نہیں ہوگا"۔ قہوہ خانوں۔ تفریحگاہوں اور کوچہ و بازار میں سینکڑوں مشتاق
سامعین کے سامنے گائے جا رہے ہیں۔ ہر فرد بشر کو پلیونا اور **عثمان** کے سوائے اور کوئی ذکر نہیں ہے
بچے تک گلیوں میں پلیونا کے میدان کی نقل اُتار رہے ہیں۔ اور مسجدوں میں نمازیوں کا جن میں زیادہ تر
مستورات ہوتی ہیں جمگھٹا رہتا ہے۔ اور وہ مالک فتح و شکست کے حضور گڑگڑا کر التجائیں کرتے رہتے

ہیں کہ ہمکو خدائے برتر و اعلیٰ جس طرح تو اتبک ملک و مذہب کے حامیونکی مدد و نصرت کرتا رہا ہے اسی طرح آئندہ کی لڑائیوں میں بھی اُنکی دستگیری اور یاوری کریگا۔ دوسرے لوگونکی طرح ہم کو بھی کئی چیزوں پر بھروسے تھے۔ خدا پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری حفاظت وحمایت کریگا۔ رسول پر بھروسہ تھا کہ خداوند کی بارگاہ میں ہماری طرف سے شفاعت و سفارش کرینگے۔ سلطان المعظم پر بھروسہ تھا کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرینگے۔ قوم پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری مدد کریگی اور سب سے آخیر ہم کو خود اپنی قوت و ہمت پر بھروسہ تھا کہ ہم اس آزمایش اور ابتلا سے مظفر و منصور باہر نکلیں گے۔ اور یہہ آخری بھروسہ ہی وہ رفیق غمگسار ہے کہ جب تک انسان میں سنبھالی۔ اخلاقی اور دماغی ہمت و قوت باقی رہے وہ اُسکا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ جسوقت تاریک ترین مایوسی پیدا ہوگئی ہو اور امید کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہ جانے سے صرف امید تک کرنا بھی مجنونانہ فعل ہوگیا ہو۔ اور عزت کے سوا ہر اور سب چیزوں کا خاتمہ ہوچکا ہو۔ اُسوقت بھی انسان میں انسانی شان و شوکت اور مردانگی کے اعلیٰ ترین معراج پر چڑھنے کی قوت باقی موجود ہوتی ہے۔ اِسی بلندی پر پلیونا کی عثمانیہ فوج اس زمانہ میں پہونچگئی ہوئی تھی جسکا اختتام اُس دن ہوا۔ جبکہ ہم نے آزادی اور مخلصی کیلئے وہ شاندار آخری کوشش اور وہ عظیم الشان دھاوا کیا تھا جو قیامت تک تاریخ عالم کے بینظیر اور باکمال بہادرانہ کارناموں میں شمار ہوتا رہیگا۔ زندگی بذاتہا کچھ چیز نہیں۔ یہہ موت ہے جو اُسکی درست قدر و قیمت مقرر کرتی ہے۔ چنانچہ ہم سب نے فرداً فرداً اور بالاجماع اپنے دلوں میں یہہ عزم بالجزم کرلیا تھا۔ کہ اگر میدان ہمارے ہاتھہ سے گیا بھی۔ تو تب بھی جائیگا۔ جب موت نے ہماری زندگیوں پر یہہ مہر لگادی کہ "وہ درست طور پر صرف ہوئی ہیں"۔ (یعنی جب تک جان ہے۔ میدان دشمن کو نہیں دینگے) ہم خدا پر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھے۔ مگر ساتھہ ہی اپنے بارود کو خشک رکھنے میں ساعی تھے یعنی نگہبانی چوکسی اور مستعدی میں بدستور سابق مصروف تھے جس گھڑ نے اپنے ملعون جسم کا ذرا سا حصہ بھی دکھانے کی جرات کی۔ قضا اُسکے سر پر کھیل گئی۔ ہماری گولیاں اُسی دم زمین میں جہنم واصل کردیتیں۔ ہم کو معلوم تھا کہ سامان خوراک کافی موجود ہے اور فی الواقع تھی بھی یہی بات۔ ایندھن۔ نمک اور بوٹوں کے سوائے پلیونا کی مساجد میں ہر ایک چیز کا ذخیرہ وافر اور بافراط موجود تھا۔ صرف ان تین چیزونکی کسیقدر قلت تھی۔ ان سب باتوں سے ہم کو اس قدر حوصلہ تھا کہ باوجودیکہ مسلسل برف اور کو سرپڑ رہی تھی۔ اور اس سخت برستان میں جسکی سختی قطب شمالی کی سردی سے کم نہ تھی ہم کو ہر وقت باہر سینا پڑتا تھا۔ سردیوں

جسم کو چیرے ڈالتی تھی۔ رہنے کی جھونپڑیاں اور خانے تقریباً بے سقف اور خالی از آسائش تھے اور بیماری
خوفناک سرعت سے پھیل رہی تھی۔ مگر انہیں کسی جہت سے بھی ہمارے حوصلے کمزور نہیں ہوئے تھے۔

۲۴ اکتوبر کو جو کچھ دراصل طلش اور گورنا دوبنیک میں واقع ہوا تھا۔ اسکی خبر ہمیں ہفتہ بھر بعد جا ہوئی
تھی۔ چونکہ تاریخ مذکورہ اس باب سے متعلق ہے میں اس قابل یادگار منحوس دن کے واقعات کا خلاصہ درج کئے
دیتا ہوں۔ اس غرض کیلئے سلسلۂ سخن تیسری لڑائی سے شروع کرنا پڑیگا۔

اس تیسری لڑائی کی شکست فاش سے روسی کمانڈروں کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ اس حملے کیلئے بڑی لمبی چوڑی
تیاریاں کیگئی تھیں۔ اسکے کامیاب ہوجانیکے بڑے بڑے دعوے کئے جارہے تھے۔ ہم نیز کل دنیا بڑے اشتیاق
سے اسکا انتظار کرتی رہی تھی پہلی دو فاش ہزیمتوں سے خود اپنے ملک میں بے اطمینانی اور دیگر ممالک میں علی العموم سخت
بدنامی ہو رہی تھی۔ اسکے تدارک کیلئے محاربہ کو ایک ہی ضرب سے ختم کرنے اور نیز ہنوز سنگین مورچہ بند مقامات کو فتح کر
لینے کا سہرا اپنے سر باندھنے کیلئے جو ۱۸۶۴ء کی محاربہ ڈنمارک میں مقام ڈوپل کی فتح کے بعد ابھی تک جرمن
فاتحین کی سر رہی تھا پلیونا کو دھاوا کر کے فتح کرنیکی زور شور سے کوشش کیگئی تھی۔ مگر اس میں روسیوں کو
ذلت بخش ہزیمت اٹھانی پڑی۔ انکے افسر سراسیمہ ہوگئے۔ زار کو اسکی ضمیر نے اس لاانتہا خونریزی پر جو
ابتک ہوچکی تھی۔ حالانکہ لڑائی کا آغاز ہی دراصل ابھی شروع ہوا تھا۔ ملامت کرنی شروع کردی۔ اسکی
سلطنت میں اندرونی مشکلات حادث ہوگئیں جنکا انتظام فقط شاندار فتوحات سے ممکن تھا۔ اور صاحب غرور فلک
روسیوں کو ان "عیسائیوں" کی درست قدر و منزلت جنکی مدد کیلئے وہ آئے تھے اب معلوم ہوگئی تھی۔ محاربہ کو ترک
کرنے سے اپنے ملک اور یورپ کی نگاہ میں سلطنت کی عزت خاک میں ملتی تھی۔ اور موجودہ روش پر اسے جاری
رکھنا بتدریج کل روسی سپاہ کو معدوم کرانا تھا۔ ابتک ہی پچاس ہزار آدمی وحشی ظلم[1] و سفاکی کے "بے رحم دیو"
کے بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ جو "عیسوی تہذیب شائستگی" کی ترقی میں حارج ہو کر وحشیانہ جسارت کر رہا تھا۔
اور خود اسکا اس سے صرف چوتھا حصہ ہی نقصان ہوا تھا۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مسلمان پہلوان کے
مقابلہ کیلئے کوئی مرد میدان بہم پہونچایا جائے۔ چنانچہ اس خواری بخش شکست کے بعد جس نے روسی عزت کو
سخت دھبہ لگا دیا تھا عین اڑے وقت زار کو اس شخص کا خیال آگیا جس نے ۲۳ برس پہلے دنیا میں اپنے نام کی

[1] یہ فقرہ مسٹر سربیٹ نے براہِ ظرافت طنزاً لکھا ہے کیونکہ روسی بزعم خود عیسوی تہذیب کی اشاعت کیلئے بڑھے ہوئے تھے۔
پس جو شخص اس میں حارج ہوتا تھا وہ (یعنی عثمان) انکی نظروں میں سفاکی کے مجسم بھوت سے کم نہ تھا۔ مترجم

وہاں باندہ دی تھی اور اس محاربہ کے ابتدا میں اسکی طرف بہو سے سی بہی توجہ نہیں کیگئی تھی - یہہ
شخص کون تہا؟ **ٹوڈل بن محافظ سباسٹوپل** - جس سے بڑھکر لائق جنگی انجنیر زمانہ کو
ابتک دیکہنا نصیب نہیں ہوا - اس پائدار لقب محافظی کے ساتہہ فاتح پلیونا کا خطاب بہی اسکی نوشتہ
تقدیر میں نقش تہا جو اُسے مل گیا - اس عالیشان خطاب کا جنیل گاتنکی بہی صرف اس بنا پر دعویدار
ہے کہ ۱۰ ردسمبر کے منحوس دن کو عثمان اور اُسکی فوج نے جنیل مذکور کے سامنے ہتھیار رکہے تہے - مگر یہہ
اُسکا سودائے خام ہے - اصل مستحق وہی ہے جس نے عثمان کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا تہا - [۱۱۲]

وہی ٹوڈل بن جسکو مدتوں بالکل فراموش اور نظر انداز کر دیا گیا تہا جب ۲۷ ر ستمبر کو زار کے مقام رہائش
گورنا سٹدوین میں پہنچا تو اس کی فوجی عزت اور نیکنامی کی مسیحا کی حیثیت میں اُسکی آؤ بہگت کیگئی - ۳۰ ر ستمبر کو
وہ بمقام پورودیم پہونچا جسے اُس نے ابتدا میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا - بعد ازاں فتح پلیونا تک اس نے تلچنترا میں
رہائش رکہی - ۴ ر اکتوبر کو زار نے شاہی یوکیس (فرمان) صادر کرکے ٹوڈل بن کو وسی مغربی فوج کے
کمانڈر پرنس چارلس والی رومانیا کا "پاش ششینیک" (اسسٹنٹ - نائب) یعنی در اصل فوج کا پورا کمانڈر مقرر کیا -
کیونکہ شاہزادہ صرف نمائشی طور پر کمانڈر تہا - در اصل اُسکی کمان صرف اپنی ہی فوج تک محدود تھی - ٹوڈل بن
کو افسروں کا الگ سٹاف دیا گیا اور جنیل پرنس امرٹ انسکی کو سٹاف مذکور کا اعلیٰ افسر - جنیل ہیتیلنگ
کو اعلیٰ انجنیر اور جنیل ودلر کو توپخانہ کا اعلیٰ افسر بنایا گیا - سٹاف میں اور بھی کئی اعلیٰ لیاقت اور منزلت کے
تربیت یافتہ آزمودہ کار انجنیر تہے - جنیل سٹو جو ابتک بظاہر شاہزادہ چارلس کے سٹاف کا اعلیٰ افسر
اور در اصل اعلیٰ کمانڈر تہا - اپنے اصلی عہدہ یعنی چوتہے کور کی کمان پر جسے پچھلے دنوں کریلو کمانڈر رہا تہا چلا گیا اور
کریلوو کے مغربی کنارہ پر کیولری کا اعلیٰ افسر ہو گیا - مغربی فوج کے حفظان صحت کیلئے بھی کئی لائق اور
مشہور اطبا منگوائے گئے - روسی کیمپ کی صحت ترکی کیمپ سے بھی بدرجہا بہتر تھی - یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں -
روسی سپاہی پہلے درجہ کے شراب خوار اور ترک مطلقاً تارک الخمر ہوتے ہیں اور صفائی کے مقابلہ میں آخر الذکر

---

[۱۱۲] بعض رومانیوں نے تو اس بارہ میں حد ہی کمال کر دکھایا ہے - وہ اپنے ایک کرنیل مسمی چرکیس کو
فاتح پلیونا لکھتے ہیں - ناظرین حیران ہونگے کس بنا پر؟ محض اس بنیاد پر کہ عثمان کے زخمی ہونے پر
جب سفقا اُن کو ودیل کے قریب ایک جہونپڑے میں لیگئے - اور سفید جہنڈا کھڑا کر دیا گیا تو اُسوقت سب سے پہلے یہہ کرنیل
مجروح شیر پلیونا کے پاس پہونچا تہا - مصنف -

روسیوں کے مقابلہ میں پاکیزگی کے مجسم فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کوچیہ کو جو فوجی حفظان صحت کا نظام
میں علامۂ زمان سمجھا گیا ہے۔ اعلیٰ طبی معائن مقرر کیا گیا۔

جنرل ٹوڈل بین کی رائے تھی کہ پلیونا صرف اس طرح فتح ہو سکتا ہے کہ اسکی چاروں طرف پورا گھیرا
ڈال لیا جائے۔ بنوک سنگین فتح کرنیکی کل کوششوں کا وہی انجام ہوگا جو ۱۱ ستمبر کی کوشش کا ہوا
تھا۔ بنوک سنگین فتح کرنا تو درکنار۔ باقاعدہ محاصرہ (یعنی پورا گھیرا ڈال کر بتدریج محصورین کیطرف پیشقدمی
کرتے رہنا اور آخر شہ انکو تنگ دائرہ میں کر کے بزور شمشیر مغلوب کر لینا) کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔
پلیونا کی کیمپ بہت وسیع ہے۔ شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً اسکا طول سات میل۔ رقبہ ۲۵ میل مربع۔
اور خط مدافعت کی کل انتہائی لائنوں کا طول تیس میل ہے۔ دوسرے بتیس گراں وزن توپوں کے سوا ہمارے
پاس کوئی قلعہ شکن اور محاصرہ کا توپخانہ نہیں۔ اور اگر اُسے اب منگوایا جائے تو راستہ کی طویل مسافت
سڑکوں کی موجودہ حالت اور بلغاری زمستان سوزندہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ کئی مہینوں تک یہاں نہیں
پہونچ سکیگا۔" گرینڈ ڈیوک نکلس۔ گورکو۔ سکوبیلاف اور کئی دیگر افسروں نے اس رائے کی سخت مخالفت کی۔ مگر
ٹوڈل بین اپنے ارادہ پر قائم رہا اور آخیر تک اس سے بال برابر انحراف نہ کیا۔ سٹو۔ کروڈنر افلامرت آنسکی مین
میں سے ہر ایک عثمان کے زبردست ہاتھ کے مہیب دھپڑوں کا ذاتی طور سے تجربہ کر چکا تھا۔ ٹوڈل بین سے
بدل و جان متفق الرائے اور اُسکی تجاویز کی تعمیل میں جانفشانی سے ساعی تھے۔ ترکوں پر حملہ کرنے کے نام
سے اُنکی روح لرزتی تھی۔ زار بھی اوّل سے آخر تک ٹوڈل بین کے ساتھ متفق الرائے رہا۔[۱۱۳]

۱۱۳ باوجود کوشش مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا پرنس چارلس اور رومانوی کمانڈر جرنیل جنابات ٹوڈل بین کے تجاویز سے
متفق تھے یا مخالف۔ میرے قیاس میں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُنکی رائے کبھی پوچھی ہی نہ گئی۔ روسی اور رومانوی
سرداروں اور افسروں کے باہمی تعلقات چنداں دوستانہ نہ تھے۔ اور اسقدر زمانہ سے اور زیادہ بگڑتے گئے حتیٰ کہ التوائے
جنگ کے بعد ۱۸۷۸ء کے شروع میں صورت ایسی نازک ہو گئی کہ دونوں ملکوں (روس و رومانیا) کی آپس میں بھی چھڑ جانیکا
اندیشہ ہو گیا۔ اور برعکس اسکے (بقول ہمیں افسر مورخ مسمی آنش جس نے رومانوی فوج کے حالات قلمبند کئے ہیں) تُرکی اور
رومانیا کے باہمی تعلقات بالکل دوستانہ ہو گئے۔ کروپاٹکن بھی روسیوں اور رومانویوں کے کشیدہ تعلقات کا ذکر کر کے اسی بارہ
میں اپنے ہموطنوں کو نہایت برمحل اور مناسب نصیحت کرتا ہے۔ شروع نومبر میں ایک رومانوی فراری نے خود مجھ سے وجہ
بیان کیا تھا کہ روسی اور رومانوی سپاہیوں کی اکثر آپس میں ہاتھا پائی ہو جاتی ہے اور دونوں ممالک کے افسر اور سپاہی دونوں

لوول ہن کو موقع پر پہونچتے ہی جلد معلوم ہو گیا کہ مزید کمک کے بغیر حصار نہ تو درست طور پر شروع کیا جا سکتا ہے اور نہ قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر سینٹ پیٹرز برگ سے شاہی گارڈ اور گولندازوں کی خاص فوج منگوا بھیجی گئی اور انکے پہونچنے تک باش طابیہ کے رومانوی حملوں اور کیولری کی اُن ناکام کوششوں کے سوائے جو اُس نے پلیونا میں کمک اور رسد نہ داخل ہونے کے لئے کی تھیں۔ اور جنکا اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے تین ہفتے بیکاری میں بسر کئے گئے۔ ۲ اکتوبر کو گارڈ سسٹوا میں پہونچ گئی۔ اور دو دن بعد مغربی فوج سے آملی۔ اس پر ایک خاص دستہ پلیونا کے مغرب کی طرف حصار کو مکمل کرنیکے لئے بنایا گیا۔ اور جنرل گورکو کو جو بلقان کی پیشقدمی سے شہرت حاصل کر چکا تھا اور نہایت ہی بیباک۔ دلیر اور خطرناک اور جان جوکھوں کے کاموں اور مہموں کا بڑا دلدادہ تھا۔ دستہ مذکور کا کمانڈر بنایا گیا۔ جسکی جمعیت اور ترتیب حسب ذیل تھی۔

گارڈ کور (شاہی گارڈ کا دستہ)

انفنٹری :- ۳- ڈویژن
۱- نشانہ بازوں کا بریگیڈ

کیولری :- ۱- ڈویژن
۱- رجمنٹ کاسکوں کی

آرٹلری :- ۹۶- توپیں میدانی توپخانہ کی
۱۸- توپیں اسپی توپخانہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۳- بیگار سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ اُسکا بیان تھا کہ روسی افسروں کا رویہ اور برتاؤ "ناقابل برداشت" اور سپاہیوں کا "بالکل وحشیانہ" ہے۔ اُسوقت کے اکثر اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "روسی رومانیا میں اس طرح برتاؤ کرتے تھے۔ جیسے وحشی فاتحین کسی مفتوح ملک میں کرتے ہیں" مزید قابل غور یہ امر ہے کہ باش اور قانلی طابیوں کے ترکی اور رومانوی سپاہیوں میں جس دوستانہ میل ملاپ ہونیکا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ وہ اسی وقت سے بند ہو گیا جبکہ رومانوی سپاہ کی جگہ قانلی طابیہ میں روسی سپاہی آ گئے۔ ان باتوں سے ہم پلیونا کمپ والونکی یہی رائے ہو رہی تھی کہ رومانوی روسیوں کی طرفداری کرنے سے پچتا رہے ہیں۔ اور ان کو اس امر کا علم ہے کہ ترکی سے ان کو کبھی شاکی ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مصنف

میزان ۴۰ پلٹنیں ۔ ۲۰ رسالے ۔ ۱۱۴ توپیں

آرنولڈی کی زیر کمان فوج (جو سابقا کریلو کے ماتحت تھی)

انفنٹری	۷ رومانوی پلٹنیں
کیولری:-	۸ - روسی رجمنٹیں
	۶ - رومانوی رجمنٹیں
آرٹلری:-	۸ - توپیں میدانی توپخانہ کی
	۳۰ - توپیں اسپی توپخانہ کی

میزان - ۷ پلٹنیں - ۱۴ رسالے - ۳۸ توپیں

لوشکاریف کے کیولری ڈویژن میں ۸ رسالے اور ۱۲ توپیں تھیں یعنی گورکو کے زیر کمان دستہ میں کل ۴۷ پلٹنیں - ۱۱۰ رسالے اور ۱۶۴ توپیں تھیں -

اس جرار فوج کے مقابلہ پر ۲۴ اکتوبر کو احمد حفظی کے ڈویژن میں صرف ۷ پلٹنیں - ۴ رسالے اور ۸ توپیں تھیں - ۲۳ اور ۲۴ اکتوبر کی درمیانی رات کو گورکو کی فوج نے ارخانیہ سڑک کی تین موقعوں پر جو ڈولنا دوبنیک اور گورنا دوبنیک - گورنا دوبنیک اور طلش - اور طلش و رادومرتزی کے درمیان تھے قبضہ کرلیا - اور فوج مذکور کے ان تینوں حصوں نے سڑک کے دونوں طرف رُخ رکھا -

گورنا دوبنیک پر حملہ کرنیکے لئے ۱۸ پلٹنیں - ۶ رسالے (۲۰ ہزار آدمی) اور ساٹھہ توپیں منتخب کی گئیں - اُنکے مقابلہ پر احمد حفظی پاشا اور اُسکے نائب عزت بک کے پاس اُس جگہ فقط چھہ پلٹنیں اور چار رسالے (ساڑھے تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں -

طلش پر جہاں حقی پاشا کے زیر کمان جسکے پاس کیولری مطلقاً نہ تھی ۹ پلٹنیں (تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں حملہ کرنیکے لئے چار پلٹنیں اور ۲ رسالے (۴۵۰۰ آدمی) اور ۱۲ توپیں منتخب کی گئیں - رادومرتزی اور ڈولنا دوبنیک کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ اُنکے برخلاف صرف نمائش کرنے پر اکتفا کیا جائے حملہ نہ کیا جائے -

گورنا دوبنیک پر ۲۴ اکتوبر صبح کے آٹھہ بجے دہاوا شروع ہوا - اور برابر دس گھنٹوں تک ۳۵۰۰ ترک چار توپوں سے مردانہ وار کامیابی کے ساتھہ ۲۰ ہزار دشمنوں اور انکی ساٹھہ توپوں کا مقابلہ کرتے رہے - احمد حفظی سے پلیونا فوج کو جو امیدیں تھیں وہ اس نے کامل طور پر پوری کیں اور اُسکے سپاہیوں نے شجاعت و مردانگی کے وہ جوہر دکھائے کہ رستم و اسفندیار بھی دیکھہ کر دنگ رہجاتے - مگر شام ہے

دور وسی رجمنٹیں تاریکی سے فائدہ اٹھا کر بڑے ترکی مورچہ میں داخل ہوگئیں اور اچانک حملہ کرکے
اسکو فتح کرلیا۔ ادھر ترکی فوج کے پاس کارتوس ختم ہوگئے۔ ۱۵ سو سپاہی اسوقت تک شہید اور
مجروح ہوچکے تھے۔ اس پر احمد حفظی پاشا اور عزت کو باقیماندہ دو ہزار سپاہیوں سمیت مجبوراً ہتھیار
رکھ دینے پڑے۔ روسیوں نے ترکی افسروں کو گولیوں سے اڑا دینے کا انتظام کرہی لیا تھا جسکی وجہ
مجھے ابتک معلوم نہیں ہوسکی، کہ عین آخری لمحہ گورکو کے موقعہ پر پہونچ جانے سے انکی جانیں بچ گئیں
کاسکوں نے کئی جھونپڑیوں کو جن میں مجروح پڑے تھے آگ لگا کر کئی سو عاجز و بیکس دست و پا
بریدگان کو زندہ جلا دیا۔ اور جب احمد حفظی پاشا نے انسانیت کا واسطہ ڈال کر گورکو سے آتشزدگی کو
بجھانے کے احکام صادر کرنے کی استدعا کی تو آخر الذکر نے تحقیقات کرنیکا وعدہ کرکے عملی طور پر
کچھہ نہ کیا۔ اور آگ خود ہی بجھہ گئی جب فرو ہوئی ہوئی اسوقت کی خبر چشمدید شاہدوں کی زبانی بعد میں مجھہ تک
میں ملی تھی۔ روسیوں کے ۲۰۰۰ مقتول اور زخمی ہوئے یعنی فوج محافظ کے ہر ایک سپاہی نے بالاوسط
حملہ آوروں کا ایک ایک آدمی قتل یا ناکارہ کیا۔ اس معرکہ میں نقصان کی نسبت شریک کارزار سپاہ سے
بہت ہی زیادہ رہی۔ یہہ نسبت تقریباً وہی تھی جو ایک کو پانچ سے ہے۔ بہرحال اس معرکہ میں نہایت ہی
سخت لڑائی ہوئی۔ اور اس سے ترکوں کے سر پر نیکنامی اور سرخروئی کے اور سہرے بندہ گئے۔ اس لڑائی
اور نیز ۳۰ ستمبر کے معرکہ لوفچہ اور پلیونا کی دوسری اور تیسری لڑائیوں سے یہہ نتیجہ صاف برآمد ہوتا ہے کہ
ایک ترکی کمپنی جنگی قدر و منزلت میں ایک روسی پلٹن کے اور ترکوں کی ایک توپ روسیوں کی ایک
باتری کے برابر تھی۔

اسی دن (۲۴ اکتوبر) روسیوں نے طلش پر متواتر حملے کئے۔ مگر وہاں کے بہادر کمانڈر حقی پاشا نے انکے تمام
حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ روسیوں کے وہاں ایک ہزار آدمی ضائع ہوئے جن میں سے نو سو آدمی حملہ آور کالم
کی چار پلٹنوں کے تھے یعنی ان میں سے ۳۰ فیصدی ہلاک یا ناکارہ ہوئے، اور ایک سو کیولری اور آرٹلری کے تھے
ترکوں کے دو سو شہید اور مجروح ہوئے۔

ڈولنا دوبنیک کے قرب و جوار میں خفیف سی لڑائیاں ہوئیں۔ ولی بک نے مشیر کو اطلاع دی کہ گورنا دوبنیک
سے ہمارا تعلق منقطع کر دیا گیا ہے۔ سادومترہ ہی کی تین ترکی پلٹنیں طلش کی فوج کی مدد کو روانہ ہوئیں۔ مگر شریک پر
دشمن کی اپنے سے پانچ گنی فوج پاکر اچھی خاصی جھڑپ کے بعد واپس آگئیں۔ یہہ میں اوپر لکھہ چکا ہوں

کو اسی دن روسیوں نے طرنیتا پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۴ ر اکتوبر کے تمام معرکوں اور نقصانات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

موقع لڑائی	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
طرنیتا پہاڑیاں	۱۰۰	۳۰۰
دولنا دوبنیک کے قریب	۵۰	۵۰
گورنا دوبنیک	۱۵۰۰	۳۴۰۰
طلش	۲۰۰	۱۰۰۰
رادومرتزی کے قریب	۵۰	۱۵۰
میزان	۱۹۰۰	۴۹۰۰

اس تاریخ روسی مغربی فوج کی جو پوزیشن تھی وہ مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہو جائیگی۔
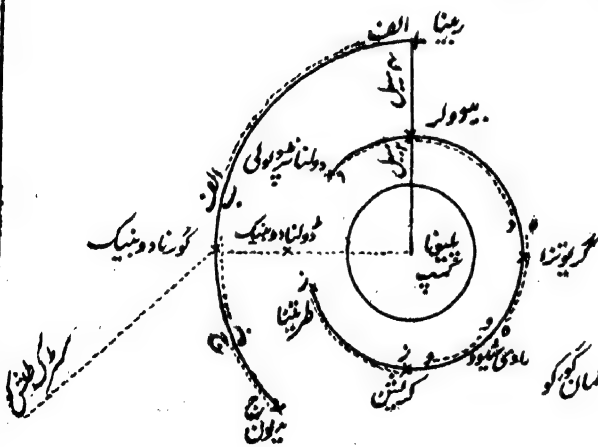
۲۷ اکتوبر کو ترکوں نے ڈولنا دوبنیک کو چھوڑ دیا - اور ۳۰ ر کو طلش کی ترکی فوج نے روسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے - اُنکا مفصل ذکر دوسرے باب میں کرونگا جس کو شروع کرنے سے پہلے کل محاربہ کے مختصر حالات درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے - ۵ ستمبر تک کے حالات میں نہم باب میں ذکر بتا آیا ہوں کہ ۱۱ ستمبر کو متخاصمین کی یہہ کیفیت تھی - چنانچہ اب اس تاریخ سے لیکر پلیونا کا حصار مکمل ہونیکے دن یعنی ۲۴ ر اکتوبر تک کے واقعات کا خلاصہ یہاں بیان کئے دیتا ہوں -

املا یوپ کو یبچی :- ۱۵ ستمبر کو ترکی مصری فوج کے متفقہ دستہ نے بمقام خیر کوئی روسی فوج حملہ آور کے بائیں بازو یعنی نارویچ کی فوج پر حملہ کیا - روسی فوج نے وہاں مورچے تیار کر لیئے ہوئے تھے - ترکوں کو حملہ میں کامیابی نہ ہوئی - اس پر محمد علی پاشا نے جارحانہ کارروائی چھوڑ دی اور وہ ۲۹ ر ستمبر کو مقام قاضی کوئی کو ہٹ گیا - ۲ ر اکتوبر کو سلیمان پاشا اس سے سردار اکرم کے عہدہ کا چارج لیکر اپنی فوج کے حصہ کثیر کے سمیت ۱۰ ر اکتوبر کو راسگراد کو ہٹ گیا - اور قاضی کوئی وسعلی تک میں صرف ایک ایک ڈویژن چھوڑ گیا - اُدھر دوسری طرف روسی بیر قرہ لوم تک آگے بڑھ گئے -

جنرل راڈتز کی شپکا فوج (جو پہلے گورکو کے زیر کمان تھی) روسی فوج حملہ آور کا قلب تھی سلیمان پاشا گولہ باری کرتے رہنے کے سوائے اس فوج کے برخلاف کچھ نہیں کر سکا تھا - اگست کے حملہ کے وقت سے وہ اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرنے میں لگا رہا تھا - ۸ ر ستمبر کو اُس نے پھر حملہ کیا تھا اور اس میں بھی اُسکو پسپا ہونا پڑا تھا - ستمبر کے آخیر میں شپکا کی ترکی فوج کی کمان اُس سے رؤف پاشا نے لے لی تھی - جسکو فوج مذکور کے باقی ماندہ بے ترتیب حصہ کو مزید حملوں کے لئے درست اور مضبوط کرنیکے لئے بہت کام کرنا پڑا - اکتوبر کے آخیر میں دونوں مخالف فوجیں اپنے اپنے پرانے مقاموں میں ایک دوسرے کے مقابل پڑی تھیں - روسی درہ شپکا میں تھے اور ترک درہ مذکور کے جنوبی دہانہ پر شپکا اور شینی وُد کے گرد نہایت ہی مضبوط اور مورچہ بند کیمپ میں -

مغربی فوج جو پرنس چارلس کے زیر کمان تھی روسی فوج حملہ آور کا دایاں بازو تھی - جب ۱۱ ر ستمبر کے حملہ میں ناکامیابی ہوئی تو روسیوں نے پلیونا کو بزور شمشیر فتح کرنے کا ارادہ ترک کر کے سمجھ لیا کہ فاقہ دہی کے بغیر عثمان کو مغلوب کرنا ناممکن ہے چنانچہ یہہ کام ٹوڈل بین کے سپرد کر دیا گیا -

تماشائے ایشیائی معاملات :۔ جنرل اوکلوبشیو کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا دایاں بازو تھی۔ کچھہ کام نہ کیا۔ بمقام خاراسطاطو اپنے مورچوں میں بےکار بیٹھی رہی۔ اور اسی طرح وسویلیس پاشا اسکے مقابل باطوم میں ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے بیٹھا رہا۔

روسی قلب لوریس میلی کاف کے زیر کمان قرق درہ کے مورچہ بند کمپ میں مقیم تھا۔ اور الاجا داغ پر مورچے بناکر اسکے مقابل مختار پاشا کی فوج پڑی تھی ۲ اکتوبر کو میلی کاف نے الاجا پر حملہ کر کے زک اٹھائی ۹ اکتوبر کو مختار پاشا نے پہاڑی قزل تپہ کے قبضہ کے لئے ۲۵ اگست اور ۱۲ اکتوبر کی لڑائیاں ہوئی تھیں خود بخود چھوڑ دی ۱۴ اکتوبر کو گرینڈ ڈیوک میکائیل نے جس نے کمان اب اپنے ہاتھہ میں لے لی تھی۔ کل ترکی کمپ پر عام حملہ کیا۔ یہہ لڑائی محاربہ الاجا داغ کے نام کر مشہور ہے۔ اس میں روسیوں کو کامل فتح ملی۔ آٹھہ ہزار ترکوں نے ہتھیار رکھہ دیئے۔ اور باقیماندہ چھہ ہزار آدمی لیکر مختار پاشا سوغانلو داغ کو بھاگ گیا۔ اس فتح کے بعد جنرل لازاریف نے تین ڈویژنوں سے قارص کا محاصرہ کر لیا اور ترکی باقیماندہ فوج لیکر ۲۰ اکتوبر کو جنرل ہین مختار پاشا کے تعاقب میں روانہ ہوگیا۔

جنرل ترغوکاسوف کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا بایاں بازو تھی۔ ۱۹ ستمبر کو اسمعیل پاشا سے جس نے پھر بایزید سے اریوان کو جانے کی کوشش کی تھی۔ غیر منفصل لڑائی کی۔ شروع اکتوبر میں اسمعیل پاشا کو اپنی آدہی فوج مختار پاشا کے پاس بھیج دینی پڑی تھی۔ الاجا داغ کی لڑائی کے بعد اسمعیل مختار پاشا اور اسکی باقیماندہ فوج کو جا ملنے کے لئے ۱۸ اکتوبر کو پیچھے ہٹنا شروع کر کے ۲۴ اکتوبر کو حسن قلعہ پہونچ گیا۔

ہم پلیونا میں ان واقعات کی صرف مجمل خبریں پہونچتی تھیں۔ جن سے ہم کو یہہ علم ہوگیا تھا کہ یورپ میں کم و بیش سابقہ صورت قائم ہے۔ ایشیا میں متواتر سخت لڑائی ہوتی رہ کر الاجا داغ کی لڑائی میں ترکوں کو سخت زک ملی ہے۔ اور روسیوں نے ایشیا کے مضبوط ترین عثمانی قلعہ قارص کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور جہاں تک ایشیائی محاربہ کا تعلق ہے اس قلعہ پر جہاں پہلے محاربوں میں بھی صعب ترین لڑائیاں اور

جانگداز کشت وخون ہو چکے ہیں قوم کی امیدیں منحصر ہیں۔ اگر وہ فتح ہو گیا تو جس طرح فتح پلیونا سے یورپ میں ٹرکی کی ترقی تمام ہو جائے گی۔ اُسی طرح ایشیا میں ترکی طاقت کا خاتمہ بالخیر ہو جائے گا +

حصّہ دوم تمام ہوا

سپاہی تفریح اور دل بہلاؤ کس طرح کرتے تھے۔ لوفچہ پر روسیوں کا پہلا حملہ۔ بیلی شتاط کی طرف کیپ سے کالم کی روانگی۔ جنگ بیلی شتاط۔ کالم کی واپسی۔ ماہ رمضان۔ پلیونا کی حالت۔ لوفچہ کو روسیوں نے دوبارہ حملہ کر کے فتح کر لیا۔ جنگ لوفچہ پر رائے زنی۔ ۱۲؍ جولائی سے لیکر ۷؍ ستمبر تک کے واقعات کا خلاصہ۔ مورچوں کی فہرست۔ یکم سے لیکر ۷؍ ستمبر تک پلیونا فوج میں جو اعلیٰ افسر تھے اُنکی فہرست۔ لڑائی کے لئے انتظام اور تیاریاں۔ روسی افواج کی جمیعت کا خلاصہ۔ فریقین کی طاقت کا موازنہ۔

باب دہم۔ پلیونا کی تیسری لڑائی۔ ۷ لغایت ۱۲؍ دسمبر ۱۸۷۷ء۔ گولہ باری

۷؍ ستمبر سے ۱۱؍ تک۔ گولہ باری کے نتائج۔ ۱۱؍ کی صبح میری پلٹن جنوب کو روانہ ہوتی ہے۔ راستہ میں عثمان پاشا سے ملنا۔ بھگوڑوں اور منتشر شدہ سپاہیوں کو ساتھ ملانا۔ قوانلق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے ناکام کوشش۔ رفعت پاشا کے کالم کی ترتیب و جمیعت اور اس کے نقصانات ۱۱ و ۱۲؍ کی درمیانی رات عجیب ہولناک رات تھی۔ پلیونا میں چارہ کا جل جانا۔ بلغاریوں کی غداری۔ ۱۲؍ کی صبح جنوب میں فریقین کی جو فوجیں ایک دوسرے سے نبرد آزما تھیں اُنکی اجمالی فہرست۔ قوانلق پر پہلا حملہ۔ فوج حملہ آور کی ترتیب و ترکیب۔ موقع کا نقشہ۔ حملہ کی کامل ناکامی۔ طاہر پاشا کا رویہ۔ قوانلق پر دوسرا حملہ۔ حملہ آور فوج کی ترکیب۔ ترکوں کی عظیم فتحیابی۔ روسیوں کی مراجعت لڑائی کی عام کیفیت۔ نقصانات۔ کون کون اعلیٰ ترکی افسر شہید و مجروح ہوئے۔ اُن افسروں کے نام جنہوں نے حصول فتح میں مدد دی۔ توفیق اور یونس۔ عثمان پاشا کا رویہ۔ میری کمپنی اور پلٹن کے نقصانات لڑائی کے بعد جو کام کرنے پڑے۔ پلیونا کی حالت۔ مورچہ کو واپسی۔ ترکی انفنٹری کی سریع آتشباری پر چند ریمارک۔ اس لڑائی سے کیا سبق حاصل ہوا۔

باب یازدہم۔ محاصرہ کے لئے تیار ہونا۔ ۱۳؍ ستمبر لغایت ۲۴؍ اکتوبر ۱۸۷۷ء

مردوں کی تدفین۔ غارتگروں کی گرفتاری اور اُنکا پھانسی ملنا۔ آمد و رفت کا منقطع ہو جانا۔ انگریزی امداد کی افواہیں۔ ۱۸؍ ستمبر کو رومانوی فوج کا باش طابیہ پر حملہ۔ گولی سے زخمی ہونا اور اسہال کا شروع ہو جانا۔ بخار کے مریضوں کے ہسپتال میں اقامت۔ بازار کی سرگذشت۔ فوجی ہسپتال میں رہنا۔ مورچہ میں واپس آنا۔ احمد حفظی پاشا کے کالم کی ترتیب و روانگی۔ عطوف پاشا کی برگیڈ کی تیاری و انتظام۔ احمد حفظی پاشا کے متحرک قدوینن کا انتظام۔ شفقت پاشا کی ارخانیہ والی

(۱) پلیونا کی پہلی لڑائی مورخہ ۲۰ جولائی کا رنگین نقشہ
(۲) پلیونا کی دوسری لڑائی مورخہ ۳۰ جولائی کا رنگین نقشہ
(۳) پلیونا کی تیسری لڑائی مورخہ ۱۱ و ۱۲ ستمبر کا رنگین نقشہ
(۴) عبلبی اور قوانلق طابیات کا نقشہ بتاریخ ۱۲ ستمبر (متن میں)
(۵) بتاریخ ۲۴ اکتوبر روسی فوج کے محل اقامت کا نقشہ (متن میں)

دشمن قارنجہ ایسہ فیل کبہی ظن ایلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہئے

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑائیاں جو ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں

جن کی حالات لفٹننٹ ولیم وی ہربرٹ اور نے (جو خود جنگ کو میں شریک تھے)

انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازیاد حواشی

او ر فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ سوم

مطبع روز بازار امرتسر میں باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۸ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

طبع اول

قیمت فی حصہ عہ/

فہرست مضامین حصہ سوم فتح پلیونا

محاربات پلیونا حصہ سوم

فتح پلیونا

باب دوازدہم

حصار کامل۔ ۲۵ر اکتوبر سے لیکر ۹ر دسمبر ۱۸۷۷ء تک

۲۵ر اکتوبر کو روسیوں نے ان مورچوں پر جو حال ہی میں پلیونا کے مغرب میں تیار کئے گئے تھے۔ اور بالخصوص پر تونگتا پر گولہ باری شروع کی۔ یہہ گولہ باری خفیف سے وقفہ کے سوا مسلسل چار دن رات جاری رہی۔ اس اثنا میں فریقین کی پیدل فوجیں بھی کئی ہفتہ سے ہو رہی تھیں۔ متخاصمین کی حدود اس قدر قریب ہوگئی تھیں کہ مقابلہ کا نہ ہونا ناممکن ہوگیا۔ گو جیسا کہ مجھے بعد میں تحقیق ہوا دونوں طرف کی فوجوں کو عمر کر لڑائی سے بچتے رہنے کا حکم دیا گیا ہوا تھا۔ ان چار دنوں میں دوسری اطراف میں تقریباً کوئی گولہ باری نہ ہوئی۔

موسم سرد اور طوفانی تھا۔ شام کے بعد دھند چھا جاتی اور ہلکی ہی برفباری ہونے لگ جاتی۔ محاصرہ کے اختتام تک موسم کی یہی کیفیت رہی۔ گاہ گاہ جب کبھی برف پگھل جاتی تو زمین پر سخت خوفناک کیچڑ ہو جاتا۔ لشکروں اور پگڈنڈیوں کی بہت ہی بری حالت تھی۔ بعض اوقات خالص برف کی جگہ برف اور پانی یا اولے اور پانی ملکر برستے۔ یہہ رنگ دیکھ کر میں حیران ہوا کرتا تھا کہ کیا یہہ ملک جاب از سرتاپا

برف سے ڈھنپا ہوا ہی وہی ہے جس میں تین چار مہینے پہلے ہم گرمی کی شدت سے مضمحل ہو کر زمین پر گر پڑا کرتے تھے اور تازہ ہوا کے ایک جھونکے اور بارش کے ذرا سی خنکی بخش ترشح کو ترسا کرتے تھے۔

۲۶ اکتوبر کو ولی بک نے اطلاع دی کہ گورنا دوبنیک کی طرف بالکل سناٹا چھایا ہوا ہے جسکا باعث کوئی وحشت بخش نہیں سکتا۔ اس پر مشیر نے اسٹو دولنا دوبنیک خالی کر کے پلیونا ہٹ آنے کا حکم بھیجا۔ دوسرے دن اس نے نہایت ہوشیاری اور کامیابی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کر دی۔ راستہ میں غنیم کے ساتھ اسکی متفرق طور پر لڑائی بھی ہوئی۔ وہ موضع مذکور کے تمام مسلمان باشندوں کو ہمراہ لیتا آیا۔ مشیر دل میں اس امر سے بہت کچھ آزردہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر اور زیادہ آدمیوں کی شکم پری ضروری ہو گئی۔ مگر ولی بک مجبور تھا۔ ان لوگوں کی اس خیال تک سوچ لرزتی تھی کہ موضع میں پیچھے رہکر اپنے تئیں اور نیز اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو بناب سخت غیسائی ہمسائیوں کے رحم پر چھوڑ دیں۔ انہوں نے پلیونا تک ساتھ جانے کی سخت الحاح و عاجزی سے درخواست کی اور ولی بک کو ماننا پڑا۔

اسدن یعنی ۲۷ اکتوبر کو اُن چند پلٹنوں کی جنہیں مشیر نے ولی بک کی کالم کو آگے سے جا ملنے کیلئے بھیجا تھا۔ روسی پیدل فوج کے ساتھ ودپل کے قریب جوا میں نہایت ہی سخت جانگداز لڑائی ہوئی جس میں ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس چھوٹے سے معرکہ میں فریقین نے غیر معمولی جوش و غضب اور خونخواری سے لڑے کہ دونوں طرف سے جس قدر فوج شریک معرکہ آرا ہوئی تھی اُسکا بیشتر حصہ فرش خاک سے ہم آغوش ہوا۔

دوسرے دن (۲۸ اکتوبر) ہماری اُن روسی فوجوں کے ساتھ جو طرنبنا اور رسیتو وتسر کے درمیان **غازی عثمان**۔یونس میلاس۔ باغچہ اور پرتوطابیوں کے مقابل مورچے تیار کر رہی تھیں معرکہ آرائی ہوئی اس میں بشدید سستی ترکوں نے کی تھی۔ مگر فائدہ کچھ نہ ہوا۔ اُسی دن روسیوں نے اپنی تمام لائن کے گرداگرد توپوں کی شلکیں کیں۔ چند روسی قیدیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ شلکیں حصار کے کامل ہونے کی خوشی میں سر کی گئی تھیں۔

۳۰ کو غنیم نے دولنا دوبنیک پر قبضہ کر لیا۔

۳۱ کو چند ترک سپاہی ودپل کے راستہ کیمپ میں داخل ہوئے۔ ان کو جنرل گورکو نے حالات سنانیکے لئے رہا کیا تھا۔ انہوں نے اطلاع دی کہ روسیوں نے ۲۴ کو گورنا دوبنیک فتح کیا اور ۲۸ کو تین

گھنٹوں کی نہایت ہی مہیب اور خوفناک گولہ باری برداشت کرنے کے بعد جس میں ۲۸ سو ترکی فوج میں سے ۸ سو قتل یا زخمی ہوئے طلش کے ترکی کمانڈر نے حملہ آوروں کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے طلش میں ترکوں کی چھ پلٹنیں اور چار توپیں تھیں۔ اس مقام کو اطاعت پر مجبور کرنیکے لئے روسیوں کی ۱۲ پلٹنوں اور ۱۲ توپوں سے کام لیا گیا۔ حقی پاشا کمانڈر نے اپنی طرف سے داد مردانگی دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر دشمن کی ایسی زبردست فوقیت کے سامنے اُسکا آخر مغلوب ہونا بدیہی امر تھا۔ روسیوں کو وہ ذلت بخش ہزیمت جو ۲۴ ر کو انہوں نے اس افسر کے ہاتھوں اُٹھائی تھی۔ فراموش نہیں ہوئی تھی اسی وجہ سے اب کے انہوں نے مصداق ع پنیٹھی کے مقابلہ پر ہاتھی ایسی مضحکہ خیز زبردست جمعیت روانہ کی تھی۔ ان تمام چھوٹے چھوٹے معرکوں میں عزت و نیکنامی کا سہرا ترکوں کے ہی سر رہا۔ کوئی ایسا شخص بھی جو روسیوں کی طرفداری اور محبت میں دیوانہ محض ہو رہا ہو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان مختلف معرکوں میں جو طلش اور دونوں دوبنیکوں کے اردگرد اور شروع محاربہ میں مقام لوفچہ پر ہوئے روسی فوج سے کوئی مردانگی ظہور میں نہ آئی۔ روسیوں کے حزم و احتیاط کی جا ہے تعریف کرو لیکن یہ یقینی بات ہے کہ جہاں تک شجاعت و دلاوری کا تعلق ہے وہ کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ وہ ہم پر محض چاروں طرف سے کئی گنا زیادہ فوج سے ہمیں گھیر کر غلبہ پاتے رہے۔

گورنا دوبنیک اور طلش کے ہاتھ سے نکل جانیکی کل فوج کو اطلاع دیگئی جس خبر سے بدیہی امر ہے کہ اسکے حوصلہ میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کئی گھنٹوں تک ہم سب پر سخت مایوسی چھائی رہی۔ مگر دوسرے دن ہی ہماری طبیعتیں پھر بحال ہو گئیں۔ دلوں میں اُمید پھر تازہ ہو گئی ہم اطمینان اور حوصلہ کے ساتھ استقبال کے منتظر ہو بیٹھے اور ہم کو پھر یقین ہو گیا کہ آئندہ جو ہوگا بہتر ہی ہوگا۔

مقامات متذکرہ صدر کے قبضہ سے نکل جانے سے پلیونا فوج کی جمعیت حسب ذیل رہگئی۔ ۷۲ پلٹنیں۔ ۱۲ رسالے (چرکسوں کے بارہ رسالے ان میں شامل نہیں جن میں سے اکثر آخری ماہ سے پیشتر ہی منتشر ہو چکے تھے) اور ۸۰ توپیں یعنی کل چالیس ہزار آدمی۔ ۲۰ اکتوبر اور یکم نومبر کے درمیان پلیونا کیمپ میں کل اٹھاسی سو آدمی ضایع ہوئے اُنکا اندازہ پندرہ سو کر کے یہ تعداد تخمینًا نکالی گئی ہے۔ شروع نومبر میں ہماری یہ جمعیت رہی۔ بعد ازاں بیماری سے وہ ہلاکت برپا ہوئی کہ الامان۔ ترتیب جنگی کی فہرست سے چوتھا ڈویژن اُڑا دیا گیا۔ اور دلی بک کی پانچوں پلٹنیں پانچویں ڈویژن میں شامل کی گئیں جس ڈویژن کو اب محو شدہ ڈویژن کی جگہ چوتھا بنا دیا گیا

روسیونکی محاصرہ کنندہ فوج کی جمعیت جواب کامل دایرہ بناتی ہوئی جسکا نصف قطر چھ میل کا تہا پلیونا کو گھیرے ہوئے تھی حسب ذیل تھی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر:۔ شاہزادہ چارلس والی رومانیا

دوم کمانڈر:۔ جنرل ٹوڈل بین

اعلیٰ سٹاف افسر:۔ جنرل پرنس امرٹ انسکی

دستہ یمین (میمنہ) شمال رویہ۔ ڈولنا نٹرو پولی سے قانلی طابیہ تک (بشمول ہردو)

کمانڈر:۔ جنرل جرنات۔

جمعیت۔ چار رومانوی اور ایک روسی ڈویژن۔ یعنی ۴۵ پلٹنیں۔ ۸ رسالے۔ ۲۴۳ توپیں

قلب۔ مشرق اور جنوب مشرق رویہ۔ قانلی طابیہ سے وادی طلچینترا کے مشرقی ساحل تک

کمانڈر۔ جنرل سٹو

جمعیت نہم یعنی کروڈونر کا اور چہارم یعنی سٹو کا کور[١١] یعنی ۳۴ پلٹنیں۔ ۸ رسالے۔ ۲۴۶ توپیں

دستہ یسار (میسرہ) جنوب رویہ طلچینترا وادی کے مغربی کنارہ سے طرنینا تک

کمانڈر:۔ جنرل سکوبلاف

جمعیت۔ ½۲ ڈویژن اور ایک برگیڈ شاشرن کا یعنی ۲۵ پلٹنیں۔ ۲۶ رسالے۔ ۸۰ توپیں

پلیونا سے مغرب میں طرنینا سے ڈولنا نٹرو پولی تک

کمانڈر:۔ جنرل گورکو[١٢]

---

[١١] ستمبر کی لڑائی میں روسی قلب کی فوجوں کو ایسا سخت نقصان پہونچا تہا کہ نہم اور چہارم کور کی اکثر رجمنٹوں میں دو پلٹنیں اور باقی میں صرف ایک ایک پلٹن رہ گئی تھی۔ مصنف

[١٢] یہہ سوال اب بھی اور اسوقت بھی اکثر زیر بحث رہتا تہا کہ آیا گورکو ٹوڈل بین کے ماتحت ہے۔ یا اسکی کمان سے آزاد ہے گورکو اپنے تئیں آزاد ظاہر کرتا تہا اور خود مختارانہ حیثیت سے کاربند ہوتا تہا ٹوڈل بین گورکو کی اس مطلق العنانی سے کسی قدر آزردہ خاطر ہوتا تہا۔ وہ کل مغربی فوج کی اعلیٰ کمان کا مدعی تہا اور اس دعوے میں وہ حق بجانب بھی تہا اس کیفیت سے اکثر اختلاف پیدا ہوتے رہتے جنکو امرٹ انسکی۔ نیپوکوات چیتکی اور دیگر اعلیٰ افسر بڑی مشکل سے

جمعیت ۴۷ پلٹنیں۔ ۱۱۰ رسالے۔ ۱۶۴ توپیں تفصیل حصۂ دوم کی آخری فصل میں درج ہو چکی ہے۔

خلاصہ

حصہ	کمانڈر	پلٹنیں	رسالے	توپیں
میمنہ	چیتات	۶۵	۸	۱۷۳
قلب	سٹو	۳۳	۸	۱۴۶
میسرہ	سکوبلاف	۲۵	۲۶	۸۸
مغرب	گورکو	۴۷	۱۱۰	۱۶۴
		۱۷۰	۱۵۲	۵۷۱ شالہ

۵ ارنومبر تک روسی مغربی فوج کی یہہ جمعیت رہی۔ تاریخ مذکور سے بعد وہ اس طرح کم ہو گئی کہ گورکو کی فوج سے چند دستے جنوب کی طرف اور ایک رومانوی ڈویزن مغرب کی جانب بھیجدیا گیا۔ ان روسی دستوں کے کارناموں کا ہیں ذیل میں بالا جمال ذکر کرتا ہوں۔ مگر پہلے یہہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم کو ان معاملات کی خبر ترتیب وار یا کل خبر یکبارگی نہیں پہونچتی تہی بلکہ جاسوسوں یا اسیران جنگ یا روسی کمانڈروں سے جو عقلمندی سے کام لیکر زیادہ تر اخبارات کے ذریعہ سے اور گاہ گاہ زبانی ان معاملات میں سے بعض کی اطلاع پہونچا دیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ملی تھی۔

گورکو کی فوج سے جو سبک دستے سپیر روانہ ہوئے انہوں نے ۱۲ نومبر کو طلیبون پر ۹ رکاب ورات ایبا اور ۲۲ نومبر کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ ہ۔ دور کرتے رہتے تھے۔ گورکو عجابت پسند اور ٹوڈل بین کی سست تدابیر سے سخت متنفر تہا۔ آخر الذکر مستقل رائے قائم کر چکا تہا کہ گو محاصرہ پر انحصار کرنے میں کسر شان ہے مگر اس کے سوائے اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ گورکو انسانی زندگی کی کچھہ پرواہ نہیں سمجھتا تہا۔ اور ٹوڈل بین نے مصمم ارادہ کر لیا تہا کہ اب ایک سپاہی بھی اور ضایع نہ کریگا۔ جہاں دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر تفرق ہو۔ وہاں ظاہر ہے کہ نباہ بہت مشکل امر تہا۔ لیکن یہہ دونوں بجائے خود نہایت شاندار افسر اور عام روسی افسروں سے ماسوائے ایک سکوبلاف کے لیاقت وقابلیت میں بدرجہا بڑھے ہوئے تہے مصنف

شالہ ۵۷۱ کی تعداد میں وہ بیس قلعہ شکن توپیں جو قلب میں۔ اور وہ دس جو مختلف دیگر حصص میں تہیں شامل ہیں نیز کاسک آرٹلری اور سپی توپخانہ کی ۴۸ ہلکی توپیں مصنف

کے درمیان راہ وفرزی - لوکو وتسرا - یا بلوتسرا اور اوسیکو وو پر قبضہ کر لیا - یہہ مقام ترک روسیوں کے بڑھنے پر خود بخود خالی کر گئے - ایک سب دست فوج نے جو خود گورکو کے زیر کمان تہی - ۱۷ ارکو درہ روسا لیٹا ۱۳ ارکو پراوتسرا اور ۲۴ ارکو اطرو پول پر قبضہ کر لیا - اس پیشقدمی سے محمد علی کی فوج موسومہ باباقوناق عسکر کے ہراول کو جو ارخانیہ میں تہا مقام مذکور چھوڑ دینا پڑا - عسکر بد کو صوفیا کو ہٹ گیا اور اُس نے طاش کسن - کورتا تزی اور سطر بگل میں ہراولی چوکیاں قائم کیں - روسی اور بھی آگے بڑھتے مگر بلقان کی برف نے روکدیا لیکن پیشقدمی خواہ رک ہی گئی - اُس سے پلیونا فوج "امدادی عسکر" پر جو بڑی بڑی امیدیں رکھی بیٹھی تھی وہ سب خاک میں مل گئیں - اور محاربہ کے دوران میں دوسری مرتبہ محمد علی نے خود کو سخت نالایق ثابت کیا - اُسکی ۳۴ بلٹنیں - ۲۸ رسالے اور ۲۷ توپیں صرف یہہ کر سکیں کہ اپنے آپ کو گورکو کی فوج کے ہاتھوں معدوم ہونے سے بچا کر پیچھے ہٹ گئیں - اور اُسوقت سے پلیونا کی امداد کیلئے کسی فوج کا پہونچنا ناممکن ہوگیا - گورکو کی فوج محصورین اور بیرونی امداد کے درمیان سد سکندری کی طرح حایل تھی - گورکو کی یہہ مہمیں ٹوڈل بین کی تجاویز کے صریح خلاف تہیں - مگر کامیابی نے خلاف ورزی وغیرہ سب کو بھلا دیا -

ہم پلیونا والوں کو آخری وقت تک اس امر کی خبر نہ ہوئی - ہم آخری دن تک موعودہ امدادی فوج نمودار ہونیکا انتظار کرتے اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر اُسکی راہ تکتے رہے - اس انتظار کے عالم میں جو کچھ ہماری کیفیت تھی اُسکو بیان کرنا مشکل ہے - ہم تو خیر شفقت ایسا بہادر اور قابل آدمی جو اب تک ارخانیہ میں مطلق العنان کمانڈر رہا تہا - اور اس حیثیت سے ہمارے بہت ہی کام آیا تہا - مگر اب محمد علی کا نائب ہو جانے سے بے دست و پا ہو گیا تہا - اپنے سردار اور دوست غازی عثمان کی امداد کو نہ پہونچ سکنے سے کیسا کچھ پیٹ پٹا رہا اور اُس کا دل کیسا جلتا رہا ہوگا - یہہ دیکھہ کر کہ عثمان کی فوج کی ہمت وسکت جو کل قوم کی مایہ فخر و ناز تھی دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے اور اس نامور بہادر کی امداد کیلئے جس نے اپنے ملک کی عزت کو اس طرح برقرار رکہا تہا کہ قدیم یونان کا بڑے سے بڑا جانباز بھی اُسکے مقابلہ میں ہیچ نظر آتا تہا ایک انگلی بھی نہیں اُٹھائی جاتی کیا اُس شجاع (شفقت) کی آنکھوں سے خون کے آنسو نہ جاری ہو جاتے ہونگے بیشک عثمان نے دنیا کو ایسی انسانی بیجگری (طفر اغودیا - افسانۂ پرغم) کی جہلک دکہادی جسکی عظمت وشوکت نہایت ہی ارفع و اعلیٰ اور مبہوت و ششدر بنا دینے والی تہی - نومبر کے آخری اور دسمبر کے پہلے دونوں میں اس مرد خدا کے

دل پر جو کچھ گذرتا ہو گا۔ اُسکا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ وہ شان و شوکت کے اُس مینار کی چوٹی پر جسے خود
اُنکی قابلیت نے تیار کیا تھا تن تنہا کھڑا تھا اور قسمت کے طوفان بلاخیز مینار مذکور کو بنیادوں تک ہلا
رہے تھے۔ مگر ایک شخص نے بھی مدد دینے کے لئے اُنکی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ اُسکے ہموطن دور فاصلہ پر محفوظ بیٹھے
وعدہ وعید چکنی چپڑی سے دلاسوں۔ کمینہ جھگڑوں اور کبھی نہ ختم ہونیوالی شیطان کی آنت فضول تیاریوں میں
اپنی کل ہمت و کوشش کو صرف کر رہے تھے اور کل دُنیا حیرت زدہ مبہوت بنی ہوئی اس یکہ و تنہا بندہ
خدا کو دیکھ رہی اور ہر روز یہی سوال کرتی رہتی تھی "یہہ صورت کب تک قائم رہیگی ؟"

ایک مخلوط رومانوی ڈویزن جس میں رومانوی پیدل فوج کی آٹھ پلٹنیں۔ تین رومانوی اور چار روسی کیولری
(فوج سواران کی) رجمنٹیں یعنی جملہ آٹھ ہزار آدمی اور بتیس توپیں تھیں۔ رومانوی کرنیل سلانی چیانو کے زیر
کمان ۱۰ نومبر کو ودلنا نٹرو پولی کو کیمپ سے روانہ ہو کر دوسرے دن اہو وا کے سامنے پہونچگیا۔ اس قصبہ
میں پانچ کمزور ترکی پلٹنیں جن میں زیادہ سے زیادہ دو ہزار آدمی ہونگے مقیم تھیں۔ وہاں فوج سواران اور
میدانی توپخانہ بالکل نہ تھا۔ صرف بیس پرانی قلاعی توپیں منہہ کی طرف سے بھرنے والی تھیں۔ تین مورچے
خشکی کی طرف تھے اور ایک سیدھا سادہ پشتہ دریا کی طرف بنا لیا گیا ہوا تھا۔ رومانویوں نے ۱۲ کو گولہ باری
شروع کی۔ ترکوں نے بھی جواب میں گولہ باری شروع کی۔ مگر اُنکی پرانی اور تقریباً ناکارہ توپیں غنیم کی
تازہ ترین کروپ قسم کی توپوں کا کب تک مقابلہ کر سکتی تھیں۔ توپخانوں کی چند گھنٹوں کی مبارزت کے بعد
جس میں چار سو ترک شہید اور مجروح ہوئے۔ ترکی فوج قصبہ کو خالی کر کے ایک پگڈنڈی کے راستہ جو دریا
کے کنارہ کنارہ تھی پیچھے ہٹ گئی اور کل سامان۔ گاڑیاں۔ مجروحین اور چند توپوں کو ساتھ لیتی گئی۔ لوم پلنکہ
شرک پر رومانوی فوج قابض تھی۔ اس لئے اُسے چھوڑ کر یہہ پگڈنڈی اختیار کیگئی تھی۔ اس پر بھی ایک رومانوی
پلٹن قابض تھی جس کو ترکوں نے اچانک حملہ آور ہو کر منتشر کر دیا۔ غنیم کا توپخانہ ترکوں کے کالم پر گولہ
باری کرتا رہا۔ اور اُسکی کیولری نے اُنکا تعاقب کیا۔ جس پر ترکوں کو ونی گاڑیاں اور چند توپیں چھوڑ دینی
پڑیں۔ مگر توپیں راستہ پر نہ چھوڑی گئیں بلکہ دریا میں ڈالدی گئیں۔ بعد ازاں کالم مذکور ہلکی پھلکی گاڑیاں۔ اکثر
مجروحین اور تین توپیں لیکر دریا سکت اور اوگست کو اُنکے دہانوں کے قریب گاڑیوں کو پانی میں غرق کر کے
پل بنا کر عبور کرنیکے بعد بخیریت لوم پلنکہ میں پہونچگیا۔ تعاقب میں اکیس گاڑیاں رومانویوں کے ہاتھ لگیں جن میں
گاڑیوں پر ایک سو مجروح تھے۔ اور ایک پر اہو وا کی سرکاری مسلیں تھیں۔ ترکوں کے کلہم پانچ سو شہید مجروح

اور اسیر ہوئے۔ باقی ہنیڈ ر بہ جبریت لوم پلنک پہونچ گیا۔ رومانویوں کے تین سو قتل اور زخمی ہوئے۔ راہووا کو چھوڑ دینا لابدی تہا۔ اس میں کوئی رسد جمع نہ تھی۔ فوج اور توپخانہ بھی کم تہا۔ مزید برآن دیگر قلعہ بند مقامات سے الگ ہونیکی وجہ سے کبھی قبضہ میں نہیں رکھا جا سکتا تہا۔ رومانویوں نے اس فتح پر مضحکہ خیز غل غپاڑا مچایا اور مشہور کیا کہ راہووا دہاوا کر کے لیا گیا ہے۔ حالانکہ حق الامر یہہ ہے کہ اس معاملہ میں اوّل سے آخر تک ان سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اور حملہ کی تجویز ہی ناقص تھی بلکہ اسکی تعمیل بھی خالی از خطا نہ تہی۔ ترکی فوج کو بچ جانے دینے پر رومانوی کرنیل کو سخت ملامت کیگئی تھی اور وہ کمان سے برطرف کر دیا گیا تہا۔

رومانوی ڈویژن لپسپا شدہ کالم کے پیچھے پیچھے لوم پلنکہ گیا۔ جہاں ۳۰ نومبر کو پہونچکر اُس نے اُس کو خالی پایا اور اُس پر قبضہ کر لیا۔ ترک وِڈین کو ہٹ گئے تہے۔ وہاں کے کمانڈر نے مقام مذکور کو محاصرہ کے لئے تیار کر لیا ہوا تہا۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر کو تین رومانوی ڈویژنوں نے وِڈین کا محاصرہ شروع کر دیا۔ جو ۱۳ فروری ۱۸۷۸ء کو جنگ کے ملتوی ہو جانے پر ختم ہوا۔[119]

---

[119] وِڈین کا محاصرہ اس کتاب کے احاطہ سے باہر ہے۔ مگر چونکہ مجھے اس شہر سے بھی ایک قسم کی دلچسپی ہو گئی تہی میں نے اُس کے محاصرہ کے متعلق بہت سا مصالحہ جمع کر لیا جسکا حصہ کثیر اب تک شایع نہیں ہوا۔ اور میں خود اُسکو ایک اور کتاب میں اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں۔ اسجگہ بالاختصار یہہ بیان کر دینے پر کفایت کرتا ہوں کہ محاصرہ مذکور میں دونوں فریق نے نیکنامی حاصل کی۔ ترکوں نے پوری داد شجاعت دی اور مردانگی کے خوب جوہر دکہائے۔ اگر التوائے جنگ سے لڑائی بند نہ ہو جاتی تو وِڈین اوّل تو غالبًا فتح ہی نہ ہوتا۔ ورنہ کم از کم ابہی کئی او ہفتہ برابر مقابلہ کرتا رہتا۔ مدت یا التوائے جنگ کی شرائط کے رو سے اُس پر رومانوی قابض ہو گئے۔ اور ترک مع اسلحہ و سامان جنگ وغیرہ پوری نیکنامی اور سرخروئی کے ساتہہ بلغراد چک کو ہٹ گئے۔ ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کی خوب خاطر و مدارات کی۔ اور نہایت خوش اخلاقی کے ساتہہ ایکدوسرے سے پیش آیا۔ کیونکہ اس اثنا میں وِس اور اُسکے معاون (رومانیا) کے تعلقات بہت ہی کشیدہ ہو گئے تہے۔ عثمانیہ سپاہیوں کا رومانوی جرنیل نے اور پاشا رتے رومانوی فوج کا جائزہ لیا۔ افسرون اور سر گروہوں نے ایک دوسرے کو دعوتیں دیں۔ اور جب ترکی فوج روانہ ہوئی تو رومانویوں نے فوجی قاعدہ کے مطابق انکی سلامی اتاری اور دوستانہ نعروں کے ساتہہ اُسے الوداع کہا۔ وِڈین کی ترکی فوج کی شاندار مردانگی کے ساتھ ہی اُن کمزور ترکی دستوں کی شجاعت و بہادری کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو سرحد کی سرویا سے حفاظت

اب مَیں اپنی داستان کی طرف متوجہ ہو کر اُسے تاریخوار شروع کرتا ہوں۔ یکم اور چوتھی نومبر کے درمیان دونوں طرف کے کل مورچے خاموش رہے۔ آخر الذکر تاریخ سے روسیوں نے مغرب کی طرف گولہ باری شروع کی جو ۹ تک ہوتی رہی۔ اور اُس دن تاریکی پڑ جانیکے بعد روسیوں نے خود سکوبیلاف کے زیر کمان ہمارے کمپ کے جنوبی حصہ بالخصوص حاجی بابا و غازی عثمان طابیات۔ برسیتو و تسز مورچہ اور کوچک و یونس طابیات پر بڑی سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ اور آدھی رات تک سخت خونخوار لڑائی ہوتی رہنے کے بعد پسپا کر دیئے گئے۔ اس معرکہ میں روسیوں کے چھ سو اور ہمارے دو سو ضایع ہوئے۔

دوسرے دن (۱۰ نومبر) غنیم نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا اور اسدفعہ بھی ناکام واپس ہٹا دیئے گئے •

۱۰ اور ۱۱ کی درمیانی رات کو روسیوں نے غازی عثمان طابیہ پر پے در پے حملے کیے۔ اور لڑائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۔ کرنے پر مامور تھے جس وقت (یعنی ۱۴ دسمبر ۱۸۷۷ء) سے سلیمان نے اُس غنیمت میں حصہ دار بننے کے لئے جو روسی اور رومانوی سپاہیوں نے حاصل کی تھی سرحد سے عبور کیا۔ اُس کو اپنی جمعیت کے بدرجہا زیادہ ہونیکے باوجود ایک ایک انچہ زمین پر سارا راستہ ترکی محافظین سے لڑائی کرنی پڑی۔ اور قدم قدم پر ترک اس نئے حملہ آور کے برخلاف حیرت افزا استقلال اور پامردی سے اپنے ملک اور سرزمین کی محافظت کرتے رہے۔ جو دستے سلیمان پاشا سرحد مانٹی نیگرو پر چھوڑ آیا تھا وہ بھی اس بارہ میں کمال تعریف کے مستحق ہیں۔ اُنہوں نے بھی مانٹی نیگرو کی حملہ آور فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ الغرض محاربہ کے آخری حصہ میں ملک کے مغربی علاقہ میں جس قدر چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے۔ ترکی سپاہیوں نے ان میں اپنے جوہر پورے پورے دکھائے۔ ناظرین کو انکی جوانمردی اور دلیری کا پورا پورا اندازہ کرنیکے لئے یہ بھی مدنظر رکھ لینا لازم ہے کہ یہ کل معرکے پلیونا کے فتح ہو جانیکے بعد یعنی اس صدمہ کے بعد ہوئے تھے جو خیال کیا گیا تھا کہ وہ ترکی کیلئے قاطع حیات ہوگا۔ اور صدمہ مذکور کا بظاہر اثر بھی یہی معلوم ہوتا تھا۔ میری رائے میں تو تاریخ عالم میں کسی قوم نے ایسی جانداری، حب الوطنی اور مردانہ استقلال ایسے جگر دوز ہمت شکن اور مایوس کن حالات میں نہیں دکھایا۔ مصنف۔

مسٹر ہربرٹ نے اپنے ناظرین کی قدردانی سے محاصرہ وڈین کے حالات بھی ایک علیحدہ کتاب میں قلمبند کرکے اُسے شایع کر دیا ہے۔ اگر مترجم کے ابنائے وطن نے مسٹر ممدوح کی اس کتاب کو بنظر استحسان دیکھا اور مترجم کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری کتاب کا ترجمہ بھی معہ مناسب حواشی شایع کر دیا جائیگا۔ الا ماشاءاللہ۔ مترجم

صبح کے دو بجے تک ہوتی رہی۔ مگر آخر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔

۱۱ کو کل خط مدافعت پر زور شور سے گولہ باری کیگئی جس سے ہمیں امید ہو گئی کہ روسی عام حملہ کرینگے لیکن ہماری امید پوری نہ ہوئی۔

۱۲ کو سکوبیلاف نے پھر غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا اور ہزیمت یاب ہوا۔ اسی دن روسیوں کے ایک قاصد نے ابراہیم طابیہ میں آکر عثمان کو اطاعت قبول کرنیکا پیغام پہونچایا۔ غازی ممدوح نے اسکا مردانہ جواب دیا۔ یہہ خط و کتابت کل افسروں میں مشتہر کیگئی اور وہ حسب ذیل تھی۔

(مندرجہ ذیل دونوں خط فرنچ زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ مترجم)

"جنرل کوارٹر۔ مقام بیودم۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۷ء (روسی تاریخ)

بخدمت حضور والا مارشل عثمان پاشا بمقام پلیونا۔

خدمت عالی میں مندرجہ ذیل باتیں جو بالکل راست ہیں عرض کیجاتی ہیں۔ جو ترکی افواج گورنا دوبنیک اور تلش میں تھیں وہ اسیر کر لی گئی ہیں۔ روسی افواج نے مقامات اوسی کووہ اور وتنزا اور دبنا پر قبضہ کر لیا ہے۔ پلیونا کا افواج مغربی نے محاصرہ کر لیا ہے۔ انکی امداد کیلئے امپریل گارڈ اور گرانیڈیر بھی پہونچ گئے ہیں۔ اب پلیونا سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور پلیونا کی فوج کیلئے باہر سے آذوقہ وغیرہ پہونچنے کی امید رکھنا فضول ہو گیا ہے۔ پس بصلہ رحم رحم کر کے بیفائدہ خونریزی سے دست بردار ہو جائیے۔ ورنہ اسکا مواخذہ ذات عالی پر ہوگا۔ میں مقرر عرض کرتا ہوں کہ آپ بندہ کی تاکیدی التماس کو قبول فرمائیں۔ اور اطاعت گزینی اور ہتھیار رکھہ دینے کی معاہدہ کی شرائط پر مباحثہ کئے جانیکے لئے کوئی جگہ مقرر فرمائیے۔

میں ہوں آپکا نیازمند

نکلس

کمانڈر انچیف (سر فرماندان) افواج روس یورپ"

اسکے جواب میں ہشیر غازی عثمان نے یہہ خط روانہ کیا۔

"جنرل کوارٹر۔ نزد پلیونا۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۷۷ء (تاریخ مغربی)

بخدمت ہز امپیریل ہائی نس گرینڈ ڈیوک نکلس بمقام بیودم

جو خط ۱۰ اکتوبر کو میری طرف لکھا گیا اور ذات والا نے نجابت پناہی نے میری طرف ارسال فرمایا

تھا۔موصول ہوا۔اُس فوج شاہانہ کی صحت و شجاعت میں جو میرے ماتحت ہے اب تک کسی طرح سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔نہ اسکی چستی و چالاکی اور ثابت قدمی میں کوئی نقص پیدا ہوا ہے۔آج تک جسقدر لڑائیاں ہوئی ہیں اُن میں ہم فتحیاب ہوئے ہیں جتنی کہ اپنی متواتر شکستوں کے مشاہدہ کرنیکے بعد ذات شوکت سمات حضرت زار اپنی فوج کی مدد کیلئے اسپیشل گارڈ اور گرینیڈیرز کو بلانے پر مجبور ہوئے۔

اُن افواج کا مفتوح ہو جانا جو گورنا دوبنیک اور طلش میں تھیں پلیونا سے آمد و رفت کا منقطع اور شاہراہوں کا بند ہو جانا۔یہ کل وجوہات ایسی نہیں ہیں کہ میں اپنے لشکر کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ہماری فوج کے پاس لوازمات ضروریہ میں سے کسی کی کمی نہیں (یعنی سب چیزیں بافراط موجود ہیں) جو امر کہ عثمانیہ فوج کے ناموس عسکری اور عزت کی محافظت کیلئے ضروری ہے۔اب تک جیز وقوع میں نہیں آیا۔اور ہم اب تک اپنی خونریزی اور اپنی ایمان پرستی اور حب الوطنی سے نہایت خوش اور مسرور ہیں۔اور دشمن کی اطاعت قبول کرنیکے بجائے ایسا ہی کرتے رہینگے۔باقی رہا اس خونریزی کا مواخذہ اور مسئولیت۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ اُس فریق پر وارد ہوتا ہے جو اس جنگ کا سبب اور باعث ہوا۔

آپ کی ذات شوکت سمات کا نیازمند

قوماندان افواج پلیونا غازی عثمان''

عثمان کے خیالات کی جو خط مذکور میں اس باوقار اور موثر پیرایہ میں ظاہر کئے گئے تھے۔کل کیمپ میں کمال تعریف و توصیف کیگئی اور سب اُن سے متفق الرائے تھے۔خاصکر مواخذہ اور مسئولیت والے اس فقرہ پر توسب قربان ہوگئے۔کہ خونریزی کی مسئولیت اس دنیا میں اور نیز عالم ثانی میں خطا کار کے سر پر ہے یعنی اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے جنگ میں ابتدا کی ہے۔عثمان کے اس خط سے جسکی عبارت گو معتدل مگر بالکل صاف تھی فوج پر بہت عمدہ اثر پیدا ہوا۔اور اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ روسی فوج کے افسر اور لیڈر بھی اُسے پڑھ کر حیرت زدہ ہوگئے ہونگے۔

قاصد کے ہمراہ جو چھ کاسک آئے تھے انکو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔تاکہ انکو ہمارے گوداموں کے تمول اور معموری کا یقین ہو جائے۔خود قاصد کی ارابہ طابیہ میں پر تکلف مہمانداری کیگئی۔ ۱۳ ار نومبر کا دن بہت ہی سرد تھا۔ویسی سردی ہم نے پلیونا میں پہلے نہیں دیکھی تھی۔دھند بھی بہت غلیظ اور گہری چھائی رہی۔رات کیوقت روسیوں نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا۔مگر ناکام رہے۔اور

بعد ازاں پھر کوئی حملہ نہ کیا گیا۔ سکوبیلاف نے اس حملہ کی ناکامی کے بعد طابیہ مذکور کو حملہ کر کے فتح کرنے کا خیال مطلقاً چھوڑ دیا۔ اس لڑائی میں روسیوں کے پانچسو اور ترکوں کے فقط ایک سو ضائع ہوئے۔ سکوبیلاف کی فوج نے جو متعدد حملے کئے تھے وہ جنرل ٹوٹل بین کے احکام کی خلاف ورزی کر کے کئے گئے تھے۔ مگر ان میں سے اکثر غالباً اس لئے وقوع میں آئے تھے کہ متخاصمین کی حدود اکید و سر سے بہت قریب ہوگئی ہوئی تھیں۔ اور دونوں طرف کی فوجیں لڑائی کے لئے بیقرار رہتی تھیں۔ یہہ ظاہر ہے کہ جب ایسی صورت ہو تو ہمیشہ لڑائی سے پہلو نہیں بچایا جا سکتا۔

۱۴ ار کو کل روسی مورچوں نے تمام خط مدافعت پر ایسی سخت گولہ باری شروع کی کہ ہم اُسے مکرر حملہ عام کا پیش خیمہ سمجھ کر مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ کیا گیا جس سے ہمیں سخت افسوس ہوا۔ البتہ اُسی رات کیوقت غنیم نے غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا جس میں اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ لڑائی طلوع فجر تک ہوتی رہی اور چار سو روسی اس میں کام آئے۔ کمپ کی اس حصہ میں یہہ آخری معرکہ ہوا۔

زمانہ حصار کے پہلے نصف حصہ میں فوج پیدل کی جو معرکہ آرائیاں ہوئیں ہیں اُنکی فہرست مع نقصانات اندازکردہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

تاریخ	مقام معرکہ	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
۲۷ ار اکتوبر	ودپل	۳۰۰	۴۰۰
۲۸ ار اکتوبر	غازی عثمان اور یونس طابیوں کے درمیان	۱۰۰	۱۰۰
۹ ار نومبر	حاجی بابا اور یونس طابیوں کے درمیان	۲۰۰	۶۰۰
۱۰ ار نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۱۰۰
۱۰ ار لغایت ۱۱ ار نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۲ ار نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۳ ار نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۵۰۰
۱۴ ار تا ۱۵ ار نومبر	غازی عثمان طابیہ	۱۰۰	۴۰۰
۱۵ ار نومبر	میزان	۱۰۰۰	۲۳۰۰

۱۵ ار نومبر کو حصار کا پہلا نصف حصہ ختم ہوا۔ یہہ دوسرے حصہ سے بالکل مختلف تھا۔ اس میں

انفنٹری کے کئی چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے۔ مگر دوسرے نصف میں دونوں فریق سوائے ایک دفعہ یعنی اس لڑائی کے جو ۸ ردسمبر کو وڈپل پر ہوئی۔ بالکل چپ چاپ رہے۔ دونوں حصوں میں گولہ باری کی یہی کیفیت رہی۔ پہلے میں سخت گولہ باری ہوتی رہی جو گاہ گاہ کمال شدید ہو جاتی تھی۔ دوسرے میں مدہم اور متفرق طور پر ہوتی رہی۔

جہانتک میری ذات کا تعلق ہے مجھے حصار کے پہلے نصف میں کوئی قابل ذکر کام نہ دینا پڑا۔ ہمارے والے بازو پر ایک مرتبہ بھی حملہ نہ ہوا۔ اور میرے مورچہ میں غنیم کے شیل ہی تھوڑے سے ہی گرے۔ اور نہ میری پلٹن کو کوئی لڑائی کرنی پڑی۔ ہم کو دو دفعہ چوبیس چوبیس گھنٹوں کیلئے باش طابیہ کو بھیجا گیا۔ دونوں مرتبہ آدھی رات کیوقت مورچہ کو گئے۔ اور وہاں سے واپس آئے۔ پہلی مرتبہ (۳۰ راکتوبر کو) باش اور قائم طابیوں کی خندقوں سے ایک دوسرے پر خوب البقلی آتشباری ہوئی۔ مگر اسکا نتیجہ کوہ کندن و کاہ برآوردن سے بڑھ کر نہ تھا۔ کیونکہ دونوں طرفوں کی فوجیں خوب محفوظ مقامات او دمو قعوں پر مقیم تھیں۔ دوسری دفعہ (۱۰ رنومبر کو) سپاہیوں نے چھ گھنٹوں کیلئے بے ضابطہ طور پر جنگ کو ملتوی کر دیا میں نے بعد میں سنا کہ اس امر سے روسی افسر بہت آزردہ ہوئے اور انہوں نے رومانویوں کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی پیش نہ گئی۔ میں ایک با محبت رومانوی لفٹنٹ کے ساتھ عرصہ تک باتیں کرتا اور اسکے ساتھ ملکر سگرٹ پیتا رہا۔ اس عجیب غریب التوائے جنگ کیلئے بظاہر یہ بہانہ بنایا گیا تھا کہ یوم ماقبل کو جو چند سپاہی قتل ہوئے تھے ان کو دفن کر لیا جائے۔ مگر چونکہ یہ کام ایک گھنٹہ سے بھی کم عرصہ میں ختم ہو گیا تھا۔ اسلئے اصل وجہ یہی سمجھی جا سکتی ہے کہ رومانوی اس فضول خونریزی سے جو دونوں مورچوں کے قرب وجوار میں ہر وقت ہوتی رہتی تھی اکتا سے گئے تھے۔ ایسے التوا سے ہم ترکوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرے میجر کو اوپر سے زجر و توبیخ ہوئی تھی کہ اس نے کیوں اسکام کیلئے منظوری دی تھی۔ رومانوی لفٹنٹ نے مجھے کئی ذومعنی کہانیاں اور تمسخر خیز کہاوتیں سنائیں۔ یہ ابھی تازہ تازہ پیرس سے وہاں تک پہونچی تھیں۔ مگر چونکہ میں فرنچ زبان کا ویسا عالم نہیں تھا جیسا کہ لفٹنٹ۔ میں انکا اصل مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکا۔ اور اسلئے ان سے پورا حظ نہ اٹھا سکا۔ ہم افسروں کی تقلید کر کے سپاہی بھی آپس میں ٹوٹی پھوٹی ترکی یا مضحکہ خیز حرکات و اشارات سے باتیں کرتے۔ بلکہ بسکٹیں کھاتے اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اور افسر بھی ہم سے آملے جن سے اچھی خاصی مجلس لگ گئی۔ اور سب نے فرش خاک

پر بیٹھکر جس پر برف کی باریک تہ سفید میز پوش یا دستر خوان کا کام دے رہی تھی بلکر کھانا کھایا۔ کھانے کیوقت ہنسی اصول لگی کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور قہقہونکی صدائیں برف آلود کبیدہ خاطر مطلع میں گونجتی رہیں۔ یہہ قہقہہ گو مخلصانا تھا۔ مگر میرے کانوں کو انکی آواز اس طرح سے محسوس ہوتی تھی کہ گویا خوش طبعی کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے۔ اسی اثنا میں صلیب احمر کی ایک خواہر (یعنی تیمار دار عورت) کسی زخمی یا مریض کی خبر گیری کیلئے میرے پاس سے گذری۔ اُسکو دیکھنے سے مجھہ پر ایسا اثر ہوا کہ گویا پاک محبت اور پاکیزگی کا کوئی فرشتہ میرے پاس سے گذر گیا ہے۔ کمپ کے کتوں تک بھی جن کی عموماً بشرہ ہی سے انکی بدطینتی واضح ہوتی تھی اور یہہ معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ کوئی سخت ناپاک اور مکروہ یا ظالمانہ اور بندلانہ حرکت کرکے آئے ہیں۔ اور بالعموم کمال بدشکل اور چور نظر تھے اس صلح میں شریک ہوکر اپنے جسم مزے سے کھجلانے یا کپڑ نڈیوں کے نیم منجمد کیچڑ پر لوٹنے پوٹنے لگ گئے۔ الغرض کل نظارہ نہایت ہی عجیب اور مقاتلہ و محاربہ کے مقررہ آداب قواعد سے عجیب متضاد و مخالف تہا۔

باش کابیہ میں دو پلٹنیں ہر وقت مقیم رہتی تھیں۔ کمپ بھر میں وہاں کی نوکری سخت تریں اور سب سے خطرناک تھی۔ اُسکی سختی اسی سے معلوم ہوسکتی ہے کہ ہر چوبیس گھنٹوں کے بعد وہاں کی پلٹنونکی بدلی کر دیجاتی تھی۔ وہاں ایسا سخت کام دینا پڑتا اور برف و باران کا ایسا آماجگاہ بننا پڑتا تہا کہ کوئی زندہ شخص آٹھہ پہر سے زیادہ اس سختی اور بوچھار کو برداشت نہیں کر سکتا تہا۔ اسجگہ دونوں فریق کی بعید ترین سنتریوں میں صرف ایک سڑک کا پاٹ حایل تہا۔ سنتریوں کے اپنے اپنے گڑھوں سے صرف سر او پر ہوتے تھے جو بعینہ موسم سرما کے تربوزوں کی ایسی فصل کے مشابہ دکھائی دیتے تھے جو ویران کہو سے گئے کھیتوں میں اگی ہو۔ اوّل ڈویژن کی پلٹنوں میں سے باری باری دو پلٹنیں وہاں جاکر خدمت دیتی تھیں۔ اس امر کا انتظام باقاعدگی کے ساتھہ کر دیا گیا تہا۔ مورچہ کو جانیکے راستے غیر محفوظ تھے۔ اور اُن پر مخالف کے مورچہ سے سخت آتشباری ہوسکتی تھی۔ اسلئے مورچہ کی فوج کی بدلی رات کی تاریکی میں ہوتی تھی۔ گولوں اور گولیونکی مسلسل بوچھار کی وجہ سے کھانا پکانا یا پہنانا و ہونا قطعاً ناممکن ہو رہا تہا۔ سپاہی بسکٹوں یا مکی کی روٹی اور پگھلی ہوئی برف پر گذر کرتے تھے جس دن برف باری نہ ہو اُس دن کوئی پانی دستیاب نہ ہوتا تہا۔ اور فوج کو اس پر گذارہ کرنا پڑتا تہا جو وہ اپنی بوتلوں میں ساتھہ لاتی تھی۔ عادل کے ڈویژن کے اعلیٰ افسروں میں سے ایک چوبیس چوبیس گھنٹوں کے بعد نوبت بہ نوبت مورچہ کی کمان پر

جاتا تھا۔ یہہ خدمت ایسی پرخطر تھی کہ کمان پر جس افسر کی باری آتی وہ دوستوں کو آخری الوداع کہہ جاتا اور خداوند کریم کے حضور بھی سابقہ تقصیروں کی معافی مانگ جاتا۔ اُن اوقات کے سوائے جبکہ متخاصمین بطور خود متذکرہ صدر التوائے اسپر جیسا لطہ التوائی کر لیتے ہر گھنٹہ کچھ نہ کچھ لوگ مرتے رہتے۔ اگر ہم میں سے کسی کے گراں کوٹ کے سر ٹوپ کا ذرا سا حصہ بھی فصیل سے اوپر نظر آ جاتا تو اُس پر فوراً گولیوں کی بارش شروع ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ التوائے بکثرت ہونے لگ گئے۔ ایک دن میں وہ تین یا چار مرتبہ وقوع میں آتے۔ جو عموماً آدھ گھنٹہ سے لیکر دو گھنٹوں کی میعاد کے ہوتے تھے۔ اور اُن سے فائدہ اُٹھا کر فریقین اپنے اپنے سنتریوں کی بدلی کر دیتے تھے۔

نومبر کے وسط میں رومانیوں اور ترکوں کے درمیان دوستانہ ارتباط اس قدر بڑھ گیا کہ دونوں کیمپوں میں اسکی عام شہرت ہو گئی جیسپر روسی اعلیٰ افسروں نے رومانوی فوج کو قانی طابیہ سے ہٹا کر اسکی جگہ روسی انفنٹری کو وہاں رکھنے کا ارادہ کر لیا اسپر ۱۸ نومبر کے قریب قریب عملدرآمد کیا گیا اور اُس دن سے بعد باضابطہ یا بے ضابطہ پھر کوئی مزید التوائے اور عارضی صلح نہ ہوئی۔ گو دونوں طرفوں کے سپاہی پھر بھی بالعموم بدلی کنندہ جماعتوں اور نیز سب سے اگلی سنتریوں پر آتشباری کرنے سے محترز رہتے تھے۔

ہمیں یہہ علم ہونیکی خوشی اور اطمینان حاصل تھا کہ ہم نے قانی طابیہ کی اقامت دشمن کیلئے تقریباً ناقابل برداشت کر رکھی تھی۔ رومانوی اسے اُس جگہ کو پورا جہنم بیان کرتے تھے۔ اُن تمام موچوں کی ہر ایک توپ کا منہہ جن جن سے قانی طابیہ پر شیل دھکیلنے والے گولے پڑ سکتے تھے طابیہ مذکور کی طرف سیدھا کر دیا گیا ہوا تھا۔ گولہ بارود ہمارے پاس بافراط موجود تھا۔ توپیں اعلیٰ قسم کی کروپ ساخت کی تھیں۔ اور ہمارے گولہ اندازوں کی چستی و چالاکی اور قادر اندازی دوست دشمن دونوں کو بخوبی معلوم تھی۔ ان سب باتوں کے اجتماع نے قانی طابیہ کی یہہ گت بنا رکھی تھی کہ میں خونی باتڑی بن جانے کی نسبت کسی کھولتے ہوئے آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ کے کنارہ پر کھڑا ہونیکو ترجیح دیتا۔ اُس میں جونہی کوئی ایسا شیا داغ دکھائی دیتا جس پر انسانی جسم کی پوشاک کا کوئی حصہ ہونے کا گمان ہو سکتا ہو تو فوراً سینکڑوں گولیاں اُسپر داغ دیجاتیں اور چونکہ بالمقابل خندقوں کا درمیانی فاصلہ بمشکل ایک سو گز تھا۔ ہمارا نشانہ اکثر خطا نہ جاتا۔

اکثر روما نوی تھوڑی سی تک پہنچتے تھے۔ اور سنتریوں میں صرف پچیس گز کا فاصلہ تھا جو ہر وقت آپس میں بات چیت کرتے رہتے تھے۔ دونوں مورچوں کے قرب جوار میں تقریباً ہر روز زیادہ تر رات کی تاریکی کی پناہ میں کھدائی کا کام ہوتا رہتا تھا۔ اگر رومانوی کوئی نئی خندق بنا لیتے تھے تو چند گھنٹوں کے بعد ترک بھی بالمقابل ویسی ہی خندق تیار کر لیتے تھے۔ چنانچہ محاصرہ کے آخری دنوں میں ان دونوں مورچوں کا درمیانی اور قرب جوار کا علاقہ خندقوں کا خاصہ بھول بھلیاں بنگیا ہوا تھا۔

دونوں طرف دشمن کو دھوکہ دینے کی غرض سے طرح طرح کی تدبیریں اور اختراعیں کیجاتی تھیں۔ ہم نے قدآدم پتلے جنکو افسر، بگلچی، علم بردار اور سپاہیونکی پوری پوری وردیاں پہنائی گئی تھیں کھڑے کر دیئے ہوئے تھے تاکہ غنیم ان پر آتشباری کرتا رہے۔ ان میں سے بعض پتلوں کے اعضا ایسے بنائے گئے تھے کہ وہ ہلائے جا سکتے تھے۔ جس دن میں باش طابیہ میں تھا اُس دن التوائے کے بعد ہم نے رومانویوں کو ڈھول ڈھمکا۔ جھانجھوں سیٹیوں اور ہوادار بانسریوں کے مہیب شور و غل کے ساتھ مسخرونکی کھیل کا تماشہ دکھایا۔ اسکے عوض میں انہوں نے تاریکی کے بعد ہم کو یہ تماشہ دکھایا کہ ایک بڑی چادر تان کر اُسکے پیچھے آگ روشن کر دی پھر چادر کے سامنے ایک دبلے آدمی کو عاشق اور ایک موٹے تازہ سپاہی کو معشوقہ بنا کر کھڑا کر دیا جنکی عجیب و غریب تمسخر خیز حرکات اور معشوقانہ غمزوں کا سایہ چادر پر پڑتا اور ہم انہیں دیکھ کر خوب قہقہے لگاتے رہے۔

جاڑے کی شدت کے باعث ہمارے مورچہ اور کل کمپ بھر میں سنتریانہ خدمت کمال سخت اور تکلیف دہ تھی۔ ابتدا میں ہر ایک سنتری کو چار گھنٹے نوکری دینی پڑتی تھی۔ پہلے چار کی جگہ دو اور آخر کار ایک گھنٹہ کر دیا گیا۔ سنتریوں کو چار فیٹ عمیق گڑھے میں گویا زندہ دفن ہونا پڑتا تھا۔ جسم کا بالائی حصہ برفانی جھونکوں سے سُن ہو جاتا تھا اور نچلا دھڑ منجمد زمین میں دھنسا ہوا ہوتا تھا۔ حرکت کا نام و نشان نہ تھا۔ چلنے پھرنے کی ذرا بھی کوشش کرنا تو در کنار۔ گڑھے سے باہر نکلتے ہی غنیم کی گولیونکی بوچھار شروع ہو جاتی تھی۔ غنا نا کافی۔ ہر وقت مسلسل نگرانی پر مجبور۔ اُدھر برف کی سردی خطرناک غنودگی پیدا کرتی جسکو دور کرنیکی ہر وقت کوشش کرنی پڑتی تھی۔ مقصد مختصر سپاہی سنتریانہ نوکری کو یہ سمجھتے تھے کہ انسان کو اشد جسمانی عقوبت پہونچانیکا یہ کمال ہذبانہ طریقہ ہے۔ اس موقع پر ہم کو گراں کوٹوں نے بہت ہی کام دیا عجب زمین پر برف ہو تو سردی کی شدت کم محسوس ہوتی تھی۔ سردی خواہ اس قدر ہو کہ پارہ منجمد ہونیکو درجہ سے دس دقیقے نیچے اُتر گیا ہو لیکن ساتھ ہی برف بھی موجود ہو تو یہ ویسی سردی

سے بہتر تھی جو ہوتو منجمد ہونیکو درجے سے ایک دو دقیقہ اوپر۔ مگر برف موجود نہ ہو۔ سنتریوں کی لمبی لمبی سپید ار قطاریں جاڑے کے سرد و خنک دنوں کی تاریک برف کی روشنی میں خاصی دور تک چلی جاتی دکھائی دیتی تھیں اور سفید زمین کے اوپر سنتریوں کے صرف سر ٹوپ اور سنگین دکھائی دیتے تھے۔ عجیب و غریب اور موثر نظارہ دکھاتی تھیں۔

راشنوں اور بالخصوص گوشت کی مقدار شروع نومبر سے کم کردی گئی تھی بسکٹوں کی جگہ مکی کے آٹے کی روٹی جو پلیونا میں پکائی جاتی تھی تقسیم ہوتی تھی۔ بسکٹوں کی مقدار عظیم اسلحہ ذخیرہ میں محفوظ رکھ دی گئی تھی کہ اگر حملہ کیا گیا اور اس میں کامیابی ہوگئی اور اسی علاقہ سے گذرنا پڑا جہاں قحط ہو تو اسوقت کام دیں۔ مخمرات کی قطعاً عدم موجودگی اور گوشت کی کم مقدار نے سردی میں سردی بشدت محسوس ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ جب گوشت مطلقاً بند ہوگیا اور غذا اس قدر ہلکی لگ گئی جو جسم و جان کو یکجا رکھنے کیلئے بمشکل کفایت کرتی تھی تو ہماری حالت اور بھی بدتر ہوگئی۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کے بیلوں کے ذبح کرنیکی سخت ممانعت تھی۔ مگر اسبارہ میں کبھی کبھی سپاہی خلاف ورزی کردیا کرتے تھے۔ چارہ بھی گھٹ گیا اور غریب بے زبانوں کو سخت تکلیف پہونچی۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور بیلوں کی خاص قسم کی آواز صاف صاف بتا دیتی تھی کہ وہ فاقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔

۱۶ نومبر کو میرے مورچہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا گیا۔ اُسکی ٹانگ پھسلنے سے ٹوٹ گئی تھی۔ ایک نیکدل سپاہی نے تھوڑا سا گوشت مجھے بھی دیا۔ اس میں نمک تھوڑا تھا۔ کیونکہ نمک بھی کمیاب ہوگیا تھا۔ اُس سے سخت اسہال اور پیچش شروع ہوگئی جس پر مجھے گاڑی پر بٹھا کر پھر شہر بھیجا گیا۔ جہاں مسجد والے ہسپتال میں مجھے جگہ دیگئی اور وہاں میں نے چار سو ساتھی مریضوں کے ساتھ رہکر آٹھ دن ناقابل بیان مصیبت اور تکلیف سے بسر کئے۔

ادویات کم ہوگئی تھیں۔ کونین تو تقریباً ناپید تھی۔ پٹیوں کیلئے ململ نہیں رہگئی تھی اسلئے گوادسری کی قسم کے کپڑے کی سخت ضرورت تھی کپڑے پھاڑ کر پٹیاں بنائی جاتی تھیں ململ کے کپڑے تو اس طرح چھپا کر رکھے جاتے تھے جیسے کسی بیش بہا چیز کو رکھا جاتا ہے۔ محاصرہ کے آخری چند دنوں میں کپڑا نہ ہونے سے زخمیوں کی ایک دفعہ کے بعد پھر مرہم پٹی نہیں ہوتی تھی۔ جو مریض اور زخمی مرض یا زخموں سے صحت یاب ہو جاتے تھے انکو کوئی مقوی غذا نہیں ملتی تھی جس سے کئی ضعف سے مر گئے۔ ڈاکٹر اور اطبا کو اسقدر

کام رہتا تہا کہ وہ ایک ایک مریض کو پوری توجہ سے نہیں دیکہہ سکتے تہے۔ مریض بہلا معالجہ کرانیکے لئے آپسمیں جہگڑتے نہ بلکہ دہینگا مشتی کرتے تہے۔ ڈاکٹر پینگ نے ۹ دسمبر کو مجہے بتایا کہ چار ہفتوں سے اُس نے کپڑے نہیں بدلے اور فی شب تین تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سویا۔

مجروحین اور مریضوں کو جو تکالیف پہونچتی تہیں اُنکی کچہہ کیفیت مجہو مسجد کی دوبارہ اقامت سے عملی طور پر معلوم ہوگئی۔ اسکو ساتہہ ہی یہہ یاد رکہنا چاہئیے کہ نومبر کے وسط میں ابہی حالت ایسی خراب اور ردی نہیں ہوئی تہی جیسی کہ دسمبر میں جاکر ہوگئی تہی۔ اس منہم نما ہسپتال میں پہلی مرتبہ جو سختیاں مجہے برداشت کرنی پڑی تہیں گو وہ بہی کچہہ کم مہیب نہ تہیں لیکن دوسری دفعہ جو کچہہ گذرا۔ اُسکو بیان کرنیکا قلم یا زبان کو یارا نہیں۔ اسی سے اُسکا کچہہ اندازہ کرلو۔ کہ میں نے کئی دفعہ خودکشی کا ارادہ کیا۔ چوتہی دن جبکہ سمیو بہی بیمار ہوکر مجہے آملا۔ اور ہم دونوں تسلی دلاسا دیکر ایک دوسرے کا حوصلہ قائم رکہتے رہے۔ برانڈی اور افیون کے کسی قدر کی چند خوراکوں سے میں ڈاکٹر کی توقع سے بہی جلد صحت یاب ہوگیا اور نویں دن (۲۴ نومبر کو) ایک چرکس سے اُسکا گھوڑا مانگ کر جو ایسا لاغر اور نحیف ہو رہا تہا کہ گھوڑونکی سی اُسکی شکل ہی نہ رہگئی تہی برفباری کے طوفان میں اپنے مورچہ کو روانہ ہوگیا۔ میں ابہی طابیہ تک پہونچا تہا کہ گھوڑا بیدم ہوکر گر پڑا۔ جس پر مورچہ مذکور کی سپاہیوں نے اُس چشم زدن میں جہپٹ کر اُسے ذبح کرڈالا اور اُسکے حصے بخرے کرلئے۔ مجہے باقی کا راستہ پیدل چلنا پڑا۔ چلنا کیسا رینگنا پڑا۔ اور دو دفعہ راستہ میں گرا۔ اسہال نے مجہہ میں کوئی سکت باقی نہیں چہوڑی تہی۔ دوسرے بلندیوں کے منجمد ڈہلاؤ اور دامنوں پر مضبوط سے مضبوط شخص کیلئے بہی چلنا پہرنا آسان امر نہ تہا۔ دوسری دفعہ گرنے پر میں نے اُٹہنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ میں زندگی سے بیزار ہو رہا تہا۔ میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجہے اس مصیبت سے نجات بخشو۔ برف روئی کے پہنونکی طرح میرے ارد گرد پڑ رہی تہی۔ اور اندیشہ تہا کہ میں جلد زندہ ہی اُسکی تہہ میں دب جاؤنگا۔ کہ اتنے میں چند سپاہیوں نے مجہے دیکہہ لیا اور وہ مجہہ کو میرے مورچہ میں چہوڑ آئے۔ دورنیولا تاب کمپنی کی کمان کرتا تہا۔ کیونکہ صرف وہی قابل کار افسر باقی رہگیا ہوا تہا۔ لفٹنٹ آصف پاشا طابیہ کی خندق میں جہاں میری پلٹن میری بیماری میں ایکدن کیلئے گئی تہی شہید ہوگیا تہا۔ یہہ سنکر مجہے بہت افسوس ہوا۔ اب ہم متعدد ڈیوٹیوں اور فرائض سے کوفت زدہ ہوکر ہلکان ہو رہا تہا۔ میں نے اُس سے منت کی کہ ایکدن اور کمان رکہو اور پہر کوٹہری میں جاکر اپنی سیدہی سادہی چارپائی پر لیٹ گیا اور سولہ گھنٹے سویا۔ مگر بُرے خوابوں، سردی بہوک اور بدشگونیوں سے نیند سے کچہہ طبیعت ہلکی نہ ہوئی۔ میری کمپنی کا ایک نو عمر سپاہی بادمہربان کی

طرح یہہ سارا وقت میری خدمت کرتا رہا۔ سپاہی مجھہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ میجر نے ایکدفعہ مجھہ سے کہا تھا کہ کل ڈویژن میں تم سب سے زیادہ ہر دلعزیز افسر ہو۔ اسکا مجھے دوسرے دن بدیہی ثبوت ملگیا۔ کل سپاہیوں نے اپنے اپنے کھانے سے چند لقمے ڈال کر میرے لئے وافر غذا جمع کی۔ اُس میں مکی کا دلیا۔ روٹی۔ چند بسکٹیں اور تھوڑا سا بھیڑ کا اُبلا ہوا گوشت تھا۔ یہہ آخری گوشت تھا جو میں نے محاصرہ میں کھایا۔ اس غذا کے ساتھہ میرا راشن بھی شامل کرنے سے اُسکی مقدار خاصی ہوگئی۔ تھوڑی سی برانڈی مجھے شہر کی اپنی دوست لڑکی سے ملگئی تھی۔ اس وافر غذا اور شراب کے چند گھونٹوں سے میری طاقت عجیب طور پر عود کر آئی اور میں نے دوسری صبح تڑاکے سے جو برابر ۴۸ گھنٹے نہیں سویا تھا کمپنی کی کمان کا چارج لے لیا۔ وہ چارج دیتے ہی تکان سے زمین پر گر پڑا۔ اور سپاہی اُسے اُٹھا کر خوابگاہ میں لیگئے۔ اُسی دن چند گھنٹے دھوپ بھی چمکی۔ دھوپ کا نکلنا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ ممکن ہے میری سریع صحت یابی میں اسکا بھی کچھہ حصہ ہو۔ اس دن سے لیکر ہتھیار رکھہ دینے سے بعد کی رات یعنی پندرہ دن تک میں نے اپنے کپڑوں کو ایک دفعہ بھی نہ بدلا۔ نہ جسم سے اتارا۔

میں ہسپتال میں ہی تھا کہ قارص کے فتح ہوجانیکی خبر تمام شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حتی کہ بیمارکدوں اور شفاخانوں کے مریضوں نے بھی اُسے سن لیا۔ میں نے اب ۲۷ نومبر کو سنا کہ روسیوں نے ترکی مورچوں کے سامنے بلے نصب کر کے اُن پر اشتہار چسپاں کر دیئے تھے۔ اُن کو جب سنتریوں نے اُتار کر دیکھا تو اُن میں ٹوٹی پھوٹی اور غلط سلط ترکی زبان میں یہہ عبارت بخط درشت تحریر تھی۔

"قارص فتح کر لیا گیا ہے اور مختار پاشا کی فوج نے ہتھیار ڈالدیئے ہیں۔ تم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہو۔ اور کسی طرف سے نہ تم کو مدد پہنچ سکتی ہے۔ نہ تم باہر جا سکتے ہو۔ تمہارا شہنشاہ صلح کر لینی چاہتا ہے۔ یہہ صرف عثمان پاشا ہے جو تم کو یہاں روکے ہوئے ہے۔ نصیحت مانو ہتھیار ڈالدو۔ اور اپنی جانیں بچالو تاکہ تمہارے کنبوں کے کام آئیں۔ اگر تم اطاعت نہیں مانوگے تو بھوک سے مرجاؤ گے۔ تم نے اپنی طرف سے پوری مردانگی دکھادی ہے۔ اس سے کچھہ اور زیادہ تم سے توقع نہیں ہو سکتی"

اُسی دن روسیوں نے توپونکی شلکیں کی تھیں اور شام کے بعد بعض مورچوں میں چمکنے والے مصا سے فرنچ اور ترکی میں بڑے بڑے تختوں پر یہہ عبارت تحریر کی تھی کہ قارص فتح ہوگیا ہے

ایسی بُری خبر سے عام سپاہیوں پر برا بلکہ خطرناک اثر پڑنا لازمی امر تھا۔ مگر یہہ اثر جلد زایل ہوگیا

جنیک دسمبر کے شروع تک مورچہ میں واپس نہ آیا جس دن وہ آیا اسی شام پھر بیمار ہوگیا اور میں ساری رات اسکی تیمارداری کرتا رہا کئی لمبی گھڑیاں جو کٹنی میں نہ آتی تھیں میرا بازو اُسے سرہانہ کا کام دیتا رہا۔ مجھے خیال تھا کہ اب اسکا آخری وقت پہونچ گیا ہے۔ مگر صبح کے قریب اُسکی طبیعت میں سکون سا آگیا اور وہ دوپہر تک خوب گہری نیند سویا جس سے بیدا ہونے پہ اُسکی حالت بہت کچھہ سنبھلی ہوئی پائی گئی۔ سپاہیوں نے اُسکو لئے عمدہ اور وافر غذا تیار کی مگر اُس میں گوشت نہیں تہا جو ہمارے پاس مطلقًا موجود نہ تہا۔ وہ صحت یاب اور بالکل چاق چوبند اور پہلے جیسا ہشاش بشاش ہوگیا۔

شہر اُن دنوں ایک ہسپتال عظیم بنا ہوا تہا۔ ایک گھر چھوڑ کر دوسرا گھر شفاخانہ بنا لیا گیا تہا۔ تمام مسجدیں اور سرکاری عمارتیں بخار کے بیماروں سے بھری ہوئی تہیں۔ ایسے شہر میں جو ۷ ہزار باشندوں کے لئے تہا۔ اب ۸ ہزار مریض پناہ گزین تھے۔ دسمبر میں بیماروں کی تعداد دس ہزار ہوگئی۔ ترک باشندے کمال مروت خوش اخلاقی سے پیش آتے اور نامقدور ہر طرح کی امداد دیتے حتی کہ بعض مستورات پردہ کو چھوڑ کر جو مذہب اور رسم نے اُنکے لئے لازمی کر رکھا ہے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتی رہیں۔ باقی رہے عیسائی باشندے وہ آخر وقت تک زخمیوں اور بیماروں سے وحشیانہ سلوک کرتے یا کم از کم اُنکی کوئی دستگیری نہ کرتے رہے اور جب کبھی اُنکو ایسا موقع مِل جاتا کہ پکڑے جانیکے اندیشہ کے بغیر دغابازی کر سکیں تو برابر دغابازی کرتے رہے۔

روپیہ کی قیمت اِس قدر گھٹ گئی تھی کہ دیکھہ کر تعجب ہوتا تہا۔ جو سرد دریا اور کھیلوں میں ہم بسکٹوں کا داؤ پر لگایا کرتے تہے۔ اور ایک بسکٹ مالیت میں دس قرش (ایک شلنگ دس پنس) کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ بسا اوقات بسکٹوں کے چوتھے چوتھے حصے داؤ پر لگائے جاتے اور جیتنے والا اُسی وقت اُنہیں داؤ کو چبا جاتا۔ شہر میں میں نے ایک چالاک یہودی دوکاندار سے آدھ پاؤ گوشت جو ٹین کے بکس میں مدت سے بند اور مدت کا پڑا ہوا تہا ۲۵ قرش کے عوض اور اُسیقدر قیمت دیکر لیبگ کے کارخانہ کی مارلحم کی ایک پیالی خرید کی۔ ایک سگرٹ دس قرش اور ایک بیضہ میں قرش قیمت پاتا۔ مگر ایسے سودے خفیہ کئے جاتے تہے کیونکہ اشیاء خوردنی کی خرید و فروخت مطلقًا ممنوع تہی۔

دسمبر کے شروع تک میری کمپنی میں بشمول تین افسروں (دسمو۔ تراب اور میرے) کے صرف نوے قابل جنگ آدمی باقی رہ گئے۔ کوئی دن نہ گذرتا تہا جس میں کوئی نہ کوئی تازہ بیمار ہو کر شہر کو گاڑیوں پہ

بھیجدیا جاتا ہو۔

ہسپتالوں میں اس قدر آدمی مرنے لگ گئے کہ اُنکو دفن کرنیکے لئے خاص علیحدہ جماعت مقرر کیگئی۔ میں یہہ اوپر بتا آیا ہوں کہ ۵ ۲ر نومبر کے بعد گوشت تقسیم نہیں کیا گیا تھا۔ نومبر کے اختتام کے قریب راشنونکی مقدار اور گھٹادیگئی۔ چنانچہ ۶ ۲ر دسمبر تک ہم کو روزانہ راشن میں بے مزہ سی مکی کی روٹی وزنی آدھ پاؤ اور تھوڑی سی مقدار مکی کے پتلے دلیے کی جو نمک نہ ہونے سے سخت گھناؤنا ذائقہ رکھتا تھا ملتی رہی۔ یعنی ہم کو آٹھ پہر میں صرف اتنی غذا ملتی تھی۔ جو ایک معمولی قدوقامت کے انگریز کے ناشتہ سے بھی کم تھی۔ تنباکو عرصہ کا ختم ہوچکا ہوا تھا۔ میری دوست لڑکی نے ایکدفعہ میرے لئے کہیں سے دو سگرٹ بہم پہونچائے میں نے اُنکو آدھا آدھا کرکے ایک ٹکڑا خود لیا اور باقی تینوں سیمو۔ تراب اور اقبال کو دیئے۔ ایک کرنیل تنباکو کا ایسا عادی تھا کہ وہ یہہ دونوں سگرٹ بخوشی پچاس قرش دیکر مجھسے خرید لیتا۔ جہاں تک مجھے علم ہے چار کا ایک تولہ بھی شہر یا کیمپ میں موجود نہ تھا۔ اُسدن سے لیکر جبکہ میں آخری دفعہ وڈین شہر کو گیا تھا اور سُوورکیس نے مجھے ایک پیالہ چار دی تھی ہتھیار ڈال دینے کی شام تک جبکہ روسی افسروں نے چار سے میری تواضع کی میں نے ایک مرتبہ بھی چار نہ دیکھی تھی۔ ترک چار نہیں پیتے۔ مجھے کئی ایسے شخص معلوم تھے جنہوں نے مدت العمر میں اسے چکھا تک نہیں تھا۔ باقی رہا قہوہ۔ وہ بھی ندارد ہوگیا تھا۔ یا کم از کم ہمارے لئے ندارد تھا۔ کیونکہ سنا جاتا تھا کہ اعلیٰ افسروں کو اب بھی گاہ گاہ اُسکی ایک آدھ پیالی مل جاتی ہے۔ میرے ایک دوست کو کہیں سے اسکی خفیف سی مقدار ملگئی۔ اور اُس نے اس نعمت عظمیٰ کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں اپنے احباب میں تقسیم کیا۔ جس شخص کے پاس ایک پیالی قہوہ ہوتا وہ اُسکی منہہ مانگی قیمت لے سکتا تھا۔ مگر روپیہ بھی اُن دنوں میں دوسری چیزوں کی طرح ناپید ہوگیا تھا۔ اپنے مورچہ میں بریگیڈیر کے سوائے غالباً میں ہی ایک شخص تھا جسکے پاس نقدی موجود تھی۔ جب میں پلیونا پہونچا تھا تو اُسوقت میرے پاس ساٹھ پونڈ تھے۔ اُن میں سے میں نے اگست کے آخیر تک دس۔ یکم ستمبر سے ۲۴ر اکتوبر تک پندرہ اور بعد ازاں حصار تک تیس پونڈ خرچ کئے۔ کہا جاتا تھا کہ احمد حفظی پاشا اسی ہزار اور شفقت پاشا ایک لاکھ پونڈ ساتھ لائے تھے۔ اکتوبر میں ہم کو تنخواہ میں نقد روپیہ ملا تھا جس سے ہم سب کو بہت حیرانی ہوئی تھی۔ مگر یہہ دستور جلد بند ہوگیا[۱۲]۔

[۱۲] اُن حدود کے اندر جو وسیلیک کے محاصرہ میں تھیں نقدی کی کمیہ رقم ضرور موجود تھی۔ جو بدوران محاصرہ ایک ایسے کم

ایندھن قطعاً مفقود تھا۔ کیمپ کے جنوبی اور مغربی حصّوں میں پھلدار درختوں اور انگوروں کو جڑوں
سے اُکھیڑ کر ایندھن بنا لیا جاتا تھا۔ ابتک یہہ درخت شیر کے حکم سے بچے رہے تھے مگر ضرورت کے
سامنے کسی حکم کی پیش نہیں جاتی۔ اُنکی شاخیں اور جھاڑیاں کبھی کبھی ہمیں بھی بھیجدی جاتی تھیں جنکو ساتھ
ہم خشک گھاس اور پودے۔ مکی کے ڈنٹھل۔ چوبی سامان کے ٹکڑے۔ خوابگاہوں کی چھتوں کے تختے
(گو ہم جانتے تھے کہ اُن تختوں کے کھینچ لینے سے کوٹھریوں کے گر پڑنے کا خطرہ ہے جس سے ہماری آسائش
اور حفاظت میں سخت خلل آئیگا) ہر ایک ایسی قسم کی ٹوٹی پھوٹی چیزیں جو جل سکتی ہوں۔ کوڑا کرکٹ اور کبھی
کبھی کسی چھکڑہ کو خود توڑکر اُسکے ٹکڑے ملا لیتے تھے اور ان سے ایندھن کا کام لیا کرتے تھے۔ پھر بھی
بعض وقت آگ نہ ہونیکی وجہ سے ہم کھانے کیلئے دلیا نہیں بنا سکتے تھے۔ آگ کی عدم موجودگی کا ایسی حالت
میں جبکہ تھرمامیٹر کا پارہ منجمد ہونیکی وجہ سے نیچے گرا ہوا ہو اور حرارت بخش مشروبات کا ایک قطرہ بھی روپیہ کے
عوض یا بطور احسان کسی طرح دستیاب نہ ہو سکتا ہو جو کچھ مطلب ہو سکتا ہے۔ اُسے میں ناظرین کے قیاس پر
ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ ایک یا دو مرتبہ بقّال جو پہلے سے بھی زیادہ اُٹھک ہو رہا تھا اور اُسکی طبیعت کی
تیزی و براقی میں مشکلات کے حسب حال اضافہ ہوتا جاتا تھا پلٹن کیلئے کوئلہ کے چند ڈول لے آیا مگر اس چیز
کا کوئی گودام موجود نہ تھا اور وہ باقاعدہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ مخالف کے سنتریوں کو قتل کرنا پسند نہیں کیا جاتا تھا۔
یہہ کام بزدلانہ اور وحشیانہ سمجھا گیا تھا۔ تاہم ایک رات ہمارے مورچہ کے چند چرکس پیٹ کے بل رینگتے ہوئے
دشمن کے سنتریوں تک پہونچ گئے اور یکے بعد دیگرے کئی سنتریوں کو قتل کر کے روسیوں کی ایک بعید سی
چوکی سے لکڑیوں کے چند گٹھے اور کچھہ موٹے موٹے ٹکڑے اُٹھا لائے۔ ہم نے ان کو جلا کر خوب آگ
تاپی جسکا کیمپ میں کئی دنوں تک چرچا رہا۔ ہم نے جابجا زمین کو کھودا کہ شاید درختوں اور جھاڑیوں کی جڑیں
مل جائیں مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۔ یا زیادہ نہیں ہو سکتی تھی میں اس رقم کی مقدار دو لاکھ پونڈ فی کس چار پونڈ تصور کرتا ہوں تاہم
روپیہ دن بدن کمیاب ہوتا گیا حتیٰ کہ دسمبر میں تقریباً ناپید ہو گیا۔ اسکی وجہ میرے قیاس میں صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ہر ملک اور
قوم میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو بہرحال خواہ روپیہ کے عوض کوئی چیز دستیاب نہ بھی ہو سکتی ہو یا دولت اپنا جانا چاہیں روپیہ کو
جمع کرتے رہتے ہیں اسکی مجھے ایک مثال بھی معلوم ہے۔ ایک افسر نے اپنی مختلف اشیاء کی فروخت سے اسی پونڈ جمع کئے
تھے جو بعد میں دستیلیوں نے اس سے چھین لئے تھے۔ اُس نے چند غلامین کی قمیصیں دس پونڈ کو بیچی تھیں۔ مصنف

صابن کا ہماری پاس نام و نشان نہ تہا ہمیں نرم مٹی سے منہہ ہاتھہ دہویا کرتا تہا بتیاں ہمیں نہایت کفایت سے برتنی پڑتی تہیں۔ بسا اوقات مصنوعی روشنی کیلئے ہمارے پاس کوئی سامان نہیں ہوتا تہا۔ دیا سلائی کے بکسوں کی ایسی قلت تہی کہ آگ روشن کرنیکے لئے کارتوس چلائے جاتے تہے جنکی کوئی کمی تہی وہ گولہ بارود اور کارتوس تہے جنہیں ہم کہا نہیں سکتے تہے۔ گو اسوقت بعض کمال عجیب و غریب چیزیں ہی ہم ہضم کر لیا کرتے تہے۔

آوارہ گرد کتے روز بیسیوں مرتے تہے بھیڑیے قرب و جوار میں نمودار ہوگئے۔ دیسی اور جنگلی کوؤں کا شکار کیا جاتا تہا جنکا گوشت نہایت لذیذ سمجہا جاتا تہا۔

ہمارے کپڑے پارہ پارہ ہوگئے تہے۔ صرف گراں کوٹوں پر انسانی پوشاک ہونیکا کچھہ قیاس ہو سکتا تہا نومبر کے آخیر میں وردیوں اور وردی کے نیچے پہننے کے کپڑوں کا ذخیرہ پلیونا میں ختم ہوگیا تہا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ اکتوبر کے آخری حصہ میں یعنی ٹھیک اسوقت جبکہ مخالف کی صفوں میں سے گذرنا ناممکن ہوگیا تہا ارطغرل نے ایک فوجی دستہ کے ہمراہ چالیس ہزار جوڑی بوٹوں کے اور بیس ہزار سموری گلوبند بہیجے گئے۔ ان چیتہڑوں پر جو ہمارے جسموں کو ڈہانپے ہوئے تہے اضافہ کرنیکے لئے سب قسم کی اختراعات اور تدابیر سے کام لیا گیا۔ کچے چمڑے سے۔ کاغذ اور ٹاٹ کے کپڑے بنائے گئے۔ سرہانوں میں گہاس اور خشک پتے بہر کر انہیں جسم کے گرد باندھہ دیا جاتا۔ نہی خوش نصیب وہ جنہیں کسی عورت کا کرتہ یا لہنگا مل گیا۔ ضرورت نے قوت اختراع کو ایسا تیز کر رکہا تہا کہ اس سے فی الفور جاکٹ یا قمیص بلکہ پاجامہ بھی بنا لیا جاتا تہا۔ بعض آدمیونکی پوشاک میں زنانہ استعمال کی پانچ پانچ چہہ چہہ چیزیں پائی جاتی تہیں۔ ترکی مخدرات کے پاجامے تک بڑی خوشی سے پہن لئے جاتے تہے۔ کپڑونکی مرمت اور ان پر جوڑ لگانے میں بعض سپاہی نہایت ماہر ثابت ہوئے۔ ہمارے مورچہ کا ایک سپاہی جو واقعی افلاطون ثانی تہا۔ اس فن میں ایسا مشہور ہوا اور اسے اس قدر کام کرنا پڑتا تہا کہ باقی تمام فرائض سے اس کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اکثروں کے لباس مختلف رنگوں اور پارچوں کا مجموعہ بنے ہوئے تہے۔ پیوندوں کی تہہ در تہہ میں اصل پارچہ کا بمشکل پتہ ملتا تہا۔ دسی اور دانوبی وردیونکی جو لاسوں سے اتار لیجاتی تہیں بہت مانگ تہی۔ اکثر ترکوں نے اپنے ترکی گراں کوٹوں کے نیچے مکمل روسی وردیاں پہنی ہوئی تہیں بوٹونکی ایسی دہجیاں اڑ گئی تہیں کہ وہ بمشکل یکجا رہ سکتے تہے۔ جا بجا ان پر اس قدر ٹانکے اور جوڑ لگے ہوئے تہے کہ انسان یہہ نہیں تمیز کر سکتا تہا کہ اصل چمڑہ کہاں ختم ہوتا ہے اور پیوند کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ کچھ

چیتھڑوں سے عجیب وغریب شکل وضع کی پاپوش تیار کیگئی تہیں جو پاؤں کو بہت تکلیف دیتی تہیں۔ خوش قسمتی سے میرے پاس وہ بوٹ موجود تہے جو میں برلن سے لایا تہا۔ اور انہیں سے ایک اچہی خاصی حالت میں تہا۔ جرابیں اور موزے قطعًا ندارد تہے۔ پاؤں کے گرد چیتھڑے لپیٹے جاتے تہے۔ اُن فوجیوں کی پاپوشیں اونچی ہوئے پر بہی گیٹر دگیٹس جنگی وردی ذوالعوفی طرز کی تہی معمولی قسم کے یورپین بوٹ سے عمدہ سمجہے جاتے تہے۔ برف پر اُن سے چلنے پہرنے میں چنداں خطرہ نہ ہوتا اور پاؤں کو بہی نسبتًا آرام پہونچتا تہا سڑکوں اور پگڈنڈیوں کی ناگفتہ بہ حالت پر بوٹوں کی خستگی سونے پہ سہاگے کا کام کر رہی تہی۔ البتہ جب برف کہیتوں پر خشک ہو جاتی تہی تو چلنے پہرنے میں کم تکلیف ہوتی تہی۔

سپاہیوں اور افسروں دونوں میں باہمی رفاقت۔ عام ہمدردی اور نوازش آمیز برتاؤ کا ایسا پاس تہا کہ اسکی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپسمیں جہگڑا تنازعہ بہت ہی کم اور شاذ و نادر ہوتا۔ تنگ سختی کی حالت میں بہی نظام اور ترتیب میں بہت تہوڑا فرق آیا حصار کے آخری نصف حصہ میں ایسی مشکل اور کمال سخت آزمایش کے زمانہ میں امن قائم رکہنے کیلئے جو نہایت ضروری چیز تہی ہیڈ کوارٹر سے جو جابرانہ احکام صادر ہوتے رہے اُن پر عمل کرنیکی مشکل کبہی احتیاج پڑی۔ مگر ساتہہ ہی وہ فوج کو یہہ جتا دینے کا کام دیتے رہے کہ وہ ایک مستقل مزاج افسر کی آہنی پنجہ کے زیر فرمان ہے۔ عدول حکمی اور گستاخی کے مقدمے شاذ و نادر ہوئے۔ علانیہ سرتابی سازش یا باہم سے سوچ سمجہ کر بغاوت کرنیکا ایک بہی وقوعہ نہ ہوا جن پلٹنوں میں افسر اپنے سپاہیوں میں ہر دلعزیز تہا۔ اُن میں اُسکے احکام او نصیحت کی پوری جان نثاری کے ساتہہ کسی طرح کی حجت یا چون وچرا کے بغیر تعمیل کیجاتی تہی۔ اور افسر کی ذرہ سی مہربانی او مشفقانہ غور و پرداخت کے عوض سپاہی اُس پر جان نثار کرنیکو تیار ہوتے تہے۔ مگر اب کسیقدر کچہہ لوگ فرار ہونے شروع ہو گئے۔ میری کمپنی سے دو آدمی بہاگ گئے وہ دونوں رنگروٹ تہے جو دوسری لڑائی کے بعد اُس میں شامل کئے گئے تہے۔ روسیوں کا بیان بالکل غلط ہے کہ ترکی کیمپ سے جوق در جوق سپاہی بہاگ گئے۔ چرکسوں کے سوائے کلہم زیادہ سے زیادہ دو سو سپاہی اوّل سے لیکر آخر تک مفرور ہوئے تہے یعنی ساڑہے چار مہینوں میں بالاوسط فی پلٹن تین آدمی یا بالفاظ دیگر فی ماہ فی ہزار ایک سپاہی مفرور ہوا۔ مجہے پختہ یقین ہے کہ اُن بہادروں میں سے جو عثمان کے ساتہہ ودین سے پلیونا آئے تہے ایک آدمی بہی نہیں بہاگا تہا۔ محاصرہ دریا کے یہہ جانباز سپاہی اپنے پیارے لیڈر سے دل و جان سے نثار تہے اور اُن کو اُس پر پورا بہروسہ اور یقین تہا۔ اسبارہ میں صرف وہی فوجیں جو ستمبر اور اکتوبر میں صوفیا سے آئی تہیں

زیادہ تر خطا کار پائی گئیں اور ان میں سے بھی سب سے بڑھ کر مستحفظ پلٹنیں جو کس تقریباً کل ہم چلے گئے
اور انکی رسالے توڑ دیے گئے - ۲۴ اکتوبر کو اُنکے بارہ رسالے تھے - ۱۰ دسمبر کو اُن میں سے دو سو زیادہ
نہ رکھے - ان نیک بختوں کو کل فوج ہمیشہ کمال حقارت اور بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتی رہی اور
اُنکو ناقابل اصلاح سمجھتی تھی - کوئی افسر بھی ایسا نہ تھا جو دل سے یہ دعا نہیں مانگتا تھا کہ "کاش انکے ترکی
فوج میں انکا کبھی قدم ہی نہ پڑتا" یہ لوگ عثمانیہ فوج کیلئے دوامی ملامت کا باعث تھے - اُنہی کی طفیل بہادر
دیانت دار اور تربیت یافتہ سپاہیوں کو دنیا کی طرف سے وہ نام ملتا ہے جس سے اخبار میں نہایت نفرت کے
ساتھ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں - باشی بوزوقوں کے مفروضہ مظالم کی من گھڑت داستانوں کا مصالح
انہی حضرات کی کرتوتوں سے بدنام کنندگان کو ملتا تھا - چوری کی تو اُن کو ایسی لت ہے کہ الامان -
بالکل بے حیثیت جھونپڑیوں کا خفیہ سے خفیہ مقام اُنکی عقابی نگاہوں اور طامع انگلیوں سے محفوظ نہیں رہا
تھا جس طرح بلی کو گوشت کی بو آجاتی ہے - اسی طرح اُن کو اُن جگہوں کی جہاں لوگ اپنا قدرے
قلیل سامان رسد چھپا کر رکھتے تھے بو آجاتی تھی - غذا - کپڑا - دوا یہ کوئی چیز اُنکی دستبرد سے بچتی تھی -
قواعد اور تعزیروں کے باوجود غلاظت کا کوئی حد و پایان نہ تھا - مگر میری رائے میں ایسے
حالات میں اس قباحت سے کوئی چارہ بھی نہیں ہو سکتا تھا -

فاقہ و تکلیف کے باوجود فوج کے دل مضبوط اور حوصلے قائم تھے - بلکہ وہ خوشحالی اور فتحیابی کے زمانہ
کی نسبت زیادہ ہشاش بشاش تھی - کیونکہ ایسے وقت میں ترکوں کو قضا و تقدیر پر شاکر رہنے کا
قومی خاصہ بہت ہی مدد دیتا ہے - ایک خیال سے ہمیں بہت تقویت ملتی رہی اور اُس سے آخری دن تک
ہمارے حوصلے قائم رہے - وہ یہ تھا کہ "امدادی فوج عنقریب پہونچا چاہتی ہے - اور جب وہ آئی تو
ہم روسیوں کی وہ بھگت بنوائیں گے جو قیامت تک اُنہیں نہ بھولیگی" - اللہ اکبر ہم کیسی بے صبری کے
ساتھ اُسکی راہ تکتے اور اُسکا انتظار کرتے رہے - ہم اُس پر کیسی کیسی امیدیں قائم کئے بیٹھے تھے - اور اکثر
مسلمان کیسے خلوص الحاح کے ساتھ اُسکے جلد پہونچنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے - جنوبی مورچوں میں
ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہی دیدبانوں کی نوکری پر لگایا جائے تاکہ سب سے اول یہی نجات
دہندگان کی آمد کی خوشخبری سنانے والا ہو - دن میں ہزار بار یہی سوال پوچھے جاتے تھے - "کرشن
سے کوئی خبر آئی؟" "ارخانیہ کی سڑک پر کیا کوئی دھواں دیکھا گیا ہے؟" "کیا جنوب کی طرف توپوں کے

چلنے کی کوئی آواز سنائی دی ہے؟" ہماری طرف کے مورچہ تار کے ذریعہ ہر وقت اُسی کے متعلق استفسار کرتے رہتے اور مایوس کن جواب "دشمن ادھر سے ادھر گھوڑے پر سوار اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے" کئی دفعہ جھوٹی خبریں اُڑیں جن کے بعد میں پہلے سے بھی زیادہ مایوسی چھا جاتی۔ ہم ہر ساعت ایکدوسرے سے کہتے "وہ کل ضرور پہنچ جائیگی۔ ممکن نہیں کہ وہ اور زیادہ دیر کرے" صبح ہوتی اور ہم سارا دن انتظار و تردد بے یقینی اور بے چینی میں لحظہ لحظہ گنتے ہوئے بسر کر دیتے" انگریز ہماری کیوں مدد نہیں کرتے۔ ہم کو اُنکی امداد پر پورا یقین تھا۔ اور اُنہوں نے ہماری مدد کرنیکا وعدہ بھی کیا تھا۔ اب وہ کیوں ہمیں گرفتار بلا کے الگ کھڑے ہوئے ہیں۔ کیا وہ روسیوں سے ڈرتے ہیں؟" ان سوالات کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا۔

کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے متعلق میں ایک عجیب واقعہ کا یہاں ذکر کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ نومبر کے آخیر میں ایک دن جبکہ موسم چند گھنٹوں کیلئے صاف اور زمین خشک تھی میں نے خیال کیا کہ کچھ دور چلنا میری صحت کیلئے بہتر ہوگا۔ میں چھٹی لیکر بوگوداک کے مورچوں میں سے ایک کی طرف جہاں میرا ایک دوست مقیم تھا چلدیا۔ دوست مذکور مجھے تار گھر لے گیا۔ تار اُسوقت فارغ تھی اور مورچہ کا کمانڈر موجود نہ تھا۔ تار والے نے ہماری پاس خاطر سے دوسرے تار گھر سے جو غالباً پریو تطابیہ میں تھا دریافت کیا۔ "کیا کوئی تازہ خبر ہے؟" وہاں سے حسب ذیل جواب آیا "ایک انگریز جو غیر فوجی لباس پہنے ہوئے ہے سفید جھنڈے کی پناہ میں داخل ہوا ہے اور اسوقت مشیر کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ انگریزیکا مدعا ہمیں معلوم نہیں ہوا" دوسرے دن عثمان پاشا نے مورچوں کا معائنہ کیا۔ یہ بالکل غیر معمولی امر تھا۔ کیونکہ پاشا موصوف بذات خود کچھ ایسے زیادہ مستعد نہ تھے۔ یہ جنٹلمین (انگریز) اُنکے ہمراہ تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا ایک افسر بطور ترجمان کام دیتا رہا تھا۔ اس دن سخت دھند اور کہر تھی مجھے اُس انگریز کا نام نہیں معلوم ہوا۔ نہ اُنکے آنے کا مطلب و مدعا۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ اُسکا آخر انجام کیا ہوا۔

میری بیماری کے دوران میں روسیوں نے چند دن قلب کے مورچوں (ابراہیم، عمر، علوف و احتیاط طابیات) اور پاشنر مورچوں اور تو پل پر سخت گولہ باری کی تھی۔ پل پر گولے مینہ کیطرح برسائے گئے مگر اُسپر ایک گولہ بھی نہ لگا۔ یہ خاص عنایت ایزدی تھی۔ کیونکہ چند گولوں کے ٹھیک موقعہ پر لگنے سے یہ پیپانما بصورت شکل کا بوسیدہ سنگی پل فی الفور منہدم ہو جاتا۔ گولہ باری ۲۰ نومبر کو بند ہوئی جس تاریخ سے لیکر وسط دسمبر تک فریقین نے بہت کم شیل پھینکے۔ اور لڑائی مطلقاً نہ ہوئی۔

تین مرتبہ میری پلٹن باش طابیہ میں بھیجی گئی۔ اب وہ سی خونی باتری پہ قابض تہے۔ رفالوی فوج
کا حصہ کثیر مغرب کی طرف بھیجدیا گیا تہا۔ جہاں چند دن اُس نے اوبانتر مورچوں پہ سخت گولہ باری
کی باش طابیہ میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا۔ دونوں طرف سے ہر ایسے شخص کو پہلے تو دسابق فی الفور
بندوقوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا جسکے جسم کا ذرا سا حصہ بہی نظر آجاتا تہا۔ لیکن واقعی لڑائی کوئی نہ ہوئی۔
درحقیقت ۱۹ اکتوبر کے جانگداز معرکہ کے بعد غنیم نے ہلہ کرکے باش طابیہ کو فتح کرنیکی کوئی کوشش
نہیں کی تہی۔ اور ترکی کمانڈروں کو ایک دفعہ ہی قطعی حکم مل چکا تہا کہ خود ہرگز ابتدا نہ کریں۔ باش طابیہ
میں نوکری دینے کی تاریخیں یہہ تہیں۔ ۲۷ نومبر و ۳ دسمبر (جبکہ ہر مرتبہ چوبیس چوبیس گھنٹے رہنا
پڑا) اور ۸ دسمبر جبکہ صرف چار گھنٹے رہے۔ آخر الذکر تاریخ کو روسیوں نے ودیل کے گارڈ محافظ دستہ
کو اچانک آدبوچنے کی ناکام کوشش کی حصار کے دوسرے نصف حصے میں انفنٹری کی صرف یہی لڑائی ہوئی
تہی۔ ۸ کو خفیف گولہ باری ہوئی اور ۹ کو بالکل نہ ہوئی۔

دریںولا ہماری حالت بالکل ابتر۔ اور اتم مایوسانہ ہوگئی تہی۔ پلیونا کمپ ایک وسیع قبرستان بن رہا تہا
اور شہر اُسکا درمیانی مردہ خانہ تہا۔ چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج سڑی۔ فاقہ اور بیماری سے بتدریج ضایع
ہو رہی تہی۔ ایسا کوئی شخص تہا جسے نقاہت بخار۔ اسہال۔ وجع مفاصل۔ لرزہ۔ خارش حلق۔ دق۔ دیدہ
زخم۔ سوزشِ برف بستگی اعضا۔ الغرض کچھہ نہ کچھہ روگ نہ ہو۔ سینکڑوں جانیں۔ ایک ہیضہ کی قسم کی
بیماری اور متعدی انفلوانزا (مہلک کام) کے نذر ہوئیں چیچک۔ وبائی بخار۔ آماس حلق۔ بلکہ جذام
اور دیوانگی سے بہی کچھہ آدمی مریض ہوئے۔ ایسی صورت میں یہہ امر تو بالکل خفیف معلوم ہوتا تہا کہ جوئیں
وغیرہ ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر کہائے جا رہی تہیں۔

نومبر کے آخری حصہ میں ایک دن میرے ہیجر نے مجہے اخبارات ٹائمز۔ ڈیلی نیوز۔ اور سٹینڈرڈ کی کچھہ پرچے
دیئے۔ کچھہ دن پہلے روسیوں نے قاصدوں کے ہاتھہ اخبارات کے چند پارسل بہیجے تہے۔ یہہ اخبار انہی پارسلوں
میں سے تہے۔ چند پارسل گرنیڈ ویوک نے ابراہیم طابیہ کو اور باقی گورکو نے ودیل کو بہیجے تہے۔ مشیر نے
اس نوازش کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا تہا کہ اخبارات جاڑے کی لمبی راتوں میں ہمارے لئے بہت
مفید ہونگے۔ میں نے ان میں پڑہا کہ قارص کو روسیوں نے ۱۷ نومبر کی رات کو ہلہ کرکے ۱۸ نومبر کو فتح کیا
تہا۔ سلیمان پاشا نا روچ کی فوج کی سد کو جو اُسکے راستہ میں حائل تہی توڑنے میں کامیاب نہ ہوا۔ اور کہ

بزدوف پاشا دستہ فتح کا سے نہیں گذر سکا۔ اور وہ اب بلقان میں برف پڑ جانے سے اپنی جگہ پر بیکار بیٹھا ہوا ہے۔ قصہ مختصر اخبارات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ سلطنت عثمانیہ اب نزع کی حالت میں ہے اور آخری دم توڑ رہی ہے۔ میں نے انکا کالم کالم بڑے شوق اور غور کے ساتھ اس غرض کیلئے پڑھا کہ شاید کسی جگہ اسکا کوئی اشارہ درج ہو کہ انگلستان اپنے قدیم رفیق کی دستگیری کرنے والا ہے۔ مگر بیفائدہ۔ برطانیہ اپنے ہاتھ بغل میں دبائے ہوئے تھی اور برطانوی شیر ببر اپنی پونچھ بڑے مزے اور بیفکری کے ساتھ ٹانگوں میں ہلا رہا تھا۔ اور یورپ حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر قریب المرگ ملک کے شاندار مقابلہ کو دیکھ رہا تھا۔ روس۔ رومانیا اور بالآخر اسکو معدوم کرنیکے لئے متفق ہو کر کاروائی کر رہے تھے۔ سرویا اور یونان اپنے مغلوب دشمن کو اسی وقت چند لاتیں لگانیکا انتظار کر رہے تھے جبکہ وہ ایسا امر بلا خوف وخطر کر سکیں۔ مگر اس مصیبت زدہ ملک کی امداد کیلئے دُنیا کی قوموں میں سے ایک نے بھی ہاتھ اونچا نہیں کیا تھا۔ اس مہیب تاریکی میں سوائے اُس روشنی کے جو ہمارے سینوں میں جل رہی تھی اور جسکو موت کے سوائے اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی تھی اور کسی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ان تمام مصائب کے باوجود جو چاروں طرف سے ہم پر اُمڈی چلی آتی تھیں۔ کل کیمپ میں ایک ہی آواز سُنائی دیتی تھی کہ "ہتھیار نہیں ڈالیں گے"۔ قریبًا دو مہینوں کی واقعی بیکاری سے ہم بہت اکتا گئے تھے اور ہمارے دل دوبدو لڑائی کیلئے سخت بیتاب ہو رہے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ میدان جنگ میں مردانہ وار فتح وشکست کا فیصلہ کیا جائے۔ دن بدن اور ساعت بساعت ہم پر یہ امر زیادہ واضح ہوتا جاتا تھا کہ اس آہنی حلقہ کو توڑنیکے لئے جو ہمیں غلام بنائے ہوئے ہے۔ آخری جان توڑ کوشش کرنا سخت ضروری اور لازمی ہے۔ لڑائی کیواسطے ہم بہت بیکل ہو رہے تھے۔ اور نومبر کے آخری دن جب فوج کو یہ اطلاع دیگئی کہ اگر راشن ابھی موجودہ مقدار میں جس سے کم کرنا ممکن ہی نہیں تھا تقسیم کیا جائے تو بھی صرف پندرہ دن کی خوراک باقی ہے تو یہ بیکلی اور بیتابی انتہائی درجہ تک پہونچ گئی۔ قحط اور بیماری وغیرہ کے ہوائی اور غیر قابل محسوس بھوتوں سے لڑائی کرنیکے بجائے جنکو ہم بالکل پکڑ نہیں سکتے تھے گوشت و پوست رکھنے والے دشمن سے تیغ وشمشیر بازی کرنیکی خواہش آخر ایسی بڑھ گئی کہ اگر بفرض محال عثمان فوج کی اس خواہش کے مطابق عمل نہ کرتے تو کھلم کھلا بغاوت ہو جاتی۔

یکم دسمبر کو وہ تمام ہنسر جو ڈویژنوں۔ برگیڈوں۔ اور رجمنٹوں کے کمانڈر تھے جنگی کونسل کیلئے طلب کئے

گئے۔ تاریخ مذکور کو دوپہر کیوقت ہمارے میجر نے اپنی پلٹن کے تمام افسروں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان سے کہا کہ کرنیل نے اُسکو مندرجہ ذیل سوالات پر ہماری رائے دریافت کرنیکا حکم دیا ہے۔ انہی سوالات کا جنگی کونسل تصفیہ کرتا تہا۔ اور وہ یہہ تہے۔

"کیا ہم رسد کے ختم ہونے تک پلیونا میں رہیں۔ اور پھر جب کہانیکو کچہہ نہ رہجائے تو دشمن کی اطاعت قبول کر لیں"۔ یا

"ہم محاصرکی صفوں کو چیرنیکی جان توڑ کوشش کریں"؟

تیرہ افسروں میں سے گیارہ نے پہلے سوال کے جواب میں "نہیں" اور دوسرے کے جواب میں "ہاں" کہا اور دو نے پہلے کے جواب میں "ہاں"۔ اور دوسرے کے جواب میں "نہیں" کہا۔ تب اور میں نے کثرت کیطرف رائے دی۔ تیمور ابہی تک بیمار تہا۔ وہ شاید دوسرے دن ہسپتال سے مورچہ میں آیا۔

ماتحت افسروں کی یہہ رائے لیکر ہمارا کرنیل ہیڈ کوارٹرز کو گیا۔ جہاں سے وہ شام کیوقت پژمردہ خاطر واپس لوٹا۔ میجر کی زبانی ہمیں معلوم ہوا کہ آج کونسل کوئی تصفیہ نہیں کر سکی۔ کل پہر اسکا اجلاس ہوگا۔ عثمان پاشا بذات خود حملہ کرنیکی رائے کے موید ہیں۔ مگر اکثر افسر اس خوفناک خونریزی کی ذمہ داری جسکا لڑائی میں ہونا یقینی امر ہے اپنے سر لینے سے جھجکتے ہیں۔ عثمان پاشا نے اپنی تقریر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا تہا۔ "اس کوشش کی کامیابی کی اُمید بہت ہی موہوم ہے۔ اسکی نسبت کوئی شخص دہوکہ میں نہ رہے تاہم میرے خیال میں ہمارے ملک کی عزت اور ہماری فوج کی نیکنامی آخری جانگداز کوشش کئے جانیکی متقاضی ہے"!

۱۰ دسمبر کو کونسل پہر جمع ہوئی اور شام کو ہمیں معلوم ہوا کہ اُس نے اتفاق رائے سے حملہ کئے جانیکا فیصلہ کیا ہے۔ کونسل میں اقرار نامہ لکہا گیا جس پر ارکان مجلس نے دستخط کئے ۔ ۱۳ و ۱۴ اور ۱۵ دسمبر کو کونسل پہر تین مرتبہ حملہ کی جزئیات پر بحث کرنیکے لئے جمع ہوئی۔ اب کیمپ میں ہر ایک کی نظر اسی پر لگی ہوئی تہی کہ کس طرف سے حملہ کئے جانیکا فیصلہ ہوتا ہے۔ ۱۵ کو جب ہم نے سُنا کہ وِدِّن کے راستہ حملہ کرنے کا تصفیہ ہوا ہے تو ہم سب نے مشیر کی دانائی کا اعتراف کیا۔ کیونکہ ارخانیہ شرک پر گورکو کے ماتحت غنیم کی ایسی زبردست فوج مقیم تہی کہ اُسطرف کامیابی کی ذراسی امید بہی نہ تہی۔ اور وِدِّن کا راستہ اختیار کرنیکے سوائے اور کوئی چارہ نہ تہا۔

ہشیر کا ارادہ تہا کہ دریا عسکر کو بمقام محلہ طہ عبور کرکے برکووتسز اجایا جائے پہر وہاں سے درہ عنتزی کے راستہ صوفیا جا کر محمد علی کی فوج سے مل جائیں۔ اگر اس ارادہ میں کامیابی ہو جاتی تو ویڈن کی فوج اور نیز وہ دستے بہی جو سرویا کی سرحد پر مقیم تہے صوفیا میں جمع ہو جاتے۔ جہاں حسب ضرورت کام دینے کیلئے ۱۴ سے لیکر ۱۵ بٹالینوں تک کی فوج موجود ہو جاتی۔ اور اگر رؤف پاشا کی شپکا والی فوج بہی ملجاتی تو مشرقی رومیلیا کی حفاظت کیلئے دو سو بٹالینوں سترہ رسالوں اور تین سو توپوں کا عسکر جسکا تین چوتہائی حصہ آزمودہ کار اور سخت جان سپاہیوں کی فوج ہوتا موجود ہو جاتا عثمان کا خیال تہا کہ بصورت کامیابی صوفیا کو خالی کرکے سارا زور مشرقی رومیلیا کی بچانے پر لگایا جائے۔

لڑائی کی توقع سے سپاہیوں کی طبیعتوں پہ جو ساحرانہ اثر پڑا۔ ناظرین اسکا اپنے دماغ میں کوئی اندازہ نہیں کر سکتے۔ لڑائی کے شوق اور فتح کی امید نے ہمیں مست بنا دیا۔ ہماری طبیعتیں مسرور بلکہ متہیج ہو گئیں۔ بیمار بہلے چنگے ہو گئے۔ تمام دردیں اور دکہ کافور ہو گئے۔ اور زخم تک ایسے معلوم ہوتے تہے کہ خود بخود مندمل ہو گئے ہیں۔ افسران کو تاکید کیگئی کہ سپاہیوں کی اس شگفتگی میں فرق نہ آنے دیں۔ چنانچہ ہم نے اسبارہ میں حتی الامکان سعی و دل سے کوشش کی۔ اُن چند دنوں میں میں نے اس قدر بکواس کی کہ بلا استثنا اُن موقعوں کے بہی جو بدقسمتی سے بکثرت پیش آئے جبکہ میں دام محبت میں گرفتار ہوا یا مجھے قرض لینے کا انتظام کرنا پڑا۔ باقی عمر میں مجہکو کبھی اتنی بیہودہ باتیں نہ کرنی پڑیں۔ حبیک کی یہ خوشی مسرت و خوشی اور شگفتہ مزاجی کا کوئی حد و حساب نہیں تہا۔ ابراہیم بہی مردانہ وار کام کرتا اور اپنے فرض کو شریفانہ طور پہ ادا کرتا رہا۔ مگر اسکا دل اُسے ہر وقت سناتا رہتا تہا کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے اُس نے اس خیال کو ہٹانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن وہ دور نہ ہوا۔

حملہ کیلئے درحقیقت ۹ دسمبر کی تاریخ مقرر کیگئی تہی۔ مگر امدادی فوج کے قریب پہونچ جانے کی غلط خبر ملنے کی وجہ اُسے اور چوبیس گہنٹوں کیلئے ملتوی کر دیا گیا تہا۔ ہشیر نے مفصل احکام جنکو یادداشت سے میں نے اگلی فصل میں درج کر دیا ہے۔ درکو شایع کئے گئے۔ مگر تاریخ کی جگہ خالی رکہی گئی۔ تاریخ مذکور کو اور نیز اُس سے دو دن پہلے معمولی آدہ پاؤ روٹی کے علاوہ فوج میں بسکٹوں کا پورا راشن اور سوا فسیر دلیا بنانیکا مصالح تقسیم کیا گیا تاکہ سپاہ اُس کٹھن آزمایش کیلئے جو ہمارے مدنظر تہی

کافی تیار ہو جائیں اور اُسکی جسمانی طاقت بڑھ جائے۔ اُس دن کی خوراک کے علاوہ ہر آدمی کو کوچ کیلئے چھ دنوں کا راشن بسکٹوں میں دیا گیا۔ اس تقسیم سے پلیونا میں بسکٹوں کا ذخیرہ بالکل ختم ہو گیا۔

اِن انتظامات اور نیز اُنکے لئے جنکا آگے ذکر آئیگا کمپ اور شہر میں اِدھر اُدھر اکثر آنے جانے رہنا لازمی تھا۔ روسیوں کو دھوکہ دینے کیلئے جنہوں نے بھی ہماری طرح بلند مقامات پر دیدبانی کے متون اور مینار بنا رکھے تھے حکم ملا ہوا تھا کہ فوجیں اور جہانتک ممکن ہو چھوٹے چھوٹے دستے اور گاڑیاں بلکہ واحد شخص بھی تاریکی میں نقل و حرکت کریں۔ میں اُن دنوں میں شام کے بعد یا طلوع آفتاب سے پہلے پانچ دفعہ پلیونا گیا اور واپس آیا۔ صبح کیوقت آنے جانے میں شام کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی تھی اُسوقت زمین برف سے ڈھپی ہوتی اور سردی سے سانس منہ سے باہر نکلتے ہی منجمد ہو جاتا تھا۔ میں اگر چاہتا تو کوئی گھوڑا مانگ سکتا تھا۔ مگر اب میں بالکل تندرست تھا اور میری ٹانگیں اِن نیم جان فاقہ کش حیوانوں کی ٹانگوں سے زیادہ مضبوط اور پھسلنی زمین پر نسبتاً زیادہ قابل اعتبار تھیں جتنی دفعہ میں پلیونا گیا۔ میری دوست لڑکی وہاں ملتی اور میری بے اندازہ خدمت کرتی رہی نصف شب۔ پھر رات رہے یا علی الصباح غرض جسوقت میں جاتا وہ ملاقات کے مقرر کردہ مقام پر موجود ہوتی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز دسگرٹ۔ شراب کے چند گھونٹ۔ یا روٹی میرے واسطے لائی ہوتی۔ وہ شگفتہ مزاج نرم طبیعت۔ اور واقعی راحت بخش دل و جان تھی خوش قسمتی سے مجھے ترکی میں نسوانیت کے دو بہترین نمونوں۔ (ایک یہودن اور دوسری مسلمان لڑکی) سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ کل طبقوں اور بیشمار اقوام کی سینکڑوں عیسائی عورتوں سے جو مغرب کی رہنے والی تھیں مجھے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ مگر میرے نزدیک میں باہر اُن سینکڑوں میں سے صرف ایک ایسی عورت میں نے پائی جو شجاعت صبر و تحمل اور ایثار میں اُن نیم تعلیم یافتہ لڑکیوں سے لگا کھا سکتی تھی۔ یہ درست ہے کہ دل و دماغ کے بہترین اوصاف کے اظہار کا پھر کبھی ویسا موقع ہی پیش نہیں آیا۔ مگر پھر بھی اُس سے اس امر واقع میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ کہ ایک انیس سالہ یہودن اور ایک سترہ سالہ ترک لڑکی میں میں نے اپنے مذاق کے مطابق کامل نسوانیت کے اعلیٰ ترین اور مکمل نمونے دیکھے۔

یہ ضروری تھا کہ روسیوں کو ہماری تجاویز کی کوئی اطلاع نہ ہے۔ اس غرض سے سخت تاکیدی احکام نافذ کئے گئے تھے کہ کسی ملغاری کو کیمپ کی حدود سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ چند دنوں سے

عیسائیونکی شرارتوں اور دغابازی میں معمول سے زیادہ اضافہ پایا جاتا تھا۔ اس سے ہم پہ بے حد خبردار رہنا اور بھی سخت لازمی ہوگیا تھا کیمپ میں یہہ اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جو شخص ہماری حرکات وسکنات کی اطلاع لیجاویگا روسی اُسے معقول معاوضہ دیتے ہیں۔ مگر بعد میں یہہ ظاہر ہوگیا کہ ہماری نگرانی اور خبرداری کے باوجود چند بلغاری روسیوں کے پاس پہونچ گئے تھے۔ کرد پاٹکن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مخبر روسیوں کو جو کچھ پلیونا کیمپ میں ہوتا تھا اُسکی ہر وقت اطلاع پہونچاتے رہتے تھے اور وہ ترکوں کے آخری حملہ کیلئے بالکل تیار تھے۔ گو اُن کو یہہ پختہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ حملہ ٹھیک کب اور کس طرف کیا جائیگا۔

پلیونا کے ترک باشندوں نے عثمان کے ساتھ جانیکا عزم بالجزم کرلیا تھا۔ اُنکے سامنے دو خطرے موجود تھے۔ ایک یہہ کہ ہمراہ جائیں اور حملہ کے خطرات ومصائب اور زمستان کے ڈبل کوچ کی سختیاں برداشت کریں۔ دوم یہہ کہ شہر میں رہیں اور اپنی بیویوں بیٹیوں۔ مال وجائداد اور خود اپنی ذاتوں کو غضب آلود اور بے لگام بلغاریوں کے رحم پر چھوڑ دیں۔ آخری پہلو سے بدرجہا بدتر تھا۔ ترکی باشندونکے سرغنہ کئی دفعہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے مشیر کے قدموں پہ گر کر بچشم ہائے تر عیسائیوں سے بچائے جانیکی سخت منت والحاح سے استدعا کی۔ اور کہا کہ یہہ عیسائی یقیناً ہماری ساتھ اُسی قاتلانہ سفاکی سے پیش آئینگے جو سفاکی کہ وہ ۱۸۷۶ء کی بغاوت میں ظاہر کرچکے ہیں اور اس محاربہ میں بھی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ عثمان پاشا کا اپنی فوج کو پانچسو کنبوں کے جھمیلے کا پابند بنانے سے جھجکنا طبعی امر تھا۔ مگر آخرا اُسے اُنکی منت والحاح کو قبول کرنا پڑا۔ عثمان اپنے دی یہہ دنیا بھی کیا مگر وہ مسخرا پن ہے اس سے شبہ کر کون سہا مگر وہ متسخر ہوسکتا ہے کہ اگر انسانیت اور رحمدلی کا تقاضا مان لیا جائے تو ایک درست اور باقاعدہ علم (یعنی علم حرب) کے احکام کی سخت خلاف ورزی ہو۔ اس معاملہ میں بعینہ یہی کیفیت تھی۔ اگر عثمانیہ فوج اس بوجھل وزن (یعنی مسلمانوں کے کنبوں) سے نہ جکڑی ہوئی ہوتی تو یہہ بالکل قرین قیاس ہے کہ شاید حملہ میں کامیابی ہوجاتی۔ مشیر کی خدمت میں شہریوں کا جو ڈیپوٹیشن (وفد) حاضر ہوا تھا۔ میری دوست لڑکی کا باپ بھی اُس میں شامل تھا اور اُسکے موثر طرز بیان سے مجھے معلوم ہوا کہ پہلی ملاقات میں جب عثمان نے درخواست قبول کرنے سے قطعی انکار کردیا تو شہر والوں کی رنگت ایسی فق ہوگئے کہ اُنکی حالت دیکھکر سنگدل سے سنگدل کے بھی آنسو بہنے لگ جاتے۔ عثمان پاشانے

اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ وہ شخص (یعنی زار اسکندر ثانی۔ مترجم) جس نے خود اپنے ملک میں غلاموں کو رہائی دلوائی ہے مفتوح شہر کے غریب امن پسند باشندوں کو ستایا جانا کبھی گوارا نہ کریگا۔ مگر اہالی شہر نے ایک نہ سُنی۔ بلغاری بدمعاشوں کی خونخواری اور عام روسی سپاہیوں کی سفاکی اُنکو بخوبی معلوم تھی۔ دُنیا میں کوئی نفرت قومی نفرت سے بڑھکر اور کوئی ظلم مذہبی ظلم سے بڑھکر سخت اور بیرحمانہ نہیں ہے۔ ہزار آفرین شہر کو کہ آخر کار وہ مان گئے اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں زنجیر ڈالنے کے خطرہ میں پڑکر اپنے بدقسمت ہم مذہبوں کی حفاظت کرنے پر رضامند ہو گئے۔

سخت مجروح اور بیمار لوگوں کی سلامتی کیطرف سے اطمینان کرنے کے لئے جنکو پیچھے چھوڑ جانا لابدی تھا شہر نے بلغاری جماعت کے پادریوں اور سرغناؤں کو بلا کر اُنہیں انجیل اور صلیب پر یہہ حلف کہلایا کہ انہوں نے کہا کہ ہسپتالوں کے بیکس و درماندہ ساکنین پر عیسائی کسیطرح کی زیادتی اور سختی نہیں کرینگے۔ اِن لوگوں نے انجیل اور صلیب پر قسم اُٹھائی مگر ترکی فوج کے آخری حملہ میں شکست کھاتے ہی اُسی ایسی بُری طرح سے توڑ دیا گیا کہ خفگی اور ناراضی کے اظہار کیلئے سخت سے سخت الفاظ بھی کافی نہیں۔ اِن حرامیوں نے تقریباً کل مجروحین اور بیماروں کو بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ اور روسی پاس کھڑے تماشہ دیکھتے رہے کسی کو زبانی بھی منع نہ کیا۔ بلغاریوں نے مسیح کے نام پر ہی اُن لوگوں کی حفاظت کی قسم کھائی تھی جو اُنکے گھروں اور اُنکے ملک کی حفاظت میں زخمی اور بیمار ہوئے تھے اور مسیح کے نام سے ہی اُن کو ذبح کیا۔

اُس لڑکی سے میں آخری مرتبہ ۹ ستمبر کو علی الصباح ملا۔ اِس خفیہ ملاقات کیوقت ہمارے اردگرد جو کامل تباہی اور مصیبت چھائی ہوئی تھی وہ مجھے کبھی فراموش نہیں ہوگی۔ چار مہینے پہلے جو شہر ملک بھر میں نہایت خوبصورت اور بارونق تھا اب ایک وسیع ہسپتال بنا ہوا تھا۔ جو سر سے پاؤں تک بھرا ہوا اور مفلوک الحالی اور بیکسی میں پڑا ہوا تھا۔ اب اس سے بڑھکر کوئی بدبخت۔ کامل حرمان نصیب۔ وبازدہ۔ تباہ اور فاقہ کش کوئی شہر ہی نہ تھا۔ جہاں کے مرد باشندے اتم مایوسی میں اپنے خالق سے دُعا مانگ رہے تھے کہ بار الہا موت بھیجکر اِن مصیبتوں سے نجات بخش۔ اُنکے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے اور عورتیں جنکے آنسو تک خشک ہو گئے تھے سہمی ہوئی ایکدوسری سے ملی بیٹھی تھیں۔ دن اور رات دونوں وقت بازاروں میں یکساں آمدورفت ہوتی رہتی تھی۔ کیونکہ متوفی ہر وقت دفن کئے جاتے تھے اور آخری رسم کی تیاریوں کیلئے مسلسل مستعدی لازمی ہوتی تھی۔ موت ایسی عام ہو رہی تھی کہ کنبہ میں اگر کوئی مرجاتا تو باقی اُسکا کوئی غم یا ذکر نہ کرتے تھے۔ کوئی مکان ایسا

نہ تھا جس میں بیمار یا زخمی سپاہی نہ تھے شید اصطبل۔ الغرض ہر ایک عمارت جس پر چھت موجود تھی۔ فوجی
ہسپتال بنالی گئی تھی - مریضوں کی کوئی خدمت نہیں ہوسکتی تھی نہ انکو کوئی دوائی ملتی تھی۔ نہ رات
کو روشنی ہوتی تھی۔ لاغر اور نڈھال انسانی تلچھٹ جنکے رخساروں پر گڑھے پڑگئے تھے اور آنکھیں چل بسی تھیں گندگی
کے ناپاک ڈھیروں میں کھانیکی چیزیں تلاش کرتے پھرتے تھے۔ مکروہ اور گھناؤنی بیماریاں زوروں پر تھیں۔
اور ایکدن میں اس قدر جانیں شکار کرتی تھیں جتنی کہ دشمن کی توپیں ایک ہفتہ میں بھی ہلاک نہیں کرتی
تھیں۔ حواس خمسہ میں سے ہر ایک حس پلیونا کے شہر کے اندر سخت سزا ہوجاتی تھی۔ بیماران تپ کی غیر مصفا
ہسپتالوں غلیظ و گندہ بازاروں اور بوسیدہ لاشوں کی گھن آور بو حس شامہ کو۔ چاروں طرف سے آہ و بکا
اور کراہنے کی آوازیں سامعہ کو۔ اور قوت باصرہ اسلئے کہ جدھر نظر پڑتی تھی یا تو آخری معرکہ آلارا کی خونریزی
کی تیاریاں دکھائی دیتی تھیں۔ یا وہ مصائب اور تباہیاں جو صرف جنگ و جدال اور بیرحمی رعایا
پر جس بیچاری کو ان لوگوں یعنی بادشاہوں۔ درباریوں اور مدبروں کی جھگڑوں اور تنازعوں سے جنہوں نے
اسکو پیدا کیا ہوا ہوتا ہے کوئی سروکار نہیں ہوتا برپا ہوتی ہیں۔ ہوا تک میں بوسیدگی سرایت کرگئی ہوئی
تھی۔ جھاڑی جھنکاڑ۔ دیوار جس چیز پر انگلی رکھو بوسیدہ نکرتا حالی زندہ قوم کے جسم کے سر پسینہ درد و غم
کی طرح سے پگھلتی ہوئی برف کا لعاب اس سے ٹپک جاتا تھا۔

قحط فاقہ کشی اور عام مصیبت کے باوجود سول (ملکی غیر فوجی) انتظام ویسی ہی باقاعدگی سے چلتا
جیساکہ امن کے زمانہ میں تھا۔ اور آخیر تک اسکی یہی کیفیت رہی۔ دونوں مذاہب کے باشندوں اور انکی جائداد
حتی کہ سامان خوردنی کی بھی پوری پوری حفاظت کیجاتی تھی۔ سپاہیوں کی طرف سے اگر کوئی زیادتی ہوتی تو
انہیں سخت سزا دیجاتی تھی۔ عدالتوں کی کارروائی برابر جاری تھی۔ اور انکی ڈگریوں اور احکام کی تعمیل و
اجرا بیشک سختی سے کیجاتی تھی۔ مگر ساتھ ہی ایسی منصف مزاجی مدنظر رکھی جاتی تھی کہ حسین بک گورنر
پلیونا اور عثمان پاشا کی جو اب اعلیٰ سول حاکم بھی تھے کوئی تعریف نہیں کیجا سکتی۔ عثمان کے حسن انتظام
کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ محصور و فاقہ کش شہر میں جہاں متضاد قومیت و مذاہب کے لوگ آباد
تھے سات ہفتوں کے محاصرہ میں بلوہ یا ایسی سینہ زوری کا جسکا پہلے سے ارتکاب سمجھا گیا ہو ایک وقوعہ بھی
نہ ہونے پایا۔ ترکی فوج کی روانگی سے شہر عیسائیوں یعنی قتل و غارت بیحرمتی و پردہ دری۔ قزاقی اور لوٹ
مساجد و مقابر کی توہین اور زنا بالجبر کے ہاتھ پڑگیا یہ چیزیں بلغاریوں کی خود مختاری کی اشارہ میں خوب

زوروں پر تہیں اور یہی کیفیت اطاعت تسلیم کرنے سے ڈیڑہ ایک ہفتہ بعد تک رہی۔ بعد ازاں روسیوں نے وہاں یونہی سا برائے نام ضبط و انتظام کر دیا جس سے ان خرابیوں میں قدرے قلیل کمی ہو گئی۔

میں اپنی دوست لڑکی سے باغ کے کونہ پر ملا۔ اُس کونہ میں کتوں کا دربہ تہا جو سب کے سب بہوک سے مر گئے تہے۔ اور اُنکی لاشیں کُہلی پڑی ہوئی تہیں جنکو مردار خوار اور جنگلی کوے کہا رہے تہے یہہ پرند ایسے طامع اور خونخوار تہے کہ ہمارے قریب پہونچنے کی اُنہوں نے مطلقاً پرواہ نکی اور اپنے کام میں لگے رہے لڑکی اپنی پوشاک کے عوض وہ کپڑے پہنکر آئی تہی جو اُسکی ایک دوست ترسا عورت پہنا کرتی تہی اور تاکہ بہیس مکمل ہو جائے اوسنے از فاش ہو اُسنے پشت میں مصنوعی طور پر خم بہی ڈال لیا ہوا تہا۔ ہمارے اور بازار کے درمیان چند سبز جہاڑیاں حایل تہیں جنکی وجہ سے بازار کی گذرنے والوں کی ہم پر نظر نہیں پڑ سکتی تہی۔ سپاہی لاشوں کو جو باریک ٹاٹ میں بند ہوتی تہیں صندوق بنانیکے لئے کوئی لکڑی موجود نہ تہی اور سر دہ کے کپڑے زندوں کے کام آنیکے لئے ہمیشہ اُتار لئے جاتی تہے۔ لئے ہوئے یا اسلحہ و بارود کی گاڑیاں کہیں مورچہ کو لیجانے کیلئے ہر وقت بازار میں سے گذرتے رہتی تہے۔ زمستان کی افسردہ و منقبض صبح کی روشنی ڈراؤنی اور زردی مایل بے نور سی تہی جس سے تمام چیزوں کی شکلیں عجیب خوفناک اور جناتی نظر آتی تہیں اور برف اور درختوں کے ساتہہ بلکہ کل منظر ایسا معلوم ہوتا تہا کہ وہ عالم ثانی سے تعلق رکھتا ہے۔ بے برگ اشجار سے برف کے پگہلنے سے مسلسل قطرے ٹپک رہے تہے اور وہ زمین پر پہونچکر ایسی صدا نکال رہے تہے جس پر گمان ہوتا تہا کہ وہ آہ و بکا اور نالہ و شیون کی نقل اُتار رہے ہیں۔ سڑک پر ایک چہتڑے پوش بدبخت سڑہی سی کا بیٹا ہوا ایسی ٹکڑوں کی تلاش میں جو غذا کا کام دے سکیں کوڑا کرکٹ کے ڈہیر میں ٹٹول رہا تہا۔ دو آوارہ گرد خورد سال بچے جو اپنی دریدہ پوشاکوں سے بلغاری معلوم ہوتے تہے ایکدوسرے کا ہاتہہ پکڑے چلاتے ہوئے مگر اس خوش نصیبی پر دل میں خوش کہ کیچڑ میں لتہڑا ہوا ایک روٹی کا ٹکڑا انکے پاس موجود ہے کیچڑ میں سے گذر رہے تہے اور ایک خونخوار کتا جسکی آنکہوں سے فاقہ ٹپک رہا تہا بڑی نیت سے اُنکے پیچہے پیچہے جا رہا تہا۔ اودہر ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو جو قریب المرگ ہو رہا تہا چہاتی سے لگائے ہوئے جس میں دودہ کا نام و نشان نہیں رہ گیا ہوا تہا اپنی ناقابل بیان مصیبت و تباہی سے بیہوش و حواس گرتی پڑتی چلی جا رہی تہی۔ یہہ کیفیتیں دیکھکر میرا دل بہر آیا اور مجہہ پر سخت اثر ہوا کیونکہ اسوقت تک میں ابہی لندن نہیں گیا تہا۔ جہاں ایسے سینکڑوں نظارے بعد ازاں ہر وقت مشاہدہ کرتے رہنے سے میرا دل سخت ہو گیا ہے۔

میری رفیقہ میرے لئے گرما گرم شربت کا ایک پیالہ جس میں چند قطرے برانڈی کے بہی تہے اور ایک روٹی

لائی تھی۔ اتنے میں مکان کا ایک دریچہ کھلا اور فوجی ہسپتال کے نائب ڈاکٹر نے ایک طاس کو الٹ کر خون وغیرہ جو کچھ اُس میں بھرا ہوا تھا باہر پھینک دیا۔ دریچہ کے کھلنے سے مجھے ڈاکٹر کے آرہ کی کسی زخمی کے بازو یا ٹانگ کی ہڈیوں کو چیرتے ہوئے کی آواز سُنائی دی۔ ہم نے ایک دوسرے کو جلد جلد تازہ ترین خبریں سُنائیں پھر وہ مجھ سے رخصت ہو گئی۔ اور ۳۶ گھنٹہ بعد وہ معصومہ ایک روسی شیل سے جنت الماوےٰ کو سدھار گئی۔

کمپ کو خالی کرنے اور ایسی کوچ کیلئے جسکی میعاد پندرہ دن قیاس کیگئی تھی جس قدر عظیم الشان تیاری درکار تھی دُنیا دار ناظرین اُسکا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے۔ ۵ سے لیکر ۹ دسمبر تک پانچوں دن میں ایسا مصروف رہا کہ کل محاربہ میں کسی وقت مجھے اتنا کام نہیں کرنا پڑا تھا۔ جس باقاعدہ اور قابل تعریف طریق سے ان تیاریوں کی تجویز کیگئی اور اُسکو عمل میں لایا گیا اسکو لئے میری قلم سے تعریف کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ اول سے لیکر آخر تک ذرا سا بھی اُنکا اُونہ پڑا۔ اس پیچ در پیچ اور پیچ در پیچ گرانڈل شینری دیعنی تیاری کے ہر ایک پرزہ نے نہایت صفائی اور درستی سے کام دیا۔ ہر ایک جزوی امر پوری توجہ سے انصرام دیا گیا ہر ایک شخص کا دل اُمید اور پر جوشی سے بھرا ہوا تھا اور اُس نے برضا و رغبت خود کسی طرح کے جبر او ر کراہ کے بغیر اپنا فرض ادا کیا۔ الغرض عثمان کی فی الواقع کمال عظیم الشان تجویز کو ایسے احسن طریق سے عمل میں لایا گیا کہ اگر یہہ کام جرمن فوج سے بھی جسکی ترتیب و نظام نہایت کامل سمجھی جاتی ہے سرانجام پاتا تو وہ خاص تعریف کی مستحق شمار ہوتی۔

ہماری تیاریاں اتنی بیشمار اور ایسی متنوع الاقسام تھیں کہ اُن سب کو ضبط تحریر میں لانا بلکہ سب کا یاد تک رکھنا ناممکن ہے۔ رسد کے انتظام کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ باقی بڑے امور حسب ذیل ہیں:۔

نقدی کل پلٹنوں میں برابر تقسیم کیگئی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہر ایک پلٹن کے حصہ اسی اسی پونڈ آئے تھے مجھے ۵۷ قرش (۱۰ شلنگ ۶ پنس) ملے۔ پانچ پونڈ میرے پاس اپنے بچے ہوئے تھے۔

ہمارا جھنڈا جلا دیا گیا۔ ہم چپ چاپ مودبانہ نگاہ سے آگ کے شعلوں کو جن سے بطور کفایت شعاری دلیا پکانیکا کام لیا گیا معزز علم کو جلتا دیکھتے رہے۔ یہہ پچاس برس تک پلٹن کے آگے آگے رہا تھا۔ اُس نے گرگیوو سیلسٹرا سیوا پول تور یا اور سباسٹوپول میں بڑا ہلال کی عزت برقرار رکھی تھی۔ اور دوسری لڑائی میں پلوک سنگین حملہ کئے جانیکے وقت ۱۱ ستمبر کی عام قربانی میں خونلق پر تھرے حملے کے وقت میرے قریب ہوا

میں لہراتا رہا تھا۔ اُس نے ۱۸۲۸ء سے ۱۸۷۸ء تک ملک و قوم کی خدمت کی تھی۔ اللہ اکبر۔ تاریخ کے یہہ پانچ دہاے پانچ منٹوں سے بھی کم عرصہ میں فنا و معدوم ہوگئے۔ جب ہم نے بحسرت و اندوہ اُسکی راکہہ کو ہوا میں اُڑایا تو اُسوقت ہمیں یہہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا خود ہلال آسمان سے گر کر اُس باد تند کے برفانی جہونکو میں آمیز ہوگیا ہے جو دُھندلے انجرات اور برف کے پہنوں کو اُڑاتی ہوئی غیر آباد شمالی میدانوں سے آرہی تھی۔

پلیونا میں اسلحہ بکثرت تھے چنانچہ اُن ہتھیاروں کی مقدار حتی الامکان کم کرنیکے لئے جنکو زمین میں دفن کر دیا گیا کے خفیہ موقعوں میں چھپا کر پیچھے چھوڑنا ضروری تھی طبلچوں بگلچیوں گاڑیبانوں۔ اکثر غیر مصافی لوگوں اور نیز تو پچیونکو بھی رائفلیں دیدی گئیں بعض رسالوں میں نیزے بھی جو مقتول یا اسیر کاسکوں سے لئے گئے تھے بانٹ دئیے گئے۔ ہم افسروں کو ونچسٹر ساخت کی ریپٹینگ کاربینیں[1] دیگئیں میرے پاس بہ تفصیل ذیل ہتھیار ہوگئے۔ ایک تلوار جو پہلے ہی میرے پاس تھی۔ اُسکی دہار اُسترے کی دہار سے زیادہ تیز تھی۔ دو چہہ خانہ دار ریوالور۔ کاربین اور ایک خوبصورت دو فیٹ لمبا خنجر یہہ دمشق کی ساخت تھا اور میں نے چرکسوں کے ایک مردہ افسر سے لیا تھا اکثر چرکس ایسے ہتھیار رکھتے تھے۔ میرے پاس ریوالوروں کیلئے ایکسو اور کاربین کیلئے اسی کارتوس تھے۔

ہر سپاہی کے پاس ۱۳۰ کارتوس تھے جن میں سے اسی توشدان میں اور پچاس تھیلے میں بند تھے۔ فی پلٹن ایک لاکھہ اسی ہزار کارتوس (یعنی اگر فی پلٹن چار سو آدمی شمار کئے جائیں تو فی کس ۴۵۰ کے حساب سے) ایک سو اسی صندوقوں میں (فی صندوق ایک ہزار کارتوس تھے) بند ریزرو میں تھے۔ فی توپ ۲۰۰ گولے لئے گئے اور فی باتری گولہ بارود کی دو یا تین گاڑیاں تہیں۔

ہر ایک رائفل کے تمام پرزے جدا جدا کر کے اُنکا معائنہ کیا گیا اور اُنکو خوب صاف کر کے تیل وغیرہ دیا گیا اور پھر سالم رائفل کا امتحان کیا گیا۔ سنگینیں تیز کیگئیں تھیں ہر سپاہی کے پاس دو سنگینیں تہیں ایک تلوار نما ایک سیخ قسم کی گولی بارود۔ پانی۔ چارہ خیمے۔ اوزار کمبل اور دیگر سامان کے اُٹھانیکے لئے فی پلٹن ساٹہہ بارکش گہوڑے اور دو دو بیلونکی بارہ گاڑیاں اور تین زاید بیل ضرورت پر کام دینے کیلئے تقسیم کئے گئے۔ گہوڑے ایسے لاغر ہو رہے تہے کہ اُن میں سے تین چوتہائی کارتوسوں کے دو صندوقوں سے زیادہ بوجھہ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ چھکڑوں اور توپونکی گاڑیوں کی پہیوں کو چربی دیگئی اور اُنکو باہر سے ہوس باندہ دیا گیا تاکہ چلتے وقت آواز نہ نکلے۔

[1] کاربین بندوق سے چہوٹی ہوتی ہے۔ اور ریپٹینگ اوسے کہتے ہیں جسمیں متعدد کارتوس ایکدفعہ بہرے جاتے ہوں۔ مترجم

جو پلٹنیں عثمان کے ساتھہ ویڈن سے آئی تھیں وہ اپنے ساتھہ خیمے نہیں لائی تھیں - اسلئے موجودہ خیمونکو از سر نو تقسیم کیا گیا - جو ہر پلٹن کو حصہ میں تیس آئے - ہر کمپنی کو لالٹینونکی کافی تعداد دیگئی -

جس قدر نمک قند اور کونین ذخیرہ میں باقی موجود تھی اُسے بانٹ دیا گیا - اور ہر کمپنی میں چند معتبر سپاہیونکو منتخب کر کے اِن تینوں چیزونکی تھوڑی تھوڑی مقدار اُنکے حوالہ کر دیگئی کہ اپنی اپنی کمپنی میں حسب ضرورت تقسیم کرتے رہیں جن سپاہیوں کے بوٹ بالکل ناکارہ ہوگئے تھے اُنکو دوسرے دیئے گئے - مگر بہت سے نہ تھے - بلکہ وہ تھے جو مُردوں کے اُتار لئے گئے تھے یا بیماروں سے لئے گئے تھے - ہر سپاہی کو خفیف زخموں یا پاؤں کی جراحت پر پٹیاں باندھنے کیلئے ململ کی مستعمل پارچات کی تھوڑی تھوڑی مقدار دیگئی - اس غرض کیلئے سارجنٹو اور کارپورلوں کو مرہم کی ڈبیاں دیگئیں - اسغرض کیلئے کہ جب فوج دریائے وِد سے عبور کر جائے تو پہلی طرف دشمن اُسکی پیشقدمی میں مزاحم نہ ہو عقب میں متعدد چھوٹی چھوٹی گڑھیاں بنائی گئیں جو پل سے بجانب مشرق نیم دائرہ کی شکل میں پھیلی ہوئی تھیں - نیز سنگی پل اور اوپانتز کے درمیان دریا پر لکڑی کے دو نئے پل تیار کئے گئے - اِن گڑھیوں اور پلوں کو دشمن سے پوشیدہ رکھنے کیلئے خاص تدابیر کیگئی تھیں - مگر میرا خیال ہے کہ ہم اس مدعا میں کامیاب نہیں ہوئے تھے - ہر پلٹن سے تین تین افسر چنکر اُن کو حکم دیا گیا کہ شہر اور پلونکے درمیانی علاقہ اور سڑکوں سے بخوبی واقفیت پیدا کریں - اِن دنوں ایک مرتبہ میری پلٹن کی دوسری کمپنیوں کے دو لفٹننٹ بھی میرے ساتھہ پلیونا آئے تھے - ہم علی الصباح کئی گھنٹے قرب جوار کی دیکھہ بھال کرتے رہے - اُسوقت ہم نے کئی سیدھے سادھے نقشے بھی کھینچ لئے - اور اِرد گرد کے علاقہ سے بخوبی واقفیت پیدا کرلی جس سے ہم اپنی پلٹن کو اُنمیں سے لیجانیکے قابل ہوگئے -

مٹی کے پتلے بناکر اُنکو وردیاں پہنائی گئیں - اور دشمن کو دہوکہ دینے کیلئے اُنہیں خندقوں میں اور مورچہ کی فصیل کے پیچھے کھڑا کر دیا - فیصلہ کیا گیا کہ تمام زخمی باستثنا اُنکے جنکی ٹانگیں یا پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے یا جنکے جانبر ہونیکی اُمید نہ تھی اور کل مریض باستثنا اُنکے جو متعدی امراض سے سخت بیمار تھے فوج کے ہمراہ جائیں - پلیونا کے ڈاکٹروں کو صرف یہہ کام دیا گیا کہ ایسے زخمیوں اور مریضوں کا انتخاب کریں جو چل نہیں سکتے تھے - اُنکو گاڑیوں پر بٹھلائے جانیکا حکم دیا گیا - ایسے مریضوں اور مجروحین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جو چلنے کی سکت رکھتے تھے - اُنکو چھکڑوں کی گارڈ یا قطار کے محافظ و نگہبان بنا دیا گیا جس سے واقعی جنگ کنندگان کی تعداد بہت بڑھ گئی - اسطرح کے غیر مصافی شفایاب سپاہیونکی تعداد چھہ ہزار تھی -

جو زخمی یا بیمار پیچھے چھوڑے جاتے تھے وہ شمار میں تقریباً ۵ سو تھے۔ انکو بڑے بڑے بازاروں کی کلاں ترین مکانوں میں یکجا کر دیا گیا۔ دس دن کی خوراک کیلئے اُنکے پاس بسکٹیں چھوڑ دی گئیں اور ایک اجنبی ڈاکٹر چند نائب اور متعدد شفایاب سپاہی اُنکی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ترکی فوج کی روانگی کے بعد روسی افواج کے داخلہ تک لازمی طور پر کچھ وقفہ پڑنا تھا جس اثنا میں ان غریبوں کا بلغاری عیسائیوں کے ہاتھ سے جو کچھ حشر ہونا تھا وہ ہمیں بخوبی معلوم تھا۔

ترکی باشندگان کی مستورات اور بچوں کی سواری کیلئے تین سو چھکڑے علیحدہ کئے گئے جنکی گاڑیبانی کا کام مردوں کے سپرد کیا گیا۔ جنرل سٹاف کے افسروں کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو سامان و اسباب خانہ داری ساتھ نہ لیجانے دیں تاکہ خود اُنکی اور فوج کی پیشقدمی میں دقت نہ پڑے۔ جو مورچے خالی کئے جانے تھے۔ وہاں کی دیدبانی کے بلّی اور ستون اُکھاڑ کر جلا دیئے گئے تاکہ روسی اُنکو استعمال نہ کرسکیں۔ اسیوجہ سے تلغرافی تار بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ کیمپ میں تار برقی کی چھ لائنیں تھیں جو ہیڈکوارٹر سے بانش طابیہ۔ بوکووا۔ اوپانتز یونس طابیہ۔ پرتو طابیہ اور وِدِل کے مورچہ کو جاتی تھیں۔

۸ اور ۹ دسمبر کی درمیانی رات کل کیمپ میں گولہ بارود کارتوس۔ پانی۔ چارہ اور اسباب گاڑیوں پر لادنے میں صرف ہوگئی۔ حکم تھا کہ کل گاڑیاں اور دو تہائی بارکش گھوڑے لادنے کے بعد اُس پہاڑی کو بھیج دیئے جائیں جو وِدِل سے قریب بجانب مشرق ہے۔ کل توپخانہ اور گاڑیوں وغیرہ کی قطار کو جمع ہونے کیلئے یہی موقع مقرر کیا گیا تھا۔ یہہ جگہ دشمن کے شیلوں سے محفوظ تھی۔ اجتماع کی تجویز یہہ تھی کہ اکثر توپیں شام کے قریب وہاں بھیجدی جائیں یعنی چار اور پانچ بجے کے درمیان وہ مورچوں سے روانہ ہوں۔ اور انفنٹری باقیماندہ توپخانہ اور بارکش گھوڑوں کو لیکر رات کو مورچوں سے چلے اور راتوں رات مقام مذکور پر پہونچکر صف بستہ ہو جائے۔ حملہ کی ابتدا کیلئے ۱۰ دسمبر کی فجر کا وقت مقرر کیا گیا۔

فوج کی پُرجوشی اور اُمیدیں بڑھی ہوئی تھیں۔ پچھلے تین دنوں میں پورا راشن ملنے سے ہماری جسمانی طاقت بڑھ گئی تھی۔ لڑائی کی توقع سے طبیعتیں شگفتہ اور خون جوش زن ہو رہا تھا اور مشیر پر سپاہ کو اسقدر اعتبار اور بھروسہ تھا کہ معمولی سپاہیوں کو اس مجنونانہ مہم کی معقولیت اور کامیابی میں ذرا سا بھی شک نہ تھا۔ ہم افسر اس مغالطہ میں نہیں پڑے ہوئے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ آزادی کیلئے جو یہہ پاگلانہ حملہ کیا جانیوالا ہے اُس میں کامیابی کی بہت ہی کم اُمید ہے۔ مگر مایوس ہم بھی نہ تھے۔ نہ ہم پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔

مزید برآں اپنی رائے کا اظہار کرکے سپاہیوں کو بددل کرنیکی بجائے ہم اُنکی موجودہ شگفتگی اور فراخی کو
قائم رکھنے کیلئے حتی الامکان پورا جدوجہد کرتے رہے۔ میں نے تودل سے دوربین کے ذریعہ روسیوں کے
مورچوں کا معائنہ کیا تھا۔ اس معائنہ کی مدد سے میں بالخصوص اچھی طرح سمجھ جاتا تھا کہ اس کوشش میں
قطعاً کامیابی نہیں ہوگی۔ مگر یہ رائے میں نے اپنے تک ہی رکھی کسی اور کو نہ بتائی۔

۹ر دسمبر کی صبح کو دس بجے شہر سے واپس آکر میں نے بسکٹوں کے یومیہ راشن کا کچھ حصہ ایک روٹی اور
گرم دلیہ کے چند چمچوں سمیت کھایا۔ پھر اپنا اسباب باندھا۔ نقشے۔ خاکے۔ یادداشتیں اور روزنامچہ
حجم میں اسقدر بڑھ گئے تھے کہ مجھے اپنے آدھے مسودے پیچھے چھوڑنے پڑے۔ میں نے اپنا چرمی بکس ایک گاڑی
پر رکھ دیا۔ دوپہر کیوقت سپاہیوں نے بیلوں اور گھوڑوں پر ساز لگانے شروع کر دیئے۔ مورچہ سے ٹرین (قطار)
کے ساتھ ہر پلٹن سے ایک ایک افسر نے ایک ایک سکوئیڈ (دستہ) اور کارپورل ہمراہ لیکر جانا تھا۔ ہمارے
میجر کو ہیڈ کوارٹر سے حکم موصول ہوا تھا کہ "شہر میں کام کی سخت بھرمار ہے۔ تم بھی کوئی معتبر اور قابل افسر
روانہ کرو"۔ اُس نے اس کام کیلئے ازراہِ شفقت مجھے منتخب کیا۔ مجھے جو احکام ملے وہ یہ تھے۔ قطار کو بخیریت مقام
اجتماع پر پہونچا کر وہاں پر اُسکرات کے بسیرے کیطرف سے اطمینان کروں۔ اور پھر اسکے فروکش ہونیکے
موقع کی اچھی طرح سے پہچان کرکے اپنی پلٹن کی قطار کو کارپورل کے اہتمام میں چھوڑ دوں۔ اور خود
حسین بک پلیونا کے کمانڈر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اور پھر اپنی پلٹن کو علی الصباح چھ بجے
دریا ود کے دائیں کنارے شمالی جدید پل کے قریب آملوں۔ یہ پل اوپانتز سے قریب ترین تھا۔ اِسے
میں آئندہ اوپانتز پل لکھونگا۔ وہ دریا ود اور گریوتنرا کے محل التصاق سے تین سو گز جنوب میں
تھا۔ میجر نے مجھے مشیر کے جنرل احکام کی ایک نقل۔ ایک نقل اس خاص حکم کی جو ہماری پلٹن کے متعلق
صادر ہوا تھا اور قرب وجوار کا ایک نقشہ دیا۔ میرے بعد کمپنی کی کمان پر سیمو مقرر کیا گیا کہ دوسرے
دن علی الصباح پلٹن کے آملنے پر میں پھر اپنی کمان لیلوں۔

روانہ ہونے سے پہلے میں نے اپنے سپاہیوں کو صف بستہ کرکے تقریر کی۔ محاورہ اور منطق کا
اُسوقت کس کو خیال تھا۔ البتہ طرز ادا جوش دلانیوالی اور حوصلہ بڑھانے والی تھی۔ سپاہیوں نے باآواز بلند
یکزبان ہوکر "اللہ اکبر" اور "یوق تسلیم" (دشمن کی اطاعت نہیں کرینگے) کے نعرے بلند کئے۔ اس کے
بعد میں نے کمل ہوچکیں جب لگا کہ اُس مقام کو جس نے مجھے خطرات سے واقف [illegible] کے تقریباً

ہمیں ہفتوں پناہ دی تھی چپ چاپ دل ہی دل میں الوداع کہا میں نے اُس کو جہاں مجھکو چارپائی ہوتی تھی جو آخری نگاہ ڈالی تھی وہ مجھے اب تک یاد ہے۔ وہ جگہ گو مرطوب ہوا۔ بے آرام۔ بلا آرائش اور ٹپکا کرتی تھی۔ پھر بھی مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہوئی تھی۔

ہم دو بجے روانہ ہوئے۔ میں صبح پلیونا جاکر واپس آیا تھا اور واپس آکر بھی برابر کام کرتا رہا تھا جس سے میں تھک گیا تھا۔ اسلئے راستہ کا زیادہ حصہ میں نے گاڑی پر طے کیا۔ پارہ اُسوقت منجمد ہونیکے درجہ سے ایک یا دو دقیقے اوپر تھا۔ سڑکوں اور پگڈنڈیوں پر بہت کیچڑ تھا اور پہاڑیاں اور کھیت برف سے سفید ہو رہے تھے۔ آسمان مکدر تھا۔ اور اُسکی سیاہی مائل ہو رہی ہو رہی شکل بتا رہی تھی کہ برف پڑیگی جہاں ہم چل رہے تھے۔ وہاں فضا صاف تھی۔ مگر گریوتسرا کے قرب جوار میں گہری دُھند چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میرے زیر کمان ایک کارپورل بیس سپاہی (جو شفایاب تھے) چالیس بارکش گھوڑے اور بارہ چھکڑے تھے۔ تھوڑی دیر میں اور قطاریں بھی اُسی تدجمیعت کی ہم سے آملیں۔ اور شہر پہونچنے تک چھکڑوں اور گھوڑوں کی اتنی لمبی قطار بنگئی جو بظاہر ناقابل اختتام معلوم ہوتی تھی۔ ہم ٹھہرنیکے بغیر پلیونا سے وار دی گذر گئے۔ وہاں مجھے چاروں طرف مستعدی دکھائی دی۔ سپاہیوں کے چہرے امید اور پُرجوشی سے سرخ اور آوازیں بلند اور ہشاش تھیں۔ شام پڑتے ہی ہم منزل مقصود یعنی اُس بے شجر گنجی سی پہاڑی کی چوٹی پر پہونچگئے جو پل سے بجانب جنوب مشرق چھ سو گز کے فاصلہ پر تھی۔ وہاں ہم سے پہلے ہی ہتھیار چھکڑے اور گھوڑے پہونچ چکے ہوئے تھے۔ جو اُس باتری کے گرد جو بلند ترین مقام پر نصب تھی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے اور چند کمپنیاں فوج پیدل کی اُنکی حفاظت کرتی تھیں۔ ہمارے اور دریا کے درمیان نصف راہ پر چوٹی سے دو سو فیٹ نیچے دو پل کا مورچہ تھا جسے حملہ کیلئے اور بھی مضبوط کر دیا گیا تھا اور بہت سی فوج انہیں مامور کر دیگئی تھی۔ کئی پلٹنیں محض پل کی محافظ تھیں اور اُس سے پرے بائیں کنارہ پر بعیدی چوکیوں کی تہری لائن تھی۔

شام کے بعد پارہ گر کر منجمد ہونیکے درجہ پر پہونچگیا۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی ہلکی سی نارنجی روشنی کا عکس ود کی خاموش سطح آب پر پڑ رہا تھا۔ اور پیچھے کی طرف بجانب مشرق تاریک بادل جمع ہو رہے تھے ہوا بند ہو گئی تھی۔ اور سماں اُس طرح کا تھا جو طوفان سے پہلے ہوتا ہے۔ مغرب کی طرف مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سب طرف خاصکر مشرق اور شمال مشرق میں کمال کمدر ہو رہا تھا۔ پلیونا کے بلند ترین میناروں اور گنبدوں پر رخصت ہوتے ہوئے دن کی قریب الاختتام روشنی ابھی چمک رہی تھی کہ برف کے پینے

آہستہ آہستہ گرنے شروع ہوگئے اور ۹ و ۱۰ دسمبر کی درمیانی معرکۃ الآراء رات نے نزول فرمایا صبح آئندہ نے اب پلیونا فوج اور اُسکے ساتھہ ہی سلطنت عثمانیہ کی قسمت کا فیصلہ کرکے تاریخ عالم پر ایک واقعہ عظیم کا نقش چھوڑنا اور بیسیوں برس کیلئے یورپین پالیٹکس کی رفتار کو جدید قالب میں ڈھالنا تھا ۔

باب سیزدہم

حملہ سے ماقبل کی رات - ۹ لغایت ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء

گورنا دوبنیک اور ٹیلش کی فتح ہوجانے سے پلیونا فوج کی جمعیت باستثناء چند کسوں کے جنکی تعداد اب دو سو رہگئی تھی - ۲۰ ہزار پلٹنوں - ۱۲۰ رسالوں اور ۸۰ توپونکی رہگئی تھی - پلٹنونکی جمعیت یکساں نہ تھی - قابل سپاہیونکی تعداد کسی میں ۵۰ کسی میں پانچ سو اور کسی میں ان دونوں اعداد کے درمیان تھی - حملہ کیلئے ان پلٹنوں میں سے چودہ جو نہایت ہی کمزور تھیں باقیماندہ میں شامل کردیگئیں - جس سے کل پلٹنوں کی جمعیت تقریباً یکساں ہوگئی اور کل ۵۸ پلٹنیں رہگئیں جنمیں سے ہر ایک میں ۵۰۳ سے چارسو تک قابل مصاف آدمی تھے - پوری آٹھہ کمپنیاں شکل ہی سے کسی پلٹن میں رہگئی تھیں - کیونکہ اکثر کمپنیاں عملی ترتیب کے لحاظ سے بالکل معدوم ہوگئیں تھیں بالعموم فی پلٹن چار سے چھہ کمپنیاں تھیں - حملہ کیلئے فوج کو از سر نو مرتب کیا گیا - اب اُسکو دو ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا - اور ایک برگیڈ جسمیں پانچ پانچ پلٹنونکی دو رجمنٹیں تھیں اُن سے علیحدہ رکھا گیا - فی ڈویژن تین تین برگیڈ تھے - اور ہر برگیڈ میں چار چار پلٹنوں کی دو رجمنٹیں تھیں - حملہ کی تجویز یہہ کیگئی تھی کہ پہلا ڈویژن پلوں سے روانہ ہوکر سیدھا روسی کیمپ میں گھس جائے اور غنیم سے لڑائی کرے - اس اثنا میں علیحدہ رکھا گیا برگیڈ قطار کو لیکر جو اُسکی محافظت میں ہوگی سنگی اور جنوبی پل سے وِد کو عبور کرجائے - اور دوسرا ڈویژن جس میں میری پلٹن تھی ، کل کاروائی میں فوج محافظ عقب کا کام دینے کیلئے اُن گڑھیوں میں جو حال میں وِد کے مشرق میں بنائی گئی تھیں مقیم ہو - ہمارا میمنہ اوپانتر مورچوں میں ہو جنکو بھی بہت مضبوط کردیا گیا تھا اور میسرہ کیمپ کے جنوب مغربی حصہ کے مورچوں میں - جب قطار گذر جائے - اور اول ڈویژن دشمن سے خوب گتھہ گیا ہو تو دوم ڈویژن فی الفور دریا کو تینوں پلوں سے عبور کرکے اول ڈویژن کے قدم بقدم آگے بڑھے - اول ڈویژن رات کو ہی دریا کے بائیں کنارے صف جنگ میں موقعہ بموقعہ کھڑا ہوجائے - اور قطار طلوع فجر سے پہلے دریا کو عبور کرلے -

کل حملہ آور فوج کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی (رجمنٹوں اور بریگیڈوں کے سلسلہ وار نمبر میں نے اپنی طرف سے دیئے ہیں۔ مصنف)

کمانڈر:۔ مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر:۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف:۔ کرنیلان دلی بک، خیری بک و لفٹننٹ کرنیل طاہر بک

اعلیٰ یاور:۔ لفٹننٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر توپخانہ:۔ بریگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر قطار و فوج محافظ:۔ کرنیل سعید بک

اعلیٰ ڈاکٹر:۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر:۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

اول بریگیڈ:۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

اول رجمنٹ:۔ لفٹننٹ کرنیل رؤف بک

چار پلٹنیں

دوم رجمنٹ:۔ لفٹننٹ کرنیل ایوب بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپیں

دوم بریگیڈ:۔ کرنیل یونس بک

سوم رجمنٹ:۔ لفٹننٹ کرنیل ذہنی بک

چار پلٹنیں

چہارم رجمنٹ:۔ لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی۔

سوم برگیڈ :- برگیڈیر توفیق پاشا
پنجم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک
چار پلٹنیں
ششم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل راسم بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
ایک رجمنٹ (۵ رسالے) نظامیہ کیولری کی۔ لفٹنٹ کرنیل شفقی بک

دوم ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا
چہارم برگیڈ :- برگیڈیر حسین وصفی پاشا
ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل فصوح بک
چار پلٹنیں
ہشتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل خورشید بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
پنجم برگیڈ :- برگیڈیر صادق پاشا
نہم رجمنٹ :- کرنیل حافظ بک
چار پلٹنیں
دہم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل لطیف بک
چار پلٹنیں
دو باتریاں فی چھ توپونکی
ششم برگیڈ :- برگیڈیر یادہم پاشا
یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل کاظم بک

چار پلٹنیں

دوازدہم رجمنٹ : کرنیل سلیمان بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

ایک رجمنٹ (۴ رسالے) نظامیہ کیولری کی } لفٹنٹ کرنیل حقی بک
نصف رجمنٹ (۵ رسالے) سالونکی مجاہدین کی

بریگیڈ محافظ قطار

ہفتم بریگیڈ :- کرنیل سعید بک

سیزدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل پرتو بک

۵ پلٹنیں

چہارم رجمنٹ - لفٹنٹ کرنیل علی محمد بک

۵ پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے

ایک رسالہ دودینا کے مجاہدین کا

فوج سواران

نصف رجمنٹ (۵ رسالے) سالونکی مجاہدین کی } کرنیل حقی بک
۲ رسالے چرکسوں کے

ریزرو توپخانہ

ایک باتری چار توپوں کی - توپیں چھ پونڈر

انجنیران

۳ کمپنیاں - لفٹنٹ کرنیل طفلک بک

ہیڈ کوارٹر کی فوج اصل

ایک پلٹن اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی

خلاصہ

		آدمی
انفنٹری (فوج) پیدل	۵۸ پلٹنیں	۲۲ ہزار
کیولری - فوج سواران	۹ رسالے نظامیہ ۲ رسالے عثمانیہ کاسکوں کے ۱۰ رسالے سالونیکی مجاہدین کے ۲ رسالے چرکسوں کے (۲۰۰ آدمی) ایک رسالہ وودینا کے مجاہدین کا	۱۵۰۰
آرٹلری (توپخانہ)	۱۴ باتریاں فی چھہ توپوں کی ۱- باتری چار توپوں کی	جملہ ۸۸ توپیں[1] - ۱۵۰۰
انجنیران (مہندسین)	تین کمپنیاں	
فوج اسعل	ایک پلٹن	۹۰۰۰
غیر مصافی، شفایاب و مجروحین		
میزان		۳۴۰۰۰

میں باب دوازدہم میں بیان کر چکا ہوں کہ شروع نومبر میں پلیونا فوج کی جمعیت ۴۰ ہزار آدمیوں کی تھی - آخری ہلہ میں سات ہزار شفایاب آدمیوں اور مجروحین کے سمیت جملہ ۳۴ ہزار آدمی تھے - اور آٹھہ سو سخت بیمار و زخمی اور دو سو شفایاب پلیونا میں پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے - اس سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ نومبر اور دسمبر کے پہلے دنوں میں فوج میں پانچ ہزار آدمیوں کی کمی ہوئی - اگر مفرورین کی تعداد اٹکل سے ایک ہزار یعنی دو سو نظامیہ سپاہی اور آٹھہ سو چرکس، قیاس کیجائے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ چھہ ہفتوں میں چار ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور باقی ساڑھے تین ہزار یعنی نوے آدمی یومیہ کے حساب سے بیماری سے ضایع ہوئے

---

[1] ۸۸ توپوں میں سے ۵۲ چھہ پونڈر - ۲۲ چار پونڈر اور ۱۴ تین پونڈ تھیں - انکی تقسیم اسطرح کیگئی تھی کہ ہر بریگیڈ کو جملہ اقسام کی توپیں بحصہ رسدی مل گئی تھیں - گو ایسی لڑائی کیلئے تین پونڈر توپیں تقریبًا محض ناکارہ تھیں - مصنف

باب یازدہم میں مَیں نے اُن تمام اعلیٰ افسروں کی فہرست دی تھی جو اُس زمانہ میں ۲۰ لغایت ۲۴ اکتوبر
پلیونا فوج میں تھے جبکہ اُسکی جمعیت منضبط ترین تھی۔ اُن میں سے مندرجہ ذیل بیمار ہونیکی وجہ سے پلیونا میں شریک نہ
ہوئے۔ جرنیل ٹوبن حسن صابری پاشا۔ جرنیلان بریگیڈ امین پاشا و عمر ظفر پاشا۔ کرنیلان عمر بک۔
حمدی بک و عثمان بک اور لفٹنٹ کرنیل محمد بک۔ لفٹنٹ کرنیل حسین بک بحیثیت کمانڈر قصبہ پلیونا
زخمیوں اور اُن معدودے چند ترکی باشندوں کی حفاظت کیلئے جنہوں نے شہر میں رہنا پسند کیا پیچھے ٹھہرا۔

میری پلٹن گیارہویں رجمنٹ میں شامل تھی۔ اُس میں ۶۰۰ نفر اور چودہ افسر تھے۔ اور چار
کمپنیوں میں منقسم تھی۔ میجر تقی جو کل محاربہ میں سرخروئی اور کامیابی کے ساتھ اُسکی کمان پر رہا تھا اُسکا کمانڈر تھا
قول آغاسی بیمار تھا۔ ہمارا کاتب شروع نومبر میں گوداموں کے انتظامات کے متعلق منشی کا کام دینے کیلئے
پلیونا بھیجدیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں اُسکا انجام کیا ہوا۔ ہمارا ڈاکٹر ابھی تک ہمارے ساتھ تھا۔ میرا خیال ہے کہ
ششم بریگیڈ میں وہی ایک ڈاکٹر تھا۔ بقال پلٹن کا باش چاؤش میجر کا دست راست اور قول آغاسی
کے فرایض بھی اُسی کو سرانجام کرنے پڑتے تھے۔ آخری وقت تک افسر ماتحت وہ کل آدمی جو اُسے جانتے
تھے اُسکی عزت کرتے رہے اور وہ اُن میں ہر دلعزیز رہا۔ میرا پہلا کپتان ہماری ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی
کی کمان پر تھا۔ میری کمپنی میں تین افسر یعنی سیمو اور تراب اور اسی نفر تھے۔ وہ دو دستوں میں
منقسم تھی۔ جو سیمو اور تراب کے زیر کمان تھے۔ کاظم بک ہمارا کرنیل تھا۔ وہ بحیثیت میجر وِڈن سے عثمان کے ہمراہ
آیا تھا۔ دوسری لڑائی کے بعد لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر فایز ہوا تھا۔ اور کیمپ بھر میں بہادر اور
ہوشیار افسر مشہور تھا۔ ہمارا بریگیڈیر ادہم پاشا[1] جو اپنے سابقہ کارناموں سے بہت نیکنام تھا تیسری لڑائی
سے تھوڑا عرصہ پہلے پلیونا پہونچا تھا۔ ستمبر کی لڑائی میں گو اُن مورچوں پر جو اُسکے ماتحت تھے روسیوں کے
حملہ آور نہ ہونیکی وجہ سے اُسے معرکہ آرائی نہ کرنی پڑی اُس نے قابل تعریف کام دیا۔ لڑائی سے بعد فوراً
ہی وہ رات کیوقت دشمن کی صفوں سے چوری گذر کر ارخانیہ چلا گیا۔ اور احمد حفظی پاشا کے کالم کی ایک
بریگیڈ کا کمانڈر ہوکر پلیونا واپس آیا۔ راستہ میں اِس کالم کو کریلو کی فوج سوار سے جو متعدد مقابلے کرنے پڑے
اُنمیں اُس نے بڑی داد شجاعت دی۔ ۲۲ ستمبر کو کریلو نے جو حملہ بمقام گورنا دوبنیک احمد حفظی کے کالم

---

[1] یہ وہی ادہم پاشا ہیں جنکو ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان و روم میں اسقدر شہرت و نیکنامی حاصل ہوئی ہے۔ اِسوقت وہ مشیر کا درجہ رکھتے ہیں اور ابھی تک یونان کے مفتوحہ علاقہ تسلی میں مقیم ہیں۔ مترجم

اس نوٹ کے لکھے جانے سے ایک ماہ بعد مشیر کی نے صوبہ مذکور کو حسب شرائط معاہدہ صلح، رجون ۱۸۹۸ء تک بالکل خالی کردیا ہے۔ مترجم

کے عقب پر جو ادہم پاشا کے زیر کمان تہا کیمپ تہا اس میں وہ زخمی ہوا اگر پلیونا آ کر صحت یاب ہو گیا
میں ششم بریگیڈ میں تہا۔ اُسکا نام عقبی بریگیڈ کہا گیا تہا کیونکہ اس سے مقصود تہا کہ وہ فوج کی آخری
سرے پر رہے اور اُسی سبب سے بعد ودد کو عبور کرنیکا حکم تہا۔ لڑائی کے آغاز کے وقت اُسی او پانتز میں ہونیکی بہت ہوا
ہتی۔ مشیر اول ڈویژن کے ساتہہ تہی اُنکا ارادہ حملہ میں بذات خود کمان کرنیکا تہا۔ طاہر پاشا نائب
کمانڈر مقرر کئے گئے۔

میں محولہ بالا جنرنیلی حکم[12] کو جو ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کی حملہ کے متعلق صادر کیا گیا تہا ذیل میں درج کرتا ہوں
"فوج دو ڈویژنوں اور ایک محافظ قطار بریگیڈ میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ڈویژن تین بریگیڈوں کا ہوگا۔
اول ڈویژن جسمیں عطوف پاشا۔ یونس بک اور توفیق پاشا کے بریگیڈ ہونگے۔ طاہر پاشا کے زیر کمان
پلٹن وار کالم بنا کر آگے بڑہیگا۔ دوم ڈویژن جسمیں حسین صفی پاشا۔ صادق پاشا اور ادہم پاشا کے بریگیڈ
ہونگے عادل پاشا کے زیر کمان فوج کے میمنہ میسرہ اور عقب کی حفاظت کریگا۔ ہفتم بریگیڈ زیر کمان سعید بک
قطار کا محافظ ہوگا"

"عادل پاشا اپنی ماتحت سپاہ کو مناسب نقل و حرکت کا حکم دیگا اور اُسی قالب اور صف بستہ ہونیکے لئے مناسب
مقامات بتائیگا لئے اپنے ڈویژن کے ہر اول میں پل کے سرے پر رہیگا"

حملہ کیلئے جو دن مقرر کیا جائیگا اُسدن بشرطیکہ موسم مخل نہ ہو شام کے سات بجے ایک پلٹن ابراہیم طابیہ
کی پلٹنوں سے اور خود عم طابیہ کی کل سپاہ احتیاط طابیہ کو ہٹ آئے۔ جہاں اُن کو ارابہ طابیہ کی سپاہ زیر کمان آسم بک

---

(۱۲) میں نے جنرنیلی حکم میں پلٹنوں کے لمبی چوڑے ناموں کی جگہ جو اصل حکم میں مندرج تہے ہر ایک پلٹن کی تخصیص کرنیکی بجائے وہی سلسلہ وار نمبر دیئے
ہیں جو ترتیب جنگی میں اوپر دیئے ہیں۔ اصل حکم میں پلٹنوں کے نام اس طرح درج تہے "چوتہی اردو کی دوسری رجمنٹ کی دوم نظامیہ پلٹن۔
صنف اول کی مقام سلسٹریا کی ردیف فوج کی تیسری پلٹن" وغیرہ وغیرہ۔ وقت ہی میں نے ترکی نہیں لکہا۔ یورپین تحریر کیا ہے
الفاظ "پل" اور "پل کا سرا" سے ہر جگہ پیادہ سنگی پل سے مراد ہے۔ جو جدید پل حال میں تیار کئے گئے تہے اُن کو او پانتز
پل اور جنوبی چوبی پل کرکے لکہا ہے۔ یہہ حکم ۷ دسمبر کو جاری کیا گیا تہا۔ اور تعمیل کی جگہ خالی رکہی گئی تہی۔ حکم مذکور کی اس
ہدایت کی پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنیں لڑائی کے شروع میں ودد کے بائیں کنارہ پر موجود ہوں عمداً یا کسی مجبوری کی وجہ سے
تعمیل نہیں ہوسکی تہی۔ تیسری پلٹن دو گیارہویں رجمنٹ کی ایک پلٹن کے سوائے باقی کل دوم ڈویژن لڑائی کے کل وقت
میں دریا کے داہنے کنارہ پر رہا تہا۔ مصنف۔

آملیگی۔ سوا سات بجے وہاں سے وہ ہیڈ کوارٹر کو روانہ ہو جائیں جہاں توفیق پاشا کے زیر کمان انکا سوم بریگیڈ بنایا جائیگا۔ ہیڈ کوارٹر سے وہ عادل پاشا کے ڈویژن کے مورچوں کے عقب سے عقب شہر میں داخل ہونیکے بغیر اُسکے شمالی کنارہ کے گرداگرد جاکر پل والی شاہراہ پر چڑھ جائیں۔

" ابراہیم طابیہ کی باقی دونوں پلٹنیں بھی جو اول بریگیڈ میں شامل ہونگی سات بجے روانہ ہو کر عطوف طابیہ کی سپاہ سے جا ملیں جہاں اُنکو عمر طابیہ کی فوج بھی آملیگی۔ وہاں سے وہ شہر کے راستہ شہر اور پل کے درمیان کی پہاڑیوں کے نیچے توپخانہ کو جائیں اور وہاں بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔

عمر طابیہ اور طلیختیرا کے درمیان جو فوجیں مقیم ہیں وہ ساڑھے سات بجے چلنا شروع کر دیں اور جسقدر جلد ممکن ہو محولہ بالا توپخانہ کے پاس پہونچ جائیں تاکہ عطوف پاشا کے زیر کمان اول بریگیڈ تکمیل ہو جائے۔ پھر یہ بریگیڈ پل کی طرف بڑھے جہاں تیسرا بریگیڈ اُسی سے پہلے سے مقیم ملیگا۔ وہ دو پلٹنیں جو شہر کے مغربی حصے میں مقیم اور سوم بریگیڈ سے متعلق ہیں اول بریگیڈ کے ہمراہ پل کو جاکر وہاں اپنے بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔

" یونس بک کے زیر کمان دوم بریگیڈ کی پلٹنیں جو طلیختیرا اور یرتو طابیہ کے درمیان مقیم ہیں اس طرح سے نقل و حرکت کریں۔ دو پلٹنیں میلاس اور طلعت طابیہ سے عارضی طور پہ علی محمد بک کے زیر کمان ساڑھے چھ بجے روانہ ہوں اور باغلر باشی طابیہ جاکر وہاں کی پلٹن کو ساتھ ملا لیں۔ غازی عثمان طابیہ کی تینوں پلٹنیں اور ملحقہ باتریاں بھی ساڑھے چھ بجے روانہ ہو چکے ہیں اور یونس طابیہ کے راستہ باغلر باشی طابیہ پہونچکر ان پلٹنوں کو جو عارضی طور پہ علی محمد بک کے زیر کمان ہونگی جا ملیں۔ یہ چھٹوں پلٹنیں نو بجے باغلر باشی سے ودّ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ یونس بک۔ یونس۔ اور کوچک طابیا کی دونوں پلٹنیں لیکر اُنہیں رستہ میں مل جینگی۔ اور اس طرح سے مکمل ہو کر یہ بریگیڈ بلاسی وانز مورچوں کے پیچھواڑے سے گذر کر چاپ پل کی طرف بڑھا جائے۔

" اول ڈویژن کے جب تینوں بریگیڈ پل کے سرے پہ پہونچ جائیں تو اول بریگیڈ جنوبی چوبی پل سے اور دوم و سوم بریگیڈ سنگی پل کے راستہ دریا کو عبور کر جائیں۔ عبور کر لینے کے بعد ڈویژن مذکور ودّ کی بائیں کنارہ پہ پلٹن وار کالم یا مجموعہ بنا کر صف جنگ درست کرے جسکا میسرہ اور میمنہ آگے بڑھا ہوا ہو۔

جونہی کہ دوم بریگیڈ کی پلٹنیں اپنی جگہ خالی کر کے آگے بڑھ جائیں پہ تو پاشا جو محافظ طار بریگیڈ کی تیرھویں رجمنٹ کا کمانڈر ہوگا اپنی رجمنٹ سے تین پلٹنیں مبارک کے پل کے سرے پہ پہونچ جائے۔ وہاں

اُسے اس بریگیڈ کی باقی پلٹنیں بھی جاملیں گی۔ جسوقت یہہ (ہفتم) بریگیڈ مسعید بک کے زیر کمان
مکمل ہوجائے قطار سنگی پل اور جنوبی چوبی پل کے راستہ دریا عبور کرنا شروع کرے۔ اور جب
وہ گذر جائے تو اُنہی پلوں کے راستہ بریگیڈ عبور کرے۔ ایک رجمنٹ ایک پل سے اور دوسری رجمنٹ
دوسرے پل سے جب قطار دوسرے کنارہ پر پہونچکر بڑھنا شروع کرے تو بریگیڈ اُسکے بائیں بازو
پر ڈیڑہ سو گز کے فاصلہ پر پلٹن کے کالموں کی اکہری قطار میں اور اس طرح سے کوچ کرے کہ اگر دشمن
حملہ آور ہو تو وہ فی الفور جنگ کیلئے صف بستہ ہوجائے۔ باغچہ طابیہ اور اُسکے ملحقہ مورچوں کی پلٹنیں
اس (ہفتم) بریگیڈ کو پل کے سرے پر ہی مل گئی ہونگی۔

"حسین حفظی پاشا کے زیر کمان چہارم بریگیڈ کی دو پلٹنیں خورشید بک کے ماتحت شام کیوقت [illegible]
کے بڑے مورچہ اور اُسکی خندقوں میں جمع ہوجائیں۔ باقی چھہ پلٹنیں اس بریگیڈ کی اُن گڑھیوں میں
جمع ہونگی جو مورچہ مذکور اور پل والی سڑک کے درمیان حال میں تیار کیگئی ہیں جب کل قطار اور محافظ بریگیڈ
(وِد) کے بائیں کنارہ پر پہونچ جائے تو یہہ بریگیڈ اپنی جگہ چھوڑکر کمپنی وار دستوں میں ترتیب وار باقاعدگی کے
ساتھہ پل کو ہٹ آئے۔ اس بریگیڈ کی بارہ توپوں میں سے چھہ پہاڑی پر اور چھہ (ودپل) کے مورچہ میں نصب
کیجائینگی تاکہ وہ اول دونوں کی پسقدمی اور نیز اپنے بریگیڈ کے خط مراجعت (یا پسپائی) دونوں
کی ایک ساتھہ حفاظت کرتی رہیں۔ بعدازان یہہ بارہ توپیں سنگی پل سے اور بریگیڈ کی پیدل فوج
جنوبی چوبی پل سے دریا کو عبور کرے۔

"صادق پاشا کے زیر کمان پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنیں شام کو سویرے ہی اُن گڑھیوں میں قائم
ہوجائیں جو شاہراہ کے دونوں طرف حال ہی میں (ودمیدان) میں بنائی گئی ہیں اور باقی چھہ پلٹنیں اُس
بریگیڈ کی اور نیز چار پلٹنیں ادہم پاشا کے زیر کمان ششم بریگیڈ کی گیارہویں رجمنٹ کی جو باغچہ طابیہ
اور جانق بایر مورچوں سے سات بجے روانہ ہونگی۔ دوسری کمپنیوں کے دستوں میں بایر کے مغربی دامن کی طرف
جہاں نالہ بوکووا دریا [illegible] ویتزا میں گرتا ہی جانق بایر سے نیچے اتریں۔ پھر پنجم بریگیڈ کی چھہوں
پلٹنیں اس پن چکی کے پچھواڑے سے گذریں جو ودمیدان میں ہے۔ اور ان میں سے تین پلٹنیں ان گڑھیوں
میں جو [illegible] مورچوں اور پل کے درمیان تازہ تیار کیگئی ہیں قائم ہوجائیں اور توپوں کو
ان کچی دیواروں کے پیچھے نصب کردیں جو اسی غرض کیلئے بنائی گئی ہیں۔ دوسری تین پلٹنیں بائیں

کنارہ پر مناسب موقعوں پر اور ایک پلٹن معہ توپوں کے دائیں کنارہ پر پل کے سرے کے قریب
رہے۔ ان پلٹنوں کا یہہ کام ہوگا کہ وہ چہارم برگیڈ اور نیز اپنے برگیڈ کی پیشقدمی کی محافظت کریں۔

جب چہارم برگیڈ اُن موقعوں پر جہاں سے اُس نے دریا کو عبور کرنا ہوگا پہونچ جائے تو پنجم برگیڈ کی وہ
پلٹنیں جو پیچھے چھوڑی گئی تہیں جہٹ پٹ کمپنی کالموں میں صف بستہ ہو جائیں اور پہر قریب ترین
راستے سے دستوں میں ہوکر اپنے اپنے ڈویژنوں کو ملنے کیلئے آگے بڑہیں۔

ششم برگیڈ کی اُن چار پلٹنوں میں سے جو پنجم برگیڈ کے ساتھہ کوچ کرینگی دو پلٹنیں پنجم برگیڈ کی
دو پلٹنوں سمیت شام کو بوکووا مورچوں میں رہیں۔ باقی دونوں معہ چھہ توپوں کے دریاے کوادیانتز پل
کے راستہ عبور کرکے ششم برگیڈ کی (بارہویں رجمنٹ کی) دوسری چار پلٹنوں کے کوچ کی حفاظت
کیلئے جو اوپانتز مورچوں میں مقیم رہی ہونگی بائیں کنارہ پر موقعہ مناسب قائم ہو جائیں۔ جب یہہ پلٹنیں بھی
اوپانتز پل کے راستہ عبور کر جائیں تو آٹھوں پلٹنیں ملکر ششم برگیڈ کو مکمل کرینگی اور ہر پلٹن اپنے کالموں
کی گہری قطار میں آپس میں اسقدر فاصلہ رکھکر کہ ضرورت کیوقت قطار کے دائیں بازو کی حفاظت
کر سکیں آگے بڑہینگی۔

قطار کی ترتیب روانگی اور کوچ کے متعلق حسب ذیل ہدایات صادر کیجاتی ہیں:۔

ہر پلٹن کے ساتھہ کارتوسوں کے چالیس صندوق ہیں بارکش گہوڑوں پر ہونگے۔ توپخانہ کا گولہ
بارود باتریوں کی گاڑیوں پر رہیگا۔ اور جس باتری میں انکی کمی ہو۔ اس میں بارکش گہوڑوں پر لادا جائیگا
باقیماندہ کارتوس جو فی پلٹن ۴۰ صندوقوں کے حساب سے ہیں اور نیز خیام۔ چارہ اوزار۔ افسروں کا اسباب۔
پانی۔ سامان کیمپ اور دیگر اسباب کچھہ بیلوں کی گاڑیوں پر اور جس پلٹن میں انکی کمی ہو کچھہ بارکش گہوڑوں
پر لادا جائیگا۔ علاوہ ازیں ہر پل کے سر کے قریب ایسی جگہ بھیجدیا جائیگا جو دشمن کے گولوں سے محفوظ ہو

اول ڈویژن کے دریا کو عبور کر جانیکے بعد قطار فی الفور بننا شروع کردیگی۔ گاڑیاں اور گہوڑے سب سے
آگے پلوں کے قریب جمع ہوں جہاں وہ اس ترتیب سے قائم ہوں اور اسی ترتیب سے نوبت بنوبت عبور
کریں۔ اول وہ بارکش گہوڑے جن پر اول ڈویژن کا گولہ بارود اور کارتوس بار ہوں۔ ثانیاً۔ اول
ڈویژن کے خیموں۔ اسباب اور دیگر سامان کی گاڑیاں۔ ثالثاً توپخانہ اور فوج سوار۔ ان کے خیموں
سامان۔ اسباب۔ اور زائد گولہ بارود کی گاڑیاں۔ رابعاً پلیونا کے مسلمان باشندوں کی گاڑیاں معہ

ان کے سن واطفال اور اسباب کے - خاص شادوم ڈویزن کے خیموں - اسباب اور دیگر سامان کی گاڑیاں - شادوم ڈویزن کے گولہ بارود اور کارتوس کی بارکش گھوڑے - سالیگا - خیمونکی گاڑیاں - شامنا محافظ برگیڈ کی گاڑیاں اور بارکش گھوڑے [۱۲۲]

" قطار سنگی پل اور جنوبی چوبی پل سے بسرعت گذر کر طلوع نجر سے پہلے بائیں کنارے پر پہونچ جائے پھر بامسوگر کے فاصلہ پر اول ڈویزن کے پیچھے پیچھے آگے بڑھے -

" کوچ کیوقت قطار متذکرہ صدر آٹھ حصوں میں منقسم ہوگی - اور ہفتم برگیڈ کی ایک پلٹن جس میں آٹھ کمپنیاں ہوں بطور محافظ اس طرح اسکے ساتھ ساتھ رہیگی کہ فی حصہ ایک کمپنی کی حفاظت میں ہو - ان کمپنیوں کا یہہ دیکھتے رہنا فرض ہوگا کہ قطار وا سوی اور کسی طرح کے اٹکاؤ کے بغیر بڑھی چلی جاتی ہے جب معلوم ہو کہ کوئی گھوڑا یا کسی گاڑی کے بیل سکت ہارنے لگے ہیں تو اس گھوڑے یا گاڑی کو فی الفور قطار سے الگ کر دیا جائے اور انکا اسباب قطار کو ٹھہرا کر نیز بغیر دوسری گاڑیوں پر جنکے بیل مضبوط ہوں تھوڑا تھوڑا کر کے رکھہ دیا جائے - اس پلٹن کے افسروں پر یہ فرض ہے کہ وہ ان ہدایات کی پوری پوری تعمیل کریں - وہ براہ راست ذمہ وار سمجھے جائینگے - صرف اسی طرح سے توقف و درنگ سے جو ممکن ہے سخت مہلک اور مضر ثابت ہوں بچا جا سکتا ہے - قطار شاہراہ پر نہ چلے بلکہ سڑک کے دونوں طرف دشمن کی طرف گاڑیوں سے لیکر سپدرہ تک کی چوڑی لین (یعنی قطار) باندھکر کھیتوں میں سے گذرے - شاہراہ دوم ڈویزن کی ایسی پلٹنوں کیواسطے فارغ رہنی چاہئے جنکو شاید پہلی ڈویزن کی مدد پر بھیجنے کی ضرورت پڑ جائے - اس امر کی پوری احتیاط رکھی جائے کہ گاڑیاں ایکدوسرے کے پیچھے سیدھی اور باقاعدہ قطار میں چلیں

ہر پلٹن کے بیس بیس بارکش گھوڑے اور توپخانہ کے گولہ بارود کی گاڑیاں برگیڈ وار جمع ہو کر اپنے اپنے برگیڈوں کے بائیں طرف چلیں گی اور انکی برگیڈ وار قطار اس طرح بنائی جائیگی کہ ہر پلٹن کے گھوڑے اپنی پلٹن کے اور گاڑیاں باتریوں کے محاذ ہونگی - یعنی فوج کے کالم میں جس موقع پر پلٹن یا باتری ہو

---

[۱۲۲] کل قطار میں پانچ ہزار بارکش گھوڑے اور ایک ہزار گاڑیاں تھیں - ان اعداد میں قطار کا وہ حصہ شامل ہے جو پلٹنوں کے ہمراہ تھا - خاص اس قطار میں جو محافظ برگیڈ کے ہمراہ تھی ۳۵۰۰ گھوڑے اور ایک ہزار گاڑیاں تھیں اس طول طویل اور بوجھل قطار کی نقل و حرکت ٹھیک تجویز اور پروگرام کے مطابق ہوئی - اس امر کیلئے اسکا کمانڈر سعید بیگ کمال تعریف کا مستحق ہے - مصنف

بریگیڈ و اقطار کے اسی موقعہ پر پلٹن کے گھوڑے یا باربرداری کی گاڑیاں ہوں ہر بریگیڈ میں ایک سو ساٹھ گھوڑے اور چار گاڑیاں ہونگی۔

فوج سواران کی سالونیکی رجمنٹ کے تین رسالے سکرمشروں کا کام دینگے اور علاقہ کی نوعیت کے لحاظ سے قطار اور محافظ فوج کے دونوں طرف ایک سو سے لیکر تین سو گز تک کے فاصلہ پر ساتھ ساتھ بڑھینگے جو کیولری (عثمانیہ) کاسکوں کے دو رسالے ہفتم بریگیڈ میں شامل کیگئی ہے وہ بریگیڈ کی انفنٹری کے ساتھ رہیگی اور قطار کا انتظام قائم رکھنے میں مدد دیتے رہنا اسکا فرض ہوگا۔ ودینیا مجاہدین کا رسالہ قطار کے عقب میں رہیگا۔

اگر غنیم قطار پر حملہ کرے تو ہفتم بریگیڈ فی الفور اپنی کیولری اور پلٹنوں کی کافی تعداد حملہ آور وں کو پسپا کرنے یا کم از کم روکے رکھنے کیلئے اُس موقعہ پر جہاں حملہ ہونیوالا ہو لا ڈالے۔ ایسی صورتوں میں قطار چلنے سے نہ رک جائے۔ بلکہ تیز قدمی کے ساتھ آگے بڑھی جائے اور روانہ ہونی نکل جانے کی کوشش کرے۔

چونکہ قطار میں ایک ہزار گاڑیاں اور ۳۵۰۰ بارکش گھوڑے ہیں یہہ ضروری ہے کہ دریا کو عبور کرتے وقت کوئی گڑبڑ نہ پڑے اور بدانتظامی نہ ہو۔ اس غرض کیلئے ہفتم بریگیڈ سے دو قابل اور مستعد سیجر (ہر پل کیلئے ایک ایک) اس امر کے بندوبست کیلئے منتخب کئے جائینگے کہ قطار پلوں پر سے بیجا عجلت سے کام نہ لیکر انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ گذرے۔

روانگی کے وقت سے لیکر کوچ کے اختتام تک کل سپاہی صفوں میں رہیں اور کسی نہج اُن صفوں کو نہ چھوڑیں۔ بلا تمیز درجہ کل افسر اس حکم کی پوری تعمیل کرائیں۔ جن افسروں کے سپاہیوں کی وجہ سے کوئی بدانتظامی یا توقف ہو وہ بذاتہم ذمہ دار سمجھے جائینگے اور انکو سخت سزا دیجائیگی۔

نظامیہ کیولری کے پانچ رسالے اول ڈویژن کے ساتھ اور چار رسالے دوم ڈویژن کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ڈویژنوں کے ساتھ کوچ کرینگے۔

چہارم اور پنجم بریگیڈ محافظ بریگیڈ کے عقب میں پانچ سو گز کے فاصلہ پر کوچ کرینگے۔ انکا یہہ فرض ہوگا کہ اگر اس طرف سے حملہ ہو تو اُسے پسپا کریں اور عقب کو قابو میں رکھیں تاکہ باقی فوج بخیریت آگے بڑھ جائے۔ دستخط غازی عثمان۔ مقام پلیونا مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۷۷ء

اس جرنیلی حکم سے علاوہ ہر رجمنٹ کے کمانڈر نے اپنی اپنی ماتحت پلٹنوں کے لئے علیحدہ علیحدہ خاص احکام جاری کئے تھے چنانچہ اس موقع پر میں وہ خاص حکم ہی جو میری پلٹن کیواسطے جاری ہوا تھا درج کئے دیتا ہوں۔ یہہ آخری دستاویز جسے میں نقل کرتا ہوں۔

۱۔ یہہ پلٹن جو ادہم پاشا کے برگیڈ کی یازدہم رجمنٹ کی جزو ہے اپنی بارہ گاڑیوں اور ساٹھہ بارکش گھوڑوں کو حملہ کیلئے مقرر کئے گئے دن سے ما قبل کی دوپہر کو لادنا وغیرہ شروع کردے۔ اور ایک یا دو گھنٹوں کے بعد گاڑیاں مع اپنے ۲ ہیلوں اور نیز چالیس بارکش گھوڑوں کے بیس شفایابوں یا کمزور سپاہیوں عارضی دستہ کی محافظت میں ایک کارپورل اور ایک لفٹننٹ کے زیر کمان مغربی جانق بار پر موجیہ سے بلیونا کیطرف روانہ ہو جائیں جو تھیرنے کے بغیر شہر سے گذر کر رات اس پہاڑی پر بسیر کریں جو سسگی پل کے قریب ہے اسوقت سے یہہ قطار ہفتم برگیڈ کے جرنیل رسعید بک کے ماتحت ہوگی۔ کارپورل اور اسکا دستہ قطار کے ساتھہ رہے اور ہفتم برگیڈ کے افسروں کی احکام کی تعمیل کرے لفٹننٹ طلوع فجر سے پہلے پلٹن کو آملے۔

۲۔ پلٹن مذکور جس میں چار کمپنیاں ہیں اور بیس بارکش گھوڑے جن میں سے ہر ایک پر کارتوسوں کے دو صندوق ہونگے اس کے ہمراہ ہونگے اسی رجمنٹ کی دو اور پلٹنوں اور برگیڈ کی باتریوں میں سے ایک باتری سمیت شام کے سات بجے چپ چاپ موجیہ سے روانہ ہو جائے۔ یہہ تینوں پلٹنیں ینی طابیہ کو جائیں۔ جہاں ایک اور پلٹن ان میں شامل ہو جائیگی۔ جس سے چار پلٹنوں کی رجمنٹ مکمل ہو جائیگی۔ یہہ رجمنٹ باتری کو ہمراہ لئے ہوئے دو مورچوں کے راستے جہاں ینی طابیہ کی پلٹن اور ایک اور پلٹن رات بھر ٹھیرینگی۔ اوپانتز مورچوں کو جائے اور وہاں سے اوپانتز پل کے سرے کو۔ جہاں باقیماندہ دونوں پلٹنیں اور باتری چند گھنٹے آرام کرے۔ رات کو کسی وقت لیکن کم از کم طلوع فجر سے ایک گھنٹہ پہلے یہہ اوپانتز پل سے عبور کرکے بائیں کنارہ پر ایسے موقع پر قابض ہو جائیں جو شمال او شمال مغرب سے رہ پیہ ہوا اور وہاں سے مدافعت بخوبی ہو سکتی ہو۔ اور جب تک اول ڈویژن حملہ نہ کردے اور ششم برگیڈ کی آٹھوں پلٹنیں اور دونوں باتریاں بائیں کنارہ پر نہ پہونچ جائیں اس موقع مذکور پر قابض رہیں۔ بعد ازاں کل برگیڈ مع اپنی بارہ توپوں کے ان احکام کے مطابق جو عادل پاشا کمانڈر دوم ڈویژن نے ششم برگیڈ کیلئے صادر کئے ہیں۔ قطار کی دہنی طرف ہیڈ ڈیوٹی اور پلٹنوں کی باقاعدہ ترتیب سے پلٹنوں کی اگلی قطار میں اس طرح آگے بڑھیگا کہ قطار

کا کل دایاں بازو برگیڈ کی حفاظت میں ہو جو اُسی نعتارے چلیگا جو قطار کی ہو گی۔ پلٹن کے بیس بارکش گھوڑی برگیڈ کی دوسری ساتوں کمپنیوں کے گھوڑوں اور اُسکی دونوں باتریوں کے گولہ بارود کی گاڑیوں کے ساتھ یکجا رہینگے۔ اور برگیڈ کی بائیں طرف برگیڈ اور قطار کے کالموں کے عین درمیان چلینگے۔ دشمن اگر قطار کے دائیں بازو پر حملہ کرنیکی کوشش کرے تو اُسے فی الفور اور نہایت مستعدی کے ساتھ روکا جائے۔ (دستخط) کالم بک"

ناظرین کو آگے جاکر معلوم ہو جائیگا کہ ان ہدایات کے آخری حصہ کی تعمیل نہ ہوئی کیونکہ باہو میں رجمنٹ کو دریا سے عبور کرنا ہی نصیب ہوا۔ اور وہ لڑائی کے کل دوران میں دائیں کنارہ پر ہی رہی۔ برعکس اسکے میری پلٹن اور ہماری ہی رجمنٹ کی ایک اور پلٹن نے آمل ڈوینین کے ساتھہ ملکر غنیم پر جو حملہ کیا تہا۔ پروگرام میں ہمیں ایسا کرنیکی کوئی ہدایت نہیں کیگئی تہی میرا خیال ہو کہ کالم بک نے عین اُسیوقت موقع کی صورت حال دیکھہ کر حملہ کرنیکی رائے قائم کی تہی۔

تاکہ ناظرین ہماری طاقت کا دشمن کی طاقت سے موازنہ کرسکیں میں اُس روسی فوج کی اجمالی فہرست درج کرتا ہوں جو ۱۰ دسمبر کو مغربی بلگیریا میں مشغول کارزار تہی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر انچیف :۔ گرینڈ ڈیوک نکلس

اعلیٰ سٹاف افسر :۔ جنرل نیپو کوات چزکی

فوج محاصرہ کنندہ

کمانڈر :۔ شاہزادہ چارلس والیٔ رومانیا

دوم کمانڈر :۔ جنرل ٹوٹل بین

اعلیٰ سٹاف افسر :۔ جنرل پرنس امرت انسکی

کمانڈر توپخانہ :۔ جنرل مولر

کمانڈر فوج سواران :۔ جنرل آرنولڈی

اعلیٰ انجینیر :۔ جنرل ریٹ لنگر

اعلیٰ افسر حفظان صحت :۔ ڈاکٹر کوچر

	پلٹنیں	رسالے	توپیں
اول حصّہ - بیو ولر سے قانلی طابیہ تک (باخراج آخر الذکر)			
کمانڈر: جنرل چرنات - تین ومانوی ڈویژن	۲۸	۲۸	۷۸
دوم حصّہ: - سقانلی طابیہ سے ادوی شیوو تک			
کمانڈر - جنرل کروڈنر - نہم کور	۱۸	۴	۸۰
سوم حصّہ: - بلوی شیوو سے طلچنترا وادی تک			
کمانڈر جنرل سٹو - چہارم کور	۱۳	۴	۴۸
چوتھا حصّہ: - وادی طلچنترا سے کارتوشاون تک			
کمانڈر: - جنرل سکوبیلاف	۲۷	۶	۹۶
پانچواں حصّہ: - کارتوشاون سے طرنینا تک			
کمانڈر: جنرل کاٹیلائی - امپیریل گارڈ کور	۱۶	۲	۵۴
چھٹا حصّہ: - دریائے وِد کے مغربی ساحل پہ طرنینا کے مقابل سے لیکر بیو ولر کے مقابل تک			
کمانڈر: - جنرل گانز کی - گرینیڈیروں کی کور	۳۰	۲۲	۱۲۶
میزان	۱۳۲	۶۶	۴۸۲

وہ دستے جو فوج محاصرہ کنندہ کے دائرہ سے باہر تھے

	پلٹنیں	رسالے	توپیں
بمقام لوفچہ وسلوی - کمانڈر جنرل کارزوو	۳۴ -	۴ -	۱۳۶
بلقان کور - کمانڈر جنرل گورکو	۳۰ -	۴۸ -	۴۶
بمقام لوم پلنکہ	۸ -	۳۶	۳۰
میزان کل	۲۰۴ -	۱۵۴ -	۶۹۴

یعنی جملہ تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار آدمی -

اب میں پھر اپنی ذاتی داستان شروع کرتا ہوں - جب پلٹن کی قطار جو میرے زیر اہتمام تھی پہاڑی پر پہونچ گئی تو مجھے اسکی شب باشی کیلئے ایسے موقع کی تلاش ہوئی جو پھر آسانی سے ہل سکے اور جہاں پہونچنا بھی مشکل نہ ہو - مجھ کو ایسا موقعہ چوبی پل کے قریب پہاڑی کے شمالی ڈھلاو پر

مل گیا۔ وہاں ہمنے گاڑیوں اور گہوڑوں کو جا ٹھیرایا۔ حیوانوں کی زینیں اتروا دیں۔ اور جو چارہ کی خفیف مقدار اس غرض کیلئے مجھے ہوچہ سو دگئی تھی اسوقت اُنکے سامنے ڈلوا دیا۔ یہہ اُنکا پیٹ بھرنیکے لئے کافی نہ تہی۔ مگر قریب و جوار میں ٹہلتے وقت مجھے ایک لونڈا مل گیا جو نہایت عمدہ گہاس کی دو گٹھریاں اُٹھائے لیجا رہا تھا۔ میں افسوس کے ساتھہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اُس سے یہہ گہاس جبراً چھین لیا۔ مگر سچی بات یہہ ہی کہ مجھے اپنے بیل اور گھوڑے اُس لونڈے کے دغا باز بلغاری والدین کے گدہوں یا بکریوں سے زیادہ عزیز اور ضروری تہے۔ میں لونڈے کو چیختا چلاتا اور زمین پر ایڑیاں گھسنے رگڑتا چھوڑ کر مال غنیمت لیکر جھٹ پٹ اپنے دستے میں پہونچ گیا۔ تاریکی میں قدموں کی آہٹ سے مجھے معلوم ہوگیا کہ لڑکے کی چیخ چہاڑ سے ایک پیترول (گشت کنندہ جماعت) اُسکے پاس پہونچ گئی ہی۔ مگر یہہ بتانا فضول ہی کہ اس ظالمانہ سینہ زوری کے مرتکب کا کوئی سراغ نہ ملا۔ دستے میں پہونچکر میں نے آگ روشن کرائی اور پہر اپنے سپاہیوں اور جانوروں کیلئے رات کے بسیرے کا انتظام کرکے پیدل شہر کو چلدیا۔ اُسوقت تہوڑی تہوڑی برف پڑرہی تہی۔ شب دیجور کی تاریکی میں اِدہر اُدہر الاؤ روشن تہے جنکی ٹمٹماتی ہوئی روشنی سے سپاہیوں کے لاغر اور نڈہال جسموں کے عجیب و غریب سائے زمین پر پڑرہے تہے۔ سپاہی گو جوش اور لڑائی کے لئے بیتاب تہے۔ مگر عملی طور پر اسکا اظہار نہیں ہونے دیتے تہے اور دبی ہوئی آوازوں میں ایک دوسرے سے گفتگو کررہے تہے کیونکہ خاموشی کا حکم دیا گیا ہوا تہا۔ کڑکتے جاڑے اور سنسان میدان میں گاڑیوں اور جانوروں کے اس وسیع کیمپ کو دیکھکر جو دو یا تین مربع میلوں کے رقبہ میں پھیلا ہوا تہا۔ اور ساتھہ ہی کل کی ڈراؤنی صبح کا خیال آجانے سے جسمیں حیات و موت۔ فتح و شکست اور رہائی یا گرفتاری کا فیصلہ کرنا تہا میری طبیعت سخت اُداس اور افسردہ ہوگئی۔ اور گو اُسوقت مجھے کوئی بدشگونی نہیں ہورہی تہی تاہم مجھہ پر تقریباً ویسی حالت طاری ہورہی تہی جیسی کہ کسی ایسے طوفان کی آمد پر جس سے ہمارے معدے متلانے اور سر چکرانے لگ جاتے ہیں ہماری حالت ہوجاتی ہی۔ کمسک کے کنارہ پر ترکی باشندوں کی گاڑیاں تہیں وہاں عجیب عجیب قسم کے لوگ جمع تہے۔ فربہ اندام متمول سوداگر اور اُنکے خوب بہرے ہوئے جسم سے لیکر دبلے پتلے نند و خستہ مزدور تک جو اپنی بیوی بچے اور گدہے کو ساتھہ لئے ہوئے تہا سب مدارج کے لوگ موجود تہے۔ مرد پژمردہ خاطر و ملول تہے۔ عورتیں برقعے پہنے آہ و زاری کررہی تہیں اور بچے الاؤوں کی روشنی میں آنکھہ مچولی کہیل رہے تہے۔ مجہے ان فاقہ کش لاغر اندام ترساں بدبختوں کو جو گہر۔ کاروبار۔ مال و جائداد الغرض سب

کچھہ بچے چھوڑ آئے تھے دیکھہ کر سخت رحم آیا۔ میں نے اپنی دوست لڑکی کی بہت تلاش کی۔ مگر وہ نہ ملی
جس سے میں نے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ اُس کے باپ کی گاڑی بھی ابھی نہیں آئی۔ جب تک کہ میں قطار کر کیمپ
اور اُسکے قریب جا رہیں رہا۔ چاروں طرف سے پلٹنوں پہ پلٹنیں چپ چاپ اور کامل باقاعدگی کے ساتھہ
وہاں پہونچتی ہیں - اور پھر کیمپ میں سے ہو کر اپنے اپنے مقررہ مقامات کو چلی جاتی رہیں۔ اُن اُن جگہوں میں
جہاں کہ سڑکیں گھاٹیوں میں سے گذرتی نہیں اور وہ دشمن کے دیدبانوں کی عقابی نظروں سے اوجھل نہیں الاؤ
روشن کئے گئے ہوئے تھے۔ جہاں راستے اور پگڈنڈیاں دشمن کی حدنگاہ کے دائرہ میں تھیں۔ وہاں بہت سے
تکلیف دہ حادثے ہوئے۔ کیونکہ لالٹینوں کی کمزور روشنی مرطوب اور غلیظ ہواؤں میں دور تک نہیں جا
سکتی تھی۔ ان ہزاروں آدمیوں کا کوچ جو آخری لڑائی کیلئے بیقرار اور جانیں قربان کرنے پر تیار
تھے عجب شاندار نظارہ تھا۔ رات کی سخت تاریکی سے نکلکر تھوڑی دیر کیلئے وہ کیمپ کے الاؤوں کی
روشنی میں جنکا سلسلہ غیر متناہی معلوم ہوتا تھا پہونچ جاتے تھے اور بعد ازاں پھر تاریکی میں غائب ہو جاتے تھے
شہر پہونچکر میں سیدھا قونانق کو گیا۔ میرا دل تو بہت چاہتا تھا کہ اپنی دوست کی سرسری ملاقات
کرتا جاؤں۔ مگر میں نے اس خواہش کو ضبط کیا۔ وہاں مجھے ایک افسر نے ایک بازار کے فوجی ہسپتالوں کے
دروازوں پر چسپاں کرنیکے لئے لیبل (چٹیں) لکھنے کیلئے کہا۔ میں نے موم بتی کی روشنی میں بمضمون ذیل
متعدد ورقوں پر تحریر کیا۔ پھر برش اور سریش کی ہنڈیا لیکر میں نے بازار مذکور کے اُن تمام مکانوں
کے دروازوں پر جنکا مجھے پتہ بتایا گیا تھا اور جن پر ہسپتالی جھنڈا لہرا رہا تھا یہہ لیبل چسپاں کر دیئے

+

یہہ مکان مریضان ہے۔

(بزبان فرنچ)

یہہ مکان تعداد میں بیس یا کچھہ زیادہ تھے۔

اللہ اکبر جس شہر میں کبھی چار ہزار خاندان بآرام و آسائش آباد تھے۔ اب اُسمیں قریب المرگ اور
مفلس مصائب زدہ لوگوں اور غالباً چار سو فاقہ کش بلغاری کنبوں کے سوا کوئی باقی نہ تھا سب چھوڑ کر چلے گئے تھے

اس سے بڑھ کر کوئی بربادی اور ویرانی قیاس میں نہیں آ سکتی۔ اسکو خدا نے بھلا دیا تھا۔ اور وہ
ویران و برباد ہو گیا تھا۔ ۹ و ۱۰ دسمبر کی درمیانی رات کے پلیونا کو جولائی کے خوبصورت اور بارونق
پلیونا سے وہی نسبت تھی۔ جو ایک پیر زال عورت کی بوسیدہ لاش کو ایک بھرپور نوجوان حسین
دوشیزہ کے جسم سے ہو سکتی ہے۔ بازار سنسان اور تاریک پڑے تھے۔ کہیں کہیں کوئی خدا کی خوار
گرسنہ ورنہ کی طرح کسی کھانے کی چیز کی بو لیے جا بکی فضول تلاش میں پھرتا ملجاتا یا کوئی عورت دبی
ہوئی چادر میں لپٹی لپٹائی پرچھائیں کی طرح چشم زدن میں پاس سے گذر جاتی۔ زمین آئینہ کی طرح چمک رہی تھی اور
چھتیں سفید براق نظر آتی تھیں۔ درختوں پر برف کے قطرات جمے ہوئے تھے جو ہو بہو عالم نباتات کے
غول بیابانی معلوم ہوتے تھے۔ مکان سنسان اور ویران۔ اکثر قدرے اور بعض بالکل منہدم۔ سیاہی
ایسا سیاہ ابر سیہ اور رات کی تاریکی پختہ دیواروں کی طرح مجھے سب طرف سے گھیرے ہوئی تھی۔ روشنی کی ایک
واحد جھلملاہٹ یا کرن بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ صرف میری لالٹین ہی میرے ارد گرد کمزور و نند
و بے نور اور ٹمٹماتی ہوئی روشنی کا تنگ سا دائرہ بنا رہی تھی۔ اس شہر خموشاں میں میرے تن تنہا
قدموں سے منجمد زمین دہات کی چادر کی طرح گونج پیدا کر رہی تھی۔ ادھر فوجی ہسپتالوں کے اندر سے بیماروں اور
زخمیوں کے کراہنے کی آوازیں کبھی کبھی سنائی دیکر جراحت دل پر نمک پاشی کرنیکا کام دیجاتی تھیں۔ ان سب
مہیب مشاہدوں کا اجتماعی اثر جو اس دنیا کے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے مجھ پر ایسا گہرا پڑا کہ مدتوں تک
محو نہ ہو سکا۔ دو دفعہ میں لاشوں پر ٹھوکر کھا کر گرا۔ جنکو دفن کرنیکا آسان اور سریع طریقہ یہی سمجھا گیا
تھا کہ انکو برف میں پھینک دیا جائے۔ بالکل تن تنہا دروازوں پر پیل لگاتے وقت میں نے کئی دفعہ بدن
کو جھنجھوڑا اور گوشت کو چٹکی میں دبایا۔ کیونکہ یہ خوفناک نظارہ دیکھکر مجھ کو خیال ہو جاتا تھا کہ یہ واقعی کیفیت
نہیں بلکہ میں کوئی خواب پریشان دیکھ رہا ہوں۔ ہنڈیا کی سیر شش ٹھک سے بوسیدگی کی سخت مکروہ
بو آ رہی تھی اور دروازوں کے کواڑوں پر برش پھیرتے وقت مجھے بار بار یہی خیال گذرتا تھا کہ ایک وسیع
و فراخ قبرستان میں اکیلا میں ہی زندہ ہوں اور قبروں کے سرہانے کے پتھروں کی نا متناہی قطار
در قطار پر کتبے لکھ رہا ہوں۔

اسوقت چھوٹے بڑے دیگر کراہیت انگیزی اور ہیبت ناکی میں جو سب یکساں تھے اس قدر واقعات
حادثات ہو رہے تھے کہ سلطان المعظم کی پلیونا فوج کو اشتہار چسپاں کنندہ کا کام دینے کی تھوڑے سے عرصہ

میں مجہہ وہ واقعے ایسے پیش آئے جو اگر معمولی اوقات میں کسی انسان کو پیش آتے تو ہفتوں تک
اُنکا مہیب اور رقت انگیز اثر اُس کے دل سے زائل نہ ہوتا لیکن عادی ہونیکی وجہ سے میں نے اُنکی چنداں
پرواہ نہ کی۔ ایک ہسپتال میں سخت شور و غل سُنکر میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ معمولی دئیے کی کمزور روشنی
میں جو بہت دھواں چھوڑ رہا تھا چند بیمار و زخمی کسی تھوڑی سی نیم بوسیدہ کہانیکی چیز پر جو اتفاقیہ
ایک الماری سے برآمد ہوگئی تھی آپس میں لڑ رہے تھے کسی کی ٹانگ یا پاؤں ندارد بعض کے بازو یا
ہاتھہ کٹے ہوئے۔ باقیماندہ خوفناک بیماریوں سے سڑے ہوئے۔ یہہ سب اُس کہانیکے لئے جھگڑ رہے تھے۔ پیارے
ناظرین اگر آپکے کتے یا بلی کے سامنے بھی ڈالا جاتا تو وہ بھی اُسے اپنی بیعزتی اور ہتک سمجھتا۔ ہاتھوں ٹانگوں
دانتوں ناخنوں اور گہونسوں سے ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو رہے تھے۔ میں نے اُنکو ٹھنڈا کیا اور وہ بدبودار
خوراک مساوی حصوں میں سب کو بانٹ دی۔ وہ غول بیابانی اور بھوتوں کے مشابہ تھے اور اُن کی
سلامتیں گاہ جہنم کا ایک حصہ معلوم ہوتی تھی۔ جب میں باہر جانے لگا تو ایک شخص نے جسکی ٹانگیں قطع ہوئی
تہیں بوریے سے اُٹھہ کر مجھے پکڑ لیا۔ اور بالحاح درخواست کی کہ میں اُسے قطار کی کمپ میں اُٹھا کر لیجاؤں۔
تاکہ وہ بھی فوج کے ہمراہ جاسکے۔ دوسرے مصیبت زدگان بھی فوراً تو ہوکر اس دوزخ سے رہائی دلانے
جانیکی استدعا کرنے لگ گئے۔ خوش قسمتی سے اُسوقت ایک خادم جو خود بھی ایک شفایاب سپاہی تھا اور مشکل
رینگ سکتا تھا کمرہ میں پہونچگیا اور میں دامن چھڑا کر باہر نکل گیا۔ جب میں لیمپ لگانے کا کام ختم
کر چکا تو ایک تنگ کوچے کے راستہ جہاں تاریکی اپنے جوبن پر تھی تونازق کو واپس لوٹا۔ میں اُس میں سے
گذر رہا تھا کہ کسی شخص نے مجہہ پر جہپٹ کر برش کی ہنڈیا میرے ہاتھہ سے چھین لی۔ میرا قیاس ہے کہ اُس نے
لالٹین کی روشنی سے جو دھینگا مشتی میں میرے ہاتھہ سے چھوٹ گئی تھی ہنڈیا کو دیکھہ کر یہہ سمجھہ لیا ہوگا کہ اس میں
کوئی کہانیکی چیز ہے۔ میں نے برش سے اُسکے منہہ کی خوب گت بنائی جس پر وہ تہوکنے چھینکنے اور قسمیں کہانے
لگ گیا۔ اور اُسکا حلق بند ہوگیا اور بالآخر میں نے برش کو اُسکے حلق میں گہسیڑ دیا۔ اتنے میں اور لوگ بھی
اُسکی مدد کو پہونچ گئے جنکی بولی سے اُنکا بلغاری ہونا معلوم ہوگیا۔ میں نے یہہ سوچ کر کہ حزم و دور
اندیشی ہی بہادری کا بہترین حصہ ہے ہنڈیا کو اپنے نامعلوم و تاریکی میں چھپے ہوئے حملہ آوروں کے
قبضہ میں چھوڑ دیا کہ اپنی اشتہا کو خوب طرح سے رفع کر لیں اور خود جلد جلد قدم اُٹھا کر تونازق کیطرف چلدیا۔
وہاں پہونچکر میں نے چند افسروں اور شفایاب سپاہیونکو مکہری کاغذات اسلحہ کے پیکٹ

بالفاظ دیگر مجھے وہ وقت ٹھیک یاد نہیں رہ گیا۔ قیاساً کہتا ہوں کہ دس اور گیارہ کے درمیان میں نے گاڑی سپاہیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مجھے اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ سہ پہر کو جسوقت میں اپنی پلٹن کی قطار لیکر شہر کو چلا آرہا تھا گورنا دو ہنیک کی طرف دہواں کہائی دینے سے یہ افواہ اڑ گئی کہ امدادی فوج قریب پہونچ گئی ہے۔ مگر پہلی افواہوں کی طرح آخر یہہ بھی بے بنیاد ثابت ہوئی۔ بلکہ ممکن ہے شاید وسیوں نے ہی دہوکہ دینے کیلئے عمداً دہواں کر دیا ہو۔ اس وجہ سے مشیر اور طاہر پاشا میں اختلاف رائے ہو گیا تہا۔ مشیر اراباطابیہ میں تہے اور طاہر اُسوقت ہیر تو طابیہ میں تہے۔ مشیر کی رائے تہی کہ ان افواہوں کی بابت حملہ مقررہ وقت پر کیا جائے۔ طاہر بفرض امداد کا انتظار کر لینے کیلئے اور چوبیس گھنٹوں کا توقف کر دینا چاہتا تہا۔ اسکے متعلق دونوں میں تار برقی کے ذریعہ سے بحث ہوتی رہی تہی۔ آخر عثمان پاشا نے اپنی معمولی تحکمانہ مزاجی اور تندی سے کام لیکر تار کو کٹوا دیا۔ اور اسطرح اس بحث کا خاتمہ کر دیا۔

ہم ابہی چند وقوں اور بولندوں کی باتوں میں مصروف تہے کہ مشیر اور اُنکا اسٹاف گہوڑوں پر سوار آ پہونچا۔ ایک سوار مشعل لئے ہوئے آگے آگے تہا اور سالونیکی مجاہدین کا ایک چھوٹا سا دستہ اردل میں تہا۔ عثمان قوناق میں داخل ہو کر پاؤ گھنٹہ تک حسین بک گوزیلیو پاسی علیحدہ ہو کر باتیں کرتے رہے۔ جب وہ باہر آئے تو مشعل کی پوری روشنی سیدھی اُنکے چہرہ پر پڑی۔ میں نے ستمبر کی لڑائی سے بعد پہر اُن کو دوبارہ نہیں دیکھا تہا۔ اُنکا چہرہ پژمردہ و لاغر اور رخسار خشک ہو گئے ہوئے تہے۔ پیشانی پر گہرے شکن پڑے ہوئے تہے اور آنکھوں کے نیچے جہکے انداز سے خفگی آمیز عزم بالجزم کا پتا چلتا تہا نیلے حلقے بن گئے تہے۔ اُنہوں نے میرے سلام کا جواب اپنی عادت کے مطابق سر کے اشارہ سے دیا۔ اُنکا یہہ اشارہ سلام کی بجائے زیادہ تر چین بہ چین ہو کر جہڑک دینے کے مشابہ ہوتا تہا۔ وہ شاید کوئی بات کرنی بہول گئے تہے۔ چنانچہ باہر جا کر پہر حسین بک کے ہمراہ مکان کے اندر چلے گئے اور بڑے کمرہ میں میز کے پاس بیٹھ کر آپس میں کانوں میں باتیں کرنے لگ گئے۔ میں میز کے پرلے سرے پر اُن چند افسروں کے پاس جو الگ بیٹھے تہے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور پہر بظاہر اپنی نوٹ بک پر کچھہ لکھنے کا بہانہ کر کے مشیر کی شبیہ پنسل سے اتارلی جس کی نقل اس کتاب میں بہی دیدی گئی ہے جب وہ سب کو اُسی طرح ترشروئی سے سلام کہہ کر اُٹھ کہڑے ہوئے تو ہم سب بلا توقف اُنکے پیچھے پیچھے ہو گئے۔ اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی پلٹن کی ایک کمپنی سڑک پر صف بستہ کہڑی تہی۔ ایک کمر در سا بینڈ بہی موجود تہا جس نے فوجی راگ سے سلامی اتارنے کی افسردہ سی کوشش کی۔ مشیر نے اپنے خوبصورت عربی گہوڑے

پر سوار ہوکر حسین بیک کو الوداع کہا اور تونا ق پر آخری نظر ڈال کر جو ہمیشہ کیلئے الوداع کہنے کے برابر تھی روانہ ہوگئے۔ اور سٹاف۔ اہل کے سوار اور مجاہدین بھی معہ گاڑی انکے پیچھے پیچھے ساتھہ ہولئے۔

شہر اور اُن کے سٹاف کے افسروں نے رات پلیونا کی مغربی مقامات میں ایک کسان کی جھونپڑی میں بسر کی۔ شہر میں مستعد سپاہیوں میں سے اب صرف گورنر اور اُنکے ایک یا دو ماتحت۔ ایک ڈاکٹر جو پیچھے رہنے کیلئے منتخب کیا گیا تھا اور میرے خیال میں جرمن ڈاکٹروں میں سے ایک تھا۔ اُسکے دو نائب دو شفایاب سپاہی بیماروں کی خدمت و حفاظت کیلئے اور بعض افسر جنکو میری طرح آخری انتظام کے متعلق ابھی کچھہ کچھہ کرنا باقی رہتا تھا رکے تھے۔ اُن افسروں کو اپنی اپنی پلٹنوں کو واپس جانیسے پہلے تونا ق میں جمع ہونیکا حکم تھا۔ وہاں وہ سب آدھی رات سے پہلے پہونچ گئے اور ہم نے رات کا کہانا جس میں روٹی اور دلیا تھا ملکر کھایا۔ پھر اُن لوگوں سے جنہوں نے پیچھے رہنا تھا اور اُنہوں نے ہم کو بادل پژمردہ الوداع کہا۔ رخصت ہوکر ہم ایک جماعت میں قطار کے کمپ کو چلدیئے۔ آخری مکانوں کے پاس سے گذرتے وقت میں نے پلیونا کو آخری الوداع کہا۔

رات سخت تاریک تھی آسمان کی بجائے سروں سے تھوڑی دور اوپر ایک سخت چھت کوئلہ ایسی سیاہ پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور اُس سے برف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بآہستگی گر رہے تھے۔ سردی منجمد ہونیکے درجہ سے چند دقیقے نیچے کی تھی۔ ہم میں سے بعض کے پاس لالٹینیں تھیں۔ انکے بغیر راستہ چلنا محال تھا۔ گھاٹیوں پر غلیظ دھند چھائی تھی۔ ہوا سردی کے باوجود حواس کو منقبض کر رہی تھی۔ بلکہ جسموں کو بھی ثقیل اور بوجھل معلوم ہوتی تھی۔ آپس میں تھوڑی بہت جو گفتگو ہوئی وہ بھی دلوں کو خوش کرنیوالی نہ تھی۔ مزید برآں ہم سب ایک دوسرے سے بیگانہ اور کل کے نمونہ رستخیز معرکہ کے سوائے گفتگو کے لئے کوئی مشترک مضمون نہ رکھتے تھے یعنی اس سختی کے سوائے اور کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے ہم سب کو یکساں دلچسپی ہوتی۔ اور کل کے متعلق بھی ہماری بحث کمال مختصر تھی۔ جسکا خلاصہ ان لفظوں میں ہو سکتا ہے کہ ہماری بس ہوچکی ہے۔ ہم سب کو کامیابی کے موہوم ہونے پر اتفاق تھا۔ اور اکثر کو کل اسوقت تک زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ جب انسان کو کھیل تمام ہوچکنے کا یقین ہو جائے تو پھر کل دلیلیں اسکی طرف پھینک دی جاتی ہیں۔ یہی ہماری حالت تھی۔ ہم نے چپ چاپ اپنے ہی تاریک خیالات سے دل میں باتیں کرتے ہوئے راستہ کو طے کیا۔

قطار کے کمپ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اکثر الاؤ بجھ گئے ہوئے تھے۔ ہم بیسوں پلٹنیں مختلف پلٹنوں سے تعلق رکھتے تھے۔ کمپ میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں اور میرے بریگیڈ کے دو اور لفٹنٹ ایک متفرق جھونپڑی کی طرف جسے میں شام کو تاڑ گیا تھا چلدیئے وہ سنگی پل اور جنوبی چوبی پل کے درمیان مساوی بعد پر دریا کے کنارہ پر تھی۔ اور غالبًا ابتدا میں کسی ماہیگیر کا جھونپڑہ یا کشتی رکھنے کا مکان تھی۔ ہم لوگ صبح کے ایک اور دو کے درمیان پہونچے۔ اس میں لکڑی یا سامان کا نام تک نہیں رہگیا تھا۔ کل تختے اور کواڑ وغیرہ ایندھن کیلئے ہو گئے تھے۔ البتہ چھت قائم تھی۔ محافظ بریگیڈ کے کئی افسر پہلے سے وہاں بسیرا کئے ہوئے تھے۔

میں نے گراں کوٹ کو اوڑھ کر لپیٹ لیا۔ اور طلوع فجر سے پہلی پلٹن کو جا ملنے کیلئے وقت پر بیدار ہو جانے کو حسن اتفاق پر چھوڑ کر چند گھنٹے آرام کرنے کو خالی زمین پر لیٹ گیا۔ دریا کی طرف کے دروازہ کے آگے چوبی چبوترہ تھا جسکے بوسیدہ تختوں پر ایک سنتری تن تنہا کلاک کے پینڈولم (لٹکن) کی طرح باقاعدگی کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ اور پانی چبوترہ مذکور کے ستونوں اور بلیوں کو دھپیڑے مارتا ہوا گذر رہا تھا۔ جسکے ساتھ کبھی کبھی پانی پر تیرتا ہوا برف کا کوئی ٹکڑا بھی ٹکراتا تھا۔

دریا تو دو اِس موقعہ پر ایک سو گز چوڑا ہی۔

دریا کے قرب و جوار میں ایسی دھند چھائی ہوئی تھی کہ اوّل ڈویژن کی کوئی چیز مجھے دکھائی نہ دی مگر جب میں لیٹ گیا۔ تو تھوڑی دیر بعد دونوں طرف سے پلٹنوں کے بڑھنے کی آہٹ سنائی دینے لگ گئی جسکا تانتا برابر پانچ بجے صبح تک لگا رہا۔ میں تکان سے نیم جان ہو رہا تھا۔ مگر طبیعت کی بے حد افسردگی نے نیند حرام کر دی تھی۔ اوّل ڈویژن کے دو بریگیڈ سنگی پل سے اور ایک بریگیڈ چوبی پل سے گذرا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے بے آرامی کے ساتھ میری آنکھ لگتی رہی۔ جب سردی کی شدت یا خواب ہائے پریشان سے جو دماغی تردد و انتشار سے آ رہے آنکھیں کھلجاتیں تو فوج کی یکساں اور یک سری بعید سی آہٹ سے میں بالکل بیدار ہو جاتا۔ کبھی کبھی سخت زمین پر کسی اچھلتے کودتے گھوڑے کے سموں کی ٹاپ اور بعض اوقات دبی آوازیں دئیے جاتے احکام کی آواز بھی سنائی دیجاتی مگر اس سے ان ہزاروں آدمیوں کے سیو قدموں کی مسلسل آہٹ میں جو شخص واحد کے شل ارادہ کے غلام بنے ہوئے موت کا جام پینے کے لئے خوشی خوشی سے بڑھے چلے جا رہے تھے کوئی فرق نہ پڑتا۔

اس رات کسی فریق نے گولہ باری نہ کی۔

پانچ بجے سے تھوڑی دیر بعد میں ایک عجیب ڈراؤنی خواب سے چونک کر بیدار ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی نہایت ہی مہیب خوفناک اور دہشت انگیز غول یا بھوت دروازہ میں سے داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے جس چیز نے مجھے ایسا ڈرا دیا تھا کہ میرا بدن سر سے پیر تک شرابور ہو گیا۔ اور اس پر لرزہ پڑ گیا تھا وہ دراصل سنتری کے قدموں کی آہٹ تھی۔ جب ہوش حواس قائم ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اب پلٹنوں کے کوچ کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی اور بالکل خاموشی چھا رہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد پہیوں کی آواز آنے لگ گئی جس پر میرا ایک ساتھی جو نیز میری طرح کان لگائے سن رہا تھا پکار اٹھا۔ قطار نے حرکت شروع کر دی ہے۔ میں نے دیاسلائی روشن کی تو معلوم ہوا کہ محافظ بریگیڈ کے افسر چلے گئے ہوئے ہیں ہم اٹھ بیٹھے اور تاریکی میں ہی جلد جلد چند بسکٹیں چبا کر باہر نکل گئے۔ سردی سخت اور رات کمال تاریک تھی۔ میرے ایک ساتھی کے پاس لالٹین تھی۔ مگر اسکی روشنی غلیظ دھند میں جو دریا پر پھیلی ہوئی تھی بالکل بے نور اور دھیلا داسان معلوم ہوتی تھی۔ اتنے میں ہمیں چند قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ ایک چھوٹا سا دستہ تھا جو مشعل کی روشنی سے دریا کے کنارہ کے سنتریوں کو جمع کر رہا تھا۔ دستہ کے کمانڈر کارپورل سے مجھے معلوم ہوا کہ اول ڈویژن بخیریت تمام کمال باقاعدگی کے ساتھ دریا سے گذر گیا ہے اور اب قطار باحسن طریق گذر رہی ہے۔ ہم دریا کے کنارہ کنارہ شمال کی طرف چلے۔ قدم قدم پر ہمیں پانی میں گرنے کا خطرہ تھا۔ زمین اتنی ایسی پھسلنی اور تاریکی ایسی تھی کہ ہاتھ پسارا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جنوبی چوبی پل کے سرے کے پاس سے گذر کر ہم ایک بڑے الاؤ کی روشنی کے دائرہ میں پہونچ گئے۔ اس روشنی سے ہمیں چیختی ہوئی گاڑیوں اور خوب لدے ہوئے گھوڑوں کی نظارہ ناقابل اختتام قطار پل سے گذرتی ہوئی دکھائی دی۔ ہم گاڑیوں کے بھول بھلیاں سے بمشکل گذر کر اس پگڈنڈی پر جو دریا کے خم کے سرے سے خشکی کو ہو جاتی ہے چڑھ گئے۔ اور تاریکی میں بار بار راستہ سے اتر جانے کی تکلیف کے سوائے اور سب طرح بخیریت اوپانتز پل پر پہونچ گئے۔ وہاں ایک سنتری نے ہمیں آواز دی جس پر ہم نے اپنی اپنی پلٹنوں کا پتہ دریافت کیا۔ میری پلٹن خوش قسمتی سے چند ہی گز کے فاصلہ پر تھی۔ میں ساتھیوں سے سلام دعا کر کے اپنے میجر کے پاس حاضر ہوا۔ اور پھر سیمیو تیرا سے دو دو باتیں کر کے اپنی کمپنی کی کمان لے لی۔ میری پلٹن آدھی رات کو منزل مقصود پہونچ کر اس موقعہ پر جہاں میں نے اسے پایا شب باش ہوئی تھی۔ میرے

چلی آنیکے بعد کوئی قابل ذکر ماجرا اسکو پیش آیا تہا۔

اب تقریبًا ساڑہے چہہ کا عمل تہا۔ پاؤں گہنٹہ بعد ہمارے کرنیل کا ظم بک گہوڑے پر سوار آکر میجر سے کچہہ گفتگو کی جس پر کمپنیوں کے کالموں میں صف بستہ ہوجانیکا حکم دیا گیا۔ اور اسکے بعد آگے بڑہنے کا ابہی تک بالکل اندہیرا تہا چند آدمی لالٹینیں لیکر آگے آگے ہولئے۔ اور ہم کشتی کے پل چناب سے جو ہمارے قدموں کے تلے تہرتہراتا اور چیختا رہا دریا عبور کر گئے۔ ہمارے پیچہے ہماری رجمنٹ کی ایک اور پلٹن اور ایک باتری گذری۔

بائیں کنارہ پہونچکر ہم پل کے سیر پاس کہڑے ہوکر پو پہٹنے کا انتظار کرتے رہے جب ہماری پیٹہہ کیطرف مشرق میں ۱۰ اردسمبر کے قابل یادگار او معرکہ خیز دوشنبہ کی پہلی چمک نے سخت تاریک دہند کو ہوہی سی رنگت کا کردیا جس سے قریب قریب کی چیزیں بہوتوں کی طرح عدم سے وجود میں آکر بتدریج دکہائی دینے لگ گئیں تو ہم اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوگئے۔ ایک پلٹن نے شمال کیطرف رخ کرلیا جسکا دایاں بازو دریا (ہمینہ) لب دریا ختم ہوتا تہا۔ اور دوسری (یعنی میری) مغرب رویہ ہوگئی جسکا بایاں بازو بلیسیڑ اوّل ڈویزن کے انتہائی دائیں سرے سے جو پہلا قرارداد تجویز کے مطابق حملہ کیلئے اپنے اپنے موقع پر صف بستہ ہوگیا تہا مل گیا۔ اور چونکہ پلٹنیں اس زاویہ قائمہ پر قائم ہوگئیں جو دونوں پلٹنوں کی صف آرائی سے بنگیا تہا حملہ کے شروع ہونے سے پہلے دوسری پلٹن کے سپاہی بائیں ہاتہہ پلٹ گئے جس سے اُنکا رُخ مغرب اور نیز ہماری جانب ہوگیا۔ اسکے سوائے اُنکی وضع میں اور کوئی تغیر نہ ہوا۔ اور اسی ترتیب سے آگے بڑھکر ہم اوّل ڈویزن کے حملہ میں شریک ہوئے۔

میری کمپنی پلٹن کے میسرہ پر تہی جس سے میں اوّل ڈویزن کے قریب ہوگیا۔ میں اپنے دونوں دستوں کو متوازی صفوں میں کہڑا کیا۔ سیمور کا دستہ سکرمشروں کی صف میں آگے اور تراب کا دستہ مصافی صفوں میں کچہ پیچہے تہا۔ جب روشنی زیادہ تیز ہوگئی اور نظر دور تک کام کرنے لگ گئی تو میں نے دیکہا کہ اوّل ڈویزن کی صف حملہ آور میرے بائیں طرف دور تک پہیلی ہوئی ہے ڈویزن مذکور کا انتہائی دایاں سلسلہ مجہہ سے پچاس گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ تہا۔

بیقراری ختم ہوگئی تہی اور دن چڑہنے پر دہند بہی بتدریج دور ہوگئی تہی۔ مگر سورج سارا دن چہپا رہا اور حملہ کیوقت ایک لمحہ کیلئے بہی دہوپ نہ چمکی۔ پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے ایک دو درجے اوپر چڑہ گیا تہا

اور سڑکوں اور راستوں پر حملہ آور پلٹنوں کے قدموں سے تہوڑی ہی دیر میں برف کیچڑ کی شکل میں بدل گئی تہی۔

دُہند کے دور ہوتے جانے پر اول دویزن کی لمبی سیدھی صف کا بتدریج نظر آتے جانا فی الواقع حد نظر پھیلے ہوئے ہونا عجب شاندار نظارہ تہا۔ بارہ پلٹنیں پہلی صف میں تہیں جن سے تہوڑی سی دور آگے بارہ کمپنیاں سکرمشروں کی تہیں۔ بارہ پلٹنیں ایک سو گز پیچہے دوسری صف میں تہیں اور چھیوں باتریاں بہی اسی صف میں منقسم تہیں۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ قائم پیشقدمی کے حکم کا منتظر۔ ہر ایک کمپنی بہ ترتیب کامل کہ جس پر کوئی حرف نہیں دہرا جا سکتا تہا۔ اور کل مجموعہ شاندار فولادی صفوف جنگ میں ہمہ تن تیار کہڑا تہا۔ شرکی اینڈ اول ڈویزن کی ان چوبیس آزمودہ کار اور بہادر چیدہ پلٹنوں سے بڑھکر شاندار جو پلیونا کے آخری معرکہ میں شریک ہوئیں کبہی کوئی فوج میدان جنگ میں نہیں لا سکی۔ نہ ہی کبہی ویسا شاندار نظارہ اسکی کوئی فوج دکہا سکی ہے۔ گراں کوٹوں کے سر توپ فیسوں (ترکی ٹوپیوں) پر پڑے ہوئے اور انکی نوکیں اوپر کو نکلی ہوئیں سپاہیوں کی عجیب و غریب ہیئت بنائے ہوئے تہے اور تلوار نما سنگینوں کی درخشاں قطاروں کے مقابلہ پر جنکے فولادی پہلوؤں پر برف آلود آسمان کی خاکی بادل بہوری رنگت کا عکس پڑ رہا تہا عجب تماشہ دکہا رہے تہے۔

جب یہہ خیال آتا تہا کہ یہہ کل ہزاروں بہادر ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور ایک ہی خواہش رکہتے ہیں کہ "بڑھکر دکہائینگے یا فنا ہو جائینگے" تو طبیعت خودبخود شگفتہ ہو جاتی تہی۔ سب کا یہی خیال تہا کہ یہہ ہمارا آخری چارہ۔ آخری معرکہ آرائی۔ آخری داؤ اور آخری جان توڑ کوشش ہے۔ اسکے بعد خواہ کچہہ ظہور میں آئے۔ ہم تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہونگے۔ اس نورانی شرک چنگاری نے جو انسان کے سینہ میں ودیعت ہے اور جسکو عام طور پر اُمید کہتے ہیں ہمیں ایسا سرمست بنا دیا تہا کہ ہم افسر تک بہی جو حقیقت الحال سے سپاہیوں کی نسبت بہتر واقف تہے اس عظیم الشوکت اور پُر جلال صف کو دیکہہ کر تمام شکوک و شبہات اور بد فالیوں کو بہول گئے اور قبل از وقت ہی اپنے دلوں میں فتح کے مزے لوٹنے لگ گئے۔

صبح کے اجزا میں سے منحوس اژدہوں نے روسی مورچے جو ہمارے اور آزادی کے درمیان سد سکندری کی طرح حایل تہے سامنے دکہائی دینے لگ گئے۔ اُن ہی پر سے جو غبار آلود فضا نظر آتی تہی وہی اس جان توڑ اور جانگداز معرکہ و محاربہ کا جو عنقریب شروع ہونیوالا تہا مدعا و مقصود تہی۔ وہاں پہونچ جانا آزادی

کے مرادف تھا۔

ملک اور ناموس عسکری ایک آخری شاندار قربانی کے متقاضی تھے اور گو ہم اسکے دونوں پہلوؤں سے بخوبی واقف تھے۔ ہم نے بڑی خوشی سے اس قربانی کا چڑھانا منظور کر لیا۔ ہم جانتے تھے کہ یا تو فتح پائی اور وہ فتح ایسی ہوگی جسکی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں ملیگی۔ یا بالکل فنا ہو گئے۔ ان دونوں کے سوائے کوئی تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ ہم اپنے جہازوں کو جلا کر خشکی میں بڑھے تھے یعنی پلیونا خالی کر آئے اور اپنا کیمپ اور اپنے مورچے چھوڑ چھاڑ آئے تھے۔

۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کی لڑائی میں ترکی فوج حملہ آور کی ترتیب

سکرمشر

		پلٹنیں	رسالے	توپیں
الف	اول بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	.....	۱۲ توپیں
ب	دوم بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	.....	۱۲-توپیں
ج	سوم بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	.....	۱۲-توپیں
د	نظامیہ کیولری	.....	۵-رسالے	.....
ہ	دوم ڈویژن سے	۲-پلٹنیں	۲-رسالے	۶ توپیں
و	سالونیکی مجاہدین	.....	۳-رسالے	.....
ز	محافظ بریگیڈ سے	۲ پلٹنیں	.....	۶ توپیں
ح	طاہر پاشا اور انکا اسٹاف	.....	.....	.....
ط	عثمان پاشا انکا اسٹاف اور اردل کی فوج	۱ پلٹن	۱-رسالہ	.....
	کالم کی کل جمعیت	۲۹-پلٹنیں	۱۱-رسالے	۴۸-توپیں

باب چہاردہم

پلیونا کی چوتھی لڑائی - ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء

جب صبح کی بے نور اور پھیکی سی روشنی میرے گرد و پیش کل علاقہ پر جو ہندوستان سے بے رونق بنا رکھا تھا پھیل گئی تو میں نے اُسوقت کی سینری کی جزئیات کو ذہن نشین کر لیا۔ میرے سامنے ہموار بے شجر صاف اور بتدریج اُٹھتا ہوا میدان تھا اور اُس پر دو گاؤں تھے۔ ایک ڈولنا نٹرو پولی اڑہائی میل کے فاصلہ پر بجانب راست (شمال مغرب کو) ڈھلاؤ کی وسط میں اور دوسرا گورنا نٹرو پولی چار میل کے فاصلہ پر (سمت مغرب کو) چوٹی پر تھا۔ قریب ترین روسی مورچے تین ہزار گز کے فاصلہ پر سامنے کھڑے تھے۔ انکی پہلی قطاریں چھوٹے چھوٹے مٹی کے دمدمے تھے۔ اور اُنسے پانچسو گز پیچھے نسبتاً بلند سطح پر بڑے مورچے تھے۔ میری دائیں طرف دریا کی پُر شور شاخ تھی اور بائیں جانب وہ میدان۔ جو دریائی وادی کے کنارہ کنارہ (بجانب جنوب مغرب) تا بہ افق پھیلا ہوا تھا۔ اور ادانیہ سڑک کا شوخ خط اُس میں سے گذر رہا تھا۔ میرے پیچھے اوپانٹز کی کشتیوں کے پل سے پرے وہ مثلث نما چھوٹی سی گھاٹی تھی جس میں سے دریا گریوتزا بہتا ہے۔ اس دریا کا وِد سے مقام اتصال اُس مقام سے جہاں میں کھڑا تھا بمشکل تین سو گز کے فاصلہ پر بجانب مشرق تھا۔ وادی گریوتزا کے دونوں طرف بلند اور عمودی پہاڑیاں تھیں۔ جو پلیونا کے شہر اور ہمارے سابقہ کیمپ کو میری نظر سے چھپائے ہوئے تھیں۔ دریا کو اُس طرف جدہر کو وہ بہتا آتا ہے دیکھنے سے مجھے جنوبی چوبی پل اور پیانا کی پل جن پر سے گاڑیاں اور بارکش گھوڑے مسلسل گذر رہے تھے دکھائی دیسکتے تھے۔

یہہ میری پہلی اور آخری لڑائی تھی جو میدان میں ہوئی جن معرکوں میں میں پہلے شریک ہوا تھا وہ پہاڑیوں اور گھاٹیوں کی محدود و تنگ حدود میں ہوئے تھے۔

مشیر کی تجویز کے مطابق قطار طلوع فجر تک دریا سے گذر جانی چاہیئے تھی۔ مگر ایسے موقعوں پر توقف ہونے اور وقفے پڑنے لابدی ہوتے ہیں۔ جسوقت آخری گاڑی گذری اُسوقت نو کا عمل تھا۔ نو بجے کل پہلا ڈویژن۔ محافظ بریگیڈ اور قطار بائیں کنارہ پر تھی۔ اور ہماری دو پلٹنوں کے سوار دوم ڈویژن بائیں کنارہ پر تھا۔ اُن چھہ توپوں کے ماسوائے جو میری پلٹن کے ساتھ تھیں آخر الذکر ڈویژن کی پانچوں باتریاں دائیں کنارہ کے ڈہلاؤں پر نصب تھیں جنہوں نے نو بجنے سے تھوڑی ہی دیر بعد

غنیم کے سامنے کے مورچوں پر شیل پھینکنے شروع کر دیئے۔ روسیوں نے سامنے کے مورچوں اور نیز ڈولنا دوبنیک کے قریب کی باٹریوں سے جواب دیا۔

ساڑھے نو بجے ہمارے بگلچیوں نے "پیش قدمی" کا حکم سنایا۔ جس پر کل صف نے جو دو میل لمبی تھی کالم میں بڑھنا شروع کیا۔ کرنیل میری بلٹن کے آگے ہو گیا۔ ہم پہلی ڈویژن کی صف اول کے برابر برابر قدم اُٹھائے گئے۔ میں پہلے دستے میں اور میجر کے بازو پر تھا۔ تراب اور اُسکا دستہ میں گز پیچھے تھے۔ جس پھرتی اور تیز قدمی کے ساتھ فوج دشمن کے مورچوں پر بڑھی جا رہی تھی۔ اُس سے بڑھ کر شاندار چیز میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ سپاہی ٹھہرے ہوئے بغیر چلتے چلتے آتشباری کرتے جاتے تھے۔ اور خوش الحان عربی جملہ "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم" بار بار پڑھتے جاتے تھے۔ یہہ نعرہ بلٹن بہ بلٹن پھیل گیا۔ اور حملہ آور بریگیڈ کی زبان سے قدم بقدم اس جملہ کا ایک ایک جوڑ نکلتا۔ بالآخر دس ہزار حلقوں نے یک زبان ہو کر بخلوص خشوع نعرۂ مناجات بلند کیا جسکا غلغلہ ضرور آسمان تک پہونچ گیا ہوگا۔ ہم نے ناقابل اعتبار تھوڑے سے عرصہ میں درمیانی میدان کا تین چوتھائی حصہ طے کر لیا۔ روسی انفنٹری کی آتشباری نے ہماری صف میں کئی گھرے رخنے کر دیئے۔ یہہ آتشباری ایسی سخت تھی کہ کل اوّل ڈویژن اور اُسکے ساتھ ہم بھی آخر بکلبخت رک گئے۔ اور پہلی صف کے سپاہی پیٹ کے بل زمین پر لیٹ گئے۔ اُسوقت اوّل ڈویژن میں کچھہ نیا انتظام کیا گیا۔ مگر بارود کا دھواں ایسا غلیظ تھا کہ میں اچھی طرح سے نہ دیکھہ سکا کہ کیا کیا گیا ہے۔ میجر زین سوار میرے پاس آیا۔ اور اُس کے حکم سے میں نے تراب کے دستہ کو اپنا آگے بڑھا دیا کہ وہ پہلے دستہ سے چالیس فیٹ پیچھے رہا۔ اس انتظام سے اور نیز زمین کے ہموار ہونیکی وجہ سے کپتنی خوب قابو میں رہی۔

دشمن کا گولہ باری ایسی تیز ہو گئی تھی کہ کان پھٹے جاتے تھے۔ اوّل ڈویژن کی چھیوں باٹریاں قابل تعریف باقاعدگی سے پھیل گئیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہماری ۴۸ توپوں میں سے ہر ایک سامنے کے روسی مورچوں پر گولہ باری کر رہی تھی۔ قطار میں غنیم کے کئی گولے پھٹے۔ اور میں نے بادل ٹلتے دیکھا کہ اُن سے گاڑیوں کی لمبی قطاروں میں کھلبلی پڑ گئی ہے۔

دس منٹ کے وقفہ کے بعد اوّل ڈویژن کے بگلوں نے "حملہ" کا حکم سنایا۔ سپاہی قدموں کے بل کھڑے ہو گئے اور نعرہ جنگ بلند کر کے ہم سب سے قریب ترین خندق کو دوڑے۔ غنیم نے ہلاکت بخش آتشباری سے ہماری مشایعت کی۔ جس سے میرے پہلے دستے کے آدھے آدمی فرش خاک پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مجھے اچانک معلوم ہوا کہ میرے بازو پر جگہ خالی ہوگئی ہے۔ پھر اتو کیا دیکھتا ہوں کہ جیک سینہ پر
ہاتھ رکھے زمین پر تڑپ رہا ہے اور اسکی انگلیوں میں سے جو اینٹھی جا رہی تھیں سیاہ خون کی دھار بہہ رہی ہے
مجھے کھڑا اور پھرتا دیکھکر اس نے ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ اسکی آنکھیں کچھ ایسی حسرت بھری
نگاہ سے تک رہی تھیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے ویسی نگاہ پھر کبھی نہ دکھلائیگا۔ یہہ سب
کچھ اتنے لمحوں میں وقوع میں آیا کہ ناظرین اتنے عرصہ میں اس فقرہ کو پڑھ بھی نہ سکے ہونگے۔ دشمنوں کا
پہلا دستہ میرے بغیر ہی آگے بڑھ گیا تھا اور دوسرا دستہ اسجگہ پہونچگیا تھا جسکو ریلے میں میں بھی آگے
چل پڑا۔ اتنے میں ایک نے میرے کان میں باواز بلند کہا "خدا اسے مغفرت کرے"۔ اور میرے بازو کو زور سے
پکڑ لیا۔ میں نے پھر دوبارہ لوٹ کر دیکھا۔ مگر میرے مرتے ہوئے دوست اور میرے درمیاں دہواں
حایل ہوگیا تھا۔ اسوقت میں نے اپنے دل میں کہا "اسکی عمر تمام ہوگئی۔ ایسے کاری زخم سے انسان چند منٹوں سے
زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا"۔ یہہ کہتے ہی میں دوڑ کر پہلے دستہ میں پہونچ گیا۔ میرا دماغ اسوقت طرح طرح
کے جگر شگاف خیالات سے چکر کہا رہا تھا۔ ہم نے چشم زدن میں پہلی خندق لیلی۔ پھر دوسری پھر تیسری
اور پھر بغیر اسکے کہ ہمیں اسبات کا علم ہو کہ ہم کیا کرنے لگے ہیں۔ ہم کاٹتے۔ مارتے۔ سنگینیں چھوتے۔ اور تلواریں
ریوالور بندوقوں کے کندے اور سنگینیں استعمال کرتے روسی توپوں کے سر پر پہونچگئے۔ ادھر ہمارے سروں پر
دونوں طرف سے بڑے بڑے اولونکی جہنمی بوچھار کیطرح بیشمار گولے فراٹے بھرتے گذر رہے تھے۔ جنمیں سے
ہر ایک کے ساتھ سنسناتے ہوئے سفید دھوئیں کا دم چھلا لگا ہوا ہوتا تھا۔ چوطرفہ سخت گڑبڑ ہو رہی تھی۔ دھوئیں
میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی تھی دشمن کون ہے اور دوست کون ہے۔ شوروغل سے کان بہرے ہوے ہو رہے تھے جب
سپاہیوں کا حوصلہ بڑہانیکو میں پکارتا تو مجھے خود ہی اپنی آواز سنائی نہ دیتی۔ یہہ سمان بعینہ ایسا تھا کہ گویا
دیوانہ چڑیلیں جشن منا رہی ہیں۔ انسانوں کا یہہ کل ہجوم غیظ جوش و غضب سے خود رفتہ اور دیوانہ ہو رہا تھا۔
اسوقت کی کیفیت بیان کرنا تو درکنار تصور میں نہیں آسکتی۔

میرے سپاہی اپنی ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی اور اول ڈویزن کے انتہائی میمنہ کے دستوں سمیت آٹھ توپونکی
ایک روسی باتری کے اندر پہونچگئے ہوئے تھے۔ غنیم کے گولنداز اپنے دہشت زدہ اور بے اوسان گہوڑوں کو
نکال لائے اور پانچ توپوں کو ہٹا لیجانے میں کامیاب ہوگئے۔ دو توپیں گرینیڈیر انہوں سے کھینچ کر لیگئے
ایک توپ ہمارے قبضہ میں رہی۔ ہم نے تعاقب کیا تو مٹی کی مہونڈیروں کے بھول بھلیاں میں پھنس گئے جیسے

ہر ایک لڑنے کے بعد فتح کیگئی۔ بالآخر میدان روسیوں سے بالکل صاف ہوگیا اور اُنکی پہلی قطار کی وہ تمام مورچے جو حملہ آور فوج کی صف کے مقابل تھے ہمارے قبضہ میں آگئے۔ وہاں سے پانچسو گز پرے مورچوں کی دوسری قطار تھی جو پہلوں سے زبردست اور زیادہ مضبوط تھے۔

میں نے اپنے آدمی جمع کئے۔ اور اُن کو تعداد میں ساٹھہ پایا۔ تراب کو نہ دیکھہ کر میں نے اُسکی بابت دریافت کیا تو اُسکی دستہ کے کارپورل نے چپ چاپ ہاتھہ سے ایک بیجان لوتھہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ جو چند گز کے فاصلہ پر خون کے تالاب میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ تراب کی لاش تھی۔ جو منہہ کے بل پڑا ہوا تھا۔ ریوالور کی گولی کا زخم سر میں اور تلوار کا گھاؤ کندھے پر تھا۔ افسوس دونوں رفیق جو آٹھہ ماہ تک رنج و راحت میں شریک رہے تھے آٹھہ منٹوں سے کم عرصہ میں مجھہ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہوگئے۔ مگر اُسوقت مجھے اُنکی وفات پر اسلئے افسوس ہوا تھا کہ میں نے حالت موجودہ کے خطرات کو پوری طرح سے نہیں سمجھا تھا۔ اُسی دن بعد میں جب میں نے آنکھیں کھولیں اور سب سے پہلے اپنی حالت پر غور کیا تو مجھے اُن پر رشک آگیا۔ وہ نہایت شاندار اور کمال عزت کی موت جو انسان کو نصیب ہو سکتی ہے فوت ہوئے تھے اور دونوں روبجانب دشمن شہید ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آدہ گھنٹہ گذرنے کے بعد روسیوں نے بالمقابل حملہ کیا تھا۔ اس اثنا میں ہماری دونوں پلٹنیں روسی مورچوں میں موقعہ بموقعہ قائم ہوگئی تھیں اور اُنہوں نے مورچوں کے دروازوں کو گاڑیوں۔ اسباب اور لاشوں سے بند کر کے اُنکی حفاظت کا ضروری انتظام کر لیا تھا۔ ہمارا میمنہ بھی غیر محفوظ نہیں چھوڑ دیا گیا تھا اُس طرف دوسری پلٹن عین وقت پر شمال کو رُخ کر کے قائم ہوگئی تھی۔ کیونکہ ہم نے اُس طرف دشمن کی فوج کو نقل و حرکت کرتے دیکھہ لیا تھا۔ توپیں دمدموں کے پیچھے نصب کر دیگئی تھیں اور اُنہوں نے دشمن کے سامنے کے مورچوں پر شیل پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔ روسی توپ شیل کا ایک ٹکڑا لگنے سے بیکار ہوگئی تھی۔ اُسی ہم نے پشتہ پر سے نیچے دھکیل دیکر بالکل توڑ پھوڑ دیا۔

ہم اُسوقت دوم ڈویژن کے آملنے کیلئے سخت بیکل ہو رہے تھے۔ اُوسمن پاشا نے تحریر کے مطابق اب تک دریا عبور کر آنا چاہئے تھا۔ اُسوقت تک اس ڈویژن سے صرف میری پلٹن اور ایک دستہ جو ہمارے میمنہ پر تھی دریا سے گذری تھی ہم نے ڈویژن مذکور کو بیفائدہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ وہ تو کہیں نظر نہ آیا۔ مگر دائیں کنارہ پر لڑائی کی علامتیں دکھائی دیں جن سے ثابت ہوگیا کہ غنیم ہمارے عقب پر حملہ آور ہوگیا ہے اور اصل معاملہ بھی یہی تھا کہ اُوس وقت تک پلیونا اور ہمارے سابقہ کیمپ کا حصہ کثیر دشمن

کے قبضہ میں ہوگیا تھا۔

میں اپنی کھڑے ہونیکی جگہ سے یہہ نہیں دیکھہ سکتا تھا کہ اول ڈویژن میں کیا ہوا ہے۔ البتہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی قلب اور میمنہ پر لڑائی بلا توقف جاری ہے۔

اپنی کمپنی میں اب میں ہی ایک افسر باقی رہگیا تھا اور اسکی سات نن کمیشنڈ افسروں میں سے نقال کے علاوہ جنہوں نے ایک اور کمپنی کا جسکے تمام افسر ہلاک ہوگئے تھے کمانڈر بنا دیا تھا صرف دو زندہ تھے میں نے مکرر انتظام کر کے تیس تیس سپاہیوں کے دو دستے بنائے اور انکو کارپورلوں کے ماتحت کر دیا۔ ایک دستہ کو پیچھے روسی دمدموں کی عقب میں مغرب کو رخ کر کے یعنی بڑے روسی مورچہ کی جانب متعین کیا گیا۔ اور دوسرا بطور ریزرو کچی جھونپڑیوں میں رہا۔

میں نے تراب کی آنکھوں کو بند اور اسکی سر ہاتھہ سے آخری مصافحہ کر کے اسے گراں کوٹ سے ڈہانپ دیا۔ میں نے ظالم قسمت کو اسوقت سخت تبرے بھیجے کہ اس نے مجھے اپنے عزیز ترین دوست کی اسی طرح خدمت کرنیکی مہلت نہ دی۔ مگر اسوقت اسکی لاش مجھہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ اسکا خوبصورت چہرہ مجھے پھر نہ دکھائی دیا۔ میں مبہوت سا ہو رہا تھا۔ اور کچھہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ ان دونوں دوستوں کے چلے جانے سے مجھے کس قدر نقصان پہونچا ہے۔

مجھے زمین پر ایک چھوٹی سی کتاب پڑی ہوئی دکھائی دی۔ میں نے اسے اٹھا لیا۔ وہ روسی زبان میں تھی اور اسکی جلد بہت خوشنما تھی۔ اسکی خالی صفحہ پر روسی زبان میں بخط طغرا کچھہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے بے دھیان جیب میں ڈال لیا۔ یہاں تک تو ہم فتحیاب ہوئے تھے۔ مگر مشکل ترین کام ابھی بدستور قائم تھا۔ روسیوں کے زبردست اور بھاری مورچے ابھی سامنے کھڑے تھے۔

میرے سپاہی سخت تکان زدہ ہوگئے تھے۔ وہ کارتوسوں بسکٹوں اور اوزاروں سے اسقدر لدے ہوئے تھے کہ معمولی بوجھہ سے ہر ایک ۲۸ سیر زیادہ وزن اٹھائے ہوئے تھا۔ اور چار ہفتوں کی مسلسل فاقہ کشی سے وہ ایسی کمزور اور نڈھال ہو رہے تھے کہ فتح کے ابتدائی جوش اور خوشی کے ختم ہوتے ہی انکی کامل بے بسی اور درماندگی ظاہر ہوگئی۔ امید بھروسہ انکی دلوں سے کافور ہوگئے تھے اسی لحظہ سے مجھے کھیل کے تمام ہو جانیکا یقین ہوگیا۔ واقعات مابعد مجھے درست طور پر یاد نہیں رہ گئے۔ جہانتک میرا حافظہ کام دیسکتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ اگرچہ روسیوں نے ہمارے میمنہ پر اور پاؤ گھنٹہ بعد ہماری سامنے کی صف

پر بھی حملہ کردیا سخت نقصان اُٹھانیکے باوجود ہم ایک گھنٹہ سے زیادہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے میری کمپنی میں دس اور ہلاک ہوئے جس سے میرے پاس صرف پچاس سپاہی رہگئے۔ دوسری پلٹن کو ہماری پلٹن سے بھی زیادہ نقصان پہونچا۔ اُس پر دسویں اور نوین انفنٹری نے پے درپے بڑی سختی سے حملے کئے تھے میرا خیال ہے کہ اُس پلٹن کے کم ازکم دو تہائی آدمی ضرور ضایع ہوگئے ہونگے

بارہ اور ایک کے درمیان کل صف پر پھر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑی تندی اور تیزی کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی۔ غلیظ ہوا اور دہوئیں کی وجہ سے میں اپنے اوّل ڈویزن کی کاروائی کو مطلقاً نہیں دیکھہ سکتا تھا۔ دسی شیل اور ٹوٹرے اولونکی طرح برس رہے تھے۔ ہمیں آگے بڑہنے اور حملہ کرنیکا پھر کوئی حکم نہ ملا غنیم کو سب طرف سے کمک پہونچگئی تھی جس سے ہمارے مقابل اُسکی اس قدر زبردست فوج موجود ہوگئی تھی کہ آگے بڑہنا اور حملہ کرنا بالکل بے سود ہوگیا تھا۔ دوربین سے میں نے سالم کے سالم ڈویزن مشرق سے روسیوں کی مدد کو آتے دیکھے۔

ایک بجے کے قریب میجر نے جو دریں اثنا کاظم بک کے زخمی ہوجانے سے دونوں پلٹنوں کا کمانڈر ہوگیا تھا مجھے بلایا اور ایک دیسی گھوڑے کی طرف جو ایک کچی مٹی کی دیوار سے کہیں کہیں اگے ہوئے گھاس کو بیفکری کے ساتھہ نوچ رہا تھا اشارہ کرکے کہا کہ اِس پر سوار ہوجاؤ اور اوّل ڈویزن میں جاکر مشیر کو اور اگر وہ نہ ملیں تو بہر حال ظاہر کو تلاش کرکے رپورٹ دو کہ دشمن میمنہ پر سے ہم کو سخت دبا رہا ہے۔ زبردست کمک کے بغیر ہمارے لئے اپنی جگہ پر ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اسکا جواب لاؤ۔ اور دیکھتے آؤ اُدھر کیا ہو رہا ہے۔ میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ سپاہیوں کو بڑے کارپورل کے زیر کمان کردیا اور خود سوار ہوکر اوّل ڈویزن کی پہلی صف کے پیچھے پیچھے پیغام پہونچانے چلدیا۔

اسوقت سے آگے جو کچھہ میں نے مشاہدہ کیا۔ افراتفری کے باعث لوح حافظ پر اسکا ٹھیک نقش نہ ہوا۔ اوّل ڈویزن کی جن پلٹنوں سے میں شروع شروع سے گذرا وہ اپنی جگہ پر خاصی قائم اور اُنکی ترتیب باقاعدہ معلوم ہوئی پھر میں آگے ایسی پلٹنوں کے پاس سے ہوا جن میں ابتری پڑنی شروع ہوگئی ہوئی تھی اور اُنکے سپاہی صفوں کو چھوڑ کر دریا کو بڑہے جاتے تھے۔ دریں اثنا لڑائی مسلسل اور نہایت تیزی کے ساتھہ برابر جاری تھی۔ بالآخر جب میں قلب کے قریب پہونچا تو وہاں کمال خوفناک نحوست کا سمان دکھائی دیا۔ اور میں خود بھی اُنکے وسط میں گھر گیا شروع شروع کی شاندار فتح کی تندی کے بعد اب

لازمی جنگ شروع ہوگیا تھا۔ اور فوج کی پسپائی جو گو بلا حکم کیگئی تھی مگر ابتدا میں باقاعدہ رہی تھی جلدی ہی سراسیمہ و متوحش بھاگڑ کی شکل میں مبتدل ہوگئی۔ ہر ایک جان بچانیکے لئے بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ سب کو بیوقوفی سے یہی یقین واثق ہوا تہا کہ سلامتی صرف دریا کے دائیں کنارہ پر مل سکتی ہے۔ انکو معلوم تہا یا انکا محض خیال تہا کہ اُس کنارہ پر ڈوم ڈوبیزن ابھی تک دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم کھڑا ہے۔

میں بھی کبھی عام پسپائی میں شامل نہیں ہوا تہا۔ نہ میں اسجگہ اُسکا مفصل حال تحریر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ خطرناک سے خطرناک مقابلہ و معرکہ آرائی سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ میں بالکل بے بس تہا۔ اور آدمیوں گھوڑوں اور چھکڑوں کے اندھی سیلاب کی رو میں بہتا چلا جارہا تہا۔ ان وحشت زدہ اور اوسان خطا کردہ آدمیوں کا مقابلہ کرنا ویسا ہی بے سود تہا۔ جیسا کہ بڑہتی ہوئے جوار بہاٹا کی رو کو روکنا۔ ادنی اعلی تمام مدارج کے افسروں نے نظام قائم کرنے اور اس امر کیلئے لانتہا کوشش کی کہ اُنکے سپاہی کہڑے ہوکر دشمن کا مقابلہ کریں۔ جو چنداں مستعدی سے تعاقب نہیں کر رہا تہا اس کمال سترون میں بھی اُنکی چہروں سے پسینہ کی دہاریں چل رہی تہیں۔ اور اُنکا جد و جہد گو فضول محض تہا تاہم انسانی طاقت سے بڑھ کر تہا۔ اس ہجوم دیوانگاں میں کسی سے کچھ دریافت کرنا ممکنات میں داخل نہ تہا۔ میں یہی کرسکتا تہا کہ رو کے ساتھ بہا جاؤں۔ تمام میدان میں جہاں تک نگاہ پہونچ سکتی تہی سپاہیونکی بیشما قطاریں ٹکڑیوں کو دوڑتی جاتی دکھائی دیتی تہیں۔ قطار الفنٹری اور توپخانہ میں مل جل گئی۔ اسسے ایسی افراتفری اور کھلبلی پڑ گئی کہ الامان شیل ہمارے درمیان برابر گر رہے اور آدمیوں کے ہجوموں میں بڑے زخم کر رہے تہے۔ کئی دفعہ اُن کے ٹکڑے بجھ سے ایک ایک دو دو گز کے فاصلہ پر گرتے رہے۔ میرا گھوڑا ایک خندق میں جو برلب راہ تہی گر پڑا۔ مگر خوش قسمتی سے مجھکو کوئی چوٹ نہ آئی اور میں پیدل چل کھڑا ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دو میل میں کس طرح طے کرکے سنگی پل تک پہونچ گیا۔ اُسوقت کے واقعات کی میرے حافظہ میں اس قدر گڑبڑ مچی ہوئی ہے کہ مجھے یہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ فاصلہ صرف چند سو گزوں کا تہا۔

محافظ برگیڈ کی چند پلٹنیں جو تازہ دم اور اُنکی ترتیب کامل تہی پیش دستی کرکے ہمارا اور دشمن کے درمیان حایل ہوگئیں۔ اور اُسکو تعاقب سے پوری طرح روک دیا۔ گو یہ معاملہ میں نے بچشم خود نہ دیکھا

بعد میں دوسروں کی زبانی سنا تہا جس بہادر نے یہہ کارنمایاں کیا وہ تیرہویں رجمنٹ کا کمانڈر پیدہ توپخانہ تہا
میں صرف یہہ معلوم کر سکا کہ عثمان پاشا زخمی ہوگئے ہیں اور انکو گاڑی پر بٹھلا کر دریا پار پہنچوا دیا گیا
ہے۔ پل سے گذرنا نہایت ہی خوفناک کام تہا۔ ویسا خوفناک معاملہ میں نے پہلے یا بعد میں کبہی نہیں
دیکہا۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے اس وسیع دہشت زدہ ہجوم اور گاڑیوں توپوں کے اس گھنے جنگل کا دریا سے
عبور کر جانا بہی معجزہ سے کم نہیں معلوم ہوتا تہا۔ مگر معجزہ ہو یا کچھہ اور۔ یہہ امر واقع ہے کہ اول ڈویزن
محافظ بریگیڈ اور قطار یعنی ان تینوں میں سے جو باقی بچ رہے تہے وہ سب کے سب صرف دو پلوں سے (کیونکہ
اوپانستر پل سے صرف معدودے چند پلٹنیں جن میں ایک میری تہی گذری تہیں) روسی انفنٹری کے
ایک ہزار گز کے فاصلہ پر آجانے سے پہلے دائیں کنارہ پر پہونچ گئے تہے۔

افسر صرف دوسرے کنارہ پر پہونچکر پسپائی کے روکنے میں کامیاب ہوئے۔ اسلئے نہیں کہ اب بہاگ
کر جانیکے لئے فی الواقع کوئی جگہ نہیں رہ گئی تہی۔ سپاہیوں کو اس امر کا ابہی پورا پتہ نہیں تہا۔ بلکہ
اسلئے کہ اپنے اور غنیم کے درمیان دریا کے حایل ہو جانے اور عقب اور بازوؤں پر دوم ڈویزن کے
موجود ہونے سے جسکی نسبت ابتک خیال تہا کہ دشمن اسے مغلوب نہیں کرسکا ہر شخص اپنے تئیں محفوظ
سمجہنے لگ گیا تہا۔[1]

دائیں کنارہ پر پہونچکر میں ہجوم کو جو اب بہاگنے سے تہم گیا تہا اور افسروں نے اس میں کسی قدر نظام
اور باقاعدگی قائم کرلی تہی چیرتا ہوا اپنی پلٹن کو ملنے کیلئے آگے بڑہا۔ ایسا کرتے وقت میں مسلمان
باشندوں کی گاڑیوں میں پہونچ گیا۔ بیرحم گولے تہوڑی ہی دیر میں دریا کے اس کنارہ پر بہی ہمارے
پیچھے پیچھے پہونچ گئے۔ اور چاروں طرف سے بارود کے صندوق وہاں اڑنے لگ گئے۔ عورتوں کی چیخیں سنکر مضبوط
دلوں کے جگر بہی پاش پاش ہوئے جاتے تہے کسی ڈراؤنے سے ڈراؤنے خواب میں بہی میں نے اس سے
آدہا خوفناک نظارہ کبہی نہیں دیکہا۔ ایک گاڑی میرے سامنے گولے سے چور چور ہوگئی اور اس میں سے
چار عورتوں کی لاشیں زمین پر لڑہک پڑیں۔ اللہ اکبر۔ جنکو ساری عمر نامحرم آنکہوں نے بے نقاب نہ دیکہا

[1] حالانکہ ادہم پاشا جو اوپانستر میں کمانڈر تہا۔ اسوقت دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالچکا ہوا تہا۔ روسیوں نے
سخت کمینہ دہوکہ دیکر اس سے یہہ کام کرایا تہا۔ اسے کہلا بہیجا گیا کہ عثمان نے سفید جہنڈا کہڑا کر دیا ہے تم اب کیوں
لڑ رہے ہو ہتھیار ڈالدو۔ مگر فی الامر یہہ ہے کہ عثمان نے ادہم سے کم از کم دو گہنٹے بعد جاکر اطاعت قبول کی تہی۔

تہا۔ اب انکے اعضا شکستہ لہولہان لاشیں ننگی پڑی ہوئی تہیں۔ ایک وقفہ کر لینے پر مجہے اُسکی بابت معلوم ہوا کہ جس گاڑی پر میرے دوست ڈر کی سواری تہی اُس پر بہی گولہ پہٹا تہا اور جتنے اُس پر سوار تہے سب ہلاک ہوگئے تہے۔ اُسدن قدم قدم پر اس قدر خطرات دکہائی دیتے تہے اور میں اسقدر مبہوت ہو گیا تہا کہ میں نے اس تازہ مصیبت کی چنداں پرواہ نہ کی۔

ندی کے دائیں کنارہ پر شمالاً جنوباً اوپانتز اور بلاسی واتزہ کے درمیان عثمان پاشا کی فوج نے دشمن کا آخری مقابلہ کیا۔ میدان پر بہاگتے وقت پلٹنوں اور جمعیتوں کی ترتیب ایسی ٹوٹ گئی تہی کہ اُسے پہر قائم کرنے کی کوشش محض بے سود تہی۔ تاہم سپاہی خود بخود اپنی اپنی پلٹنوں اور جمعیتوں کے لحاظ کے بغیر کالموں میں صف آرا ہوکر دریا کے کنارے کنارے قائم ہوگئے۔ ادہر توپیں پہاڑیوں کے ڈہلاؤں پر صف بستہ ہوگئیں۔ گاڑیاں عقب کو بہیجدی گئیں۔ افسر اعلیٰ ترین تعریف و توصیف کے مستحق ہیں کہ سخت ترین کاوشوں کے باوجود انہوں نے پاؤ گہنٹہ سے لیکر آدہ گہنٹہ کے عرصہ میں یہہ انتظام کر لئے۔

روسی انفنٹری کے دل بادل کا ہماری زد میں پہونچنے تک ہم اُنکی تواضع کیلئے تیار ہوگئے ہوئے تہے چنانچہ پر الفلی آتشباری کی گرک سے وبران تاکستان آخری مرتبہ پہر گونج اُٹہے۔ پلیونا فوج کی یہہ سُرعت کیوقت کی لڑائی شروع ہی ہوئی تہی کہ اوپانتز پل کو جاتے وقت جہاں مجہے اپنی پلٹن کے ملنے کی اُمید تہی میرا گذر ایک سیدہی سادہی چوبی عمارت پر ہوا۔ وہ کسی کسان کا جہونپڑا۔ اصطبل یا گودام خانہ تہی اس موقع پر نسبتاً بہت کم ہجوم تہا۔ صرف پانچ چہہ گاڑیاں جن کے بیل تہکان سے گرے جاتے تہے شکستہ دل سپاہیوں کی چہوٹی سی جماعت اور ایک ڈاکٹر وہاں موجود تہا جو سڑک کے کنارہ چند زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہا تہا۔ عمارت کے سامنے دو سالوں کی سوار پہرہ دے رہے تہے اور زخمیوں کو جو اندر جانے پر اصرار کر رہے تہے عمارت میں داخل نہیں ہونے دیتے تہے۔ کمال تہکان نے دہ اور بیحد بہوکہ ہونیکی وجہ سے میں عمارت کے قریب ایک چٹان پر بیٹہکر بسکٹ چبانے لگ گیا۔ میں نے اُسے ختم نہیں کیا تہا کہ ایک گاڑی دروازہ پر پہونچی اور اُس سے چند آدمی ایک شخص کو جسکی ٹانگ پر سخت زخم پہونچا ہوا تہا سہارا دیکر اندر لیگئے۔ اُسکا چہرہ ایسا سیاہ اور الم زدہ تہا کہ پہلے میں نہ پہچان سکا کہ یہہ عثمان پاشا ہیں۔ اُنکی آنکہوں میں آنسو بہرے ہوئے تہے۔ مگر یہہ آنسو جسمانی تکلیف اور درد کے نہیں بلکہ رنج اور غضب کے تہے اور چہرہ پر ایسا مہیب اور ناقابل بیان انداز برس رہا تہا جو لفظوں کی نسبت زیادہ وضاحت سے بیان

حال میں کہہ رہا تھا "کھیل تمام ہوگئی۔ انجام ہوچکا"۔ یہہ وہی انداز تھا جس کو فرنچ مصور میسونیر نے جنگ واٹرلو کے بعد فرنچ فوج کی پسپائی کی تصویر میں نپولین کے چہرہ پر کامل طور پر دکہایا ہے میں نے جھککر اپنے سردار کو صاحبہ میں آخری مرتبہ فوجی قاعدہ سے سلام کیا۔ جب دوبارہ مجہہ کو ان کے بازاروں میں انکو سلام کرنیکا موقع ملا تو اسوقت ہم دونوں اسیر تھے۔

چند منٹوں کے بعد عادل۔ یونس (جو سخت زخمی ہوگیا تھا) توفیق۔ احمد اور کئی دیگر پاشا مع صاحب ڈاکٹر اور اسکے ایک نایب کو لیکر پہونچگئے۔ میرے پاؤں خودبخود وہاں جم گئے۔ اور میرے دل نے گواہی دی کہ انہی غلیظ اور بوسیدہ دیواروں کے اندر ایک عظیم تاریخی واقعہ (یعنی پلیونا فوج کی تسلیم و اطاعت گزینی) وقوع میں آئیگا۔ دبیں اثنا دریا کے کنارہ کنارہ لڑائی برابر جاری تہی۔ اور گولونکی بوچھار تابر توڑ ہو رہی تہی جنہیں سے کئی عمارتیں قریب گرے۔ توپونکی گرج جو کبھی قریب گرتی ہوئی بجلی کی خوفناک کڑک اور کبھی دور کے بادلونکی دہمک کیطرح سنائی دیتی تہی۔ برف اور اولونکی بوچھار کے ساتہہ بلکہ باد تند کے پروں پر سوار بلگیریا کے میدانوں کو عبور کرتی ہوئی دور دور تک پہونچ رہی تہی۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ گرج بلقان کے درہ بابا قوناق کی بعیدی چوکیوں کے سپاہیونکو بھی سنائی دی تہی جو اسے سنکر حیرت زدہ و مبہوت ہوکر آپسمیں سرگوشیاں کرنے لگ گئے تہے کہ غازی عثمان آخری مقابلہ کر رہا ہے۔ دم توڑتی ہوئی سلطنت کی مضطرب ہاتہہ پاؤں مارنے سے زمین لرز رہی تہی اور دہشت زدہ کائنات واقعۂ عظیم کا عنقریب بچہ جننے کی تکلیفیں سہہ رہی تہی۔

چاروں طرف سے یاور اور اعلی چلے آرہے تہے۔ میں نے کئی ایک سے سوال کیا۔ ان سب نے یہی جوابدیا کام تمام ہوچکا ہے۔ مزید مقابلہ ناممکن ہے۔ اگر ہم نے ایک یا دو گھنٹے اور غنیم کی فوج پیدل کو روک رکہا تو کیا حاصل؟ اس کے گولے ہم کو قطعًا فنا کر دینگے۔ انہی لوگونکی زبانی میں نے ادرپا نتسر کی فوج کے ہتھیار رکھہ دینے کی خبر سنی اور نیز معلوم کیا کہ غنیم پلیونا اور ان تمام مورچوں پر جو شہر سے شمال، مشرق اور جنوب میں تہے قابض ہوگیا ہے۔ اور صرف کریشن اور بلاسی واتز کے درمیان حسین وصفی پاشا اور صادق پاشا کے بریگیڈ اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ مگر ان کو بہی ایسا سخت نقصان پہونچا ہے کہ وہ بڑی بے صبری کے ساتہہ سفید جھنڈا کھڑا کر دینے کا حکم ملنے کا انتظار کر رہے ہیں

مکان کے اندر جو کچھہ گذرا وہ میری نظر سے اوجہل تہا۔ تاہم مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ جب عثمان کے افسروں نے یکے بعد دیگرے عرض کیا کہ اطاعت قبول کر لینے سے اس خونریزی کا خاتمہ کر دیا جائے تو غازی موصوف نے اول اول انکار کر دیا۔ مگر جب چاروں طرف سے قاصد پہ قاصد دوسرے افسروں کی طرف سے یہی پیغام لیکر پے در پے آنے لگ گئے کہ للہ لڑائی بند کر دیجائے تو آخر عثمان پاشا نے مجبوراً شکستہ دلی سے چہت پر سفید جہنڈا کہڑا کر دیئے جانیکا حکم دیدیا۔ اُسی وقت جتنیاں قاصد لڑائی کو بند کرانیکے لئے بہیجدیئے گئے۔ اور اُن روسی افواج کے کمانڈر جنرل گانتزکی کے پاس جو اب چاروں طرف سے پرے باندہے ہوئے بڑہی چلی آرہی تہیں ایلچی روانہ کئے گئے کہ چند شرائط پر اطاعت تسلیم کر لینے کا معاہدہ کیا جائے۔ گانتزکی نے بلا شرط تسلیم کا مطالبہ کیا جسے عثمان نے منظور کر لیا۔ ظاہر پاشا اور جنرل گانتزکی نے میدان جنگ پر ایک دوسرے کو ملکر معاہدہ تسلیم کا تصفیہ کیا۔

یہہ کل معاملہ عمارت کے پاس سے کبیر کے چلے جانیکے بعد ہوا۔ میں وہاں بیس منٹ ٹہرا تہا۔ اور میرا یہہ ٹہہرنا بالکل بیجا اور نامناسب تہا۔ کیونکہ نتیجہ خواہ کچھہ ہو اپنی پلٹن کو حتی الامکان فی الفور جا ملنا میرا فرض تہا۔ یہہ خیال آتے ہی میں بادل افسردہ اوپانتزل کی طرف چلدیا تہا۔ میں چند لمحوں میں وہاں پہونچگیا۔ وہ سخت افراتفری کیحالت میں تہی۔ آخر بہت کچھہ ادہر اُدہر دیکہنے اور اوپر نیچے چڑہنے اُترنے کے بعد میری پلٹن یعنی اُسکا بقیۃ السیف محض حسن اتفاق سے میری توقع سے بہت جلد مجہے مل گیا۔ اسکا باعث یہہ ہوا کہ وہ شمال کو رُخ کر کے نالہ گریوتزا کے کنارہ کنارہ جس کے دائیں کنارہ پر رومانوی میرے جانے سے پہلے ہی قابض ہو گئے تہے صف بستہ کہڑی تہی۔ میں نے جو کچھہ دیکہا اور سنا تہا اُسکی میجر کو رپورٹ دی۔ اور پہر اس آخری مقابلہ میں شریک ہونیکی عزت حاصل کی جو ششم بریگیڈ کے باقیماندہ حصے نے غنیم کا کیا تہا۔ باقیماندہ حصہ اسلیئے کہ اُدہم پاشا کی بریگیڈ کی باقی چہہ پلٹنیں اس سے پیشتر کی اطاعت مان چکی تہیں۔ ہماری دونوں پلٹنوں میں چار سو سے زیادہ آدمی نہیں رہگئے تہے۔ میری کمپنی میں اب کلہم چالیس آدمی تہے۔ ہم اس چہوٹے سے دریا کے کنارہ کنارہ صف بستہ کہڑے تہے۔ سپاہی مجتمع خاطر۔ بے ہراس اور دونوں صورتوں کیلئے تیار تہے کہ اگر حکم ہوا تو ہتہیار رکھہ دینگے۔ ورنہ فنا ہو جائینگے۔

اس موقع پر قائم رہکر ہم دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کرنے لگ گئے۔ ساڑھے تین بجے کے قریب

مدد نہ ہوئی انفنٹری کا ایک جنوب کو بڑھتا ہوا کالم سامنے کی پہاڑیوں پر ہمیں دکھائی دیا۔ ہم نے آتشباری شروع
کر دی۔ مگر ابھی آخری لڑائی چھڑی ہی تھی کہ ایک سوار قاصد سفید رومال ہلاتا ہوا پیچھے سے پہونچ گیا اور
اسنے ہمکو بتایا کہ فوج نے اطاعت تسلیم کر لی ہے۔ آتشباری بند کر دیجائے۔ ہم نے اسیوقت تعمیل کر دی اور
ایک منٹ بعد غنیم نے بھی یہی کیا۔ تقریباً اسی لحظ جنوب میں بھی یکبارگی گولہ باری بند ہو گئی اور
پلیونا میں جس گولے نے سب سے آخر چلنا تھا وہ سر ہو گیا۔ ہمارے پاس جسقدر تھوڑے سے بہت سفید چیتھڑے
تھے ہم نے ان کو سنگینوں پر بند کر کے ہلایا۔ سپاہیوں نے رائفلیں زمین پر ڈالدیں اور ہم سب تکان سے
نیم جان کیچڑ بھری زمین پر آلتی پالتی مارکر یا چوتڑوں کے بل بیٹھ گئے۔ اکثر سپاہی اسی حال میں سو گئے۔
ہمکو دیکھا یا نہ گیا اور انکی طرف سے بھی دوسروں نے مراسم تسلیم ادا کر دیں۔ میں ایسا بدحواس اور کوفت زدہ ہو رہا
تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آیا بیفایدہ خونریزی کے تھم جانے پر خوشی کروں یا کہ شکست کھانے
پر افسوس کھاؤں۔ آخر یہی رائے قرار پائی کہ اب تو تن بتقدیر خاموش رہو۔ پھر فرصت کیوقت فیصلہ
کر لیجیو۔ الغرض پلیونا کی چاروں لڑائیوں میں سے آخری اسطرح پر ختم ہو گئی۔ ان میں سے تین میں ہمیں فتح
نصیب ہوئی۔ اور چوتھی میں یقینی بدیہی اور کمال ظفر بخش شکست۔ مگر وہ ایسی باعزت شکست تھی کہ
دنیا کی شجاع ترین فوج نے بھی شاید ہی کبھی ایسی عزت کے ساتھ شکست کھائی ہو گی۔

اس لڑائی کے حالات اور واقعات ایسے صاف اور واضح ہیں کہ میں صرف چند فقرات اور زیادہ کرنیکی
کی ضرورت دیکھتا ہوں۔ ۹ کو آدھی رات سے گھنٹہ سوا گھنٹہ پہلے روسیوں کو باشی طابیہ اور قلب کے
چند مورچوں کے خالی ہو جانیکا علم ہو گیا تھا اور وہ ان پر قابض ہو گئے تھے۔ طلوع فجر کے بعد روسیوں نے
کرشین مورچوں اور جانق بایر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور انکی چند دستے شہر میں بھی داخل ہو گئے۔
پہلے ڈویژن کو اپنے حملہ میں جس میں غازی عثمان اپنے سٹاف کے جملہ افسروں سمیت سب سے
آگے رہے تھے سب جگہ پوری کامیابی ہوئی۔ دشمن کے مورچوں کی پہلی قطار پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور بارہ توپیں
انکی صحیح سلامت اسیر فاتحین کے ہاتھ آئیں۔ مگر وہاں پہونچکر روسیوں کے شاندار انتظام و بندوبست کا اثر بوضاحت ہویدا
ہو گیا۔ انہوں نے اس بات کا کامل انتظام پہلے سے صرف سوچ ہی نہیں رکھا تھا کہ اگر ظفر مست فلاں فلاں مقام سے
اس قدر کمک فی الواقع پہنچ جائے۔ بلکہ عملی طور پر بھی اس امر کی کئی دفعہ مشق کرا چکا تھا جس کا یہ
نتیجہ ہوا تھا کہ وہی افسروں کو ایک ایک پلٹن کے نام اور نمبروں تک یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اگر

حصار کے کسی حصہ پر حملہ ہو تو فلاں فلاں جگہ سے اس اس قدر فوج جسمیں فلاں فلاں پلٹن ہوگی بھیجی جا سکتی اور وہ اس قدر عرصہ میں حصہ مذکور تک پہونچ سکتی ہے۔ حصار کے ہر حصہ میں وقت کئی بریگیڈ بالکل تیار رہتے تھے کہ اگر کسی دوسرے حصہ کو ضرورت پڑے تو فی الفور اُسکی مدد کو روانہ ہو جائیں۔

چنانچہ تار برقی کے سلسلوں نے محاصرہ کنندہ فوج کے ہر حصہ میں آناً فاناً یہہ خبر پہونچا دی کہ ترکوں نے جنرل کاٹیلائی اور جنرل گانز کی کی فوجوں پر حملہ کر دیا ہے جس پر سکوبایاف کے دستہ اور نیز رومانوی حصہ سے فی الفور زبردست کمکیں امپریل گارڈز اور گرینیڈئیرس کی مدد کو روانہ ہو گئیں۔ اور دریاے ویڈ باقی تمام حصوں میں کئی کالم تیار کر لئے گئے۔ روسیوں کے بالمقابل حملہ سے ترکوں کی صفوں میں پراگندگی اور سراسیمگی پھیل گئی۔ غازی عثمان کی ٹانگ پر شیل کا ٹکڑہ لگنے سے بہت زخمی ہو گئے اور اعلی کمان طاہر کے ہاتھ چلی گئی۔ آخر الذکر نے مفتوحہ مورچوں پر قبضہ قائم رکھنے کیلئے جہانتک ممکن ہو سکتا تہا پوری کوشش کی۔ مگر اُس میں کامیاب نہوا۔ فوج اپنے پیارے سردار کو جو تلوار اور پسول ہاتہہ میں لئے پہلے حملہ میں اُسکے آگے آگے رہا تہا صفوں میں نہ پاکر شکستہ دل ہو گئی۔ خود طاہر بہی خفیف سا زخمی ہو گیا۔ مزید برآن اُسکی شہرت میں تیسری لڑائی کے اثنا میں جسکا ذکر میں دسویں فصل میں کر چکا ہوں حرف آگیا ہوا تہا۔ اور عادل حسن بیگ عثمان کے بعد فوج کو سب سے زیادہ بھروسہ تہا۔ ابھی ووڈ کے داہنی کنارہ پر ہی تہا جہاں چہارم اور پنجم بریگیڈ جو عقب اور میسرہ کی حفاظت پر مامور کئے گئے تہے غنیم کے ساتھہ ایسے مصروف کارزار تہے کہ وہ تجویز کے مطابق اَملی ڈویزن کی مدد کو نہ پہونچ سکے۔ ان سب کا اثر ملا کر نتیجہ یہہ ہوا کہ فوج دیوانہ وار پیچھے کو بہاگ کہڑی ہوئی۔ اور اگرچہ توپ پاشا کی پلٹنیں قابل تعریف ہمت نہ کرتیں تو وہ میدان میں ہی اُس کا اُسی وقت قلع قمع ہو جاتا۔ سب طرف سے ترک دریا کے دوسرے کنارہ کو پیچھے ہٹ گئے۔ اور وہاں جاکر آخری مقابلہ کے لئے کہڑے ہوئے۔

وہیں اثنا رومانویوں نے ادہم پاشا کے زیر کمان ششم بریگیڈ سے دو باستثنا بیری اور ایک دوسری پلٹن کے کمینہ دہوکہ وہی سے ہتہیار کہوا لئے تہے جس سے ترکوں کا میمنہ تباہ ہو گیا تہا۔ کل فوج میں زیادہ تر بوجہ جل اور مال جان قطاکی جبر سے ایسی سخت گڑبڑی ہوئی تہی اور سپاہی ایسے کامل بے سکت ہو گئے تہے کہ مزید مقابلہ محض ناممکن تہا۔ روسی مورچوں کو سب طرف سے کمک پہونچ چکی۔ اور اس تنگ محدود جگہ میں

جہاں ترکی فوج کا صف شکستہ اژدحام اور پراگندہ ہجوم جمع تہا روسی توپخانہ ایسی مجتمع آگ برسا رہا تہا کہ اور ایک گھنٹہ میں فوج کا یہہ باقیماندہ حصہ بھی معدوم ہو جاتا۔ ایسی صورت میں عثمان کیلئے اطاعت مان لینے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہگیا تہا۔ غلیم نے شرطوں سے انکار کر دیا اور اُنکو بلا شرط دشمن کے رحم پر بہروسہ کر کے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ روسی توپخانہ سفید جھنڈے کے نصب ہو جانے اور ترکوں کے آتش باری بند کر دینے سے آدھہ گھنٹہ بعد تک گولہ باری کرتا رہا۔ اسکے عذر میں یہہ بالکل نہیں کہا جا سکتا کہ روسی توپخانہ کو کوئی غلطی ہو گئی تہی۔ یا اُسے ترکوں کی اطاعت مان لینے کی خبر نہیں ہوئی تہی۔ یہہ امر بہی یہی ہے کہ روسیوں نے قوانین انسانیت اور آداب حرب دونوں کی سخت خلاف ورزی کی۔ روسی مورخین نے اس معاملہ کی تشریح و توضیح کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی۔

روسیوں کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں اُنکے ..۱۵ قتل اور زخمی ہوئے جنمیں سے ۱۷سو گانز کی فوج گرنیڈیرلان کے حصہ آئے تہے۔ رومانویوں کا بہت خفیف نقصان ہوا۔ ترکوں کا نقصان کسی طرح پانچ ہزار سے کم نہیں ہوا ہوگا یعنی تخمیناً ۱۵سو شہید اور ۵۰۰سو زخمی ہوئے۔ ان میں سے اندازاً ۳۰۰۰ اول ڈویژن کے۔ ۱۵سو دوم کے اور پانچ سو قطار اور محافظ دستے کے قیاس کرلو۔ علاوہ بریں دو سو مسلمان باشندے جن میں زیادہ تر مستورات اور بچے تہے قتل و مجروح ہوئے۔ اور کم از کم پانچسو بیمار۔ شفایاب و مسلم باشندے بلغاریوں نے قتل کئے یعنی ۱۰ دسمبر کے معرکہ کی بطفیل تقریباً ۸ ہزار انسان براہ راست لڑائی میں یا بالواسطہ طور پر قتل اور ناکارہ ہوئے۔

روسیوں اور رومانویوں کی طرف تخمیناً اسی نوے ہزار یعنی ترکی جنگ کنندگان سے تگنے آدمی فی الواقع لڑائی میں شریک ہوئے کل محاصرہ کنندہ فوج میں محصورین کی نسبت آدمی چوگنے اور توپیں ساڑہے پانچ گنی تہیں۔ کل روسی مغربی فوج پلیونا فوج سے آدمیونکے لحاظ سے چہہ گنی اور توپوں کے لحاظ سے آٹہہ گنی زبردست تہی۔

اعلیٰ ترکی افسروں میں سے کرنیل ولی بک (سابق کمانڈر ڈولنا دوبنیک) اور لفٹننٹ کرنیلان یوسف بک وعبد اللہ بک شہید اور عثمان پاشا۔ طاہر پاشا۔ کرنیل یونس بک۔ لفٹننٹ کرنیلان۔ کاظم بک۔ ایوب بک۔ راسم بک و یہ توبک زخمی ہوئے۔

ادہم پاشا کی چہہ پلٹنوں نے جیسا کہ اُنکو چاہئے تہا کام نہ کیا۔ یہہ معاملہ اس امر سے اور بہی زیادہ حیرت

بخش ہوجاتا ہے کہ ادہم پاشا بکربات وحرارت علی التواتر خود کو قابل اور بہادر سپاہی ثابت کرچکا تہا۔ اور ادہر کرنیل سلیمان بک نے جو منجملہ ازاں چار بٹلینوں یعنی بارہویں رجمنٹ کا کمانڈر تہا محاربہ کے کل دوران میں اوبانتہر مورچوں کے کمانڈر کی حیثیت سے تمام فوج میں کمال نیک نام رہا تہا۔ کل فوج اُسکی بے اندازہ عزت کرتی تہی۔ اور سپاہیوں میں اسبات کا عام چرچا رہتا تہا کہ کمپ بہر میں اُسکے مورچوں کا انتظام سب سے عمدہ ہے اس استثنا کے سوا آخری حملہ میں پلیونا فوج کا جو رویہ رہا وہ اعلیٰ ترین تعریف کا مستوجب ہے۔

میری رائے میں اِن چار باتوں سے حملہ میں ناکامیابی ہوئی۔ ورنہ غالب قیاس تہا کہ ہمیں اپنے مدعا میں کامیابی ہوتی۔ اوّل وبال جان بوجہل قطار کے باعث۔ دوم۔ اُس بہاری بوجہہ کی بدولت جو سپاہیوں کو اٹھانا پڑا۔ سوم عثمان پاشا کے زخمی ہوجانے سے اور چہارم ادہم پاشا کی بیوقت تسلیم کی وجہ سے

اب اِن باتوں کو سوچنا نہ صرف فضول بلکہ رنجدہ ہے کہ اگر ہمیں حملہ میں کامیابی ہوجاتی تو یورپ کیسا متحیر و ششدر رہجاتا۔ اس سے کیا نتیجے برآمد ہوتے۔ اور تاریخ عالم میں کس طرح ایک ایسی فتح کا نام ایزاد ہوجاتا جسکی برابری موجودہ زمانہ کی کوئی فتح نہ کرسکتی اور بالآخر اس سے عثمان کا نام کیسے اُن معدودے چند مردان خدا کی فہرست میں درج ہوجاتا۔ جو ایسے کام کرکے دکہا گئے ہیں کہ وہ پہلے بظاہر ناممکن نظر آتے تہے۔ لیکن اس حملہ کو خواہ اسی پہلو سے دیکہا جائے کہ اُس میں شکست ہوئی پہر بہی اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ کمال شاندار شجاعت و بہادری کا کام تہا۔

پلیونا کی چوتہی لڑائی ثابت کرتی ہے کہ عثمانیہ انفنٹری جبکہ اُس میں مناسب جوش بہر دیا جائے جارحانہ کارروائی اور حملہ کرنے میں بہی دُنیا کی باقی کل انفنٹریوں سے گوئے سبقت لیجا سکتی ہے۔ اگر عثمان کی فوج نے پہلے کوئی بہی کارنمایاں نہ کیا ہوتا۔ تو بہی اُسکی ناموری کا سکہ بٹھانے کیلئے اوّل ڈویژن کا یہہ حیرت افزا حملہ ہی تنہا کفایت کرجاتا۔

باب پانزدہم

تسلیم - ۱۰ و ۱۱ دسمبر ۱۸۷۷ء

لڑائی اور محاربہ کے بیس ہفتوں میں میری بٹلین میں ۵۰ سپاہیوں اور ۱۹ افسروں کی اصلی تعداد کی جگہ دوسو سپاہی اور دس افسر رہگئے تہے اور میری کمپنی میں ۱۵ سپاہیوں اور ۵ افسروں کی بجائے

ایک افسر اور چالیس سپاہی ہمارے ملحقہ پلٹن میں صرف ۵۰ آدمی بچ رہے تعداد اُن لوگوں کی تھی جنھوں نے ۱۰ دسمبر کی تاریک برف آلود شام کو ایک رومانوی کرنیل کے سامنے ہتھیار رکھے۔

ہمارے میجر کو ہتھیار رکھنے سے عین ایک لحظ پہلے سخت زخم پہونچا تھا اور اُسے رومانوی گاڑی پر اٹھاکر لیگئے تھے میرا پہلا کپتان اُسی مورچوں میں زخمی ہوا تھا اور جب پلٹن پیچھے ہٹی تھی تو دشمنوں کے ہاتھ اسیر ہوگیا تھا۔ بقال کی ٹانگ پر گرنے سے چوٹ آئی تھی۔ مگر اُس نے جراحی امداد (مرہم پٹی کرانے) سے بحقارت انکار کردیا۔

جب رومانوی سپاہیوں نے ہمارے ہتھیار اُٹھائے تو میرے سر پر ناقابل ضبط غیظ وغضب کا بھوت سوار ہوگیا۔ میں نے اپنی تلوار کو توڑ ڈالا اور کاربین۔ ریوالوروں اور کارتوسوں کو گرد وپیش پرا میں پھینک دیا۔ ایک سپاہی نے جو خط وخال میں سامی (یعنی یہودی معلوم ہوتا تھا) میرے خنجر کو تاڑ لیا مگر میں نے حوالا کرنے سے پہلے اُسکی پھل کو ہاتھ کی ضرب سے توڑ دیا۔ دوسرے سپاہی نے میری دوربین پر تصرف کر لیا۔ پھر اپنا چرمی صندوق ہمیرہ دکھائی دیا۔ میں نے اُسے پلٹن کی گاڑیوں میں سے ایک پر رکھا تھا۔ میں نے اپنے مسودوں اور یادداشتوں کے باقیماندہ ٹکڑوں میں سے کچھ حصہ کوٹ اور قمیص کے درمیان زرہ بکتر کی طرح سینہ پر رکھکر بچا لیا تھا۔ غصہ کے بعد میری طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا۔ میں نے ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر منہہ کو ہاتھوں سے چھپالیا اور آدھ گھنٹہ ایسی سخت سوچ بچار میں غرق رہا کہ ساری عمر میں نے ویسا غم پہلے یا بعد نہیں کیا۔ کسی شخص نے میرے کندھے پر باہستگی ہاتھ رکھ دیا اور مسرت بھری آواز سے مجھے مخاطب کیا جس سے میں اپنی رنج آمیز غور وفکر سے چونک پڑا۔ اور سر پھیرنے پر آگ کی روشنی سے جسے ہمارے چند سپاہیوں نے روشن کیا تھا اُس نوعمر رومانوی لفٹننٹ کو اپنے پاس کھڑا دیکھا جس سے میں نے ۱۰ نومبر کو باتش اور تعالی طابیوں کے درمیان مختصر سی عارضی التوائے کیوقت دوستانہ بات چیت کی تھی۔ ایکدوسرے کو پہچان کر ہمیں حیرت اور خوشی دونوں چیزیں ہوئیں۔

درینولا ہماری دونوں پلٹنیں ایک ایکڑ وسیع جگہ میں بند کردیگئی تھیں اور اُن کے گرداگرد بیشمار سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ دوسرے بدمعاشی اور بدمستی کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ رومانوی سپاہیوں کی آوازیں تھیں جو حسب معمول اپنے ہم جنسوں کی طرح شراب پی پی کر اندھے ہورہے تھے۔

میرا رومانوی دوست جسکا نام چاوجیانو[۱۲۴] تھا سنتریوں کے افسر سے کچھ بات چیت کر کے مجھے اور تین اور افسروں کو اپنے کیمپ میں لیگیا۔ وہ ایک میل کے فاصلہ پر ہمارے سابقہ اوپانتیز مورچوں میں سے ایک میں مقیم تھا۔ وہاں اُس نے اپنے ساتھیوں سے ہماری ملاقات کرائی۔ جنہوں نے ازراہ مہمان نوازی و خوش اخلاقی ہمیں گرما گرم گراگ[الف] روٹی اور سرد گوشت دیا۔ اللہ اکبر ہم نے کیسے بے تحاشا غذا کو چٹ کیا۔ ہم نے تھالوں کو تہ تک باتوں ہی چاٹ لیا۔ ہمارے رحمدل میزبان شفقت آمیز دلچسپی سے ہمیں دیکھتے رہے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری یہہ حالت دیکھہ کر چاوجیانو کی روشن آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

شب ماقبل کیطرح آج کی رات بھی سخت تاریک تھی جسمیں کیمپ کے الاؤوں کی پھیکی سی روشنی جا بجا اوجالا کیے ہوئی تھی۔ زمین بالکل منجمد اور برفباری شروع ہوگئی۔ سب طرفوں سے راگ رنگ اور ہنگامہ مستی کی آوازیں آرہی تھیں چند روسی افسر بھی ہماری مجلس میں آگئے۔ اُن میں سے ایک نے مجھے وہ کتاب دکھائی جو میں نے دن کو زمین پر سے اُٹھائی تھی۔ اُس نے کہا یہہ انجیل ہے اور گانزکی کے دستہ گرینیڈیرز کے میجر کاسی کاف کی ملکیت ہے۔ یہہ تحریر اُسکی بیوی کے ہاتھ کی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اُسکے پاس لے چلتا ہوں۔ ممکن ہے وہ تمہیں اپنے مورچہ میں ٹھہرا لے۔ اِس سے تم آئندہ چند دنوں کی تکالیف سے بچ جاؤگے۔ کیونکہ جب تک ہمارے سپاہیوں کا خمار اور مستی دور نہ ہوگی۔ اسیروں کو لازمی طور پر تکلیف برداشت کرنی پڑیگی۔"

چاوجیانو نے کہا میں بھی ساتھ چلتا ہوں اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ فاتحین عام جشن منا رہے ہیں اور ہر ایک کو نوکری پہرہ سے چھٹی ہے۔ دوسروں سے صاحب سلامت کر کے جو ترک روسی اور رومانوی سب آپس میں صلح و امن سے لپی بیٹھ سگرٹوں کے داؤ لگا کر جوا کھیل رہے تھے ہم تینوں اس مقام کی راستہ سے جہاں میری پلٹن آگ اور خیموں کے بغیر برف سے ٹھٹھرے ہوئے کھیت میں بے سرو سامان اور شمالی ظالم ہوا سے بالکل غیر محفوظ پڑی تھی گرینیڈیروں کے کیمپ کو چلدیئے۔ پلٹن کے کیمپ سے ہمیں رنج و درد اور غیظ و غضب کے نعرے سنائی دیئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ روسیوں نے جو رومانوی سنتریوں کی جگہ آئے تھے اُن اسیران جنگ سے نہ صرف جیسی کہ عام روسی سپاہیوں سے توقع تھی نقدی۔ گھڑیاں اور قیمتی چیزیں بلکہ کمبلیں بھی چھین

[۱۲۴] میں نے یہہ نام صرف آواز کے لحاظ سے لکھا ہے۔ اُسکے درست ہجے مجھے معلوم نہیں۔ مصنف

الف شراب اور پانی کا مرکب۔ مترجم

لی ہیں میرے پاس جس قدر باقی تھیں وہ میں اپنے آدمیوں کو دیکر اپنے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ اُن کو بھی میری طرح یہہ سُنکر سخت رنج پہونچا تھا۔ میں لمحہ بھر کیلیئے رفتار سے علیحدہ ہوا۔ اُسی لمحہ چند وحشی مجھہ پہ جھپٹ پڑے اور میری جیبوں کو ٹٹول لیا۔ میں نے اپنے محافظین کو پکارا۔ مگر اُنکے پہونچنے تک ڈاکو میری گھڑی اور تھوڑے سے چاندی کے سکے جو جیب میں کھلے پڑے تھے لیکر فو چکر ہو گئے جنکا تاریکی میں تعاقب کرنا بالکل ناممکن تھا۔ خوش قسمتی سے پانچ طلائی پونڈ جو فلالین کی قمیص میں سلے ہوئے تھے وہ جن میرے پاس چھوڑ گئے۔

تمام میدان لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ اُس میں سے ہم بمشکل گرینڈ یروڈن کے مورچہ کو گئے۔ جب کبھی مجھے یہہ خیال آتا ہے کہ اِس وقت میں ضرور جیک کی لاش کے پاس سے گذرا ہونگا تو میرے جسم پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مگر رات سخت اندھیاری تھی اور غم کو غلط کرنیکے لئے میں نے رفتار سے بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا۔

گرینڈ یروڈن میں شورہ پشتی۔ بدمستی اور بدنظمی زوروں پہ تھی۔ ہم نے کئی شخصوں سے پتہ پوچھا۔ مگر ان بدمست وحشیوں میں سے جو شراب سے اندھے ہو رہے تھے ایک نے بھی درست پتہ نہ بتایا۔ آخر ہم کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے ساتھہ ساتھہ چلنے سے میجر کے مورچہ میں پہونچ گئے۔ مالک کتاب کو میں نے رحمدل وقیق دیو پایا۔ اُس نے میرا بہت شکریہ ادا کر کے کہا کہ "چلتے وقت مجھے بیوی نے تطور یادگار یہہ کتاب دی تھی"۔ وہ ہم کو اپنی کچی جھونپڑی میں لیگیا۔ وہاں اور افسر بھی ہم سے آملے۔ اور چاء۔ کونیاک شراب بسکٹوں اور سگرٹوں سے ہماری تواضع کیگئی۔ اُس ایک پیالہ چاء کا میں ہمیشہ ممنون ہونگا۔ اگر میجر کہتا تو اُس کے عوض میں بڑی خوشی سے اپنے پانچوں پونڈ دیدیتا۔ اب رات کے دس بجے کا عمل تھا۔ جس پر چاء پیا تو اور وسی لفٹنٹ کو ہم سے رخصت ہونا پڑا۔

میجر کاسی کاف نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ "اگر تمہارے پاس آدہا پونڈ ہو تو میں اُس سے دبسکو تو میں روانگی تک تمہاری رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ میرے اپنے پاس روپیہ نہیں۔ ورنہ تمہیں نہ کہتا۔ یہہ خرچ تم بہت فائدہ مند پاؤ گے"۔ میں نے اُسی رقم مطلوبہ حوالہ کر دی اور اُسکے چہرہ کو مستعد پاکر باقیماندہ ساڑھے چار پونڈ بھی اُسکے پاس امانت رکھدیئے کیونکہ میں جانتا تھا کہ اُسکے پاس رہنے سے وہ بدمست وحشی سپاہیوں کی دستبرد اور قزاقی سے بچے رہینگے۔

میجر نصف پونڈ لیکر باہر نکل گیا اور آدہ گھنٹہ کے بعد ایک نوعمر نائب ڈاکٹر کو ساتھہ لے آیا جسکو

میرے بازو پر پٹی باندھ دی اور ایسی متین چہرہ سے کہ مجھے ہنسی کو ضبط کرنیکے لئے ہونٹوں کو دانتوں سے دبانا پڑا میرے سخت زخمی ہونیکا سارٹیفکٹ لکھدیا۔ میرا بازو بالکل صحیح سالم تھا۔ البتہ جوؤں وغیرہ کے کاٹنے سے اُسکی سطح کا چمڑا جا بجا پھول گیا ہوا تہا۔ کاسی کاف کے جھونپڑے میں ہی مجھے ایک افسر کا پلنگ دیدیا گیا۔ جو صبح کی لڑائی میں ہلاک ہوگیا تہا۔ پھر تہوڑی سی اور کونیاک پینے اور چند گندمی آٹے کی روٹیاں کہلنیکے بعد میں اپنے مہربان میزبان سے گرمجوشی کے ساتھہ مصافحہ کرکے کمال تکان زدہ پلنگ پر لیٹ گیا اور کسی طرح کے خواب یا ایک دفعہ بھی دھیان میں جاگنے کے بغیر کامل بارہ گھنٹے سیر ہوکر سویا۔

دوسرا دن (۱۱ دسمبر) میں نے میجر کے جھونپڑے کے اندر ہی کہانے پینے۔ باتیں کرنے۔ سونے اور تاش گنجفہ و چوسر کے کھیلنے میں بسر کیا۔ کاسی کاف نے میری درخواست پر امانت میں ایک خفیف سی رقم جو میری خوراک کی بابت اُسکے حساب میں لکھی گئی تھی وضع کرلی۔ نوجوان ڈاکٹر نے آج پھر سات آٹھہ افسروں کے بالمشافہہ جو سازش میں شریک اور اس تمسخر پر خوب قہقہے لگاتے تھے میرے بازو کا معائینہ کیا۔ میں اُس اشد بدمعاش ڈاکٹر کے چہرہ کو دیکھہ دیکھہ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ وہ کس طرح اُسے قائم رکھے ہوئے ہے۔ سارا عرصہ اُس کے چہرہ کے ایک پٹھے نے بھی حرکت نہ کی اور کاغذ کے سفید ورق کیطرح وہ بالکل صاف اور ہموار رہا۔

میجر کاسی کاف اور اُسکے ساتھی افسروں کے سلوک کا میں کمال مشکور ہوں۔ اُنکا رویہ نہایت ہی تعریف کے قابل تہا۔ عام سپاہیوں کی بدمعاشی و بداطواری کے مقابلہ پر اُنکی خوش اخلاقی۔ عالی حوصلگی اور بیغرض مہمان نوازی روز روشن کیطرح چمک رہی تھی۔

لفٹننٹ چاوچیا تو مجھہ ملنے آیا اور میرے لئے جرابوں کا جوڑا لایا۔ اس چیز کی مجھے سخت ضرورت تھی اُسکے خوبصورت طفلانہ چہرہ اور خندہ اطواری سے مجھے جیک یاد آگیا۔ اُدہر شراب کا بھی نا غیر معمولی مقدار میں میرے سر پر سوار تہا۔ میں نے اپنے کل دکھہ درد اُسی ایک ایک کرکے سُنا دیئے جنکو وہ تحمل سے سُنتا رہا اور جب تک میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہا وہ زنانہ شفقت اور محبت سے میرے ہاتھہ کو پکڑے ہوئے پلنگ کے پاس بیٹھا رہا۔

اُس رات میں سویرے ہی سو گیا اور چودہ گھنٹوں کی مسلسل نیند سے شراب کی پیدا کی ہوئی رقیق القلبی کو دور کیا۔

پھر مجھے بعد میں سنجارسٹ اور خرکوف جاکر معلوم ہوا کہ ترک اسیروں کو بہت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں
متعدد وسائل سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا۔ اُسے مختصر طور پر ذیل میں درج کرتا ہوں۔

ترکی فوج نے ۱۰ ار ۱۱ کی درمیانی رات اُنہی اُنہی جگہوں پر بسر کی۔ جہاں وہ لڑائی کے فتح ہونیکے وقت موجود تھی۔ ہتھیار سب لیلئے گئے تھے۔ اور اکثر کی نقدی قیمتی چیزیں بسکٹیں بلکہ گراں کوٹ تک لوٹ لئے گئے تھے۔ ترکوں کو آگ جلانیکی اجازت نہ دیگئی تھی۔ اور نہ اُن میں کوئی خوراک اور پانی تقسیم کیا گیا تھا۔ زمین منجمد ہوگئی تھی اور ساری رات برف پڑتی رہی تھی۔

۱۱ کو قیدی تین حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک جماعت گریوتسا کے قرب جوار کو بھیجدیگئی۔ دوسری وِد کے مغربی کنارہ کے میدان کو۔ اور تیسری دائیں کنارہ پر شہر اور پُل کے درمیان ہی۔ سب جگہ اسیر کھلے میدان میں رہے۔ رسد پانی مطلقاً تقسیم نہ گیا۔ نہ بیماروں اور زخمیوں کی کوئی خبر لیگئی۔ جب سپاہی باہ و ناری کچھ کھانیکو مانگتے تو اُنہیں جواب دیا جاتا کہ "خود تمہارے افسروں کا بیان ہے کہ تمہارے پاس چھ دن کی خوراک کیلئے بسکٹیں موجود ہیں"۔ اس امر کا کوئی خیال نہ کیا گیا کہ دس میں سے نو کا راشن چھین لیا گیا ہے وِد کے پانی پینے کی ممانعت کردیگئی تھی۔ کیونکہ دریا کا پانی لاشوں کے ڈالے جانے سے خراب ہوگیا تھا۔ مگر بایں ہمہ اور پانی بھی نہ تقسیم کیا گیا۔ اور اسیروں کو پگھلی ہوئی برف اور جوہڑوں کے پانی پر قناعت کرنی پڑی ترکی ڈاکٹروں سے آلات اور ادویات لیلی گئی تھیں۔ جنکو روسی ڈاکٹروں نے خود اپنے زخمیوں پر استعمال کیا۔ سینکڑوں زخمی اور اعضا بریدہ شدہ گلتے رہے۔ ایندھن بھی مطلقاً تقسیم نہ کیا گیا۔ البتہ روسی سپاہیوں نے ترکوں کی ہی شکستہ گاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے فی ٹکڑا پانچ پانچ شلنگ پر بیچے۔ صرف وہی لوگ جنہوں نے میری طرح اندرونی کپڑوں میں نقدی چھپاکر رکھی ہوئی تھی کوئی چیز خرید سکے۔ روسی۔ پولنڈی اور رومانوی یہودیوں نے سات آٹھ چھٹانک وزن کی ایک ایک روٹی دس دس قرش کو صاف پانی کا ایک پیالہ ۵ قرش کو اور مکروہ و متعفن برانڈی کی ایک ایک بوتل ایک ایک پونڈ کو فروخت کی۔ پنیر فی اونس (۱/۲ ۲ تولے) پانچ قرش قیمت پاتا تھا۔ اور یہی قیمت ایک عدد آلو یا شلغم کی تھی۔ افسروں کے اسباب کو روسی سپاہیوں نے سب سے زیادہ بولی پر نیلام کردیا۔ جن ترکوں نے قزاقی کی مزاحمت کی وہ فوراً ہلاک کردیئے گئے۔ جو تین یا چار شفاخانے کے ترک عثمان پاشا کے ذاتی اسباب کی حفاظت پر مامور تھے اُنکے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا تھا۔ اور اسباب روسی سپاہیوں نے تصرف کرلیا تھا۔

ایک ہفتہ تک جبکہ پہلا گروہ سسٹووا کو بھیجا گیا یہی کیفیت رہی۔ کل اسیر پلیونا کے قرب و جوار سے چودہ دنوں میں رخصت ہوئے۔ اس عرصہ میں تین چار ہزار آدمی اُن مصائب اور فاقوں کا شکار ہوگئے جو فاتحین نے انکو دیئے تھے۔ چودہ دنوں میں سے صرف آٹھ دن اُن میں تھوڑی تھوڑی روٹی تقسیم کیگئی تھی۔ روسیوں نے اپنی بیکس و درماندہ قیدیوں کو جو جو ناگفتہ بہ اذیتیں پہونچائیں۔ اُن میں سے میں صرف ایک کا مثالاً ذکر کرتا ہوں۔ اِن فاقہ کش اور ہیچ پوش قیدیوں کی گروہ در گروہ کو بلا غرض و بلا مطلب کوہر اور برف میں بار بار کیمپ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو بھیجدیا جاتا تھا۔ اب ایک گروہ کو گریونز اسے تیرہ میل کے فاصلہ پر گورنا سٹرو پولی بھیجا جاتا اور اُسی دن یا دوسرے دن اُسے پھر گریونز واپس بھیجدیا جاتا۔

اکثر دیگر کل ہرگز نہیں ترک افسروں کے ساتھ اُن کے روسی بہائیوں نے بہت عمدہ سلوک کیا روسی افسر اپنے سپاہیوں کی درندگی اور وحشت۔ اپنی کمسریٹ کی کامل بدانتظامی ہسپتالی بندوبست کی قابل شرم بدنسقی منتظمین کی ناقابلیت اور بعض قواعد احکام کی بیجا سختی کو خود تسلیم اور اُن پر دلی تاسف کرتے تھے۔

عثمان پاشا کو بوجہ بیلان گاڑی کی۔ کاسیلائی اور چپنات۔ ارکی شام کو جھونپڑے (یعنی چوبی مکان) میں جانے۔ اُنکے لئے گاڑی منگوائی گئی۔ اور اُس پر سوار کرکے اُنہیں پلیونا بھیجدیا گیا۔ راستہ میں اُنہیں گرینڈ ڈیوک نکلس اور والی رومانیا ملے۔ اول الذکر نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آکر پاشا موصوف کو اُنکی شاندار مدافعت پر مبارکباد دی۔ شاہزادہ چارلس نے بھی مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑہایا۔ مگر بہادر عثمان کا اسیری میں بھی وہی دم خم تھا۔ اُس نے باغی والی ریاست کے ساتھ مصافحہ کرنے سے انکار کردیا۔ اور اپنا ہاتھ آگے نہ کیا۔ افسروں نے ہمراہ کے نعرے بلند کئے۔ اور سپاہیوں نے باقاعدہ فوجی سلامی اُتاری۔ دوسرے دن عثمان پاشا کی زار سے ملاقات کرائی گئی زار نے اُسوقت فرنچ زبان میں یہہ الفاظ کہے :-

"میں آپ کو آپ کی شاندار مدافعت پر مبارکباد دیتا ہوں۔ یہہ جنگی تاریخ کا سب سے نمایاں کارنامہ ہے"

اِن الفاظ کی جو تاریخی ہوگئے ہیں کل دُنیا کی متفقہ رائے نے تصدیق کردی ہے

اُسی دن سہ پہر کیوقت کاسکوں اور آسی اور ہی سواروں کے اعزازی دستہ کے ساتھ عثمان پاشا

کو بوغوت بھیجدیا گیا جہاں وہ دو ہفتہ تک خیمہ میں مقیم رہے۔ اور اُنکا سابق اعلیٰ ڈاکٹر حاسب بک۔ ایک جرمن ڈاکٹر۔ اور چند خواہران صلیب احمر اُنکی تیمارداری اور مرہم پٹی کرتی رہیں۔ بوغوت سے براہ ہشتو اور بخارسٹ اُنہیں خرکوف پہونچا دیا گیا۔ جہاں وہ مارچ ۱۸۷۸ء میں قید سے رہا ہونے تک مقیم رہے۔ ایام اسیری میں اوّل سے آخر تک اُنکے ساتھ کمال فراخدلی اور بلند حوصلگی سے سلوک کیا گیا۔ اور جیسی کہ اُن کے عام سپاہیوں کو منزل مقصود پہونچنے تک مصائب عدیدہ اور تکلیفات شدیدہ برداشت کرنی پڑیں۔ ویسے ہی اسکے عین برعکس اُن کو کمال آرام و آسایش کے ساتھ رکھا گیا۔ خرکوف میں شیر پلیونا کا شایانہ اعزاز و اکرام کیا گیا اور وہاں کی اعلیٰ سوسائٹی اُنکے پاؤں دھو دھو کر پیتی رہی۔

۱۰ار او۱۱ر کو جو جو معاملے پلیونا میں گذر گئے قلم اُن کو بیان کرنیکا یارہ نہیں رکھتا۔ میں نے چشم دید شاہدوں سے ایسی ایسی باتیں سنیں کہ اُنہیں سُنکر انسان غصّہ کے مارے کپڑوں سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اُسکا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ بلغاریوں نے بالکل وحشیوں اور دیوانوں ایسی حرکتیں کیں جب یہہ خیال آتا ہے کہ عیسویت کی اسلام پر فتح پانیکی خوشی اس طرح منائی گئی تھی کہ عیسائیوں نے بیگناہوں کا قتل عام کیا۔ اُنکا مال و اسباب لوٹ لیا اور ناگفتہ بہ جرایم کا ارتکاب کیا تو روح کو سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ فتح پلیونا پر جو جو ظلم وقوع میں آئے۔ اُن سے بلغاری قوم کے نام پر ہمیشہ کیلئے دھبہ رہیگا۔ یہہ ظلم ایسے نہ تھے کہ اُنکا ہونا اٹل تھا۔ بلکہ کمال آسانی کے ساتھہ اُنکے ارتکاب سے پہلو بچایا جا سکتا تھا۔

پلیونا ۱۴۳ دنوں کی مدافعت کے بعد جو بقول نزار اسکندر ثانی ''جنگی تاریخ کے کمال شاندار کارناموں میں سے ایک کارنامہ تھی'' فتح ہوا۔ اِن دنوں میں سے ۹۳ دن سخت محاصرہ رہا۔ یعنی ۸ ستمبر سے لیکر ۲۴ ر تک ۱۶ دن ابتدائی محاصرہ اور ۲۴ ر اکتوبر سے لیکر آخری دن تک ۷۴ دن واقعی محاصرہ اس عرصہ میں تین (یعنی ۳۰ ر جولائی۔ ۱۱ و ۱۲ ر ستمبر اور ۱۰ ر دسمبر کی) بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں چار (یعنی پلیونا کی لڑائی مورخہ ۲۰ ر جولائی۔ پلی شنات کی لڑائی مورخہ ۳۱ ر اگست۔ لوفچہ کی لڑائی مورخہ ۳ ستمبر اور گورنا دوبنیک کی لڑائی بتاریخ ۲۴ ر اکتوبر۔ دوسرے درجہ کے معرکے۔ اور بیشمار چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائیوں کے علاوہ ۲۰ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں یعنی بالاوسط ہر پانچویں دن ایک لڑائی ہوتی رہی۔

پلیونا کی بدولت روسیوں کے کم از کم ۵۵ ہزار۔ رومانیوں کے دس ہزار اور ترکوں کے تیس ہزار آدمی

ہلاک اور ناکارہ ہوئے - جو لوگ بیماری سے فوت ہوئے اور نیز وہ آٹھ نو ہزار اسیران جنگ بھی جو روس علاقہ میں پہونچنے سے پہلے بھوک سردی اور بیماری سے مرگئے اسی تعداد میں شامل ہیں - اگر پلیونا کے مقتول و مجروح باشندوں کو بھی شامل کیا جائے تو اُن لوگوں کی تعداد جنکی جانیں یا اعضا رپلیونا کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھے ایک لاکھ سے کم نہیں پہنچاتی[۱۲۵] - اُن میں سے چالیس ہزار بیماری فاقہ اور ضربات سے یا تو اُسیوقت یا بعد میں جاکر ہلاک ہوئے - فقط میدان جنگ میں بیس ہزار ہلاک ہوئے - پلیونا کے قرب جوار میں ایک شہنشاہ کی بیوقوفی اور جہانبانی و سیاست کی تیس ہزار قربانیاں آخری نیند سو رہی ہیں -

اوّل سے لیکر آخر تک مع جملہ نقصانات پلیونا کو فتح کرنیکے لئے روسی تخمیناً اڑہائی لاکھ آدمی اور سات سو توپیں اور ترک اُسکے بچاؤ کے لئے ساٹھ ہزار آدمی اور ایک سو توپیں میدان جنگ میں لائے - روسیوں کی تعداد میں رومانوی بھی شامل ہیں -

محاربہ پلیونا کو ایسی ایسی مہیب اور رقت انگیز باتوں سے مملو ہے کہ خداوند کریم ناظرین کو آنکھوں سے چھوڑ خواب میں بھی اُنکی نظیر نہ دکھائے - تاہم اُس میں ایسی باتیں بھی تھیں جن سے انسانی فطرت کے کمال خوبصورت اور شریفانہ بلکہ ملکوتی جوہر واضح ہو رہے ہیں - بفرض محال اس محاربہ سے تاریخی یا سیاسی یا علم حرب یا فن جنگ کے متعلق کوئی سبق حاصل نہ ہوسکتا ہو اور نہ وہ ایسی بنیاد کا کام دیسکتا ہو جس پر آئندہ کیلئے خیالات و قیاسات کی پلبندی کیجائے - تاہم اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اُس نے وہ ارفع و اعلیٰ شوکت و عظمت و رفعت کل دنیا کو دکھلادی ہے جس پر وہ لوگ جو سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہوں یا اُنکا خیال ہو کہ وہ سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں پہونچ سکتے ہیں - یہہ میرے منصب سے خارج ہے کہ واقعات گذشتہ سے جو سبق حاصل ہوسکتے ہیں اُنکو سوجھاؤں یا اُن سے نتائج اخذ

---

[۱۲۵] کردیا ممکن لکھنا ہے کہ ۱۱ ستمبر کے بعد روسی فوج پیدل میں ہر روز دوسو آدمی بیمار ہوتے تھے - اگر کیولری توپخانہ قطار اور شاقہ کی نسبت یہہ فرض کرلیا جائے کہ کل عرصہ میں اُنکا دسواں حصہ بیمار ہوا تو کل روسی فوج محاصرہ کنندہ کے بیماروں کی تعداد ۲۲ ہزار تک پہونچ جاتی ہے - جن میں سے ضرور حصہ کثیر مرگیا ہوگا - کیونکہ صرف سخت بیمار و مجروح پیچھے بھیجے جاتے تھے جنکی بیماری معمولی ہوتی تھی وہ کیمپ میں ہی رہتے تھے جہاں کافی و مناسب علاج معالجہ نہیں ہوسکتا تہا - مصنف -

کروں یا آگے کی بنا پر آئندہ کے لیے پیشینگوئیاں کروں۔ تاہم اگر میں اس موقع پر ایک اہم نصیحت زبان سے نکالدوں تو شاید بیجا نہ ہوگا یہ نصیحت نہ فقط پلیونا کی محافظت میں ہی بلکہ کل محاربہ ترکی و روم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور مندرجہ ذیل ترکی ضرب المثل اُسے بلا کم و کاست واضح کر رہی ہے۔ ”دشمن قارنجہ السیہ فیل کبی ظن ایلہ“ گو تمہارا دشمن چیونٹی کے برابر ہو اسے ہاتھی ایسا بڑا سمجھ کر کام کرو“۔

تاکہ ناظرین کو محاربہ کی عام کیفیت کا پتہ ملجائے میں اس موقع وہ تمام واقعات جو پلیونا کے محاصرہ کے اثناء میں یورپ اور ایشیا میں وقوع پذیر ہوئے بالاختصار بیان کئے دیتا ہوں اور اوّل یورپ کو لیتا ہوں۔

زاروچ کی فوج قرہ لوم کے بائیں کنارہ پر اور اسکے مخالف سلیمان پاشا کی فوج رسگراد اور اُسکے قرب جوار میں تھی۔ آخر الذکر نے ۱۹ نومبر کو چار ڈویژنوں سمیت ”دریا لوم کو عبور کیا“ بتاریخ ۲۶ نومبر روسی فوج کے قلب اور درمیانی حصہ پر جو بمقام مچکا مقیم تھا حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ بعد ازاں سلیمان نے روسیوں کے میمنہ کی طرف رُخ کیا اور ۴ دسمبر کو مقامات ماریان۔ سلاتی تنترا اور آلینا چھین لئے۔ سلاتی تنترا تو روسیوں نے دو دن بعد پھر لے لیا۔ مگر آلینا جو اصل کارآمد موقع تھا ترکوں کے پاس ہی رہا۔

شپکا اور اُسکے گرد نواح میں راڈسکی اور رؤف پاشا کی فوجیں بدستور اپنی اپنی جگہ پر مقیم رہیں آخر الذکر نے ۸-۱۱- اور ۱۲ اکتوبر کو غنیم پر حملہ کیا۔ مگر ہر مرتبہ پسپا کر دیا گیا۔ ان فتوحات سے روسیوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا اور اپنی جگہ پر ہی قائم رہے۔ برف کی وجہ سے اس نواح میں کوئی اہم کارروائی نہ کی گئی۔

مغربی بلگیریا میں روسی فوجیں فتح پلیونا سے پیشتر ہی جنوب میں اطروپول سے ورتسرا تک اور شمال میں لشتی سے لوم پلنکہ تک پھیل گئی تھیں۔ محمد علی کی بابا کوناق والی فوج کا عدم وجود برابر تھا۔ اور رہا سہا عثمان کی تسلیم یا اطاعت گزینی سے روسیونکی مغربی فوج کا ڈٹی دل اور چاروں روانوی ڈوینان دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہوگئے۔ اور ساتھ ہی اس سے یورپ میں ترکوں کا میسٹر بے پناہ اور نگا اور اُسکے لئے مشرقی بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے مغربی نصف حصہ پر قبضہ

قائم رکھنا ناممکن نہ سہی مشکل و دشوار ہوگیا۔

ثانیاً۔ ایشیا کے واقعات۔

روسی ہمینہ نے جنرل اوکلو آبشیو کے زیر کمان بتاریخ ۱۱ نومبر دیدوبش پاشا پر بمقام کتسوبانی حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس لڑائی کے سوا اس نواح میں کوئی اہم معاملہ نہ گذرا۔

دربولانقلب میں فیصلہ کن جنگ ہوچکا تھا مختار پاشا نے اپنی فوج کا باقیماندہ حصہ اور نیز اُن کمکوں کو جو دوسری فوجوں سے آئی تھیں۔ بمقام دیوبویون جمع کیا تھا۔ ۴ نومبر کو جنرل ہیمن نے وہاں حملہ آور ہوکر اُسے سخت ہزیمت دی۔ اور وہ اپنی سپاہ کا بقیۃ السیف ہمراہ لیکر ارض روم کو بھاگ گیا۔ ۹ اور ۱۰ نومبر کی درمیانی رات کو روسیوں نے اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ لیکن کامیاب ہوئے۔ اس پر اُس کا باقاعدہ محاصرہ کیا گیا۔ مگر اسمٰعیل پاشا کی اپنی اور نیز مختار پاشا کی باقیماندہ فوج نے محاربہ کے آخیر تک اُسکی خوب حفاظت کی۔[۱۲۶] اختتام محاربہ پر معاہدہ سین سٹیفانو کی شرائط کے رو سے روسیوں کو اسکا قبضہ دیدیا گیا تھا۔ دربولا ۱۷ اور ۱۸ نومبر کی درمیانی رات کو جنرل لازاریف نے قارص[۱] کو دھاوا کرکے فتح کرلیا تھا۔ ترکی فوج نے ۳۲ دن تک کمال شجاعت و مردانگی کے ساتھ اُسکی محافظت کی تھی

جب اسمٰعیل پاشا کی فوج مختار پاشا کی باقیماندہ فوج کو جاملی تو روسیوں کی فوج میں ۵ جو جنرل ترگوکاسوف کے زیر کمان تھی اور اسمٰعیل پاشا اُسے روکے ہوئے تھے۔ دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہوگئی۔ چنانچہ وہ جنرل ہیمن کی فوج سے جاملی اور دونوں نے ارض روم کا محاصرہ کرلیا۔

اس محاصرہ کے سوا ایشیا میں ایک طرح سے جنگ کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ ایک تو جاڑا بہت ہی سخت تھا اور دوسرے دونوں فریق تھک چکے تھے جس سے انہوں نے خود بخود قبل از وقت جنگی کارروائیاں ملتوی کردیں۔

---

[۱۲۶] ارض روم کی مدافعت و محافظت کی کیفیت گو دُنیا کو بالعموم معلوم نہیں۔ مگر جنگی تاریخ کا وہ بھی ایک موقر اور قابل وقعت ... اور بجائے خود نہایت شاندار جنگی کارنامہ ہے۔ مصنف۔

[۱] مورخین کا بیان ہے کہ روسیوں نے یہ مقام چند شیعہ اہالیان شہر کی غداری اور نمک حرامی کی بدولت فتح کیا تھا۔ سنہ ۱۸۵۴-۵۵ کے محاربہ کریمیا کے وقت بھی روسیوں نے اسی کو فتح کرلیا تھا۔ عمر پاشا فتح سباسٹوپل کے بعد اس کے روسیوں کا محاصرہ اٹھانے کے لئے کریمیا سے آرمینیا گئے۔ مگر وہ اُنکے پہونچنے سے پہلے فتح ہوچکا تھا۔ ارض روم کا قبضہ روسیوں کو معاہدہ برلن کی رو سے چھوڑ دینا پڑا تھا۔ معاہدہ سین سٹیفانو اور معاہدہ برلن رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا میں درج ہیں۔ مترجم۔

آٹھ مہینوں کی کارزاریں روسیوں نے بے تعداد افواج اور سلطنت کے بہترین ماہران علم حرب (دیوبین ہیلی کاف ہمین اور لازارف) افسروں کی موجودگی کے باوجود ایک احد فتح (یعنی فتح قارص) کے علاوہ اور کوئی نمایاں فتح حاصل نہ کی۔ اور یہ ایک فتح بھی متواتر شکستیں کھانے اور سختیاں اٹھانیکے بعد حاصل ہوئی۔ باقی رہے ترک اس محاربہ میں اخبار بین دنیا کی نظروں میں انکی وقعت بہت ہی گھٹ گئی اخبار پڑھنے والوں کے حصہ کثیر نے پیشینگوئی کی تھی کہ ایشیا میں روسی بلا مزاحمت آگے بڑھتے جاوینگے اور کل ملک پر قبضہ کرلینگے۔ وہ اسکی دلیل یہہ دیتے تھے کہ یہہ لازمی امر ہے کہ ترک اپنی بہترین فوج[^12] یورپ میں جمع کرینگے اور ایشیا میں ناقص حصہ رہیگا جو روسیوں کا ہرگز مقابلہ نہیں کرسکیگا۔ مختار پاشا کا نام بھی اس محاربہ سے کل دنیا میں مشہور ہوگیا اور ۱۸۷۵ء و ۱۸۷۶ء میں صوبجات بوسنیا و ہرزیگووینا میں انکی نیکنامی میں جو تھوڑا سا فرق پڑگیا تھا اُسکی پوری پوری تلافی ہوگئی۔

اگر آدمی کو موقع ملجائے تو وہ بالعموم اپنے تئیں اُسکے قابل ثابت کر دکھاتا ہے یہہ مقولہ یا اصول ۱۸۷۷ء کے محاربہ میں تین شخصوں کی نسبت بالکل درست ثابت ہوا ہے۔ اور وہ تین شخص جنہوں نے اپنے تئیں ان موقعوں کے جو انہیں دیئے گئے قابل ثابت کیا۔ (اوسوقت کے ایک جرمن اخبار نویس کے استعارہ کے مطابق) یہہ تھے پلیونا کا شیر ببر[^1] شپکا کا بُل ڈاگ اور کوہ قاف کی لومڑی۔ محاربہ مذکور میں چوتھا موقع مشرقی بلگیریا میں پیدا ہوا تھا۔ مگر اُسے پکڑنے کیلئے کوئی آدمی نہ تھا اور وہ یونہی گیا۔

باب شانزدہم

اسیری و خاتمہ۔ دسمبر ۱۸۷۷ء سے اپریل ۱۸۷۸ء تک

زمانہ اسیری کے واقعات سے اگر میں چاہوں تو خاصے حجم کی کتاب تیار کرسکتا ہوں بعض ماجرے کمال خوشگوار ہے۔ ان تین مہینوں میں میں نے اپنی عمر کے باقی ۳۵ برسوں سے کہیں زیادہ عشقبازی کی اور دوسرے جو شروع شروع میں ہی پیش آئے ایسے تھے کہ اب تقریباً بیس برس گذر جانیکے

[^12]: مختار پاشا جنوری میں یورپ بلالئے گئے تھے۔ جہاں انہیں دارالخلافہ کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ یہہ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ ارض روم سے جسکا روسیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا کس طرح باہر نکل آئے تھے۔ مصنف

[^1]: یعنی عثمان پاشا سلیمان پاشا مختار پاشا۔ مترجم۔

باوجودیکہ جب اُنکا خیال آتا ہے تو بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ میں صرف موٹی موٹی باتیں تحریر کرتا ہوں۔ میجر کاسکوف کے پاس میں ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھہرا۔ وہ اور اُسکے ساتھی مجھہ پر بے انتہا مہربانی کرتے رہے۔ ایک دن علی الصباح جبکہ سخت سردی پڑ رہی تھی اور زمین پر دو دو فیٹ برف منجمد تھی۔ مجھے ایک چھکڑے پر بٹھا کر ورتنزا بھیجدیا گیا۔ چھکڑے پر مجھے صرف اپنے میزبان کے رسوخ اور بنا ڈی نغم کی طفیل جگہ ملی تھی۔ ورنہ پیدل جانا پڑتا۔ ورتنزا جا کر میں دو ہزار اسیران جنگ کی جماعت میں شریک ہوگیا۔ جماعت مذکور رومانوی سپاہیوں کے پہرہ میں تھی۔ ورتنزا سے ہم براہ سشووا و سمنترا نیجارسٹ کو گئے۔ راستہ میں ڈینوب کو رومانیوں کے بنائے ہوئے کشتیوں کے پل سے عبور کیا۔

یہہ سفر جو آٹھہ دن میں ختم ہوا سخت مہیب تھا۔ کل علاقہ برف سے ڈھنپا ہوا تھا اور ہر وقت اندھی برف اور کوہر کے طوفان چلتے رہتے تھے۔ میں اور پچاس ساٹھہ دیگر چھکڑوں پر تھے۔ باقی کل قیدی اور محافظ سپاہی پیدل تھے۔ البتہ کہیں کہیں رحمدل رومانوی دہقان تھوڑے تھوڑے فاصلوں کے لئے اکثر پیدلوں کو اپنے چھکڑے دیدیتے تھے۔ میں نے بچشم خود کم از کم چار سو اسیروں کو راستہ میں تکان سے گرتے دیکھا۔ اُنکی کتنے کے برابر بھی پرواہ نہیں کیجاتی تھی۔ وہ یا تو سردی یا بھوک سے وہیں پڑے پڑے مرجاتے یا بھیڑیے جو کالم کے ساتھہ ساتھہ لگے رہتے تھے زندوں کو ہی پھاڑ ڈالتے۔ جو آدمی گرتا۔ اُسی وقت اُسکے سر پر کوے۔ گدہیں اور چیلیں منڈلانے لگ جاتیں اور جب سمجھتیں کہ اب اُس میں سکت نہیں رہگئی تو یکبارگی ٹوٹ پڑتیں۔ آٹھہ دنوں میں تین مرتبہ ہمیں کھلے میدانوں میں بسیرا کرنا پڑا۔ زمین پر کئی کئی فیٹ برف ہوتی۔ اور پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے کئی دقیقے نیچے گرا ہوا ہوتا تھا۔ کرسمس ڈے اُبرا دن یعنی یوم ولادت مسیح) میں نے اسی حال میں منایا تھا۔ دیہات میں عموماً چند گھنٹوں کے لئے مکان ملجاتے تھے۔ مگر راستہ سے اسیروں کی پہلے اس قدر جماعتیں گذر چکی تھیں کہ کسانوں کے دل سخت ہوگئے تھے۔ پہرے کے بعض سپاہی پورے وحشی تھے اور بعض (بالخصوص افسر) بے اندازہ مہربانی کرتے تھے اکثر بے زبان اسیروں کی طرح گم سم اور مٹی کے بت تھے۔ نہ وہ سفاکی جانتے تھے اور نہ رحمدلی۔ قصہ مختصر ان فاقہ کش۔ آبلہ پا دہجی پوش اور بے سکت و درماندہ قیدیوں کی قطار پریشان سے زیادہ ابتر حالت کا کوئی نظارہ تصور میں نہیں آسکتا صرف عثمان کی اسیر شدہ فوج کے پانچ ہزار آدمی سمنترا اور نیجارسٹ کے درمیان ضایع ہوئے تھے۔ اس فوج میں سے جس میں کبھی ۴۰ ہزار آدمی تھے فقط ۵ ہزار رہ گئے سردی میں

میں پہنچے اور صرف بارہ ہزار اپنے گھروں کو واپس گئے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ روسیوں کی قید میں پچاس ہزار اسکندر تک فوت ہوئے تھے۔

بخارسٹ پہونچکر ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ وہاں کے بازاروں میں رومانوی مستورات قیدیوں میں قہوہ۔ شوربا۔ روٹی۔ مٹھائی۔ تمباکو۔ سگرٹ اور شراب تقسیم کرتی ہیں۔ ہمیں بارکوں میں اتارا گیا۔ وہ ہم کو بہشت سے کم نہیں معلوم ہوتی تہیں۔

وہاں پہونچنے سے دو دن بعد مجھے زبانی اقرار پر رخصت مل گئی۔ اور جرمن قونصل نے ایک فرنچ تارک الوطن خاندان سے میری ملاقات کرادی۔ میں دو ہفتہ اسی خاندان کے پاس ٹھہرا اور وہ لوگ میرے ساتھ بڑی مہربانی اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ میں انہی کے مکان پر تھا کہ بیمار ہوگیا۔ بیماری کے دنوں میں مالک مکان کی بیوی اور لڑکی کمال محبت سے میری تیمارداری کرتی رہیں۔ میں نے اپنے باپ کو روپیہ کیلئے تار دیا تھا۔ جس نے ایک ساہوکار کی معرفت مجھے معقول رقم بھیج دی۔ اکتوبر کے وسط سے بعد مجھے گھر سے پہلا خط بھی وہیں بخارسٹ میں ملا۔ اسحکہ اور نیز خرکوف میں محافظین میری خط وکتابت کو پہلے خود کھول کر دیکھہ لیا کرتے تھے۔ بخارسٹ میں ہی میری باشں حاؤش نقال اور اپنی پلٹن کے دیگر چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔

رومانویوں کا مجھے ایک عجیب خاصہ یہہ معلوم ہوا کہ وہ یہودیوں کو روسیوں اور استر دیوں سے بھی بڑھ کر کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے سخت بغض رکھتے ہیں۔ کل ملک علی طور پر یہودیوں کے ہاتھہ میں تھا۔ اور کسی قوم یا فرد کا یہودیوں کے بس میں ہونا یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ قوم یا وہ مرد یا عورت ذلت کے پست ترین قعر میں ڈوب گئی ہوئی ہے۔

چھٹی ختم ہونیکے بعد دوسرے دن میں کئی سو ساتھی قیدیوں اور روسی پہرے کے ہمراہ ریل پر خرکوف کو روانہ ہوگیا جس جگہ رومانوی ریلوے لائن ختم ہوکر روسی لائن شروع ہوتی تھی۔ وہاں ہم کو تین میل چھکڑوں پر سفر کرنا پڑا۔ بعدازاں پھر ریل پر سوار ہوگئے۔ ان مقاموں کے نام مجھے فراموش ہوگئے ہیں۔ خرکوف کے نصف راہ پر ہم نے ایک چھوٹے سے مقام میں ایک دن اور دو راتیں قیام کیا

سلہ یہودی ممالک یورپ میں زیادہ تر سودی بیوپار دائس سے اُتر کر عام تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ انکو وہاں کا بنیا سمجھنا چاہئے۔ مترجم

اس جگہ کا بھی مجھے نام یاد نہیں رہ گیا۔ ہم سٹیشن پر سوتے تھے۔

خرکوف پہونچکر میں تین دن بارکوں میں رہا۔ بعد ازاں زبانی اقرار پر ایک گونہ آزادی مل گئی۔ پانچ مہینے کامل رہائی ملنے تک میں ہر ہفتہ زبانی اقرار چھٹی کی تجدید کرالیتا رہا۔ چھٹی ملنے پر میں نے اپنی رہائش کے لئے علیحدہ مکان لے لیا اور اپنے کھانے پینے کا الگ انتظام کر لیا۔ اس عنایت پر میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکی بدولت سر پر خرچ بھی بہت آپڑا۔ روسیوں کو بنکو پولی، صوفیا اور دیگر مقامات سے وردیوں اور کپڑوں کے بڑے بڑے اسٹو بھی ہاتھ لگ گئے تھے۔ ان اسٹوروں سے مجھے نے کپڑے اور وردی ملگئی تھی۔ جنکو پہن کر میں خوب اکڑا پھرتا تھا۔ میری صحت۔ طاقت اور طبیعت کی شگفتگی بھی پوری پوری بحال ہوگئی ہوئی تھی۔ ذاتی اوصاف یا روپیہ کی بدولت میرے بہت سے دوست اور بیشمار شناسا ہو گئے تھے۔ ملاقاتوں یا دعوتوں کی مجھ پر سرقت بھرمار رہتی۔ مجھے ضیافتیں کھلا کھلا کر اس طرح موٹا کیا جاتا تھا جس طرح کسی نمائشی جانور کو کیا جاتا ہے۔ میرے درجہ کے لوگ میری ویسی ہی خاطر مدارات کرتے رہے جیسی کہ دساؤشہر اور امراء علاقہ عثمان پاشا کی۔ الغرض میرے ساتھ بہادرانہ۔ خوش اخلاقی نوازش۔ کشادہ دلی اور مہمان نوازی کے ساتھ جو تعلیم یافتہ روسیوں کا خاصہ ہے سلوک ہوتا رہا۔ خرکوف کی اقامت کا زمانہ میری عمر کے اُن معدودے چند زمانوں میں سے ہے جو میرے پہلے میرے دن کمال راحت اور خوشی سے بسر ہوئے ہیں۔ محاربہ کی تکالیف اور سختیوں نے مجھے ایسا سخت جان کر دیا کہ بخارسٹ والی مختصر سی بیماری کے بعد راڈ جنیرو (برازیل کا دار الخلافہ) میں زرد بخار سے ایکدفعہ بیمار ہونیکے سوائے میں کبھی ایک دن کیلئے بھی بیمار نہیں ہوا حتی کہ زکام اور سر درد کی بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ جنگ کے دوران میں جو وحشت درندگی اور سنگدلی طبیعت میں نشو ونما پاگئی تھی۔ وہ جلد دور ہوگئی۔ اور اب میں ایسا رحمدل اور خداترس ہوں کہ تیو مارنے یا پھول توڑنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

محاربہ دوم روس کے آخری حصہ کی داستان۔ ۱۰ دسمبر سے شروع کر کے چند الفاظ میں بتائے دیتا ہوں۔

سلیمان پاشا کی فوج ۱۲ دسمبر کو بمقام مچکا شکست کھا کر افراتفری کے ساتھ سچک اور سگرا کی مضبوط دیوار ونکی پناہ میں چلی گئی۔ الینا ۱۳ دسمبر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور خود سلیمان مشرقی رومیلیا میں بلا لیا گیا۔

روسی مغربی فوج بلقان کو دو راستوں سے عبور کر گئی درہ باباقوناق سے ۳۱ر دسمبر کو افدرسہ طرویان سے ۸ر جنوری کو اور ۴ر جنوری کو اس نے صوفیا پر قبضہ کر لیا جسے محمد علی کی فوج نے بتاریخ ۳۱ر دسمبر بمقام طاش کسن کمزور سی مزاحمت کرنیکے بعد چھوڑ دیا تھا۔ اور خود قسطنطنیہ کو ہٹ گئی تھی۔

ترکی شپکا فوج بتاریخ ۹ر جنوری ۱۸۷۸ء شنیوو کی خونخوار لڑائی میں کامل ہزیمت یاب ہوکر فنا ہوگئی۔ فتح پلیونا سے ٹھیک ایک مہینہ بعد درہ شپکا کا راستہ روسیوں کے لئے کھل گیا۔ اس درہ کو ترک چھ مہینے تک روکے ہوئے تھے۔ جس عرصہ میں انکے پچاس ہزار اور روسیوں کے تیس ہزار آدمی درہ مذکور میں کام آئے۔

فلپ پولی پر ۱۴ر جنوری کو اور اڈریانوپل پر جسے ترک ایک دن پہلے خالی کر گئے تھے ۲۰ر جنوری کو قبضہ کر لیا گیا۔ ورنیولا سربی ۱۴ر دسمبر کو سرحد سے عبور کر آئے تھے اور انہوں نے جانگداز معرکوں کے بعد ۲۴ر دسمبر کو آق پلنکہ اور ۲۸ر دسمبر کو مقام پیروٹ فتح کر لیا تھا۔ اہالی مانٹی نیگرو کو بھی جنہیں پہلے ہی چند بے حقیقت سے مقامات پر مثلاً بتاریخ ۸ر ستمبر نکچر میں فتحیں حاصل ہوئی تھیں اس عرصہ میں مزید فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۱۰ر جنوری کو انہوں نے مقام انٹی واری اور ۹ر جنوری کو ڈلسگنو فتح کر لیا۔

نش کا سربیوں نے وڈن کا رومانیوں نے اور سکوتری کا اہالی مانٹی نیگرو نے محاصرہ کر لیا ہوا تھا۔ یونان نے بھی یہ خیال کر کے کہ وہ اپنے ہمسایوں سے کیوں پیچھے رہے جنوری میں اپنی فوج سرحد پر بھیجدی۔ مگر جب ٹرکی نے بے سکت ہونیکے باوجود اس کے حملہ کے روکنے کا انتظام کر لیا تو انگلستان اور آسٹریا کے معنی خیز اصرار پر اُسے پیچھے ہٹا لیا۔

سلیمان نے مشرقی رومیلیا میں ادھر ادھر سے جو فوج جمع کی وہ متواتر شکستیں کھانے کے بعد اپنا سارا توپخانہ دشمن کے حوالہ کر کے کوہ رہوڈوپ کے راستہ ویدی انجاج کو ہٹ گئی اور وہاں سے براہ سمندر قسطنطنیہ چلی گئی۔

۳۱ر جنوری کو فریقین میں جنگ کا عارضی التوا ہوگیا۔ مگر باوجود اس کے روسی قسطنطنیہ کی طرف برابر بڑھتے چلے گئے۔ پلیونا کے فتح ہوتے ہی سلطنت میں مدافعت کی بالکل سکت نہ رہ گئی تھی۔ تاہم دارالخلافہ کو محفوظ رکھنے کیلئے حیرت افزا اور بہتر توڑ کوششیں کیگئیں۔ محمد علی کو فوج مرتب

کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ اور جس قدر سپاہ بہم پہونچ سکتی تھی اُسے قسطنطنیہ میں جمع کیا گیا۔ جب محمد علی نے رابط صلح کا تصفیہ کرنیکے لئے ایلچی بنکر روسی کمپ میں گیا تو دارالخلافہ کی کمان مختار پاشا کو جو بعجلت ارض روم سے بلایا گیا تھا تفویض کیگئی۔ سلیمان پاشا قسطنطنیہ پہونچتے ہی گرفتار کیا گیا۔ اور اس پر غداری کا الزام لگایا گیا۔ یہہ الزام رؤف پاشا نے جو شپکا فوج کا اُسکے بعد کمانڈر ہوا تھا اُس پر لگایا تھا۔

فروری کے خاتمہ کے قریب روسی قسطنطنیہ کے سامنے پہونچگئے ۳ مارچ کو معاہدہ سین شٹی فانو پہ دستخط ہوئے جس کے رو سے بلگریا اور مشرقی رومیلیا کو اناد ی دیکر باجگذار خود مختار ریاست بنایا گیا۔ رومانیا کو باجگذاری سے مطلق العنان کرکے تاج شاہی دیا گیا۔ سرویا کو اضلاع نش۔ پیروٹ اور درانجا۔ مانٹی نیگرو کو اضلاع انٹی واری ڈلسگنو اور کچھہ حصہ البانیا کا۔ رومانیا کو صوبہ ڈوبرڈشا اور روس کو اضلاع قارص۔ ارض روم۔ باطوم (وار دہان۔ مترجم) اور صوبہ بسریبیا کا وہ حصہ جو رومانیا کے پاس تھا دیئے گئے۔ مگر اس معاہدہ کے شایع ہونے پر یورپ نے مداخلت کرکے مطالبہ کیا کہ اسکی بحالی یا منسوخی پر کل ممالک کی رائے لیجائے۔ انگلستان نے اپنا بیڑہ جہازات بحیرہ مارمورہ کو بھیجدیا جس سے روسیوں کو قسطنطنیہ پر حملہ کرنا مشکل ہوگیا۔ آسٹریا کے بھی تیور بگڑ گئے۔ اور رومانیا ایسا برافروختہ ہوگیا تھا کہ اُسکی اپنے سابقہ رفیق (روس) سے جنگ ہو جانے میں ذرا سی ہی کسر باقی رہگئی۔ روس کو انگلستان کی زبردست تیاریوں[1] سے جب معلوم ہوگیا کہ وہ اس دفعہ محض باتیں ہی نہیں کر رہا بلکہ عملی طور پر بھی کچھہ کر دکھانے کو تیار ہے تو اُس نے انگلستان کا مطالبہ مان لیا اور معاہدہ

[1] جزائر برطانیہ کی ریزرو فوج طلب کیگئی اور وہ اور ہندوستان سے کئی ہزار دیسی فوج جزیرہ مالٹا کو بھیجدی گئی تھی۔ اگرچہ دونوں کی شکر رنجی کے بعد پھر کل عیسائی سلطنتوں کا آپس میں قارورہ مل گیا۔ حتی کہ جب روس نے برلن میں کانگرس کا ہونا منظور کرلیا تو روس اور انگلستان میں کانگرس کے اجلاس سے پہلے ہی اہم امور پر باہمی سمجھوتہ ہوگیا تھا۔ اور جب لارڈ سالبری و بکنسفیلڈ برلن کو گئے تو اس اقرارنامہ کی نقل اُنکی جیب میں موجود تھی۔ آسٹریا کی خفگی بھی مصنوعی اور ٹرکی کے مقبوضات [illegible] کے لئے تھی نہ کہ روس کو دھمکانے کے لئے خود انگریز مصنفین نے لارڈ بکنسفیلڈ کی دورخی پالیسی پر جسمیں [illegible] کے ظاہری رفیق بنے رہے اور دوسری طرف اُسکے دشمنوں سے سازباز کیگئی سخت ملامت کی ہے البتہ [illegible] کی بابت پیشگوئی بالکل سچی اور بجا تھی۔ اُسکو روسیوں نے رفاقت کا ایسا عوض دیا کہ شاید پھر کبھی وہ اُنکے پھندے میں نہ آئیگا۔ مترجم

سین سٹی فانو کی شرایط کی پڑتال اور آخری تصدیق و دوستی کیلئیو دول یورپ کی برلن میں کانگریس منعقد ہوگئی جس نے ۱۳ جون سے ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء تک اجلاس کیا۔ کانگریس نے معاہدہ مذکور کی حسب ذیل ترمیم کی شرقی روملیا کو خود مختار کرنیکے بجائے سلطنت عثمانیہ میں ہی شامل رہنے دیا گیا۔ گو یہہ صورت زیادہ عرصہ قائم نہ رہی اور صوبہ مذکور ۱۸۸۵ء میں ترکی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کرکے کسی طرح کی خونریزی کے بغیر بلگیریا سے ملگیا۔ یونان کے ساتھہ وعدہ کیا گیا کہ اُسکی حدود کی درستی کردیجائیگی۔ چنانچہ اس درستی کیلئے ۱۸۸۱ء میں اُسو ترکی سے اضلاع آرنا، تریکالہ اور لاریسا (یعنی تھیسلی) دلا دیئے گئے۔ آسٹریا کو صوبجات بوسنیا اور ہرزوی گووینا پر قبضہ کر لینے کا اختیار دیا گیا۔

جہاں تک یورپین مقبوضات کا تعلق تہا ٹرکی کی ایسی تکا بوٹی کیگئی کہ یورپ میں مغرور و متکبر تاتاری سلطنت کا صرف شائبہ باقی رہ گیا۔ رومانیا کو یہی نہیں کہ اپنی تکالیف کا کوئی معاوضہ نہ ملا۔ بلکہ روس کی مہربانی سے اُسے فی الواقع نقصان اُٹھانا پڑا۔ یعنی بسریبیا کا جو علاقہ اُسکے پاس تہا وہ اُس سے لے لیا گیا۔ اور اُسکے معاوضہ میں جو ڈوبرو ٹشا کا علاقہ اُسے دیا گیا۔ وہ بنجر محض ہونیکی وجہ سے بالکل ناکارہ تہا۔ روس کو بیشمار جانوں اور بے انتہا روپیہ کے صرف کے عوض (ایشیا میں دو یا تین مترجم) چہوٹے چہوٹے سے ضلعے مل۔ لیکن ساتھہ ہی کل یورپ اُس سے بدظن ہوگیا۔ تاوان جنگ کا حصہ کثیر اب تک غیر موصولی ہے۔ البتہ سٹریا اور یونان کو جن میں سے آخر الذکر نے ذرا سی ہاتھہ پاؤں نہ ہلائے تہے اور اول الذکر نے ذرا سی زحمت گوارا کی تہی معقول علاقے مل گئے۔ مانٹی نیگرو نے اپنے علاقہ کو دوگنا کر لیا۔ بلگیریا کو آزادی تو ملی مگر برائے نام۔ اُسے درحقیقت روس کے ہاتھہ کٹ پتلی بننا پڑا۔ اور سالہائے دراز کی مشکلات اور ہنگاموں کے بعد وہ اس محکومی سے مخلصی کر اسکی۔ آسٹریا کو جو محض تماشا دیکہتی رہی تہی۔ دو نہد خیز اور سرسبز صوبے ملگئے۔ اور انگلستان کو یہہ ملا کہ "عزت کے ساتھہ[1] صلح ہوگئی"[2]

یہہ نتیجہ نکلا اُس جنگ کا جو سفا کی خونریزی اور بربادی میں اُسوقت سے بعد ۱۸۱۵ء جبکہ نپولین اول کو شہنشاہی اور مردم کشی کے کاروبار سے بالجبر معزول کیا گیا اپنی کوئی نظیر نہیں رکہتی۔ اُسوقت سے بعد جبکہ میں نے گہر سے رخصت ہوتے وقت ان کو منہیں پیارا اور عزیز تہا الوداع کہا تہا۔

---

[1] مسٹر ہربرٹ نے یہاں پورا سچ نہیں لکہا۔ انگلستان کو صرف یہی نہ ملا۔ بلکہ باقی سب سے زیادہ مادی فائدہ بہی اُسی کو پہونچا۔ یعنی یہہ قبرس معاہدہ برلن سے پہلے لے لیا گیا۔ اور مصر کا قبضہ بہی بالواسطہ پر اس جنگ کی طفیل انگلستان کو حاصل ہوا۔ مترجم

[2] یہہ فقرہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے برلن سے انگلستان واپس جاکر کہا تہا۔ مترجم

کسی وقت بھی میری آنکھ آنسوؤں سے تر نہ ہوئی تھی۔ اُن تمام رقت آمیز مصائب میں سے جو میرے مشاہدہ میں کسی سے بھی میری چشم پُرنم نہ ہوئی۔ نہ اُسوقت جبکہ رنج و راحت میں شریک ہونیوالے رفیق یکے بعد دیگرے صفوں سے گرتے جاتے تھے۔ نہ اُسوقت جبکہ مجھ سے بھی زیادہ مضبوط دلوں والے چوطرفہ اتم مایوسی دیکھ کر لڑکھڑا گئے تھے۔ نہ اُسوقت جبکہ ظالم و بیرحم قسمت نے مجھے اپنے فرش خاک پر گرے ہوئے دوست کے ہاتھ کا جو موت سے اینٹھا جا رہا تھا مصافحہ کرنیکے لئے ایک لحظہ کی بھی مہلت نہ دی۔ نہ اُسوقت جبکہ ہماری آخری شمشیر بازی اکارت ہوگئی تھی اور وہ فولاد مزاج ناموس جسکی دیوتا کی طرح پرستش کیجاتی تھی رنج و الم سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور نہ اُسوقت جبکہ سنسان۔ برف پوش میدانوں پر میرے ہمراہان سفر ایک ایک کرکے موت کی آغوش میں چلے جا رہے تھے اور زمین پر گر کر اپنی حرمان نصیب آنکھوں کو ہمیشہ کیلئے بند کر لیتے تھے۔ مگر جب آہنی سڑک کے کنارہ کنارہ وہ چیزیں دکھائی دینے لگ گئیں جن سے میں بچپن سے مانوس تھا۔ جب وہ سڑکیں اور کھیت جن پر میں اکثر گذرا کرتا تھا یکے بعد دیگرے تیزی کے ساتھ سلسلہ وار میری نظروں کے سامنے سے گذرنے لگے۔ جب وہ مینار اور بازار جو گو خوشنما نہیں مگر مجھے کبھی فراموش نہیں ہو سکتے۔ اپریل کی ایک خاموش سہاونی شام کی دھندلی ہوئی روشنی میں زمانہ گذشتہ کے جنات کی طرح سر بفلک کھڑے دکھائی دیئے۔ ادہر پٹریوں نے گاڑیوں کے پہیوں سے رگڑ کر کہانی شروع کی۔

اور بالآخر جب پلیٹ فارم پر میں نے اُسکو کھڑا دیکھا جو خدا پر بھروسہ کرکے صبر و تحمل کے ساتھ میرے گھر کو لوٹنے کے انتظار میں سال کی گھڑی گھڑی گن گن کر بسر کرتی رہی تھی اور جب میں نے دیکھا کہ وہ پیاری آنکھیں بھٹکاتی ہوئی گاڑیوں کی لمبی قطار کو ایک ایک کرکے دیکھتی جاتی ہیں تو وہ تمام ولولہ اور جوش جو ناگفتہ بہ مصائب کے کئی مہینوں سے جمع ہو رہا تھا اور زیادہ ضبط نہ ہو سکا اور وہ یکبارگی اُبل پڑا۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ دل اسطرح تڑپنے لگ گیا کہ سینہ پھاڑ کر باہر نکل آئیگا۔ میں جھپٹ کر اپنی ماں کی آغوش سے جس نے مجھے دیکھتے ہی بازو پھیلا دیئے تھے لپٹ گیا۔ میں جوانی کی ترنگ اور طاقت کی مستی میں اُسے خفا کرکے روانہ ہوا تھا۔ اور اُسی وقت سے خدا سے دعائیں مانگتا آیا تھا کہ اُسکی محبت میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ گو مجھے یہ امید کرنیکی جرأت نہ پڑتی تھی کہ وہ محبت قائم رہی ہوگی مگر یہ میری نادانی تھی۔ محبت کبھی زائل نہیں ہوتی۔ اُس نے میری شکل دیکھتے ہی خوشی کی ایک چیخ ماری۔ اور مسرت کی لمبی آہ سے اُسکا سارا جسم لرز گیا۔ مجھے اِسکے سوائے اور کوئی تمنا نہ رہ گئی کہ جہاں اب ہوں وہیں آرام سے رہوں۔ ناظرین میں آخر کار اپنے گھر پہونچگیا تھا ◆

ترکی اور دیگر زبانوں کے اُن الفاظ کے معنی جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
آدہ (ترکی)	-	جزیرہ	پیگار (ت)	پینار	چشمہ - منبع
آغاچ (ترکی)	آچ	درخت	تبوک (ت)	-	ٹبرا
آق (ترکی)	..	سفید	چگہ (ت)	چِنہ	زنخدان
آلائی لی (ترکی)	..	سوار۔ نیزہ افسر جو	چوق (ت)	-	بہت
		سپاہی سے ترقی پا کر بنا ہو	داغ (ت)	-	پہاڑ
اربجی (ترکی)	..	گاڑیبان	دَدَہ	-	دادا
بابا (ترکی)	-	پدر	دَمیر (ت)	-	آہن
باغچہ (ترکی)	باگچہ	باغ	دِنگز (ت)	دَنیز	بحیرہ
بایر (ترکی)	-	پہاڑی	آغا (ت)	آ	آقا۔ ملکا۔ ترکی میں نام
باش آغریسی (ترکی)	باش آرسی	دردسر			کے بعد اور عربی میں پہلے
باشی بوزوق (ترکی)	..	دیوانہ۔ سولجر			بولا جاتا ہے۔
بک (ت)	..	بیگ صاحب۔ کرنیل	آغریسی (ت)	آرسی	درد
		اور لفٹنٹ کرنیلوں کا خطاب	آلائی (ت)	-	رجمنٹ
بیک (ت)	بن	ہزار	اراسہ (ت)	-	جھگڑا
بوک امینی (ت)	..	کمپنی کا منشی	اشاغہ (ت)	آشا	نچلا - پائیں

لفظ	تلفظ	معنی
بانغ ۔ (ترکی)	باگ	تاکستان
باغلر باشی (ترکی)	باگلر باشی	تاکستانوں کی چوٹی
باش (ترکی)	-	سر
باش چاوش (ت)	-	ہیڈ سارجنٹ
بیرق (ت)	-	جھنڈا ۔ علم
بیلی (بلغاری)	-	سفید
بُلوک (ت)	-	کمپنی
بویون (ت)	-	گردن
بورون (ت)	..	ناک ۔ استعارتاً راس
چرخہ (چرکس)	-	بے سپر تلوار
جِفتلک	-	ضیاع ۔ کھیت
زاروچ (رومانوی)	-	فرزند زار
دَلہ (ت)	-	زیادہ
دَلی (ت)	-	دیوانہ
دمیر یولی (ت)	..	راہ آہن
دربند (ت)	-	خاکنائے
دَرَہ (ت)	-	وادی ۔ دریا
دوبورا ستنزی	(رومانوی)	فوج مستحفظہ
ڈو۔ سویڈانیا	(سربی)	الوداع
ڈوناو	(بلغاری سربی)	ڈنیوب
ارکان حرب (ت)	ارکیانِ حرب	جنرل سٹاف
اُسکی (ت)	-	پُرانا

لفظ	تلفظ	معنی
فنا (ت)	-	بُرا
فِرقہ (ت)	-	ڈویژن
گاوُر (ت)	-	کافر
گورنا (بلغاری)	-	بالائی
خانہ (ت)	حانہ	مکان ۔ عمارت
احتیاط (ت)	اختیاط	اول ریزرو
استمبولی (ت)	-	قسطنطنیہ
قائم مقام (ت)	-	لفٹنٹ کرنیل ۔ گورنر ضلع
قالپاق (ت)	-	ٹوپی
قانلی (ت)	-	خونی
قراش (بلغاری)	-	چھوٹا بادبانی جہاز
خان (ت)	حان	سراے
کاتِب	کیاتب	منشی
گوِی (ت)	-	موضع
دَوَہ	-	اونٹ
ڈونا (بلغاری)	-	نچلا نشیبی
ڈونایا (رومانوی)	-	ڈنیوب
آفندی		صاحب ۔ آقا ۔ لفٹنٹ کرنیل سے کم مرتبہ کے فوجی افسروں کا خطاب مثلاً عیسیٰ آفندی یعنی میجر عیسیٰ ۔

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
اسکان حرب مکتبی		جنرل اسٹاف کا افسر بننے کا مدرسہ	میر آلائی میرالوا (ت)	-	کرنیل جنیل بریگیڈ
اُوت (ت)		ہاں	موسکو فلو (ت)	-	مسکوبی - روسی
فریق (ت)	-	جنرل ڈویژن	مُشیر (ت)	-	مارشل
فرانسز (ت)	-	فرانسیس - فرنچ	نفر (ت)	-	سپاہی
گورا (بلغاری)	-	پہاڑ	نووی (بلغاری)	-	نیا
قرش (ت)	گورش	پیاستر (سو قرش کا ایک لیرہ ہوتا ہے)	اون باشی (ت)	-	کارپورل
			پادشاہ (ت)	-	سلطان
اعدادیہ (ت)	-	اعلیٰ فوجی مدرسہ	پارا (ت)	-	نقدی - نیز مسی سکہ ایک پیاسٹر کے چالیس پارے
انگلز (ت)	-	انگریز - انگریزی			
ایچ آغریسی	ایچ آریسی	اسہال	پشتمتش بک (رومانوی)	-	ایجوٹنٹ - نائب
کالالماشی	(رومانوی)	گنبھو غیبی ملیشیا فوج	پلانینا (بلغاری سلاو)	-	کوہسار
قان (ت)	-	خون	راسی اوری (رومانوی)	-	باقاعدہ کیولری
قرا	-	سیاہ	رشدیہ (ت)	-	ابتدائی جنگی مدرسہ
قواص	-	پولیس مین (کنسٹبل)	سیلو (بلغاری)	-	موضع
کافر	کیافر	کافر - مشرک	سرا (ت)	-	محل
قِشلہ (ت)	-	بارکیں	سرعسکریت (ت)	-	وزارت حربیہ
قول (ت)		بازو (جسم) کا اور نیز فوج کا	سردار اکرم (ت)	-	کمانڈر انچیف سپہ سالار
قول آغاسی (ت)	قول آیاسی	میجر کا ایجوٹنٹ	قول اردو سی (ت)	-	کور - اردو کا حصہ
قوناق (ت)	-	مکان ہوٹل - کچہری	قُلاہ (ت)	-	برج
کوپری (ت)	-	پل	قوتو (ت)	-	چاہ - چشمہ
صیرار (ت)	-	تنکی پوشید (دہ تھلنگہ)	لوار (ت)	-	بریگیڈ
مالا (بلغاری)	-	محلہ	مالی (بلغاری)	-	چھوٹا

لفظ	تلفظ	معنی
مکتب لی (ت)	..	عالم - امتحان پاس شدہ افسر
مقدم (ت)	..	ردیف یا ریزرو صنف اوّل
مہندسخانہ	مہندسانہ	مدرسہ توپخانہ
مُستحفظ (ت)	..	آخری ریزرو فوج
نظامیہ (ت)	..	کارکن فوج
اون (ت)	..	دس
اُردو (ت)	-	فوج - کیمپ
پلنکہ (ت)	..	قلعہ
پاشا (ت)	..	صاحب - والی - نیز جرنیلوں کا خطاب
پک (ت)	..	بہت - زیادہ
راہنی کا (بلغاری)	-	نالہ
رومیلی (ت)	-	یورپین ٹرکی
سنجق (ت)	-	جھنڈا - ضلع
سنجقدار	..	بیرقدار - علم بردار
سرعسکر (ت)	-	وزیر حرب
سردار (ت)	-	کمانڈر - کیدان
سو رم (ت)	-	مَیں محبت کرتا ہوں
سیوِک (ت)	مصدر	محبت کرنا
سویلیق (ت)	مصدر	بولنا
سپاتی اوّل		ہسپانوی و پرتگیزی نسل کے یہودی

لفظ	تلفظ	معنی
صُو (ت)	-	آب - دریا
طابور (ت)	-	پلٹن
طُلیعہ (ت)	-	شناسر
چایُ (ت)	-	نالہ
تپہ (ت)	-	پہاڑی
تسلیم (ت)	-	اطاعت گزینی ہتھیار ڈالدینا
توتون ت	-	تمباکو
وَلیکی (بلغاری)	-	بڑا
ربچ (رومانوی)	-	بیٹیا
یاور (ت)	-	ایڈیکانگ
ینی (ت)	-	نیا
یوق (ت)	-	نہیں - کوئی نہیں
یول (ت)	-	راستہ - سڑک
یوزباشی (ت)	-	کپتان
ضابطیہ	ضابطیہ	فوجی پولیس -
سلیوویتزہ (سربی)	-	شراب آلوچہ
سویلیمق (ت)	-	نہ بولنا
ستاری (بلغاری)	-	بوڑھا - قدیم
طابیہ (ت)	-	باڑی - مورچہ
تالی (ت)	-	ردیف صنف دوم
طاش (ت)	-	پتھر
چرنی (بلغاری)	-	سیاہ

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
ترسخانہ	ترسانہ	جنگی کارخانہ بحری یا بری	یوقاری (ت)	-	بالائی - اوپر کا
طونہ (ت)	-	ڈینیوب	یوز (ت)	-	سو
توتونجی	-	تنباکو فروش	ثالثہ (ت)	ثالثہ	ردیف صنف سوم
ولایتی (ت)	-	ملک - صوبہ	ثالثہ (عربی)		تیسرا
دوو ا (بلغاری)	-	آب - دریا	ثانی	ثانی	دوم
یدی (ت)	-	سات			
یشیل (ت)	-	سبز			

ترکی حروف اعداد و شمار یہ ہیں - بر - ۱ - ایکی ۲ - اوچ ۳ - دورت ۴ - بش ۵ - آلتی ۶ - یدی ۷ - سکز ۸ - طقوز ۹ - اون ۱۰ - یکرمی (یرمی) ۲۰ - اوتوز ۳۰ - قرق ۴۰ - ایلی ۵۰ - آلتمش ۶۰ - یتمش ۷۰ - سکسان ۸۰ - طقسان ۹۰ - یوز ۱۰۰ - بیک (بن) ہزار - بیک سکز یوز طقسان سکز ۱۸۹۸ +

۱۱-م ب　　　　　　۹۴۹۱۶

محاربات نلیعونا

حصہ اول ۲

۴ - ۱۲ - اول

۶/۳/ ... مسعود ۲۵

2 SEP 1950